سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعۃ المبارک' ہفتہ 20' 21۔ جون 1997ء

(آدینہ' شنبہ 14' 15۔ صفر المظفر 1418ھ)

جلد' 5 شمارہ' 10' 11

مندرجات

جمعۃ المبارک' 20۔ جون 1997ء

(جلد 5' بشمول شمارہ جات : تا 17)

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------------- 668

اراکین اسمبلی کی رخصت ---------------- 669

میزانیہ بابت سال 98-1997ء پر بحث (---------جاری) ---------------- 671

ہفتہ' 21۔ جون 1997ء

(جلد' 5 شمارہ 11)

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------------- 736

اراکین اسمبلی کی رخصت ---------------- 737

سالانہ میزانیہ بابت 98-1997ء پر بحث (---------جاری) ---------------- 738

مسودہ قانون' ادارہ محتسب پنجاب 1997ء کے بارے میں
مجلس خصوصی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا ---------------- 769

سالانہ میزانیہ بابت 98-1997ء پر بحث (---------جاری) ---------------- 769

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

جمعتہ المبارک 20 جون 1997ء

(آدینہ 14 صفر المظفر 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح سوا نو بجے زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر (سردار حسن اختر موکل) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا o الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَیَکْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ط وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا o سورۃ النساء۔ آیت 34 تا 37

اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔ o جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل سکھائیں اور جو (مال) اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اسے چھپا چھپا کے رکھیں اور ہم نے ناشکروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے o

وماعلینا الاالبلاغ o

جناب ڈپٹی سپیکر ، رات ایک بڑا افسوس ناک واقعہ ہوا جس میں معزز رکن اسمبلی چودھری شاہد اکرم بھنڈر کے بہنوئی اور سینئر چودھری محمد انور بھنڈر کے داماد ایک حادثہ میں جاں بحق ہو گئے ہیں ۔ دس بجے ڈیفنس سے ان کا جنازہ اٹھایا جائے گا ۔ جو ساتھی اس میں شریک ہونا چاہیں ان کے لیے اطلاعاً عرض ہے ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

جناب حاجی غلام رسول خان شادی خیل

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست جناب حاجی غلام رسول خان شادی خیل صاحب، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ مجھے حلقہ میں ضروری کام ہے۔ مجھے جمعہ اور ہفتہ دو دن کی چھٹی دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب سوال یہ ہے۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب چودھری نذیر احمد

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست جناب چودھری نذیر احمد، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ بوجہ علالت اور فلو آج 19 جون 1997ء اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ براہ کرم میری چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب حاجی محمد اشرف کلیار

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب حاجی محمد اشرف کلیار' رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ بوجہ ذاتی مجبوری مجھے ایک یوم کے لیے اسمبلی سے غیر حاضر رہنا پڑا ہے۔ مہربانی کر کے ایک یوم مورخہ 18 جون 1997ء کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ایس اے حمید

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب ایس اے حمید' رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ 13 جون 1997ء بروز جمعہ کو ایک عزیز کے انتقال کی وجہ سے اجلاس Attend نہ کر سکا۔ اس روز کی رخصت منظور کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

(جاری)...........

جناب ڈپٹی سپیکر: تو بحث پہ آغاز کیا جاتا ہے۔ اپوزیشن کے دوستوں کی طرف سے پہلا نام میاں منظم خان ونو صاحب کا ہے ...... غالباً وہ تشریف نہیں رکھتے۔

نواب زادہ منصور احمد خان: جناب سپیکر! آج کا اجلاس چار بجے شام ہونا ہے یہ ہمیں تحریری طور پر بتایا گیا تھا لیکن کل جناب سپیکر! نے اجلاس چار بجے شام کی بجائے آج صبح 9 بجے طلب فرما لیا اس لیے ان کے آنے میں کچھ تاخیر ہو گئی ہے اگر ان کی جگہ پر مجھے اجازت دے دیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بسم اللہ کیجیے۔

نواب زادہ منصور احمد خان: شکریہ جناب سپیکر! ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مشہور و معروف اسلامی مفکر ابن خلدون جن کی 44 سے زائد تصانیف پوری دنیا کی بڑی بڑی لائبریریوں میں نہ صرف محفوظ ہیں بلکہ ان کی تعلیمات اور اقوال سے اقوام عالم مستفید ہو رہی ہے۔ ان کا ایک قول ہے کہ "ایک تاجر پیشہ شخص کبھی بھی اچھا حکم ران ثابت نہیں ہو سکتا"۔ جناب سپیکر! تاریخ کبھی جھوٹ نہیں بولا کرتی، اسلامی مفکر کبھی غلط نہیں کہا کرتے اور جب بھی کسی فرد پر زوال آتا ہے، جب بھی کسی جماعت پر زوال آتا ہے، جب بھی کسی حکم ران پر زوال آتا ہے تو سب سے پہلے ان کے ذہن پر زوال آتا ہے۔

(اس مرحلے پر میاں عثمان ابراہیم کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا! حکومت پنجاب نے پنجاب میں بسنے والے 7۔ کروڑ عوام کو یہ مژدہ سنایا ہے کہ جوئے جیسے غیر شرعی کام پر ٹیکس لگا کر اسے legalize کر دیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اس سے پنجاب کی آمدنی میں اضافہ ہو گا، خسارے کو کم کرنے کا موقع ملے گا۔ یہاں جناب سپیکر! میں آپ کو یاد کرواتا چلوں کہ 1977ء میں جب اس وقت کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم اور پیپلز پارٹی کی حکومت کے خلاف قومی اتحاد کا وجود عمل میں آیا تو اس وقت پاکستان مسلم لیگ بھی اس قومی اتحاد میں پیش پیش تھی اور اس زمانے میں جتنے بھی پیپلز پارٹی کے خلاف سنگین charges لگائے گئے تھے ان میں ایک charge یہ بھی تھا کہ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے ریس کورس کو جوئے کا اڈا بنا کر،

اس پر ٹیکس لگا کر اسے قانونی حیثیت دی ہے ۔ مسلم لیگ کے رہ نما اور مقررین سخت غم و غصے میں تھے ' بہت پیچ و تاب کھاتے تھے اور اس قانون کے خلاف طرح طرح کی تقریریں کرتے تھے۔ اسے condemn کرنے کے لیے پورے ملک میں تحریک چلائی گئی ۔ جناب سپیکر! اس زمانے میں پاکستان مسلم لیگ کے حصے بخرے نہیں ہوئے تھے اور تمام مسلم لیگی پیر صاحب پگاڑا کی قیادت میں متحد تھے ۔ اس زمانے میں تو تحریک چلائی گئی لیکن سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ 20 ۔ سال پہلے تو اس غیر شرعی کام کے خلاف تحریک چلائی گئی تھی اور 20 ۔ سال بعد ایک دم پاکستان مسلم لیگ کو یہ کس طرح خیال آیا کہ یہ غیر شرعی کام اب شرعی ہو چکا ہے ' اب قانونی حیثیت اختیار کر چکا ہے ۔ جناب والا! اگر حکومت نے غیر شرعی کاموں کو legalize کرنے کا سوچ ہی لیا ہے اور انھوں نے پنجاب کے خسارے کو اسی طرح کم کرنا ہے ' حکومتی خزانے کو بھرنا ہے تو پھر ہیروئن جیسے مکروہ دھندے کو بھی کھلے عام کر کے اس پر ٹیکس لگا دیا جائے اس طرح آپ کا خسارہ بھی کم ہو جائے گا اور حکومتی خزانہ بھی پورا ہو جائے گا ۔

اس کے علاوہ شراب پر سے پابندی ہٹا لی جائے۔ اس پر بھی ٹیکس کا نفاذ کر دیا جائے اس سے بھی خاصی آمدنی ہو گی۔ اس سے بھی آپ کا deficit کم ہو گا۔ اس سے صوبائی خزانہ بہت جلد بھر جائے گا ۔ اور جناب سپیکر! اگر یہی سلسلہ جاری رکھنا ہے تو پنجاب کے طول و عرض میں قحبہ خانے اور جسم فروشی کے اڈے بھی کھول دیے جائیں ' ان پر بھی ٹیکس نافذ کر دیا جائے ۔ جب آپ نے تمام غیر شرعی کام legalize کرنے ہیں۔ حکومت کا خزانہ بھرنا ہے تو پھر آپ ایسے تمام کام کیجیے ۔ یہاں پنجاب کو ہانگ کانگ' سنگاپور بنا دیجیے تاکہ ان غیر شرعی دھندوں سے آمدنی ہو ' آپ کے خزانے پورے ہوں ۔ جناب سپیکر! میں پوچھتا ہوں کہ کیا ایسے ہتھکنڈوں سے خسارے پورے ہوں گے ؟' کیا حکومت وقت کو اس کے علاوہ کوئی شریفانہ طریقہ آمدنی نظر نہیں آتا؟

جناب سپیکر ! صدر پاکستان نے جب PDF حکومت کو برطرف کیا۔ تو ان کے charges میں ایک سنگین charge امن و امان کی صورت حال تسلی بخش نہ ہونا قرار دی گئی۔ اب آپ ہی بتائیے جناب سپیکر! آپ ہی انصاف فرمائیے کہ کیا آج امن و امان کی صورت حال تسلی بخش ہے؟ بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ امن و امان نام کی چیز کا وجود تک باقی نہیں' sectarian violance اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے ۔ حکومت پنجاب ایک سیکرٹری اس کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں ' آپ کے ضلعے سے تعلق رکھنے والے ' آپ کے ضلعے میں تعینات ایک ایس ایس پی ڈیوٹی کے دوران شہید ہوئے' خانہ فرہنگ ایران

ملتان ، خیر پور ٹامیوالی ، لودھراں ، میلسی ، گوجرانوالہ ، فیصل آباد ، لاہور اور ان گنت شہروں میں ایسی وارداتیں وقوع پذیر ہوئیں جن کے نتیجے میں کئی بے گناہ سنی اور شیعہ حضرات مارے جاتے رہے۔ law enforcing agencies کا بھرم تک باقی نہ رہا ، ڈکیتوں اور دہشت گردوں کے ہاتھوں سے کسی بھی شعبے سے تعلق رکھنے والے لوگ ڈاکٹر ، انجینئر ، پولیس ، ضلعی انتظامیہ اور یہاں تک کہ مسجدیں اور امام بارگاہیں تک محفوظ نہ رہیں۔-----

جناب اختر محمود ایڈووکیٹ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب چیئرمین : جی فرمائیے !

جناب اختر محمود ایڈووکیٹ : جناب والا معزز رکن لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں جس کی ایوان میں اجازت نہ ہے ۔

جناب چیئرمین: نواب زادہ صاحب ، ویسے آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ امن و امان کے مسئلے پر بڑی سیر حاصل بحث ہوئی تھی اور اس دن تقریباً 19 ۔ ارکان اسمبلی نے اس بحث میں حصہ لیا تھا اور یہ بات point out کی گئی تھی کہ اپوزیشن کی طرف سے ایک ممبر نے بھی امن و امان پر بحث میں حصہ نہیں لیا۔ جس سے یہ تاثر ابھرا تھا کہ شاید امن و امان کی صورت حال بہتر ہو گئی ہے ۔

نواب زادہ منصور احمد خان : جناب والا پارلیمانی روایات یہ ہیں کہ جب بحث پر debate ہو تو anything under the sun یہاں بات ہو سکتی ہے ۔ اس پر کوئی قدغن نہیں لگ سکتی اور جہاں تک لکھی ہوئی تقریر پڑھنے کا تعلق ہے تو points پڑھنا کوئی جرم نہیں۔ جناب سپیکر! points ہمیشہ پڑھے جاتے ہیں ۔ آپ فاضل ممبر کو یہ بات بتائیے ۔ مجھے آپ روک نہیں سکتے ، میں نے debate کرنی ہے ، میں نے speech کرنی ہے اگر اپوزیشن کی بات آپ نہیں سنیں گے ، اگر اپوزیشن کو آپ ساتھ لے کر نہیں چلیں گے ، اگر آپ اپوزیشن کو برداشت نہیں کریں گے تو پھر بتائیے کہ جمہوریت کیا ہے ؟ کیونکہ پارلیمانی نظام کا حسن بھی یہ ہے ، اس ایوان کا حسن بھی یہ ہے کہ آپ اپوزیشن کو زیادہ سے زیادہ موقع دیں اور کسی قسم کی interruption پیدا نہ کریں۔

جناب چیئرمین: نواب زادہ صاحب! اپوزیشن کا بھی فرض ہے کہ جب سپیکر بول رہا ہو تو اس کی پوری بات پہلے سن لے ۔

نواب زادہ منصور احمد خان : میں معذرت چاہتا ہوں ۔

جناب چیئر مین : ہم نے تو اس دفعہ بڑا وقت دیا ہے اور کھوسہ صاحب بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ ہم نے آپ کو unlimited time دیا ہے ۔ دوسرا اگر آپ لکھی ہوئی تقریر پڑھنا چاہتے ہیں تو مجھ سے اجازت طلب کر لیں میں اجازت دے دوں گا کیونکہ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

نواب زادہ منصور احمد خان : جناب والا! میں صرف points پڑھ رہا ہوں ۔

جناب چیئر مین : جی بہتر ہے جاری رکھیں ۔

نواب زادہ منصور احمد خان : جناب سپیکر ! اگر آپ کی crime chart پر نگاہ ہو تو آپ 17 ۔ فروری 1997ء سے لے کر آج تک دیکھیے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ پچھلے ایک سال کے مقابلے میں صرف سو دنوں میں crimes بہت زیادہ بڑھے ہیں ۔ sectarian violance, law & order کا بہت زیادہ crimes chart پر crimes بڑھے ہیں ۔ لاء اینڈ آرڈر کا بہت زیادہ مسئلہ پیدا ہوا ہے اور آگے اللہ خیر کرے ۔ جناب والا ! جو حاکم عوام کو جان و مال کا تحفظ فراہم نہیں کر سکتے ان کو حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ۔ اس صوبے میں لاء اینڈ آرڈر اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک آپ اس پولیس ڈیپارٹمنٹ کی اصلاح نہیں کریں گے جس کے بارے میں عدالت عالیہ کے ریمارکس بطور ثبوت موجود ہیں کہ یہ پولیس والے dacoits in uniform ہیں ۔ جناب سپیکر ! جب ایک سنگین جرم کے مقدمے میں نامزد ملزم جسے بعد میں تھانے والے خطر ناک اور اشتہاری قرار دے دیں اور آپ اشتہاری کو نظر انداز کرتے ہوئے ڈائریکٹ پولیس انسپکٹر بھرتی کریں گے تو پھر یہ معاملہ تو ہو گا ۔ جب ایک انسپکٹر سفید کپڑوں میں ملبوس اپنے دیگر ساتھیوں سمیت ایک بس کو لوٹتے ہوئے اپنی ہی پولیس کے دوسرے ساتھیوں کے ہاتھوں' رنگے ہاتھوں پکڑا جائے گا ۔ اور اسے کچھ نہیں کہا جائے گا اسے کسی قسم کی کوئی سزا نہیں دی جائے گی ۔ کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی جائے گی اسی طرح جب جناح ہسپتال لاہور کے چوک پر تعینات کنسٹیبل اپنی ڈیوٹی ختم ہونے کے بعد اپنا لباس تبدیل کر کے' اسی چوک کے میڈیکل سٹور کو لوٹتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا جائے گا تو اس کے خلاف کسی قسم کی بھی کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی جائے گی ۔ جناب والا ! جب اہل محلہ ایک ڈاکو پکڑ لیں گے ۔ اور اس ڈاکو کو اپنے متعلقہ تھانے میں پرچہ درج کروانے کے لیے لے جائیں گے تو تھانے جا کر یہ پتا چلے گا کہ یہ ڈاکو اسی تھانے کا ایس ایچ او

ہے تو آپ ہی بتائیے کہ پھر law and order کس طرح restore ہو گا؟ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال تو مزید bad to worse ہو گی۔ جناب والا! میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ جب پولیس والے ڈاکوؤں اور دہشت گردوں سے بھتا لے کر وارداتیں کروائیں گے تو پھر لاء اینڈ آرڈر کبھی بھی restore نہیں ہو گا اور میں اسی طرف نشاندہی کر رہا ہوں میں صرف آپ کی اصلاح کے لیے کہہ رہا ہوں کہ اگر آپ نے محکمہ پولیس میں اصلاح نہ کی۔ اگر آپ نے اس محکمے کی کالی بھیڑوں کو ------

جناب چیئرمین (میاں عثمان ابراہیم) ۔ نوابزادہ صاحب آپ ذرا تصحیح فرما لیں ۔ آپ نے کہا ہے کہ "میں آپ کی اصلاح کے لیے بات کر رہا ہوں۔" آپ مخاطب مجھ سے ہیں تو آپ "کس کی اصلاح کر رہے ہیں"؟

نوابزادہ منصور احمد خان ، حکم رانوں کی ۔ آپ حکم رانوں کے نمائندے ہیں ۔ آپ اس وقت سپیکر ہیں۔ مجھے معلوم ہے۔جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ محکمہ پولیس کی اصلاح کے لیے اس محکمے میں ان کالی بھیڑوں اور گندے انڈوں کو جو محکمے کے لیے ناسور بن چکے ہیں ان کو نکالنا بہت ضروری ہے ۔ ان کی نشان دہی کرنا نہایت ضروری ہے ورنہ آپ فنڈز مختص کر لیجیے آپ انھیں ٹریننگ دے لیجیے ، آپ انھیں جدید اسلحہ سے لیس کر لیجیے لیکن یہ کبھی بھی لاء اینڈ آرڈر restore نہیں کر سکیں گے۔

جناب سپیکر! زراعت کا شعبہ زوال پذیر اور حکومت کی بے توجہی کا شکار ہے اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایک زرعی ملک کی زراعت کی یہ پوزیشن ہے جس کا زیادہ تر دار و مدار زراعت پر ہے ۔ جناب والا! حالیہ کچھ عرصے سے climatic اور monsoonic change آنے سے پنجاب کے طول و عرض پر بارشوں آندھیوں اور ژالہ باری کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ جس سے کسان کاشت کار کی پکی پکائی فصل گندم ، ثمار، باغات ثمر تباہ ہو گئے ہیں اور اس climatic اور monsoonic change نے کاشت کاروں اور کسانوں کو بے حال کر دیا ہے ۔ حکومت وقت کا فرض تھا کہ ضلعی انتظامیہ سے ایسے اضلاع کی رپورٹ منگواتی جہاں کسان کا اس قسم کا حال ہوا ان کی تمام فصل اور باغات ثمر تباہ ہوئے اور اسے اس کی روشنی میں calamity affected area declare کرتے لیکن یا تو حکم رانوں نے ضلعی انتظامیہ سے رپورٹ منگوانے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی یا پھر انھیں ضلعی انتظامیہ نے جو رپورٹ دی ہے وہ سب اچھا ہے کی رپورٹ ہے۔ جو کہ بالکل غلط اور بے

بنیاد ہے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس مسئلہ پر حکومت وقت فوری طور پر ضلعی انتظامیہ سے رپورٹ منگوائے اور ایسے اضلاع کو calamity affected area declare کرے تاکہ وہاں کے کسان اور کاشت کار کو کچھ relief مل سکے۔جناب والا! دوسری طرف صورت حال یہ ہے کہ بارانی علاقے بالخصوص ضلع میانوالی اور بھکر میں بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے گندم اور چنے کی فصل کاشت نہیں ہو سکی۔ یوں آپ کاشت کاروں کی زبوں حالی کا ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔جناب والا! زرعی دفاتر میں سرکاری ملازمین اور افسران کا کسان اور کاشت کار سے کسی قسم کا کوئی رابطہ نہیں۔ وہ فیلڈ میں جانے کی زحمت گوارا نہیں کرتے، کسانوں اور کاشت کاروں کو مفید مشورے نہیں دیتے۔ یہی حالت horticulture کی ہے۔ horticulture کا شعبہ تو موجود ہے لیکن باغات ثمر کے لیے اس شعبہ کا کسی بھی کسان کسی بھی کاشت کار کے ساتھ کوئی تعلق کوئی واسطہ کوئی رابطہ نہیں۔ جناب والا! اگر آپ نے زراعت کی طرف توجہ دینی ہے تو پھر ان باتوں پر نظر رکھنی ہو گی۔ آپ کو محکمے کے افسران اور ملازمین کو سختی کے ساتھ کہنا ہو گا کہ وہ کسان کاشت کار کے ساتھ رابطہ قائم کریں انھیں مفید مشورے دیں اور سمجھائیں کہ اس وقت وائرس کی کیا پوزیشن ہے اس سے بچاؤ کا کیا طریقہ ہونا چاہیے؟ جناب والا! میں خاص طور پر ایک بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہوں اور آپ کے توسط سے اس ایوان کے نوٹس میں لانا چاہوں کہ ضلع مظفر گڑھ، ضلع ملتان اور ضلع رحیم یار خان یہ تین ایسے اضلاع ہیں جہاں آموں کی کثیر فصل کاشت ہوتی ہے۔ یہاں باغات ثمر، آموں کی کوالٹی، ان کے flavour essence کا کے حساب اور زمین کی fertility کے حساب سے آپ اسے California of Punjab کہہ سکتے ہیں۔ ان تین اضلاع کی آموں کی فصل ژالہ باری، بارشوں اور آندھیوں کی وجہ سے مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہے لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت تک حکومت نے کسان کاشت کار کو کسی قسم کا کوئی incentive نہیں دیا۔ کسی قسم کا relief دینے کی کوشش نہیں کی اور آپ دیکھیے کہ یہی تین اضلاع ہیں کہ جو ملک کی اکثر و بیشتر منڈیوں میں آم کی سپلائی کرتے ہیں۔

جناب والا! کھاد اور بجلی کے نرخ بھی بہت زیادہ بڑھ چکے ہیں جو کہ کسان اور کاشت کار کی استعداد سے بہت آگے جا چکے ہیں اور اب تو حال یہاں تک ہے کہ کسانوں نے بجلی کے ٹیوب ویلز کے کنکشن کٹوا لیے ہیں اور اس کی جگہ متبادل کے طور پر ڈیزل انجن کے ساتھ زمینیں سیراب کرنا شروع کر دی ہیں۔ لیکن اب ڈیزل کے نرخ بھی بڑھ گئے ہیں جس سے کسان اور کاشت کار کی پریشانی میں مزید اضافہ ہوا ہے۔جناب والا! pesticides ایک ایسی چیز ہے۔ جناب والا! یہ گھٹیا

آپ نے خود بجائی ہے؟ یہ ظلم تو نہ کریں۔

جناب چیئرمین، آپ کو 20 منٹ ہو گئے ہیں اور آج جمعہ ہے آپ کے علاوہ اور مقررین نے بھی بولنا ہے۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب والا! یہ 20 منٹ تو آپ کی باتوں میں بھی ہوئے ہیں اس ممبر صاحب کی موجودگی میں بھی ہوئے ہیں۔ یہ میرے کھاتے میں نہ ڈالیں آپ نے خود ہی فرمایا ہے کہ ہم اپوزیشن کو maximum time دے رہے ہیں اس پر عمل کر کے بھی دکھائیں ہم آپ کی اس بات کو سراہتے ہیں آپ مجھے ٹائم تو دیں----

جناب چیئرمین، ٹائم دیا ہے ۔ نوابزادہ صاحب بات سنیں۔۔۔۔۔ آج جمعہ ہے اور آپ کے علاوہ 17 معزز اراکین اسمبلی نے اس بحث میں حصہ لینا ہے ۔

نوابزادہ منصور احمد خان، ابھی تو کل کا دن بھی ہے۔

جناب چیئرمین، میں آج کے دن کی بات کر رہا ہوں یہ آج کی لسٹ ہے کل کے لیے دوسری لسٹ ہے۔ 20 منٹ ہو گئے ہیں آپ wind up کریں۔

نواب زادہ منصور احمد خان ، جناب سپیکر ! آپ کی اجازت سے مجھے تھوڑا سا مزید ٹائم درکار ہو گا۔ جناب والا ! میں pesticides کی بات کر رہا تھا اس کے نرخ کسانوں اور کاشت کاروں کی استطاعت سے بہت باہر ہیں اور حکومت ڈیلرز کو 40/30 فی صد کمشن دیتی ہے جس سے ڈیلر آگے ریڈیو ، ٹیلی ویژن اور اخبارات میں کروڑوں روپے کے اشتہار دیتے ہیں۔ اور پھر ان ادویات میں ملاوٹ بھی کرتے ہیں اگر حکومت خود directly یہ اپنے ہاتھ میں لے لے اور یہ ادویات کسان کو directly اپنے دفاتر کے through پہنچائے تو اس سے نرخ 50 فی صد سے بھی کم ہو جائیں گے اور ملاوٹ کا بھی امکان نہیں رہے گا ۔ جناب سپیکر ! مشرقی پنجاب ہندوستان کا رقبے کے اعتبار سے ہمارے پنجاب سے رقبے میں بہت کم ہے۔ لیکن اپنے ملک کی 90 کروڑ افراد کی آبادی کے لیے زرعی اجناس مہیا کرتا ہے اور خود کفیل ہے ۔ جناب والا ! کیا وجہ ہے۔ کیا ہمارا کسان کاشت کار نا اہل ہے سست ہے؟ ہرگز نہیں ایسی بات نہیں۔ جناب سپیکر ! صرف فرق یہ ہے کہ وہاں پر farm to market roads موجود ہیں۔ لیکن یہاں farm to market roads نہ ہونے کے برابر ہیں ۔ جہاں پر سڑکیں موجود ہیں وہ بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں ۔ جناب والا ! یہاں پر میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ crop insurance

یہاں پر موجود نہیں۔ اس سے کسان کو incentive مل سکتا ہے ۔ جناب والا ! ایک خاص طور پر میں بات کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اگر حکومت کی طرف سے ہمیں کسان کاشت کار کو incentive دیے جائیں اور اگر ان کی فصل تباہ ہو تو انہیں relief دیا جائے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ یہاں پر زرعی اجناس چاہے آٹا، چاول، چینی ہو۔ ان کا بحران کبھی نہیں آئے گا ۔ آپ کو بیرون ممالک سے یہ چیزیں درآمد بھی نہیں کرنی پڑیں گی ۔ جناب والا آپ نے پھر گھنٹی بجا دی ۔ اب یہ ظلم نہ کریں میں اتنی لمبی بات نہیں کروں گا تھوڑا سا ہی وقت اور لوں گا ۔

جناب چیئرمین ، آپ اب wind up کریں ۔

نوبزادہ منصور احمد خان ، جناب والا ابھی تو میں start لے رہا ہوں ۔ ابھی تو take off کر رہا ہوں ۔ آپ کی مہربانی ہے آپ مجھے تھوڑا سا اور وقت دے دیں ۔

جناب چیئرمین ، معظم وٹو صاحب بھی تشریف لے آئے ہیں انہوں نے بھی بات کرنی ہے ۔

نوابزادہ منصور احمد خان ، جناب والا وہ بھی ضرور خطاب فرمائیں ۔

جناب چیئرمین ، اب جناب آپ ایک دو منٹ میں wind up کریں ۔

نوابزادہ منصور احمد خان ، جناب سپیکر ! کالا باغ ڈیم کا میں خاص طور پر ذکر کروں گا کہ کالا باغ ڈیم کے متعلق موجودہ وزیر اعظم نے اپنے پچھلے دور میں بھی قوم سے وعدہ فرمایا تھا اور بڑے بلند بانگ دعوے بھی کیے تھے کہ یہ اسی tenure میں مکمل ہو جائے گا اور پھر اسی وعدے کا اسی عہد کا اب دوبارہ انہوں نے اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ کالا باغ ڈیم ضرور بنے گا ۔ لیکن بد قسمتی دیکھیے کہ کالا باغ ڈیم تو کیا بننا ہے انہوں نے بجٹ میں reflect ہی نہیں دیا ، سرے سے کوئی فنڈز مختص ہی نہیں کیے ۔ جناب والا یہ ایک قومی منصوبہ ہے۔ اس سے نہ صرف صنعتی شعبے میں انقلاب آئے گا بلکہ زرعی معیشت میں سبز انقلاب آئے گا ۔ اس لیے اس قومی منصوبے کو فی الفور شروع کرنا چاہیے ۔

جناب چیئرمین ، اب آپ آخری بات فرمائیں ۔

نوابزادہ منصور احمد خان ، جناب والا ! تھوڑا سا وقت آپ مجھے عنایت فرما دیں میں اپنے اپوزیشن کے ایک دوست کا وقت آپ سے مانگ رہا ہوں ۔ میں اپنی بات مکمل کر لوں گا ۔

جناب چیئرمین ، مقررین کی لسٹ 18 تک تھی وہ اب 22 تک پہنچ چکی ہے ۔ چار دوسرے اراکین اسمبلی نے بھی بولنے کے لیے درخواست کی ہے ۔

زادہ منصور احمد خان ، جناب والا اپوزیشن کے ایک رکن کی جگہ آپ مجھے بولنے کی اجازت دیں ۔

ب آصف علی ملک ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں اس سلسلے میں آپ کی رولنگ چاہوں گا ۔ تین چار دفعہ warn کرنے کے بعد بھی اگر ایک معزز رکن اپنی تقریر کو جاری رکھیں گے تو کیا مقررین کو بھی اتنا ہی وقت ملے گا؟

ب چیئرمین ، یہ میرے لیے نہیں نوابزادہ صاحب کے لیے سوچنے والی بات ہے ۔ نوابزادہ صاحب ، آپ آخری بات کریں ۔

بزادہ منصور احمد خان ، جناب والا ! آپ مجھے تھوڑا سا وقت دے دیں میں ابھی اپنی بات کو ختم ر دیتا ہوں ۔ احتساب ایکٹ کے حوالے سے جناب سپیکر ! میں آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ یہ یک طرفہ سباب ایکٹ قومی اسمبلی کی طرف سے پاس کیا گیا ہے ۔ اب تو اس پر صدر پاکستان نے بھی یش کا اظہار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس قسم کے احتساب ایکٹ میں آپ ترامیم کیجیے ۔ روزنامہ ائے وقت" نے بھی دو روز پہلے اپنے editorial میں لکھا ہے کہ صدر پاکستان کی تشویش بالکل ست ہے اور اس ایکٹ کو درست کرنے کی ضرورت ہے ۔ جناب والا یہ احتساب یک طرفہ نظر نہیں چاہیے ۔

ب چیئرمین ، شکریہ' نوابزادہ صاحب !

بزادہ منصور احمد خان ، نہیں' جناب شکریہ کیسے ؟ آپ مجھے تھوڑا سا وقت دیں ۔ میرا وقت تو ان ، پوائنٹ آف آرڈر کی نذر ہو گیا تھا۔

ب چیئرمین ، جناب ایس اے حمید ۔ (موجود نہیں ہیں) رائے حسن نواز صاحب !

زادہ منصور احمد خان ، جناب والا ! میں دو منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں ۔

ب چیئرمین ، نہیں' نوابزادہ صاحب ! آپ انتہائی سنیئر پارلیمنٹیرین ہیں اب میں نے دوسرے لین اسمبلی کا نام بھی پکار لیا ہے ۔ رائے حسن نواز صاحب تشریف رکھتے ہیں ؟ (تشریف نہیں رکھتے) ب احمد شاہ کھگہ صاحب !

زادہ منصور احمد خان ، جناب والا آپ مجھے اپنی بات تو ختم کرنے دیں ۔

ب چیئرمین ، نوابزادہ صاحب ! ایک حد ہوتی ہے اب آپ بس کریں ۔ آپ نے 25 منٹ لیے

ہیں ۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ میں بقایا ممبران کو صرف دس منٹ دے سکتا ہوں ۔ آپ دیکھیں گے کہ آپ کے بعد جو بھی مقررین ہیں۔ ان کو دس منٹ دیے جا رہے ہیں ۔ نوابزادہ صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

وزیر خزانہ ، جناب سپیکر ! آپ سے ایک گزارش کرنی ہے۔ نوابزادہ صاحب بات کرنے کے لیے بہت بے تاب ہیں میری یہ درخواست ہے کہ آپ انہیں بات کرنے کے لیے پانچ منٹ اور دے دیں۔

جناب چیئرمین ، میں تو اب اگلے مقرر کو فلور دے چکا ہوں ۔

وزیر خزانہ ، جناب والا ! گزارش ہے ۔

جناب چیئرمین ، کھوسہ صاحب ! آپ ایک منٹ تشریف رکھیں ۔ نوابزادہ صاحب اس وقت 9 بج کر 55 منٹ ہوئے ہیں پورے دس بجے آپ نے ازخود تقریر ختم کر دینی ہے ۔ مجھے کہنے کی ضرورت پیش نہ آئے

نوابزادہ منصور احمد خان ، جناب والا ! آپ کی انگلی بھی وہاں گھنٹی پر نہ ہو ۔

جناب سپیکر ! شکریہ ، میں وزیر خزانہ کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مہربانی فرمائی ۔

جناب سپیکر ! یہاں پر آٹا کوپن کی بھی بات کی گئی ہے ۔ یہ آٹا کوپن کیا ہے ؟ آپ سمیت ہمارے بھائی اور معزز اراکین اسمبلی اس بات کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں ۔ جب یہ نہیں سمجھے تو عوام خاک سمجھے گی ۔ جناب سپیکر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ آٹا کوپن کے متعلق سرائیکی میں کہا گیا ہے کہ آٹے کوپن۔ یعنی کہ آٹے کی خیرات مانگ۔ آٹے کی بھیک مانگ اور یہ بار بار کہا گیا ہے کہ آٹے کوپن۔ اسی لیے کہا گیا ہے ہمارے صوبائی وزیر خوراک جن کے بڑے بلند بانگ دعوے تھے۔ جنہوں نے فرمایا کچھ عرصہ پہلے پریس کانفرنس کی ان کے بیانات اخبار میں چھپے۔ جس میں انہوں نے فرمایا کہ ہم نے سرکاری ہدف تقریباً مکمل کر لیا ہے۔ جناب والا ! اب ان کے بلند بانگ دعوؤں کی بھی نفی ہوتی ہے۔ اس آنے والے آٹے کے بحران کی طرف بھی اشارہ ہے جو اگلے دو تین ماہ میں آنے والا ہے ۔ جناب سپیکر ! اگر گندم کے معاملے میں یہ خود کفیل ہو چکے ہیں۔ اگر گندم کے معاملے میں سرکاری ہدف پورا ہو چکا ہے تو پھر جناب سپیکر ! موجودہ حکومت باہر سے 40 لاکھ ٹن گندم منگوانے کا کیوں ارادہ رکھتی ہے ۔ وہ 40 لاکھ ٹن گندم جو پاکستان کے اندر -/375 روپے فی چالیس کلوگرام سے لے کر -/400 روپے فی چالیس کلو گرام ہمیں درآمد کرنی پڑے گی اور ہمارے تباہ حال خزانے

پر یہ ایک اضافی بوجھ ہوگا ۔جناب والا اس وقت تو مرکزی وزیر خوراک اور صوبائی وزیر خوراک وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر اعظم نے بھی یہ فرمایا کہ یہ سب کچھ کیا دھرا پی ڈی ایف کی حکومت کا ہے ۔ انہوں نے یہ سارا کام غلط کیا ہے ۔ لیکن جناب سپیکر ! آپ contradiction دیکھیے کہ اب دو روز پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ اعتراف فرمایا ہے کہ صوبائی نقل و حمل پر پر پابندی اٹھانا ہماری بہت بڑی غلطی تھی۔ گویا یہ بحران اسی کا نتیجہ تھا ۔ جناب والا ! میں جناب سپیکر ان کی conradictions بھی بتانا چاہتا ہوں ۔ ہمارے محکمہ آب پاشی کا یہ حال ہے کہ نہروں راجباہوں اور نالوں کی کھدائی نہ ہونے کی وجہ سے tail تک پانی نہیں پہنچتا ۔ پانی کا ضیاع ہوتا ہے ۔ جناب والا ! سیم نالوں کی excavation نہ ہونے کی وجہ سے ابھی خاصی آباد زمین بھی دوبارہ سیم کی نذر ہو چکی ہے۔ جناب والا ! دریاؤں کے courses silt up ہو چکے ہیں۔ اب تو یہ حالت ہے کہ تھوڑا سا پانی بھی بہت بڑے سیلاب کا موجب بنتا ہے۔ جناب سپیکر ! آپ یہ دیکھیے کہ سکارپ کے ٹیوب ویل 80 فی صد سے زائدختم ہو چکے ہیں اور بقایا 20 فی صدٹیوب ویل اس وقت ایک تہائی یا ایک چوتھائی پانی دے رہے ہیں۔ ان علاقوں سے بھی ٹیکس مسلسل لیا جا رہا ہے۔ جو کہ کسان کاشت کار پر ایک بوجھ بنا ہوا ہے ۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے حکومت کو یہ درخواست کروں گا۔ کہ انھوں نے 2 ہزار سی سی گاڑی پر اور 2 ہزار سی سی سے زیادہ کے انجن کی گاڑی پر ٹیکس لگایا ہے۔ آپ خود ملاحظہ فرمائیے کہ پٹرول اتنا مہنگا ہوگیا ہے اور اس کے لیے کوئی شخص اگر ڈیزل کی کرولا گاڑی رکھے گا جو تقریباً 8 لاکھ روپے کی ہوگی اس پر بھی وہی ٹیکس لگے گا جو 2 ہزار سی سی سے اوپر کی گاڑی جو کہ 50 لاکھ روپے کی آرہی ہے اس پر بھی ایک جیسا ٹیکس لگے یہ زیادتی ہے۔ اس بات کا انھیں خیال رکھنا چاہیے میں ایک بات اور جاننا چاہوں کہ ۔

جناب چیئرمین (بیرسٹر عثمان ابراہیم) ، ٹائم ختم ہوگیا ہے۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب والا ! میں بس وائنڈ اپ کر رہا ہوں آپ زحمت نہ فرمائیں۔

جناب چیئرمین ، میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو گاڑی 2 ہزار سی سی سے اوپر کی چار categories ہیں اس میں رولز رائس' مرسڈیز' جیگوار اور بی ایم ڈبلیو ہے۔ اس میں تمام گاڑیاں شامل نہیں۔ یہ بات صرف آپ کی اطلاع کے لیے ہے۔

وزیر خزانہ و داخلہ ، پوائنٹ آف آرڈر سر !

جناب چیئرمین، جناب کھوسہ صاحب۔

وزیر خزانہ و داخلہ ، میں آپ سے درخواست کروں گا کہ ان کی تصحیح نہ کریں ۔ یہ جوش خطابت میں بہت کچھ کہتے جا رہے ہیں میرے پاس ان کے جوابات موجود ہیں۔ میں آپ کے ذریعے ان سے درخواست کروں گا کہ یہ winding up speech میری بھی سننے کے لیے یہاں تشریف رکھیں۔

(نعرہ ہائے تحسین ________)

نواب زادہ منصور احمد خان ، جناب والا ! ___

جناب چیئرمین، جناب احمد شاہ کھگا صاحب !

نواب زادہ منصور احمد خان ، نہیں ۔ یعنی کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر پہ ہی ختم ہوگئی ہے۔ یہ تو ظلم ہے۔ اور میں تو وائنڈ اپ کر رہا تھا۔

جناب چیئرمین، جناب احمد شاہ کھگا صاحب !

جناب احمد شاہ کھگا ، جناب سپیکر ! آپ کی مہربانی کہ آپ نے وقت عنایت فرمایا۔ میں سب سے پہلے اس بجٹ سے متعلق وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ کیوں کہ انھوں نے یہ بجٹ بڑی محنت سے تیار کیا ہے۔ یہ غور کرنے والی بات ہے کہ مبارک بادی کا کیا مطلب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس وقت خزانے میں کوئی پیسہ نہ ہو اور پچھلی حکومت نے خزانہ لوٹا اور لٹا دیا ہو۔ اور اس کے باوجود بجٹ بڑے اچھے طریقے سے تجویز کیا جائے تو یہ بات قابل تعریف ہے۔ یہ بجٹ اسی لیے شاندار کہلاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ زرعی ٹیکس زمینوں پر لگایا گیا ہے یہ کوئی ایسی بری بات نہیں یہ جائز بات ہے کیونکہ ہم اس ملک کے باشندے ہیں، ملک میں کوئی کمی بیشی ہو ، ملک کو کوئی تکلیف ہو تو ہر طرح کا بوجھ اٹھانے کے لیے ہر آدمی کو تیار رہنا چاہیے۔ ہم زمیندار طبقہ جن پر زرعی ٹیکس لگایا گیا ہے ہم بالکل اس میں شامل اور ٹیکس دینے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن جناب والا ! یہ زرعی ٹیکس جو لگایا گیا ہے ہم سے تو کئی مخلوقیں یہ ٹیکس وصول کرتی ہیں اس حد تک کہ چڑیاں کوئے اور جانور بھی ہم سے یہ ٹیکس لیتے ہیں۔ وہ ہماری فصلات میں سے ہماری چیزوں میں سے ہم سے پوچھے بغیر کھاتے پیتے رہتے ہیں لیکن ہم نے ان کو کبھی نہیں روکا ۔ اس لیے ٹیکس تو ہم سے ہر جگہ پر لیا جاتا ہے اس لیے ٹیکس کا کوئی ہرج نہیں ہے۔ زمیندار کی جتنی خدمات ہیں اس بجٹ میں ان کے حالات کے مطابق اخراجات ہونے چاہییں۔ کیونکہ اس بجٹ میں زمینداروں کے متعلق یہ فرمایا تو گیا ہے۔ کہ ان کو ٹریکٹر ،

کھاد ' بیج اور دوائیاں بڑے اچھے اورسستے داموں دی جائیں گی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ زمیندار کو ٹریکٹر جس کا اصل نرخ ایک لاکھ روپے ہے وہ 4 لاکھ روپے میں بیچا جاتا ہے۔ نہیں وہ ٹریکٹر ایک لاکھ روپے میں ہی دیا جائے۔ اس طرح کھاد جو ہم نے -/7 روپے سے شروع کی ہے اور آج وہی بوری -/560 اور -/565 روپے میں بک رہی ہے اس کو اسی نرخ میں جو کہ اس کی بناوٹ میں شامل ہے معمولی منافع کے ساتھ ہم کو ملنی چاہیے۔ کیونکہ زمیندار کی خدمت اتنی ہے کہ اللہ پاک نے فرمایا' کہ اے فرشتو ! تم ہاتھ اٹھائے رکھو۔ جس حد تک یہ کاشت کار ہل چلاتا رہے۔ کیونکہ یہ میرے روزی دینے کے وعدے میں شامل ہے۔

جناب والا ! یہ نہری نظام انتہائی ناقص ہے۔ یہ حکومت کی غلطی کی وجہ سے ہی ہے۔ کیونکہ نہروں کی پٹریاں بالکل خستہ ہیں۔ ہر وقت ٹوٹتی ہیں۔ نہروں کے پانی کے پیچھے حساب کتاب اس طرح ہے کہ جس طرح کسی کا جی چاہے وہ کرتا رہتا ہے۔ کچھ رقبوں میں پانی جاتا ہے۔ کوئی دو دن نہر چلتی ہے اور چار دن نہر بند رہتی ہے۔ حالانکہ ہمارے رقبے ضلع ساہیوال کے رقبے اور اس طرح ملتان ' ضلع اوکاڑہ کے پچھلے حصے ہیں اور یہ سارا سال چلنے والی نہریں ہیں۔ لیکن سارا سال چلنے کی بجائے وہ بھی ششماہی کر دی گئی ہیں۔ اور لوگوں کو اس حد تک تکلیف ہے۔ کہ ہر آدمی نے یہاں ٹیوب ویل لگائے ہوئے ہیں۔ ان کو 20 بیس ہزار روپے بجلی کا بل آتا ہے بجلی بے تحاشا فضول نرخوں پر بڑھا دی گئی ہے۔ اور واپڈا کے ملازمین نے بجلی کے نرخ بلاوجہ بڑھا چڑھا کر زمیندار طبقے پر اسی قدر بوجھ ڈالا ہوا ہے کہ جس کا کوئی حساب نہیں ۔ یہ نہری نظام غلام حیدر وائیں صاحب کی غلطی کی وجہ سے بلڈوزر سے نہریں درست ہوتی رہیں۔ حالانکہ یہ بلڈوزروں سے درست نہیں ہوا کرتیں۔ بلڈوزروں سے تو معمولی صفائی ہوسکتی ہے۔ اس لیے بند اور پٹریاں اول تو پختہ بنائی جانی چاہئیں۔ اگر پختہ نہ بنیں تو اس میں جو مٹی پڑتی ہے درمیان میں سے بیل دار اور سمجھ دار لوگ اس پر مٹی ڈلواکر پٹری کو مضبوط کرواتے ہیں۔ اس سے وہ پانی کھلے طریقے سے چلتا ہے۔ آب پاشی خوب ہوتی رہتی ہے۔ لیکن اس کا کبھی خیال نہ رکھا گیا۔ بلکہ درمیان میں بلڈوزر چلایا گیا جس سے معمولی ریت یا معمولی بھل صفائی تو ہوگئی۔ لیکن پٹریاں اتنی کمزور ہیں کہ وہ ہر وقت ٹوٹتی ہیں۔ نہر والوں کا خیال ہے کہ اگر نہر کو full چلایا گیا تو پٹری بہت جلد ٹوٹ جائے گی اس لیے نہر میں نصف پانی چلایا جائے۔ نصف پانی کی وجہ سے زمینداروں کو پانی کی قلت ہے۔ اور بجلی کے بل ان پر ناجائز طریقے سے ڈال دیئے جاتے ہیں بلاوجہ

زاید یونٹ ڈال کر بیس ہزار روپے کا بل زمین داروں پر ڈال دیا جاتا ہے جو کہ سخت نا انصافی ہے۔ زمیندار کی آبادی 80% ہے اور 80% لوگ دیہات میں رہتے ہیں اور 80% آبادی کے ووٹ والے اراکین ہماری اسمبلی میں موجود ہیں۔ ان کا خیال رکھنا حکومت پر واجب ہے ۔ جبکہ شہروں کی آبادی 20% ہے ان کے لیے تو بجٹ میں کروڑوں روپے مختص کرکے شہروں کی سڑکیں ' بازار ' سیوریج اور پانی کی سہولتیں مہیا کر دی جاتی ہیں۔ لیکن ہمارے دیہاتی لوگوں کے متعلق کچھ سوچا بھی نہیں جاتا۔ اگر ہمارے لوگوں کو کوئی سیوریج یا دیگر سہولتیں دی بھی جاتی ہیں۔ تو وہ کام بھی ادھورا رہتا ہے اور درمیان میں ہی رہ جاتا ہے۔ جناب والا ! میری آپ سے اور آپ کی وساطت سے ہاؤس سے بھی گزارش ہے کہ ہمارے دیہی علاقوں کو بجٹ کا 80% خرچ ملنا چاہیے کیونکہ دیہات کی آبادی 80% ہے اور تقریباً 80% ہی وہ چارج وغیرہ دیتے رہتے ہیں۔ لہٰذا بجٹ میں وہ 80% رقم کے حق دار ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین ------)

لہٰذا ان کو 80% رقم دلا کر ان کی تربیت ' ان کی اسائش اور ضروریات کے لیے اقدامات کیے جائیں۔ جناب والا ! تقریریں تو بے شمار ہوتی رہتی ہیں جیسے کل دستی صاحب نے تقریر فرمائی ۔ وہ عورتوں کے علاوہ کسی پر بات کرنا بھی نہیں چاہتے تھے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عورت سے ہم پیدا بھی ہوئے ' ہماری والدہ بھی عورت ہے اور عورت ہماری بیوی بھی ہے۔ لیکن ان کا اس ہاؤس میں اظہار کرنے کی میرے خیال میں کوئی ضرورت بھی نہیں۔ دستی صاحب کو بڑا شوق ہے کہ عورتوں کے بارے میں ذکر کیا جائے۔ دستی صاحب میرے مہربان بھائی ہیں میں ان پر کوئی تنقید نہیں کر رہا لیکن یہ ہاؤس معتبر ادارہ ہے اس میں خاص قسم کی باتیں ہونی چاہئیں۔ جس میں ملکی مفاد ہو۔ قانون کی عمل داری اور بالا دستی کی باتیں ہوں۔ لیکن اگر ہم ایسی باتوں میں لگے رہے۔ لوگوں کو شغل دکھاتے رہے۔ تو اسمبلی کے حقوق پامال ہوں گے۔ مہربانی کرکے آئندہ ہمارے صاحبان سنجیدگی کے ساتھ ہاؤس میں اپنی تقاریر کریں۔ اور زمین دار طبقے کو خاص سہولتیں دی جائیں ہم نے زرعی ٹیکس بھی قبول کیا۔ حالانکہ ہر جانور چرند پرند اور انسان ' انسان سے ٹیکس وصول کرتے ہیں ہمیں اس سے کسی قسم کا کوئی انکار نہیں۔ ہم اس زرعی ٹیکس کے حق میں ہیں۔ ہمارے حکومتی خزانے میں کمی ہو تو اس کو پورا کرنا بھی ہمارا فرض ہے ۔ اگر ملک ہے تو ہم ہیں اگر ملک نہیں ہے تو ہم بھی نہیں ہیں۔ اس لیے ٹیکس کی کوئی بات نہیں ہے۔ بے شک حکومت -/10 روپے فی ایکڑ مزید مقرر کرے ہم ادا کرنے کے لیے

تیار ہیں۔ لیکن زمین دار کو اس کے مطابق اس کا صلہ ملنا چاہیے۔ میری یہ عرض سن رہے ہیں۔ ان کو یہ خیال دل میں ضرور رکھنا چاہیے۔

نمبر دو پولیس کا محکمہ اور ہمارے دیگر محکمہ جات کے متعلق میری گزارش یہ ہے کہ اس کا یہ حال ہے کہ میں نے ایک دیہاتی سے پوچھا کہ پیپلز پارٹی حکومت کو کیا ہو رہا ہے؟ اس نے فرمایا میں آپ کو ایک دیہاتی شعر سناتا ہوں کہ:۔

آ گیا وقت لٹاروان کر کے کنارہ چور

سادھاں دے گل پنجالیاں چھکی پھردے چور

تو جناب عالی! رشوت کا بازار اس حد تک گرم ہے کہ میرے خیال میں رشوت کو تو شاید اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے باقی ہمارا تمام پاکستان رشوت کو پسند کر رہا ہے اور ہر جگہ سے رشوت وصول ہو رہی ہے خاص طور پر محکمہ پولیس، محکمہ مال، محکمہ نہر نے تو رشوت کی حدود ہی پھلانگ دی ہیں تو اس پر خاص توجہ دی جائے۔ کامیاب حکومتیں وہ ہوتی ہیں۔ جو ملک کی رعایا اور مخلوق کو آرام دیں۔ محمد غوری کا ایک قول ہے کہ اس کے دور میں ایک چوری ہوئی تو لوگوں نے اس سے فریاد کی، تو اس نے کہا۔ "کہ یہ ڈکیتی تو ہماری ہوئی ہے"

جناب چیئرمین، کھگہ صاحب! اب آپ wind up کریں۔ اب آپ آخری بات کر رہے ہیں نا۔

پیر احمد شاہ کھگہ، صرف دو منٹ دے دیں۔

جناب چیئرمین، چلیں آپ ایک منٹ لے لیں۔

پیر احمد شاہ کھگہ، تو محمد غوری نے حکم دیا کہ گاؤں سے اچھے اچھے آدمی مقرر کیے جائیں اور جب کوئی چوری ہو تو وہ دیکھ کر اپنی گرہ سے ان کو دیں اور وہ چوری کی رقم مجھ سے وصول کریں کیونکہ میں حکومت کا انچارج ہوں۔ یہ چوری ان آدمیوں کی نہیں ہوئی یہ چوری محمد غوری کی ہوئی ہے تو لہٰذا حکومت کے دل میں لوگوں اور پبلک کے متعلق یہ خیال ہونا چاہیے کہ دراصل رشوت یہ نہیں دے رہے، یہ مجھ سے لی جا رہی ہیں اور اس کی روک تھام ضروری ہے تو جناب چیئرمین صاحب! ان کا بندوبست ضروری ہے اللہ چاہے میاں نواز شریف کی حکومت اس پر قابو کر سکے گی اور شہباز شریف صاحب بھی بڑے محنتی ہیں وہ اس پر غور کر کے ضرور اس کا مسئلہ حل کروائیں گے۔ فی الحال تو ہم جس طرف دیکھتے ہیں۔ رشوت ہی رشوت ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ گھگہ صاحب۔ جناب جلال دین ڈھکو صاحب۔

ملک جلال دین ڈھکو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ' جناب سپیکر! بجٹ پہ آج تقاریر ہو رہی ہیں میں بھی اس ضمن میں چند گزارشات کروں گا۔

وزیرتعلیم چونکہ یہاں موجود نہیں۔ لیکن تعلیم کے بارے میں میں ایک' دو گزارشات کروں گا۔ محکمہ تعلیم بڑا اہم محکمہ ہے اور اس پر رقم بھی خطیر رکھی گئی ہے لیکن اس محکمے میں آپ بھی وزیر تعلیم رہے ہیں۔ چند بنیادی نقائص آج تک دور نہیں ہوئے۔ اس ضمن میں میں یہ گزارش کروں گا کہ موجودہ بجٹ میں موجودہ حکومت نے ایک قابل تحسین قدم اٹھایا۔ وہ واقعی تعریف کے قابل ہے کہ دیہاتی سکولوں خاص طور پہ پرائمری یا مڈل سکولوں میں اساتذہ کرام ہرگز نہیں پڑھاتے تھے۔ بچوں کو ذاتی کاموں میں لگائے رکھتے تھے اور اگر آپ چیک کرائیں تو اکثر و بیشتر کی سندات بھی جعلی ثابت ہوں گی اور وہ اس اہل بھی نہ ہوں کہ سکول ماسٹر لگے رہیں۔ مجھے یہ علم ہے میں اس ضمن میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ موجودہ حکومت نے اس ضمن میں مینجمنٹ کمیٹیاں تشکیل دینا قابل تعریف ہیں۔ مینجمنٹ کمیٹیاں دیہات کے شریف لوگوں پر مشتمل بنائی جائیں اور کم از کم دیہات میں جو اساتذہ کرام لڑکوں کو تعلیم دینے اور توجہ دینے کی بجائے اپنے ذاتی کاموں میں لڑکوں کو بھی مصروف رکھتے تھے اور خود بھی مصروف رہتے تھے کم از کم اس لعنت سے چھٹکارہ حاصل ہو گا۔ تو یہ قابل ستائش اقدام ہے۔

اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ پچھلی حکومت نے ایل سی کے نام پر تعلیم میں ایک نیا شعبہ کھولا ہے learning co-ordinators بے مقصد ہیں ان کا کوئی کام نہیں۔ ہر یونین کونسل پر ایک ایل سی لگا دیا گیا ہے اور وہ ایل سی بے کار ہے۔ نہ اس پہ کوئی ذمہ داری ہے نہ اس پر کوئی فرض عائد ہوتا ہے وہ بلاوجہ ایک یونین کونسل میں اپنے ذاتی کاموں میں مصروف رہتا ہے اور حکومت سے بلاوجہ تنخواہ لیتا ہے تو اس ضمن میں میں آپ کو ایک نشان دہی کروں گا چونکہ وزیرتعلیم تو یہاں موجود نہیں۔ لیکن کم از کم 22 سالہ نوکری کے بعد ایک پی ٹی سی ٹیچر ایل سی لگ سکتا ہے جس کے لیے انہوں نے ایک آسامی مہیا کی ہے۔ لیکن میرے پاس مثال موجود ہے کہ ضلع ساہیوال میں محمد آصف شیرازی 6 سالہ سروس کے بعد اب بھی ایل سی لگا ہوا ہے۔ یہ نوٹ فرما لیں اور سیکرٹری تعلیم کو لکھیں کہ وہ ضلع ساہیوال میں محمد آصف شیرازی کو چھ سال پڑھانے کے بعد اسے ایل سی کیوں

لگایا گیا۔ جب کہ حکومت نے 22 سال مقرر کیے ہیں تو یہ ایک بہت بڑی نا جوازی ہے۔ یہ بھاری رشوت دے کر یا کسی بہت بڑی سفارش سے لگوایا گیا ہے مہربانی کر کے اس کی تحقیق کرائی جائے اور قرار واقعی سزا دی جائے۔

محکمہ تعلیم جس کے متعلق آپ کو اور ہم سب کو یہ معلوم ہے کہ :-

بے علم ناتواں خدارا شناخت

تو تعلیم کے بارے میں جتنی بھی توجہ دی جائے کم ہے۔ میں کم از کم یہ کہوں گا کہ خاص طور پر جو سکول دیہاتوں میں واقع ہیں ان کی از سر نو چھان بین کی جائے اور وہاں وہ لوگ لگائے جائیں جو کم از کم بچوں کو پڑھا سکتے ہیں جن کو "الف" سے لے کر "ی" تک خود لکھنا یا پڑھنا نہیں آتا وہ سکول ٹیچر مقرر کر دیے گئے ہیں۔

اس کے بعد میں محکمہ صحت پر ایک دو گزارشات کروں گا وزیر صحت ما شاء اللہ موجود ہیں۔ محکمہ صحت کے جو دیہی مراکز دیہاتوں میں کھولے گئے ہیں ان میں قطعی طور پر کچھ نہیں ہو رہا۔ اولاً تو وہاں پوسٹنگ ہوئی ہے لیکن وہاں پر ڈاکٹر موجود نہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب اپنے کاموں میں مصروف ہیں اور وہ مراکز ویران پڑے ہیں۔ وہاں کوئی آبادی نہیں۔ کوئی آتا جاتا نہیں اور نہ کوئی آدمی وہاں سے علاج کروانے کے لیے آتا ہے کیونکہ وہاں پہ خود ڈاکٹر ہی موجود نہیں۔ عملہ بلاوجہ تنخواہ لیتا ہے۔ ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ جب تک کہ زوردار اور ہمت سے کام لے کر خود فیلڈ میں جا کر یا جس طرح کہ محکمہ تعلیم میں مینجمنٹ کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں دیہی مراکز پر بھی مینجمنٹ کمیٹیاں تشکیل دی جائیں جو روزانہ یا ہفتہ وار محکمہ صحت کو رپورٹ پیش کریں کیونکہ یہ حکومت اور ملک کا مسئلہ ہے اس میں بے کار لوگ اور جن کا کوئی وجود اور واسطہ ہی نہیں وہ ڈیوٹی پر آتے ہی نہیں اور تنخواہیں لے جاتے ہیں۔ میں وزیر صحت سے گزارش کروں گا کہ وہ دیہاتوں میں بھی خود پہنچیں۔ وزیر ہیں دیہاتی عوام سے ان کا تعلق ہے وہ منتخب ہو کر آئے ہیں، خود بھی دیہاتی ہیں وہاں جا کر دیکھیں کہ وہاں آر ایچ سی اور بی ایچ یو میں کیا ہو رہا ہے؟ تو اس ضمن میں میں گزارش کروں گا میرے اپنے گاؤں میں ایک آر ایچ سی ہے وہاں پر نہ آج تک بجلی پہنچی ہے اور ایک ٹیوب ویل لگا ہوا ہے نہ اس کو موثر سپلائی کی ہوئی ہے وہ بے کار پڑا ہے اور اس دفعہ میں نے دو ڈاکٹر صاحبان لگوائے ہیں۔ ان میں سے ایک، ایک دن آ جاتا ہے اور تین چار دن چھوڑ کر دوسرا آ جاتا ہے۔ تو یہ انتہائی ضروری مسئلہ ہے۔ اس

پر توجہ دی جائے۔ اس کے علاوہ حکومت نے موجودہ بجٹ میں 38 کروڑ روپے سے زائد رقم ادویات کے لیے مقرر کی ہے۔ ادویات کے بارے میں میں پہلے بھی وزیر موصوف سے پچھلی تقریر میں کہہ چکا ہوں کہ 38 کروڑ روپے میں سے شاید ایک کروڑ روپے کی ادویات -----

جناب چیئرمین : ڈھکو صاحب آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ 38 کروڑ روپے نہیں' 27 کروڑ 37 لاکھ روپے کی رقم دیہی علاقوں کے لیے مختص ہے اور 37 کروڑ 20 لاکھ روپے کی رقم شہری علاقوں کے لیے مختص ہے۔

ملک جلال الدین ڈھکو : یہ جو 64/65 کروڑ روپے کے لگ بھگ رقم ادویات کے لیے رکھی گئی ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی ذوالفقار چشتی صاحب۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، سر! میری گزارش یہ ہے کہ بجٹ کے موقع پر تمام ممبران نے مختلف مسائل پیش کرنے ہوتے ہیں۔جن کے لیے وزراء کرام کی یہاں پر حاضری ضروری ہے۔ صرف دس ممبران وزارت میں لیے گئے ہیں اور وہ بھی نہیں بیٹھ سکتے۔ میں ہمیشہ دیکھ رہا ہوں کہ صرف لودھی صاحب بیٹھے ہوتے ہیں یا خاکوانی صاحب یہاں پر ہوں تو وہ موجود ہوتے ہیں۔ جو دیگر اہم محکمہ جات کے منسٹر صاحبان کیوں تشریف نہیں لاتے۔

جناب چیئرمین، چشتی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، میری گزارش یہ ہے کہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ضروری ہے۔ ہر ممبر نے ہر محکمہ کے متعلق بولنا ہوتا ہے۔ اس لیے تمام ممبران کو حاضر ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین، بجٹ پر بولتے ہیں۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، سر! بجٹ کے ساتھ ساتھ دوسرے مسائل بھی ہیں۔ صرف بجٹ نہیں ہے' نہ ہمیں پتہ ہے کہ بجٹ میں کتنے پیسے کس مد میں رکھے گئے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ جتنے بھی مسائل ہم پیش کرتے ہیں۔ تمام ممبران کو نوٹ کرنے چاہییں۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ جی' کھوسہ صاحب!

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! نکتہ وضاحت پر میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بحث بجٹ پر ہے۔ محکموں کی مدوں پر جو بحث کریں گے ان کا جواب میں نے دینا ہے۔ میں شروع سے آخر تک اجلاس میں موجود رہتا ہوں۔ آپ اطمینان فرمائیں۔ فاضل رکن کو ان کے جوابات ملیں گے۔

جناب چیئرمین، آپ سے پیشتر میں نے ان سے یہی عرض کی تھی۔ جناب ڈھکو صاحب۔

ملک جلال الدین ڈھکو، میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ موجودہ بجٹ میں ادویات کے لیے 65 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔ لیکن یہ ایک عمومی تجربہ ہے کہ اس میں سے کم از کم 3 حصے ادویات بک جاتی ہیں۔ اول تو ساری بک جاتی ہیں۔ کسی کو کوئی معمولی گولی دیتے ہیں لیکن اس کے علاوہ ضلعی ہیڈ کوارٹرز پر اور خاص طور پر دیہی مراکز میں جو ادویات آتی ہیں۔ وہاں کا ڈسپنسر ادویات کسی کو نہیں دیتا۔ وہ ادویات براہ راست شہروں میں بیچ کر آ جاتا ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لیے بھی مینجمنٹ کمیٹی بنانا ضروری ہے۔ مینجمنٹ کمیٹیاں بنا لیں اس میں political figures کے علاوہ شرفاء کو بھی شامل کریں۔ لیکن مینجمنٹ کمیٹیاں اس لیے ضروری ہیں کیونکہ اس ملک میں ذہنی انقلاب تو آ نہیں سکتا یہ ناممکن ہے۔ بغیر چیک کے یہ محکمے درست نہیں ہوں گے اور کسی قیمت پر ان کا دماغ درست نہیں ہوگا۔ وہ کرپشن سے نہیں ہٹیں گے۔ کرپشن ان کے خون میں رس بس چکی ہے۔ کرپشن کو ان کے خون سے نکالنا پڑے گا۔ اگر اس پر اعتراض نہ کریں گے تو یہ 65 کروڑ روپیہ بلاوجہ ضائع ہوگا۔ میں وزیر موصوف سے یہ درخواست کروں گا کہ اس کے لیے بھی مینجمنٹ کمیٹی بنائیں۔

جناب چیئرمین، شکریہ' ڈھکو صاحب!

ملک جلال الدین ڈھکو، جناب والا! مجھے پانچ دس منٹ اور دے دیں۔

جناب چیئرمین، ڈھکو صاحب! wind up کریں۔

ملک جلال الدین ڈھکو، اس کے بعد محکمہ زراعت کے لیے بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ یہ محکمہ ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اگر اس پر مکمل توجہ نہ دی گئی تو چند دنوں کی بات ہے کہ یہ ریڑھ کی ہڈی جو ٹوٹ جائے گی۔ ایک تو کسان پہلے ہی بدحال ہے' دوسرا وہ بددل بھی ہے۔ اسے کسی قسم کی سہولت بطریق احسن میسر نہیں ہو رہی۔ کسان کی صورت حال اس وقت یہ ہے کہ وہ کس مپرسی کے عالم میں ہے۔ کسان کی فصلوں کو آسانی آفات تباہ کر دیتی ہیں۔ اس کے لیے کوئی معاوضہ نہیں۔ اس کے لیے

حکومت نے زیادہ سہولیات مقرر نہیں کی ہیں۔ اس ضمن میں میں یہ عرض کروں گا کہ محکمہ زراعت کے کئی wings ہیں۔ آپ دیکھیں کہ extension wing علیحدہ ہے' feild wing علیحدہ ہے۔ یہاں لاہور میں محکمہ زراعت کے چار دفاتر ہیں۔ لاہور کے دفتروں میں بیٹھ کر کیا وہ کاشت کاری کرتے ہیں؟ ایک آدمی بھی فیلڈ میں نہیں جاتا۔ فیلڈ خالی پڑے ہیں اور زراعت کے اکابرین' آفیسر لوگ دفتروں میں صرف فائلوں پر دستخط کرنے کے لیے بیٹھے ہیں۔ ان کا زراعت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ محکمہ ملک پر بلا وجہ بوجھ ہے۔ میں تو یہ درخواست کروں گا کہ اس محکمے کی اتنی چھانٹی کی جائے کہ چند آدمی رکھے جائیں جو یونین کونسل کے ہیڈکوارٹرز پر پہنچ کر کاشت کاروں کو یہ بتائیں کہ جدید کاشت کس طریقوں سے ہونی چاہیے۔ دیہاتی تو سادہ لوح اوران پڑھ ہے۔ جس کو یہ علم ہی نہیں کہ زراعت کے جدید طریقوں کو اپنا کر زیادہ پیداوار حاصل کی جا سکتی ہے۔یہاں گندم کی پیداوار کو لے لیجیے۔ میں یہ یقین سے کہوں گا کہ پورے ملک کی گندم کی پیداوار 18 من اوسط سے زائد نہیں۔ جو بانگ ڈہل یہ کہتے ہیں کہ میری اتنی پیداوار ہوئی۔ میرے خیال میں ان کا شاید ایک ایکڑ نکل گیا ہوگا۔میرا ذاتی تجربہ ہے اور میں یہ بانگ دہل کہوں گا کہ پاکستان میں 18 من سے زائد گندم کی اوسط پیداوار نہیں۔ کاٹن کی پیداوار جنوبی پنجاب میں شاید کوئی وافر کاشت لے لیتا ہو' لیکن اگر پورے ملک کی مجموعی پیداوار کو دیکھا جائے تو وہ 10/12 من اوسط سے زائد نہ ہے۔ تو کم از کم زراعت پیشہ لوگوں پر رحم اور کرم فرمائیں۔ زراعت کے دفاتر سے آفسر لوگوں کو خدارا ! باہر نکالیں یا ان کو ہٹا ہی دیں۔ یہ بلاوجہ بوجھ ہیں۔

جناب چیئرمین، شکریہ' ڈھکو صاحب !

ملک جلال الدین ڈھکو ، جناب والا! صرف دو چار منٹ مزید دے دیں۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ روڈ ٹرانسپورٹ پر 40 کروڑ روپے کا سالانہ خرچہ گورنمنٹ برداشت کرتی تھی اور وہ خسارہ سمجھ کر نکال دیئے۔ اگر آپ دیکھیں تو محکمہ زراعت سالانہ 40 کروڑ روپے سے زیادہ لیتا ہے۔ لیکن کام صفر کے برابر کرتا ہے۔ محکمہ زراعت کو ذرا چیک تو کریں جو ریڑھ کی ہڈی کے لیے بٹھایا ہوا ہے۔ اگر یہ بیٹھا رہا تو یہ محکمہ زراعت ہی ان شاء اللہ ریڑھ کی ہڈی کو توڑ دے گا۔ اس ضمن میں درخواست کروں گا کہ کم از کم محکمہ زراعت کو ہدایت نہیں آئے گی۔ یہ بلاوجہ اور بے ہنگم محکمہ ہے اسے توڑ دیا جائے۔

اس کے بعد محکمہ آب پاشی ہے۔ آب پاشی کے لیے میں نے پچھلی دفعہ بھی گزارش کی تھی

کہ میں محکمہ آب پاشی کی سٹینڈنگ کمیٹی کا چیئرمین بھی رہا ہوں۔ چھ ماہ ہم نے بڑی کاوش اور محنت کے بعد 92-91-1990ء میں تمام بارانی' نہری' ششماہی علاقوں سے تمام ممبران ایک کمیٹی کی صورت میں بلائے اور ان سے رپورٹیں لیں۔ اور سفارشات پر مبنی رپورٹ میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو دے دی ہے۔ لیکن میں اس ضمن میں گزارش کروں گا کہ بنیادی بات یہ ہے کہ سوکھے درخت نہروں کے کناروں پر کھڑے ہیں اور بڑی سڑکوں کے کناروں پر بہت پرانے سو سو سالہ عمر کے درخت کھڑے ہیں۔ اگر ان درختوں کو نیلام کیا جائے جو بلاوجہ کھڑے ہیں۔ ان کی جگہ نئے درخت لگائیں تو اربوں روپے حاصل ہوں گے۔ ان سے لائننگ بھی ہو جائے گی اور نہروں کی پٹریاں بھی چوڑی ہو جائیں گی اور آب پاشی کا نظام بھی بہتر ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے۔

ملک جلال الدین ڈھکو ، آخر میں میں کالا باغ ڈیم پر ایک بات کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ کالا باغ ڈیم اگر نہ بنایا گیا۔ یہ آپ سب کو علم ہے کہ کالا باغ ڈیم اس ملک کی بقاء کا مسئلہ ہے۔ صوبے کی بقاء کا مسئلہ نہیں۔ ملک کی بقاء کا مسئلہ ہے اور چند افراد اور چند لوگ اور اگر چند جماعتیں اس بات پر ضد کرتی ہیں تو میں کہتا ہوں کہ خدارا ان کو ignore کر کے بھی اگر آپ کالا باغ ڈیم بنا جائیں گے۔ تو یہ اس ملک پر بھی احسان ہوگا اور اس ملک کی بقاء کے لیے بھی ہوگا۔ خدارا ! یہ کالا باغ ڈیم بننا چاہیے۔ میں تمام حضرات سے' تمام بھائیوں سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ متفقہ طور پر پاس کریں کہ کالاباغ ڈیم ہر قیمت پر بنے گا۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ جناب میاں عبدالستار صاحب !

شکریہ۔ شکریہ۔ جناب میاں عبدالستار صاحب۔ ڈھکو صاحب! اب تشریف رکھیں' مہربانی۔

ملک جلال دین ڈھکو، آپ کم از کم وقت میں توسیع کر دیں۔

جناب چیئرمین، نہیں' مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔ میاں عبدالستار صاحب۔

میاں عبدالستار : (پی پی - 234 ' رحیم یار خان) ،بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں۔ آخر دو دنوں کی کاوش سے مجھے وقت مل ہی گیا۔ چونکہ میرا تعلق ایک دیہی علاقے سے ہے تو میں کوشش کروں گا کہ دیہی علاقوں اور زراعت پیشہ لوگوں کی نمائندگی کروں۔

جناب سپیکر! جس طرح بڑے مینڈیٹ کے ساتھ ہماری موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی تھی۔ اس سے یقیناً ہماری توقعات کچھ زیادہ ہی تھیں۔ لیکن میں بجا طور پر کہوں گا کہ شاید وہ توقعات پوری نہیں ہوئیں۔ بجٹ سے زیادہ میں ترقیاتی پروگرام پر تنقیدی نظر ڈالوں گا۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ کئی ایسی مدیں ہیں۔ جن کا دیہاتیوں سے' زراعت پیشہ لوگوں سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ ان کو بھی زراعت کی مدوں میں ڈال کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ زراعت پیشہ لوگوں پہ' دیہاتوں پہ زیادہ رقم خرچ کی جا رہی ہے۔ جناب سپیکر! اس ملک میں یہ کہا گیا کہ زراعت پیشہ لوگ ٹیکس نہیں دیتے۔ دیہاتوں میں رہنے والے یہ بڑے بڑے زمین دار ٹیکس نہیں دیتے۔ اس ملک کو یہ زمین دار کھا گیا۔ جناب سپیکر! آپ نے دیکھ لیا اور اس ملک میں تنقید کرنے والے لوگوں نے بھی دیکھ لیا کہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے زمین داروں کی اکثریت نے اپنا حصہ ڈالا اور اپنے اوپر ٹیکس مسلط کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹیکس سے زیادہ ایسی levy ہے جس کو پراپرٹی ٹیکس کہہ سکتے ہیں' ویلتھ ٹیکس کہہ سکتے ہیں۔ اس کو انکم ٹیکس کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ پارلیمانی پارٹی میں جب قائد ایوان انتہائی سمجھ داری سے شعر و شاعری کا سہارا لے کر' جذباتی فضا پیدا کر کے ٹیکس منظور کرانے پر لگے ہوئے تھے تو میں بیٹھا ہنس رہا تھا۔ اس وقت وہ ملک کی محبتوں کے واسطے دے رہے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی خوش قسمتی ہے کہ عرصہ دراز سے اس ٹیکس کو لگانے کی کوشش کی گئی' یہ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں کہ انھوں نے ووٹ مانگے تو وہ ملے' نوٹ مانگے تو وہ ملے' اب قربانی کے لیے ہم بکرے پھر تیار تھے۔

جناب چیئرمین: مہربانی فرما کر cross talk نہ کریں۔

میاں عبدالستار: میں عرض کر رہا تھا کہ زراعت پیشہ طبقے سے جو ناروا سلوک رکھا گیا ہے اس پر ایک شعر عرض ہے:

ہم کو معلوم ہیں ایوانِ عدل کے انداز
آپ کہتے ہیں تو زنجیر ہلا دیتے ہیں

جناب چیئرمین: میاں عمران مسعود صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں عمران مسعود: آپ نے ابھی کوئی حکم صادر فرمایا ہے۔ سمجھ نہیں آئی کہ آپ نے کیا کہا ہے۔

جناب چیئرمین: میں نے یہ عرض کیا تھا کہ ممبران cross talk سے اجتناب کریں۔

میاں عمران مسعود ، جناب ، وزیر صحت تو مسلسل cross talk کر رہے ہیں، اشارے بھی کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، اب نہیں کریں گے۔ میاں عبدالستار صاحب!

میاں عبدالستار، تو میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ زرعی شعبہ جس انحطاط کا شکار ہے اس سلسلے میں میری یہ تجویز ہوگی کہ زرعی تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے تو ہر ڈویژنل ہیڈکوارٹر پر ایک زرعی کالج کا اجراء موجودہ بجٹ میں ضرور شامل کرنا چاہیے۔ یہ خطیر رقم زرعی شعبے کے لیے رکھی گئی ہے، وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کا اعلان کیا تھا، جو وزیر باتدبیر اس کے انچارج ہوں اس میں سے وہ کچھ رقم زرعی تعلیم کے لیے ضرور مختص کریں۔

جناب والا! زراعت کے شعبے میں محکمہ خوراک کا غلہ ذخیرہ کرنا بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ محکمہ خوراک کے غلے سے ہماری چکیوں کو کتنے فی صد جاتا ہے؟ یہ چکیوں کو کتنے فی صد دیتے ہیں؟ جتنی بھی گندم ہے، شہروں کو سپلائی ہوتی ہے۔ شہروں میں آٹا سپلائی ہوتا ہے یا پھر افغانستان سمگل ہوتا ہے۔

میں ایک اور بات کی طرف نشان دہی کروں گا۔ کل اوپر ایک سردار جی بیٹھے تھے۔ میں نے ان کو ایک چٹ بھیجی۔ اس میں میں نے لکھا تھا:

In Indian Punjab, how many percent villages are unelectrified

تو اس نے واپس لکھ کر بھیجا:

There is no unelectrified house in Indian Punjab, and every village is metalled roads linked

یہ کل سردار جی بیٹھے تھے۔ تو اس طرف میں توجہ دلاؤں گا کہ village electrification پر اس موجودہ بجٹ میں ایک پیسہ نہیں دیا گیا۔ "Economic Survey of Pakistan, 1994-95" میں کہا گیا ہے کہ:

40 percent villages have been electrified in the country. 60 per cent villages are still waiting for the electrification.

اور میری اپنی constituency کی بھی یہ پوزیشن ہے کہ Not more than 40 percent

villages have been electrified. تو میری یہ گزارش ہوگی کہ village electrification کے لیے
رقم اس بجٹ میں مخصوص کی جائے۔ اور رورل ڈویلپمنٹ پروگرام جو ہمارے چیف منسٹر صاحب نے announce کیا تھا اس کے لیے اس میں handsome amount رکھی جائے۔

میں ایک اور طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر بہاول پور کی دیہی ڈویلپمنٹ کے لیے ایک بہت بڑی رقم کا اعلان کیا گیا۔ وہ بڑی خوش آئند بات تھی۔ لیکن جب کتابیں کھولیں تو کئی سالوں پہ محیط ایک قرضہ ہم نے واپس دینا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اب ہم پورے الیکشن کے دوران یہ نعرے لگاتے رہے ہیں کہ ہم قرضہ نہیں لیں گے، ہم قرضے سے اجتناب کریں گے، ہم کشکول توڑ دیں گے۔ تو میری یہ گزارش ہوگی کہ اب قرضے لینے بند کر دیے جائیں۔ foreign aid کے جتنے بھی منصوبے ہیں، ان کا حشر دیکھ لیں۔ سکارپ کے منصوبوں کا کیا حشر ہوا! دیہات میں انھوں نے مختلف سکیمیں بنائی ہیں تو باہر والے ہماری ترجیحات کو کیا سمجھتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی چیزوں سے اجتناب کیا جانا چاہیے۔

ایک اور گزارش ہے۔ جو موجودہ ٹیکس لگائے گئے ہیں 1.7 1977 سے ان کا اطلاق ہوگا۔ یہاں خاصی باتیں ہوئی ہیں۔ اپوزیشن نے بھی باتیں کی ہیں۔ مرکز میں بھی اس پر بات ہوئی ہے اور صدر پاکستان بھی کچھ بول پڑے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ہم نے نعرے لگائے ہیں کہ ہم احتساب کریں گے۔ احتساب بل پر صوبائی حکومت ضرور غور کرے اور مرکز کو کہے کہ اس میں ترمیم کرے۔ 1990، والی ہمارے حق میں عوام کا کوئی اچھا تاثر قائم نہیں کرتی۔ صوبے میں ابھی تک احتساب کمشنر نہیں بنایا گیا۔ اس طرف بھی توجہ دیں۔ میں نے یہ تجویز بھی جناب وزیر اعلیٰ کو لکھ کر دی تھی کہ ہر محکمے میں احتساب کے لیے ایک دیانت دار افسر پرمشتمل ایک سیل بنایا جائے جس کی نگرانی میں اس محکمے کا احتساب ہو سکے۔

جناب والا! زراعت کو کسی طور پر نظر انداز نہ کیا جانا چاہیے۔ اس ضمن میں ایک اور طرف میں آپ کی توجہ دلاؤں گا۔ PIDA کا ذکر ہے۔ آج گیارہ بجے PIDA پہ بھی میٹنگ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتھارٹی بھی soft loaning کے لیے قائم کی جا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی حکومت غور کرے، اب loaning سے ہمیں اجتناب کر کے foreign aid کو avoid کرتے ہوئے اپنے حالات پر خود نظر رکھیں۔ ان کی سفارشات پر زیادہ توجہ نہ دیں۔ اس کو بھی ہمارے سر نہ تھوپا

جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب والا! ایک اور بہت اہم مسئلہ ہے۔ بہاول پور یونیورسٹی میں ایم۔اے (سرائیکی) کی کلاسیں شروع کی گئی تھی۔ پچھلی حکومت جو سرائیکی دوست کہلاتی تھی انھوں نے یہ شروع کیا تھا۔ اب کئی لڑکے ایم۔ اے (سرائیکی) کر کے پھر رہے ہیں۔ چونکہ ان کو recognize نہیں کیا گیا' ابھی تک پبلک سروس کمشن ان کو گھاس نہیں ڈالتا اور نہ ہی کالجوں میں سرائیکی تعلیم کا اجراء ہونے کی وجہ سے وہ لیکچرار لگ سکتے ہیں۔ تو اس طرف بھی حکومت توجہ دے یا تو یہ شعبہ بند کر دے جو زیادہ آسان ہے یا پھر پنجابی' پشتو' سندھی اور سرائیکی کا نصاب شامل کرنا چاہیے۔

ایک اور مسئلہ ہے کہ خواجہ غلام فرید کی شخصیت پر تحقیق کے لیے بہاولپور یونیورسٹی میں ایک چیئر قائم کی گئی تھی۔ اوقاف ڈیپارٹمنٹ جس کے تصرف میں خواجہ غلام فرید صاحب کا تقریباً 32 ہزار ایکڑ رقبہ ہے۔ وہ صرف 92 ہزار روپیہ سالانہ دیتا ہے۔ جب کہ سندھ میں سچل سرمست پر تحقیق کے لیے ایک کروڑ روپیہ سالانہ' حضرت داتا گنج بخش پر تحقیق کے لیے 50 لاکھ روپیہ سالانہ مختص ہے۔ مگر کمال مہربانی سے پچھلے تین سال سے یہ بجٹ بھی lapse ہو رہا ہے۔ اس طرف بھی میں حکومت کی توجہ دلاؤں گا۔

اب میری ایک گزارش یہ ہے کہ ایم۔ پی۔ ایز اور ایم۔ این۔ ایز کی discretionary grant ختم کر دی گئی ہیں۔ اچھی بات ہے مگر یہ block allocation جو یقیناً حکومت اور وزیر اعلیٰ کے تصرف میں ہو گی' تو جس طرح ہمیں اس سے الگ رکھا گیا تھا' میں سمجھتا تھا کہ حکومت اس کو بھی بجٹ کا حصہ بنا کر جو بھی ہمیں حصہ آتا وہ دے دیتی تو زیادہ مناسب تھا۔

امن عامہ کی گھمبیر صورت حال کی طرف میں اس طرح توجہ دلاؤں گا کہ میری حکومت سے یہ گزارش ہو گی کہ ہمارے بھاری مینڈیٹ کا تقاضا ہے کہ فرقہ وارانہ تنظیموں پر فوراً پابندی لگا دی جائے۔ اس طرف حکومت کو انتہائی جرأت سے کام کرنا چاہیے۔

ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ نہ ہی ہمارے سیکرٹری' نہ ہی چیف سیکرٹری اور نہ ہی آئی۔ جی باہر جاتے ہیں۔ ضلعی اور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر وہ نہیں جاتے۔ وہ ٹھنڈے کمروں میں بیٹھنے کے لیے میٹنگز کا بہانہ کرتے ہیں اور پیالی میں طوفان اٹھاتے رہتے ہیں۔ یہاں بیٹھ کر وہ ہمارے لیے تجاویز دیتے رہتے ہیں۔ میری یہ گزارش تھی کہ ان لوگوں کو باہر نکالا جائے۔ اب میٹنگز کا دور ختم ہونا چاہیے

اور وزیٹنگ کا دور شروع ہونا چاہیے تاکہ تبدیلی محسوس ہو۔

میں لیجسلیشن کے متعلق بھی بات کروں گا۔ اس وقت ہمارے پاس فنڈز کی انتہائی کمی ہے۔ سڑکیں، سکول اور بجلی شاید ہم مہیا نہیں کر سکتے۔ جس طرح عوام کی خواہش ہے۔ اگر ایک شہری کو صبح اٹھتے ہوئے اپنے گھر کے باہر صرف جھاڑو پھرا ہوا ملے تو اسے حکومت کی تبدیلی کا احساس ہوتا ہے۔ تو لیجسلیشن کی طرف حکومت کو توجہ دینی چاہیے۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔۔۔میاں عبدالستار صاحب۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! میں بس ختم کرنے لگا ہوں۔ آپ مجھے دو منٹ اور دیں۔ یہ بہت اہم باتیں ہیں۔

لیجسلیشن پر ہم سالانہ 19 کروڑ روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ اس وقت ہمیں اسمبلی میں majority حاصل ہے۔ کم از کم ہر منسٹر major قوانین دے۔

جناب آصف علی ملک، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ سپیکر باکس میں ایک نابالغ بچے کے بیٹھنے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ کیا وہاں پر بچوں کو بیٹھنے کی اجازت ہے؟

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ بیٹھ سکتے ہیں۔ کوئی پابندی تو نہیں۔ وزیٹرگیلری میں بچے اکثر آتے ہیں۔ سکولوں کے بچے بھی اسمبلی کا سیشن دیکھنے آتے ہیں۔ لیکن وہاں انھیں orderly behave کرنا چاہیے۔ چاہے سپیکر گیلری ہو یا ممبرز گیلری۔ میاں عبدالستار صاحب! اب آپ وائنڈ اپ کریں۔

میاں عبدالستار، تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس وقت ہم majority میں ہیں۔ تمام وزراء صاحبان اپنے محکموں میں کم از کم major acts کی طرف توجہ دیں اور ان میں تبدیلی لائیں تاکہ عوام کو ایک تبدیلی نظر آسکے۔

ایک اور آخری مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت سول کورٹس پر مقدمات کا خاصا بوجھ ہے۔ اس سلسلے میں میری عرض یہ ہے کہ میں یہ سن کر حیران ہوا کہ اس وقت ہماری عدالتیں ایک آمدنی کا ذریعہ ہیں۔ ہماری کورٹس حکومت کو فیس کی صورت میں آمدنی کا ذریعہ ہیں۔ تو میری یہ گزارش تھی کہ یا تو عدالتوں کو فنانشل خود مختاری دے دی جائے کہ وہ اپنی مرضی سے جج مقرر کریں یا ان کی سیٹیں بڑھائی جائیں۔ مقدمات کے ساتھ اس کو منسلک کر دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین، شکریہ، میاں عبدالستار صاحب۔ جناب محمد افضل صاحب (معزز ممبر ہاؤس میں موجود

نہیں تھے)

نوابزادہ منصور احمد خان: جناب والا! معظم وٹو صاحب کو بھی وقت دیا جائے۔ آپ نے فرمایا تھا۔

جناب چیئرمین: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

نوابزادہ منصور احمد خان: جی' میں آپ کو یاد کرا رہا ہوں۔ معظم وٹو کی باری ہے۔

جناب چیئرمین: میں ان کو وقت دے رہا ہوں۔ نوابزادہ صاحب' اپوزیشن کی طرف سے صرف ایک سپیکر نے بولنا ہے۔ تو ابھی بہت ٹائم ہے۔ میں انھیں وقت دوں گا۔ محمد افضل صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ رانا ثناء اللہ صاحب.... وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ تو چودھری محمد عظیم گھمن صاحب۔

چودھری محمد عظیم گھمن: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ آج جس موضوع پر ہم اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں اور ہماری موجودہ حکومت نے جو 1997-98ء کے لیے بجٹ پیش کیا ہے۔ جس طرح قوم نے پاکستان مسلم لیگ کو ایک تاریخی مینڈیٹ دیا اسی طرح بغیر کسی مبالغہ آرائی کے ہماری حکومت نے اس ملک کے عوام کے لیے ایک تاریخی بجٹ پیش کیا ہے جس کے لیے ہمارے وزیر خزانہ اور قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔

جناب سپیکر! محکمہ تعلیم کے متعلق بجٹ میں جو فنڈز کا اجراء کیا جا رہا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے صوبہ کے اندر یہ بجٹ ایک ثانوی حیثیت رکھتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ دیکھنا یہ ہے کہ اس میں عمل درآمد کہاں تک ہو رہا ہے۔ تعلیم کے لیے فنڈز تو ہم مہیا کر دیتے ہیں۔ لیکن عملاً یہ دیکھنے میں نظر آتا ہے کہ دیہات کے اندر گورنمنٹ کے فنڈز مہیا کرنے کے باوجود سکول خالی پڑے ہوئے ہیں۔ ٹیچر حضرات اپنی ڈیوٹیوں پر نہیں جاتے۔ میاں شہباز شریف صاحب نے اور ہمارے وزیر خزانہ نے بجٹ میں یہ فنڈز مختص کیے ہیں کہ ہم سکولوں کو فرنیچر مہیا کریں گے۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس سے پیشتر بھی دیہات میں سکولوں کے اندر مختلف طریقوں سے ایم۔ پی۔ ایز حضرات نے اپنی گرانٹس کے ذریعے سکولوں کو فرنیچر مہیا کیا لیکن آج وہاں پر ایک کرسی بھی نظر نہیں آتی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میاں برادران نے تو بہتری کی طرف آغاز کر دیا ہے لیکن ستم یہ رہا ہے کہ فنڈز ملتے ہیں لیکن فنڈز کا استعمال غلط ہوتا ہے۔ اس کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ جس طرح کہ ہماری گورنمنٹ نے جاری شدہ ترقیاتی منصوبوں کے لیے رقم مختص کی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا کارنامہ

ہے کہ سابق حکومت کے منصوبوں کو ہماری حکومت نے بھی جاری و ساری رکھا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ سابقہ حکومت کے دور کے اندر جو منصوبے بنائے گئے اور جن منصوبوں پر کام ہو رہا ہے اس بجٹ سے پیشتر بھی ان منصوبوں پر کتنے پیسے خرچ ہوئے ہیں؟ ان منصوبوں پر کاغذی طور پر تو لاکھوں روپے خرچ کر دیے گئے ہیں۔ میں یہ بات بڑے وثوق سے کہتا ہوں اور اس بات کو چیلنج کرتے ہوئے اس معزز ہاؤس کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ سابق حکومت نے کاغذی طور پر ان منصوبوں پر لاکھوں روپے خرچ کر دیے ہیں۔ لیکن عملاً وہاں کوئی وجود نظر نہیں آ رہا۔ لیکن میں اپنے وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا اور میں اپنے حلقے کی نہیں بلکہ اپنے ڈسٹرکٹ کی بات کر رہا ہوں کہ وہاں پر یہ صورت حال ہے اور ایک ڈسٹرکٹ میں' ایک ضلع میں یہ بات ہے تو پورے صوبے کا کیا حال ہو گا۔ عام طور پر یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ یہ تنقید برائے تنقید کی جاتی ہے۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تنقید برائے تنقید والی بات نہیں ہے عملاً ایسے ہو رہا ہے۔ یہاں پر پچھلے دور کے اندر جو کچھ ہوا ــــ ہمارے چند ایک دوست مجھ سے پہلے بجٹ پر بحث کر رہے تھے تو اپوزیشن کی طرف سے شاباش' شاباش کے نعرے لگائے جا رہے تھے تو میں یہ کہتا ہوں کہ وہ کس بات پر شاباش دے رہے تھے۔ جناب والا! اگر کوئی ساتھی حقیقت پر مبنی بات کرتا ہے تو آپ اس کو appreciate کرتے ہیں۔ لیکن جب آپ کی کرتوتیں اور سیاہ کارنامے' آپ کے سامنے بیان کیے جاتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ یہ صرف اور صرف تنقید ہے۔ میں سیالکوٹ کے ایک حلقے پی پی 106 کی مثال دیتا ہوں کہ ایک ایم۔ پی۔ اے جو پہلی بار اس ایوان کے اندر آیا اس نے کرپشن کی انتہا کر دی۔ اس نے اپنے اور اپنے بھتیجوں کے نام پر کرپشن کی انتہا کی اور میرے ایک محتاط اندازے کے مطابق اس کی انکوائریاں مکمل ہو چکی ہیں اس نے اس ملک کے پیسے کو اس طرح بے دریغ استعمال کیا اور اس پیسے سے جو غریب عوام سے حکومت ٹیکسوں کی صورت میں وصول کرتی ہے۔ اس نے اپنی ذاتی جیب کو بھرا۔ لیکن عوام کے سامنے اس نے ایک پیسہ بھی خرچ نہ کیا۔ جناب والا! میں یہ بیان کرتے ہوئے فخر محسوس کروں گا کہ آج ہم سب یہ کہتے ہیں کہ ملک کے ساتھ بہت ظلم اور ناانصافی ہو رہی ہے۔ ہم نے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا ہے۔ کہ ہمارے قائدین محترم میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے تو بہتری کی طرف قدم بڑھا دیا ہے اور انہوں نے ملک میں لوٹی ہوئی دولت کو واپس لانا شروع کر دیا ہے لیکن ہمارا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے قائد کی کون سی بات پر لبیک کہہ

رہے ہیں۔ جناب والا! ہمیں بھی یہ دیکھنا ہے اور بحیثیت ایک ساتھی ہمارا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ ہم نے اپنے قائد کا کس حد تک ساتھ دینا ہے ۔ میاں نواز شریف صاحب اس ملک کے پسے ہوئے عوام کے لیے تو قدم اٹھاتے ہیں اس لیے ہمیں بھی ان کے قدم سے قدم ملا کر چلنا ہو گا ۔

جناب سپیکر! اپوزیشن والے یہاں پر میرٹ کی جو بات کرتے ہیں۔ یہاں پر کل ایک دوست فرما رہے تھے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ اب اس ملک میں وہ لوگ بھی نوکریاں حاصل کریں گے جن کے پاس کوئی سفارش نہیں۔ جن کے پاس کوئی پیسہ نہیں ہے ۔ وہ بھی اس ملک میں اپنا حق رکھتے ہوئے اپنا حق وصول کریں گے۔ جناب سپیکر ! ہمیں آزادی حاصل کیے ہوئے آج پچاس سال ہو گئے ہیں۔ ہم نے ان پچاس سالوں کے اندر کیا کھویا' کیا پایا۔ یہ تاریخ گواہ ہے۔ لیکن جناب سپیکر ! اس بات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کہ اگر کوئی شخص بہتری کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو اس کو تنقید برائے تنقید کے لفظ سے نہیں لینا چاہیے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی یاد آوری کے لیے یہ عرض کرتا ہوں کہ اپوزیشن یہ کہتی ہے کہ ہمارے ملک کی یہ ایک رسم بن چکی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ رسم نہیں ہے یہ ایک حقیقت بن چکی ہے۔ پچھلے تین سالہ دور پر جب نظر اٹھائی جائے تو دل خون کے آنسو روتا ہے اور آنکھیں اس طرح پرنم ہو جاتی ہیں کہ ایک محب وطن' اس ملک سے محبت کرنے والا شخص جب پچھلے تین سالہ دور کے اندر کرپشن اور لوٹ مار کی انتہا کو دیکھتا ہے تو اس کا دل اور آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں۔ پچھلے تین سال کے دور میں اس ملک کے ساتھ بڑی ناانصافی ہوئی ہے اور اس کو بے دردی سے لوٹا گیا ہے۔ جناب سپیکر! بجٹ تو ہم نے دے دیا۔ ہم نے بڑا اچھا اور صاف ستھرا بجٹ دیا ہے لیکن ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ پچھلے دور کے اندر ہونے والی کرپشن کو ہم نے کس طرح سمیٹنا ہے۔ میں آج بھی آپ کے سامنے یہ بات بڑے وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ میرے حلقے کے اندر جن سڑکوں کے نام پر پیسے کھائے گئے ہیں وہاں پر عملی طور پر کوئی چیز نظر نہیں آتی ۔ جناب والا! یہ تو ایک حلقے کا حال ہے لیکن جن اضلاع کے اندر سب سے زیادہ بجٹ رکھ دیا گیا ہے اور جہاں کے سابق وزرائے اعلیٰ اس صوبے پر حکم رانی کرتے آئے ہیں۔ میں نے ANNUAL DEVELOPMENT PROGRAMME کو دیکھا ہے ضلع اوکاڑہ اور ضلع قصور کے لیے کروڑوں روپے رکھے گئے ہیں اور اس بجٹ میں اگر سب سے زیادہ پس ماندہ ضلع رکھا گیا ہے وہ ضلع سیالکوٹ ہے اور سب سے کم فنڈز ضلع سیالکوٹ کے حصے میں آئے ہیں ۔ ــــــ

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

لیکن آج بھی ہم قربانی دینے کے لیے تیار ہیں اور ہمیں ترقیاتی فنڈز ملیں یا نہ ملیں لیکن جو کرپشن ہوئی اس کا حساب ہم ضرور لینا چاہتے ہیں ۔

جناب سپیکر! میں محکمہ صحت کے حوالے سے چند ایک تجاویز دینا چاہوں گا ۔ آج ہماری ہر یونین کونسل کے اندر ایک بی ۔ ایچ ۔ یو قائم ہے لیکن وہاں پر ڈاکٹر حضرات نہیں۔ وہاں پر ڈاکٹروں کی کمی ہے اور اس کمی کو پورا کرنے کے لیے میں یہ تجویز دوں گا کہ وہاں دیہات کے اندر پرائیویٹ سیکٹر میں ایک کلینک کھولا جائے اور ڈاکٹر حضرات پر یہ پابندی عائد کی جائے کہ وہ دو سال تک دیہات میں نوکری کرنے کے بعد شہر کا رخ کریں ۔ اس سے ایک تو وہاں کے لوگوں کو بنیادی صحت کی سہولت فراہم کی جائے گی دوسرے وہ لوگ جو دیہات کی طرف سے شہر کی طرف آ رہے ہیں ان کی نقل مکانی بھی رک جائے گی ۔ ساتھ ہی ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پیرا میڈیکل سٹاف نے اپنے جو کلینک کھولے ہوئے ہیں اور جو ڈسپنسری کا کورس کرتے ہیں اور وہ دکان کھول کر بیٹھ جاتے ہیں ان پر پابندی عائد کی جائے اور میڈیکل سٹور کے مالکوں کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ وہ ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس ڈاکٹر کے نسخے کے بغیر دوائی دینے کے مجاز نہیں ہونگے۔ صحت کے متعلق میری یہ ایک دو تجاویز تھیں۔ جناب سپیکر ! آج سے چند سال پیشتر جہاں پر دھان کی فصل کاشت ہوتی تھی ۔ وہاں پر پتا لپیٹ سنڈی کے لیے ہوائی جہاز کے ذریعے سپرے کروایا جاتا تھا ۔ وہ آج سے دس بارہ سال قبل بند کر دیا گیا ۔ اور اس وقت سے لے کر دیہات میں کیڑوں مکوڑوں اور مچھروں کی بہتات ہے ۔ جب یہ سپرے ہوتا تھا تو کوئی کیڑا مکوڑا اور مچھر نہ ہوتا تھا۔ آج اگر میں آپ کی وساطت سے تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس سپرے کا دوبارہ اجراء کیا جائے کہ جہاں پر زرعی جعلی ادویات وافر مقدار میں میسر ہیں ۔ میں یہاں پر کہتا ہوں کہ جہاں حکومت نے زرعی ٹیکس لگایا ہے۔ ہم زرعی ٹیکس کو مانتے ہیں ۔ ہم یہ دینے کے لیے تیار ہیں ۔ اس ملک کا غریب کسان اور زمین دار میاں نوازشریف اور شہباز شریف کی اس پارٹی سے اتفاق کرتا ہے اور میں سمجھتا ہوں 83 فیصد زمین دار جو اس ٹیکس سے بچا ہے اس کو حکومت نے ایک دہرا زرعی پیکیج دیا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ جس طرح میاں صاحب نے اس معزز ایوان کے سامنے بیان فرمایا تھا کہ یہ زرعی ٹیکس دیہات کے اندر خرچ ہو گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ان زمین داروں کے لیے جو ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم ملکیت کے حامل ہیں ان کے لیے یہ زرعی پیکیج

کی حیثیت رکھتا ہے۔ دیہات کے اندر سڑکیں بنیں گی۔ آب پاشی کا نظام درست ہو گا۔ اسی طرح دس روپے یا بیس روپے اور زرعی ٹیکس بڑھا لیں۔ لیکن جہاں پر دھان کی فصل کاشت ہوتی ہے ۔ وہاں پر سپرے کا انتظام کیا جانا ضروری ہے ۔ ایک تو جعلی ادویات سے ہماری جان چھوٹ جائے گی اور دوسرا زمین دار اصلی دوائی کے سپرے سے مستفید ہو سکیں گے۔ جناب سپیکر ! زراعت کے متعلق میں یہ سمجھتا ہوں کہ حالیہ جو زرعی پیکج ہماری حکومت نے دیا ہے اس سے زمین دار خوش ہے۔ میں نے پہلی دفعہ یہ محسوس کیا ہے کہ ہمارے دیہات کے اندر گندم کی فصل کی کٹائی کے لیے مزدور نہیں ملتا تھا ۔ اس دفعہ میں نے پہلی دفعہ دیکھا ہے کہ مزدور پیچھے پیچھے پھر رہے تھے کہ ہمیں ایک ایکڑ یا دو ایکڑ گندم کی کٹائی کے لیے دو تاکہ ہم اپنے بچوں کا پیٹ پال سکیں۔ اس سے پیشتر میں نے دیکھا ہے کہ ہم زمین دار لوگ مزدوروں کے پیچھے پیچھے گھومتے تھے اور اس دفعہ پہلی بار مزدور زمین دار کے پیچھے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ گھمن صاحب !

چودھری محمد عظیم گھمن ، میں صرف ایک منٹ لوں گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے زمیندارہ ماحول کے اندر ایک بات یہ ہے کہ کھادیں مہنگی ہونے کی وجہ سے ایک ہی کھاد کو استعمال کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً ببر شیر یوریا۔ جہاں پہ ہمیں ڈی اے پی کی ضرورت ہوتی ہے وہاں ہم نائٹروفاس اور ببر شیر یوریا کو ڈال دیتے ہیں۔ میری یہ ایوان کے سامنے تجویز ہے کہ ہم ڈی اے پی کی قیمت کو تھوڑی سی کم کریں اور ببر شیر یوریا فاسفیٹ اور دوسری جو کھادیں ہیں ان کی قیمت میں تھوڑا سا اضافہ کریں تاکہ یہ تمام کھادیں ایک لیول پر آ جائیں ۔ ایک ہی کھاد استعمال کرنے سے زمین کی اوسط پیداوار میں کمی ہوتی ہے ۔ جب مختلف کھادیں ڈالی جائیں گی تو یہ پیداوار بڑھ سکتی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مسٹر نعیم اللہ شاہانی صاحب !

جناب نعیم اللہ شاہانی ، جناب سپیکر ! میں اپنے صوبے کے چیف منسٹر اور وزیر خزانہ کو ان مشکل حالات میں اتنے احسن اور خوبصورت انداز میں بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد دیتا ہوں۔ کل ہماری اپوزیشن کے ممبر سید اکبر نوانی صاحب جو آج تشریف نہیں رکھتے۔ انہوں نے بڑی اچھی تجاویز دیں اور میرٹ کی بات کی ۔ میں حیران ہوں کہ جب وہ گورنمنٹ میں ہوتے ہیں تو میرٹ کی دھجیاں ایسے اڑاتے ہیں۔ کہ اس کی بھکر 225 میل سے آوازیں آتی ہیں۔ اور لوگوں پر پولیس تشدد کرواتے جو کہ پچھلے آئی جی گواہ تھے اور وہ خود فرماتے تھے کہ اوکاڑہ نمبر ایک پر اور ضلع بھکر نمبر دو پر ہے۔ آج ان

کو میرٹ کی باتیں یاد آتی ہیں اور جو انھوں نے بنکوں اور پی آئی اے میں نالائق لڑکوں کو میرٹ کے بغیر بھرتی کروایا۔ میں حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ ان کے امتحان لیے جائیں اور اگر وہ کوالیفائی کرتے ہوں۔ تو ان کو رکھا جائے ۔ اپوزیشن میں بیٹھ کر میرٹ کی بات کرنا تو بہت آسان ہے۔ دوسرا وہ وزیر رہے ۔ ہم کیا کہیں ۔ محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کی دیواریں ان کی دہشت اور کرپشن کی مثالیں آج تک نہیں ملیں گی ۔ اور ان کی replacement میں ہماری حکومت نے محکمہ مواصلات وتعمیرات کو ذوالفقار کھوسہ جیسا منسٹر دیا ۔ دوسری طرف دیکھیں اقبال ٹکا وزیر خوراک رہا ۔ جس نے گندم بیچی لیکن اس کے مقابلے میں ہمیں حافظ اقبال خاکوانی صاحب جیسے منسٹر دیے۔ ایسے منسٹر دیے کہ جن کی کوئی کردار کشی نہ کر سکے۔ جن پر کردارکشی ہو اور وہ کہیں کہ میرٹ ہو ۔ اپوزیشن میں تو ان کو میرٹ ہی مزا دیتا ہے ۔ میں کہتا ہوں خان صاحب ! جو آپ نے کیا ۔ اپنے ضلع کی مثال لے لیجیے ۔ ہماری سڑکوں کی یہ حالت ہے کہ ملتان روڈ سرائے مہاجر فتح پور سے لے کر بھکر تک سڑک کا وجود نہیں۔ وہ کیوں نہیں؟ ان کی ماہرانہ صلاحیت کی وجہ سے نہیں۔ چونکہ وہ اس کے منسٹر تھے ۔ انھوں نے excess ٹھیکے دے دیے۔ سڑکیں اکھڑوا دیں۔ چار من پسند ٹھیکے دار جن کے بارے میں بھکر میں حکم تھا کہ ان کو ٹھیکے دیے جائیں۔ دو کروڑ کا کام تھا۔ لیکن دس کروڑ کا ٹھیکہ دے دیا گیا۔ اور اس کی موقع پر کھدائی کروا دی گئی اور آج تک ٹریفک کے لیے راستہ نہیں۔ ہماری چھوٹی سڑکیں تباہ ہو گئی ہیں۔ چونکہ یہ سڑک ایم ایم روڈ یعنی میانوالی مظفرگڑھ روڈ کہلاتی ہے۔ کراچی سے اسلام آباد اور پشاور تک اس راستے سے ٹریفک جاتی ہے۔ خدا را ! اس پر بھی توجہ دیجیے اور دیکھیے کہ وہاں پر ہم کیسے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ تین سال منسٹر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق نہیں دی۔ اٹھارہ ہزاری سے لے کر بھکر باؤنڈری تک سڑک پر روزانہ ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔ چونکہ وہاں پر ریت کے ٹیلے ہیں جو سڑک کو ڈھانپ چکے ہیں۔ سنگل روڈ ہے اور اس پر وارداتیں ہو رہی ہیں ۔ منسٹر صاحب بڑے خوش باش ہو کر وہاں سے گزرتے تھے ۔ لیکن انھوں نے اپنے ضلع کی طرف توجہ بھی نہیں دی ۔ باقی رہا سکولوں کے متعلق بات ۔ انھوں نے اپنے دور میں بلڈنگ کے محکمے کو یہ حکم دیا ہوا تھا اور چونکہ انھوں نے بھٹوں کی چیئرمینی بھی اپنے بھائی سابق ایم این اے رشید اکبر خان صاحب کو دی ہوئی تھی اور ان کو حکم تھا کہ ہمارے بھٹے سے اینٹیں سپلائی ہوں گی ۔ اور وہ گندی اینٹیں جن کے بارے میں میں نے چیف منسٹر صاحب کو سرگودھا میں بھی کہا تھا وہ لگیں اور آج بھی وہ عمارتیں چیک کروائی جا سکتی ہیں جو

کہ گرنی والی ہیں۔ جناب والا ' اپنے حالات آدمی کو نظر نہیں آتے ۔ 1985ء سے لے کر 1988ء تک میاں نواز شریف صاحب کے ساتھ رہے اور اس دور میں جو گندے اور بدنام لوگ تھے ان کو اے ایس آئی بھرتی کروایا۔ نائب تحصیل دار بھرتی کروائے۔ اس وقت میرٹ کی بات کرتے کہ جو اہل ہوتے ان کو میرٹ پر لیا جاتا ۔ 1988 سے 1990 تک جو انھوں نے موجیں لوٹیں خدا ہی جانتا ہے کہ کیسے وہ میاں صاحب کو بلیک میل کرتے؛ ادھر زرداری صاحب کو بلا لیتے ۔ اور اپنے کام نکلواتے ۔ اسی طرح 1993ء سے لے کر 1996ء میں انھوں نے کیا۔ ایک بھائی بینظیر صاحبہ کے ساتھ اور دوسرا وٹو صاحب کے ساتھ جو کہ وٹو صاحب کو صبح ناشتے پر ملتا تھا اور رات کو سلا کر وہاں سے نکلتا تھا اور اس نے جو 7- کلب روڈ پر وٹو صاحب کے محل پر پونے دو کروڑ روپے لگا کر ایک کمرہ تعمیر کیا۔ جیسے وہاں بادشاہ سلطنت پرنس چارلس نے آنا ہو۔ اس کے لیے وہ بنایا گیا تھا ۔ اس کی تحقیقات ہونی چاہیے ۔ اور آج کے وزیر مواصلات و تعمیرات سے میں گزارش کروں گا کہ اس کی تحقیقات کرائی جائے ۔

اب میں اپنے ضلع کے متعلق کہنا چاہتا ہوں کہ تھل کینال سے ہمیں چار پانچ سال سے پانی نہیں مل رہا ۔ اس کینال کی مرمت جاری تھی لیکن پتا نہیں کس وجہ سے مکمل نہ ہو سکی ۔ چونکہ ہمارے علاقے میں پانی کی کافی کمی ہے اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ جو ہمارا sactioned پانی ہمیں ملنا چاہیے۔

بھکر ڈگری کالج میں لڑکوں کے ہوسٹل کی کمی ہے لیکن ہمارے وزیر خزانہ یا وزیر تعلیم نے اس طرح توجہ نہیں دی ۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ضلع میں جو بھکر ڈگری کالج کے ہوسٹل کو تعمیر کیا جائے۔ چک نمبر 47ML اور 67 ML جن کا بھکر سے فاصلہ تقریباً بیس میل ہے وہاں پر ہائیر سیکنڈری سکول کا ہونا بے حد ضروری تھا ۔ جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ تعلیم کی مد میں ہمارے چیف منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ طلباء کو فرنیچر دیا جائے گا ۔ ہماری یہ گزارش ہو گی کہ یہ فرنیچر محکمہ تعلیم کے ڈی ای او اور ڈپٹی ڈی ای او کھا جائیں گے ۔ ان کی بجائے جو ہمارے سکولوں کی بنیادی ضروریات مثلاً اضافی کمرے ' لیٹرینیں اور چار دیواریوں پر یہ رقم خرچ کی جائے تو بہتر ہو گا۔ ہمارے ہاں لوگ تعلیم پر زیادہ توجہ دیتے ہیں نہ کہ آسائشوں پر ۔ چونکہ دور دراز علاقے ہیں ۔ اگر ان کو کرسیاں اور میزیں نہ ملیں تو وہ ٹاٹوں پر بیٹھ کر پڑھیں گے لیکن تعلیم کا معیار بہترین ہونا چاہیے ۔ استاد صحیح ہونے چاہییں اور سکولوں کی ضروریات پوری ہونی چاہییں۔ نلکے ہونے چاہییں۔ جو کہ نہیں ہیں۔ پانی کی سہولیات ہونی چاہییں۔ ایسی سہولیات دیں جس سے عوام فائدہ اٹھائے ۔ یہ نہ ہو کہ کمشن والا چکر پھر آ جائے۔

محکمہ صحت کے متعلق میں عرض کروں گا ۔ وزیر صحت بیٹھے ہیں ۔ ہمارا ضلع بھکر لاہور سے 225 میل دور ہے ۔ ملتان 120 میل ہے ۔ جبکہ مریضوں کو ایمرجنسی کی صورت میں ملتان جانا پڑتا ہے یا لاہور آنا پڑتا ہے ۔ ہمارے ہسپتال میں یہ پوزیشن ہے کہ چونکہ پچھلے دور میں کوئی توجہ نہیں دی گئی ۔ نہ ہمیں Aneasthesiest کی ضرورت ہے نہ dentist کی ضرورت ہے ۔ ان کو اپنی جیبیں بھرنے کی ضرورت تھی ۔ اور کمشن لینے کی ضرورت تھی جو وہ لیتے رہے ۔ پرانی گاڑیوں میں آئے اور یہاں سے مرسیڈیز گاڑیوں میں واپس گئے ۔ ان کی بھکر کے عوام سے محبت کی یہ ایک مثال ہے ۔ اور کہتے ہیں کہ ہم نے تو جیبیں نہیں بھریں ۔ بھئی کیسے نہیں بھریں ۔ آپ کے باپ دادا لفاریوں کے منشی تھے ۔ میں یہ بڑے فخر سے کہوں گا کہ ہمارے باپ دادا سیاسی تھے ۔ 1962ء سے ہم سیاست میں آ رہے ہیں ۔ اور اپنی زمینیں جائیدادیں بیچ کر سیاست پر لگائی ہیں نہ کہ کمایا ہے ۔ میں وزیر صحت سے گزارش کروں گا کہ ہمارے ہسپتال کا عملہ پورا کیا جائے ۔ اور ادویات کے لیے رکھا گیا سارا فنڈ سرگودھا والے لے جاتے ہیں ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم سرگودھا ڈویژن کی ٹیل پر ہیں ۔ فنڈز کی فراہمی کو بڑھایا جائے ۔ سرگودھا کے لیے بھی ضروری ہے ۔

بھرتی پالیسی کے متعلق کہا گیا ہے کہ سات سال سے اس پر ban ہے ۔ لیکن جن بچوں کی عمریں بڑھ گئی ہیں ان کے لیے عمر کی رعایت ضروری ہے نہ کہ چھاتی اور قد ۔ پولیس کے لیے چھاتی اور قد کی پابندی نہایت ضروری ہے لیکن چونکہ ہمارے دور میں پہلی بھرتی کھل رہی ہے ۔ لیکن یہ بھرتی میرٹ کی بنیاد پر ہونی چاہیے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ خالصتاً میرٹ پر بھرتی ہونی چاہیے ۔ چونکہ پولیس کی اندھیر نگری کی مثالیں ہمارے پاس بہت ہیں ۔ ان کے بارے میں ہم نے چیف منسٹر صاحب سے بھی گزارشات کی تھیں ۔ 1993 سے 1997 تک 1673 پرچے درج ہوئے ۔ جو کہ ان وزیر مواصلات و تعمیرات اور ان کے بھائی کے کہنے پر ہوئے ۔ اور آج وہ بڑے فخر سے میرٹ کی بات کرتے ہیں ۔ میرٹ تو خیر اپوزیشن والوں کو بہت پسند ہوتا ہے ۔

محکمہ زراعت کے لیے میں گزارش کرنی چاہوں گا کہ ہمارے ضلع میں بہت سارے فارم ہیں ۔ ان کی آمدن کا حساب لگائیے تو وہ صفر ہے ۔ اور وہ نقصان میں جا رہے ہیں ۔ اتنے باغات ہیں ۔ لائیو سٹاک فارم ہیں جن پر ان ہی لوگوں کے ورکروں کا غاصبانہ قبضہ تھا ۔ وہی کھا رہے تھے ۔ ان سے بھی تاوان وصول کرنا بہت ضروری ہے ۔ چونکہ گورنمنٹ کا پیسہ کوئی شخص بھی کھائے اس کی وصولی

نہایت ضروری ہے ۔ اور ان زمینوں کو جو کہ دس دس ہزار ایکڑ پر مشتمل ہیں۔ لوگوں کو سال کے پٹے پر دی جائے تاکہ ان کی آمدنی بڑھے یہ نہ ہو کہ جیسا کہ پچھلے دنوں ایک سوال تھا کہ محکمہ لائیو سٹاک کے ایک فارم پر 80 لاکھ روپیہ خرچ اور آمدن 20 لاکھ روپیہ ہے ۔ خدارا ! اس طرف بھی سوچیے۔ ہمارے پاس دس فارم ہیں ۔ پانچ لائیو سٹاک کے پاس ہیں اور پانچ محکمہ زراعت کے پاس ہیں ۔ ان فارموں کے چھوٹے چھوٹے یونٹ بنا کر ان کے لیے اچھی پالیسی بنائیں ۔ ان کے لیے شرائط سخت بنا دیں ۔ اور ان شرائط کے تحت ان کو دیا جائے کہ ایک سال کے لیے پٹہ ہو اور اس کے بعد اس کی تجدید ہو ۔ دو سال کے بعد اس کو ختم کر دیا جائے تاکہ محکمہ کی آمدنی بڑھے نہ کہ حکومت پر بوجھ ہو ۔ محکمہ زراعت ہمارے ملک پر بہت بڑا بوجھ ہے چونکہ ہمارا ملک بنیادی طور پر زراعت پر مشتمل ہے ۔ زراعت کو ہم ریڑھ کی ہڈی سمجھتے ہیں۔ لیکن زراعت پر ہماری ریسرچ نہ ہونے کے برابر ہے ۔ جو کہ نہ بیجوں پر ہے ' نہ ادویات ہمیں صحیح مل رہی ہیں۔ اور جو ہمارا فیلڈ سٹاف ہے اس کے تو پتا نہیں کتنے ونگز ہیں۔ ان کے اتنے ونگز ہیں کہ آپ حیران ہوں گے ۔ ہمارا ایک فیلڈ اسسٹنٹ ہوتا ہے جو کہ پہلے دور میں جایا کرتا تھا اور زمیندار کو بتایا کرتا تھا کہ فصل کی یہ بیماری آ رہی ہے ' یہ حملہ ہو رہا ہے ۔ اس کے لیے آپ سوچیں کہ کیا علاج کرنا ہے؟ اب تو وہ آتے ہی نہیں ہیں۔ وہ میٹنگز میں رہتے ہیں۔ لہذا ایسے محکموں کو آپ فعال بنائیں تاکہ ان سے کام لیا جا سکے۔ اور پنجاب میں جو فالتو محکمے ہیں جیسے آپ نے روڈ ٹرانسپورٹ کو ختم کیا ہے۔ اسی طرح ان کو مدغم کریں اور جن محکموں کی ضرورت نہیں ہے ان کو ختم کیا جائے تاکہ اس ملک کا جو بجٹ ہے۔ وہ صحیح طریقے سے ترقیاتی کاموں پر لگ سکے ' وہ non-funded schemes پر نہ لگے بلکہ ترقیاتی کاموں پر لگے ۔ یہ چیزیں جو میں نے discuss کیں نہایت ہی ضروری تھیں ۔ ہمیں صرف ایک ہی سڑک چاہیے۔ جو کہ اٹھارہ ہزاری تا بھکر باؤنڈری ہے ۔ وہ بہت ہی ضروری ہے چونکہ ٹریفک صوبہ سرحد تک جاتی ہے لہذا میں C&W minister سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ بھی نوٹ فرما لیں ۔ بے شک چیک کروا لیں اگر ہم صحیح ہوں تو اس کا بننا بہت ضروری ہے تاکہ ہم لوگوں کو صحیح طریقے سے آمد و رفت کا ذریعہ ملے اور ہماری حکومت کو اس کا ایک credit جانا چاہیے ۔ شکریہ ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں معظم خان وٹو ۔

جناب سعید اکبر خان: Sir,I am on point of personal explanation.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے۔

جناب سعید اکبر خان : جناب سپیکر! یہ میرا حق ہے کہ اگر میرے متعلق ذاتی کوئی بات کی جائے تو میں اس بارے میں نکتۂ ذاتی وضاحت پہ یہاں گزارش کروں ۔ جناب والا! ہمارے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ انھوں نے کرپشن کی ہے۔ ہمارے متعلق اور بھی کافی باتیں کی گئی ہیں۔ جناب والا ! اس بات کے لیے ہم ہر سطح پہ تیار ہیں۔ کہ جو بھی کوئی ادارہ ہمارے متعلق کرپشن کے لیے انکوائری کرانا چاہیے۔ تو ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ جناب سپیکر! ہمارے ضلعے میں عام آدمی سے ' جو ہمارے مخالف ہیں۔ وہ ووٹرز جو ہمیں ووٹ نہیں دیتے۔ اگر ان سے بھی پوچھا جائے تو وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ اس خاندان نے ہمیشہ کرپشن کے خلاف جہاد کیا ہے ۔ ہمارا یہ طریق کار رہا ہے اور آپ پورے ضلعے بھکر سے یہ confirm کر سکتے ہیں جس کا یہ ثبوت ہے کہ ہم اقتدار کے بعد الیکشن لڑنے گئے اور میاں نواز شریف صاحب کے اتنے بڑے طوفان میں بھی ہم نے اپنے کردار کے اوپر اپنی سیٹیں بچائیں ' ہم نے آزاد حیثیت سے الیکشن لڑ کر ان کو شکست دی اور ہم اپنے الیکشن جیتے ہیں ۔ یہ ہمارے کردار کا ثبوت ہے کہ ہم نے اپنی ذاتی حیثیت میں ---- میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ میاں نواز شریف صاحب کا بہت بڑا ووٹ بنک تھا اور انھوں نے اس ووٹ بنک کو کیش کیا اور لوگوں نے ان کو ووٹ دیے ۔ تقریباً 95 ۔فی صد لوگوں نے ان کو ووٹ دیا تو اس سیلاب سے بھی ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات اور اپنے کردار نے بچایا ہے اگر مخالفت پرانی مخالفت کی بنا پہ ہمارے اوپر یہ الزام لگایا جاتا ہے ' 1990ء سے لے کر 1993 ۔ پنجاب کی تمام ایجنسیوں نے ہماری کرپشن کی انکوائریاں کیں اور وہ ایک روپے کی کرپشن بھی ثابت نہیں کر سکے ۔ میں آج بھی تیار ہوں اور ان کی کرپشن بھی میں ثابت کر سکتا ہوں کہ انھوں نے اپنے دور میں کیا کرپشن کی ۔ انھوں نے XEN نہر سے کتنے کمیشن لیے ' کلور کوٹ کا سپر بنا اس میں انھوں نے کتنی کرپشن کی ۔------

سردار نعیم اللہ خان شاہانی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ کل انھوں نے بات کی لیکن سپیکر صاحب نے مجھے بات کرنے کا موقع نہیں دیا------

(قطع کلامیاں)

****

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا۔)

چودھری محمد اعظم چیمہ : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔ آپ دونوں حضرات تشریف رکھیں کیونکہ چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔ میں آپ دونوں سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ دونوں تشریف رکھیں ۔

(قطع کلامیاں)

****

چودھری محمد اعظم چیمہ ۔ جناب سپیکر! اسمبلی کا ماحول سازگار رہنا چاہیے اور ان دونوں حضرات کو تنبیہ کی جائے کہ ذاتیات پر حملے نہ کریں اور میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ذاتیات کے بارے میں جو باتیں دونوں طرف سے کہی گئی ہیں۔ وہ ریکارڈ سے حذف کی جائیں اور آئندہ اس بات کی سختی سے تنبیہ کی جائے کہ کوئی فاضل ممبر ایک دوسرے کے خلاف کسی قسم کی کوئی طعنہ بازی ' یا ذاتی حملہ نہ کرے۔۔۔

جناب سعید اکبر خان : جناب سپیکر ! میں نے کل تقریر کی ہے تو کسی پر ذاتی حملہ نہیں کیا۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : سعید اکبر خان صاحب! اعظم چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں ان کو اپنی بات مکمل کرنے دیں ۔ میں نے آپ کو نکتہ ذاتی وضاحت پر بولنے کا موقع دیا اب آپ کسی اور کو نہیں بولنے دیں گے؟ آپ کمال کر رہے ہیں ' بڑے افسوس کی بات ہے ۔ آپ جب بھی اٹھے آپ کو موقع دیا گیا ۔ آج بھی آپ نے کہا کہ نکتہ ذاتی وضاحت پر میں نے آپ کو اجازت دی ۔ اب اس کے باوجود آپ ہاؤس کے تقدس کو violate کر رہے ہیں ۔ بڑے افسوس کی بات ہے ۔ آپ کوئی نئے آنے والے ممبر تو ہیں نہیں کہ جس کو پتہ نہ ہو ۔ چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں اور آپ پھر اٹھ کر اپنی بات شروع کر دیتے ہیں ۔ نہ تو آپ یہ دیکھتے ہیں کہ سپیکر بول رہا ہے اور نہ یہ دیکھتے ہیں کہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہے ۔

چیمہ صاحب! آپ نے بات صحیح فرمائی۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں ۔ ایک تو میں اس ساری کارروائی کو جس میں ذاتیات کے متعلق باتیں ہوئی ہیں کارروائی سے حذف کرتا ہوں اور تمام قابل احترام اراکین کو یہ گزارش کروں گا کہ وہ ذاتیات پہ بات نہ کریں۔ وہ بجٹ پہ بات کریں جس کے لیے یہاں پر آئے ہیں۔ وہ عوام کو یہ بتائیں کہ بجٹ اچھا ہے نہیں اچھا' اس میں کیا خامیاں ہیں ' اس میں

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا۔)

کیا improvements چاہیئے ۔ ایک دوسرے کی ذات پر حملہ کرنے کے لیے ----- وہ بھی جائز نہیں لیکن اگر کوئی نہیں رک سکتا تو باہر پریس کانفرنس کیجیے ' باہر اپنے حلقوں میں جا کر بتائیے ' عوام کو بتائیے ۔ اس ہاؤس میں ہاؤس کی کارروائی کے مطابق بات کیجیے ۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جناب معظم خان وٹو صاحب۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو ۔ شکریہ' جناب سپیکر ! محترم وزیر خزانہ صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں بڑے خوبصورت اعداد و شمار پیش کیے اور خوبصورت اشعار بھی پڑھے۔لیکن میں آج یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بجٹ عوام کی امنگوں کا ہرگز ترجمان نہیں اس لیے کہ اس بجٹ میں 4 ارب کے نئے ٹیکس لگائے گئے ہیں اس کے علاوہ زرعی ٹیکس جس کو زرعی انکم ٹیکس کا نام دیا گیا ہے وہ پہلی دفعہ نافذ کیا گیا ہے جس سے حکومت ڈیڑھ ارب روپیہ حاصل کرنا چاہتی ہے۔جناب والا ! ہمارے کاشت کار کے اوپر یہ بہت بڑی زیادتی ہے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں ایک ایکڑ پر 300 روپے ٹیکس لگایا گیا ہے جبکہ صوبہ سندھ میں فصلوں پر ٹیکس لگایا گیا ہے لیکن ہمارے ہاں زمین کی ملکیت پر ٹیکس لگایا گیا ہے۔ صوبہ سندھ میں فصلوں پر ٹیکس لگایا گیا ہے گندم اور چاول کی فصلوں پر بالترتیب 40 / 30 روپے ٹیکس لگایا گیا ہے ۔ آپ غور فرمائیے کہ یہاں ہمارے صوبے میں 300 روپیہ اور صوبہ سندھ میں 70 روپے ٹیکس لگایا گیا ہے۔یہ ہمارے کسان کے ساتھ امتیازی سلوک کیوں کیا گیا ہے؟ میں حکومت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے صوبے میں زراعت پیشہ لوگ پہلے ہی ضروریات زندگی کی قیمتوں میں اضافے سے پریشان تھے کسانوں کو زرعی ادویات انٹرنیشنل ریٹ پر دی جاتی ہیں۔ ٹریکٹر اور دوسری اشیاء انٹرنیشنل ریٹ پر دی جاتی ہیں جبکہ اس کی جنس حکومت کنٹرول ریٹ پر اٹھاتی ہے۔ زراعت پیشے کو incentive نہ دینے کا نتیجہ ہے کہ حکومت کو ہر سال 90 ارب روپے کی زرعی اجناس باہر سے import کرنی پڑتی ہیں۔ اور یہ قیمتی زر مبادلہ ہمارے ملک سے باہر جا رہا ہے۔جناب والا ! لوگوں میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ چونکہ یہ حکومت صنعت کار لوگوں کی ہے مل مالکان کی حکومت ہے اس لیے یہ زراعت پیشہ کو مراعات نہیں دینا چاہتی لیکن کاروباری لوگوں کو مراعات دی جا رہی ہیں۔جناب سپیکر ! حکومت نے گندم کے ریٹ میں اضافہ کیا لیکن کسانوں کو اس کا ہرگز کوئی فائدہ نہ ہوا کیونکہ کسان اپنی فصل بیچ چکے تھے ۔ اس کا فائدہ مل مالکان کو ہوا اس کا فائدہ کاروباری لوگوں کو ہوا کیونکہ غلط وقت پر گندم کی قیمت میں اضافہ کیا گیا۔

جناب سپیکر ! میرے محترم بزرگ جنھوں نے زرعی ٹیکس کے حق میں ووٹ دیے اور اپنے دلائل دیے میں یہ سوچتا ہوں کہ جب یہ اپنے حلقے میں واپس جائیں گے تو یہ اپنے حلقہ احباب کو کس طرح Face کریں گے۔ جب یہ یہاں سے واپس جائیں گے تو یقیناً لوگ ان سے پوچھیں گے اور ان سے یہ سوال کریں گے کہ آپ جو یہ کام کر کے آئے ہیں یہ ہم پر اتنا بڑا ظلم اور زیادتی کیوں کر کے آئے ہیں؟ کیا ہم نے اس لیے آپ کو منتخب کر کے اسمبلیوں میں بھیجا تھا؟ 3 فروری کو عوام نے مسلم لیگ کو جو مینڈیٹ دیا ہے لوگ یہ توقع کرتے تھے کہ ہر آنے والے دن میں ہماری مشکلات میں کمی ہو گی۔ حکومت ایسے اقدامات کرے گی جس سے غریب آدمی سکھ کا سانس لے سکے گا اور اس کی زندگی میں ایک انقلابی تبدیلی آئے گی لیکن مجھے یہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ابھی تبدیلی تو کیا آنی تھی حکومت نے تو لوگوں کو دو وقت کی روٹی سے بھی محروم کر دیا ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ لوگ آٹے کے حصول کے لیے لائنوں میں لگے تھے اور گندم جو basic necessity ہے اس کا اتنا بڑا بحران پیدا ہوا کہ پاکستان کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ حکومت کی ناقص پالیسیوں کا نتیجہ ہے کہ گندم کی shortage ہوئی اور حکومت نے inter provincial transfer پر پابندی ہٹائی جس وجہ سے گندم ہمارے صوبے سے دوسرے صوبوں میں اور پھر کابل میں سمگل ہو گئی اس سے لوگوں نے کروڑوں روپے کا فائدہ اٹھایا۔ منظور نظر لوگوں کو مفاد پہنچایا گیا اور یہ آٹے کی سمگلنگ سونے کی سمگلنگ سے بھی زیادہ فائدہ مند ثابت ہوئی کیونکہ کابل میں آٹا 32 روپے کلو فروخت ہو رہا تھا اس طرح لوگوں نے اپنی جیبیں بھریں۔جناب سپیکر ! مسلم لیگی لیڈران نے الیکشن کے دوران بڑے بڑے بلند و بانگ دعوے کیے اور لوگوں کو کہا کہ ہم پاکستان کو ایشیاء کا ٹائیگر بنا دیں گے۔ ایشیا کا ٹائیگر بنانا تو بڑی دور کی بات ہے لوگ تو دو وقت کی روٹی سے ترس رہے تھے اور میں نے لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ ہم نے شیر کو ووٹ دیے تھے جبکہ شیر ہی ہمیں کھا رہا ہے۔ کیا یہ ہماری مینڈیٹ عوام نے اسی لیے دیا تھا کہ غریب عوام کی پریشانیوں میں اضافہ کیا جائے؟

جناب سپیکر ! ہمارے ملک میں لاء اینڈ آرڈر کی جو بگڑتی ہوئی صورت حال ہے اس سے تمام لوگوں کو تشویش ہے۔قتل و غارت گری ، دہشت گردی، چوری اور ڈکیتی کا بازار گرم ہے کوئی شخص اپنے آپ کو گھر میں اور گھر کے باہر بھی محفوظ نہیں سمجھتا ۔ جب یہ حالت ہو کہ انتظامیہ کے اعلیٰ افسران بھی دہشت گردوں کے ہاتھوں سے محفوظ نہ ہوں تو عام آدمی کی حالت کا آپ بخوبی اندازہ

کر سکتے ہیں۔ اس بجٹ میں پولیس کے لیے اضافی فنڈز رکھے گئے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ کافی نہیں بلکہ اس کے خلاف ایک جہاد کرنا ہو گا اور ان شر پسند عناصر کو اور دہشت گردوں کو ختم کرنا ہو گا۔ جناب سپیکر ! مجھے یہ افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ گذشتہ چار ماہ میں سینکڑوں لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے اور دہشت گردی کے ہاتھوں ہلاک ہوئے لیکن حکومت اب تک ایک شخص کو بھی گرفتار کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکی جو ان کارروائیوں میں ملوث ہو ۔ پنجاب کے سات کروڑ عوام ان لوگوں کے رحم و کرم پر ہیں یہ لوگ جب چاہتے ہیں تو اپنی کارروائیوں کو تیز کر دیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں تو اپنی کارروائیوں کو آہستہ کردیتے ہیں۔جناب والا ! میں یہاں پر یہ یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ 1994-95 ء میں حکومت نے ایسے اقدامات کیے تھے کہ جس سے حکومت نے دہشت گردی پر قابو پایا تھا۔ یہ حکومت کے اقدامات کا نتیجہ تھا کہ اس نے ملی یکجہتی کونسل کے تعاون کے ساتھ اس پر قابو پایا تھا اور اس وقت کے امن و امان کے حالات آج کی نسبت بہت بہتر تھے۔

جناب سپیکر ! حکومت نے تعلیم کو اپنی priority پر رکھا ہے اور اس کے لیے اضافی فنڈز رکھے ہیں میں اس کو appreciate کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو چاہیے کہ وہ تعلیم کے لیے مزید فنڈ رکھے کیونکہ یہ ہمارے ملک کی ترقی کے لیے نہایت ضروری ہے ۔ اگر ہم مہذب قوموں کی صف میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی عوام کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا ہو گا اور literacy rate کو آگے بڑھانا ہو گا۔ 1994-95 ء میں حکومت نے سکولوں سے ٹاٹ ختم کرنے اور وہاں پر کرسیاں اور میز پہنچانے کا عزم کیا تھا میں سمجھتا ہوں کہ مسلم لیگ کی حکومت نے پرانی حکومت جو 1994-95ء میں تھی اس کی پالیسی کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہے لیکن تعلیم کے سلسلے میں drive کی ایک movement نظر آتی تھی لیکن آج وہ کہیں نظر نہیں آتی ----

جناب ڈپٹی سپیکر ، مجھے پتا چلا ہے کہ ہمارے پریس والے دوستوں کو پولیس اہل کاران کے رویہ سے کوئی شکایت ہے اور پریس گیلری سے واک آؤٹ کر رہے ہیں۔

آوازیں ، آپ نے یاد کروایا ہے تو انھوں نے واک آؤٹ کیا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مجھے جو اطلاع ملی ہے میں وہ عرض کر رہا ہوں آپ میری بات سن لیں ۔ میں پریس کے دوستوں سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ مجھے بتائیں وہ میرے نوٹس میں لائیں اگر ان کے ساتھ کسی نے کوئی ایسا رویہ اختیار کیا ہے تو اس کا نوٹس لیا جائے گا ۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا

کہ وہ پریس گیلری میں تشریف رکھیں ۔ ان کی شکایت کا ازالہ کیا جائے گا ۔ اجلاس کے بعد مجھے بتائیں جس نے بھی کوئی زیادتی کی ہے اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی ، جناب والا ! اس ایک ہفتے میں یہ دوسری تیسری بار واقعہ ہوا ہے کہ سپیشل برانچ کے اہل کار جو اوپر گیلریوں میں بیٹھے ہیں پریس والوں کے ساتھ بدتمیزی کرتے ہیں ۔ اول تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم اتنا بڑا مینڈیٹ لے کر آئے ہیں پولیس والوں کو یہاں پر بٹھانے کی ضرورت کیا ہے ؟ ان کو آپ یہاں سے ہٹائیں یا پھر ان سے یہ کہیں کہ وہ یہاں پر بندے کے پتر بن کر بیٹھا کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ اگر کوئی ایسی شکایت ہے تو وہ ہمارے نوٹس میں لائیں ان شاء اللہ ہم ان کے خلاف پوری پوری کارروائی کریں گے ۔ میں معزز دوستوں سے ایک بار پھر یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ گیلری میں تشریف لائیں اور بیٹھیں اجلاس کے بعد وہ مجھے پوائنٹ آؤٹ کریں کس اہل کار نے بدتمیزی کی ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں معزز اراکین کو یہ بھی یاد کروا دوں کہ سیکورٹی کے انتظامات کے لیے جو معزز اراکین کی سیکورٹی کے لیے ہی کوئی اقدامات کیے گئے ہیں اس کے لیے میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ بعض ناخوش گوار واقعات جو پچھلے دنوں ہوئے اس میں ایک تو یہ ہے کہ سیکورٹی والے اور خاص طور پر کچھ نئے دوست جو ہمارے ساتھ شامل ہوئے ہیں اس بار منتخب ہو کر آئے ہیں ان کو پہچان نہیں سکتے ۔ کارڈ شروع میں ہی جاری کر دیے گئے تھے اور یہ گزارش بھی معزز اراکین کی خدمت میں کر دی گئی تھی کہ کارڈوں کو جیبوں پر لگایا جائے۔ اس میں کوئی حرج نہیں اگر ان کارڈوں کو آتے ہوئے جیبوں کے اوپر لگا لیں تاکہ اراکین کا پتا چل جائے۔ تمام دنیا میں جو بھی اراکین ہیں وہ جب بھی ہاؤس میں آتے ہیں کارڈ لگا کر آتے ہیں۔ اس میں نہ تو میں سمجھتا ہوں کوئی برائی والی بات ہے اور نہ ہی کوئی اس سے توہین کا پہلو نکلتا ہے ۔ اگر وہ کارڈ لگا لیں تو یہ بھی رولز کے مطابق ہے ۔ میرا یہ خیال ہے کہ کچھ واقعات جو پچھلے دنوں ہوئے ہیں یہ نہ ہوتے ۔ میں پھر آج یہ یاد دہانی کرواؤں گا کہ کوشش کریں کہ جب آپ ہاؤس میں اسمبلی premises میں داخل ہوں تو کارڈ جیب کے ساتھ لگا لیں ۔ اس کے باوجود کوئی ناخوش گوار واقعہ کسی معزز رکن کے ساتھ یا کسی اور معزز دوست کے ساتھ پیش آتا ہے تو میرے نوٹس میں لائیں ۔ ان شاء اللہ ہم اس کے خلاف کارروائی کریں گے ۔ جناب وٹو صاحب میں آپ کو یہ بھی یاد دہانی کروا دوں کہ آپ دو

منٹ میں wind up کرلیں۔

وزیر خوراک ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا یہ روایت رہی ہے کہ آپ کی طرف سے ایک یا دو معزز اراکین کو بھیجا جاتا تھا کہ وہ پریس کے دوستوں کو منا کر لے آئیں ۔ میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ چاہے کابینہ کے دو اراکین یا معزز اراکین میں سے دو اراکین کو پریس کے دوستوں کے پاس بھیجا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں آپ کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں ۔ آپ اور چیمہ صاحب دونوں چلے جائیں ۔

آوازیں ، جناب والا پریس والے گیلری میں آ چکے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آچکے ہیں تو ان کا شکریہ ۔ اس کے باوجود اگر محسوس کریں تو میں چیمہ صاحب اور خاکوانی صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ ان دوستوں کو منا کر لے آئیں ۔ اگر وہ آ گئے ہیں تو میں ان کا اپنی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ آپ دونوں دوست جا کر ان سے یہ request کریں ۔ جناب وٹو صاحب !

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو ، جناب سپیکر ! میں اپنی بات جاری رکھوں گا ۔ جناب والا میں تعلیم کے متعلق بات کر رہا تھا ۔ عرض یہ ہے کہ تعلیم کو ایک movement کی طرح اور ایک تحریک کی صورت میں شروع کرنے کی ضرورت ہے ۔ میرے نوٹس میں آیا ہے کہ جن اساتذہ نے مسلم لیگ کو ووٹ نہیں دیے ان کے خلاف انتقامی کارروائیاں کی جا رہی ہیں ۔ میرے حلقے میں بہت سارے اساتذہ کو ٹرانسفر کیا گیا ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ حکومت اساتذہ کی ٹرانسفر پر پابندی لگائے اور یہ پابندی پانچ سال تک جاری رہنی چاہیے تاکہ سیاسی بنیادوں پر اساتذہ کے تبادلے نہ کیے جائیں ۔

جناب سپیکر ! کالا باغ ڈیم کا مسئلہ ہماری معیشت کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے ۔ اس سے پہلے بھی یہ بات ہوئی کہ یہ ڈیم ہمارے صوبے کے لیے انتہائی ضروری ہے ۔ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ مرکز میں بھی مسلم لیگ اور پنجاب میں بھی مسلم لیگ کی حکومت ہے' سندھ اور سرحد میں بھی یعنی تمام صوبوں میں مسلم لیگ کی حکومت ہے ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پھر کیا وجہ ہے کہ یہ ڈیم نہیں بنایا جا رہا! بجٹ میں اس کے لیے فنڈز کیوں مختص نہیں کیے گئے ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر

اب بھی مسلم لیگ نے ڈیم کی تعمیر شروع نہ کروائی تو یہ قوم اس حکومت کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: No cross talk please

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اراکین کو منع کیا جائے کہ وہ مجھے تقریر کے دوران interrupt نہ کریں۔

جناب والا! میری دوسری گزارش ہے کہ صحت کے شعبہ میں ' ہمارے دیہات میں ادویات کی فراہمی کی پوزیشن ناقص ہے۔ ڈاکٹر دور دراز علاقوں میں جانے سے گریز کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے شہروں میں کام کرنے والے ڈاکٹروں کو الاؤنسز اور مراعات زیادہ دی جاتی ہیں۔ جب کہ ہونا یہ چاہیے کہ دیہاتوں کے دور دراز علاقوں میں ڈاکٹر صاحبان جا کر کام کریں ان کو زیادہ مراعات دی جائیں اور ان کو بونس بھی دیے جائیں تاکہ ان کو یہ incentive ملے کہ وہ وہاں جا کر اپنے فرائض سرانجام دے سکیں۔ جناب سپیکر! میری بات تو ابھی جاری تھی لیکن آپ نے صحافیوں کا مسئلہ پیش کر دیا۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے وہ وقت اس میں سے نکال دیا تھا۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو: جناب والا! میں پانچ منٹ کے اندر wind up کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچ منٹ کا تو یہ مطلب ہوا کہ پھر آپ 20 منٹ بول جائیں گے۔ اس لیے آپ اپنی بات ختم کریں ابھی بہت سے سپیکر باقی ہیں۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو: ٹھیک ہے میں wind up کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! Land Utilization Authority ایک ایسا ادارہ ہے کہ جو بنجر اور غیر آباد زمینوں کو آباد کرنے کے لیے اقدامات کرتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس ادارے کے لیے مزید فنڈز بجٹ میں مختص کیے جائیں تاکہ یہ ادارہ بہتر طور پر کام کر سکے۔ PRTC کو حکومت نے ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ میری حکومت سے یہ اپیل ہے کہ ان کے ساتھ جو بھی بات کی جائے وہ respectable basis پر کی جائے تاکہ ان کو ان کا حق مل سکے اور ان کے منہ سے ہرگز نوالہ نہ چھینا جائے۔ جناب سپیکر! ضلع اوکاڑہ میں بہت سارے منصوبے نامکمل ہیں اور فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے ادھورے پڑے ہوئے ہیں۔ حکومت نے کچھ فنڈز رکھے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناکافی ہیں۔ اس

لیے مزید فنڈز کی ضرورت ہے اور بہت سارے منصوبے ہیں نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ جن میں ایک منصوبہ ہیڈ سلیمانکی پر پارک کا ہے۔ یہ منصوبہ جناب والا! چار اضلاع کے لوگوں کے لیے تفریح کا واحد ذریعہ ہے۔ دور دراز سے لوگ اس تفریحی مقام پر آتے ہیں۔ فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے یہ منصوبہ نا مکمل ہے اور ملازموں کو تنخواہیں بھی نہیں مل رہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس کے لیے ضرور فنڈز رکھے جائیں۔ آخر میں، میں یہ عرض کروں گا کہ اس بجٹ میں میرے صوبے کے نوجوانوں کے لیے job opportunities پیدا کرنے کے لیے فنڈز نہیں رکھے گئے۔ میری یہ گزارش ہے کہ نوجوانوں کے لیے ملازمت کے مواقع پیدا کرنے کے لیے ضرور فنڈز مختص کیے جائیں تاکہ بے روزگاری کا خاتمہ ہو سکے اور نوجوانوں کو روزگار مل سکے۔ جناب والا! اگر نوجوان بے روزگار ہوں گے تو دوسری غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ہوں گے۔ اس لیے میری یہ گزارش ہوگی کہ نوجوانوں کے لیے روزگار کے مواقع ضرور پیدا کیے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب صابر انصاری صاحب۔

حاجی غلام صابر انصاری: بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

جناب سپیکر صاحب! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بولنے کا موقع دیا۔ میں وزیر خزانہ صاحب اور وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے ایسے حالات میں پنجاب کے لیے ایسا بجٹ دیا جس میں پنجاب کی عوام کو اپنی ڈویلپمنٹ، تعلیم، صحت اور ہر محکمہ میں ڈویلپمنٹ کی امیدوں کی کرنیں نظر آ رہی ہیں۔ جناب والا! بجٹ میں تعلیم پر سب سے زیادہ رقم رکھی گئی ہے وزیر خزانہ صاحب نے اعلان کیا ہے کہ ہم دیہاتوں میں سکولوں کو فرنیچر بھی مہیا کریں گے۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی: (کھڑے ہوئے)

جناب سپیکر: جی۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی: جناب والا! میں معافی چاہتا ہوں چونکہ میں اوپر وعدہ کرکے آیا ہوں اس لیے بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ایک ہفتے میں یہ تین بار واقع ہو چکا ہے۔ وہاں گیلری میں بیٹھے سپیشل برانچ کے اہل کار صحافیوں کے ساتھ بدتمیزی کرتے ہیں۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اب یہاں پر سپیشل برانچ کی کوئی ضرورت ہی نہیں اول تو آپ اسے ختم ہی

کر دیں۔ یہاں ان کا بیٹھنا کوئی ضروری نہیں۔ جبکہ اسمبلی کی سیکورٹی موجود ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے سارے معاملات بھی ٹھیک چل رہے ہیں تو گیلری میں ان کا یہاں بیٹھنا ضروری نہیں اور نہ ہی کوئی جواز بنتا ہے۔ اگر حکومت کو کوئی ایسا مسئلہ در پیش ہو تو پھر آپ حکومت سے پوچھیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ دو روز قبل جب یہ واقعہ ہوا تھا تو صحافیوں کا مؤقف ہے کہ جناب چیف منسٹر صاحب ان کو معطل کر کے گئے تھے۔ اور انھوں نے ان کو فارغ کر دیا تھا۔ لیکن آج پھر وہی لوگ یہاں پر گھومتے پھرتے نظر آ رہے ہیں۔ اس لیے کہ یہ معاملہ قبل اس کے کہ زیادہ سنجیدہ ہو جائے آپ اس پر سخت نوٹس لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ میرے علم میں یہ بات نہیں ہے اگر چیف منسٹر صاحب نے کسی کی معطلی کے آرڈرز جاری کیے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر تو عمل ہوچکا ہوگا۔ لاءمنسٹر صاحب یہاں تشریف نہیں رکھتے ان سے اجلاس کے بعد بات کر لیتے ہیں اور میں آپ سے پھر یہ عرض کروں گا کہ آپ پوائنٹ آؤٹ کیجیے۔ جنھوں نے یہ ناجوازی یا بدتمیزی کی ہے۔ ان کے خلاف ہم ایکشن لیں گے۔ اس اجلاس کے بعد میرے نوٹس میں تو لایے کہ وہ کون لوگ ہیں؟ کون حضرات ہیں؟ جنھوں نے ایسا کیا۔ تاکہ ان کے خلاف نوٹس لیا جاسکے۔ جہاں تک ان کے یہاں پر رکھنے یا نہ رکھنے کا تعلق ہے یہ تو ہم ہمیشہ سے ان کو دیکھ رہے ہیں۔ اس پر بھی میں گورنمنٹ سے بات کر لیتا ہوں۔ کہ بھئی اگر آپ ان کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ تو ٹھیک ہے۔ اگر نہیں۔ تو پھر ان کو فارغ کر دیا جائے گا۔ میں یہ بات گورنمنٹ سے کر لیتا ہوں پھر میں عرض کرتا ہوں کہ میرے نوٹس میں تو لائیں کہ کس نے بدتمیزی کی ہے۔ اور اگر چیف منسٹر صاحب نے حکم دیا تھا میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا کہ چیف منسٹر صاحب حکم دیں اور وہ معطل ہونے کے باوجود یہاں پر رہیں میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ اس کے باوجود اگر آپ کے علم میں کوئی ایسی بات ہے تو وہ بھی لاءمنسٹر صاحب سے پوچھ لیں گے کہ کیا صورت حال ہے؟ جی خاکوانی صاحب۔

وزیر خوراک و صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی): جناب والا آپ کے حکم کے مطابق میں اور جناب محمد اعظم چیمہ صاحب معزز صحافیوں کے پاس گئے آپ کی طرف سے اور پورے ہاؤس کے معزز اراکین کے طرف سے ان کی خدمت میں گزارش کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ صحافی صحافت اور پریس کے بغیر میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس نامکمل ہے۔ ان کی خدمت میں گزارش کی گئی ان کی بڑی

مہربانی کہ انھوں نے آپ کی نامزد کردہ ٹیم کو آرڈر دی وہ یہاں تشریف لائے۔ لیکن جو نقات انھوں نے اٹھائے وہ واقعی بہت ہی قابل غور ہیں۔ اس اسمبلی کے premises کے اندر ایک علیحدہ اسمبلی کا سیکورٹی سٹاف ہے۔ صرف اسمبلی کے لیے سیکورٹی سٹاف کیوں رکھا گیا تھا؟ اس کی بھی ایک بنیادی وجہ اور روح ہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ چونکہ وہ یہاں آنے والے تمام ممبران کو by face جانتے ہیں۔ تقریباً کوئی 98% by name جانتے ہیں اسی طرح روزانہ آنے والے صحافی حضرات کو وہ by face اور by name جانتے ہیں۔ اس لیے کبھی بھی اسمبلی کے سیکورٹی سٹاف کی طرف سے کوئی ایسا مسئلہ کھڑا نہیں ہوا۔ اب جب روزانہ سپیشل برانچ کے یا ہماری عام روٹین کی پولیس کے کچھ آفیسرز یہاں تعینات کیے جائیں کس کے حکم سے' وہ جناب والا ! کی jurisdiction ہے کہ وہ معلوم کریں۔ وہ اگر تعینات کیے جائیں یہ میرا مشاہدہ ہے جناب والا ! مجھے یہ کہتے ہوئے ندامت محسوس ہو رہی ہے' کہ میں نے ایک دو مرتبہ دیکھا کہ ہمارے معزز elected ممبران کو روکا جا رہا تھا وہ نہیں سمجھ رہے تھے کہ یہ کون ہیں ۔ اور وہ انھیں کہہ رہے تھے کہ بھئی میں ممبر ہوں۔ تو عرض یہ ہے کہ یہ روز مرہ کا معمول ہے کوئی healthy sign نہیں ہے۔ لہٰذا ہمارے معزز صحافی اگر اس پر react کرتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ وہ بجا طور پر کرتے ہیں اس لیے مہربانی فرما کر جناب سپیکر آپ کی یہ jurisdiction ہے کہ ہمارا جو اسمبلی کا سیکورٹی سٹاف ہے اس کے علاوہ اگرکسی سپیشل برانچ کی کسی پولیس کی تعیناتی کی ضرورت ہے تو ریگل چوک پر کردیں یا فیصل چوک پر کردیں مگر premises کر اندر نہ کریں یہ میری تجویز ہے۔ میں ایک مرتبہ پھر آپ کی وساطت سے معزز پریس کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ خاکوانی صاحب ۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے۔ کہ اس اجلاس کے بعد میں گورنمنٹ سے بات کرتا ہوں۔ اور اس پہلو پر یہ کافی سنجیدہ موضوع ہے ۔ ان شاء اللہ اس کو ہم ٹیک اپ کریں گے اس کا ضرور کوئی نہ کوئی اچھا رستہ نکلے گا۔ تاکہ آئندہ ایسے ناخوش گوار حادثات نہ ہوں ۔

اب جناب غلام صابر انصاری صاحب۔

جناب غلام صابر انصاری، جناب والا ! میں ایجوکیشن پر بات کر رہا تھا کہ ہماری گورنمنٹ نے یہ بڑا اچھا کام کیا ہے کہ جو بچے شہروں میں فرنیچر پر بیٹھ کر اپنی تعلیم حاصل کرتے ہیں ایسے ہی دیہاتوں میں بھی فرنیچر ہونا چاہیے۔ یہ اچھی بات ہے مگر اس میں گورنمنٹ کو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ دیہاتوں میں ٹیچر حضرات سکولوں میں پہنچتے ہی نہیں۔دیہاتوں کے جس سکول میں بھی چلے جائیں اگر ٹیچر ہیں تو

وہ بچوں کو گیارہ بارہ بجے ہی چھٹی کر دیتے ہیں ۔ تعلیم کا معیار یہ ہے کہ انھوں نے ای او لگائے ہوئے ہیں ڈپٹی ڈی ای او لگائے ہوئے ہیں ڈی ای او صاحبان لگائے ہوئے ہیں۔ ان کی کیا ڈیوٹیاں ہیں کہ وہ سکولوں میں ٹیچر خواتین و حضرات کی حاضریوں کو sure کریں تو ٹیچر پہنچتے ہیں۔ اگر ٹیچر ہی نہ پہنچیں تو فرنیچر کا کیا فائدہ۔ فرنیچر آپ دے دیں گے وہ لوگ چرا کر لے جائیں گے۔ اگر وہاں پر ٹیچر نہیں ہوں گے، وہاں پر چوکیدار نہیں ہوگا، وہاں آپ کا نائب قاصد نہیں ہوگا تو لوگ فرنیچر کو اٹھا کر لے جائیں گے۔ جناب والا! ہمارے قصور میں ڈگری کالج ہے۔ کمرشل کالج ہے۔ پچھلی گورنمنٹ تو ہماری گورنمنٹ نہیں تھی۔ اس سے پہلے میں نے گورنمنٹ سے بارہا کہا کہ ہمارے قصور میں ایم اے کی کلاسوں کا اجراء کر دیا جائے ۔ اور کمرشل کالج میں "بی کام" کی کلاسوں کا اجراء کر دیا جائے۔ تاکہ جیسا کہ یہ کہا جاتا ہے کہ شہروں میں آبادی بڑھ رہی ہے ۔ کیوں نہ بڑھے۔ اگر آپ ہمارے چھوٹے سے شہر میں ایم اے کی کلاسوں کا اجراء کر دیں گے بی کام کی کلاسوں کا اجراء کردیں گے تو ہمارے بچے وہیں پر ایم اے کریں گے۔ وہیں پر بی کام کریں گے۔ ان کو اس تعلیم کے لیے لاہور نہیں آنا پڑے گا۔ میں گورنمنٹ سے اپیل کرتا ہوں کہ ہمارے شہر میں ایم اے کی کلاسوں کا اور بی کام کی کلاسوں کا اجراء کیا جائے۔ اور ایسے ہی پچھلی گورنمنٹ نے جیسے کہ یہاں ہمارے بجٹ میں 77% on going سکیموں پر رکھا گیا ہے۔ آپ بھی پچھلے دور میں میرے ساتھ تھے اس وقت کی گورنمنٹ نے اپنے ایم پی اے حضرات کو نوازا۔ ہر محکمے میں ان سے ہی سکیمیں لیں۔ اب آپ پوری کتاب پڑھ کر دیکھ لیں ہم لوگ جو اس وقت اپوزیشن میں تھے ان کے حلقے میں تو کوئی on going سکیم ہے ہی نہیں۔ جناب والا! میری آپ سے اپیل ہے کہ جو 23% بچتا ہے اور وہ نئی سکیموں پر خرچ کرنا ہے اس میں سابقہ دور میں ہمارے ایم پی اے حضرات کے ذریعے وہ خرچ کیا جائے تاکہ ہم بھی اپنے حلقے میں عوام کو کہہ سکیں کہ آپ کے ہاں یہ سکول بن جائے گا۔ یہ کالج بن جائے گا، آپ کی واٹر سپلائی سکیم بن جائے گی۔ یہ کام ہو جائے گا۔ یہ بات ہم بھی کہہ سکیں۔ اب جو بھی کتابچہ ہم دیکھتے ہیں ۔ ہمارے ساتھ والے حلقے میں چونکہ وہ برسر اقتدار تھے دس دس بارہ بارہ گاؤں واٹر سپلائی سکیم میں رکھے ہوئے ہیں۔ اور کئی کئی سڑکیں رکھی ہوئی ہیں۔ ہم اپوزیشن میں تھے اس لیے ہمارے حصے میں تو کوئی چیز نہیں آرہی تھی۔ اگر آپ ہم پر مہربانی کریں تو جو بھی پچھلے دور میں اپوزیشن میں تھے ان سے تجاویز لے کر سڑکوں پر، کالجوں پر اور جو بھی ہماری ڈویلپمنٹ ہے وہ ہونی چاہیے۔ ہم یہ ایجوکیشن کے بارے میں جو اتنی سکیمیں

دیکھیں۔ میرا حلقہ زیادہ تر میونسپل کمیٹی پر منحصر ہے۔ اب میونسپل کمیٹی میں پرائمری، مڈل، ہائی سکول میونسپل کمیٹی چلاتی ہے۔ میونسپل کمیٹی کے پاس کوئی فنڈ نہیں ہے کہ وہ اساتذہ کرام کو تنخواہیں بھی دے سکے۔ وہاں عمارات نہیں ہیں، وہاں عمارات گری ہوئی ہیں اور وہاں بچوں کی تعلیم کا کیا معیار ہو گا؟ جہاں استاد کو تنخواہ نہیں ملتی، جہاں بلڈنگ نہیں اور جہاں ٹاٹ نہیں۔ ایک طرف ہم گورنمنٹ کے دیہی سکولوں میں ہر چیز مہیا کر رہے ہیں۔ آپ کی وساطت سے میری سردار ذوالفقار علی کھوسہ سے اپیل ہے کہ جیسے بڑے بڑے شہروں کو سڑکیں اور ڈرینج سکیمیں بنانے کے لیے کروڑوں روپے فنڈز دیے گئے ایسے ہی میرے شہر کو بھی فنڈز دیے جائیں تاکہ اس سے ہماری میونسپل کمیٹی سڑکیں بھی بنائے، سکولوں کی مرمت بھی کرے اور اساتذہ صاحبان کو تنخواہیں بھی دے سکے۔

ہماری گورنمنٹ نے بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے جیسا کہ والدین دور میں چھوٹے چھوٹے قرضوں کا اجراء کیا تھا پڑھے لکھے بچے، ہنرمند لوگ قرضہ لے کر چھوٹی چھوٹی صنعتیں لگا کر اپنے بال بچوں کا پیٹ پالیں۔ میں حکومت کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے اس دفعہ پھر یہ سکیم جاری کر دی ہے پچھلی حکومت کو یہ توفیق نہیں ہوئی تھی کہ وہ بھی بے روزگاری ختم کرنے کے لیے پڑھے لکھے بچوں، ہنرمند لوگوں کو چھوٹے چھوٹے قرضے مہیا کرتی۔ آج اللہ کی رحمت سے ہماری گورنمنٹ نے وہی سکیم دوبارہ شروع کر دی ہے۔

(اس موقع پر بیرسٹر عثمان ابراہیم ایم پی اے بحیثیت چیئرمین کرسیٔ صدارت پہ متمکن ہوئے)

پڑھے لکھے نوجوان بچوں کو اگر گورنمنٹ کے اداروں میں نوکری نہیں ملتی وہ چھوٹا قرضہ لے کر اپنے ہی گھر میں کوئی گھریلو صنعت لگا کر اپنا روزگار کما سکے گا اور یہ منظور وٹو کے لڑکے بول رہے تھے کہ اس سکیم میں کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا۔ انہوں نے بجٹ سنا بھی نہیں اور پڑھا بھی نہیں۔ ان کے والد نے تو یہ بند کر دیا تھا ہماری گورنمنٹ نے اب پھر شروع کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! ایسے ہی ہماری حکومت نے بڑی بڑی سڑکیں اور شاہراہیں بنانے کے لیے ہماری حکومت نے کافی پیسہ رکھا ہے اور میں نے پورا کتابچہ پڑھا ہے جب میاں نواز شریف صاحب انتخابات کے دوران قصور میں تشریف لائے تھے انہوں نے کہا تھا کہ قصور لاہور دو رو سڑک بنا دی جائے گی میں پورا کتابچہ پڑھتا رہا۔ مجھے تو کہیں نظر نہیں آیا۔ میں آپ کی وساطت سے سردار ذوالفقار کھوسہ

سے اپیل کرتا ہوں کہ اس فنڈ میں سے ہمارے لاہور قصور کی دو رو سڑک بنا دیں۔ تاکہ جتنے حادثات ہوتے ہیں ان پر کنٹرول ہو سکے۔

اس طرح فلڈ بندوں کے لیے ہماری حکومت نے کافی پیسہ رکھا ہے جب ہماری حکومت تھی اس وقت میاں نواز شریف صاحب نے میرے حلقے میں فلڈ بند بنانے کے لیے ایک کروڑ روپیہ دیا تھا مگر بدقسمتی سے ہماری حکومت ختم ہو گئی جو نئی حکومت آئی انہوں نے ہمارا وہ منصوبہ ختم کر دیا۔ میری اپیل ہے کہ اس بجٹ میں میرے اس منصوبے کو رکھا جائے۔ کیونکہ ہر سال جب فلڈ آتا ہے تو میرے حلقے کے تیس، چالیس دیہات کی فصلیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں اور ان کے گھر ختم ہو جاتے ہیں اس لیے میری گزارش ہے کہ اس ایک کروڑ روپے کے فنڈ سے میرے حلقے سے بند بنایا جائے۔ تاکہ ہماری فصلیں بھی بچیں ہمارے غریبوں کے گھر بھی بچیں۔ اگر ہم بند نہیں بناتے تو جب فلڈ آتا ہے۔ تو جن لوگوں کے مکان گرتے ہیں ان کو معاوضہ دیا جاتا ہے میں نے کئی دفعہ حساب لگایا ہے۔ وہ ایک کروڑ سے کہیں زیادہ بن جاتا ہے اگر بند بنا دیا جائے۔ تو فلڈ کے بعد ہم جس پیسے سے سیلاب زدگان کی مدد کرتے ہیں ہمارا وہی پیسہ بچ جائے گا۔ وہی پیسہ آپ بند پر لگا دیں تاکہ وہ دیہاتی لوگ ہماری حکومت کو دعائیں دیں۔ اصل تو وہ تمام مسلم لیگی ہیں۔ اگر وہ مسلم لیگی نہ ہوتے تو پچھلے تین سالہ دور میں پیپلز پارٹی بھی وہاں بند بنا سکتی تھی۔ سردار آصف کو عوام کہتی تھی کہ میاں نواز شریف صاحب نے بند بنانے کے لیے ایک کروڑ روپیہ دیا ہے آپ یہ بند ہمیں بنوا دیں اس کا جواب یہ ہوتا تھا کہ آپ نے مجھے ووٹ ہی نہیں دیے۔ اس لیے میں آپ کا بند نہیں بنواؤں گا۔ حکومت سے میری اپیل ہے کہ فلڈ آنے سے پہلے پہلے ہمارا یہ بند بن جانا چاہیے اور جیسے میں نے پہلے کہا ہے کہ میرے جو ساتھی اپوزیشن میں رہے ہیں ان کے حلقوں میں کہیں بھی نظر نہیں آتا کہ کہیں دیہاتوں میں واٹر سپلائی سکیم اور ڈرینج سکیم دی ہو۔ اس میں ہمیں زیادہ سے زیادہ کوٹہ ملنا چاہیے۔ تاکہ ہم اپنے دیہاتوں کو نواز سکیں۔

بجلی کے معاملے میں پہلے ہماری حکومت نے دیہاتوں میں بجلی پہنچانے کے لیے ہمیں فنڈز مہیا کیے تھے اس بجٹ میں وہ فنڈز نہیں رکھے گئے۔ میری اپیل ہے کہ یہ سکیم بھی جاری ہونی چاہیے تاکہ جن دیہاتوں میں بجلی نہیں ہے وہاں بجلی پہنچ جائے۔

دیہاتوں اور اربن ایریے میں واٹر سپلائی سکیمیں ہیں۔ میرے شہر قصور میں پہلی واٹر سپلائی

سکیم برباد ہو چکی ہے اب اسمیں نیا فنڈ مہیا کیا جائے تاکہ اتنے بڑے شہر قصور میں ڈرینج سکیم بنائی جائے اور بقیہ واٹر سپلائی سکیم کے لیے بھی فنڈ مہیا کیے جائیں۔ کیونکہ قصور مسلم لیگ کا گڑھ ہے۔ اور پچھلے تین سالہ دور میں ایک ٹیڈی پیسہ بھی پیپلز پارٹی کی حکومت' وٹو کی حکومت' عارف نکئی کی حکومت نے وہاں نہیں لگایا۔ میری یہ اپیل ہے کہ جیسے بڑے بڑے شہروں کو فنڈز مہیا کیے گئے ہیں۔ ہمارے قصور شہر کو بھی فنڈ مہیا کیے جائیں اور یہاں یہ بات بھی ہوئی کہ قصور میں ترقیات کے بڑے پروگرام دیے گئے ہیں۔ میں اپنے اس بھائی کو بتانا چاہتا ہوں کہ قصور میں عارف نکئی کے حلقے پتوکی کو فنڈ مہیا کیے گئے ہیں۔ عارف نکئی نے باقی قصور کو دیکھا تک نہیں۔ کہ وہاں بھی کوئی کام ہونے چاہییں۔ کیونکہ میں قصور کا وزیر اعلیٰ بنا ہوں میں فنڈ مہیا کروں۔ وہ فنڈ اس نے ضلع قصور کو نہیں دیے صرف اپنے حلقے کو دیے ہیں اور جو بھی فنڈ وہاں لگائے ہیں یا ہمارے پچھلے دور میں میرے حلقے میں جو بھی فنڈ لگے ہیں۔ وہ کاغذوں میں تو سڑک بن گئی ہے۔ مگر وہاں کوئی سڑک نہیں ہے۔ میں نے انکوائری کے لیے بھی وزیر اعلیٰ کو درخواست دی ہے۔ اصل میں بدقسمتی یہ ہے کہ جو پیسے کھانے والے ہیں۔ اگر وہ اینٹی کرپشن کے پاس بھی جائیں۔ تو وہاں بھی وہ خرچہ کر کے بچ جاتے ہیں۔ کوئی ایسی کمیٹی بنائی جائے جس میں کھانے والے نہ ہوں تب جا کر ہم ان سے ٹھیکیلوں کے پیسے وصول کر سکتے ہیں۔ اگر ہم نے اسی محکمے لوکل گورنمنٹ کو انکوائری لگوا دی کہ آپ انکوائری کریں کہ یہ پیسہ کہاں خرچ ہوا ہے اب انہی کے ساتھیوں نے لگایا تھا اب وہ کیا انکوائری کریں گے۔ اس کے بعد اینٹی کرپشن پر لگا دیتے ہیں' پیسہ کھا کر وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ کام ہو گیا ہے۔ حکومت سے میری اپیل ہے کہ ہم میں سے ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے جو بھی درخواست آئے جو انہوں نے پیسہ کھایا ہے ہم میں سے ہی اس کی انکوائری کرے۔ ہر ضلع میں ہمارے جتنے بھی ایم پی اے ہیں ان کی کمیٹی بنائی جائے تاکہ انہوں نے جہاں جہاں سے ناجائز پیسہ کھایا ہے وہ ان کے پیٹوں سے نکالا جائے۔ سپیکر صاحب! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

جناب چیئرمین، شکریہ حاجی صاحب۔ میاں طارق محمود صاحب۔

میاں طارق محمود۔ شکریہ' جناب سپیکر! آج موجودہ حکومت کا ان حالات میں اس طرح کا بجٹ پیش کرنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک مثالی بجٹ ہے۔ جب سے پاکستان مسلم لیگ کی حکومت قائم ہوئی ہے اور یہ پہلی حکومت ہے جس نے کرپشن کے خلاف جہاد شروع کیا اور جو لوگ آج یہاں اسمبلی میں یہ

کہتے ہیں کہ ہماری حکومت نے ٹھیک کام کیے۔ میں صرف یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس طرح لوگوں نے سابقہ حکومت کو ان کا رزلٹ دیا اس سے آگے کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر ان کے کارناموں پر نظر ڈالی جائے تو میرے خیال کے مطابق جو سیاہ کاریاں ہوئی ہیں اس کی مثال کہیں نہیں ہے۔ آپ یہ دیکھ لیں کہ اس دور میں اگر اپنی صوبائی حکومت بچانے کے لیے جس طرح صوبائی حکومت کے خزانے کو تباہ و برباد کیا گیا اور سابقہ دور میں جو بھی آیا انہوں نے اپنی من مانی کی اور اپنی حکومت کو بچانے کے چکر میں رہے۔ انھوں نے یہ نہ سوچا کہ ہم اس صوبے کے عوام کے ساتھ کیا کریں۔ عوام کا کسی کو یاد بھی نہیں تھا جو آج بات کرتے ہیں۔ یہ عوام کو بھول کر یہاں صرف اپنی حکومت بچاتے رہے۔ وہ لوگ جو اپنے اتحاد کی باتیں کرتے رہے اور بعد میں وہ اتحاد کو بھول گئے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کو یاد کرنا بھی وقت کو ضائع کرنے کے برابر ہے۔ آج وقت ہے کہ جس طرح پاکستانی عوام نے میاں نواز شریف کو ووٹ دیا ہے اور اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم پاکستان کو صحیح طریقے سے چلائیں۔ اور یہ سوچتے ہوئے وقت کو ضائع نہ کریں۔ کہ ہم نے اقتدار کو بچانا ہے۔

جناب سپیکر! ہماری پارٹی نے یہ عہد کیا ہے کہ ہم نے ملک کو بچانا ہے۔ ہم نے صوبے کو کامیاب کرنا ہے اور اس سلسلے میں جس طرح کفایت شعاری سے، جس طرح خود انحصاری سے، صوبے کو چلایا جا رہا ہے۔ شاید پاکستان کی تاریخ میں اس سے پہلے اس طرح کبھی نہیں ہوا۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ ہمارا ہی صوبائی سیکرٹریٹ ہے اس میں چلے جائیں اور وہاں جا کر دیکھیں کہ ان وزیروں اور مشیروں کے لیے جتنی گاڑیاں خریدی گئیں، جتنا خزانے کو نقصان پہنچایا گیا اس کے لیے ایک مثال ہی کافی ہے۔

میں اپنے حلقہ کے سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تمام لوگوں کے علم میں ہے کہ نگران حکومت کے چیف منسٹر صاحب میرے حلقہ انتخاب سے تھے۔ الیکشن کے دور میں ہر روز وہاں جا کر اور اخباروں میں اعلان کیے جاتے تھے کہ کروڑوں روپے کی ڈویلپمنٹ کی جا رہی ہے۔ جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر بہت سی جگہوں پر افتتاح کیے گئے اور کروڑوں روپے کے بورڈ لگائے گئے جو آج بھی موجود ہیں۔ لیکن جب وہ حکومت ختم ہوئی تو اب وہاں پر کسی چیز کا نام نہیں۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ یہ بورڈ کدھر جا رہے ہیں۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ

وہاں پر میرے حلقہ انتخاب میں ایک سڑک ڈنگہ سے گجرات کو جاتی ہے۔ وہ سڑک 22 میل ہے۔ مدت سے اس کی حالت بہت خراب ہے۔ اس سال سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اس پر 70 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ جو بہت کم ہیں۔ سابقہ دور میں جب نگران حکومت تھی تو وہاں پر تمام صوبائی حکومت کی مشینری گئی اور وہاں پر بڑی تیزی سے کام شروع ہوا۔ جب نگران حکومت گئی تو اس کے ساتھ ہی وہ سارا سامان بھی وہاں سے چلا گیا اور سڑک کا کام ٹھپ ہو گیا۔ جناب سپیکر! اتنی اہم سڑک ہے کہ اگر وہ سڑک نہ بنے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر کم از کم ایک سو دیہات ہیں اور لوگوں کو بہت تکلیف ہے۔ اس سڑک پر 70 لاکھ سے کچھ نہیں بنے گا۔ اس پر زیادہ فنڈز ہونے چاہییں اور اس سڑک کو مکمل کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ انتخاب میں صرف ایک شہر ڈنگہ شہر ہے۔ وہاں پر 1993ء میں میں نے کالج کی عمارت مکمل کروائی تھی۔ کالج کی عمارات 50 کنال رقبے کے اوپر بنی ہوئی ہے۔ 1993ء میں وہ مکمل ہوئی تھی۔ آج تک اس میں کلاسوں کا اجراء نہیں ہوا۔ وہ عمارت گر رہی ہے۔ خراب ہو رہی ہے۔ جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ وہاں پہ کلاسوں کا اجراء کیا جائے۔ چونکہ وہاں ہمارے علاقے میں 20/25 میل تک نزدیک کوئی کالج نہیں۔ ڈنگہ سے گجرات 22 میل ہے اور منڈی بہاؤالدین تقریباً 20 میل ہے۔ اس لیے وہاں کالج میں کلاسوں کا اجراء کیا جائے۔ وہ کالج بچیوں کا کالج ہے۔ وہ انتہائی ضروری ہے اور علاقے کی اہم ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک بڑی اہم گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سابقہ دور میں ہمارے ڈسٹرکٹ گجرات کو بہت زیادہ نقصان پہنچا۔ اس نقصان میں ایک حصہ یہ ہے کہ سرائے عالمگیر ایک تھانہ تھا جس کو صرف اپنا اقتدار بچانے کی خاطر ڈسٹرکٹ جہلم کے ساتھ لگایا گیا۔ جس کے درمیان میں سے دریائے جہلم گزرتا ہے۔ جناب والا! وہاں کے لوگوں کی یہ دردمندانہ اپیل ہے کہ ہمیں دوبارہ ڈسٹرکٹ گجرات کے ساتھ واپس شامل کیا جائے۔ جناب سپیکر! بجٹ میں یہ بہت ضروری ہے کہ صرف ایک تھانہ کو ایک ڈسٹرکٹ سے الگ کر کے دوسرے ڈسٹرکٹ کے ساتھ ملا دیا گیا۔ جناب والا! لوگوں نے اپنے اقتدار کو بچانے کے لیے میں کہتا ہوں کہ عوام کی قربانی دی۔ ان لوگوں نے کوئی قربانی باقی نہیں چھوڑی۔ جناب سپیکر! بجٹ میں گنجائش رکھنی چاہیے۔ ہمارے وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے تمام ایم پی ایز اور ایم این ایز نے وزیر اعلیٰ صاحب کو لکھ کر دیا ہے کہ اس تھانہ کو واپس تحصیل کھاریاں

میں شامل کیا جائے اور ڈسٹرکٹ گجرات کا یہ حصہ جو بلاوجہ صرف اقتدار کی خاطر جہلم ڈسٹرکٹ کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ اس کو واپس کیا جائے اور ضلع گجرات کو مکمل ضلع بنایا جائے۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ انتخاب میں جو اپرجہلم نہر ہے۔ یہ منگلا سے نکلتی ہے اور وہاں سے گزرتی ہے۔ نہر کے گزرنے کی وجہ سے بہت زیادہ علاقہ سیم زدہ ہو چکا ہے۔ وہاں جو سیم نالے ہیں' ان کی کھدائی نہیں ہوئی وہ تین چار سال سے بند پڑے ہیں۔ جناب والا! ان کے لیے فنڈ رکھا جائے اور ان سیم نالوں کے باقاعدہ bed clear کروائے جائیں۔ تاکہ وہاں جو زرعی نظام ہے وہ ٹھیک ہو سکے۔

جناب سپیکر! یہاں پر ایک صاحب نے آٹے کی قلت کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ آج گندم کی خرید ہوئی ہے۔ ہماری حکومت نے گندم خریدی ہے اور اپنا ٹارگٹ پورا کیا ہے۔ جناب سپیکر! کیا یہ ریکارڈ سامنے نہیں کہ جب ان کے دور میں گندم کی خریداری ہوئی تو انھوں نے کیا ٹارگٹ پورا کیا۔ یہ کیا کرتے رہے ہیں۔ جناب سپیکر! انھوں نے وہ پیسہ بھی بچا کر اپنے اقتدار کو بچانے کی خاطر خرچ کیا۔ انھوں نے یہ نہیں سوچا کہ ملک کے اندر گندم کا پورے سال کا جو کوٹا ہے اس کو ہم نے پورا کرنا ہے اور گندم کو سٹور کریں۔ گندم نہ سٹور کی نہ باہر سے خریداری کی گئی۔ جس وقت ہماری حکومت آئی تو اس وقت گوداموں کا حال وزیر خوراک پہلے بتا چکے ہیں۔ جو حالات انھوں نے خود خراب کیے آج وہ ہی اس کا ذکر کرتے ہیں۔ میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس ملک میں جس طرح عوام نے مسلم لیگ کو مینڈیٹ دیا ہے اسی طرح پاکستان مسلم لیگ حکومت عوام کے لیے مخلص ہے۔ جب کوئی مخلص حکومت ملک میں آتی ہے تو اللہ تعالیٰ بھی وہاں مہربانی کرتا ہے۔ اور وہاں ہر طرف سے کامیابی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آخری گزارش صرف یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح کافی دوستوں نے زراعت کے بارے میں کہا ہے۔ میں بھی ایک زمین دار آدمی ہوں۔ اکثر یہ ہوتا تھا کہ ہر فیلڈ میں جو زراعت افسر تھا وہ باقاعدہ اپنا ایک پلاٹ تیار کرتا تھا اور افسر جا کر وہاں دیکھتے تھے اور اسی سے لوگ رشک کر کے اپنی اپنی کھیتی باڑی کو تیز کرتے تھے اور پیداوار میں اضافہ ہوتا تھا۔ جناب سپیکر! ہمارا محکمہ زراعت بہت سست ہے۔ ان کو چاہیے کہ اس ملک میں زراعت کو فروغ دیں اور محنت سے کام کریں۔ جس طرح سابقہ زمانے میں کام ہوتا رہا ہے۔ اسی طرح اب بھی زراعت والے اپنی پوری توجہ

دیں تاکہ ملک گندم میں خودکفیل ہو۔

جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ مہربانی۔ جی خواجہ صاحب!

خواجہ ریاض محمود، میں فاضل مقرر بھائی کی اس بات پر اتفاق کرتا ہوں کہ پچھلے دور حکومت میں جو پی ڈی ایف کا اتحاد بنا ہوا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ماضی کا بدترین سیاسی اتحاد تھا۔ جس نے ملک کو اتنا نقصان پہنچایا اور جناب سپیکر! کرپشن اور بددیانتی کر کے اقتصادی طور پر ملک کی جڑیں کھوکھلی کر کے رکھ دی ہیں۔ جس کی کوئی مثال نہیں دی جا سکتی۔ جناب سپیکر! ان کے خالی بنچ جو آج عبرت کا نشان بنے ہوئے ہیں۔یہ ان بنچوں پر بیٹھتے ہوئے ڈرتے ہیں جو مٹھی بھر منتخب ہو کر آئے ہیں۔ تو میں ان کی خدمت میں صرف یہی گزارش کروں گا کہ۔

نہ جانے کن وادیوں میں جا کہ ٹھہرا ہے
اے غیرت حسن کارواں تیرا
کس سے پوچھوں میں خبر تیری
کون بتلائے گا نشاں تیرا
تیری رسوائیوں سے ڈرتا ہوں
جب تیرے شہر سے گزرتا ہوں

جناب چیئرمین، جناب عامر سلطان چیمہ صاحب۔

چودھری عامر سلطان چیمہ (پی پی- 28 ' سرگودھا)، شکریہ' جناب سپیکر۔ ہماری حکومت نے اقتدار سنبھالتے ہی عوام کی فلاح و بہبود کے لیے جو اتنا خوب صورت بجٹ پیش کیا ہے' اس کے لیے میں جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اتنے محدود وسائل میں یہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے' یہ واقعی خوش آئند بات ہے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ نے جو خودانحصاری کی پالیسی اپناتے ہوئے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنے کا یہاں وعدہ فرمایا ہے' ان شاء اللہ تعالیٰ صوبے میں اس کی رفتار تیز ہو گی اور صوبہ ترقی کرے گا۔

جناب والا! اس دفعہ الیکشنز میں جب ہم عوام کے پاس گئے تو عوام نے اس دفعہ گلیوں' نالیوں اور اس طرح کی دوسری چیزوں کے بارے میں ہم سے نہیں پوچھا۔ یہ نہیں کہا کہ آپ لوگ

گلیاں نالیاں بنائیں۔ ہم ووٹ دیں گے۔ عوام نے اس دفعہ اپنے تحفظ کی بات کی' انصاف کی بات کی۔ انھوں نے کہا کہ ہم عزت سے جینا چاہتے ہیں۔ جب ہم گھروں سے باہر جائیں۔ تو ہمارے لیے تحفظ ہونا چاہیے کہ ہم صحیح سلامت اپنے گھروں میں واپس آئیں۔ اس بات کو آپ لوگ ensure کریں اور ہم نے اس بات پر یہ وعدے کیے کہ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ برسر اقتدار آ کر آپ کو سستا انصاف اور اچھی سہولتیں مہیا کریں گے۔ میں اس بات پر بھی مبارک باد دیتا ہوں کہ حکومت نے اس محکمہ پولیس کو اچھے طریقے سے فعال کرنے کے لیے جو جدید اسلحہ اور اس کے علاوہ گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں مہیا کی ہیں یہ کافی بات ہے۔ لیکن اب بھی اس محکمے کی اصلاح کے لیے بہت کچھ کرنا ضروری ہے۔ امن عامہ کی صورت حال دن بدن بد تر ہوتی جا رہی ہے۔ اگر ہم صبح اخبارات دیکھیں تو سرخیاں بھری پڑی ہوتی ہیں کہ آج اتنے قتل ہو گئے' رہزنیاں ہوگئیں' ڈکیتیاں ہوگئیں۔ تو کیا اتنے بڑے مینڈیٹ کے بعد ان چیزوں پر اصلاح کرنے کے لیے ہم ایسی قانون سازی یا ایسا سلسلہ نہیں کر سکتے کہ جو پچھلے دور میں اس محکمے کو اپنے ذاتی مفادات کے لیے استعمال کیا گیا ہے اس کو دور کر کے یہ بات ہم عوام تک پہنچائیں کہ وہ یہ دیکھ سکیں کہ یہاں پر غریب کی بات بھی سنی جاتی ہے۔ تھانے کچہری میں نہ کہ ایم پی اے' ایم این اے کی سفارش چلتی ہے بلکہ ان کو براہ راست یہ لوگ پوچھتے ہیں۔ لیکن اس چیز کا' اس تحفظ کا اب بھی فقدان ہے۔ ابھی بھی عوام میں یہ چیز نہیں پائی جا رہی۔ اس چیز کو ensure کرنے کے لیے میں درخواست کروں گا کہ اس کے لیے سپیشل اصلاحات کا اعلان کیا جائے تاکہ جو ایسے کالے قوانین ہیں جن سے آج بھی عوام پس رہے ہیں وہ دور ہو سکیں۔

جناب والا! اسی طرح محکمہ تعلیم' جو ایک بڑا محکمہ ہے اور صوبے میں اس کی جڑیں ground level تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اس سلسلے میں جو فنڈ رکھے گئے ہیں وہ ایک اچھی بات ہے اور ٹیکنیکل ایجوکیشن کے لیے جو حکومت نے واضح پالیسی اپنانے کی بات کی ہے تو میں کہوں گا کہ ٹیکنیکل ایجوکیشن اور ووکیشنل سکول بنانے کے لیے ضلع اور تحصیل سطح پر اس سکیم کو لایا جائے تاکہ لوگ ٹیکنیکل ایجوکیشن کی طرف راغب ہوں۔ ہوتا یہ ہے کہ یہاں پر جو انجینئرنگ یونیورسٹیوں سے ڈاکٹریٹ حاصل کرتے ہیں وہ پڑھ تو لیتے ہیں لیکن عملی طور پر انھیں کچھ پتا نہیں ہوتا۔ اسی طرح وہ لوگ جو ان پڑھ ہیں وہ ٹیکنیکل ایجوکیشن جو مختلف چھوٹے چھوٹے ادارے اور ایسے ادارے جو ہمارے صوبے میں بن چکے ہیں ان سے وہ سیکھتے ہیں لیکن وہ تعلیمی لحاظ سے نہ تو میٹرک پاس ہوتے ہیں نہ

کچھ ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے بھی پریکٹیکل اور ان لوگوں کو بھی فیلڈ میں بھیجنے کے لیے ایسے اداروں کا اجراء ضرور کیا جائے تاکہ لوگ ایجوکیشن کو اور سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے تحت ان چیزوں کو خود قائم کر سکیں' کیونکہ عوام کے لیے تو سرکاری ملازمتیں اتنی نہیں ہیں کہ لوگوں کو مہیا کی جا سکیں۔ آج لوگ ہم سے نوکریاں مانگتے ہیں۔ لیکن میں کہوں گا کہ یہ حکومت کی اچھی بات ہے کہ انھوں نے میرٹ کے لیے بات کی ہے۔ خدا را' اس پالیسی کو جاری رکھیں۔ یہ جو حکومتیں اپنی بچت کے لیے ملازمتوں پر ban لگا دیتی ہیں اس چیز سے ہمیں بچنا چاہیے۔ اپنی حکومت سے بھی یہ گزارش ہے کہ ملازمتوں پر ban نہ لگایا جائے۔ بلکہ ایسی واضح میرٹ پالیسی بنا دی جائے اور ہماری اسمبلی میں ایسا بل لانا چاہیے جس کو آنے والی حکومتیں بھی تبدیل نہ کریں اور جب بھی کوئی حکومت آتی ہے وہ اپنی ایک نئی میرٹ پالیسی لے آتی ہے۔ اور اسی پالیسی کے ساتھ وہ اپنے دو تین سال کا tenure پورا کر کے چلے جاتے ہیں اور عوام' نوجوان خاص طور پر ترستے رہتے ہیں اور ہماری طرف نظریں لگائے بیٹھے ہیں کہ شاید' کوئی آئے اور ہماری داد رسی کرے۔ اور پھر کیا ہوتا ہے؟ وہ نوجوان کلاشنکوف اور اس طرح کی دوسری برائیوں کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ خدارا' ban کی پالیسی نہ اپنائی جائے اور purely on merit یہ کام کیا جائے۔ کچھ ایسی پُرکشش سیٹیں ہیں جو پبلک سروس کمشن کو دے دی گئی ہیں۔ وائیں صاحب نے بھی یہ پُرکشش سیٹیں دی تھیں۔ لیکن پچھلی حکومت نے اپنی ریکروٹمنٹ پالیسی کے تحت اپنے ایم پی ایز اور ایم این ایز کو بانٹنے کے لیے واپس لے لیں۔ پھر ہماری حکومت نے یہ واپس کی ہیں۔ لیکن ایسی چیز ضرور ہونی چاہیے کہ یہ لوگ' آنے والی حکومتیں عوام میں اچھے اثرات کو مرتب رکھ سکیں اور ہم بھی لوگوں کو فخر سے کہہ سکیں کہ ہم نے اس پالیسی کا اجراء کیا ہے۔

جناب والا! اسی طرح پچھلی سکیمیں تو جاری رکھی گئیں۔ لیکن اکثر ممبران کی سکیمیں جو اپوزیشن میں تھے وہ سکیمیں مکمل نہ ہو سکیں' نہ آ سکیں۔ اس کے لیے کوئی ضروری خصوصی اقدامات کیے جائیں۔ میرے حلقے میں بھی پچھلے دور میں چک 36۔ جنوبی میں ڈگری کالج کا اور چک 98۔ شمالی میں ایک گرلز انٹر کالج کا اجراء کیا گیا تھا۔ اور اس کی عمارات شروع ہو چکی ہیں۔ لیکن اس بجٹ میں ان کے لیے فنڈ مہیا نہیں کیے گئے اور اس طرح نقصان ہوگا اور وہ عمارات وہیں کی وہیں رہ جائیں گی۔ براہ مہربانی ان کا اجراء کیا جائے۔

جناب والا! اسی طرح اری گیشن سسٹم میں جو نہری نظام ہے' پھر سنا ہے کہ اس کو پرائیویٹائز کیا جا رہا ہے۔ اس کے لیے مہربانی کر کے ایسا سلسلہ نہ کیا جائے جس سے غریب کسان کے لیے مشکلات پیدا ہوں۔ سرگودھا کو بھی نیشنل ڈرینج پروگرام میں حصہ ملنا چاہیے۔ تاکہ یہ سکیم جو سٹارٹ ہو رہی ہے اس کا کچھ نہ کچھ تاثر مل سکے۔ کیونکہ سرگودھا میں سکارپ ٹیوب ویل پہلے ہی بند ہو چکے ہیں۔ اور ان کو کمیونٹی ٹیوب ویلوں کے طور پر اب چلایا جا رہا ہے۔ تو براہ مہربانی سرگودھا کا اس میں خاص طور پر حصہ رکھا جائے۔ اسی طرح پچھلے دنوں گندم کے حوالے سے بہت سی باتیں سامنے آئیں اور کہا گیا کہ گندم کے حوالے سے پچھلی حکومت نے جو کارنامے سرانجام دیے۔ ہمارے وزیر صاحب نے اس حوالے سے بہت ساری محنت کی اور آج ماشاء اللہ' اللہ کے فضل سے ہم نے گندم کا کافی حد تک ٹارگیٹ پورا کر لیا ہے۔ لیکن ضلع سرگودھا' بلکہ ڈویژن سرگودھا میں ابھی تک ہمارے ٹارگیٹ سامنے نہیں آ سکے۔ اس کی main وجہ یہ ہے کہ وہاں کے ڈپٹی ڈائرکٹر (فوڈ) نے اور ان کے gangs نے اس محکمے کو خاصا نقصان پہنچا رکھا ہے۔ انھوں نے تین ہزار کے قریب آٹے کے بوگس پرمٹ جاری کیے اور کمشنر سرگودھا نے پھر وہ کینسل کیے۔ اور میں نے اس سلسلے میں محکمے کو درخواست بھی دی ہے لیکن ابھی تک اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی اور اس نے اپنے ہی ٹھیکے دار کو افتخار اینڈ کمپنی کے نام سے اس کی کیرج کا ٹھیکہ دے رکھا ہے۔ وہ بھی عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔ تو براہ مہربانی حکومت سے میری گزارش ہوگی کہ محکمہ خوراک سرگودھا میں کرپشن کو دور کیا جائے۔ اسی طرح ہماری communications ہیں' جو سڑکوں کا نیٹ ورک ہے اس کو ڈویلپ کرنے کے لیے اچھے اقدامات کیے جانے چاہییں۔ کیونکہ سڑکیں تو اپنی گرانٹ سے' ڈویلپمنٹ پروگرام سے بنوا لیتے ہیں۔ لیکن بعد میں ان کو maintain کرنے کے لیے فنڈ مہیا نہیں کیے جاتے۔ پہلے ہوتا تھا کہ ہائی وے کی سڑکوں پر بیل دار تعینات ہوتے تھے اور جہاں سے بھی سڑکوں کی مرمت ضروری ہوتی تھی وہ بیل دار اپنے طور پر ان کی مٹی وغیرہ ڈال کر مرمت کیا کرتے تھے۔ لیکن اب جو نئی سڑکیں بنائی جاتی ہیں ان پر بیل دار نہیں لگائے جاتے۔ تو براہ مہربانی محکمے کو ایسی ہدایات جاری کی جائیں تاکہ ایسی سڑکوں کی دیکھ بھال وہ لوگ کریں۔ تاکہ یہ سڑکیں جو کروڑوں روپے کے فنڈز سے بنائی جاتی ہیں۔ یہ سڑکیں مکمل رہیں اور سال ہا سال چلیں' نہ کہ بننے کے تیسرے یا دوسرے سال ہی بیٹھ جائیں اور پھر وہ فنڈ ضائع ہو جائیں۔ اس کے لیے بھی حکومت کو واضح طور پر بیل دار تعینات کرنے اور ان کی مرمتوں کے لیے فنڈز مہیا

کرنے چاہئیں۔ اسی طرح sugar cane cess development fund ہے۔ اس فنڈ سے جو پیسہ ہر ضلع کا آتا ہے' وہ پیسہ پھر محکمہ فوڈ والے آرگنائز کر کے محکمہ خزانہ کے پاس بھیجتے ہیں اور ایک لمبا پراسیس ہے۔

وزیر اعلیٰ صاحب نے پچھلے دنوں اس پراسیس کو ختم کرنے کے لیے ایک اچھا قدم اٹھایا تھا لیکن میری یہ گزارش ہو گی کہ اس فنڈ کو ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر یا کمشنر کی ڈسپوزل پر وہاں ہی ہونا چاہیے' بجائے اس کے کہ ہم آئیں اور آ کر اس فنڈ کو یہاں کے سیکرٹریٹ سے جاری کروائیں۔ اس فنڈ کو وہاں پر ہونا چاہیے تاکہ لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے اور growers جو گنا کاشت کرتے ہیں ان کی فلاح و بہبود کے لیے سڑکیں بن سکیں۔ ہوتا یہ ہے کہ growers کے لیے تو سڑکیں نہیں بنائی جاتیں جبکہ وہاں کے اپنے ہی سیاسی لوگ اور دوسرے لوگ اپنی ضرورت کے مطابق بنا لیتے ہیں۔ تو براہ مہربانی اس میں growers کو واضح طور پر آگے لانا چاہیے۔

اسی طرح یہ گزارش ہو گی کہ ہماری حکومت نے زمینداروں کے لیے بھی پیکج کا اعلان کیا ہے اور اس کے علاوہ صنعت کاروں کے لیے بھی پیکج کا اعلان کیا ہے لیکن غریب کے لیے واضح پیکج کا اعلان نہیں کیا گیا۔ تو گزارش ہو گی کہ low housing schemes جو شہروں میں تین مرلہ کے پلاٹ ہیں وہ ہر شہر میں جاری کی جائیں۔ تاکہ غریبوں کو سستے مکان مہیا ہوسکیں۔ ان کو بھی تحفظ ملے کہ وہ بھی اس معاشرے میں جینے کا حق رکھتے ہیں۔ اسی طرح دیہاتوں میں سات مرلہ سکیم جو پہلے وائیں صاحب کے دور حکومت میں شروع ہوئی تھی۔ پھر پچھلی حکومت نے اس پر کوئی خاطر خواہ توجہ نہ دی اور صرف محض اخبارات تک ہی محدود رکھا۔ تو براہ مہربانی اس سات مرلہ سکیم کو بھی دیہاتوں میں جاری کیا جائے تاکہ ہم لوگوں کو یہ بتا سکیں کہ ان کی فلاح و بہبود کے لیے حکومت نے جہاں اتنے سارے اقدامات کیے ہیں اور ان کے لیے اتنا کچھ بجٹ میں رکھا ہے وہاں پر ہم سات مرلہ سکیم کے تحت ان لوگوں کو پلاٹ دیں۔ وہ لوگ بھی اس معاشرے میں جینے کا حق رکھتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ چیمہ صاحب۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: ایک آخری گزارش ہے۔ اسی طرح جناب! میری ایک main گزارش ہے کہ کوآپریٹو کے متاثرین کے لیے پیکج ہماری حکومت نے پچھلے دور میں رکھا تھا بدقسمتی سے پچھلی حکومت نے اس پر واضح پالیسی نہ اپنائی۔ صرف پچیس ہزار یا زیادہ سے زیادہ بڑے اداروں میں پچاس

ہزار تک کے لوگوں کو پیسے دیے گئے۔ تو میری یہ گزارش ہو گی کہ اس بجٹ میں کوئی ایسا سلسلہ ضرور کریں۔ کیونکہ یہ صوبائی معاملہ ہے۔ تو جو کوآپریٹو کے متاثرین ہیں' جن کا آج لاکھوں روپیہ برباد ہو چکا ہے۔ ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں۔ ان متاثرین کے لیے براہ مہربانی کوئی ایسا پیکج یا کوئی ایسا سلسلہ بنایا جائے کہ ان اداروں سے متاثرین کا پیسہ واپس مل سکے۔ ابھی تک بہت سارے ایسے چھوٹے ادارے ہیں میرا خیال ہے کہ پچاس کے قریب ایسے ادارے ہوں گے جن سے ابھی تک متاثرین کو پچیس ہزار روپیہ بھی نہیں مل سکا۔

جناب چیئرمین، شکریہ' چیمہ صاحب' مہربانی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، ہمارے پاس بہت سارے ایسے ذرائع ہیں جن میں معدنیات ہیں۔ ان سے پیسہ اکٹھا ہو سکتا ہے۔ میرے حلقہ میں بہت ساری ایسی پہاڑیاں ہیں جن میں بجری اور ایسا سلسلہ ہے کہ جس پر حکومت اگر واضح طور پر نظر رکھے تو اس سے وہ پیسہ حکومت کے خزانے میں آ سکتا ہے۔ لیکن ہو یہ رہا ہے کہ ایک آدمی بہت ساری بولی دے کر وہ پہاڑیاں الاٹ کروا لیتا ہے۔ پھر وہ وہاں پر کچھ لوگوں سے مل کر یا status quo لے کر ان کو دس دس سال تک چلاتا ہے اور حکومت ان کو وہاں سے اٹھانے سے مجبور ہے۔ اس طرح حکومت کے خزانے میں لاکھوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ اسی طرح ریت' سالٹ اور جس طرح کہ دوسری معدنیات سے آمدنی براہ مہربانی حکومت کے خزانے میں آئے تاکہ دوسری ایسی چیزیں دوسری ایسی مدات پر خرچ ہونا ضروری ہے' ایجوکیشن اور ہیلتھ ان پر ہمارا یہ پیسہ خرچ ہو۔

جناب چیئرمین، شکریہ' چیمہ صاحب' شکریہ۔ جناب عبدالرؤف مغل صاحب۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب! ایک گزارش ہے۔ بس آخری گزارش ہے---

جناب چیئرمین، نہیں' مہربانی۔ پہلے ہی آپ نے دس منٹ کی بجائے پندرہ منٹ لیے ہیں۔ تشریف رکھیں۔ ٹائم بہت کم ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب سپیکر! میری آخر میں یہی گزارش ہے کہ گورنمنٹ کے چھوٹے ملازمین کے لیے بھی کوئی نہ کوئی خاص فنڈ رکھا جائے۔ گورنمنٹ نے پہلے ان کا تین سو روپیہ بڑھایا ہے لیکن ان کے بچوں کے لیے قرضہ جات کا یا ان کے بچوں کی تعلیم کے لیے ایچی سن کالج کی طرز کے کوئی ایسے ادارے ضلع کی سطح پر ضرور بنانے چاہییں تاکہ وہ ملازمین اور لیبر بھی وہاں پر اپنے

بچوں کو پڑھا سکیں اور اس معاشرے میں اور اس صوبہ میں اس غریب کو بھی جینے کا حق حاصل ہو سکے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ جناب عبدالرؤف مغل صاحب۔

جناب پیٹر گل، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی پیٹر گل صاحب۔

جناب پیٹر گل، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ تقریر کرنے والے کافی ہیں اور ٹائم تھوڑا ہے تو میرا خیال ہے کہ اگر اس ٹائم کے لیے کوئی division کر لی جائے تو پھر ہر کسی کو موقع مل جائے گا۔

جناب چیئرمین، پیٹر گل صاحب' ٹائم کی division ہو چکی ہے۔ میری ممبران سے یہ گزارش ہے کہ وہ دس منٹ میں اپنی اپنی تقاریر کو ختم کریں۔ تو ہر ممبر کو دس منٹ دیے گئے ہیں لیکن چیمہ صاحب 5 منٹ زیادہ لے گئے ہیں۔ میں جناب عبدالرؤف مغل صاحب سے گزارش یہی کروں گا کہ وہ 10 منٹ میں اپنی تقریر کو مکمل کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! آپ سے درخواست ہے کہ آج جمعہ ہے اس لیے اجلاس کو ساڑھے بارہ بجے تک کے لیے رکھ لیجیے گا۔ کیونکہ سب نے جمعہ کی نماز کے لیے جانا ہو گا۔ باقی لسٹ کل پر لے جائیں۔

جناب چیئرمین، جی' یہی ہم چاہتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، باقی 5 منٹ رہ گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، پہلے جناب عبدالرؤف مغل صاحب تقریر کریں گے۔ ان کے بعد اعظم چیمہ صاحب نے request کی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! وہ تو بڑے منجھے ہوئے سپیکر ہیں۔ ان کو تیاری کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ کل بول لیں گے۔ ورنہ میں تو بیٹھنے کے لیے تیار ہوں لیکن جمعہ کی وجہ سے ایسا کرنا پڑ رہا ہے۔

جناب چیئرمین، جی' ٹھیک ہے۔ جناب عبدالرؤف مغل صاحب' آج کے آخری سپیکر ہیں۔

جناب عبدالرؤف مغل، شکریہ۔ جناب سپیکر! ارض وطن پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب نے 95 کروڑ 65 لاکھ روپے کا بجٹ عوامی زبوں حالی' معاشی ابتری' بے روزگاری اور سوشل اکنامک حالات کا خیال کرتے ہوئے عوام پر مزید بوجھ نہ ڈالتے ہوئے' نئی ٹیکسیشن سے پرہیز کرتے ہوئے جو میزانیہ بنایا ہے میں اس پر وزیر خزانہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کی مساعی کو قابل تحسین سمجھتا ہوں۔ صوبہ کے کم وسائل والے طبقے کو مالی بوجھ سے بچانے کے لیے 5 مرلہ کے مکانات کو پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ کرنا' ساڑھے بارہ ایکڑ نہری اور پچیس ایکڑ بارانی کاشت کاروں کو زرعی ٹیکس کی چھوٹ دینا اور وزیر اعلیٰ جناب شہباز شریف صاحب کی طرف سے پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں وعدہ کیا گیا تھا کہ ٹریکٹر کی قیمت کم کی جائے گی اس پر تقریباً سوا لاکھ روپیہ قیمت کا کم کرنا قابل ستائش بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تنخواہ دار طبقہ پر بھی ٹیکس کے بوجھ کو نصف کیا گیا ہے۔ یہ مسلم لیگ کی حکومت کی عوامی سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔ بلاشبہ حکمت عملی یہ اختیار کی گئی ہے کہ متمول طبقہ اضافی ذمہ داریاں قبول کر کے مالی وسائل سے محروم طبقہ کے مسائل میں ہاتھ بٹائے اور اسے باوقار انداز میں آگے بڑھنے کا موقع مہیا کرے۔

بیرون ملک سرکاری خرچ پر علاج معالجے پر پابندی ہے یقیناً عوام اس کو بہت بہتر پالیسی گردان رہے ہیں۔ بڑے بنگلوں' عالیشان رہائش گاہوں' قیمتی' بڑی اور پرتعیش گاڑیوں پر اضافی ٹیکس 2 لاکھ روپے سے لے کر 4 لاکھ روپے تک ٹیکسیشن سمجھتا ہوں کہ یہ بھی عوام کو ایک اچھا message جائے گا اور بڑی گاڑیوں کے کلچر سے اس کی روک تھام میں مدد ملے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے بالکل ساتھ ہمسایہ ملک بھارت میں لوگ اپنے ملک کے اندر بنی ہوئی گاڑیوں پر اکتفاء کر سکتے ہیں تو ہمیں بھی آگے بڑھنے کے لیے ایسی پابندیاں قبول کرنا چاہییں۔

جہاں پر بجٹ میں یہ نہایت اچھی باتیں آئی ہیں وہاں پر کچھ کمزوریاں بھی ہیں---

خوگر ہم سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے

قریباً 8 کروڑ کی آبادی پرمشتمل صوبہ کے بجٹ میں ترقیاتی کاموں کے لیے صرف 15 ارب کی حقیر رقم ہو اگر آبادی پر تقسیم کی جائے تو -/200 روپیہ مشکل فی آدمی آتا ہے۔ اسے اس لحاظ سے ترقیاتی بجٹ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ ریونیو محاصل اور اخراجات میں اس کاپی کے صفحہ نمبر 2 پر پرسنل انکم ٹیکس 19 بلین 494 ملین ہے اور جو انکم ٹیکس 80 فی صد انڈسٹریل سیکٹر

سے آ رہا ہے، انڈسٹریل ڈویلپمنٹ کی مد میں ایک پائی بھی نہ پچھلے تین سالوں میں مختص کی گئی اور نہ اس دفعہ اس کا خیال کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو مختلف شہروں میں سمال انڈسٹری سٹیٹس ہیں ان کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ سڑکیں ناکارہ ہو چکی ہیں۔ سیوریج ابل رہے ہیں۔ یہاں پر آج جو چیئر کر رہے ہیں جناب سپیکر عثمان ابراہیم صاحب ان کو بھی ایسی صورت حال کا اچھی طرح سے علم ہے۔ اس پر توجہ دینی چاہیے تاکہ ان سمال انڈسٹری سٹیٹس کو جو ایوبی دور میں بنائی گئیں اور پھر میاں نواز شریف صاحب کے پہلے دور میں بھی اس میں پیش رفت ہوئی۔ سٹیٹ نمبر 2 گوجرانوالہ میں ہے وہاں پر سیوریج کا ناکافی بندوبست ہے۔ اور سمال انڈسٹریز اسٹیٹ نمبر 1 بالکل تباہ ہو چکی ہے۔ اس مد میں رقم رکھنی چاہیے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ زراعت اور صنعت گاڑی کے دو پہیے ہیں اگر ٹریکٹر نہیں بنے گا تو زراعت نہیں ہو سکے گی اور اگر زرعی پیداوار نہیں ہو گی تو ہماری ٹیکسٹائل ملیں اور شوگر ملیں نہیں چلیں گی۔ ہمیں ہر چیز کو ساتھ لے کر چلنا ہو گا۔ لیکن یہاں پر تو معاملہ ایسا ہے کہ سب کو چھوڑ چھاڑ دیا گیا ہے ۔

گوجرانوالہ میں اسٹیٹ نمبر 3 کے لیے زمین آج سے کوئی دس سال پہلے خریدی گئی تھی اس پر آج بھی قطعی طور پر کوئی کام نہیں ہوا۔ محسوس یوں ہوتا ہے کہ ۔

ہے انجن کی خوبی نہ کمال ڈرائیور
چلی جا رہی ہے خدا کے سہارے

جناب والا! زراعت کے شعبے میں گزشتہ سال کے ان دنوں سیڈز کارپوریشن کے پاس جپسم موجود نہ تھی اور پیڈی کی کاشت کے بعد ان کے پاس گوداموں میں جپسم سپلائی کی گئی۔ جس سے کاشت کار فائدہ نہ اٹھا سکا۔ جن شورزدہ زمینوں کے لیے ڈی۔ اے۔ پی اور یوریا مؤثر کام نہیں کرتا اور اس کی وہاں افادیت کوئی نہیں بنتی وہاں سنگل سپر فاسفیٹ اور امونیم سلفیٹ کی ضرورت ہے۔ اس دفعہ صورت حال بالکل ملتی جلتی ہے زراعت کے گوداموں میں یہ دونوں کھادیں موجود نہیں ہیں اور یقیناً کاشت کار کھلی مارکیٹ سے یہ بلیک میں لے کر استعمال کریں گے۔ تو جناب والا! اس طرح سے کیوں کر سستی اور وافر اجناس کی پیداوار کی توقع رکھی جا سکتی ہے۔ ہمیں اس سلسلے میں اس سارے معاملے کو بہتر طور پر manage کرنا ہو گا جب ہی ہم بہتر پیداوار حاصل کر سکیں گے۔

جناب سوشل انفرا اسٹرکچر میں صحت کے ساتھ ساتھ تعلیم کا شعبہ انتہائی توجہ کا طالب ہے۔ میں

سمجھتا ہوں کہ پچھلی حکومت نے یہ جو ایڈہاکنز لیکچرار بھرتی کیے تھے talent کے حوالے سے ان کے ساتھ زیادتی تھی جو ہونہار اور قابل لوگ تھے ۔ ان کو پس پشت چھوڑ کر ایڈہاک لیکچرار تعینات کیے گئے اور جب ہمارے سلیکشن بورڈ نے Selectees کی لسٹ announce کر دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایڈہاکیز کو یک قلم فارغ کرنا چاہیے۔ کیونکہ انھیں موقع دیا گیا تھا کہ وہ ان ہی Exam میں بیٹھ سکیں اور وہ qualify نہیں کر سکے اب ان کا کوئی رائٹ نہیں بنتا کہ وہ بچوں کی تعلیم میں رکاوٹ بنیں اور وہ کالجز یا سکولوں میں تعینات رہیں۔ ہمیں ان معاملات میں بڑی مستقل اور مضبوط پالیسی کا مظاہرہ کرنا ہو گا۔

جناب والا! میرے ذہن میں ایک بات ہے کہ ہمارے پی اینڈ ڈی اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری صاحبان اس پر قطعاً کوئی توجہ نہیں دیتے ۔ کالجز میں تو Academic years ہیں اور وہ نوویں مہینے سے شروع ہوتے ہیں لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ وہی طریقہ کار سکولوں میں بھی آزمایا جا رہا ہے یعنی جو اپ۔ گریڈڈ سکولز میں تو اساتذہ مہیا کیے جاتے ہیں ان کو بھی یکم ستمبر سے تعینات کیا جاتا ہے جبکہ پرائمری سکولوں یا مڈل سکولوں میں بچے نئی کلاسوں میں مارچ میں promote ہو جاتے ہیں ۔ تو جناب والا! ضرورت اس بات کی ہے کہ وہاں پر اپریل میں سٹاف مہیا کیا جائے۔ تاکہ جونہی بچے آٹھویں سے نویں جماعت میں جائیں یا پانچویں سے چھٹی جماعت میں promote ہوں ان کو اساتذہ مل جائیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ سکولوں میں بھی یکم ستمبر سے نیا سٹاف مہیا کیا جاتا ہے ۔ اب جو بچے مارچ میں پانچویں جماعت سے چھٹی جماعت میں promote ہوئے ہیں یہ جو چار یا پانچ مہینے جو ستمبر تک ہیں ان مہینوں میں وہ کیا کریں گے وہ دوسرے پرائیویٹ سکولوں میں داخلہ لیتے ہیں اور وہ بکھر جاتے ہیں کوئی بچہ کسی سکول میں چلا جاتا ہے اور کوئی بچہ کسی اور سکول میں چلا جاتا ہے ۔ لہذا جب ستمبر میں وہاں پر سٹاف مہیا کیا جائے گا تو اس سٹاف کی کوئی utilization نہیں ہو گی اور وہ رقوم اور اساتذہ کی تعیناتی بے کار رہے گی۔

جناب والا! میں گزارش کرتا ہوں کہ پچھلے تین سالوں میں ایم۔ پی۔ اے صاحبان سے دس ' دس سکولوں کی ہر سال proposals لی جاتی رہیں ۔ ان دس سکولوں میں سے تین نیو پرائمری سکول تھے دو' دو اپ۔ گریڈڈ سکول تھے۔ اپ۔ گریڈیشن کے لیے proposals تھیں پھر shelterless سکولوں کے لیے تجاویز تھیں لیکن میں نے دیکھا کہ ان تین سالوں میں تیس سکول بننے کی بجائے

صرف تین سکول بن سکے اور اس سال کے لیے جو تجاویز تھیں میں نے اپنے حلقے میں دیکھا ہے کہ لیت و لعل کر کے اس معاملے کو linger on کیا گیا وہاں پر کام شروع نہیں کیا گیا اور میرے حلقے میں وہ سکولز on-going schemes کے زمرے میں نہ آ سکے۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ تمام مسلم لیگی ممبران اسمبلی کے حلقوں میں یہی صورت حال رہی کہ وہاں کام شروع نہیں ہو سکا اور یہ مالی سال جو اب یکم جولائی سے شروع ہو گا اس میں بھی اس پر کام شروع نہیں ہو سکے گا کیونکہ وہ on-going schemes میں شامل نہیں ہوتے۔ میں چاہوں گا کہ اس کو سپیشل طور پر لیا جائے اور وہ سکیمیں جن کی proposals بنی ہوئی تھیں وہاں پر work orders ہو چکے تھے۔ ان کو دوبارہ فنڈز مہیا کیے جائیں۔ کیونکہ وہاں سے revised budget میں re-appropriation کے لیے وہ فنڈز واپس لے لیے گئے تھے۔ میری درخواست ہے کہ ان کو دوبارہ جاری کیا جائے۔

میں اب تھوڑا وقت لوں گا۔ زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ آپ کی مہربانی ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم کے ذریعے ہی عوام کو بے تحاشا بڑھتی آبادی کے اثرات کا ادراک کرایا جا سکتا ہے اور اپنی اس لیبر کو جو un-skilled labour ہے اور جو باہر جا کر مزدور کے طور پر کام کرتی ہے جب ہم انہیں زیور تعلیم سے آراستہ کریں گے وہ یقیناً تین چار گنا زیادہ زرمبادلہ اپنے ملک کے لیے حاصل کریں گے ہمیں اس پر بھرپور توجہ دینی چاہیے۔

میں نے اپنے حلقے میں ایک کالج کو اپ۔ گریڈ کرنے اور ایک گرلز کالج کی تعمیر کے لیے دو ماہ پہلے جناب وزیر اعلیٰ کو درخواستیں دی تھیں اور اس میں میں نے offer کی تھی کہ گرلز کالج کے لیے میں وقتی طور پر جب تک اس کی اپنی عمارت تعمیر نہیں ہوتی میں اس کی عمارت یا اس کا کرایہ مہیا کرنے کے لیے تیار ہوں لیکن وہ پلاٹ جس پر آج سے چھ یا سات سال پہلے نواز شریف نے بحیثیت وزیر اعلیٰ کے اپنی پلیٹ لگائی تھی وہ پلیٹ آج بھی مسلم لیگیوں کا منہ چڑا رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو take up کیا جائے اب تو مسلم لیگ کی حکومت صوبے میں اور مرکز میں بھی ہے لہٰذا وہاں پر ترجیحی بنیادوں پر وہ گرلز کالج تعمیر کیا جائے۔

جناب والا! میں صحت کے حوالے سے تھوڑی سی بات کروں گا۔ گوجرانوالہ ایک ایسا ڈویژنل ہیڈکوارٹر ہے جس ڈویژن کی آبادی ایک کروڑ چار لاکھ افراد پر مشتمل ہے اور گوجرانوالہ کا جو ڈویژنل ہسپتال ہے۔ ایوان میں وزیر صحت جناب خاکوانی صاحب تشریف رکھتے ہیں اس کے لیے جو رقم رکھی

گئی ہے اس اے ۔ ڈی ۔ پی میں صرف ایک لائن ہے اور اس پر 225 لکھا ہوا ہے یعنی سوا دو لاکھ روپیہ اس ڈویژنل ہیڈکوارٹر کے لیے مختص کیا گیا ہے ۔ جناب والا ! یہ کس کی چونچ میں جائے گا اور اس کی کیا افادیت ہو گی جبکہ لاہور کی لسٹ کو ہم کئی صفحات پر مشتمل دیکھتے ہیں۔ خدارا ! ایسا نہ کریں کہ سارے کا سارا زور لاہور پر آ جائے کہ ہر مریض چاہے وہ منڈی بہاؤالدین سے چلے چاہے وہ نارووال سے چلے یا سیالکوٹ سے چلے اور وہ مریض لاہور پہنچتے پہنچتے راستے میں دم توڑ جائے راستے میں بھی کوئی ایسی سہولت ہونی چاہیے اور وہاں پر مقامی طور پر اس کا پورا علاج ہونا چاہیے۔ اس کے لیے اس ہسپتال کو ڈویژنل ہیڈکوارٹر کی سطح پر ایک موثر ہسپتال بنایا جائے ۔ وہاں پر انیس سپیشلسٹ ڈاکٹرز ہیں۔ لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ ایک EYES کے لیے وہاں پر آپریشن تھیٹر ہے جو انتہائی تھرڈ کلاس ہے وہ آج سے چالیس سال پہلے کا بنا ہوا کمرہ ہے اور اس کی اینٹیں اکھڑ چکی ہیں اور ایک جنرل آپریشن کا تھیٹر ہے یہ صرف دو ہیں اور وہاں پر انیس آدمی ہیں اور وہ انیس آدمی کیا کرتے ہیں؟ وہاں پر بہت سارے پرائیویٹ ہسپتال بنے ہوئے ہیں وہاں سے صرف بکنگ ہوتی ہے اور وہ پرائیویٹ ہسپتالوں میں علاج کرتے ہیں اور وہ اپنا ذاتی مال بناتے ہیں وہ ہسپتال والے بھی خوش ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ جو سرکاری ہسپتال ہے اس کا بیڑہ غرق ہی رہنا چاہیے اور ڈاکٹر صاحبان بھی خوش ہیں اور سوچتے ہیں کہ یہاں سے انہیں جو تنخواہ ملتی ہے۔ وہی ملے گی اور جب یہ مریض پرائیویٹ ہسپتال میں جائے گا تو وہ جہاں اس کو ہزاروں روپے دے گا تو ہماری بھی ہزاروں روپے فیس بنے گی ۔ خدارا! یہ ہسپتال عوام کے لیے ہیں انہیں پوری سہولت دی جائے تاکہ عوام بھی اپنی زندگی سکون سے بسر کر سکے اور صحت کے حاصل کرنے کا کوئی راستہ ان کے لیے بھی کھلا چھوڑیے۔

میں پولیس کے حوالے سے تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں امن و امان اور خوش حالی و ترقی دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ جب تک امن و امان آپ مہیا نہیں کریں گے معاشی ترقی میں پیش رفت نہیں ہوسکتی ۔ اور جب تک معاشی ترقی میں پیش رفت نہیں ہوتی لوگ ڈکیتی اور دوسری وارداتیں کرتے رہیں گے ۔ اگر آپ محسوس کرتے ہیں تو میں اپنی بات ختم کرتا ہوں لیکن میں یہ کہوں گا کہ پولیس کے لیے واضح طور پر اس دفعہ زیادہ رقوم رکھی ہیں اور لوگ توقع کرتے ہیں کہ پولیس ان رقوم کو موثر طور پر استعمال کر کے لوگوں کو امن و امان مہیا کرے گی ۔

جناب چیئرمین: شکریہ رؤف مغل صاحب! اب اجلاس کل صبح 9-30 تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

ہفتہ' 21 - جون 1997ء

(شنبہ' 15 - صفر المظفر' 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں 10 بجے صبح
زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر (سردار حسن اختر موکل) منعقد ہوا۔
تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ ○
بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ○

اَلرَّحمٰنُ ○ عَلَّمَ القُرآنَ ○ خَلَقَ الاِنسَانَ ○ عَلَّمَہُ البَیَانَ ○ اَلشَّمسُ وَالقَمَرُ بِحُسبَانٍ ○ وَّالنَّجمُ وَ الشَّجَرُ یَسجُدٰنِ ○ وَالسَّمَآءَ رَفَعَہَا وَوَضَعَ المِیزَانَ ○ اَلَّا تَطغَوا فِی المِیزَانِ ○ وَاَقِیمُوا الوَزنَ بِالقِسطِ وَلَا تُخسِرُوا المِیزَانَ ○ وَالاَرضَ وَضَعَہَا لِلاَنَامِ ○ فِیہَا فَاکِہَۃٌ وَّالنَّخلُ ذَاتُ الاَکمَامِ ○ وَالحَبُّ ذُو العَصفِ وَالرَّیحَانُ ○ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○ سورۃ الرحمٰن - آیت 1 تا 13

اللہ جو' نہایت مہربان' اسی نے قرآن کی تعلیم فرمائی' اسی نے انسان کو پیدا کیا' اسی نے اس کو بولنا سکھایا۔ سورج اور چاند ایک حساب مقرر سے چل رہے ہیں' اور بوٹیاں اور درخت سجدہ کر رہے ہیں۔ اور اسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی۔ کہ ترازو (سے تولنے) میں حد سے تجاوز نہ کرو۔ اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو۔ اور تول کم مت کرو۔ اور اسی نے خلقت کے لیے زمین بچھائی۔ اس میں میوے اور کھجور کے درخت ہیں۔ جن کے خوشوں پر غلاف ہوتے ہیں۔ اور اناج جس کے ساتھ بھس ہوتا ہے اور خوش بو دار پھول۔ تو (اے گروہ جن و انس) تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

وما علینا الا البلاغ ○

جناب ڈپٹی سپیکر ، سب سے پہلے سیکرٹری اسمبلی leave applications پیش کریں گے۔

سیکرٹری اسمبلی ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سید مسعود عالم شاہ

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست جناب سید مسعود عالم شاہ' رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

مجھے ایک ایمرجنسی کے لیے علاقے میں جانا ہے۔ برائے
مہربانی بروز سنیچر 21-6-97 کو چھٹی منظور کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست جناب تاج محمد خانزادہ' رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Kindly grant me leave from the 26th till 30th
June as I have urgent domestics work.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ملک نعیم الدین خالد

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست جناب ملک نعیم الدین خالد' رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے

موصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ 15 جون 1997ء کو بوجہ بیماری حاضر نہیں
ہو سکا۔ براہ مہربانی ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سالانہ میزانیہ بابت 98-1997ء پر بحث

(......... جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب ہم بجٹ پر بحث شروع کرتے ہیں۔ اس وقت میرے پاس تقریباً 35 نام ہیں۔ ہمارا اجلاس اڑھائی بجے تک چلنا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ ٹائم مقرر کر لیا جائے کہ ایک سپیکر کو کتنے منٹ دیں کہ سارے ممبر پورے ہو جائیں ۔ میرا خیال ہے کہ ہر سپیکر کو دس منٹ دیں۔

چودھری محمد ارشد ، ہر کسی کی خواہش ہے کہ وہ بحث میں حصہ لے۔ بہرحال، میں سمجھتا ہوں کہ پہلے دس بارہ اراکین ہی پورا ٹائم لے جاتے ہیں۔ مہربانی کر کے اس طریقے سے اس بحث کو چلائیں کہ سارے اراکین شامل ہو جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں یہاں پر عرض کرتا چلوں کہ پہلے اور دوسرے دن ممبران کے نام ہی میرے پاس نہیں تھے جبکہ اجلاس کو prolong کیا تھا۔ اور میں نے ہر سپیکر کو کم از کم آدھا گھنٹا دیا تھا اور بڑی مشکل سے ٹائم پورا کیا تھا ۔ اب اگر آخری دن دوستوں نے بات کرنی ہے تو مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔ اگر ایوان کی رائے ہے تو میں تین چار گھنٹے بڑھا بھی سکتا ہوں۔ یہ تو ایوان پر منحصر ہے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ اجلاس وقت پر ختم ہو تو پھر ٹائم اسی طرح چلے گا۔ بہرحال، اگر دس دس منٹ بولیں تو میرا خیال ہے کہ ٹائم تقریباً پورا ہو جائے گا۔

جناب آصف علی ملک ، جناب سپیکر ، گذارش یہ ہے کہ جیسے آپ ارشاد فرما رہے ہیں کہ ہر سپیکر کو دس دس منٹ دیے جائیں گے اور 35 سپیکر ہیں۔ اگر ٹائم اڑھائی بجے سے بڑھ گیا تو کیا ٹائم extend ہو گا یا دوسری نشست ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ معزز ایوان پر منحصر ہے ۔ اگر دوسری نشست کرے تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس وقت دیکھ لیں گے کہ تھوڑا سا ٹائم بڑھانے سے سارے دوستوں کو وقت مل جائے تو ٹائم بڑھا لیں گے ۔ اگر محسوس کیا کہ بہت زیادہ رہ گئے ہیں اور ایوان نے اگر اجازت دی تو دوسری نشست کر لیں گے ۔ ایک میری بھی گذارش ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پہ وقت صرف کرنے کی بجائے پھر بحث کو شروع کرنا چاہیے ورنہ وقت مقرر کا ہی ضائع ہو گا۔

جناب محمد صدیق خان بلوچ : میں ایک نکتہ وضاحت پر پوچھنا چاہتا ہوں کہ روزنامہ "جنگ" میں ایک خبر لگی ہے کہ وفاقی حکومت نے کپاس پر اڑھائی فی صد سیلز ٹیکس بڑھا دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وفاقی حکومت کے متعلق ہم کیا وضاحت کریں گے ۔

جناب محمد صدیق خان بلوچ : جناب سپیکر ! وفاقی حکومت ہو یا ملک کا کوئی بھی حصہ ہو یہاں ہمیں انفرمیشن تو ملنی چاہیے ۔ یا ہم وفاق کا حصہ نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : روز کے مطابق ہم نہیں کر سکتے ۔ بہرحال آپ نے یہ بات پوائنٹ آؤٹ کی ہے میں کوشش کرتا ہوں کہ کل آپ کو اس کا پتا چل جائے ۔ وہ تو وہاں سے پوچھ کر بھی بتایا جا سکتا ہے ۔ آپ کا Point of Personal Explanation valid ہی نہیں۔ یہ موضوع ہی زیر بحث نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں دعوت دیتا ہوں مسٹر محمد افضل ساہی صاحب کو۔

جناب محمد افضل ساہی : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر ! آج کا موضوع بحث بجٹ 1997-98ء ہے۔ میں اس ضمن میں یہ کہوں گا کہ سابقہ حکومت کی غلط پالیسیوں اور شاہ خرچیوں کی وجہ سے آج اس پورے ملک کے اندر اور خاص طور پر صوبہ پنجاب کے اندر پیدا شدہ معاشی بحران سے اس معزز ایوان میں بیٹھا ہوا ہر معزز رکن بخوبی آگاہ ہے ۔ جناب سپیکر ! میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کہ ان معاشی بدترین حالات میں جو بجٹ پیش کیا گیا ہے ان حالات میں اس سے بہتر بجٹ پیش کرنا نہ صرف مشکل، بلکہ ناممکن تھا ۔ جناب سپیکر ! بلا شبہ یہ عوامی اور متوازن بجٹ ہے ۔ جناب سپیکر! اس بجٹ کا حسن یہ ہے کہ اس پنجاب میں بسنے والے غریب عوام پر ایک پائی بھی ٹیکس نہیں لگایا گیا بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ وہ صاحب ثروت جن پر ٹیکس لاگو کیا گیا ہے وہ بھی برائے نام ہے۔ بجٹ پہ تقاریر کے دوران میں نے اپنے محترم بھائی جناب سعید احمد خان منیس کی پوری تقریر سنی۔ انھوں نے زرعی ٹیکس کا حوالہ دیتے ہوئے یہ فرمایا کہ حزب اقتدار میں بیٹھے ہوئے دوست جب اپنے

علاقوں کو واپس جائیں گے تو وہاں عوام کو کیا جواب دیں گے؟ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ان کے گوش گذار کرنا چاہوں گا کہ جب ہم اپنے علاقوں میں جائیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے سر فخر سے بلند ہوں گے کیونکہ ہم نے اس ایوان کے اندر کوئی ایسا بل منظور نہیں کیا جو صرف اور صرف ایم پی ایز کی مراعات کے لیے ہو اور غریب عوام پر بوجھ بنا ہو۔ جناب والا! اس پاکستان کی پچاس سالہ تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ جن لوگوں نے Taxation Bill کی منظوری دی۔ جن لوگوں نے یہ بل پاس کروایا۔ جنھوں نے یہ ٹیکس لاگو کیا۔ انھوں نے بسم اللہ اپنے آپ سے شروع کی۔ ہم نے غریب کاشت کار کی لڑائی لڑی ۔ ساڑھے بارہ ایکڑ تک غریب کاشت کار کو exemption ملی ہے جن کی تعداد اس صوبے کے اندر 83 فی صد ہے باقی جو 17 فی صد کاشت کار ہیں ان پہ بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ ساڑھے بارہ سے 25 ایکڑ تک کے مالک کو -/100 روپے فی ایکڑ ٹیکس دینا پڑے گا اور بارانی علاقوں میں 25 سے 50 ایکڑ تک ٹیکس بھی نہ ہونے کے برابر ہے ۔ ایک طرف تو وزیراعظم پاکستان نے زرعی پیکج کا اعلان کیا ہے اس کی طرف دیکھیں۔ دوسری طرف وزیراعظم پاکستان نے ٹریکٹر پر سیلز ٹیکس میں کمی کے بعد ٹریکٹر تقریباً ایک لاکھ روپے سستا ہو جائے گا۔ جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ زرعی اجناس کی بڑھائی گئی قیمتوں کو بھی اگر آپ بھول جائیں اور صرف ٹریکٹر کی مد دیکھیں تو 25 ایکڑ کا مالک ایک سال میں 25 سو روپے ٹیکس ادا کرے گا اور اگر وہ چالیس سال ٹیکس ادا کرتا رہے تو تب جا کر ایک لاکھ روپیہ بنے گا جبکہ حکومت پاکستان نے ' وزیراعظم پاکستان نے صرف ایک مد کے سیلز ٹیکس میں کمی کرکے ہمیں اتنی بچت دلائی ہے ۔ جناب سپیکر! میں دوسری گذارش یہ کروں گا کہ منیس صاحب نے South Punjab کا ذکر کیا کہ ADP میں مہیا کردہ فنڈز میں South Punjab کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ جناب والا! میں نے پورا ADP پڑھا ہے۔ شاید منیس صاحب پورا ADP پڑھ نہیں سکے۔ تو میں اس میں یہ سمجھتا ہوں کہ South Punjab کو Central Punjab یا North Punjab کی نسبت زیادہ حصہ ملا ہے۔ لیکن اگر ان کی بات کو درست بھی تسلیم کر کے' یہ تصور کر لیا جائے کہ واقعی South Punjab کو کم حصہ ملا ہے تو میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس میں یہ گذارش کرنا چاہوں گا کہ 15 ۔ ارب روپے کے ترقیاتی بجٹ میں 12۔ ارب روپے on going سکیمز کے لیے رکھے گئے ہیں ۔ یہ on going سکیمیں کن کی ہیں ؟ یہ سابقہ دور حکومت کی ہیں ' پیپلز پارٹی کے ایم پی اے صاحبان نے جو سکیمیں دی تھیں' جو پچھلے تین سالوں سے چلی آ رہی ہیں یہ وہ سکیمیں ہیں۔

جناب والا! ہماری حکومت اور وزیراعلیٰ پنجاب کی فراخ دلی دیکھیں کہ انھوں نے ایک اصول طے کیا کہ جو سکیمیں on going ہیں، جن پر پچاس فی صد ، ساٹھ فی صد یا بیس فی صد کام ہو چکا ہے ان کا باقی ماندہ کام مکمل ہونا چاہیے یہ تفریق کیے بغیر کہ یہ سکیم کس کی ہے ، کس ایم پی اے کی ہے ، اس کا کس پارٹی سے تعلق ہے۔ تو جناب سپیکر! development کے مجموعی بجٹ کا 80 فی صد on going schemes پر خرچ ہو رہا ہے اور ان 80 فی صد میں سے 95 فی صد سکیمیں جو on going کی category میں آتی ہیں وہ پیپلز پارٹی کے دور حکومت کی ہیں۔ جناب والا! ہمیں تو اس وقت development کے لیے ایک پائی تک نہیں دی گئی ، ہماری جو 1988-89ء سے سکیمیں شروع تھیں وہ ان کے دور حکومت میں بند کر دی گئیں ۔ ان میں سے on going schemes زیادہ سے زیادہ تین یا چار فی صد ہوں گی ۔ میں یہ کہوں گا کہ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے ساتھ ADP میں زیادتی ہوئی ہے تو یہ زیادتی انھی کی حکومت نے کی ہے ، انھی کا وزیراعلیٰ تھا ، انھی کی وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو تھیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں چند ایک تجاویز عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس بجٹ میں National Drainage Programme کے لیے 11۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں ۔ میں appreciate کرتا ہوں کہ یہ بہت اچھی سکیم ہے اس سکیم کے اجراء سے لاکھوں ایکڑ رقبے کو قابل کاشت بنایا جا سکے گا جو ہماری پیداوار میں اضافے کا باعث بنے گا لیکن جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح یہ 11 ۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اس سے نہری پانی کو wastage سے بچایا جائے۔ نہروں اور راجباہوں کا پانی seepage ہو کر underground چلا جاتا ہے ۔ ایک تو اس کا نقصان یہ ہے کہ نہری پانی میں کمی واقع ہوتی ہے دوسرا یہ کہ اس کے underground جانے سے زیر زمین پانی کی سطح اوپر آجاتی ہے اور یہ سیم اور تھور کا سبب بنتی ہے ۔ جناب والا! ان نہریں اور راجباہوں کو پختہ کیا جائے۔ اس سے سیم میں بھی کمی واقع ہو گی اور جو پانی ہم قابل کاشت رقبے کو دیتے ہیں اس میں بھی اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر! میری دوسری گذارش یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم جلدی سے جلدی بننا چاہیے لیکن یہ ایک لمبا process ہے ۔ ہم ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں کہ کالا باغ ڈیم بنے گا تو پھر مسئلے حل ہوں گے۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ وقتی طور پر ہمیں بارانی علاقوں میں چھوٹے ڈیم بنانے چاہئیں۔ علاوہ ازیں نہری اور بارانی علاقوں میں جہاں زیر زمین پانی میٹھا ہے اور زمین کاشت کے قابل ہے۔ وہاں

subsidy schemes کے تحت ٹیوب ویل لگوائے جائیں۔ اس کے دو فائدے ہوں گے۔ ایک تو ٹیوب ویل لگنے سے سیم میں کمی واقع ہو گی، جو زمینیں سیم زدہ ہیں وہ قابل کاشت لائی جا سکیں گی اور دوسرا نہری پانی میں اضافہ ہو گا۔

جناب والا! میری تیسری گذارش یہ ہے کہ یہ جو 11۔ ارب روپے ہم National Drainage Programme پر خرچ کر رہے ہیں۔ پتہ نہیں کتنے ارب روپے پہلے اس پر خرچ ہوئے ہوں گے اور کتنے بعد میں ہوں گے تو کیا ہم کوئی ایسی سکیم نہیں بنا سکتے کہ یہ جو سیم زدہ پانی ہے جسے ہم سمندر میں پھینک رہے ہیں اسے سمندر میں پھینکنے سے قبل ہی کسی جگہ اکٹھا کر کے صاف کیا جائے اور اس سے فصلوں کی آب پاشی کی جائے۔ جناب والا! اگر لندن میں دریائے "thames" کا سات بار پانی صاف کر کے پینے کے قابل بنایا جا سکتا ہے تو کیا ہم اس پانی کو قابل کاشت رقبے کو سیراب کرنے کے لیے صاف نہیں کر سکتے؟ میری یہ گذارش ہے کہ اس بارے میں بھی سوچا جائے۔ میری اگلی یہ گذارش ہے کہ حکومت نے ساڑھے بارہ ایکڑ تک ....

(اس مرحلے پر ایوان میں موبائل فون کی گھنٹی کی آواز سنائی دی)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ چیک کیجیے کہ کس کے ٹیلیفون کی گھنٹی ہوئی ہے .... ہاؤس میں کس کے ٹیلیفون کی گھنٹی ہوئی ہے؟ .... جب ہم میں اتنی اخلاقی جرأت پیدا ہو جائے گی تو اس وقت بڑے مسئلے حل ہو جائیں گے۔

جناب محمد افضل ساہی: جناب والا! میری دوسری گذارش یہ ہے کہ حکومت نے ساڑھے بارہ ایکڑ تک یا ساڑھے بارہ ایکڑ سے زیادہ زمین کے مالک کاشت کار کو یہ سہولت دی ہوئی ہے کہ وہ زرعی loan پر ٹریکٹر لے سکے۔ میری یہ گذارش ہو گی کہ یہ ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم کر کے چھ ایکڑ تک کر دی جائے کیونکہ آج مہنگے سے مہنگے ٹریکٹر کی قیمت تقریباً 6۔ لاکھ روپے ہے جبکہ اس پنجاب کے اندر قابل کاشت فی ایکڑ رقبے کی قیمت ایک لاکھ روپے سے کم نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ چھ سات لاکھ روپے مالیت کی زمین پر بھی ہمیں ٹریکٹر کے لیے زرعی قرضہ نہیں ملتا۔ یہ چھوٹے کاشت کاروں کے لیے نہایت ہی ضروری ہے۔ اس کے علاوہ میری گذارش یہ ہے کہ ....

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ wind up کیجیے۔

جناب محمد افضل ساہی: بہتر ہے میں ایک منٹ میں wind up کرتا ہوں۔ میری اگلی گذارش یہ ہے

کہ ٹیوب ویل کے لیے کاشت کار کو بجلی کی سہولت دی جائے۔ اگر ٹیوب ویل 20/25/30 ہزار میں لگتا ہے اور جب زمیندار محکمہ واپڈا سے رابطہ کرتا ہے اور محکمہ سروے کرتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ' بجلی کے کنکشن کے لیے ' بجلی کی لائن وہاں تک لے جانے کے لیے 2۔ لاکھ روپے خرچ آئے گا۔ تو پھر کاشت کار دوبارہ واپڈا سے رابطہ کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ تو اتنا خرچ برداشت بھی نہیں کر سکتا ۔ حکومت کو اس پر غور کرنا چاہیے کہ سبسڈی سکیم کے تحت کاشت کار کو بجلی کی لائن کے لیے کوئی پیسہ دیا جائے۔ جناب والا! میری تیسری گزارش یہ ہے کہ -----

جناب ڈپٹی سپیکر، ساہی صاحب وقت ختم ہو گیا ہے ۔ آپ تشریف رکھیے۔

جناب محمد افضل ساہی، شکریہ جناب والا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مہربانی ۔ اپوزیشن کی طرف سے پیر شجاعت حسنین قریشی صاحب کا نام ہے______ اگر وہ تشریف نہیں رکھتے تو ان کے بعد سید مسعود عالم صاحب ۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جناب والا! وہ ہاؤس میں نہیں آ سکے کیونکہ ان کے بیٹے کی صحت خراب تھی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جناب ایس اے حمید صاحب۔

Sardar Amjad Hameed Khan Dasti: Sir, have a bit of regret. I made certain statements during my -----

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے انگریزی میں بولنے کی اجازت لے لی ہے؟

سردار امجد حمید خان دستی، آپ سے اجازت لے رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں نے تو ابھی آپ کو انگریزی میں بولنے کی اجازت نہیں دی۔

سردار امجد حمید خان دستی، میں آپ سے request کرتا ہوں کہ آپ اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ پنجابی میں بول لیجیے۔

Sardar Amjad Hameed Khan Dasti:- I am sorry for certain statements and you also objected to them. So, I say in this august House that I felt later on that some of them were

derogatory to our Eastern and Islamic values. They could be said in America, they could be stated in Europe but not in Pakistan.

میں نے خود بھی realize کیا اور جب میں نے "نیوز" اخبار پڑھا تو اس کا مجھے بہت احساس ہوا کہ واقعی

I should feel like an old man. I am an old man. I should not feel like a young boy and should not talk like a young boy. So, I admit before you that I should not have said it and I am thankful and grateful to the daily paper "The News" that he brought into my notice. My family was also not happy about it

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ سردار صاحب! کسی کی بات تو آپ کی سمجھ میں آئی۔ تشریف رکھیں۔

Sardar Amjad Hameed Khan Dasti: My juniors are also not happy about it. So, I withdraw some of things which were not desirable. Thank you.

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جناب ایس اے حمید صاحب۔

جناب ایس اے حمید، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O شکریہ جناب سپیکر! پاکستان مسلم لیگ نے چار ماہ قبل جب عنان حکومت سنبھالی تو اسے سنگین اور پیچیدہ مسائل ورثے میں ملے۔ سابق حکومت کی بدعنوانیوں، فضول خرچیوں اور لوٹ مار نے ملک کو سنگین اقتصادی مسائل سے دو چار کیا۔ روپے کی قیمت میں تقریباً 40 فی صد کمی، ملک پر قرضوں کا بوجھ 132 ملین ڈالر اور سود اور اس کی ادائیگی کے لیے 182 ارب روپے یہ سب ایسے مسائل تھے جس کی بنیاد پر پاکستان کی معیشت بد حالی کا شکار ہوئی۔ جناب سپیکر! پاکستان کی چار ہزار بڑی بڑی فیکٹریوں کی بندش، موٹر وے کی بندش اور دیگر ایسے حالات کے بعد پاکستان مسلم لیگ کو میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کی قیادت میں ایک انقلابی مینڈیٹ ملا اور انھوں نے آج ملک کی باگ ڈور سنبھالی۔ جناب سپیکر! حکومت نے اخراجات میں کمی، کفایت شعاری اور بچت کے ساتھ ساتھ مالیاتی نظم و ضبط پر سختی سے عمل در آمد کرنے کا پروگرام دیا۔

موٹر وے کی تعمیر دوبارہ شروع کی اور اس سال کے آخر میں اسے کھولنے کا پروگرام دیا۔ موٹر وے کی تعمیر سے ترقی کی شاہراہیں کھل جائیں گی کہا جاتا ہے کہ Motor way leads to development and motor way leads to civilization. جناب سپیکر! وسط ایشیاء کی ریاستوں، افغانستان، ایران اور دیگر مسلم ممالک کے ساتھ ہمارے سیاسی اور کاروباری روابط اس قدر بڑھیں گے کہ پاکستان ترقی کی راہوں سے ہم کنار ہو گا۔ پیشتر اس کے کہ میں بجٹ پر آؤں آج چونکہ یہاں پر اپوزیشن کا کوئی ممبر موجود نہیں ہے تو میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اپوزیشن کے ممبران نے ------

میاں انتصار حسین بھٹی، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

میاں انتصار حسین بھٹی، جناب والا! کوئی ممبر ایوان میں لکھی ہوئی تقریر پڑھ سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ توقع رکھتے ہیں کہ ایس اے حمید صاحب لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں؟

میاں انتصار حسین بھٹی، نہیں۔ ہمارے تو لیڈر ہیں لیکن لکھ کر لائے ہیں اور لکھی ہوئی ہی پڑھ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں وہ پوائنٹس دیکھ رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں میں چیک کر لیتا ہوں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میرے بھائی کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھی جا سکتی۔ میں تو صرف پوائنٹ دیکھ رہا ہوں اور میں اسی کی بنیاد پر بات کروں گا۔ جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ چونکہ آج اپوزیشن کا کوئی ممبر ------

خواجہ محمد اسلام، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر، جی خواجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

خواجہ محمد اسلام، جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے جس بھائی نے اس بات پر اعتراض کیا ہے۔ انھیں تو خود بھی نہیں پتا کہ میں نے کہنا کیا ہے؟ وہ تو کسی کے کہنے پر کہہ رہے ہیں انھیں تو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں کیا کہوں اور کیا نہ کہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہاں پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے

اپوزیشن ممبران نے اس بات کا بڑا واویلا کیا کہ احتساب جانب دارانہ ہے اور سپریم کورٹ سے احتساب کرایا جائے۔ رفیق حیدر لغاری صاحب' منیس صاحب اور دیگر ممبران نے یہ نکتہ اٹھایا تو میں انھیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ یہ جو آج سپریم کورٹ سے احتساب کی بات کرتے ہیں۔ یہ وہی سپریم کورٹ ہے جس کے بارے میں انھوں نے بھٹو کی سزائے موت کے بارے میں یہ کہا تھا کہ عدالتی قتل ہے۔ جب میاں نواز شریف صاحب کے حق میں فیصلہ ہوا تو کہا کہ یہ چمک کا نتیجہ ہے حتیٰ کہ نصرت بھٹو نے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کو کنگرو کورٹ کہا۔ آج انھیں سپریم کورٹ کی بہت یاد آرہی ہے حالانکہ جب سپریم کورٹ کی باری آتی تھی یا کوئی ایسا معاملہ آتا تھا تو یہ ہمیشہ ان پر تنقید کیا کرتے تھے اس کے بعد اب یہ کس منہ سے سپریم کورٹ کی بات کر رہے ہیں ۔ انھوں نے دوسری بات یہ کی کہ اب پاکستان کی حکومت انڈیا کے ساتھ پینگیں بڑھا رہی ہے لیکن یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ پاکستان کی حکومت انڈیا کے ساتھ کشمیر کے معاملے میں بات چیت کرنے کے لیے پیش قدمی کر رہی ہے ۔ لیکن بے نظیر صاحبہ کی حکومت میں بے نظیر صاحبہ نے خود نیشنل اسمبلی کے فلور پر کہا تھا کہ اگر میں راجیو کی مدد نہ کرتی تو ہندوستان ٹوٹ جاتا ۔ جناب سپیکر ! اس کے بعد اس بات کا الزام دینا کہ پاکستان کی موجودہ حکومت انڈیا کے ساتھ کسی قسم کا تعاون کر رہی ہے یہ بالکل غلط بات ہے ۔ خالصتان کی سکھوں کی تحریک کے بارے میں بھی بے نظیر صاحبہ نے کہا کہ میں نے انڈیا کی مدد کی اس لیے خالصتان نہیں بنا ورنہ اگر خالصتان کی تحریک کامیاب ہوتی اور ایک buffer state بنتی تو آج ہندوستان کسی طور پر ہمیں آنکھیں نہ دکھاتا آج ہماری فضائی حدود کی خلاف ورزی کرنے کی بات نہ کی جاتی ۔ پھر یہ کالا باغ ڈیم کے بارے میں بڑے متفکر ہیں بڑے پریشان ہیں کہ کالا باغ ڈیم کے بارے میں حکومت کا رویہ واضح نہیں ہے۔ جناب والا ! یہ بھی ریکارڈ کی بات ہے کہ کالا باغ ڈیم کے بارے میں بے نظیر بھٹو نے پشاور میں ایک اجلاس کی صدارت کی جہاں پر کالا باغ ڈیم کے خلاف قرارداد پاس ہوئی۔ جناب والا ! ان کی حکومت کے دور میں سرحد اسمبلی نے تین دفعہ کالا باغ ڈیم کے خلاف قرارداد پاس کی' سندھ اسمبلی نے دو دفعہ کالا باغ ڈیم کے خلاف قرارداد پاس کی اور پھر بے نظیر صاحبہ نے اندرون سندھ ------- (اس مرحلے پر ایوان میں موبائل فون کی گھنٹی بجی)۔

جناب ڈپٹی سپیکر : لاء منسٹر صاحب آپ اجلاس کے بعد مجھ سے میٹنگ رکھیے۔ میرا خیال ہے اور اگر آپ اس پر اتفاق کریں گے تو پھر کل سے میں یہ فون ہاؤس میں نہیں آنے دوں گا۔ بڑے افسوس کی بات ہے ۔ میں نے ایک دن پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جب آپ ہی اپنے قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی

کریں گے ۔ یہ ہاؤس august House جس کو آپ legislature کہتے ہیں۔ جس کو قانون ساز ادارہ کہتے ہیں۔ جو قانون جاتا ہے ۔ اگر آپ اپنے قواعد و ضوابط پر عمل نہیں کریں گے تو آپ مت توقع رکھیے کہ باہر آپ کی عزت و احترام یا آپ کی باتوں پر عمل ہو گا ۔ آپ یہاں پر کس بات پر تحاریک استحقاق لے آتے ہیں۔ کس بات پر آپ یہاں کہتے ہیں کہ ہم رکن اسمبلی ہیں اور ہمارے ساتھ توہین آمیز رویہ اختیار کیا گیا ہمارے استحقاق کو نہیں دیکھا گیا ۔ آپ تو اس ہاؤس کے استحقاق کو نہیں دیکھ رہے آپ کے استحقاق کو کوئی کیا دیکھے گا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو ارکان ایسا رویہ اختیار کر رہے ہیں وہ اس ہاؤس کا مذاق اڑا رہے ہیں ۔ آج کے بعد اگر کبھی بھی یہ بات ہوئی پھر یہیں ہاؤس سے میں تلاشی شروع کرواؤں گا اور پھر کوئی رکن اسمبلی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ جناب میری توہین ہوئی ہے کہ مجھ سے میرا فون برآمد ہوا تھا اور اسے ضبط کر لیا گیا ہے ۔ میں آج آخری وارننگ دے رہا ہوں کہ آج کے بعد اس مقدس ہاؤس میں اگر قواعد وضوابط کو violate کیا گیا اور قواعد وضوابط کی اس انداز سے دھجیاں اڑائی گئیں تو وہ ناقابل معافی ہو گی ۔

رانا ثناء اللہ خان ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ نے موبائل کی گھنٹی بجنے پر جو ارشادات فرمائے ہیں وہ مناسب نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صرف ایک آدمی کی غلطی یا کوتاہی پر جملہ ممبران سے اس طرح مخاطب ہونا مناسب نہیں......

جناب ڈپٹی سپیکر ، رانا صاحب ! آپ پوائنٹ آؤٹ کر سکتے ہیں کہ یہ کس کی گھنٹی ہوئی تھی؟

رانا ثناء اللہ خان ، جناب والا ! آپ میری بات مکمل ہو لینے دیں آپ کے پاس اختیارات موجود ہیں آپ ان اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے اس one member کو identify کر سکتے ہیں جس کی وجہ سے یہ معاملہ پیدا ہوتا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ identify کر دیں کہ کس کا فون ہے ؟

رانا ثناء اللہ خان ، جناب والا ! اختیارات آپ کے پاس ہیں .....

جناب ڈپٹی سپیکر ، کوئی جانے کے لیے تیار نہیں۔

رانا ثناء اللہ خان ، مجھے یہاں پر بٹھا دیں میں پانچ منٹ میں ....

جناب ڈپٹی سپیکر ، اگر میں یہ جا سکتا ہوتا تو میں یہ بات کرتا کیوں ؟ میں ابھی پکڑ لیتا ۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب والا آپ بے شک .....

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہی تو میں تمام دوستوں سے عرض کر رہا ہوں کہ یا تو آپ پوائنٹ آؤٹ کر دیں یا جو صاحب یہ کرتے ہیں ان کو نہیں کرنا چاہیے ۔

رانا ثناء اللہ خان ، میرے خیال میں اس سلسلے میں آپ کو اپنے اختیارات بروے کار لانے چاہییں اور سب کو ایک ہی بات یا ایک ہی رسی سے ....

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ٹھیک ہے ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

رانا ثناء اللہ خان ، شکریہ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پیپلز پارٹی کی سیاست منافقت کی سیاست ہے اور جناب سپیکر پھر دیکھیں آج حاکم علی زرداری یہ انٹرویو دیتے ہیں کہ پاکستان کی معیشت بستر مرگ پر پڑی ہوئی ہے اور پنجاب کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے ۔ سرائیکی ' پوٹھوہار' اور پنجاب کے علیحدہ صوبے بنا دیے جائیں ۔ جناب سپیکر ! پہلے ملک کو دو ٹکڑے کرنے والے ' اس کے بعد اس ملک میں لسانی بنیادوں پر ہنگامے کروانے والے اور قتل عام کروانے والے ' امن و امان کی تباہی کا ذمہ دار ٹولہ وہ آج ہمیں نت نئے پیغام دے رہا ہے اور بھائی چارے کی اس فضا کو ہمیشہ کے لیے تباہ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں ۔ جناب سپیکر ! پی اے سی کے چیئرمین ہونے کے ناتے حاکم علی زرداری کا کردار پوری قوم جانتی ہے کہ وہ قوم کا مال لوٹ کر لندن فرار ہو گئے تھے ۔ جناب سپیکر ! پنجاب کو تقسیم کرنے کا ان کا یہ منصوبہ کسی طور پر بھی عمل درآمد نہیں ہو سکے گا ۔ پنجاب کو جس طور پر امن کا گہوارہ پاکستان کی موجودہ حکومت میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی سربراہی میں بنانا چاہتی ہے ان شاء اللہ ہم اس میں کامیاب ہوں گے ۔ جناب سپیکر ! میں آج اس کے ساتھ ساتھ زرعی ٹیکس کے بارے میں بات کرنا چاہوں گا ۔ اپوزیشن کی طرف سے جناب سعید منیس اور جناب رفیق حیدر لغاری صاحب نے اسے ایک جگا ٹیکس کا نام دیا اور اس بات کی صدا بھی سنی گئی کہ یہ غیر انسانی ٹیکس ہے ۔ جناب سپیکر یہ کتنے ظلم کی بات ہے کہ کوئی طبقہ جو ٹیکس دینے کے قابل ہے اگر اس سے ٹیکس مانگا جائے تو وہ غیر انسانی اور جگا ٹیکس بن جائے ۔ جناب سپیکر ! پاکستان میں دو مرتبہ زرعی اصلاحات کی گئیں جس کے نتیجے میں land holding ......

حاجی عرفان احمد خان ڈاھا ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں جناب ایس اے حمید صاحب سے معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے ان کو interrupt کیا ۔ جناب والا ابھی ٹیلی فون کے متعلق بات ہوئی

تھی اور جناب سپیکر ! وہ ٹیلی فون کی گھنٹی میرے فون کی تھی لیکن چونکہ میں اس وقت ہاؤس سے باہر چلا گیا تھا آپ کہہ رہے تھے کوئی بتائے کہ کس کے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تھی ۔ میں خود بتا رہا ہوں کہ وہ ٹیلی فون میرا تھا اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو بہتر ہے کہ ہر ایک پر یہ پابندی لگا دیں کہ ہاؤس میں کوئی ٹیلی فون ہی نہ لائے بجائے گھنٹیوں پر پابندی لگائی جائے' کیونکہ بعض دفعہ انسان کو بھول جاتا ہے۔ اس کا آپ کوئی لائحہ عمل بنالیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کی مہربانی آپ کا شکریہ کہ آپ نے یہ اتنی بڑی بات کی' میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میری پابندی لگانے سے پہلے جب آپ سب کو یہ علم ہے کہ یہ گھنٹی ہاؤس میں نہیں بج سکتی اور آپ اسے روک بھی نہیں سکتے ۔ میں آپ سب سے یہ گذارش کرتا ہوں کہ voluntarily اس ضابطے پر عمل کرتے ہوئے آپ یہ کیوں نہیں کرتے کہ یہ ہاؤس میں نہ لایا کریں ۔ اگر آپ یہی چاہتے ہیں کہ میں ہی اس کے متعلق ایک بات کہوں تو کیا ایسا نہیں ہے کہ ماشاء اللہ آپ سارے ' اکثریت ممبران کی تین تین چار چار بار منتخب ہو کر آئی ہے ۔ اب جو نئے آئے ہیں ان کو بھی پتا چل گیا ہے ۔ میری آپ سب سے یہ گذارش ہے کہ کیا ہی خوب صورت بات ہو کہ جب آپ کو ضابطے کا پتا ہے اور جن کو علم نہیں تھا ان کو دو تین دفعہ میری بات کرنے پر ان کو بھی علم ہو گیا ہے ۔ اگر آپ اس مقدس ہاؤس میں آتے ہوئے کوئی معزز رکن یہ سمجھتا ہے کہ وہ ٹیلی فون کی گھنٹی کو بند نہیں کر سکتا تو وہ خود ہی اپنا فون ہاؤس سے باہر رکھ آیا کرے ۔ یہی تو میں عرض کر رہا ہوں اور اسی پر رانا صاحب نے بات کی ہے ' میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی اچھی اور خوب صورت بات نہیں ہو گی کہ اب یہ کہا جائے کہ معزز اراکین کی ہاؤس میں آنے سے پہلے تلاشی لی جائے ۔ میری یہ گذارش ہے کہ یہ چھوٹی سی بات ہے ۔ آپ اپنے فون کو گاڑی میں رکھ آئیں یا ہاؤس میں آنے سے پہلے چیک کر لیا کریں کہ اس کی گھنٹی کھلی تو نہیں ۔ فون کی گھنٹی off کر کے آئیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ نے ایک اچھی بات کی اور ایک اچھی مثال قائم کی آئندہ بھی آپ اس پر غور فرمائیں ۔ میں پھر یہ گذارش کرتے ہوئے اپنی بات کو ختم کرتا ہوں ۔ جناب ایس اے حمید صاحب بول رہے ہیں ۔ یہ اچھا نہیں لگتا کہ ہاؤس میں اس قسم کی disturbance ہو ۔ میں اس گذارش کے ساتھ اپنی بات ختم کروں گا کہ مہربانی کیجیے ہاؤس میں آتے ہوئے یا تو فون ساتھ نہ لائیے اور اگر ساتھ لاتے ہیں تو اس کو off کر کے آئیں ۔ شکریہ ۔ جناب ایس اے حمید صاحب آپ تین منٹ میں اپنی بات کو ختم کریں ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب والا میرا سارا وقت تو پوائنٹ آف آرڈرز میں نکل گیا ہے ۔

رانا ثناء اللہ خان ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جس اخلاقی جرات کا آپ پچھلے دنوں کہتے رہے ہیں اور آج بھی آپ نے بڑی تنبیہہ کی ہے ۔ اب اسی اخلاقی جرات کا آپ مظاہرہ کریں اور ان کا موبائل فون ضبط کریں ۔ چونکہ آپ یہ بات ہاؤس میں کہہ چکے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ڈاہا صاحب ! آپ اپنا فون جمع کروا دیں ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر ! اس ایوان کے اندر اور اس ایوان کے باہر زمیندار حضرات کی ملکیتی زمین اور ان کے standard of living کے درمیان فرق کی جناب سپیکر ! explanation نہیں دی جا سکتی ۔ پھر جناب سپیکر ! یہ بات بھی ریکارڈ پر ہے کہ ٹیکس معیشت میں توازن قائم رکھنے کے لیے لگایا جاتا ہے ۔ اگر اس توازن کو قائم کرنے کا آغاز کر دیا گیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی قابل ستائش ہے۔ زراعت اور صنعت اس ملک کی معیشت کے دو پہیے ہیں۔ جن کے بغیر ملک کی معیشت نہیں چل سکتی ۔ میرے لیے تمام حضرات قابل تعریف ہیں جو زراعت کے پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں ہم نے مل جل کر اس ملک کو چلانا ہے ۔ جنہوں نے اس بات پر آمادگی کا اظہار کیا بلکہ کھلے دل کے ساتھ اسے قبول کیا ' میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ملک کی ترقی میں انقلابی اقدام کا آغاز ہو گا ۔ اس کے بعد جناب سپیکر ! میں کالا باغ ڈیم کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ایس اے حمید صاحب آپ کے پاس ڈیڑھ منٹ باقی ہے ۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! آپ پوائنٹ آف آرڈرز کو میرے وقت میں شمار کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں' ان کو نکال کر بھی آپ کا وقت ہو گیا ہے ۔ ویسے یہ اصول نہیں ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر کا وقت نکال لیا جائے ۔ اس کے باوجود میں نے وہ وقت نکال لیا ہے ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر ! میں ابھی ساڑھے آٹھ منٹ نہیں بولا

جناب ڈپٹی سپیکر ، گھڑی تو غلط نہیں بتا رہی ؛ آپ کی نظر گھڑی پر نہیں لیکن میری نظر گھڑی پر ہے ۔ آپ بسم اللہ کیجئے دس دس منٹ کا وقت طے ہوا ہے ۔

وزیر خزانہ ، جناب والا ! میں آپ سے یہ گذارش کرنا چاہوں گا کہ واقعی ایس اے حمید صاحب ساڑھے آٹھ منٹ نہیں بولے ۔ درمیان میں پوائنٹ آف آرڈر اور وہ ٹیلی فون کا بجنا شامل ہیں ۔ براہ مہربانی آپ

انہیں پانچ منٹ کا وقت دے دیں ۔ جناب والا ! معزز رکن اس ہاؤس کے لیے اچھی باتیں کر رہے ہیں ۔

آوازیں ۔ پانچ منٹ دے دیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اگر آپ سب تائید کرتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ورنہ میری نظر تو گھڑی پر ہے ۔ اگر سب تائید کرتے ہیں تو آپ پانچ منٹ مزید بول لیجیے ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر ! اس وقت ہمارے ملک کا سب سے بڑا مسئلہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب کی جرأت کو سلام کرتا ہوں کہ انھوں نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے بارے میں اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا۔ اور کالا باغ ڈیم ہماری معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے۔ اس کی مخالفت میں سابقہ ایک خاندان آ رہے ہے۔ حالانکہ اس کے بننے کے بعد پاکستان کی معیشت میں انقلابی تبدیلی آ سکتی ہے۔ جناب والا ! اس کی feasibility پر آج تک ڈیڑھ ارب روپیہ خرچ ہوچکا ہے۔ 915 فٹ کی بلندی اعتراض ختم کرنے کے بعد قبول کی گئی اور اس میں 7.9 ملین ایکڑ پانی جمع کرنے کا جواز ہے۔ جناب والا ! یہ تمام چیزیں ایسی ہیں جن کے بننے کے بعد 140 ملین ایکڑ فٹ پانی جس میں سے 90 ملین ایکڑ فٹ پانی بحیرہ عرب میں ضائع جاتا ہے۔ جس سے 9 ڈیم میں پانی ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔ اور ہماری 30 لاکھ ایکڑ زمین کو سیراب کیا جاسکتا ہے۔ اس سے 36 سو میگا واٹ بجلی پیدا کی جاسکتی ہے جس سے ہماری زراعت اور معیشت میں انقلابی تبدیلیاں لاکر اس کو اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جاسکتا ہے۔ جناب والا ! کالا باغ ڈیم کے سلسلے میں "NAP" کا رویہ کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہم چاہیں گے کہ پنجاب کے عوام کی طرف سے یہ پیغام ان تک پہنچایا جائے کہ وہ اگر مسلم لیگ اور قومی دھارے میں ' پاکستان کی سیاست کے قومی دھارے میں شامل ہوئے ہیں تو پھر پاکستان کی معیشت کے لیے جو چیز سب سے زیادہ ناگزیر ہے وہ کالا باغ ڈیم ہے اور اسے ہرصورت میں بننا ہوگا۔ ان شاء اللہ یہی مسلم لیگ کی حکومت ' وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی حکومت ' کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا آغاز کرے گی۔ جناب سپیکر ! امن و امان کے بارے میں میاں محمد شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب اورمسلم لیگ کی حکومت اس کو top priority دے رہی ہے۔ اور یہ مسئلہ ہمارے لیے ' ہماری زراعت کے لیے ' ہماری معیشت کے لیے اور ہماری تجارت کے لیے سب سے زیادہ اہم اور بنیادی ہے۔ لیکن جناب والا اس کے نتائج ' اس کا output ابھی ہمیں نظر نہیں آرہا۔

جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے 55 کروڑ روپے کی امداد حال ہی میں انھیں منظوری دی ہے۔ اور سابقہ بجٹ 1996-97ء میں بھی محکمہ پولیس نے 50 کروڑ روپے اپنے بجٹ سے زائد خرچ کیے ہیں۔ لیکن جناب والا ! ان کی output کو بہتر کرنے کے لیے انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے۔ جس کے لیے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک ٹاسک فورس بنائی ہے اس میں مجھے بھی ممبر نامزد کیا گیا ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ جو ٹاسک فورس کے نتائج کے نتیجے میں پنجاب کی پولیس کو از سر نو منظم کیا جائے گا۔ اس میں تبدیلیاں کی جائیں گی۔ میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ واچ اینڈ وارڈ کے اہل کاروں کی ڈیوٹی ڈبل کر دی جائے ' ان کو ڈبل ڈیوٹی پر متعین کردیا جائے اور اس کے مطابق افراد کو بھرتی کیا جائے۔

جناب والا ! تعلیم ہمارا بنیادی مسئلہ ہے ۔ اور جو قومیں تعلیم کے میدان میں پیچھے رہ جاتیں وہ کبھی بھی ترقی سے ہم کنار نہیں ہوا کرتیں۔ آج پنجاب کو 27 ارب روپے اس شعبہ میں دئیے گئے ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ پچھلی حکومت نے "SAP" پروگرام کے تحت اس رقم کو خرچ نہیں کیا۔ آج بھی SAP کا حصہ 18 ارب روپے ہے اور بجٹ کا حصہ 9 ارب روپے ہے تو میری تجویز یہ ہوگی کہ پچھلی حکومت کی غفلت کو چھوڑ کر اب 18 ارب روپے کے موجودہ سیکٹر کو صحیح معنوں میں استعمال کیا جائے۔ تاکہ دیہاتوں اور شہروں میں پرائمری اور مڈل سکولوں کا جال بچھ جائے۔

جناب والا ! میں یہاں صحت کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت عوام کو بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کا دوسرا سیکٹر صحت ہے۔ اور اس امر کی ضرورت ہے کہ ڈاکٹروں اور خاص طور پر سپیشلسٹس کی حاضری کو یقینی بنایا جائے۔ ڈویژنل اور ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال پہ ان کو siatcin کیا جائے۔ اور جناب والا ! اس میں بھی SAP اور NON SAP کے 3 ارب 36 کروڑ روپے کے حصے کو بھی استعمال میں لانے کے لیے HUB اور BUH سنٹرز جو اس وقت اسلحہ خانے بنے ہوئے ہیں۔ ان کو زیر استعمال لایا جائے۔ اور پھر تمام ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پہ CCU یونٹ قائم کیے جائیں تاکہ لاہور پہ رش کم ہوسکے۔ اس کے بعد جناب والا جعلی ادویات کے خاتمے کے لیے ' پرائیویٹ ہسپتالوں میں انسانی جانوں کے ضیاع کی روک تھام کے لیے اور استعمال شدہ سرنج کے استعمال کو روکنے کے لیے احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں۔ یہ ایک ایسا مسئلہ جس میں Hepatitus-C کی بیماری کے ذریعے بہت سی اموات واقع ہو رہی ہیں۔

جناب والا ! اگلا مسئلہ بے روز گاری کا ہے۔ مسلم لیگ نے 1990ء میں دیہی صنعت کاری اور

سیلف امپلائمنٹ سکیم کا آغاز کیا تھا۔ جس پر پونے دو ارب روپے خرچ کیے گئے تھے۔ خوشی کی بات ہے کہ آج بھی وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب نے اس بارے میں رقوم رکھی ہیں۔ میں چاہوں گا کہ جاپان ' جرمنی ' کوریا ' تائیوان اور امریکہ کی طرح پاکستان میں چھوٹی صنعتوں کا جال بچھایا جائے۔ جیسے کرولا کار ٹیوٹا کمپنی کے تحت ہندوستان میں چھوٹی صنعتوں کی ترویج ہو رہی ہے۔ بنگہ دیش میں یونس نامی ایک شخص نے چھوٹے قرضے دے کر جھگیوں میں بسنے والے پندرہ ہزار لوگوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کیا۔ اسی طور پر ہم پاکستان میں اور پنجاب میں اگر لوگوں کو فوٹو اسٹیٹ مشین دے کر ' کمپیوٹر دے کر اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیں تو اس سے بڑا انقلابی اقدام اور کیا ہوگا۔ اور 70 لاکھ بے روز گار افراد جو اس وقت صوبے میں موجود ہیں۔ ان کو بہتر طور پر روز گار کی سہولتیں مہیا کرسکیں گے۔ جناب والا! میاں شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب وزیر خزانہ نے آج کے حالات میں انتہائی حقیقت پسندانہ بجٹ دیا ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ سندھ ' سرحد اور بلوچستان میں ٹیکس فری بجٹ دیے۔ لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب نے صوبہ پنجاب کے عوام کی خدمت کے لیے ایک بھر پور ٹیکس کا بجٹ دیا ہے۔ اور یہ ٹیکس عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوگا۔ جناب والا! انھوں نے وقتی طور پر تحسین حاصل کرنے کے لیے ٹیکس فری بجٹ نہیں دیا۔ کیونکہ خوش حال طبقے پر ٹیکس لگا کر عام آدمی کو اس کا ثمر پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان کی یہ کوشش انتہائی serious, sober اور sincere ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جس طور پر انھوں نے لینڈ کروزر اور پیجارو کلچر کو آہستہ آہستہ ختم کرنے کے لیے اور بڑے گھروں کی حوصلہ شکنی کے لیے جو بنیاد رکھی ہے اس کے دور رس اثرات مرتب ہوں گے۔ جناب والا پاکستان کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ پنجاب کا یہ بجٹ غیر روایتی ' حقیقت پسندانہ اور انقلابی ہے۔ ملکی معیشت جو تباہ و برباد ہوچکی تھی اور سابق حکومت کے لیٹروں نے جس طور پر اس کا شیرازہ بکھیر دیا تھا آج خزانہ خالی تھا ' بے روزگاری عام تھی ' قرضوں کا بوجھ تھا اور کارخانے بند تھے۔ ان حالات میں ہمارے کھیت ویران ہو رہے تھے ان حالات میں ہمارے دشمن طاقت ور ہو رہے تھے ۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے آج جو بجٹ دیا ہے وہ قوم کو مایوسی سے نکالنے کا بجٹ ہے ۔
جناب والا آج اس امر کی ضرورت تھی کہ کوئی ایسا لیڈر آتا جو حالات کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس بات کا عزم کرتا کہ اس صوبے کے عوام کو افلاس ' غربت ' بے روزگاری اور ناداری سے نجات دلائے گا۔ آج کے حالات میں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف ایسے قائد ہیں جنھوں نے حالات

کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ایک ایسا بجٹ دیا ہے جس سے صوبے کے عوام میں عملی حرکت اور حرارت پیدا ہوگی بلکہ اس ملک اور صوبے کو ایسی صورت حال ملے گی جس سے اس معاشرے کو امن و امان کا گہوارہ بنانے اور ملکی ترقی میں اہم رول ادا کرنے میں اپنا پورا کردار ادا کرنا ہوگا۔ شکریہ جناب والا!

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے حسن نواز صاحب ـــــ مسٹر محمد افضل صاحب۔

جناب محمد افضل خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ارشد عمران سلہری: (کھڑے ہوئے)۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ نے کیا فرمایا۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا ایس۔ اے حمید صاحب کو تقریر کے دوران disturb کیا گیا اور انھیں ٹائم بھی کم دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنا ٹائم ان کو دے دیجئے گا۔ اس لیے کہ آپ پہلے بول چکے ہیں۔ (قہقہہ ـــ) جی افضل صاحب!

جناب محمد افضل خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر۔ میں حکومت پنجاب ' وزیر اعلیٰ پنجاب اور بالخصوص وزیر خزانہ پنجاب کو ایک مختصر مدت کے اندر ایک ایسا بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اس بجٹ کے پیش ہو جانے کے بعد ہماری عوام' بالخصوص غریب عوام نے سکھ کا سانس لیا ہے۔ جناب والا! سکھ کا سانس شاید اس لیے لیا ہے کہ ہر بجٹ میں ٹیکسوں کو بڑھا دینے کی ایک عام روایت بن چکی تھی اور اپوزیشن کے پروپیگنڈے اور اخباروں کی رپورٹوں میں یہ تاثر دیا گیا تھا کہ ایک بار پھر بہت سے ٹیکس لگا دیے جائیں گے اور جس کے لیے عوام پریشان تھے۔

جناب والا! جب جب پنجاب کے اوپر نئے ٹیکس لگے اسی طرح سے ہماری وصولیاں کم ہوتی چلی گئیں اور یہ ایک اتفاق نہیں بلکہ یہ ایک محنت اور کاوش کا نتیجہ ہے کہ حکومت نے ایک نئی پالیسی اور نئی ڈائریکشن دی ہے اور مجھے امید ہے کہ ہم نے اس بجٹ سے جو توقعات وابستہ کر رکھی ہیں ہمارے عوام بھی ان پر پورا اتر کر نیا ٹیکس دیں گے اور اس ٹیکس میں سب سے خوش آئند پہلو یہ ہے کہ پاکستان کے وہ لوگ جو پہلے حکومت کے چلانے میں شریک نہیں تھے اب وہ بھی شریک ہو رہے

ہیں اور غریب آدمی کو یہ تاثر ملتا ہے کہ امیر آدمی پیسہ دے گا اور ان کی غربت کو دور کرنے کے لیے حکومت بہتر کارکردگی کرے گی۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ ضروری پہلو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم اس کو کیسے manage کریں گے اور اس بجٹ کی collection کو manage کرنا اور بالخصوص ٹیکس کے کلچر کو عام کرنا اس بجٹ کی کامیابی کے ستون ثابت ہو سکتے ہیں۔ جناب والا! ہمارا ٹیکس کلچر نہایت خراب ہے اور وہ اس لیے کہ آج سے چند سال پہلے یہاں پہ انگریز حکومت کرتا تھا اور انگریز کو ٹیکس دینے کے بارے میں ہمارے علماء اور دیگر سب طبقے منع کرتے تھے کیونکہ انگریز ٹیکس برطانیہ لے جایا کرتا تھا تو ٹیکس ادا نہ کرنے کا ایک کلچر جنم لے گیا اور پاکستان میں بار بار جو حکومتیں بنتی رہیں وہ اسی سٹائل سے بنتی رہیں جیسے کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ براؤن صاحب کی حکومت آتی رہی۔ پہلی دفعہ یہ ایک مقبول حکومت آئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ٹیکس کلچر کو عام کرنے کے لیے ہمارے پاس وہ مینڈیٹ ہے کہ ہم لوگوں کو یہ جتا سکیں کہ یہ ان کی حکومت ہے، ان کے لیے حکومت ہے اور ہم جو پیسہ اکٹھا کریں گے یہ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے اوپر ہی خرچ ہو گا۔

جناب والا! ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ٹیکس کے base کو wide کریں۔ ٹیکس گزار جتنے زیادہ ہوں گے ہمیں فی ٹیکس گزار اتنا ہی کم ٹیکس حاصل کرنا پڑے گا اور اس میں ہمارا پہلا مثبت قدم زرعی آمدن کے اوپر ٹیکس لگانے سے ہمارے ٹیکس دہندگان کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح سے آپ دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں جیسے جیسے بجلی کی چوری میں اضافہ ہوتا چلا گیا بجلی کے ریٹ بڑھانے ہمارے اداروں کی مجبوری بنتی چلی گئی اور یہ اضافہ اس حد تک پہنچ گیا کہ سرچارج پہ سرچارج آتے گئے اور چند بجلی کے consumers کو ان چوروں کا بھی بوجھ برداشت کرنا پڑا۔

جناب سپیکر! ہم اسی طرح سے ٹیکس base کو بڑی آسانی کے ساتھ مزید widen کر سکتے ہیں۔ ہماری حکومت بالخصوص حکومت پنجاب بہت سے لوگوں کو مختلف کاروباروں کے لیے لائسنس جاری کرتی ہے جس میں methelated spirit کے لائسنس ہیں۔ بہت سے ادارے اور ایجنسیاں دیتے ہیں لیکن ان تمام لائسنسنگ کے اوپر، تمام ایجنسیوں کے اوپر این ٹی ایم نمبر حاصل کرنے کی شرط عائد نہیں۔ جناب والا! فیصل آباد میں ساڑھے آٹھ لاکھ consumer کمرشل ریٹس پر بجلی حاصل کرتا ہے یعنی وہ

کمرشل کاروبار میں مصروف ہے لیکن جناب والا! افسوس کی بات ہے کہ صرف 75 ہزار ٹیکس گزار ہیں ا
اگر ہم ٹیکس base کو لائسنس ہولڈرز تک' ایجنسی ہولڈرز تک widen کریں اور یہ شرط عائد کر دیں کہ
وہ لوگ این ٹی ایم نمبر دیں گے اور جو لوگ کمرشل activity میں ہیں ان کے اوپر این ٹی ایم نمبر سے
بہتر زیادہ لوگ ٹیکس گزار ہو جائیں گے اور وہ جب تھوڑا تھوڑا ٹیکس دیں گے تو ہماری آمدن بے شمار
بڑھ جائے گی۔ اسی طرح جب وہ لوگوں اپنی حکومت میں اور پاکستان کی تعمیر میں شراکت اختیار کریں
گے تو معاشرے میں ترقی کا ایک بہترین پہلو نمایاں ہو گا۔

جناب سپیکر! میں اسی طرح سے فنڈز کی better utilization کے بارے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے فنڈز جیسے مجھ سے پہلے کچھ فاضل سپیکرز نے بھی یہاں پہ کہا کہ تقریباً 40 فی صد' اگر ہم سو روپے خرچ کرتے ہیں تو ہمیں رزلٹ چالیس روپے ملتے ہیں ساٹھ روپے چوری ہو جاتے ہیں؛ ناقص پالیسیوں یا ناقص پلاننگ کی نذر ہو جاتے ہیں۔ بے شمار منصوبے ایسے ہیں جو بنا دیے جاتے ہیں ان کو ایک ادارہ بناتا ہے دوسرے ادارے کو وہ hand over نہیں ہوتے تو جناب سپیکر! ہمیں اس کے اوپر کڑی نظر رکھنی ہو گی۔ ہم اپنے ترقیاتی بجٹ کو virtually double کر سکتے ہیں اگر ہم فنڈز کی بہتر utilization کر لیں تو ہم ڈبل نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں نشان دہی کرنا چاہوں گا کہ ہمارے پاس multiplicity of organizations ہیں۔ ایک ایک کام کے لیے کئی کئی ادارے ہیں اگر ہم ان کو merge کر دیں جیسے ہماری حکومت چاہ رہی ہے کہ زراعت اور خوراک کے ملتے جلتے شعبوں کو merge کر دیا جائے۔ اسی طرح سے لاہور میں ہمارے افسران کی تدریس کے لیے نیپا' ایڈمنسٹریٹو سٹاف کالج وغیرہ اور دیگر بیشتر اداروں کی اگر ہم ایک organization بنا دیں تو ہماری ایک ڈائریکشن بن جائے گی ہمارے ادارے کم ہو جائیں گے ہمارے اخراجات کم ہو جائیں گے اور ہم اسی طرح سے اپنے پیسوں سے بہتر نتائج حاصل کر سکیں گے۔

جناب والا! collection of funds کے سلسلے میں بہت سی گنجائش باقی ہے۔ ہم پراپرٹی ٹیکس کی مد میں جو ٹیکس اکٹھا کرتے ہیں یا ہم دوسرے ٹیکسوں کی مد میں ٹیکس اکٹھا کرتے ہیں۔ ان اداروں میں اپنی ناقص پلاننگ کو اگر ہم کمپیوٹرائز کر لیں اگر ہم ٹیکس پالیسیوں کو یونیفارم بنا دیں۔ گھروں کے سائز اور covered area کے حساب سے rate of tax fix کر دیں اور کمپیوٹر آپ کو بتائے

گا کہ کس شخص نے ٹیکس ادا کرنا تھا اور نہیں کیا۔ ہم نے دفتروں میں بڑے بڑے رجسٹر رکھے ہوئے ہیں۔ آپ اپنے ٹیکس کا اکاؤنٹ نمبر سے کر جاتے ہیں تو ایک' ڈیڑھ گھنٹے کے بعد آپ کا صفحہ کھلتا ہے اور پھر وہ آپ کو بتاتے ہیں کہ آپ نے تو تین سال سے ٹیکس نہیں دیا تو اگر ہم اس کو کمپیوٹرائز کر دیں تو یہ بہت سود مند ثابت ہو گا۔ ہم اپنی چونگیوں اور ایکسپورٹ ٹیکس کے معاملے میں کیش رجسٹر رکھ دیں کمپیوٹر رکھ دیں تو ہم اپنی آمدن ڈبل کر سکتے ہیں' ہم چوری کو روک سکتے ہیں تو جناب والا! better collection وقت کی ایک اہم ضرورت ہے اور ہمیں اس فرسودہ نظام کو ترک کرنا پڑے گا اور میں چاہوں گا کہ وزیر خزانہ بجٹ پر بحث سمیٹتے ہوئے اس کے لیے بھی فنڈز کی allocation کریں تاکہ ہم better collection کے ساتھ بہتر نتائج حاصل کر سکیں۔

جناب والا! اس بجٹ کے اندر عدالتی نظام کے لیے مجھے خوشی ہے کہ پہلے سے زیادہ پیسہ رکھا گیا ہے لیکن جناب والا! Justice delayed is justice denied and an unjust society can never prosper or progress. جناب والا! ہمارے ہاں کسی چیز کا انصاف حاصل کرنے کے لیے سالہا سال لگ جاتے ہیں اور کئی لوگ اس انتظار میں اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ جناب والا! ہمیں لوئر کورٹس کو بہتر بنانا ہوگا' ہمیں شاید لوئر کورٹس کی تعداد شاید بڑھانی ہو گی' ان کی efficiency کو بڑھانا ہو گا' ان میں criteria of merit ڈالنا ہو گا۔ ایسے جج صاحبان کو فارغ کرنا ہو گا جن کے کیسز اپیل میں جا کر بار بار defeat ہو جاتے ہیں اور ہمیں اس کی monitoring کے لیے superior عدالتوں کو زیادہ فنڈز دینے پڑیں گے تاکہ وہ اس کو بہتر monitor کر سکیں اور لوگوں کو سستا اور جلدی انصاف مل سکے۔

جناب والا! آج کل پولیس میں بھرتی ہو رہی ہے اور اسمبلی کے باہر شاید کوئی ہی ایم پی اے ایسا ہو جس کے پیچھے لوگ بھرتی کے لیے نہ بھاگ رہے ہوں۔ جناب سپیکر! ہم میرٹ کی بات کرتے ہیں ہم نے اپنے کمانڈوز کو تیار کرنے کے لیے فوج کی خدمات حاصل کی ہیں۔ ہم پولیس کے لیے ایک نیا تربیتی ادارہ بنا رہے ہیں جس میں فوج تربیت دے گی۔ جناب والا! میری یہ خواہش ہو گی کہ اگر ہم یہ بھرتی بھی فوج کے ذریعے کروا لیں تو شاید ہمیں میرٹ مل جائے۔ ورنہ ہم اپنی چار مہینے کی اس حکومت میں پولیس کے اندر ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں لا سکے۔ ہم نے لوگوں کے تبادلے اور تعیناتیاں کی ہیں لیکن ان کے attitude میں ہم کوئی تبدیلی نہیں لا سکے۔ مجھے خدشہ ہے کہ ہم میرٹ

بھی حاصل نہیں کر سکیں گے۔ حکومت سے میری درخواست ہے کہ اگر فوج کے ذریعے میرٹ کے اوپر یہ بھرتی کر دی جائے تو شاید پنجاب پولیس میں پہلی بار میرٹ سے لوگ بھرتی ہو جائیں۔

جناب والا! آخر میں میں wind up کرتے ہوئے پچھلی حکومت نے ہسپتالوں کے اوپر جو ایک ناپسندیدہ ٹیکس لگا دیا تھا اس کے بارے میں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہماری اس حکومت کے اس بجٹ میں مجھے کہیں نظر نہیں آیا کہ اس ٹیکس کو جاری رکھا ہے اس بات کی مجھے خوشی ہے۔ پرائیویٹ سیکٹر کو ہمیں ساتھ لے کر چلنا ہے حکومت کا بوجھ بانٹنے کے لیے ہمیں اس شعبے کو مزید تیار کرنا ہے۔ میں چاہوں گا کہ وزیر خزانہ اپنی بجٹ تقریر میں اس چیز کا برملا اعلان کریں کہ پرائیویٹ ہسپتالوں کی ترقی کے وہ خواہاں ہیں اور وہ چاہیں گے کہ مزید پرائیویٹ ہسپتال بنیں اور پچھلی حکومت نے پرائیویٹ ہسپتال پہ جو ٹیکس لگایا تھا' ان کے بیڈز کے اوپر ایکسائز ڈیوٹی لگائی تھی اس کو withdraw کر لیا گیا ہے۔

جناب والا! پاپولیشن explosion ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اس کے اوپر بجٹ میں فنڈز نہیں رکھے گئے۔ میں چاہوں گا کہ ہم نے الیکشن مہم میں دیکھا کہ ہم جہاں جہاں جاتے تو بچوں کا ایک طوفان ہمارے پیچھے آ رہا ہوتا۔ اس بچوں کے طوفان کے لیے ہمارے پاس اگلے آٹھ دس سالوں میں فنڈز پتہ نہیں ہیں یا نہیں ہیں۔ وہ بچے کیا کر سکیں گے اور ہم ان کے لیے کیا کر سکیں گے تو مزید پاپولیشن پلاننگ میرے خیال میں شاید ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ اس کے اوپر ہمیں بہت سے فنڈز رکھنے چاہئیں۔ مختصراً میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہماری جیلوں سے جو لوگ اپنی سزا کاٹ کر آتے ہیں۔ کیا وہ بہتر شہری بن کر باہر آتے ہیں۔ ہمیں جیل خانہ جات کے اوپر نظرثانی کرنی ہوگی۔ ہم نے وہاں جو 18/19 گریڈ کے جیل سپرنٹنڈنٹس بنائے ہیں۔ کیا وہ اس چیز کے اہل ہیں کہ وہاں سے جو قیدی باہر نکلتے ہیں تو وہ بہتر شہری بن کر نکلتے ہیں۔ نہیں جناب والا! ہمیں اپنے جیل کے نظام میں بہت بڑی تبدیلی لانی ہوگی اور اس کے لیے بجٹ دینا پڑے گا۔ آخر میں آڈٹ اور اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ شاید اتنا ہی کرپٹ ڈیپارٹمنٹ ہے جتنا کوئی اور کرپٹ ڈیپارٹمنٹ ہے۔ کسی ٹھیکیدار کا' کسی حکومت کے ملازم کا چیک پاس نہیں ہوتا جب تک وہ کمیشن حاصل نہیں کر لیتے۔ اس ڈیپارٹمنٹ کو بھی کمپیوٹرائزڈ کرنا ہوگا اور اس کے لیے ہمیں فنڈز مہیا کرنے ہوں گے۔

جناب والا! دیہاتوں میں میٹھے پانی کا مسئلہ ہے۔ ٹیکنیکل ایجوکیشن کا مسئلہ ہے۔ ہمیں اپنی

یم اے اوپر اس طریقے سے پالیسی بنائی چاہیے کہ پندرہ سال کی عمر میں جو بچہ میٹرک کرتا ہے اس کے پاس ایک ہنر ہونا چاہیے کہ وہ کارپینٹری جانے' وہ لوہار کا کام جانے' وہ مشین کا کام جانے اگر وہ تعلیم جاری رکھنا چاہے تو اس کے پاس میٹرک کی سند ہے۔ وہ آگے بھی جا سکتا ہے۔ بہت سے ملکوں نے اپنی ترقی اسی طرح حاصل کی ہے کہ جب ان کا بچہ پندرہ سال کا ہوتا ہے تو وہ ملازمت کے لیے تیار ہوتا ہے۔ ان گزارشات کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

ایک معزز ممبر، پوائنٹ آف آرڈر۔ ہمارے معزز ممبر حاجی اللہ یار صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ ان کے بھائی فوت ہو گئے ہیں۔ ان کے لیے فاتحہ خوانی ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ فاتحہ خوانی کی جائے۔ (دعائے مغفرت کی گئی)۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا ثناء اللہ صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر کسی بھی دستاویز کا حسن جو ہوتا ہے وہ اس میں پنہا سوچ میں مضمر ہوتا ہے۔ بجٹ 98-1997ء کی جو دستاویز ہے اس میں جس عوامی سوچ کو آگے بڑھایا گیا ہے۔ اس پہ میں موجودہ حکومت اور قائد ایوان میاں شہباز شریف صاحب اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جب سے یہ ملک آزاد ہوا ہے۔ اس وقت سے مختلف معاملات میں کبھی claims کا معاملہ شروع ہو گیا کبھی کمیشن کا معاملہ شروع ہو گیا۔ یہاں پر غریب اور امیر کا جو فرق تھا وہ دن بدن بڑھتا جا رہا تھا۔ یہ درست ہے کہ دھوپ میں ایک سڑک کے کنارے کھڑا وہ شہری جو گھنٹوں اس پبلک ٹرانسپورٹ کے چھکڑے کا انتظار کرتا ہے جس نے گھنٹے دو گھنٹے بعد آنا ہوتا ہے۔ اس کے قریب سے جب ایک آدمی 30 یا 40 لاکھ کی گاڑی میں گزرتا ہے تو اس کے ذہن پر واقعی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں کہ اس ملک سے مجھے کیا ملا۔ یہ درست ہے کہ اس ملک میں جو محل نما بنگلے بنے ہوئے ہیں۔ جن کے ڈرائنگ رومز میں لگے ہوئے ایک فانوس کی قیمت اتنی ہے کہ اس کی قیمت سے ایک غریب آدمی کو ایک چھت مہیا ہوسکتی ہے' گھر مہیا ہو سکتا ہے تو غریب آدمی کے ذہن پر اسے دیکھ کر منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ یہ پہلی مرتبہ ہے کہ اس سوچ کو آگے بڑھایا گیا ہے اور یہ سوچ 1970ء کی دہائی سے اس ملک کے ہر غریب کے ذہن میں موجود تھی۔ اسے بعض لوگوں نے exploit بھی کیا اور اسی سوچ کو exploit کرتے ہوئے ایک پارٹی نے اس ملک میں تین بار اقتدار بھی حاصل کیا

لیکن انھوں نے اپنے اس نعرے (روٹی کپڑا اور مکان) سے نہ امیروں سے لیں گے بڑے بڑے دن ـ لیں گے اور غریبوں کو دیں گے۔ انھوں نے غریب عوام سے دھوکا کیا اور کسی کو کچھ نہ دیا۔ یہ پہ موقع ہے کہ اس بجٹ میں اس سوچ کو آگے بڑھایا گیا ہے اور اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے ٹرانسپورٹ کے سلسلہ میں لوگوں کو سستی پبلک ٹرانسپورٹ مہیا کرنے کے لیے جو لوگ بڑی گاڑیاں ـ کر پھرتے ہیں۔ ان کو ٹیکس لگایا گیا ہے۔ اسی طرح محل نما مکان اور جو بنگلے ہیں انھیں ٹیکس لگایا گ ہے۔ اسی طرح فائیو سٹار ہوٹل ہیں۔ جناب والا فائیو سٹار ہوٹل میں چائے کے ایک کپ کی قیمت میں ایک غریب گھرانے کا پورے ایک ہفتے کا راشن مل سکتا ہے۔ ان پر بھی ٹیکس لگایا گیا ہے کہ جو آدم وہاں پہ دو روپے کی چائے کی پیالی کا 85 روپے بل دے سکتا ہے تو اسے کچھ نہ کچھ اس ملک کے غریبوں کے لیے بھی دینا چاہیے۔

اسی طرح پرائیویٹ سکول ہیں۔ بعض پرائیویٹ سکولوں میں پریپ کی فیس ہزار اور دو ہزا روپیہ ہے۔ جبکہ دوسری طرف جو سرکاری سکول ہیں وہاں پر غریب کے بچوں کو بیٹھنے کے لیے ٹاٹ میسر نہیں ہے۔ یہ چیزیں اور یہ سوچ جو اس بجٹ میں آگے بڑھائی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے نہ صرف اس ملک کے غریبوں کا بھلا ہوگا۔ ان کی زندگی آسان ہوگی۔ بلکہ اس سے معاشرے میں جو تفا اور فرق پایا جاتا ہے۔ وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ دن بدن دور ہونا شروع ہو جائے گا۔ میں اس انقلابی' اسلام اور غریب پرور سوچ پر موجودہ حکومت کو اور میاں شہباز شریف صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

میں اس کے بعد بھی موجودہ حکومت کا اس بات پر بھی شکرگزار ہوں اور انھیں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے تعلیم اور صحت کے لیے پہلے سے زیادہ رقم مختص کی ہے۔ لیکن یہاں پر میں ایک گذارش کروں گا کہ تعلیم کے لیے انھوں نے 27 ارب 7 کروڑ روپیہ رکھا ہے۔ صحت کے لیے ساڑھے چھ ارب کے قریب رقم ہے۔ لیکن معاملہ یہ ہے کہ رقم تو بڑھا دی گئی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اسے عوام تک پہنچانے کا فی الحال کوئی اہتمام سامنے نہیں ہے۔ وہی ایم۔ایس' وہی ایڈیشنل ایم۔ ایس' وہی ڈسپنسر' وہی ڈاکٹر جنھوں نے اس سے پہلے اربوں روپیہ اس مد میں سے کر غریب آدمی تک ڈسپرین کی گولی اور simple syringe پہنچنے نہیں دی۔اب اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اس اربوں روپے میں سے غریبوں کو دوائی ملے گی۔ میری اس سلسلے میں تجویز یہ ہے کہ جو رقم رکھی گئی ہے اس میں سے کچھ حصہ اس نظام کو tranparent کرنے کے لیے اور اس بات کا اہتمام کرنے کے لیے کہ یہ

اربوں روپیہ غریب تک پہنچے ۔ اس کا اہتمام ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر! اسی طرح سے ایک اور سوچ جو ہے وہ بھی اس بجٹ کی دستاویز سے نمایاں ہوتی ہے۔ اگر جان کی امان پاؤں تو وہ میں اصلاح کے نقطہ نظر سے میں عرض کرتا ہوں کہ جناب سپیکر! اس میں food stamps کا جو اجراء کیا گیا ہے کہ اس سکیم کے تحت ضرورت مند خاندان یوٹیلیٹی سٹورز پر رعایتی قیمت پر آٹا خریدیں گے۔ مستحق آٹے کا بیس کلو کا تھیلا ایک سو روپے میں حاصل کر سکیں گے۔ جبکہ مارکیٹ میں اس کی موجودہ قیمت 157 روپے ہے۔ جس سے تقریباً ایک لاکھ خاندانوں کو فائدہ پہنچے گا۔ اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ اس سہولت کے تحت کسی قسم کا غلط استعمال اور بدعنوانی نہ ہو۔ اور اس کے لیے صوبے میں ڈپٹی کمشنر کے دفاتر میں باقاعدہ سیل کھول دیئے گئے ہیں۔
جناب سپیکر! اسی طرح امریکی امداد جو دس کروڑ ڈالر ہیں اور بتایا گیا ہے کہ جو بعد میں بیس کروڑ ڈالر بھی ہو سکتی ہے اس سے بھی ایک فنڈ قائم کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق بھی یہ بتایا گیا ہے کہ غیر سیاسی' سماجی اور مقامی ادارے اس امداد کو regulate کرنے کے لیے قائم کیے جائیں گے۔ جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ کیا ہم جو اس ایوان میں اس صوبے کے عوام کی نمائندگی کے لیے موجود ہیں۔ کیا ہمیں اپنے حلقوں میں نہیں پتہ کہ ان حلقوں میں غریب کون ہے' کون آدمی مستحق ہے۔ کیا ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں قائم ہونے والا وہ سیل زیادہ بہتر طور پر ان غریبوں کی نشاندہی کر سکتا ہے۔

جو ہمارے حلقوں میں بستے ہیں۔ یہ ایک رجحان بنایا جا رہا ہے کہ ہر بات میں' ہر معاملے میں یہ کہا جاتا ہے کہ جناب' انتہائی دیانت دار اور صالح قسم کے آدمیوں کو آگے لایا جائے گا' ان کی کمیٹیاں بنائی جائیں گی۔ اسی طرح سے اس بجٹ میں جو ساٹھ کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔ اس میں بھی ہے کہ:

> ضلعی سطح پر ترقیاتی کمیٹیاں تشکیل دی جا رہی ہیں جو مقامی سطح پر عوامی نمائندوں کے تعاون و مشاورت سے نہ صرف ترقیاتی منصوبوں کی نشان دہی کریں گے' بلکہ مالی' اقتصادی اور فنی بنیادوں پر ان کے قابل عمل ہونے کا جائزہ لیں گی۔

جناب سپیکر! نشان دہی ہم کریں گے اور یہ ترقیاتی کمیٹیاں ان منصوبوں کی دیکھ بھال کریں' ان منصوبوں کے قابل عمل ہونے کے متعلق جائزہ لیں۔ لیکن یہ کیا بات ہوئی کہ جو عوامی نمائندے اپنے

علاقوں سے منتخب ہو کر آئے ہیں' کیا ان کا منتخب ہونا ہی صرف ایسی برائی بن گیا ہے کہ وہ دیانت دار نہیں رہے' وہ صالح نہیں رہے اور ترقیاتی کاموں کے لیے بھی صالح لوگوں کی کمیٹیاں بنائی جائیں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ فوڈ سٹیمپ کے تحت ہمارے حلقوں میں غریب عوام کی نشان دہی کے لیے بھی ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں سیل قائم کیا جائے گا اور وہی نشان دہی کریں گے کہ اس حلقے میں غریب آدمی کون ہے! میری اس سلسلے میں وزیر خزانہ سے تجویز ہے کہ اپنے حلقوں میں غریب آدمیوں کی نشان دہی ہم بہتر طور پر کر سکتے ہیں۔ اپنے حلقوں میں ترقیاتی کاموں کی نشان دہی ہم بہتر طور پر کر سکتے ہیں کہ کون کون سے ترقیاتی کام ہونے چاہئیں (نعرہ ہائے تحسین)۔ ان کے محکموں کا حال یہ ہے کہ اب ہم یہاں اجلاس میں بیٹھے ہیں اور محکمہ تعلیم اور دوسرے کلرک صاحبان ہمارے پیچھے پیچھے پھر رہے ہیں کہ جناب' آپ ہمیں بتائیں کہ آپ کے کتنے سکولوں کی حلقے میں چار دیواریاں بننے والی ہیں' کتنوں میں کمرے بننے والے ہیں۔ یعنی ان محکموں کی قطعی طور پر اس سلسلے میں کوئی ہوم ورک نہیں۔ وہ اب اِدھر بھاگے بھاگے پھرتے ہیں۔ ان ترقیاتی کاموں کی نشان دہی ہم بہتر طور پر کر سکتے ہیں' اس لیے یہ دونوں کام عوامی نمائندوں کے ذریعے ہونے چاہئیں۔ یہی نہیں' یہ سوچ تقریباً ہر فیلڈ میں ہے۔ ابھی ہاؤس میں ہمیں محکمہ صحت کی طرف سے یہ ایک چٹھی ملی ہے:

> محکمہ صحت کے ترقیاتی پروگرام' اس کی کارکردگی بہتر بنانے' چیک اینڈ بیلنس کا نظام درست کرنے اور پوسٹنگ ٹرانسفر کے نظام کو غیر سیاسی' شفاف اور اس کی درستگی کے سلسلے میں ڈویژنل سطح پر قابل احترام ممبران صوبائی اسمبلی کی میٹنگ -----

آگے جناب سپیکر! شیڈول دیا گیا ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ ایک سیاسی آدمی' How he can behave non-politically? ایک سیاسی حکومت وہ غیر سیاسی انداز سے کیسے کام کر سکتی ہے؟ ہر بات میں کہا جاتا ہے کہ جناب' غیر سیاسی طور پر' غیر سیاسی کیا جائے گا۔ اگر سیاست اتنی ہی بری چیز ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ سیاسی نظام کو ہی تبدیل کر دیا جائے۔ گورنمنٹ بھی غیر سیاسی بنا لی جائے۔ اگر آپ کو سیاست میں کسی قسم کی کوئی ایسی بات نظر آتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں سیاسی سوچ کو بہتر کرنا چاہیے۔ سیاسی سوچ کو غیر جانب دار کرنا چاہیے۔ اور سیاسی سوچ کو انتقام اور جانب داری کے جذبات سے مبرا کرنا چاہیے۔ لیکن یہ سوچ کہ ہر معاملے میں ہم کوشش کر رہے ہیں کہ منتخب نمائندگان کو بائی پاس کر کے ایک صالح' اور دیانت دار' اور غیر سیاسی قسم کے لوگوں کو آگے لا کر

کا چلایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات درست نہیں اور اس سے نہ صرف یہ کہ حکومت کی کارکردگی میں فرق پڑے گا' بلکہ حکومت کا تاثر بھی بہتر نہیں رہے گا۔

اسی سلسلے میں عدلیہ کے لیے جو رقم رکھی گئی ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ کورٹ فیس کا سسٹم ہماری عدلیہ میں موجود ہے۔ اس سسٹم میں تھوڑی بہت کمی بیشی کر کے اسے اس طور پر مرتب کیا جائے کہ عدلیہ کو معاشی طور پر آزاد کر دیا جائے۔ اس کا کوئی بوجھ گورنمنٹ پر' ہمارے بجٹ پر نہ رہے۔ اور کورٹ فیس کے ذریعے ہمیں جتنی آمدنی حاصل ہوتی ہے اسی سے ہمیں عدلیہ کا نظام چلانا چاہیے۔ اور عدلیہ کو اس معاملے میں independent کر دینا چاہیے۔ اس سے یہ بھی ہوگا کہ عدلیہ کی کارکردگی بھی بہتر ہوگی' وہ independent بھی ہوگی اور اس کا جو بوجھ ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت یا ہمارے خزانے پر بھی ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! انہی خیالات کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی جی۔ مسٹر اویس لغاری صاحب!

سردار اویس احمد خان لغاری (پی پی-203' ڈیرہ غازی خان): اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں آپ کا نہایت شکرگزار ہوں کہ آپ نے آج مجھے بولنے کا موقع دیا۔

جناب سپیکر! آج پاکستان جن معاشی اور اقتصادی مشکلات میں سے گزر رہا ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں چاہیے کہ اپنے سب سیاسی اختلافات' ذاتی اختلافات' اپنے ہر قسم کے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر باہمی تعاون سے اس ملک کے حالات میں اصلاح کریں۔ اپنا اپنا جتنا بھی رول ہو سکتا ہے ادا کر کے اپنے ملک اور تمام چاروں صوبوں کو مشکلات سے باہر نکال دیں۔ آج تو تقاریر ہوئیں' جب ایگریکلچرل انکم ٹیکس کا بل پیش کیا گیا تھا۔ اس دن جو تقاریر ہوئیں۔ ان سب میں ایک خاص رویہ میں نے اس اسمبلی کے اندر دیکھا۔ اخبارات میں بھی روزانہ پڑھنے میں آتا ہے۔ وہ ہمارے سیاست دانوں کا ایک رویہ ہے۔ جس سے میں سخت اختلاف کرتا ہوں۔ وہ رویہ یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم آگے کی سوچ پر زیادہ وقت دیں' جو ہمارے آئندہ حالات ہیں' اس وقت جن حالات کا ہم سامنا کر رہے ہیں ان کی طرف غور کریں۔ اس کی بجائے ہم پچھلی حکومتوں پر بہت زیادہ تنقید کرتے ہیں۔ جو بھی اس ایوان میں ایگریکلچرل ٹیکس کے اوپر تقاریر ہوئیں اور جو اس کے خلاف باتیں کی گئیں اس کے جواب

میں بہت سے لوگوں نے حکومتی بنچوں سے اگر ان کی آٹھ منٹ کی تقریر تھی تو اس میں سے چھ منٹ پچھلی حکومتوں کی غلط پالیسیوں پر بحث کی۔ غلط پالیسیوں کو زیر بحث لانا کوئی جرم نہیں' کوئی غلط بات نہیں۔ لیکن ہمارے ملکی حالات آج یہ نہیں برداشت نہیں کرتے کہ ہم ایک منٹ بھی ضائع کر کے پچھلی باتیں کریں' بلکہ ہمیں چاہیے کہ اس وقت ملک جن حالات کا سامنا کر رہا ہے' اس کی طرف غور فرمائیں۔

جناب سپیکر! آج کی میری تقریر میں' میں اس سال یعنی 98-1997ء کے بجٹ کے دو main issues کو discuss کرنا چاہوں گا۔ اور وہ دو issues ہیں، ایگریکلچرل انکم ٹیکس اور ایجوکیشن سیکٹر میں ہماری حکومت کی منصوبہ بندی۔ ایگریکلچرل انکم ٹیکس کا جو آرڈیننس ہے' جیسا کہ سب کو معلوم ہوگا کہ نگران حکومت نے یہ آرڈیننس جاری کیا تھا اور اس نیت سے کیا تھا جو ہمارے پورے اقتصادی اصولوں کے مطابق تھا۔ جتنے بھی دنیا کے اندر economies ہیں ان میں یہ ایک صاف اصول ہے کہ جتنے بھی income generating سیکٹر ملک کے اندر ہیں سب پر ٹیکس ہونا چاہیے۔ ہماری تقریباً 80 فی صد اکانومی agricultural based ہے' 80 فی صد انڈسٹری ہماری ایگریکلچرل پروڈیوس کے اوپر' اس کے raw materials پر چلتی ہے۔ اسی لیے نگران حکومت نے آرڈیننس جاری کیا کہ جو ہمارا زرعی شعبہ ہے اس کو tax bracket کے اندر لے کر آئیں۔ اور اس میں سے جو آمدنی ہوتی ہے اس پر ٹیکس لگ کر حکومت کو اس کی طرف سے ریونیوز آنے چاہئیں۔ میں اس آرڈیننس کی اور ایگریکلچرل انکم ٹیکس بل جو پیش ہوا اس کے اندر ایک بہت وسیع فرق ہے جناب سپیکر۔ ایگریکلچرل انکم ٹیکس بل جو پیش ہوا' اس کا نام "Agricultural Income Tax Bill" نہیں ہونا چاہیے تھا۔ آپ نے جس شکل میں اس کو پیش کیا' اس کا نام "Agrigultural Tax Bill" ہونا چاہیے تھا۔ وہ اس لیے' کیونکہ اس کا ایگریکلچرسٹ کی آمدنی کے ساتھ کسی قسم کا کوئی واسطہ نہیں۔ یہ ایگریکلچرل انکم ٹیکس بل جو پیش ہوا' یہ زمین دار کے اوپر ایک fixed amount of tax کے مطابق آتا ہے۔ جناب سپیکر! پورے پنجاب کے اندر موضع سے موضع، تحصیل سے تحصیل، ضلع سے ضلع' ڈویژن سے ڈویژن' ہر قسم کے علاقوں میں زمین کی کوالٹی ایک نہیں۔ ان سب categories میں ایک ہی موضع کے اندر' ایک ہی گاؤں کے ارد گرد بہت قسم کی زمینیں ہوتیں ہیں۔ کچھ اچھی ہوتی ہیں' کچھ بُری ہوتی ہیں۔ کچھ سیم زدہ ہوتی ہیں اور کچھ زرخیز ہوتی ہیں۔ آپ ان سب زمینوں کے اوپر ایک جیسا ٹیکس رکھنے سے زمیندار کو مجبور کر رہے ہیں کہ وہ اپنا

یہ ٹیکس یا ریونیو حکومت کو دینے کے لیے اپنی زمین بیچے۔ کیونکہ اس زمیندار کے پاس اتنی قوت نہیں۔ آج اگر ہم یہ بات کرتے ہیں کہ ایگریکلچر انکم ٹیکس بل کے اندر ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم زمین داروں کو ریلیف ملا ہے۔ تو یہ بہت اچھی بات ہے۔ یہ بہت خوش آئند بات ہے کہ حکومت نے اس چیز کا خیال رکھا ہے۔ لیکن آج اگر آپ economy کے اندر دیکھیں کہ جس قسم کی inputs اور جس قسم کے expenses ایگریکلچرسٹ آج برداشت کر رہا ہے اور جس ریٹ سے ان کی قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے' ایگریکلچرسٹ چاہے تین مرلے' پچاس ایکڑ یا سو ایکڑ کا مالک بھی ہو' اس کے اگر آپ گھریلو اخراجات دیکھیں' جس سفید پوشی سے رہتا ہے تو آپ کو صاف معلوم ہو جائے گا کہ وہ ایک نہایت مشکل سے زندگی گزار رہا ہے۔ ساڑھے بارہ ایکڑ کو چھوڑ کر اگر آپ تیرہ ایکڑ کے زمین دار کو دیکھیں' ٹیکس اس کو تو آجاتا ہے اور ٹیکس -/300 روپے فی ایکڑ کے حساب سے آتا ہے۔ Three hundred rupees per acre

in the irrigated land is not an amount which will be payable by the zamindar.

آپ دیکھ لیں گے۔ اللہ کرے حکومت اس چیز میں کامیاب ہو۔ میں تہہ دل سے دعا کرتا ہوں کہ یہ ریونیو آپ ایگریکلچر انکم ٹیکس سے ایک یا سوا ارب روپے expect کر رہے ہیں۔ یہ آپ کو وصول ہو لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اگلے سال آپ یہ ریونیو اکٹھا کر سکیں گے۔ ایک ایگریکلچرسٹ جس کے پاس تیرہ یا چودہ یا بیس یا تیس ایکڑ زمین ہے وہ یہ قطعاً برداشت نہیں کرے گا کہ وہ زمین کو بیچ کر ٹیکس دے۔ آج سے پہلے جو لینڈ ریونیو' آبیانے' مالیے ہیں ان میں اتنے زبردست قسم کے defaults ہیں وہ تو آج تک کسی نے پورے نہیں کیے۔ یہ ٹیکس کیونکر ادا کرے گا۔ ہاں! ہم جیسے لوگ جن کے پاس کچھ ہے۔ ہم جیسے لوگ زمینیں بیچنا afford کر سکتے ہیں۔ ہم زمین بیچ کر حکومت کی جیب بھر لیں گے لیکن ایک عام زمین دار یا ایک عام دیہات کا شخص وہ یہ ٹیکس ادا نہیں کر سکے گا۔ میں حکومت سے بہت سنجیدگی سے استدعا کرتا ہوں کہ جو قدم چیف منسٹر صاحب نے اٹھایا ہے' اس ایوان کے اندر زمین داروں کی ایک اتنی بڑی تعداد ہونے کے باوجود جس طرح انھوں نے لوگوں کو convince کیا' میں بہت appreciate کرتا ہوں کہ انھوں نے اتنا جرأت مندانہ قدم اٹھایا ہے۔ لیکن ہم نے ایگریکلچر انکم ٹیکس بل کو اس دن support اس لیے نہیں کیا۔ کہ ہمیں اس دن بولنے کا موقع نہیں ملا اور ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ جب تک ہمارے points clear نہ ہوں۔ ہمارے points ایوان کے اندر نہ آئیں اور جو ہمارے اس کے متعلق arguments ہیں' اس کے متعلق کوئی changes کرنے کی باتیں ہیں

جب تک لوگ ہماری سن نہ لیں ہم اس ٹیکس بل کو approve نہیں کر سکتے تھے اس لیے ہم نے اس دن oppose کیا تھا۔ اس کے بعد میری چیف منسٹر صاحب کے ساتھ ملاقاتیں ہوئیں۔ میں نے انھیں request کی اور انھوں نے مجھے assure کیا کہ ان شاء اللہ ہم کمیٹی بٹھا کر ایگریکلچر انکم ٹیکس کے اندر تبدیلیاں لے کر آئیں گے۔ مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ اس میں تبدیلیاں کی جائیں گی۔ ہم بھی ان کی امداد کرنے کے لیے تیار ہیں کہ جتنا وہ چاہیں ہم ان سے تعاون کریں اور مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ اس ایگریکلچر انکم ٹیکس بل کو revise کیا جائے گا اور زمینداروں کا مفاد اس میں مدنظر رکھا جائے گا۔

جناب سپیکر! آج کل جو انکم ٹیکس بل کے اندر fix rate کی یہی مثال ہے کہ اگر دو شوگر مز آٹھ ہزار ٹن کی اور چار ہزار ٹن کی ہوں اور ان کے اوپر آپ ایک ہی fix tax لگا دیں تو چار ہزار ٹن والی مل آٹھ ہزار ٹن والی مل کے ساتھ اپنے آپ کو compete ہی نہیں کر سکے گی۔ وہ پھر کس طرح خرچہ برداشت کر سکے گی۔ آپ کے پاس جب اس وقت صوبہ کے اندر Produce Income Tax Unit System ہے جو کہ اس دن کہا گیا کہ بہت پرانا ہے اور اسے re-assess کروانا پڑے گا تو آپ اسے re-assess کروائیں۔ حکومت کے پاس مشینری بہت ہے۔ ہر ایریا کے اندر تحصیل دار ہوتا ہے، قانونگو ہوتا ہے، پٹواری ہوتا ہے۔ آپ اس ریونیو سٹاف کو استعمال کریں۔ اگر ان کو آپ اتنا competent نہیں سمجھتے کہ وہ صحیح اندازہ لگائیں گے تو آپ agronomy کے experts لے کر آئیں۔ آپ ایگریکلچرسٹ کو involve کریں کہ وہ آپ کے ساتھ مل کر ہر ایریا کے اندر صحیح اندازہ لگائیں کہ اس زمین کی جو income capacity کتنی ہے؟ اس زمین کی قوت پیداوار کتنی ہے؟ اگر اس کو ایگریکلچرسٹ انکم ٹیکس کا نام دیے رکھنا ہی ہے تو پھر ایگریکلچر انکم ٹیکس رکھیں، ایگریکلچر ٹکس ٹیکس مت رکھیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں تو یہ گزارش کروں گا کہ ہماری سوچ اس سے زیادہ progressive ہونی چاہیے۔ ہمیں ultimately اپنی economy کو document کرنے کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ ہم کیوں نہ زمینداروں کو encourage کریں کہ جس طرح ایک عام industrialist انکم ٹیکس کے returns فائل کرتا ہے ہم زمینداروں کو بھی encourage کریں کہ وہ اگر اپنی ساری inputs, outputs اخراجات اور آمدن کو document کرے تو اس کو بھی یہ حق ملنا چاہیے کہ وہ returns فائل کرے اور returns کے مطابق ٹیکس ادا کرے۔ ایگریکلچر انکم ٹیکس کی انکم کے بارے

میں وزیر اعلیٰ صاحب نے بہت مہربانی کی for the first time agricultural sector کو اتنی importance دی گئی کہ اس کی آمدنی جو ایک سے سوا ارب متوقع ہے اس کو ہم ایگریکلچر سیکٹر پر ہی خرچ کریں گے۔ ایگریکلچر سیکٹر پر اگر ایک سے سوا ارب روپیہ استعمال ہو جاتا ہے تو آپ کی ایگریکلچر کہاں سے کہاں تک پہنچ سکتی ہے۔ اب یہ پیسہ کس طرح خرچ ہو گا؛ اس کے متعلق میں کچھ تجاویز دینا چاہوں گا۔

جناب سپیکر! یہ پیسہ ایگریکلچر ریسرچ پر خرچ ہونا چاہیے۔ Agriculture Research is the most important part of Agriculture. اب ایگریکلچر ریسرچ کے اندر پچھلی حکومتوں نے، آج تک جتنی بھی حکومتیں آئی ہیں انھوں نے قطعاً کسی قسم کی importance نہیں دی۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین میاں امتیاز احمد کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

1991-92ء کے اندر جو انڈیا اور پاکستان کی کاٹن پروڈکشن 13 ملین گانٹھ تھی اور یہ ایک دوسرے کے برابر تھے۔ 1991-92ء کے بعد آج انڈیا کی پروڈکشن is more than 70 million bales and we have come down to 9 million bales. اس سے زیادہ ہمارے ملک کے لیے بدقسمتی اور کچھ نہیں ہوسکتی۔ ایگریکلچر scientists کو ایک تو آج تک کافی پیسہ نہیں دیا گیا۔ اگر پیسہ دیا بھی گیا ہے تو agriculture scientists کی community ٹوٹل برادری ازم کے اندر involve ہے۔ ارائیں، جاٹ، گوجر غرض کہ جتنی بھی برادریاں ہیں، ان میں scientists کی community ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچتے رہتے ہیں۔ ملک کے interest کے لیے جو plans ہوتے ہیں، ملک کے interest کے لیے جو ریسرچ ہوتی ہے اس کو ایک طرف رکھ دیا جاتا ہے اور اپنی برادری کے لوگوں کو favour کرنے کے لیے، influential لوگوں کو support کرتے ہیں۔ This is highly objectionable.

اور میں یہ request کروں گا کہ آپ Agriculture Scientists کو پیسے دے کر targets دیں کہ ہمیں یہ یہ پروڈکشن دو، اس قسم کی ورائٹی نکالو، ورنہ تمہارے ساتھ یہ ہو گا۔

جناب چیئرمین: آپ کا ٹائم زیادہ ہو گیا ہے۔

سردار اویس احمد خان لغاری: جناب سپیکر! میں دو منٹ اور لوں گا۔

جناب سپیکر! ایگریکلچر ریسرچ کے اندر .It is very important ۔ ایگریکلچر ریسرچ کا ایک اور بہت بڑا حصہ agronomy ہے۔ agronomy کی طرف پاکستان نے کبھی بھی کوئی دھیان نہیں دیا۔

agronomy ہوتی ہے the knowledge of the soils and the lands ۔ آپ کے پاکستان کے اندر organic matter جو زمین کے اندر ضروری ہوتا ہے جو atleast ایک فی صد ہونا چاہیے۔ آپ کے ہاں اس کا پانچواں یا چھٹا حصہ بھی نہیں۔ اس کی طرف کوئی دھیان نہیں دیتا۔ آپ اگر مصر کو لیں تو ان کی گندم کی پیداوار سو من فی ایکڑ ہے۔ آپ کی گندم کی پیداوارتیس یا چالیس من سے اوپر نہیں جا سکتی۔ میں حکومت سے یہ عرض کروں گا کہ آپ ریسرچ کی طرف غور کریں اور یہ پیسہ ریسرچ کی طرف خرچ کریں۔

جناب سپیکر! دوسرا یہ ایگریکلچر ٹیکس کے revenues کا جو پیسہ ہے یہ mediacompaigns for seed like kenola کے اوپر استعمال ہونا چاہیے۔ پھر جو پاکستان کی edible oils کی requirement ہے وہ اس وقت پاکستان 900 ملین ڈالر کی imports کر رہا ہے۔ آپ کی یہ ساری requirement پاکستان کے اندر ایک سال میں خود produce ہوسکتی ہے only by introducing right kind of variety ۔ اگر آپ سرسوں اگانے والے علاقے کے بجائے کینولہ اگائیں تو آپ کی وہ ساری edible oils کی production increase ہو جاتی ہے۔ اگر آپ regular oil palm maiz کی بجائے solvent plant کو encourage کریں تو وہ ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں اس کے بعد ایجوکیشن کے اوپر تھوڑا سا عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ آپ کا ٹائم ختم ہوگیا ہے۔ ابھی میرے سامنے بہت ساری لمبی فہرست ہے اور بھی کافی سارے ممبران نے تقریریں کرنی ہیں۔

جناب چیئرمین ، شکریہ۔ اویس صاحب! آپ کا وقت ختم ہوگیا ہے ۔ میرے سامنے ایک لمبی فہرست ہے ابھی بہت سے ممبروں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے ۔ اس لیے آپ مہربانی کریں ۔

سردار اویس احمد خان لغاری، جناب والا! اب میں وائنڈ اپ کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر! یہ بہت خوش آئند بات ہے اور میں وزیر اعلیٰ صاحب کو congratulate کرتا ہوں کہ انہوں نے تعلیم کو اتنی اہمیت دی ۔ ایجوکیشن کے vocational institutes کا جو concept ہے یہ بہت ہی اچھا ہے کیونکہ جب وہاں سے لوگ نکلیں گے یہ economy کو یک دم help کرے گا ۔ جناب سپیکر! میں اس حکومت سے عرض کروں گا کہ پرائمری ایجوکیشن کی طرف غور

Primary education is the most important thing in an economy and in سرسے۔

. society ۔ آپ پرائمری ایجوکیشن کو universal کریں اسے آپ international standard پر
سے کر آئیں کیونکہ سکول کے پہلے پانچ سال میں بچے کی جو ذہنیت بنتی ہے جو اس کی ,civic sense
traffic sense discipline and hygiene sense ہوتی ہے ۔ اس پر غور فرمایا جائے اور
ایجوکیشن کو جب تک انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے اوپر لے کر نہیں آئیں گے تو ٹریفک کے یہی
problems رہیں گے ' hygiene کے بھی یہی problems رہیں گے اور لاء اینڈ آرڈر کی بھی یہی
situation رہے گی ۔ لوگوں کی ذہنیت change نہیں ہو گی ۔ اس لیے ایجوکیشن پر بھی ہمیں
غور کرنا چاہیے ۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب امان اللہ بابر صاحب ۔

مسودہ قانون' ادارہ محتسب پنجاب 1997ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین ! میں مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین: جی ۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین ! میں مسودہ قانون ادارہ محتسب پنجاب ۱۹۹۷ء مسودہ قانون نمبر ۶ بابت ۱۹۹۷ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین: مسودہ قانون ادارہ محتسب پنجاب ۱۹۹۷ء مسودہ قانون نمبر ۶ بابت ۱۹۹۷ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ۔

------ جی امان اللہ بابر صاحب ۔

(فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہ تھے)

سالانہ میزانیہ بابت 98-1997ء پر بحث

(...... جاری)

جناب چیئرمین: مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر ! سب سے پہلے تو میں اس موجودہ

بجٹ کے متعلق باوجود اس کے کہ اس میں بعض خامیاں ہیں جن کی میں نشان دہی بعد میں کروں گا۔ جناب والا! موجودہ حالات میں جبکہ خزانہ خالی ہے لوٹ مار کر کے تاداہندگان نے ملکی اقتصادی حالت کو ابتر کر دیا ہے ان حالات کے باوجود میں اس بجٹ کو متوازن اور اچھا بجٹ قرار دیتا ہوں اور اس پر جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔

اسی کے ساتھ زرعی ٹیکس جو ایک ضرورت مندانہ اقدام کے ساتھ نافذ کیا گیا اس پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں اگرچہ میری تجویز تھی کہ شرعی ٹیکس عشر اور نصف عشر جو اللہ کا ٹیکس مقرر ہے اگر اسے باضابطہ طور پر، اس کی خامیاں دور کر کے اس کے حصول وصول کو صحیح قرار دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ زرعی ٹیکس کی حاجت ہی نہ رہتی۔ لیکن بہر حال گورنمنٹ کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی ضروریات کے پیش نظر وہ یہ ٹیکس لگا سکتی ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ عشر اور نصف عشر شرعی ٹیکس کے حصول کو مؤثر بنایا جائے اور اس کی خامیوں کو دُور کیا جائے۔

جناب سپیکر! تعلیمی فنڈ کے لیے بہت بڑی رقم رکھی گئی ہے۔ لیکن قرآن کریم کی تعلیم جس کو موجودہ حکومت نے لازمی قرار دیا ہے ناظرے اور اس کے تراجم کے لیے کوئی فنڈ نہیں رکھا گیا جبکہ باقی مضامین اتنے ہیں اور ان کے لیے خصوصی استاد ہوتے ہیں تاریخ، جغرافیہ، انگریزی، حساب تو قرآن کریم کی تعلیم کے لیے بھی جب تک مختص اساتذہ نہیں ہوں گے اس قانون پر عمل درآمد نہیں ہو گا۔ پہلے بھی ہمارے موجودہ وزیراعظم جب وزیر اعلیٰ تھے انھوں نے قرآن کی تعلیم کو لازمی قرار دیا مگر اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ صرف اس وجہ سے کہ قرآن کریم کی تعلیم کے لیے مخصوص اور مختص اساتذہ کا انتظام نہ کیا گیا ۔ میں جناب وزیر خزانہ کی توجہ دلاؤں گا کہ وہ اس کے لیے کچھ ایسا انتظام کریں کہ جس طرح دوسرے مضامین کے لیے مختص اساتذہ ہوتے ہیں اسی طرح سے قرآن کریم کی تعلیم کے لیے جب تک یہ انتظام نہیں کریں گے اس وقت تک یہ مستحسن اقدام عملی طور پر پورا نہیں ہو گا۔

اس کے بعد جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ بعض پس ماندہ اضلاع جیسا کہ ہمارا ضلع پس ماندہ ضلع ہے اس کے لیے کوئی خاص فنڈ نہیں رکھا گیا تمام جاری اور دوسرے فنڈز مل ملا کر کوئی دو کروڑ بھی نہیں بنتے جبکہ وہ اضلاع جو پہلے ہی سے ماشاء اللہ ترقی یافتہ ہیں ان کے لیے ایک ارب دو کروڑ اسی لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ۔ راولپنڈی، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ملتان اور قصور ان کے لیے

رقم رکھی گئی ہے۔ راولپنڈی کے لیے 37 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی اور ہمارے ضلع کے لیے 2 کروڑ روپے بھی نہیں۔ یہ سوتیلی ماں کا سلوک ہے چاہیے تو یہ تھا کہ پس ماندہ ضلعوں کو زیادہ دیا جاتا۔

جناب محمد صدیق سالار، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب چیئرمین! حضرت مولانا صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ فیصل آباد کو 23 کروڑ روپیہ دیا گیا۔ مولانا صاحب ہمارے نزدیک رہتے ہیں۔ مولانا صاحب وہاں آ کر دیکھیں کہ ہم باہر سے پانی کی بوتل 68 روپے میں لا کر پیتے ہیں ۔ آپ کو یہ چیز یاد نہیں کہ ہمیں پانی کا گھونٹ نہیں ملتا ۔ آپ نے ہمارے لوگوں کے سیوریج میں دھنسے ہوئے گھر نہیں دیکھے ۔ لوگوں کے گھر اور مکان گر گئے ۔ زندگی میں صرف واسا سسٹم کے لیے یہ رقم رکھی گئی ہے جس سے سیوریج سسٹم ٹھیک ہو گا۔ اگر مولانا صاحب کے چنیوٹ میں یہ حال ہوتا تو ہم اس کا ساتھ دیتے اور ہم نے تو کبھی بھی انکار نہیں کیا ۔ مگر مولانا صاحب ہمارے شہر کا نام لے کر اعتراض کر رہے ہیں ۔ یہ فیصل آباد ہی سے گزرتے ہیں اور ٹوٹی سڑکات سے گزرتے ہو ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! سالار صاحب نے کیا کچھ فرمایا میں نہیں سمجھ سکا۔

جناب والا! میں پس ماندہ اضلاع کے بارے میں عرض کر رہا تھا ۔ مجھے خوشی ہے کہ راجن پور اور ڈیرہ غازی خان کے لیے فنڈز رکھے گئے ہیں لیکن ہمارے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک کیوں ہے۔ جھنگ کا ضلع پس ماندہ ہے اور اسے سب جانتے ہیں اس کے لیے دو کروڑ روپیہ بھی نہیں رکھا گیا کیا اس کی ترقی کی ضرورت ہے یا نہیں ۔ مثال تو وہی ہے جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ انا ونڈے ریوڑھیاں تے مڑ مڑ گھر نوں دے۔ وزراء کرام اپنے اپنے اضلاع کو اتنی اہمیت دیتے ہیں اور پس ماندہ ضلع کے لیے کچھ بھی نہیں۔ اس سلسلے میں میری کچھ تجاویز اور چند مطالبے ہیں ۔

جناب والا! ہمارا سب ڈویژن چنیوٹ بہت بڑا سب ڈویژن ہے ۔ اس کی آبادی دس لاکھ افراد کے قریب ہے ۔ شہر کے شمال مشرق میں تین بوائز ہائی سکول ہیں اور جنوب مغرب میں کوئی سکول نہیں۔ میں جناب وزیر خزانہ صاحب سے مطالبہ کروں گا کہ ہمیں کم ازکم لڑکوں کا ایک ہائی سکول اور ایک لڑکیوں کا ہائی سکول دیا جائے۔ اتنے بڑے شہر کے اندر لڑکیوں کے دو ہائی سکول ہیں اور وہ بھی ایک حصے میں ہیں اور دوسرا حصہ محروم ہے۔ اسی طرح گورنمنٹ گرلز کالج کے لیے اوقاف سے 33 کنال زمین لے لی گئی ہے وہ کالج ابھی تک گورنمنٹ کے ہوسٹل میں چل رہا ہے اس کی اپنی کوئی

عمارت نہیں۔ اس کے لیے زمین لے لی گئی ہے ہمارا مطالبہ ہے کہ اس کی تعمیر کے لیے فنڈز رکھے جائیں۔ اسی طرح اس گرلز کالج میں ایم۔اے اور ایم۔ایس۔سی کی کلاسوں کا اجراء کیا جائے۔ اس لیے کہ ہمارے پڑوس میں ربوہ ہے اور ربوے کے اندر یہ کلاسیں ہوتی ہیں اور چنیوٹ میں انتظام نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے بچے اور بچیاں مجبور ہوتی ہیں کہ وہ ربوہ میں داخلہ لیں۔ اور وہ وہاں داخلہ لے لیتے ہیں اور ان کے ایمان خطرے میں پڑتے ہیں کیونکہ وہ اپنی تبلیغ کرتے ہیں۔ اس لیے میں جناب وزیر خزانہ اور خاص طور پر وزیر تعلیم سے درخواست کروں گا کہ چنیوٹ کے گرلز کالج میں ایم۔اے اور ایم۔ایس۔سی اور بوائے کالج میں ایم۔اے عربی اور ایم۔ایس۔سی (فزکس) کی کلاسوں کا فوری طور پر اجراء کیا جائے تا کہ ہمارے بچے اور بچیاں ربوے جا کر اپنے ایمان کو ضائع نہ کریں ـــــ

جناب چیئرمین، شکریہ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، اسی طرح جناب سپیکر!

جناب چیئرمین ، مولانا صاحب ! آپ کا وقت ختم ہو گیا اور میں نے ابھی دوسروں کو بھی وقت دینا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب والا! آپ نے دوسرے مقرروں کو دس ۔ دس ' پندرہ پندرہ منٹ اور آدھا آدھا گھنٹہ دیا ہے ۔

جناب چیئرمین، میں نے آپ کو بھی دس منٹ دیے ہیں ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میرے تو ابھی پانچ منٹ بھی نہیں گزرے۔ میں محکمہ صحت کے متعلق کچھ ضروری باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین، ابھی بہت سارے معزز ممبران نے بجٹ پر تقاریر کرنی ہیں۔ اس لیے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے اب اگلے مقرر کو وقت دینا ہے ۔

سردار سعید انور ، جناب سپیکر! تقریر کا کیا طریق کار ہے ۔ ہمیں بھی کچھ پتا چلنا چاہیے۔ کل جب اجلاس ختم ہوا تھا تو میں نے جناب چیئرمین صاحب سے پوچھا تو مجھے بارہواں نمبر بتایا گیا تھا۔ آج اتنی تقاریر کے بعد میں نے پتا کروایا تو مجھے بتایا گیا کہ میرا انیسواں نمبر ہے ۔ جناب سپیکر! اگر ہمیں موقع نہیں دینا تو ہم چپ کر کے باہر بیٹھیں یا لابی میں بیٹھیں۔

جناب چیئرمین، کل آپ کو نمبر دیا گیا تھا لیکن جو معزز ممبران تقاریر کرنے سے رہ گئے تھے اور باقی

بچ گئے تھے ان کے نام آج پہلے آ گئے ہیں۔ اس لیے آپ کا نام تھوڑا سا پیچھے چلا گیا ہے۔

سردار سعید انور: میں نے کل نام دیا تھا۔ کل مجھے بارہواں نمبر دیا گیا تھا اور اتنی تقاریر کے بعد مجھے انیسواں نمبر لکھ کر دے دیا گیا ہے۔ جناب! ہمیں حکم کیا جائے ہم چپ کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور علاقے میں جا کر کہہ دیں گے کہ ہمیں اسمبلی میں بولنے کا موقع بھی نہیں دیا گیا۔

جناب چیئرمین: آپ کو بولنے کا پورا پورا موقع دیا جائے گا۔

سردار سعید انور: جناب چیئرمین ' ہمارے ساتھ صحیح سلوک کیا جائے۔ ٹھیک ہے ہم نئے آئے ہیں۔ نئے آنے والوں کے ساتھ ایسی تو باتیں نہیں ہونی چاہییں۔

چودھری محمد عارف: جناب والا! انھوں نے فرمایا ہے کہ جو کل رہ گئے تھے انھیں پہلے موقع دیا گیا ہے۔ کل جب اجلاس کا اختتام ہوا تھا تو ہمیں اس وقت کہا گیا تھا کہ آپ کی تیسرے نمبر پر باری ہے۔ میں صبح تلاوت سے بھی پہلے سے آ کے بیٹھا ہوا ہوں۔ ہماری تو ابھی تک باری نہیں آئی۔

جناب چیئرمین: آپ کا نمبر آنے والا ہے .... اگلے مقرر جناب محمد محسن شاہ صاحب!

جناب محمد محسن شاہ: میں آپ کا نہایت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ مالی سال 98-1997ء پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع عطا فرمایا۔ جناب سپیکر! اس دفعہ پنجاب اسمبلی میں متوازن اور خوبصورت جناب وزیر خزانہ اور قائد ایوان میاں شہباز شریف صاحب کی قیادت میں پیش کیا گیا ہے میں انھیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ بجٹ کو اگر غور سے دیکھا جائے اور اس کے نکات پر غور کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ یہ غریب کے لیے ہے۔ اس میں نہایت فلاح و بہبود کے پروگرام ہیں۔ میں اس کے دو تین پوائنٹ جناب کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اگر صحت کی طرف آپ توجہ فرمائیں تو اس میں اراکین اسمبلی اور بیوروکریٹس کے بیرون ملک علاج کی سہولت کو ختم کر کے اس پیسے کو بچایا گیا ہے جو بیرون ملک علاج کے لیے خرچ کیا جاتا تھا اور یقیناً اب یہ اپنے ملک کے غریبوں کے کام آئے گا اور ان کی فلاح و بہبود پر خرچ ہو گا۔ جناب سپیکر! بجٹ میں غریب کی کوٹھی پر ٹیکس نہیں لگایا گیا۔

میاں ثاقب خورشید: جناب چیئرمین! رولز آف پروسیجر میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ سپیکر صاحب کی جگہ جب کوئی چیئرمین صدارت کریں تو چیئرمین کو مخاطب کیا جائے۔ بار بار سارے مقررین "جناب سپیکر!" کہہ کر آپ کا استحقاق مجروح کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن شاہ: جناب سپیکر ' بڑے بڑے محلات پر ٹیکس لگایا گیا ہے لیکن غریب کی کٹیا پر

ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ ٹاٹ سسٹم کو ختم کر کے غریب اور امیر میں تفریق کو بھی ختم کیا گیا ہے ۔ یہ وی آئی پی کلچر کو ختم کرنے کی طرف ایک بہت احسن اقدام ہے ۔ جناب سپیکر! تعلیمی اداروں میں سیلف فنانس سکیم کو ختم کر کے حکومت نے میرٹ کی پالیسی تیار کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس سے غریب کے بچے کو آگے بڑھنے میں مدد ملے گی ۔ اگر اس کو غور سے دیکھیں تو پتا چلتا ہے کہ یہ بجٹ غریب کی فلاح و بہبود کے لیے ہے نہ کہ صرف امراء کے لیے ہے ۔ میں وزیر خزانہ اور قائد ایوان میاں شہباز شریف صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے اتنے مشکل مالی حالات میں اتنا متوازن اور اچھا بجٹ پیش کیا۔ جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کی توجہ اپنے حلقہ انتخاب کی طرف بھی دلاتا ہوں ۔ میرا حلقہ پی پی -32 نہایت ہی پس ماندہ ہے جو دریائے جہلم کے کنارے واقع ہے ۔

میاں ثاقب خورشید ، جناب والا! میرے پوائنٹ آف آرڈر پہ آپ نے کوئی رولنگ نہیں دی ۔ اس پر رولنگ دیں۔

جناب چیئرمین، آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پہ میں بعد میں رولنگ دوں گا ۔ فی الحال وہ تقریر کر لیں۔

جناب محمد محسن شاہ، جناب والا ' میرا علاقہ دریائے جہلم کے کنارے واقع ہے ۔ اس میں دو بڑے دیہات بھیرہ اور میانی ہر سال سیلاب کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں اور لوگوں کا لاکھوں کروڑوں روپے کا ہر سال نقصان ہو جاتا ہے ۔ میری گذارش ہے کہ مہربانی کر کے بھیرہ اور میانی کے علاقوں میں بند کی تعمیر کے لیے کچھ کام کیا جائے۔ تاکہ کروڑوں روپے کا نقصان جو ہر سال ہوتا ہے اور جو بحالی کے لیے رقوم لگتی ہیں۔ کم از کم وہ بچ جائیں گی ۔

میری دوسری گذارش یہ ہے کہ بھیرہ شہر جو تاریخی حوالے کے باوجود بھی بہت پس ماندہ ہے وہاں پانی کی نکاسی کا کوئی انتظام نہیں۔ وہاں اگر سرکلر ڈرین بنائی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ شہر کی صفائی کے لیے وہ بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اور میری جناب وزیر خزانہ سے گذارش ہے کہ وہ اس کے لیے کچھ رقم مختص فرمائیں۔

جناب والا! بھیرہ شہر کی حیثیت مرکزی ہے۔ وہاں پر سرکاری ہسپتال نہایت پس ماندہ ہے۔ ہماری بدبختی کی آپ انتہا دیکھیں کہ اکیسویں صدی آنے کو ہے اور ہمیں لیڈی ڈاکٹر تک میسر نہیں۔ جناب ' میری گذارش ہے کہ وہ بھیرہ کے رورل ہیلتھ سنٹر کو اپ گریڈ کریں اور وہاں پر بستروں میں بھی اضافہ کریں اور لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی عمل میں لائی جائے تاکہ علاقہ کے لوگوں کو ساٹھ ستر کلومیٹر

سفر نہ کرنا پڑے ۔ کیونکہ نہ بھیرہ میں لیڈی ڈاکٹر کا انتظام ہے اور نہ میانی میں ۔ ہمیں سفر کر کے سرگودھا جانا پڑتا ہے۔ لہٰذا میری گذارش ہے کہ اس پس ماندہ شہر میں اس کا کوئی انتظام کیا جائے۔

جناب والا! بھیرہ کے انٹرکالج کو ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے ۔ تاکہ وہاں کے لوگوں کو لمبا چوڑا سفر نہ کرنا پڑے۔ ہمیں میانی اور ملکوال سے لےکر جھاوریاں تک کوئی ڈگری کالج نہیں اور ہمارے علاقے کے سٹوڈنٹس کو بڑا لمبا سفر کرنا پڑتا ہے۔ میری گذارش ہے کہ اس بارے میں کوئی ہم دردانہ غور کیا جائے تاکہ علاقہ کے عوام کا یہ مسئلہ حل ہو سکے ۔

اس کے ساتھ ہی میں یہ گذارش کروں گا کہ خواتین کے انٹرکالج کا بھی قیام عمل میں لایا جائے ۔ وہاں پر نہ میانی میں اور نہ بھیرہ میں ہائیر سیکنڈری ایجوکیشن کا کوئی انتظام ہے ۔ اگر وہاں پر ایک انٹرمیڈیٹ کالج کی منظوری دی جائے تو یہ علاقہ کی بہتری کے لیے بہت مفید ہو گا۔ اور بچیوں کو چالیس چالیس اور پچاس پچاس کلومیٹر کا سفر کر کے بھلوال اور سرگودھا نہیں جانا پڑے گا ۔ اس میں علاقے کی بڑی بہتری ہو گی ۔ والدین بچیوں کی وجہ سے نہایت پریشان ہیں۔ کہ انھیں چالیس پچاس کلومیٹر کا روزانہ سفر کرنا پڑتا ہے ۔ اور میں یہ وزیرتعلیم سے گذارش کروں گا کہ وہ اس سلسلہ میں کوئی قدم اٹھا کر ہمیں ممنون فرمائیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا ۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، چودھری عبدالغفور صاحب!

چودھری عبدالغفور : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے سب سے پہلے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب اور جناب وزیر خزانہ پنجاب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے ان حالات میں کہ جس وقت ہمارے ملک پاکستان کی معیشت تباہ ہو چکی تھی ایک اچھا بجٹ پیش کیا ۔ پاکستان مسلم لیگ کو جس وقت حکومت ملی تو سابقا حکومت نے ہمارے اس ملک پاکستان کو بڑی بے دردی سے لوٹ لیا تھا اور پاکستان کی مثال بالکل ایک ایسی کشتی کی مانند تھی جو بھنور میں پھنس چکی ہو، جس کے نیچے سوراخ ہو چکے ہوں اور جس کے اُوپر بوجھ بھی لدا ہوا ہو لیکن ان حالات میں، میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کریم کی ذات نے پاکستان پہ کرم نوازی کی کہ نواز شریف کی شکل میں پاکستانی قوم کو ایک مسیحا دیا جنھوں نے کشتی سے بوجھ اُتارنے کی بجائے اس کشتی کے سوراخ بند کیے جہاں سے اس کشتی کے اندر پانی داخل ہو رہا تھا اور وہ ڈوبنے کے قریب تھی ۔ ان حالات میں یہ بجٹ پیش کیا گیا اور جناب

سپیکر! میں نے اس بجٹ کو اسمبلی سے نکل کر اپنے علاقے کے چھوٹے چھوٹے دیہاتوں میں، اپنے شہر لاہور کی گلی کوچوں اور بازاروں کے اندر دیکھا۔ جناب والا! ہم نے پچھلی حکومت کا بجٹ بھی دیکھا مجھے افسوس ہے کہ پہلے دن ہماری اپوزیشن کے ممبر نے جو باتیں کیں کہ جناب یہ تو صرف لفظوں کا ہیر پھیر ہے۔ جناب سپیکر! مجھے اس بات پر انتہائی افسوس ہے کہ جب ان کی حکومت بجٹ پیش کرتی تھی تو بجٹ آنے سے پہلے ہی مہنگائی ہو جاتی تھی اور بجٹ آنے کے بعد پاکستان کی جو حالت ہوتی تھی، پاکستان کے شہروں اور دیہاتوں کی جو حالت ہوتی تھی وہ قابل بیان نہیں۔ جناب سپیکر! میں نے خود ذاتی طور پر ان کے بجٹ آنے کے بعد اپنے دفتروں کے کلرکوں کو ننگے بدن مال روڈ پر ماتم کرتے ہوئے دیکھا۔ ان کی حکومت کی لائی ہوئی مہنگائی کے بعد میں نے اسی مال روڈ پر سکول کے ننھے منے بچوں کو مہنگائی کے خلاف اپنے گلے میں آلو، گوبھی اور روٹیاں ڈال کر ان کی حکومت کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے بھی دیکھا۔ جناب سپیکر! مجھے اس چیز پر انتہائی خوشی ہے کہ جن حالات میں اتنا بہترین بجٹ پیش کیا گیا ہے اس کے لیے ہرصورت میں جناب وزیرخزانہ اور ان کی ٹیم کو جنھوں نے رات دن کی محنت کے بعد پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ اتنا بہترین بجٹ پیش کیا ہے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور وزیر خزانہ صاحب کی نذر ایک شعر کرتا ہوں:-

تیرے پُر خلوص دل میں اسی درد کی تڑپ ہے
کبھی دُھوپ غربتوں کی عوام تک نہ پہنچے

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: رانا ثناء اللہ خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس وقت ایوان میں حکومت کی نمائندگی کے لیے کوئی وزیر موجود نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ نے جو point of order raise کیا ہے وہ valid ہے۔ اس وقت حکومت کی نمائندگی کے لیے ہاؤس میں کسی نہ کسی وزیر کو ضرور موجود رہنا چاہیے تھا۔ میں گذارش کروں گا کہ اگر کوئی معزز وزیر لابی میں بیٹھے ہیں تو وہ ہاؤس میں تشریف لے آئیں۔

چودھری عبدالغفور: جناب سپیکر! چونکہ وزیر خزانہ صاحب یہاں پر موجود نہیں تھے اس لیے میں

ضروری سمجھوں گا کہ میں نے ان کی نذر جو ایک شعر کیا ہے وہ میں دوبارہ آپ کی اجازت سے دہرا دوں:۔

تیرے پُر خلوص دل میں اسی درد کی تڑپ ہے
کبھی دھوپ غربتوں کی عوام تک نہ پہنچے

جناب سپیکر ! 98-1997ء کے بجٹ کی کس کس چیز کی تعریف کی جائے؟ آپ تعلیمی ترقی کی طرف دیکھ لیں کہ وزیراعلیٰ صاحب پنجاب نے جو اپنی خاص توجہ تعلیم کی طرف دی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی ضروری تھا۔ جناب والا! میرا تعلق لاہور کے ایک چھوٹے سے دیہات سے ہے۔ ہمارے وہ معصوم بچے جن کے والدین انھیں صاف کپڑے پہنا کر سکول بھیجتے تھے، کچھ سکولوں کے اندر ٹاٹ تک موجود نہیں تھے اور بچے نیچے مٹی پر بیٹھ کر پڑھتے تھے جس کی وجہ سے سکول سے واپسی پر وہ بچے جو صاف کپڑے پہن کر آتے تھے گندے کپڑوں میں واپس جاتے۔ میرے قائد نے اس چیز کو بڑا اہم سمجھا اور تعلیمی ترقی کے لیے ڈیڑھ سو سال پرانا جو ٹاٹ سسٹم انگریزوں نے ہمیں دیا تھا اس سے ہمیں نجات دلائی ہے اور یہ پہلی دفعہ ایسے ہوا ہے۔ میرے قائد کے دل میں ایک تڑپ تھی، وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ ہماری غریب عوام کے بچے بغیر عمارت کے سکولوں میں پڑھیں، بغیر ٹاٹوں کے سکولوں میں پڑھیں۔ انھوں نے غریبوں کو عزت دینا چاہی ہے، غریبوں کے بچوں کو عزت دینا چاہی ہے۔ یہ پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ سکولوں میں بنچوں کا انتظام کرنے کے لیے پیسے رکھے گئے ہیں، تعلیمی ترقی کے لیے خصوصی طور پر توجہ دی گئی ہے اور اس کے لیے school management کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ جناب سپیکر! یہ اس حکومت کا انتہائی اچھا اقدام ہے میں سمجھتا ہوں کہ جب پاکستان کے اندر تعلیم عام ہو گی تو پھر ان شاء اللہ کوئی آسمبلی میں بیٹھ کر کسی بہترین بجٹ کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکے گا کہ جناب یہ تو لفظوں کا ہیر پھیر ہے۔ جناب سپیکر! غریبوں کے لیے جو food stamp scheme شروع کی گئی ہے اس کی انتہائی اہمیت ہے اور ہمارے ملک کے دیہاتوں میں رہنے والے لوگ اس بجٹ کی وجہ سے انتہائی خوش ہیں۔ جناب والا! پچھلی حکومت جب بجٹ پیش کرتی تھی تو ہم نے پٹرول پمپ پر لوگوں کو تیل ڈلواتے ہوئے بُرا بھلا کہتے ہوئے سنا لیکن اس بجٹ کے بعد کسی شہر میں، کسی دیہات میں ہم نے اس کے خلاف کوئی بات نہیں سنی صرف ہماری اپوزیشن کے ممبران نے اس کے خلاف باتیں کی ہیں۔ جناب سپیکر! کچھ لوگ اس تاک میں تھے، میں سمجھتا ہوں کہ کچھ لوگ پاکستان کے ساتھ مخلص نہیں تھے، کچھ لوگ سابقہ حکومت کے ساتھ مل کر اس ملک کی بربادی میں شامل

جناب چیئرمین: شکریہ چودھری صاحب! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

چودھری عبدالغفور: جناب سپیکر! میں اپنی بات ختم کرنے لگا ہوں ۔ جناب والا! ان حالات میں جب پاکستان کی معیشت بالکل تباہ ہو چکی تھی ایک بہترین بجٹ آنے کے بعد ان سے میں تو کم از کم یہ توقع نہیں کرتا تھا کہ وہ اس بجٹ کو لفظوں کا ہیر پھیر یا کچھ اور کہیں ۔ جناب سپیکر! زرعی ترقی میں ہماری حکومت نے اہم اقدامات کیے ہیں اور ان شاء اللہ اس بجٹ کے بعد آپ دیکھیں گے کہ پورے پاکستان کا ہر بچہ خوش ہو گا سوائے چند لوگوں کے ۔ میں اس کے ساتھ ہی آپ سے اجازت چاہتا ہوں ۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب محمد عارف چودھری !۔

جناب محمد عارف چودھری: بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ شکریہ جناب سپیکر۔

(اس مرحلے پر ایوان میں موبائل ٹیلیفون کی گھنٹی کی آواز سنائی دی)

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب چیئرمین ! یہ ٹیلیفون ضبط ہونا چاہیے اگر یہ ضبط نہیں ہو گا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ آئندہ آپ کے کسی حکم کی ذمہ داری قبول نہیں کی جائے گی ۔

جناب چیئرمین: آپ کی بات ٹھیک ہے میں معزز ممبر سے گذارش کروں گا کہ وہ اپنا موبائل فون مجھے دے دیں ۔

خواجہ محمد اسلام: میرے خیال میں چودھری سمیع اللہ صاحب جان بوجھ کر ہاؤس میں شرارت کروا رہے ہیں ۔

میاں نوید طارق: جناب والا! یہ موبائل فون تو بند ہے ۔ آپ بے شک لے لیں ۔

(اس مرحلے پر موبائل فون جناب چیئرمین کے حوالے کر دیا گیا)

جناب چیئرمین، اس کی گھنٹی کی آواز تو میں نے بھی سنی ہے ۔ آپ یہ دے دیں۔

خواجہ محمد اسلام، جناب سپیکر! آپ اس کرسی پر بیٹھ کر ذومعنی بات کر رہے ہیں کہ شام کو دیکھ لیں گے ۔ آپ نے شام کو کیا دیکھنا ہے؟

جناب چیئرمین، میں نے تو یہ نہیں کہا کہ شام کو دیکھیں گے ۔ آپ نے غلط سنا ہے ۔ میں نے کہا

ہے کہ آپ فون میرے حوالے کر دیں۔

جناب محمد عارف چودھری ، جناب چیئرمین میں اب شروع کرنے لگا ہوا آپ نے اب سے ہی دس منٹ شمار کرنے ہیں۔

جناب چیئرمین: دس منٹ نہیں ہیں پانچ منٹ ہیں۔

جناب محمد عارف چودھری: آپ نے پہلے سب کو دس دس منٹ دیے ہیں۔جناب سپیکر ! میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس کے فضل و کرم سے ماضی کی بد دیانت اور کرپٹ حکومت سےہمیں نجات ملی اور اللہ تعالیٰ نے پاکستان مسلم لیگ کو جو صحیح معنوں میں اس ملک و قوم کی خدمت کا جذبہ رکھتی ہے اس کو موقع دیا ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ میں قائد محترم فخر پاکستان میاں نواز شریف صاحب کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں جن کی شبانہ روز محنتیں رنگ لائیں۔ جناب چیئرمین ! میں بجٹ کے حوالے سے اپنی بات شروع کرتا ہوں میں قائد پنجاب میاں شہباز شریف اور وزیر خزانہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں جنھوں نے صحیح معنوں میں عوامی امنگوں کے ترجمان بجٹ کو ایوان میں پیش کیا جس کی ماضی میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ زرعی ٹیکس کے انعقاد پر بھی قائد ایوان مبارک باد کے مستحق ہیں اور جن لوگوں نے اس بجٹ میں تعاون کیا ۔ ٹیکس انھی لوگوں پر لگایا گیا ہے جو برداشت کر سکتے ہیں اور انھی لوگوں سے request کی گئی ہے اور وہ لوگ واقعی اس ملک کےلیے اپنے مال کی قربانی دے رہے ہیں ۔ جناب والا ! یہاں پر بار بار اوکاڑہ کا ذکر کیا گیا کہ اوکاڑہ کو بہت فنڈز ملے ہیں۔ میرا تعلق اوکاڑہ سٹی سے ہے میں آپ کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں اور میں کھوسہ صاحب سے مخاطب ہوں کہ پورا پنجاب آپ کے بجٹ کی تعریف کر رہا ہے مگر میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہمارے اوکاڑہ سٹی کے لوگ بہت مایوس ہوتے ہیں کیونکہ اس بجٹ میں اوکاڑہ سٹی کے لیے کوئی رقم مہیا نہیں کی گئی ۔ میں خصوصی طور پر تعلیم کے بارے میں بات کروں گا کہ اوکاڑہ میں 1910 ، میں ایک پرائمری سکول بنا تھا اور آج تک اسی سکول میں کالج چل رہا ہے ۔ پاکستان بننے سے لے کر آج تک نہ کسی ہائی سکول کا اجرا ہوا ہے نہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی پرائمری سکول بنا ہے۔میں بلدیہ اوکاڑہ کا چیئرمین رہا ہوں اور وہاں پر چند ایک سکول میونسپل کمیٹی کے ہیں اور ان کی حالت بھی اتنی ناگفتہ بہ ہے کہ آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے ۔ تو میری آپ سے گذارش ہے کہ آپ اوکاڑہ کے لیے ایک سپیشل پیکج دیں اور بالخصوص تعلیم کے لیے کہ اوکاڑہ میں فوری طور پر

ایک کالج کی نئی بلڈنگ کی منظوری دیں اور ہمیں فنڈز مہیا کیے جائیں۔ میں میاں شہباز شریف صاحب کی priorities کو appreciate کرتا ہوں کہ انھوں نے اپنی پہلی تقریر ہی تعلیم اور صحت کے حوالے سے کی ہے مگر ہمارا اوکاڑہ ان کی دونوں priorities سے محروم ہے۔ میری یہ رائے ہے کہ نہ صرف اوکاڑہ میں بلکہ پورے پنجاب کے ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر تمام specialists کو final کریں اور specially Neuro Surgeon اور جو Physio-therapy کے specialist اور ان کے ساتھ ان کا پیرا میڈیکل سٹاف فوری طور پر دیں۔

جناب چیئرمین! میں کھوسہ صاحب سے تعمیر وطن کے حوالے سے گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ non scheduled item جو کرپشن کا ایک بہت بڑا منبع ہے کہ اگر ایک لاکھ روپے کی چیز کا TS کروانے کے لیے ایس ای یا ایکسیئن کے پاس لایا جاتا ہے تو آپ یقین کریں کہ اس کا TS دس دس لاکھ میں کر دیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین، چودھری صاحب آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد عارف چودھری، میں اپنی بات ختم کرنے لگا ہوں۔ میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اینٹی کرپشن کے محکمے کو بھی فعال بنایا جایا کیونکہ وہ تو اینٹی کرپشن کا روپ دھار چکی ہے۔ پورے پاکستان میں کرپٹ لوگ فیلڈ میں کرپشن کے چیمپیئن ہیں وہ اینٹی کرپشن میں آ کر پناہ لیتے ہیں۔ میں آخر میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ اگر فنڈز کی کمی ہے تو میں ایک رائے پیش کرتا ہوں ______ نوابزادہ نصراللہ صاحب کے بیٹے نوابزادہ منصور نے اپنے ظرف کے مطابق کل انھوں نے قحبہ خانوں مشراب خانوں کے حوالے سے fund raising کی بات کی تھی----

جناب چیئرمین، شکریہ چودھری صاحب۔

جناب محمد عارف چودھری، لیکن میں تو آپ کو آئین سے متعلقہ state lotteries کے اجرا کی تجویز دیتا ہوں کہ آپ state lotteries کا اجرا کریں اور فنڈز raise کر کے پنجاب کی جتنی خدمت ہو سکے کریں۔ وما علینا الا البلاغ۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ جناب نجیب اللہ خان نیازی۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم O بسم اللہ الرحمن الرحیم O شکریہ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب اور وزیرخزانہ جناب سردار ذوالفقار

کھوسہ صاحب کو اس بجٹ کی کامیابی پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! اگر بجٹ کا صحیح پتا لگانا ہو تو budget announcement کے بعد اس کا صحیح اندازہ عوام میں جا کر ہوتا ہے۔ پچھلے بجٹ کے بعد بھی ہم نے عوام کی حالت دیکھی ہے اور اس بجٹ کے بعد بھی عوام کی زبان پر مختلف انداز سے تذکرے سنے ہیں۔ اس بجٹ پر تنقید کرنے والوں کو سوائے اس کے کہ یہ لفظوں کا ہیر پھیر ہے ان الفاظ کے علاوہ کچھ نہیں ملا۔ حالانکہ چاہیے یہ تھا کہ لفظوں کا ہیر پھیر کہنے کے بعد ان لفظوں کو درست direction بھی دینی چاہیے لیکن کیونکہ کچھ نہیں ملا اس لیے " کھسیانی بلی کھمبا نوچے" والی بات ہے۔ جناب سپیکر! ابھی میرے معزز رکن اویس خان صاحب کہہ رہے تھے کہ پچھلے دور کا تذکرہ نہیں کرنا چاہیے اگر پچھلے دور میں کوئی چھوٹی کرپشن ہوتی تو ہم اس کا تذکرہ نہ کرتے لیکن جس دور نے جس سیاہ دور نے اس ملک کو برباد کر کے رکھ دیا ہے اس کا تذکرہ کرنا بہت ضروری ہے اور اپنی اچھائی کو بیان کرنا بہت ضروری ہے اور پچھلے دور کو اس دور کے ساتھ compare کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ پچھلے دور میں آپ کی سیٹ پر بیٹھا ہوا شخص ــــــــــ ہماری حکومت نے تو ہر ایک شخص کو بولنے کی دعوت دی ہے۔ اپوزیشن کو بولنے کی دعوت دی ہے برسر اقتدار کے ہر نمائندے کو بولنے کی دعوت دی ہے اور تین چار دن سے یہ تذکرہ جاری ہے لیکن پچھلے دور میں آپ کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے سیاہ کاموں والے شخص نے کسی کو زبان اٹھانے کی اجازت نہیں دی کسی کو تنقید کرنے کی اجازت نہیں دی۔ لیکن ہم نے تو یہ ایوان open کر رکھا ہے کہ آؤ ہم پر تنقید کرو اور ہم تمہاری تنقید سننے کے لیے تیار ہیں۔ جناب سپیکر! میں عوام کی زبان میں بولتا ہوں کیونکہ میں ایک عوامی نمائندے کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں اور میں یہ کہوں گا کہ تمام عوام اس بجٹ پر متفق ہے اور اس بجٹ پر راضی ہے۔ یہ لفظوں کا کوئی ہیر پھیر نہیں ہے اس بجٹ کی خوبصورتی یہ ہے کہ پہلی دفعہ امیروں پر ٹیکس لگایا گیا ہے اور غریبوں کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ پچھلی گورنمنٹ میں جس طریقے سے کمشن وصول کیا گیا ہے، جس طریقے سے roads کو بیچا گیا ہے۔ جناب سپیکر! ہمارے علاقے بھکر کی ایک انتہائی اہم سڑک ایم ایم روڈ ہے جس کے کروڑوں روپے کے ٹنڈر طلب کر کے صرف کمشن کھایا گیا۔ اس کے علاوہ ہمیں کچھ نہیں ملا۔ جناب سپیکر ہمارا ماضی بھی صاف ہے اور ان شاء اللہ حال بھی صاف ہے ہم اپنے اوپر ہر ایک کو تنقید کا موقع دیتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو کچھ ہمارے ساتھ ہوا ہے۔ اس کو بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ ہمارے ضلع کی ایم ایم روڈ جس کا میں ذکر کر رہا ہوں آج بھی آپ اس سڑک پر چلے جائیں تو ٹوٹی ہوئی ملے گی۔ جناب والا! ہماری بدقسمتی کہ

ہمارے ہی علاقے کا وزیر' وزیر مواصلات تھا لیکن ہماری ایم ایم روڈ کو کمشنوں کے لیے بچا گیا لیکن اس پر کوئی کام نہیں ہو سکا۔ جناب سپیکر اگر پچھلے دور میں جھانکا جائے تو جس طریقے سے اس ملک کو لوٹا گیا ہے ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ دیکھا ہے کہ جس کے پاس کچھ بھی نہیں تھا اب کروڑ پتی اور ارب پتی بنتے دیکھا ہے۔ آج ان کی گاڑیاں دیکھیں' آج ان کے بنگلے دیکھیں آپ کو یہ سب کچھ نظر آئے گا اور آپ ان کا ماضی ہم سے پوچھیں یا جس جس علاقے سے کرپٹ لوگ نکلے ہیں ان سے ان کا ماضی پوچھیں۔ اس بجٹ میں ' میں صرف یہ گذارش کروں گا اور وزیر خزانہ صاحب بھی بیٹھے ہیں ہمیں احتساب بھی چاہیے اور جنہوں نے یہاں پر کرپشن کی اور اس ملک کو لوٹا ان کے احتساب کی بھی ضرورت ہے۔ تاکہ ہم بھی اس بات کی احتیاط کریں کہ ہم اس ملک کو لوٹنے کے لیے نہیں آئے بلکہ عوام کی نمائندگی کرنے کے لیے آئے ہیں۔ عوام کو کچھ دینے کے لیے آئے ہیں عوام سے چھیننے کے لیے نہیں آئے۔ ہمیں یہ بھی باور کروانا چاہیے اور حکومت کو یہ دکھانا چاہیے کہ پچھلی گورنمنٹ میں جن لوگوں نے اس ملک کو اور عوام کو لوٹا ہے ان کا احتساب ہو رہا ہے اور ہمارے لیے بھی ایک عبرت کا باعث بن سکے۔

جناب چیئرمین ، نیازی صاحب شکریہ۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی ، جناب والا میں صرف دو منٹ لوں گا۔

جناب چیئرمین ، نیازی صاحب میرے سامنے بڑی لمبی لسٹ ہے۔ وقت کا پلیز خیال رکھیں میں نے باقی دوستوں کو بھی وقت دینا ہے۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی ، جناب والا ! ہمارے علاقے بھکر میں سیم و تھور بہت زیادہ ہے اس لیے میری یہ گذارش ہے کہ اس بجٹ میں اس کے لیے کچھ نہ کچھ رکھا جائے۔ کیونکہ لاکھوں ایکڑ اراضی' سیم وتھور کی نذر ہو گئی ہے۔ اس کے بعد جناب والا ہماری دو بڑی بڑی تحصیلیں ہیں۔ ایک دریا خان تحصیل ہے اور دوسری کلور کوٹ تحصیل ہے اس کے علاوہ منکیرہ تحصیل ہے ان کے لیے ڈگری کالج ہیں ایم ایم روڈ کا ذکر میں کر چکا ہوں ' 18 ہزاری کا بھکر ' یہ بھی جناب سپیکر! آپ کے گوش گزار کرتا جاؤں کہ اسی قسم کا ایک سیاہ انسان جس نے اپنے ہی گھر کی سڑک نہیں بننے دی۔ ان کا نام بھی میں یہاں پر نہیں لینا چاہتا۔ پیپلز پارٹی کے ایم این اے صاحب تھے اپنے ہی دور میں انہوں نے یہ سڑک مکمل نہیں ہونے دی اور اب حالت یہ ہے کہ وہاں سے گاڑیاں گزر ہی نہیں سکتیں۔ اس کے علاوہ

ہمارے ہاں ایک منی فارم ہے جس میں مختلف انداز سے کرپشن کی گئی اور اپنے گردیدہ لوگوں کو یہ فارم مختلف انداز میں بانٹا گیا ۔ جناب سپیکر! میرا یہ خیال ہے کہ اس فارم کو بارہ بارہ ایکڑ میں یا دس دس ایکڑ میں تقسیم کر کے غریب لوگوں کو وہ فارم دیا جائے ۔ اس طرح اس سے گورنمنٹ کی آمدنی میں بھی اضافہ ہو سکتا ہے ۔ اس طرح اس کو حکومت کی آمدن کا ذریعہ بنایا جائے ۔

جناب چیئرمین ، شکریہ نیازی صاحب ۔ اس کے بعد اگلے مقرر ملک محمد حیات اترا صاحب ہیں ۔

ملک محمد حیات اترا، شکریہ جناب چیئرمین ! دیہات کے کسان سے لے کر شہروں کے عالی شان محلات تک اور بڑی بڑی گاڑیوں میں سفر کرنے والے مالکان پر ٹیکس اس لیے لگائے گئے کہ صوبہ پنجاب خوش حال ہو ۔ یہاں پر تعلیم کا فروغ ہو ' سڑکیں بنیں ' زراعت میں ترقی ہو اور صوبہ میں امن و امان بحال ہو

جناب چیئرمین ! معاشی تفاوت اعتدال پر لانے کے لیے اور محدود وسائل میں لامحدود مسائل کے حل کے لیے جن مشکلات میں یہ 98-1997ء کا بجٹ پیش کیا گیا ہے اس کے لیے میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب اور جناب وزیر خزانہ صاحب کی ان تھک کوششوں کو خراج تحسین پیش کیے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ لیکن جناب چیئرمین اس بجٹ میں جناب وزیر خزانہ نے میرے ضلع پر دست شفقت نہیں رکھا ۔ میں جس ضلع سے اور جس حلقہ سے منتخب ہو کر آیا ہوں اس میں بہت سے مسائل ہیں اور اس کی جغرافیائی کیفیت جناب چیئرمین کچھ اس طرح سے ہے کہ اس میں جہاں سنگلاخ پہاڑ ہیں وہاں پر آسمان سے باتیں کرتے ریت کے ٹیلے بھی ہیں ۔ بارانی علاقہ ہے اور بہت کم نہری علاقہ ہے ۔ اس میں نہ سڑکیں ہیں نہ بجلی ہے اور رسل ورسائل بھی بہت کم ہیں ۔ میرا ضلع ایک پس ماندہ ضلع ہے ۔ جناب چیئرمین! تعلیم کی بات کرتے ہوئے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ علم ایک ایسی روشنی ہے جو صراط مستقیم دکھاتی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئے تو انہوں نے یہ پیغام دیا کہ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝

اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی یہ فرمایا کہ

اطلبو العلم و لو کان بالصین

لیکن پوزیشن کچھ اس طرح سے ہے کہ پچھلے پچاس سال سے تعلیم کے فروغ پر کوئی توجہ نہیں دی

گئی ۔ میرے حلقہ میں نہ پرائمری سکول نہ مڈل سکول ہیں اور بہت ہی کم ایسے سکول ہیں جہاں پر بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں ۔ لیکن کہیں پر استاد نہیں اور اگر استاد ہے تو بلڈنگ نہیں۔ ان حالات میں سپیشل فنڈ دینا بہت ضروری ہے ۔ جناب والا ! میرے حلقہ میں ایک گورنمنٹ ڈگری کالج برائے طلباء (قائد آباد) اور گورنمنٹ ڈگری کالج برائے طالبات نور پور میں بنائے گئے تھے ۔ پچھلی دفعہ اس کے لیے ایک ایک لاکھ روپے کا فنڈ بھی رکھا گیا لیکن اس دفعہ وہاں پر کوئی فنڈ نہیں رکھا گیا ۔ میری گزارش ہے کہ وہاں پر ان کالجوں کے لیے خصوصی فنڈ دیئے جائیں ۔ تقریر بہت لمبی ہے۔ چونکہ گھنٹی ہو چکی ہے ۔ میں آخری بات زراعت کے بارے میں کہوں گا کہ میرے حلقے کے کسان کی حالت ناگفتہ بہ ہے ۔ وہاں پر اسے اچھے بیج اور ادویات و دیگر وسائل مہیا نہ ہیں اور سڑکیں نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنی فصلیں مارکیٹ میں نہیں لا سکتا۔ اور اب جبکہ اس پر زرعی ٹیکس کا نفاذ کر دیا گیا ہے تو اس کے لیے سہولیات بہم پہنچانا بھی ضروری ہیں۔ وہاں پر زراعت کے لیے علاقہ سیم و تھور کی وجہ سے برباد ہو چکا ہے۔ سیم و تھور کے لیے کوئی فنڈ نہیں رکھا گیا اس کے لیے فنڈ رکھنا بھی ضروری ہے۔ میری سمجھ کے مطابق رقوم جو رکھی جاتی ہیں دیانت داری سے خرچ نہیں ہوتیں۔ یہ کمیشن 'یہ لوٹ مار ' یہ جتنا پیسہ رکھا جا رہا ہے اس سے آدھا پیسہ بھی وہاں پر خرچ نہیں کیا جاتا۔ اس کے لیے خصوصی توجہ دی جائے۔ کرپشن جو کہ تقریباً ہر محکمے میں ہوتی ہے اس سے بچایا جائے ان ہی الفاظ کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ ۔ اگلے مقرر میاں جاوید لطیف صاحب۔

میاں جاوید لطیف ، شکریہ جناب چیئرمین ! میں موجودہ حالات میں اتنا بہتر منظم بجٹ پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اور میں اس بات پر اتفاق نہیں کرتا جو اویس لغاری صاحب نے کہا کہ پچھلے دور کا تذکرہ نہیں ہونا چاہیے۔میں اس ایوان میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ 1993ء سے 1996ء تک بجٹ پیش ہونے سے پہلے آدم خور بجٹ کانفرنسیں کرنے پر لوگ مجبور ہوا کرتے تھے۔ لوگ چوراہوں پر دھرنے مارنے پر مجبور ہوا کرتے تھے۔ تاجر بجٹ پیش ہونے سے پہلے اپنے شٹر ڈاؤن کردینے پر مجبور ہو جایا کرتے تھے۔ جناب والا! لال سکولوں میں پڑھنے والے اور جھونپڑیوں میں رہنے والے آج اس بجٹ کے پیش ہونے سے پہلے ان کو اتنا ڈرا دیا گیا ان میں اتنا خوف و ہراس پھیلا دیا گیا کہ ٹیکسوں کی بھاری گٹھری ان کے سروں پر گرنے والی ہے۔

لیکن اس بجٹ کے پیش ہونے کے بعد پنجاب کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ جھونپڑی میں رہنے والوں اور لال سکولوں میں پڑھنے والوں پر اس بھاری گٹھری کا بوجھ گرنے کی بجائے لمبی گاڑیوں پر سفر کرنے والوں اوربڑے بنگلوں میں رہنے والوں نے یہ بوجھ اٹھایا ہے۔ جناب والا! 1993ء سے 1996ء تک جب بھی بجٹ پیش ہوا تو اسی معزز ایوان میں اس وقت کی حکومتی پارٹی کے ممبران اس وقت کی اپوزیشن کو یہ کہتے اور سنتے ہوئے دیکھا گیا ہے کہ یہ بجٹ اوکاڑہ نامہ ہے۔ اس وقت 96-1995 میں یہ کہتے ہوئے بھی سنا گیا کہ جناب یہ پتوکی نامہ ہے۔ اس بجٹ کے پیش ہونے کے بعد اس ایوان کے باہر بھی، گلی محلوں اور دیہاتوں میں ہم نے لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ جناب یہ لاہور نامہ نہیں بلکہ اس بجٹ کو پنجاب نامہ قرار دے دیا گیا ہے۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ یہاں دو دن پہلے میرے کچھ فاضل ممبر یہ کہہ رہے تھے کہ جناب کرپشن ہم نے نہیں کی۔ فلاں نے کرپشن کی فلاں نے یہ کیا۔ مگر میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حقہ ٹولی سرکار کے ڈیرے پر اس بجٹ اجلاس سے پہلے جو ڈیرے پر رونقیں لگی تھیں اس بجٹ کے پیش ہونے بعد یقین جانیے کہ حکا ٹولی سرکار کے ڈیرے پر ایک بھی فرد آپ کو نظر نہیں آئے گا وہ اس خوش فہمی میں تھے کہ بجٹ کے پیش ہونے کے بعد لوگ سراپا احتجاج بن کر سڑکوں پر خود بخود نکل آئیں گے اور ہم احتجاجی تحریک کا اعلان کردیں گے۔ لیکن یقین جانئیے کہ غریب کش بجٹ تو پیش نہیں ہوسکا البتہ یہ ضرور ہوا ہے کہ یہ بجٹ اپوزیشن کش ضرور پیش ہوا ہے۔ میں جناب چیئرمین صاحب یہ بھی عرض کروں گا کہ اس سے پہلے یہاں پر جو کچھ ہوتا رہا، ہم نے جو کچھ دیکھا سنا۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب یہ بجٹ اپوزیشن کرش نہیں بلکہ اس پنجاب کے عوام کے لیے جناب وزیر خزانہ نے، جناب چیف منسٹر صاحب نے پورے پنجاب کے انسانوں کی بہتری کے لیے یہ بجٹ پیش کیا ہے۔ کسی کو کرش کرنے کے لیے نہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ صدیق سالار صاحب۔

میاں جاوید لطیف: میں صدیق سالار صاحب کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن میں نے یہ بجٹ اپوزیشن کرش اس لیے کہا تھا کہ جو ان کے منصوبے تھے، جو ان کا پروگرام تھا کہ جناب ہم اس بجٹ اجلاس کے بعد تحریک چلائیں گے وہ ان کے منصوبے ادھورے کے ادھورے رہ گئے اور وہ اپنی تحریک چلانے کے قابل نہیں رہے۔ بہت شکریہ مہربانی۔

جناب چیئرمین، شکریہ جاوید لطیف صاحب۔ میرے اگلے مقرر چودھری مشتاق احمد صاحب ہیں۔

چودھری مشتاق احمد، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر۔ میں سب سے پہلے اس صوبہ پنجاب کے worst economical position کی موجودگی میں ایسا balanced budget جو کہ ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف ، میاں محمد شہباز شریف اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب وزیر خزانہ پنجاب نے اپنے اچھے عملے کے تعاون سے جس میں سیکرٹری فنانس اور چیئرمین P&D بھی ہیں میں سب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ ہمارے پاس فنڈز کی اتنی زیادہ کمی تھی کہ ہمیں اس پر منصوبہ بندی کرنی پڑی۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم نے اس کو curtail کرکے موجودہ فنڈز میں سے ہی ہم نے ایسا خوبصورت بجٹ پیش کیا ہے۔ PRTC جو کہ ایک مگرمچھ ثابت ہو رہا تھا اس پر ہم 40 کروڑ روپیہ سالانہ خرچ کر رہے تھے اس کو ہم نے ختم کیا اس کے بدلے میں ہم نے قوم کو اللہ کے فضل و کرم سے ایک پبلک ٹرانسپورٹ سکیم دی ہے اور یہ ان شاء اللہ تعالیٰ عام آدمی کی امنگوں کے مطابق ہوگی۔ unemployment کے بارے میں خدا کا شکر ہے کہ ہماری حکومت کی اچھی سوچ اس پر پڑی کہ انھوں نے قرضہ سکیمیں جاری کی ہیں۔ اگرہمارے unemployed نوجوان اسی طرح گھومتے پھرتے رہتے ، نوکریوں سے محروم رہتے تو یقیناً دہشت گردی کی وارداتیں زیادہ ہوتیں۔ اور اس ملک میں جو دہشت گردی کا طوفان آیا ہوا ہے اس کو اس منصوبہ بندی کے تحت کنٹرول کرنے میں ان کی یہ کاوش ہے اللہ تعالیٰ اسے کامیاب کرے۔ اور میں یہ گزارش کروں گا کہ میرا علاقہ تحصیل شکرگڑھ صرف ایک فیکٹری کی صورت اختیار کر گیا ہوا ہے۔ وہاں پر کوئی انڈسٹری نہیں ہم صرف مزدور پیدا کرتے ہیں۔ اور پاکستان کے کونے کونے میں ہمارا مزدور جاتا ہے ، محنت کش جاتا ہے۔ آپ ہر منڈی میں چلے جائیں تو دیکھیں گے کہ آپ کو شکر گڑھ کا آدمی وہاں پر موجود ملے گا۔ اس کی کیا وجہ ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ہمارے علاقے میں روزگار کے ایسے ذرائع موجود نہیں ہیں لوگ غربت میں اتنے پس چکے ہیں کہ وہ اپنے علاقے کو چھوڑ کر اپنے گھر بار کو چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں جاکر خدمت گزاری کرتے ہیں۔ اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ ہمارا علاقہ غریب اور مفلس ہے۔ اور پاکستان میں یہ جنوبی پنجاب والے کہتے ہیں کہ ہمارے فنڈز کم دیتے ہیں۔ لیکن میں آپ کو بتاؤں کہ اسی طرح جو علاقے ایڈوانس ہیں ان میں ہماری ایک چھوٹی سی پاکٹ ہے جس پر کسی نے آج تک توجہ ہی نہیں دی۔ خود جا کر دیکھ لیں ایک انڈسٹری موجود نہیں اور ہمارے علاقے میں رہنے کی حالت یہ ہے کہ دیہات میں کچے مکانات ہیں اور

، نا برا حال ہے حوں sanitation ہیں' کوئی ڈرنج سسٹم نہیں اور ایسی حالت ہے کہ آپ وہاں رہ ہی نہیں سکتے تو میں گذارش کروں گا کہ اگر آپ نے ڈی جی خان ڈویژن' بہاولپور ڈویژن کے لیے پیکج دیا تو میں خوش ہوا کہ آپ نے غریبوں کے لیے دیہاتی عوام کے لیے کچھ نہ کچھ تو سوچا ہے تو خدارا ! ہمارے علاقے کے لیے سوچیے اور آئندہ جب بھی موقع ملے ہمارے علاقے کو اس پیکج میں شامل کیجیے۔

ہمارے علاقے میں اریگیشن نظام نہیں ہم بارانی علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہماری زمینیں ناہموار ہیں' ہمارے لیے land levelling کے لیے کوئی انتظام نہیں تو جناب والا! ہم بھی اتنا ہی ٹیکس دیں گے جتنا آپ زراعت میں ٹیکس دیں گے۔ ہمیں توقع ہے کہ آپ ہمارے علاقے کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور سوچیں گے۔

جناب والا! ہمارا علاقہ بدقسمتی سے یا خوش قسمتی سے جموں کشمیر کی toe پر واقع ہے' برساتی نالے ہیں اور برساتی نالوں کے پانی کا کرنٹ اتنا تیز ہے کہ ان نالوں کے ساتھ واقع دیہات ہمیشہ برد ہوتے ہیں۔ اس طرف کوئی توجہ نہیں ہے میں آپ کو دعوی سے کہتا ہوں کہ وہاں پہ تھتا اور سید پور دو دیہات ہیں ان کا آدھا آدھا گاؤں صاف ہو چکا ہے۔ میں نے کمشنر صاحب کو کہا' ڈپٹی کمشنر صاحب کو کہا' میں نے اپنی اے ڈی پی میں وہ سکیم بھی دی۔ میں نے فوری طور پہ گذارش کی کہ اگر یہ دیہات دریا برد ہو جائیں تو وہاں پہ کم از کم پانچ سو گھر ایک گاؤں' پانچ سو گھر ایک گاؤں میں ہیں ان کو ریلیف دینے کے لیے آپ کو بہت فنڈ کی ضرورت ہو گی اور اب موقع ہے فلڈ سے پہلے پہلے آپ اس علاقے پہ مہربانی کریں اور کم از کم interim period کے لیے چھوٹی موٹی سکیم منظور کر لیں۔

میں ایک اور گذارش کرنا چاہتا ہوں جو بہت ہی اہم ہے وہاں پہ 12 سو ایکڑ یا 2 ہزار ایکڑ کے قریب فاضل پور ڈرین ہے جو کہ 1974ء میں بنائی گئی تھی وہاں سارا پانی بارشوں کے دوران held up ہو جاتا ہے تو جناب! وہ ساری زمینیں پانی سے بھر جاتی ہیں اور لوگوں کی ساری فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں تو اس پہ کوئی توجہ نہیں ہے۔ میں نے وہ سکیمیں بھی دی تھی ہمارے لوگ جانور پالتے ہیں میں نے اے ڈی پی میں گذارش کی تھی کہ وہاں پر کم از کم artificial insemination centres بنا دیجیے۔ دو کی تجویز دی تھی وہ بھی نہیں آئے ہماری ایک بھی سکیم پاس نہیں کی گئی تو خدارا! اس علاقے کو پس ماندگی کی نظر سے دیکھتے ہوئے مہربانی فرمایے اور کچھ نہ کچھ ہمیں دیجیے۔ شکریہ جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین: اب میں خواجہ محمد اسلام صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار

کریں۔

خواجہ محمد اسلام، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! رواں مالی سال کے بجٹ کے موقع پہ مجھ سے پہلے معزز اراکین نے اس معزز ایوان میں مختلف حوالوں سے باتیں کی ہیں لیکن جناب چیئرمین! میں اس حوالے سے بات کروں گا کہ تین فروری 1997ء کو پاکستان مسلم لیگ اور میاں محمد نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب جناب میاں شہباز شریف صاحب کو جو ایک تاریخ ساز مینڈیٹ ملا ہے وہ تاریخ ساز مینڈیٹ اس بات کا متقاضی ہے کہ بجٹ بھی تاریخ ساز ہی پیش کیا جائے اور تاریخ ساز ہی فیصلے کیے جائیں۔

جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج ہمیں ان قدروں پہ کام کرنا ہو گا اس ارض وطن کے لیے' اس ملک کے لیے اور پاکستان کی فلاح کے لیے' پاکستان کی قسمت کو سنوارنے کے لیے قانون سازی کی جانی چاہیے۔ ہمارے ملک کا قانون آج سے پہلے موم کی ناک بنا ہوا تھا ہمیں چاہیے کہ اس خلاء کو پر کریں اور قانون سازی کر کے اس ملک کے لٹیروں' اس ملک کے غاصبوں اور اس ملک کے کرپٹ لوگوں کو جب تک کیفرکردار تک نہیں پہنچایا جائے گا تب تک ہمارا ملک نہ امن کا گہوارہ بن سکے گا اور نہ ہی ہم لوگ چین سے رہ سکیں گے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ آج پاکستان مسلم لیگ اور میاں محمد نواز شریف اور وزیر اعلیٰ جناب میاں شہباز شریف صاحب اور خاص طور پر وزیر خزانہ جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے ایک جرأت مندانہ کردار ادا کیا ہے اور اس جرأت مندانہ عمل پر زرعی ٹیکس لگایا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ زرعی ٹیکس آج سے 27 سال قبل 70ء کی دہائی میں لگنا چاہیے تھا جب ایسا ہی ایک مینڈیٹ اس وقت کے حکمرانوں کو ملا تھا لیکن انہوں نے اپنی عیاشیوں اور اپنے الٹے سیدھے مصاحبین کی غلط مشاورت کی وجہ سے اپنے اس مینڈیٹ کو ضائع کیا اور اپنے ملک دشمن ہونے کا ثبوت دیا لیکن آج ان شاء اللہ اس ملک کی قسمت سنورے گی اور اس ملک کے لیے' اس پنجاب کے لیے اچھے سے اچھے عملی اقدام آئیں گے اور جناب چیئرمین! اس کے بعد میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ زرعی ٹیکس ایک ایسا bold step ہے جس پر مسلم لیگ کی حکومت کو آج جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے۔ جناب چیئرمین! اس زرعی ٹیکس سے ہونے والی آمدنی انہی کھالوں پر' انہی پگڈنڈیوں پر اور انہی کھیتوں پر لگنی ہے اس کے باوجود بھی آج میرے پنجاب اور میرے ملک کا

ہر زمین دار اور ہر شہری ایک tax paid کہلانے پر فخر محسوس کرے گا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کے لیے ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب کو اس بات پر بھی خراج تحسین پیش کروں گا کہ انہوں نے بڑے بڑے بنگلوں اور بڑی بڑی گاڑیوں پر ٹیکس لگایا ہے یہ اس بات کا مترادف اور آئینہ ہے کہ ہمارے ملک میں selected snobbery type کی چیزوں کو ختم کرنا ہے اور احساس برتری والے لوگوں کے اس احساس کو ختم کرنا ہے۔

جناب چیئرمین! میں صرف دو تین گزارشات کروں گا۔ وہ یہ کہ پاکستان مسلم لیگ پچھلے پچاس سال سے اس ملک کی خدمت کر رہی ہے اور دو چار باتیں یہ ہیں کہ پولیس اور امن عامہ کے لیے 54 کروڑ 86 لاکھ روپے بجٹ میں رکھے گئے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پیسے سے اس ملک کی امن عامہ میں ان شاء اللہ بہتری آنے گی لیکن پولیس کے لیے بھی ایک سفارش کرنی ہے کہ پولیس کی پاور کو کم کیا جائے۔ پولیس کی پاور میں اتنی ترمیم ہونی چاہیے کہ تحریر کی جانے والی ایف آئی آر پر گرفتاری تفتیش کے بعد ہونی چاہیے تاکہ ہمارے ملک میں پولیس کے ظلم و ستم سے عام شہری کی جان بچے اور جناب چیئرمین! سرکاری ملازمین کے لیے امپورٹڈ گاڑیاں بند کرنے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ کرپٹ افسروں کے پاس لینڈ کروزر گاڑیاں ہونے کی وجہ سے میرے ملک' میرے صوبے پنجاب کے ایمان دار افسر احساس کم تری کا شکار تھے ان کو اس سے بچایا ہے اور اس اپوزیشن پہ لایا ہے کہ ہر شخص ایک ہی گاڑی پہ ہو گا۔

جناب چیئرمین! تعلیم کے لیے 27 ارب' 7 کروڑ اور 53 لاکھ رکھے گئے ہیں یہ پچھلے سال کے بجٹ سے ڈیڑھ گنا زیادہ ہیں۔ میں آج یہ بات کہنے میں عار محسوس نہیں کروں گا اور اس ایوان کی در و دیواریں گواہ ہیں کہ پچھلے سال اس بجٹ کے موقع پر میں نے کہا تھا کہ یہ لوگ تعلیم کی مد سے پیسے کاٹ رہے ہیں یہ خود تو نالائق تھے یہ اپنی اگلی نسل کو بھی نالائق کرنا چاہتے ہیں اور آج وہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کا ہر شہری' پنجاب کا ہر طالب علم خوش ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ نے ٹاٹ سسٹم کو ختم کر کے میرے پنجاب کے بچوں کے احساس کم تری کو ختم کیا ہے۔ اور جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر تعلیم سے ایک درخواست کروں گا کہ ہمارے پنجاب میں اور ملک میں یہ سسٹم ہے کہ میٹرک کے پیپروں' سیکنڈ ایئر کے پیپروں یا بی۔اے

کے پیپروں کے بعد جن بچوں کو اگلے کالج میں داخلہ نہیں ملتا۔ ان کا معیار اور ان کے پاس ہونے کا وہی رکھا جائے جن سے انھیں اگلے کالج میں داخلہ مل جائے۔ جو بچے تھرڈ ڈویژن میں پاس criteria ہوتے ہیں اور داخلے کے لیے بھاگے پھرتے ہیں۔ خدا کے لیے ان بچوں کا سوچنا چاہیے۔

ایک گزارش اور کروں گا کہ ہمارے نظام معاشرت میں' ہمارے پنجاب میں ہمارے ملک میں نماز عید اور نماز جنازہ یہ دونوں ایسی نمازیں ہیں۔ جن کے متعلق ہر پاکستانی کو ہر مسلمان کو علم ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین، شکریہ' خواجہ صاحب!

سید ذیشان الٰہی ، جناب چیئرمین! میں نے اور خواجہ اسلام نے یہ پروگرام بنایا تھا کیونکہ آپ نے بہت زیادہ ٹائم کاٹ دیا تو ہم دونوں فیصل آباد سے ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ اگر میری ٹرن پہلے آ جائے تو میں آپ سے ٹائم لے لوں گا۔ پتہ نہیں انھوں نے کیا کیا ہے کہ آپ نے ان کو پہلے ٹائم دے دیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ نہ میں بات مکمل کر سکوں گا نہ یہ کر سکیں گے۔ اس لیے میرے دو تین منٹ بھی ان کو دے دیں۔ کیونکہ میں تین منٹ میں یہ نہیں کہہ سکتا۔

جناب چیئرمین، آپ کا نمبر ابھی دور ہے۔

سید ذیشان الٰہی، میں وقت نہیں لوں گا کیونکہ میں بات مکمل کر ہی نہیں سکتا۔

جناب چیئرمین، پتہ نہیں' اس وقت آپ کی باری بھی آتی ہے یا نہیں۔ باقی ممبران کو بھی تو ٹائم دینا ہے۔

خواجہ محمد اسلام، جناب چیئرمین دو منٹ کے لیے ٹائم دے دیں۔

جناب چیئرمین، نہیں دو منٹ تو میں نے پہلے ہی آپ کو زیادہ ٹائم دے دیا ہے۔ میں نے آپ کو آؤٹ آف ٹرن بھی ٹائم دیا ہے۔ اب میں غلام محمد سواگ صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

ملک غلام محمد سواگ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کی مہربانی اللہ تعالیٰ آپ کو وزیر بنائے کہ آپ نے بڑی محنت کے بعد مجھے وقت عنایت فرمایا ہے۔ سب سے پہلے میں اس کسان دوست اور غریب دوست بجٹ پر جناب وزیر اعلیٰ پنجاب' جناب وزیر خزانہ اور سیکرٹری خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ پنجاب کی تاریخ میں......

سردار سعید انور ، پوائنٹ آف آرڈر۔ حکومت کی نمائندگی کے لیے کوئی بھی منسٹر اس وقت پھر نہیں

ہے۔مہربانی کی جائے اور حکومت کی نمائندگی کے لیے کسی کو بلایا جائے۔ کیونکہ ایم۔پی۔اے بات کرتے ہیں۔ کوئی تو ہو جو لکھے۔

جناب چیئرمین، میں معزز وزراء سے گذارش کروں گا کہ جو لابی میں بیٹھے ہیں وہ ہاؤس کے اندر تشریف لے آئیں۔

ملک غلام محمد سواگ، جناب چیئرمین! میں گذارش کر رہا تھا کہ اس خوبصورت بجٹ پر جناب وزیر اعلیٰ پنجاب' جناب وزیر خزانہ اور سیکرٹری خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ پنجاب کی تاریخ میں ایک ایسا بجٹ پیش کیا ہے کہ جس پر پہلی دفعہ تمام کالم نگاروں نے اس بجٹ کے حق میں اپنی دلیلیں دی ہیں اور صحافی حضرات جن کا قلم حق اور سچ لکھنے کا عادی ہے۔ پہلی دفعہ پنجاب کی تاریخ میں اس بجٹ کے حق میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اس لیے آج جب ہم سیاسی دور کی بات کرتے ہیں تو میں وہ باتیں دہرانا نہیں چاہتا جو میرے معزز ممبران نے پچھلے دور کی باتیں کیں۔ البتہ میں اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں' پاکستان مسلم لیگ کے کارکنوں نے' پاکستان مسلم لیگ یوتھ ونگ کے نوجوان اور ایم۔ایس۔ایف کے نوجوانوں نے جس ظلم وستم کے بعد' تین سالہ دور کے بعد یہ خاموش انقلاب دیا ہے۔ اس کا تقاضا تھا کہ ہم ماضی کی روایات کی طرح بدلہ لیتے' اپنے ظلم و ستم کا بدلہ لیتے۔ لیکن آج میں اپنے قائد ایوان جناب وزیر اعلیٰ پنجاب' وزراء صاحبان اور معزز اراکین اسمبلی کو خراج تحسین پیش کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہم وہ تمام ظلم وستم بھول چکے ہیں۔ ہم پنجاب کو سیاسی روایات سے ہٹ کر نئی روایات پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ آج ہم پنجاب میں ایک نئے عزم کے ساتھ چلے ہیں۔ جناب والا! سب سے پہلے اراکین اسمبلی نے اس انقلاب کو اور مینڈیٹ کو کامیاب بنانے کے لیے قربانیاں دیں۔ میں پہلی دفعہ آیا ہوں۔ ہمارے ذہن میں ایم۔پی۔ایز کا تصور کچھ اور تھا۔ جب ہم پچھلے دور کے ایم۔پی۔ایز کو دیکھتے ہیں تو آج ہمیں احساس ہوتا ہے۔ لیکن میں اپنی قیادت کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے اداروں کو مضبوط کرنے کے لیے پاکستان مسلم لیگ کے منشور پر عمل کرنے کے لیے میرٹ اور برابری کی بنیاد پر پنجاب کے لوگوں کو انصاف مل سکے' پنجاب کے لوگوں کو ترقی میں شریک کیا جا سکے۔ اگر ہم بجٹ کی طرف آتے ہیں تو پاکستان کی سیاسی تاریخ میں اور پنجاب کے بجٹ میں دیہی ترقی کے لیے سب سے زیادہ رقم کل بجٹ کا 66 فی صد مختص کی گئی ہے۔ اس پر بھی میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ اور سیکرٹری خزانہ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ دیہی ترقی کے لیے انھوں

نے بہت رقم رکھی ہے۔ پھر پہلی دفعہ ایڈمنسٹریشن پرکٹوتی کی گئی۔ کل بجٹ کا 15 فی صد کی بجائے 13 فی صد رکھا گیا۔ اس کا سہرا جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو جاتا ہے۔ جب ہم وزیر اعلیٰ پنجاب جناب میاں محمد شہباز شریف کی ٹیم کو دیکھتے ہیں تو ہمیں احساس ہوتا ہے اور یقین پختہ ہوتا ہے کہ پاکستان مسلم لیگ کی حکومت پنجاب میں ضرور انقلاب لائے گی۔ اس لیے کہ جب دیانت دار محنتی چیف منسٹر ہو جب اس کے ساتھ جاوید محمود جیسے محنتی اور دیانت دار افسر کو سیکرٹری دیکھتے ہیں۔ جب ایل ڈی اے میں سبطین فضلی جیسے آدمی کو ڈائریکٹر جنرل دیکھتے ہیں۔ جس کی دیانت پر مخالف بھی شک نہیں کرتے تو ہمیں یقین ہوتا ہے کہ ہمارا قائد ایوان اس صوبے کی تقدیر بدل دے گا۔ اس لیے انھوں نے کٹوتی کی ہے۔ ہمیں یاد ہے کہ پہلے وہاں فالسے کا شربت ملتا تھا جب وہاں انار کا تازہ شربت ملا کرتا تھا۔ آج ہم چیف منسٹر ہاؤس میں جاتے ہیں تو صرف چائے کی ایک پیالی ملتی ہے تو ہمارا سر فخر سے بلند ہوتا ہے کہ مسلم لیگ کے کارکنوں کی دعاؤں کے نتیجے میں بننے والی یہ حکومت یوتھ ونگ کے خون نذرانے میں یہ ملنے والا مینڈیٹ ایم۔ایس۔ ایف کے نوجوانوں کے جذبات کی صحیح ترجمانی ہو رہی ہے اور کفایت شعاری ہو رہی ہے۔ جناب والا! آج ہم سب کو قربانیاں دینا ہوں گی۔آج جب ہم صحیح سمت میں چلے ہیں۔ جب کوٹہ ختم ہے۔ جب ایم۔پی۔ایز کا استحقاق ختم ہے۔ ہم یہ قوم کی خاطر قربانیاں دے رہے ہیں تو مایوسیاں جنم لے رہی ہیں۔ مایوسیاں کون پھیلا رہے ہیں۔ مایوسیاں وہ لوگ پھیلا رہے ہیں جو پچھلے تین سال میں جو کچھ کرتے رہے ہیں۔ لیکن جب بات چلتی ہے اور ہم دیکھیں گے کہ زرعی ٹیکس سے ایک ارب 52 کروڑ کی آمدن ہو گی' جب وہ دیہاتوں میں لگے گا اور جب وہ ریسرچ پر لگے گا۔ میں جناب وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب اس پیسے کو دریائے سندھ کے اس پانی پر لگایا جائے گا جو سو دن میں ضائع ہوتا ہے۔ سندھ کے معاہدے کے تحت سو دنوں کے لیے ہم پانی سٹاک کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین، شکریہ سواگ صاحب۔

ملک غلام محمد سواگ، جناب چیئرمین! صرف دو منٹ ۔ جناب چیئرمین کی اجازت اور مہربانی سے میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جناب والا! آج ضلع لیہ کا بارانی علاقہ جس کو بارانی سہولتیں حاصل نہیں ہیں۔ مہربانی کر کے اس کو بھی بارانی علاقے میں شامل کیا جائے۔ اور جناب والا! تھل کینال سکیم جس کے لیے تھل سے تین حصے اراضی دے کر تھل کنال بناتی گئی اور لوگوں کی زمینوں کو سیراب کیا گیا۔ یہ

پاکستان کی تاریخ میں پہلی سکیم ہے۔ لیکن آج وہاں وارابندی ہے۔ جناب 11 سو کیوسک کی کمی ہے۔ اس کے لیے بھی کوئی خصوصی انتظام کیا جائے۔ اور جناب والا! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بجلی پر فلیٹ ریٹ کو آدھا کیا جائے اور آخری بات' میرا لیہ شہر ڈوب رہا ہے۔ وہاں پر کمیٹی کے پاس پبلک ہیلتھ کے لیے پیسے نہیں ہیں۔ وہ دیے جائیں۔ اور دوسری بات سب سے اہم جو میں کرنا چاہتا ہوں کہ لیہ کو دو مین سڑکیں' ایک ایم ایم روڈ بھی بند ہے۔ چائنا کمپنی کو مرمت کا ٹھیکہ دیا گیا۔ اس نے وہ روڈ بند کر دی۔ دوسری روڈ کوٹ ادو تا ملتان بھی کنسٹرکشن کی وجہ سے بند ہے۔ وزیر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے لیے صرف دس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ اس طرح سے تو شاید یہ سڑک بیس سال میں بھی نہ بن سکے۔ اس لیے اس کی افادیت آپ خود جانتے ہیں' اس کے لیے بھی مہربانی فرمائیں گے۔

جناب چیئرمین، شکریہ' اب میں دعوت دیتا ہوں جناب شاہد ریاض ستی کو۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں' خواجہ ریاض محمود صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، میں نے بھی تقریر کے لیے اپنا نام دیا تھا۔ پتا نہیں' آپ کے پاس سے چٹ کہیں گم ہو گئی ہو گی۔ تو کل سے منتظر ہوں' حاضری کے لیے پکارا نہیں جا رہا۔

جناب چیئرمین، خواجہ صاحب! آپ کا نام میرے پاس ہے۔ ان شاء اللہ جلدی آپ کا نمبر آ جائے گا۔

خواجہ ریاض محمود، کون سا نمبر ہے؟

جناب چیئرمین، لسٹ میں آپ کا چوبیسواں نمبر ہے۔

خواجہ ریاض محمود، چونسٹھواں؟

جناب چیئرمین، چوبیسواں۔

خواجہ ریاض محمود، چوبیسواں۔ پھر تو انا للہ و انا الیہ راجعون ہی پڑھنے والی بات ہے۔ ایک بج گیا ہے۔ تو میں آپ کو ہی مبارک باد دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ بقول شاعر،

کبھی جگر پہ کبھی دل پہ چوٹ پڑتی
تیری نظر کے نشانے بدلتے رہتے ہیں
لگی ہے سیف نظر انقلاب دوراں پر
سنا تو ہے کہ زمانے بدلتے رہتے ہیں

جناب سپیکر! یہ وہ سیٹ ہے کہ جس سیٹ پر بیٹھے ہوئے پچھلے دور کے بدعنوان ڈپٹی سپیکر نے بلدیاتی بل پاس کرنے کے لیے جو غیرقانونی رویہ اختیار کیا اور آپ نے جس طرح میرے ساتھ مل کر اس سپیکر پر کئی دفعہ *** ہوئے' اس لیے کہ وہ غلط قسم کی جمہوری روایات قائم کر رہے تھے اور وہ غلط بل پیش کر رہا تھا اور غلط بل کو پاس کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو جمہوری روایات کو بلند کرنے کے لیے عظیم الشان قربانیاں دی ہیں' اللہ تعالیٰ نے اس سیٹ پر بٹھا کر عزت افزائی کی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ' خواجہ صاحب!

جناب محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر۔ **** کے الفاظ حذف کیے جائیں۔

جناب چیئرمین: میں کہتا ہوں کہ یہ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

جناب شاہد ریاض ستی (پی پی- 9' راولپنڈی): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے عوام نے اپنے ووٹ کے ذریعے اس ملک میں خاموش انقلاب لایا ہے۔ اور کسی بھی جمہوری ملک کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اگر موازنہ کیا جائے۔ ایک طرف ووٹ کے ذریعے عوام نے ایک سیاسی قوت جو کہ اس ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہی تھی' اس کو ختم کیا۔ اور دوسری طرف پاکستان مسلم لیگ کو میاں نواز شریف کی قیادت نے بھرپور مینڈیٹ دیا کہ آنے والے وقت میں وہ ان کے مسائل حل کریں جو ہر طرف ہیں۔ تو آج میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کا بجٹ جو ہمارے وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف صاحب کی قیادت میں ہمارے وزیر خزانہ جناب ذوالفقار کھوسہ صاحب نے پیش کیا ہے یہ پنجاب کے وسائل اور مسائل کے عین مطابق ہے۔ اور اس بجٹ سے ان شاء اللہ تعالیٰ صوبائی وسائل میں اضافہ ہوگا' غیرترقیاتی اخراجات میں

**** بحکم جناب چیئرمین حذف کر دیا گیا۔

طرح پہلے کہا' آج وقت کا تقاضا ہے کہ جس طرح اس حکومت کو مینڈیٹ ملا ہے ہم اپنی پالیسیوں کو سیاست کی نذر نہ کریں' بلکہ دور رس پالیسیاں مرتب کریں جس سے اس ملک کے اور غریب عوام کے حالات بہتر ہوسکیں۔ جناب چیئرمین! اسی چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ زرعی ٹیکس کا جو یہاں نفاذ کیا گیا ہے وہ آئندہ کے لیے اس ملک کی ایک بہتری کے لیے ایک مستحسن اقدام ہے۔ اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ 85 فی صد غریب عوام' غریب کاشت کار کو 15 فی صد ہمارے امیر کاشت کار ان کے لیے ٹیکس دے کر سپورٹ بنیں گے اور ان کے حالات بہتر کریں گے' سڑکیں بہتر ہوں گی' farm to market roads بہتر ہوں گی' کینال سسٹم بہتر ہوگا اور اس سے زرعی انقلاب برپا ہوگا۔ دوسری طرف میاں نواز شریف نے جو زرعی پالیسی وضع کی ہے اس ملک کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی ایک زرعی انقلاب لائے گی' کیونکہ جو گندم کی قیمت بڑھائی گئی ہے وہ موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے بڑھائی گئی ہے کہ ہمارے ملک میں کسان کا خرچہ کس قدر گندم کی اور دوسری فصلوں کی کاشت پر اٹھتا تھا۔ جب ہمارا کثیر زر مبادلہ کے ذخائر زرعی اجناس امپورٹ کرنے پر خرچ ہوتے تھے اور ہمارے لیے یہ باعث شرم تھا کہ ہم انڈیا سے آلو منگوا کر کھاتے تھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے ملک میں زرعی انقلاب آنے کے بعد گندم ملک کی پیدا ہوگی اور ہمارے عوام ملک کی گندم استعمال کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ oil ہمارے ملک میں produce ہوگا اور اس کے ساتھ ہمارا زر مبادلہ بچے گا اور حکومت کے exchequer میں جمع ہوگا۔ جس سے ہمارے ملک میں ترقیاتی عمل جاری و ساری ہوگا اور اس کے ساتھ روزگار کے مواقع میسر آئیں گے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ آج کی حکومت اور سابقہ حکومت کا عوام الناس کو موازنہ کرنا چاہیے کہ ہماری حکومت جس کفایت شعاری سے چل رہی ہے اور جو کفایت شعاری کا نمونہ ہماری پنجاب کی حکومت پیش کر رہی ہے کہ سابقہ ادوار کے ساتھ آپ موازنہ کریں کہ وزراء کی فوج ظفر موج ہوا کرتی تھی اور ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے حکومتی بنچوں کے ایم پی ایز کے پاس گاڑیوں کے انبار لگے ہوتے تھے۔ لیکن آج ہمارے وزرائے کرام ایک ایک پاکستان made گاڑی استعمال کر رہے ہیں اور اس ملک کے لیے شب و روز محنت کر رہے ہیں اور اس صوبے کے عوام کے لیے محنت کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ 27 ارب روپے کی خطیر رقم ایجوکیشن کے لیے وقف کی گئی ہے اس سے دیہات میں پرائمری تعلیم کے لیے ایک نئے باب کا اضافہ ہوگا' بچوں کے پرائمری سکول کھلیں

گے ' پرائمری سکول اپ گریڈ ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اپنی حکومت سے توقع رکھتا ہوں کہ ہماری حکومت جس طرح شب و روز محنت کر رہی ہے' وہ ہمارے مسائل پر بھی نظر رکھے گی۔ جہاں اساتذۂ کرام کی کمی ہے' وہاں پر کمی پوری کی جائے گی۔ اور دیہات میں' خاص طور پر ہائی سکولوں میں سائنس ٹیچرز کی بہت زیادہ کمی ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ ہماری حکومت آنے والے وقت میں اس کمی کو بھی درست کرے گی۔ اس کے ساتھ صحت کے بارے میں جو رقوم رکھی گئی ہیں' اس سے ہمارے بیسک ہیلتھ یونٹس' تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور رورل ہیلتھ سنٹرز کے حالات بہتر ہوں گے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ادویات کے لیے جو رقوم فراہم کی گئی ہیں' حکومت وقت ان پر بھی نظر رکھے گی۔ اور دیہات میں دور دراز علاقوں میں جو BHUs ہیں ان میں دوائیوں کی ترسیل یقینی بنائی جائے گی۔ اور میں حکومت سے یہ بھی توقع رکھتا ہوں کہ غریب عوام کے لیے مفت دوائیوں کے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری حکومت ضرور بندوبست کرے گی۔

جناب سپیکر! میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ تین دن کی تگ و دو کے بعد یہ چھوٹا سا وقت آپ نے مجھے دیا ہے۔ تھوڑی سی آپ اور مہربانی فرما دیں۔ مجھے چند ایک اپنے حلقے کے مسائل بھی بیان کرنے ہیں۔ جناب والا! میں اس کے ساتھ حکومت کو یہ بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر کو درست کرنے کے لیے حکومت وقت نےموجودہ سال میں بھی کثیر رقم پولیس پر خرچ کی اور آئندہ مالی سال میں بھی حکومت نے رقم رکھی ہے تاکہ پولیس کی اصلاح ہو سکے اور کرپشن کی بیخ کنی کی جا سکے اور ہمارے ملک میں اس وقت جو لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ درست ہو سکے۔جناب والا! اس کے ساتھ' چونکہ میں ایک دور دراز' انفرادی مسائل سے گھرے ہوئے علاقے کی نمائندگی کرتا ہوں' جس کے انتہائی گھمبیر مسائل ہیں اور آج تک وہ مسائل جوں کے توں اور حل طلب ہیں۔ اس میں سب سے بڑھ کر یہ مسئلہ ہے کہ پورے پنجاب میں اگر مالک کی زمین ہے تو درخت اس کا ہے۔ لیکن میرے علاقے مری' کہوٹہ اور کوٹلی ستیاں کے ساتھ ایک امتیازی سلوک انگریز نے 1887ء میں وضع کیا تھا کہ زمین تو مالک کی لیکن وہ درخت کا مالک نہیں ہو گا' وہ سرکار ہو گی۔

میں امید رکھتا ہوں کہ جس طرح بھرپور ووٹ کے ذریعے ہمارے عوام نے ہم کو کامیاب کیا ہے اسی طرح موجودہ حکومت ہمارے اس مسئلے پر غور کرے گی اور درخت کے حقوق ہمیں دے گی۔
جناب سپیکر! میں چونکہ کشمیر کے بارڈر پر بستا ہوں۔ میرے حلقہ نیابت کے ایک طرف اسلام

ابد کا بارڈر لگتا ہے دوسری طرف ہیرہ کا بارڈر لگتا ہے اور ایک طرف مری کا بارڈر لگتا ہے۔ تو میری پوری تحصیل میں اس وقت صرف ایک گاؤں میں بجلی ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ حکومت پنجاب priority basis پر میرے علاقے میں بجلی کا مسئلہ حل کرے گی۔

جناب سپیکر! میرا علاقہ چونکہ پہاڑی ہے اور حکومت ہمیں ہمیشہ پنجاب کی طرح عام میدانی علاقوں کی طرح treat کرتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہاں سڑکوں کی بری حالت ہے۔ وہاں بارشیں زیادہ ہوتی ہیں land rolling ہوتی ہے' land slides آتی ہیں' big walls گرتی ہیں۔ حکومت کے تمام اخراجات ان پر اٹھ جاتے ہیں۔ اس مد میں بھی حکومت آئندہ وقت میں ہمارے علاقے کا خیال کرے۔

جناب سپیکر! جو پالیسیاں میاں نواز شریف کی قیادت میں مسلم لیگ نے وضع کی ہیں' یہ دور رس پالیسیاں ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ان پالیسیوں کی بدولت آنے والے وقت میں اس ملک میں بہتری آئے گی اور اس کے ساتھ ہمارے اس صوبے میں بھی بہتری آئے گی۔ شکریہ

جناب چیئرمین، شکریہ ریاض صاحب۔ ذوالفقار علی چشتی صاحب۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر آپ کا شکریہ۔ جناب عالی! میں بحث سے پہلے حسب روایت جناب وزیر اعلیٰ اور جناب وزیر خزانہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور مبارک پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے ان نامساعد حالات میں ایک بہترین بجٹ پیش کیا ہے۔

جناب والا! حالات و واقعات کا اگر جائزہ لیا جائے تو ہمارے سامنے سابقہ حکومت کی عیاشی' شاہ خرچی اور غلط کاری کے نتیجہ میں اور مرکزی حکومت کی طرف سے کم رقم ملنے کی وجہ سے جس خود اعتمادی اور خود انحصاری کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بجٹ بنایا گیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔

جناب والا! خصوصی طور پر تعلیم' زرعی شعبہ اور امن عامہ قائم کرنے کے لیے جو خصوصی توجہ دی گئی ہے وہ بھی قابل تحسین ہے۔ لیکن اس کے ساتھ میں یہ بھی گذارش پیش خدمت کرنی ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم پر جو زرعی ٹیکس لگایا گیا ہے وہ ہم نے خوشی سے نہیں کیا' خوشی سے منظور نہیں کیا۔ اس کی وجوہات ہیں۔ جو زرعی ٹیکس منظور کیا گیا ہے وہ صرف قائد کے حکم اور قربانی کے جذبہ کے تحت کیا گیا ہے۔ ڈسپلن کو قائم رکھنے کے لیے یہ ٹیکس ہم نے کیا ہے۔ بہتر ہوتا اگر وزیر خزانہ صاحب پہلے ایک کمیٹی بنا دیتے اور جائزہ لے لیتے کہ کاشت کار پر پہلے ہی کتنے ٹیکس ہیں۔ لیکن یہ

کام نہیں کیا گیا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ بات پیش کروں گا کہ ایک کاشت کار بچے کی پیدائش پر، موت پر، شادی ٹیکس، ذبح ٹیکس، کون کون سے ٹیکس ہیں جو یونین کونسل میں ادا نہیں کرتا۔ اس کے بعد ٹاؤن کمیٹی کو بھی ٹیکس ادا کرتا ہے۔ وہ جتنی اجناس بھیجتا ہے ان پر بھی ٹیکس عائد ہوتا ہے۔ ضلع کونسل کے کروڑوں روپے بھی کاشت کار ادا کرتا ہے۔ صوبائی ٹیکس آبیانہ ہے، مال ہے، لوکل ریٹ ہے، یہ تمام ٹیکس کاشت کار ادا کرتا ہے۔ اس کے ساتھ مرکز میں بھی direct اور indirect ٹیکس ٹریکٹر پر ٹیکس، ادویات پر ٹیکس، ادویات پر 80 فی صدی ٹیکس مڈل مین کو دیا جا رہا ہے۔ کاش حکومت اس کی طرف توجہ دیتی اور وہ مڈل مین کو صرف دس یا پندرہ فی صدی ٹیکس ادا کیا جاتا اور اس وقت 80 فی صدی جو ٹیکس ہے شاید 100 کے بعد 80 روپے مڈل مین کو دیا جا رہا ہے۔ اسی طرح کھاد پر بھی ٹیکس ہے اور ہماری اجناس پر قیمتیں پرائس کنٹرول کمیٹی مرکز میں لگاتی ہے جبکہ کارخانہ داروں کی دوسری چیزیں جو ہیں ان پر کارخانہ دار قیمتیں خود متعین کرتا ہے۔ ہم اپنی فصلوں کو گھٹا بڑھا نہیں سکتے۔ میں یہ گذارش پیش کروں گا کہ جس رفتار سے باقی چیزوں کی قیمتیں بڑھائی گئی ہیں اسی رفتار سے اجناس کی قیمتیں بھی بڑھنی چاہییں تھیں جو کہ نہیں بڑھائی گئیں۔

جناب والا! میں وزیر خزانہ سے گذارش کروں گا کہ اس بجٹ کے پاس ہونے کے بعد لوگوں کا نظریہ یہ ہے کہ یہ ٹیکس بڑھتا ہی جائے گا۔ ایک کمیٹی بنائیں اور لوگوں کو بتلائیں کہ کاشت کار پر کتنے ٹیکس لگ چکے ہیں۔ میں یہ بھی گذارش کروں گا کہ ہمیں یہ کہا گیا تھا کہ سوا ارب روپے کے ٹیکس لگائے جائیں گے لیکن یہاں پر ایک ارب اکیاون کروڑ روپے کا ٹیکس ظاہر کیا گیا ہے اس طرح جو چھبیس کروڑ زائد لگائے گئے ہیں وہ کاشت کار کو واپس کیے جائیں۔

جناب والا! وقت تھوڑا ہے میں ایک قطعہ پیش کروں گا کہ صنعت اور زراعت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین، گھنٹی کی گئی۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! آپ نے دس منٹ دیے ہیں اور ابھی تو پانچ منٹ بھی نہیں ہوئے۔ میں کارخانہ دار کو کوئی ملعون نہیں ٹھہرانا چاہتا۔ اگر صنعت کار کے پاس خام مال نہیں ہو گا، اگر کاشت کار خام مال نہیں دے گا تو کارخانے کیسے چلیں گے؟ اگر کارخانہ دار اجناس نہیں خریدے گا تو پھر کاشت کار کی اجناس کیسے فروخت ہو گی؟ میں صرف یہ موازنہ کرنا چاہتا ہوں کہ کاشت کار کو

اس کا صحیح حق ملے۔

تعلیم کے لیے حکومت نے بہت پیسے رکھے ہیں۔ لیکن کاش جناب وزیر خزانہ صاحب اپنے ساتھیوں پر اعتماد کرتے اور ان سے صلاح مشورہ لے لیتے اور ان کے حلقوں کے لیے یہ جو کچھ بھی کیا گیا ہے' ان کے حلقوں میں تقسیم کرتے تو یہ بہتر ہوتا۔

اسی طرح سڑکوں کے متعلق بھی بجائے بیوروکریسی سے صلاح مشورہ لینے کے وہ بھی اپنے ساتھیوں سے صلاح مشورہ کیا ہوتا۔ اب بھی میں گذارش کروں گا کہ اپنے ساتھیوں کو اعتماد میں لیں۔۔

جناب چیئرمین، گھنٹی کی گئی۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! ابھی میری ضروری باتیں رہتی ہیں۔ مجھے 10 منٹ پورے دیجیے۔

جناب چیئرمین، 10 منٹ تو بہت زیادہ ٹائم ہے۔ پانچ پانچ منٹ تمام معزز ممبران کو دیے گئے ہیں۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، نہیں جناب۔ آپ نے 10 منٹ رکھے ہوئے ہیں۔ صبح بھی 10 منٹ کا فیصلہ ہوا تھا۔ آپ وقت بڑھالیں جتنا بڑھانا چاہتے ہیں۔ 10 منٹ ضروری ہیں۔

جناب چیئرمین، ٹائم کافی تھوڑا ہے اور لسٹ کافی لمبی ہے۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! یہ بہتر ہو گا کہ آپ فارسٹ میں نہروں پر یا پرانی سڑکوں پر جتنے بھی بڑے درخت ہیں جو اب مٹی بن رہے ہیں ان کو اگر فروخت کریں تو وہ اربوں روپے قیمت ہو گی۔ اور فارسٹ ڈیپارٹمنٹ اتنے دعوے کرتا ہے کہ ہم کروڑوں پودے لگاتے ہیں۔ وہ کروڑوں پودے لگاتے نہیں بلکہ پیسے کھاتے ہیں۔

اریگیشن میں نہر کے محکمہ میں جو نہری پٹواری' ضلع دار اور ڈپٹی کلکٹر ہے ان کے محکمے ختم کر کے بچت کی جا سکتی ہے۔

کوآپریٹو بنک جو لوٹ رہا ہے جن کے جتنے بھی آفیشل ہیں اور جتنے بھی ڈائریکٹر جاتے ہیں وہ کروڑوں روپے قرض لیتے ہیں اور ابھی تک ادائیگی نہیں کی گئی۔ ان سے وصولی کی جائے۔ اسی لاہور شہر میں ایک ڈائریکٹر نے 15 کروڑ قرض لیا ہے اور ابھی تک اس نے ادا نہیں کیا۔ بلکہ اس قرضے کے میرا خیال ہے کہ پچیس چھبیس کروڑ بن گئے ہوں گے۔ اگر قرضے وصول کر لیے جائیں تو اس زرعی ٹیکس کی ضرورت نہ پڑتی۔

اسی طرح میں گذارش کروں گا کہ زراعت کے محکمہ میں جتنے بھی آفیشل ہیں' ای۔ اے۔ ڈی سے لے کر بیل دار تک کوئی بھی فیلڈ میں کام نہیں کر رہا۔ وہ صرف تنخواہیں لے رہے ہیں اور دفتروں میں بیٹھے ہیں۔ ان کو بھی اگر ختم کیا جائے' زراعت میں صرف ریسرچ آفس قائم رہنے چاہئیں۔ ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ محکموں میں کمی کیجیے۔ اخراجات میں کمی کیجیے اور وزراء سے میری گذارش ہے کہ وہ باہر نکلیں۔ دیہات میں دیکھیں کہ وہ غریب کس طرح پس رہے ہیں اور ہمارا بھی احتساب ہو۔ سب سے پہلے ہم اپنا احتساب کریں۔ اس کے بعد اپوزیشن کا احتساب کریں۔ اس کے بعد بیوروکریسی کا احتساب کریں۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ وزراء پہلے اپنا احتساب کرائیں اور اس کے بعد پھر دوسروں پر ہم نظر رکھیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

جناب چیئرمین، شکریہ' جی۔ اب میں دعوت دیتا ہوں محمد اسلم جوئیہ صاحب۔

جناب محمد اسلم جوئیہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے آخر کار وقت دیا کہ میں موجودہ بجٹ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں۔

جناب والا! میں سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب وزیر خزانہ کو مبارک تو دیتا ہوں کہ انھوں نے اس مشکل حالات میں موجودہ بجٹ کو بڑے غور کے ساتھ ' بڑے اطمینان کے ساتھ بنایا اور پنجاب کی صورت حال کو سنبھالا دیا۔ اور انہوں نے ان فنڈز کو مختلف محکموں میں جس طریقے سے بانٹا ان کو اور ان کی ٹیم کو میں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ ایریگیشن ہو' ہیلتھ ہو ' تعلیم کا شعبہ ہو تمام شعبوں میں فنڈز کی allocation تو صحیح ہوئی لیکن مجھے خوف ہے کہ پنجاب کے پہلے بھی جتنے بجٹ بنے ہر بجٹ میں کاغذی کارروائی تو صحیح ہوتی ہے لیکن اس کے عمل درآمد میں بڑی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ جناب والا! بجٹ کا بنانا اتنا مشکل نہیں لیکن بجٹ پر عمل کرانا پاکستان میں اور خصوصی طور پر صوبہ پنجاب میں بہت دشوار ہے۔

جناب والا! پورے ملک میں اس الیکشن کے بعد یہ رٹ لگی ہوئی ہے کہ احتساب ' احتساب اور احتساب۔ احتساب کمیٹیاں تو بنائی جا رہی ہیں۔ احتساب کے بارے میں تو سوچا جا رہا ہے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عوامی نمائندوں کو احتساب کمیٹیوں میں شامل کرنا چاہیے۔ ہمارا احتساب تو عوام کرتی ہے۔ ہمارا احتساب تو ہر دو اڑھائی سال کے بعد ہو رہا ہے لیکن ان کا احتساب کون کرے گا جو موجودہ بجٹ بناتے ہیں۔ آج جناب ذوالفقار خان کھوسہ صاحب نے اسے بنایا ہے اس سے پہلے شاید

سی اور سے بنایا ہو گا ۔ چھاپ تو عوامی نمائندوں کی ہوتی ہے لیکن عمل درآمد عوامی نمائندوں کے ذریعے نہیں ہوتا۔ میں جناب ایک دیہی علاقے سے تعلق رکھتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ وہاں کی مشکلات کیا ہیں۔ آپ پنجاب کے سول سیکرٹریٹ میں بیٹھ کر اندازہ نہیں لگا سکتے کہ جنوبی پنجاب میں کیا ہو رہا ہے یہ جو بانٹ ہوتی ہے آپ اس میں بھی دیکھیں۔ آپ تفصیل میں جائیں اور بجٹ کے کاغذات دیکھیں کیا ہوا ہے۔ سنٹرل پنجاب میں ڈی۔ جی خان' دیپال پور' ساہی وال' منڈی بہاؤالدین' گوجرانوالہ اور گجرات کو موجودہ بجٹ میں جو ہم لوگوں نے فنڈز مہیا کیے ہیں وہ بھی دیکھیں اور جنوبی پنجاب کی on-going schemes بھی دیکھیں۔ جناب والا! وہاں پر نظر آئے گا کہ بہت فرق ہے۔ زرعی ٹیکس لگا اور زرعی ٹیکس لگنے کے اوپر میں چشتی صاحب سے اتفاق کرتا ہوں۔ ہم نے آمنا تو کیا۔ لیکن مجبوری کے تحت آمنا کیا۔ یہ سوچتے ہوئے کہ اگر ان کو ہماری ضرورت ہے تو کیوں نہ ہم قربانی دیں۔ اگر پورے پنجاب میں آپ دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ زرعی ٹیکس کا نفاذ جو ہوا ہے اس میں آمدنی جنوبی پنجاب سے زیادہ ہو گی سنٹرل اور اپر پنجاب سے اتنی آمدنی نہیں ہو گی۔ آپ دیکھیں کہ پچاس سال گزر گئے ہیں یہاں کیا ہورہا ہے ۔ کرپشن کا نعرہ تو لگایا جاتا ہے۔ ہم یہاں پر اس مقدس ایوان میں ایک دوسرے کے اوپر تو کیچڑ اچھالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سابقہ دور میں یہ ہوا۔ جن سابقہ دور میں ہم بھی رہے ہیں ہمارے دور میں بھی پھر یہ ہوا ہو گا۔ لیکن جب تک انصاف نہیں ہو گا عوام تنگ آ کر ہر دو اڑھائی سال کے بعد انصاف کے لیے اپنے نمائندے اس ایوان میں بھیجتی رہے گی ۔ اگر ہم انصاف نہ دے سکے تو پھر ہم کچھ نہیں دے سکتے ۔

جناب والا! ٹیکس لگا اور یہاں پر زراعت کی باتیں تو ہو رہی ہیں مگر ہم امید کرتے ہیں کہ زراعت کو ہم ترقی دیں گے ۔ صرف گندم کی قیمت بڑھانے سے یہ سب کچھ نہیں ہو جاتا۔ گندم کی قیمت تو بڑھ گئی مگر اس کپاس کا کیا ہوا جو زمیندار تو بیچ چکا ہے لیکن اس وقت بھی تقریباً چھ ' سات لاکھ گانٹھ جیننگ فیکٹریوں میں دھکے کھا رہی ہے اور کاشت کار دوبارہ بو رہا ہے ۔

جناب والا! پالیسیز تو کمزور کو سہارا دینے کے لیے بنائی جاتی ہیں اور پالیسیز بنائی جاتی ہیں غریبوں کے لیے ۔ بڑی گاڑی والوں کے پاس اگر حق حلال کی کمائی ہے اور اگر وہ بڑے بنگلوں میں رہ رہے ہیں تو وہ کوئی گناہ نہیں ہے اگر وہ ٹیکس دے رہے ہیں تو صحیح ہے۔ آپ دیکھیں کہ اس ملک کا دو ٹن پیسہ جو ڈوب چکا ہے اس میں سے ستر فیصد جاگیردار 'نام نہاد زمین دار کے پاس دس فی صدی

کی بات تک نہیں ہوتی ۔ جناب والا! آپ کی وساطت سے میں وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں یہ گذارش کروں گا کہ کاشت کار سے 'زمیندار سے پیسہ وصول کیا جائے لیکن ساتھ ساتھ انڈسٹری کے نام پر جو پیسہ ہڑپ کر لیا گیا ہے اس کا کیا بنے گا اسے کون وصول کرے گا۔ جناب والا! مہربانی کر کے جو کھایا ہوا پیسہ ہے اسے وصول کریں پھر ہم آگے کی بات کریں گے ۔

جناب والا! یہ جو فنڈز کی allocation ہوتی ہے خواہ یہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں ہے ' چاہے ایریگیشن ڈیپارٹمنٹ میں ہے چاہے یہ کسی اور ڈیپارٹمنٹ میں ہے میں تو یہ کہوں گا کہ اس کو منصفانہ طور پر ضلعی لیول پر بانٹا جائے تا کہ وہ ضلعے جو جنوبی پنجاب کے ہیں اور وہ ضلعے جو چھوٹے ہیں ان کو بھی آخر کچھ نہ کچھ ملے

جناب چیئرمین: رانا زاہد صاحب ۔

(فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہ تھے)

_____ اگلے مقرر جناب پیٹر گل صاحب ہیں ۔ جی گل صاحب!

جناب پیٹر گل: جناب سپیکر! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے سالانہ بجٹ 98-1997ء پر اپنے اظہار خیال کا موقع دیا ۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب ' میاں شہباز شریف صاحب اور وزیر خزانہ جناب ذوالفقار علی کھوسہ صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ میں اپنے دل کی گہرائیوں سے انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنھوں نے ان حالات میں ایک اچھا متوازن اور مثالی بجٹ پیش کیا ۔

جناب چیئرمین! جہاں تک زرعی ٹیکس کے نفاذ کا مسئلہ ہے آج صوبہ پنجاب میں پنجاب کے بڑے زمین داروں نے چھوٹے زمین داروں کے ٹیکس کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھایا ہے جس سے 83 فیصد چھوٹے کسان کو چھوٹ ملی ہے اور 17 فی صد ایسے لوگ جو زمینوں کے جاگیردار ہیں انھوں نے اس بوجھ کو خوشی سے محسوس کیا ہے ۔ میرے ایک دوست جنھوں نے اس زرعی ٹیکس کو جگا ٹیکس کا نام دیا یہ نامناسب بات ہے۔ تنقید کرنی ہر ممبر کا فرض ہے لیکن تنقید برائے تنقید نہیں۔ تنقید کو تنقید سمجھ کر کیا جائے یہ بہتر ہے ۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ میں وسائل میں اضافے کی کوششوں کے ساتھ ساتھ غیر ترقیاتی اخراجات میں غیر معمولی کمی کر کے متوازن بجٹ ہی نہیں پیش کیا بلکہ صوبے کی تاریخ میں پہلی بار خود

انحصاری کی منزل کو حاصل کرنے کے لیے ٹھوس اور عملی اقدامات کیے گئے۔ مثال کے طور پر بیرون ملک علاج کے لیے جو پابندی لگائی گئی ہے وہ ہمارے صوبے کی ایک اہم ترین صورت ہے کہ جو اخراجات بیرون ملک میں اٹھائے جاتے تھے وہ اب ایک غریب قوم کی فلاح و بہبود کے کام آ سکتے ہیں۔

دوسرے قوانین اور ضوابط سے ہٹ کر سرکاری گاڑیاں استعمال نہ کی جائیں۔ اور اس کے علاوہ یہاں تک بھی طے کیا گیا کہ جو بھی گاڑیاں یہاں استعمال کی جاتی ہیں وہ امپورٹ نہ کی جائیں۔ اس سے ملک میں اور خاص طور پر ہمارے صوبے میں ایک بہتر روایت پیدا ہو گی۔ جناب چیئرمین، میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ وہ اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ کھوسہ صاحب یہ سب نوٹ کر کے ان کے گوش گزار کر دیں گے۔

یہاں ٹاٹ سسٹم کو ختم کیا گیا۔ یہ ایک بڑی اچھی چیز ہے۔ ایک غریب کا بچہ بھی میز اور کرسی پر بیٹھ کر پڑھ سکے گا اور اس کا احساس کم تری دور ہو سکے گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ اس کرسی میز کا کیا فائدہ جہاں سکولوں کی بلڈنگیں تو بنائی گئی ہیں لیکن وہاں نہ کوئی استاد ہے نہ کوئی پڑھنے والا ہے اور نہ کوئی پڑھانے والا ہے۔ بہتر تو یہ ہے اور میری تجویز بھی ہے کہ کیا محکمہ تعلیم میں منشاء صاحب ایک ایسی کمیٹی تجویز کریں کہ جو صرف یہ چیک کرے کہ 1985ء سے لے کر آج تک اراکین اسمبلی نے جتنے بھی سکول اپ گریڈ کرائے یا بلڈنگیں بنائیں کیا ان سکولوں میں ٹیچر ہیں۔ استاد رجسٹروں پہ حاضریاں لگاتے ہیں۔ تنخواہیں بنتی ہیں۔ تنخواہیں بھی وصول ہوتی ہیں لیکن کسی گاؤں میں اور خاص طور پر رورل ایریا میں استادوں کی کمی نہیں بلکہ وہ وہاں پڑھانے ہی نہیں جاتے۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ وزیر تعلیم کو اس کا نوٹس لینا چاہیے۔ کرسیاں میز اپنی جگہ ہیں۔ ٹاٹ سسٹم ہو لیکن تعلیم ضرور ہو۔ جہاں بچوں کو پڑھایا جائے۔ حکومت نے پرائیویٹ سکولوں پر ٹیکس نافذ کر دیا ہے۔ لیکن ٹیکس نفاذ کا اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں جب تک سکول کا یہ بوجھ سکول والے خود برداشت نہیں کریں گے۔ بلکہ جتنی فیس بچوں پر ڈال کے ان کی فیسیں بڑھا دیں گے۔ یہ بہتر ہے کہ جب یہ ٹیکس لگایا گیا ہے پہلے ان سکولوں سے پتا کیا جائے کہ اس وقت کیا فیس تھی اور جب ٹیکس دیں گے اس وقت انھوں نے فیس کتنی بڑھائی۔ جب تک یہ چیک نہیں ہو گا اس وقت تک یہ بوجھ ہر حالت میں اس غریب کے بچے پر آئے گا جو اس میں پڑھ رہا ہے۔ اس لیے میں گذارش

کروں گا کہ یہ چیک کرنا بھی وزیر سکیم کے فرض میں شامل ہے ۔ تاکہ کوئی ادمی ان بچوں پر ٹیکس بڑھانے کا بوجھ نہ ڈال سکے ۔

اس بجٹ کی سب سے خوبصورت بات یہ ہے کہ جو on-going schemes تھیں ان کو حکومت نے جاری رکھنے کے لیے اور یہاں تک کہ دو سال میں مکمل کرنے کے لیے موقع دیا گیا ہے۔ اس میں میری ایک دو سکیمیں ہیں جن میں ایک سکیم یوحنا آباد کی ہے ۔ اس میں آدھا کام ہوا ہے اور آدھا رہ گیا ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ میری وہ دو سکیمیں یوحنا آباد اور آصف ٹاؤن میں مکمل کرنے کے لیے بجٹ رکھا جائے ۔ سات مرلہ اور پانچ مرلہ رہائشی سکیموں کا ہمیشہ گورنمنٹ نے اعلان کیا لیکن میں وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ ان سکیموں میں جب بھی کام شروع کیا جائے تو ہر اس جگہ جہاں اقلیت کے لوگ آباد ہیں وہاں اقلیتی نمائندے کو بطور چیئرمین لیا جائے تاکہ وہ بھی اپنی قوم کی اسی طرح خدمت کر سکے کیونکہ وہ وہاں سے ووٹ حاصل کر کے آتے ہیں۔

لاہور میں ایک دو کچی آبادیاں ہیں جو کہ حکومت کی طرف سے recognised ہیں لیکن ان کو وہاں سے ہٹا دیا گیا اور جو لوگ ناجائز وہاں بیٹھ گئے ان کو آج تک اٹھایا نہیں گیا۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے درخواست ہو گی کہ وہ کم از کم مجھ سے ایک میٹنگ رکھیں تاکہ میں ان کو نشان دہی کر سکوں کہ کون سی ایسی recognised آبادیاں ہیں جن کے ساتھ ناجائز سلوک ہو رہا ہے۔ آخر میں حلقہ بندیوں کے بارے میں ایک منٹ کی بات کروں گا۔ 1985ء سے لے کے آج تک ہم نے ہمیشہ اقلیتوں کی حلقہ بندی کے لیے قراردادیں پیش کیں جو کہ مرکز تک پہنچائیں۔ لیکن وہ مرکز میں کھٹائی میں معاملہ پڑ گیا ۔ آج تک معلوم نہیں ہو سکا کہ کیا ہوا ۔ میں میاں نواز شریف صاحب اور میاں شہباز شریف صاحب سے آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ جہاں آپ نے ملک میں اتنے جرأت مندانہ قدم اٹھائے ہیں اس میں کیا ہی بہتر ہو کہ یہ بھی ہو جائے۔ اقلیتوں کی حلقہ بندی کی جائے تاکہ یہ بھی مثال بن جائے کہ مسیحیوں کے لیے یا دوسری اقلیتوں کے لیے ایک مثالی کام ہوا ہے۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ شکریہ!

جناب چیئرمین، شکریہ پیٹر گل صاحب ! اب میں میاں ثاقب خورشید صاحب !

سردار سعید انور ، ان کا اٹھارہواں نمبر تھا اور انیسواں میرا ہے ۔

جناب چیئرمین، ان کو میں نے بولنے کی اجازت دے دی ہے ۔

سردار سعید انور ، جناب یہ تو کوئی بات نہیں ہے ۔

میاں عمران مسعود ، جناب سپیکر ! مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ نے ہاؤس میں سے ایک فون ضبط کیا ہے۔ اگر اس کی نیلامی کا ٹائم آپ رکھ دیں تو میں وہ خریدنا چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین، اس کے بارے میں کمیٹی بنائیں گے ور فیصلہ کریں گے ۔

میاں عمران مسعود ، تب تک اس فون کو استعمال کرنے کی مجھے اجازت دے دی جائے ۔

میاں ثاقب خورشید، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حدمشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ۔ جناب چیئرمین! ہمارا صوبائی بجٹ جب پیش کیا جا رہا تھا تو عوام صوبائی بجٹ ریڈیو اور ٹیلی وژن پر سن رہے تھے ۔ اس میں بڑی بڑی کوٹھیوں ' زمینوں اور باغات پر ٹیکس لگا تو اس وقت آٹے میں نمک کے برابر لوگوں کے علاوہ عوام الناس نے سکھ کا سانس لیا اور غریب عوام کے چہرے خوشی سے تمتما اٹھے ۔ اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ یہ خوش نصیبی ہمارے قائد میاں شہباز شریف اور ہمارے وزیر خزانہ سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ صاحب کی محنت سےہمیں دیکھنے کو ملی۔ جناب سپیکر ' بڑے بھائی نے ٹیکس نہ لگا کر عوام کو خوش کیا دوسرے بھائی نے ٹیکس لگا کر عوام کو خوش کیا ۔ جناب چیئرمین ! پیپلز پارٹی کے دور اقتدار میں جب ہم حزب اختلاف میں تھے تو اپنی بجٹ تقاریر میں اپنے مسائل بیان کرتے تھے لیکن کوئی شنوائی نہ ہوتی تھی ۔

جناب چیئرمین ! میں اپنے حلقہ وہاڑی کے ترقی اور ارتقاء کے لیے کچھ تجاویز پیش کرنی چاہتا ہوں۔ خدا کے لیے ان سنا جائے۔ جناب چیئرمین' آپ کی وساطت سے یہ عرض کرتا چلوں کہ میرے شہر وہاڑی کے ڈسٹرکٹ ہسپتال میں پچھلے چھ ماہ سے کوئی ایم ایس نہ ہے ۔ معلوم نہیں کہ حکومت پنجاب کے پاس 19 گریڈ کے ایم ایس نہیں ہیں۔ پتا نہیں کیوں نظر انداز کیا جا رہا ہے ۔ اسی طرح مذکورہ ہسپتال میں ٹی بی وارڈ تقریباً تین چار سال سے بن چکا ہے لیکن وہاں سٹاف نام کی کوئی چیز نہیں۔ اسی طرح میرے حلقہ میں دو رورل ہیلتھ سنٹر پچھلے چھ سال سے بنے ہوئے ہیں لیکن سٹاف نہیں ہے۔ میں حکومت پنجاب سے آپ کی وساطت سے گذارش کروں گا کہ وہاڑی کو نظر انداز نہ کریں۔ وہاڑی وہ ضلع ہے کہ جو صوبہ سندھ کے برابر کپاس پیدا کرتا ہے ۔ لیکن ہمیں یہ بیس سال سے نظر انداز کیا جا رہا ہے ۔ جناب چیئرمین وہاڑی کو ضلع بنے ہوئے بیس سال ہو چکے ہیں لیکن وہاڑی میں

قیدیوں کے لیے جیل نہیں۔ قیدیوں کے لواحقین کو سو میل کا سفر کر کے ملتان جانا پڑتا ہے۔ حکومت کو لانے اور لے جانے پر سالانہ دس لاکھ روپے کے اخراجات اٹھانے پڑتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش بھی کروں گا کہ وہاڑی میں قیدیوں کی جیل کے لیے جگہ مخصوص ہے اگر 40/50 ۔ لاکھ لگا کر بلڈنگ بنا دی جائے تو سالانہ دس لاکھ بچیں گے ۔ جناب والا! کپاس کے حوالے سے وہاڑی شہر سونے کی چڑیا ہے ۔ جیسا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ زرعی ٹیکس کی آمدن ہم زرعی مقاصد کے لیے استعمال کریں گے تو میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ اگر وہاڑی میں ایک زرعی کالج بنا دیا جائے تو یہ قابل ستائش کام ہو گا ۔ اسی طرح میں دو تجاویز بجٹ پر بھی دینا چاہتا ہوں ایک یہ کہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے بل کے نفاذ کے بعد ہمارے ٹیکس چور اپنی اپنی گاڑیوں کی رجسٹریشن دوسرے صوبوں اور اسلام آباد ضلعے میں جا کر کروائیں گے جس سے ہمارے پنجاب کی آمدن میں کمی ہو گی ۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ صوبہ پنجاب کے بڑی بڑی گاڑیاں رکھنے والوں کو متنبہ کر دیں تا کہ وہ دوسرے صوبوں میں جا کر اپنی گاڑیاں رجسٹر نہ کروا سکیں ۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین: سردار سعید انور صاحب!

سردار سعید انور: شکریہ جناب چیئرمین ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ جناب چیئرمین! ہم عوام سے ناانصافیوں کے خلاف ایک mandate لے کر آئے ہیں اگر ہم خود ہی ناانصافیاں کرنے لگ جائیں تو میرا خیال ہے کہ یہ مناسب نہیں۔ آپ یہ مہربانی فرمایا کریں کہ جس کا پہلے نمبر ہو اسے پہلے موقع دیا کریں ۔ جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے میں جناب قائد پنجاب میاں شہباز شریف صاحب اور جناب وزیر خزانہ ' سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے بہت قلیل عرصے میں اتنا متوازن بجٹ پیش کر کے عوام کے دل جیت لیے ۔ جناب چیئرمین! آج ہر طرف احتساب احتساب ہو رہا ہے ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ احتساب کا نام ہم نے عوامی ریلیوں میں بھی لیا' ہم جب الیکشن campaign میں گئے تو ہم نے احتساب احتساب کیا۔ پچھلے تین' ساڑھے تین سالہ دور میں سابق وزیر تعلیم کی کارکردگیاں زبان زد عام ہیں' اس کے سیاہ کارنامے ہر آدمی ' پنجاب کا بچہ بچہ جانتا ہے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ سابق وزیر تعلیم کے خلاف ابھی تک کیوں کوئی کارروائی نہیں کی گئی؟ کیا مصلحت آڑے ہے؟ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب قائد پنجاب اور وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ ان کے سیاہ کرتوت کو ہر آدمی جانتا ہے ان کے بارے میں اس کے خلاف کارروائی

کی جائے اور اسے بھی احتساب کی زد میں لایا جائے ۔

جناب چیئرمین! چونکہ وقت کی قلت ہے اس لیے صرف ایک دو باتیں ہی کروں گا ۔ پہلی بات یہ ہے کہ بیوروکریسی کے اختیارات میں توازن نہیں ہے ۔ ہر کام کے لیے لاہور میں آنا پڑتا ہے ۔ قائد پنجاب فیصل آباد ڈویژن تشریف لے گئے تھے اور انھوں نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں یہ کوشش کروں گا کہ مقامی مسائل مقامی سطح پر حل ہوں لیکن ابھی تک شاید مصروفیت کی وجہ سے یہ کام نہیں ہو سکا تو میری گذارش ہے کہ اس کام کو اولین ترجیح دینی چاہیے تاکہ عوام کے مقامی مسائل مقامی طور پر حل ہوسکیں۔ sugar cess کے سلسلے میں عرض کروں گا کہ sugar cess فنڈز شوگر ملوں سے اکٹھا ہو کر محکمہ خزانہ لاہور میں جمع ہو جاتا ہے پھر یہاں سے وہ کمشنر صاحب کے پاس جاتا ہے اور کمشنر پھر آگے disburse کرتا ہے ۔ یہ اتنا لمبا procedure ہے کہ جس سے کافی مشکلات اور پیچیدگیاں حائل ہوتی ہیں۔ میں گذارش کروں گا کہ اس پیچیدہ نظام کی پیچیدگیاں دور کی جائیں اور اسے آسان بنایا جائے۔ جناب چیئرمین! کسان کے لیے حکومت نے سہولتوں کا اعلان فرمایا ہے لیکن بدقسمتی سے Cooperative Societies کا مسئلہ بیوروکریٹس کی بھینٹ چڑھ گیا ہے۔ ایک غریب کسان ایک سوسائٹی بناتا تھا اور سوسائٹی کے قرضے سے کھاد لیتا تھا ' بیج لیتا تھا اور اپنی فصل کی بوائی کرتا تھا ۔ آج ان Societies پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ میں جناب چیئرمین ! آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب سے گذارش کروں گا کہ وہ مہربانی کریں تاکہ غریب کسان جو پہلے Societies سے استفادہ حاصل کرتا تھا وہ اب پھر اسی طرح مستفید ہو سکے ۔ اسی سلسلے میں Cooperative Societies پہ ایک اور پابندی لگا دی گئی ہے ۔ ایک Cooperative Society تیس چالیس کسان مل کر بناتے ہیں ان پر اب پابندی لگا دی گئی ہے کہ وہ زمین mortgage کرائیں ۔ جناب سپیکر! اگر ایک کسان ہو ' وہ قرضہ لے تو وہ mortgage کروا دے لیکن یہ 30/40 اکٹھے ہو کر کیسے زمین mortgage کرائیں گے ؟ یہ کام پہلے کئی سال سے چلتا آ رہا ہے اب کیا بات آڑے آ گئی ہے ؟ Cooperative Societies میں اتنا پیسہ نہیں ڈوبتا لہذا یہ مہربانی فرمائیں اور Societies کے مسئلے میں کسان کی ہم دردی فرمائیں۔ جناب چیئرمین ! اس وقت اس ملک کا سب سے اہم مسئلہ کالا باغ ڈیم ہے ۔ کالا باغ ڈیم اس ملک کی بقا کے لیے بہت ضروری ہے ۔اس بارے میں مہربانی فرمائی جائے ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع کی طرف سے میرا خیال ہے کہ صرف مجھے ہی وقت ملا ہے ۔ کمالیہ میں drainage سکیم فیز-III کے لیے کوئی رقم مختص نہ کی گئی ہے۔ میں جب سے ایم پی اے بنا ہوں قائد پنجاب سے گذارشات کرتا آ رہا ہوں۔ جناب وزیر خزانہ

سے گذارش کروں گا کہ یہ پیر۔۔۔ [illegible]

باہر کھڑا ہے اور اس سے فصلیں تباہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا اس کے لیے کوئی رقم مختص فرمائی جائے اور اسے مکمل کیا جائے ۔ تحصیل ہسپتال کمالیہ میرے خیال میں صوبہ پنجاب کا واحد ہسپتال ہے جہاں پر آپریشن تھیٹر میں ایئرکنڈیشنڈ نہیں ہے ۔ مہربانی فرمائیں اور اس آپریشن تھیٹر کو ایئرکنڈیشنڈ دیا جائے ۔ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال میں چلڈرن وارڈ کے لیے پچھلے بجٹ میں رقم مختص کی گئی تھی لیکن نہ جانے کیوں اس دفعہ کمالیہ اور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی طرف نظرِ التفات نہ پڑی ۔ جناب وزیر خزانہ سے گذارش کروں گا کہ priority basis ہم پر مہربانی فرمائیں ۔ کمالیہ میں ایک لاکھ کی آبادی کے شہر میں کوئی پارک نہیں اور بچے ہیروئن کی طرف راغب ہو رہے ہیں ۔ اس کے لیے زمین تو میں نے allocate کروا لی ہے آپ سے گذارش ہے کہ اس سلسلے میں خصوصی فنڈز عنایت فرما کر یہ پارک بنوایا جائے ۔ بہت شکریہ ۔

جناب چیئرمین : شکریہ سردار صاحب۔ جناب محمد اکرم صاحب !

حاجی محمد اکرم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ شکریہ جناب چیئرمین ! پہلے میں گذارش کروں گا کہ آپ نے صبح ہر معزز رکن کے لیے دس منٹ کا وقت دیا تھا اب اس میں کمی ہونا شروع ہو گئی ہے ۔ میں گذارش کروں گا کہ آپ براہ مہربانی مجھے اپنی معروضات عرض کرنے کے لیے وہی وقت دیں جو صبح دیا جا رہا تھا ۔ ویسے بھی سوچ رہا ہوں کہ اس مختصر وقت میں کن الفاظ کے ساتھ شروع کروں کہ جس سے آپ کی عظمت کو بھی چلا ملے اور اور میرے کاسۂ تکلم کا بھی بھرم رہ سکے ۔ جناب چیئرمین ! ماضی میں ملک کو لوٹنے والوں اور عوام کے امن و سکون کو تباہ کرنے والوں کے خلاف جس طرح سے پاکستان کی مسلم لیگ کی قیادت اور کارکنوں نے جدوجہد اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اللہ کے فضل و کرم سے 3 ۔ فروری کو پاکستانی عوام نے پاکستان مسلم لیگ پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا ۔ یہ بھاری mandate پاکستان مسلم لیگ کی قیادت کے لیے ایک بہت بڑا challenge بھی ہے ۔ ہماری قیادت نے اس challenge کو خندہ پیشانی سے قبول کیا ہے اور ان شاء اللہ پاکستان ، پنجاب کے ساڑھے سات کروڑ عوام اور اس معزز ایوان کے تعاون سے ہماری قیادت ضرور کامیاب ہو گی ۔ ویسے بھی زندگی میں نشیب و فراز ، جدوجہد ، پریشانی انسانی زندگی کا ایک حسن ہوتا ہے جس کے بغیر زندگی بے سود ہو جاتی ہے ۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت ہمیں اپنی محنت اور کوشش کے ساتھ ملک کے بگڑے

ہوئے حالات کو سنوارنے کے لیے اس صوبے کے حالات کو سہارا دینے کے لیے پوری محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب چیئرمین ! ہماری حکومت نے اپنی ترجیحات کا تعین جس طرح سے شروع کیا ہے۔ ماضی میں صوبے میں امن و امان کی حالت بالکل ہی مخدوش ہو کر رہ گئی تھی اور ہماری حکومت کے ابتدائی ایام میں جس طرح ملک دشمن عناصر نے دہشت گردی پھیلا کر، فرقہ واریت کو ہوا دے کر پریشان کرنے کی کوشش کی۔ الحمد اللہ کہ میاں شہباز شریف کی قیادت میں ان کے رفقاء نے اچھی حکمت عملی کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا اور جلد ہی قابو پا لیا گیا اور موجودہ بجٹ میں حالات کو مزید سنوارنے کے لیے جدید ٹریننگ اور وائرلیس سسٹم کے لیے رقم مختص کی گئی ہے اور ان شاء اللہ اس کے اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ موجودہ بجٹ میں جس طرح دیہاتی علاقے کو ترقی دینے کے لیے صحت، تعلیم اور پینے کے صاف پانی جیسے منصوبوں کے لیے رقم مختص کی گئی ہے یہ بھی قابل تحسین ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات میں ایک ایسا بجٹ تیار کرنا ہی ممکن تھا اور اس میں ہر شعبہ زندگی کو سادگی اور کفایت شعاری کے ساتھ بہتر منصوبہ بندی کر کے improve کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ جناب والا ! آج میں صرف زراعت کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہوں گا کہ زراعت ہی ایک ایسا پیشہ ہے جس سے ہماری معیشت وابستہ ہے اور اس کے لیے ماضی میں ہر حکومت نے کوشش کی ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ زراعت کو ترقی دینے کے لیے اس پر جتنی بھاری رقم خرچ ہوتی ہے، محکمہ آب پاشی ہے، لائیوسٹاک اور زراعت پر پنجاب کے کل بجٹ کا دو تہائی خرچ ہوتا ہے مگر ہم وہ نتائج حاصل نہیں کر سکتے جتنی ہماری investment ہوتی ہے۔ اس کے لیے جامع منصوبہ بندی اور ہنگامی بنیادوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے ۔ جناب والا! میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ جس طرح سے حال ہی میں ہماری حکومت کے دوران خوراک کا بحران پیدا کیا گیا گو یہ پرانے اثرات تھے ۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے صوبے میں فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کے لیے ایک منصوبہ بندی بنائیں جس پر نہ صرف ہماری پیداوار میں اضافہ ہو بلکہ خوراک میں خود کفیل ہو سکیں۔ اس کے لیے محکمہ زراعت کی مد میں واٹر مینجمنٹ میں بہت فنڈ رکھے گئے ہیں مگر میں ایک کاشت کار ہونے کے ناتے سے اپنی تجویز دیتا ہوں کہ کاشت کاری میں سب سے پہلا مرحلہ levelling ہے۔ اگر ہم اپنے کھیت کی اصلاح نہیں کرتے تو ہم کبھی بھی اپنا مطلوبہ target پورا نہیں کر سکتے اور نہ ہی صحیح پیداوار لے سکتے ہیں ۔ اس کے لیے کاشت کار کو وہ سہولتیں دی جائیں جس سے

جدید کاشت کاری ہو سکے۔ ان [illegible]

ہے کہ وہ ٹریکٹر خرید سکے یا دوسرے اوزار خرید سکے۔ ویسے بھی ہمارے ملک میں اوسطاً 250 ایکڑ پر ایک ٹریکٹر خریدا جاتا ہے جبکہ ہمارے ہمسایہ ملک میں یہی ٹریکٹر 35 ایکڑ پر خریدا جا رہا ہے---

جناب چیئرمین: شکریہ۔

حاجی محمد اکرم، میری دو بہت ہی ضروری باتیں ہیں۔

جناب چیئرمین، میں نے باقی ممبران کو بھی ٹائم دینا ہے اور پھر وزیر خزانہ نے بھی اپنی تقریر wind up کرنی ہے اس لیے آپ مہربانی کریں تا کہ باقی ممبران کو بھی ٹائم دیا جا سکے۔

حاجی محمد اکرم ، جناب والا ! میں آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Laser Levelling جو وقت کی اہم ضرورت ہے وہ ہر یونین کونسل کی سطح پر کاشت کار کو ملنی چاہیے تا کہ ہم اپنی زمینوں کو level کر کے اس سے پورا فائدہ اٹھا سکیں۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔

حاجی محمد اکرم ، میں صرف دو باتیں عرض کروں گا کہ چشتیاں ہارون آباد وایا ڈہرانوالہ ایک بہت پرانی سڑک ہے 1988ء اور 1990ء کے بجٹ میں دو دفعہ اس کے لیے فنڈز رکھے گئے لیکن نہ جانے کیوں اتنی بڑی اور پرانی سڑک جس پر سب سے زیادہ آمد و رفت ہے اس کو ہمیشہ نظر انداز کیا جاتا رہا۔ میں چاہوں گا کہ اس دفعہ ہمارے وزیر خزانہ مہربانی فرما کر اس کے لیے فنڈز مختص کریں---

جناب چیئرمین، شکریہ جی۔ چودھری محمد اعظم چیمہ صاحب۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، شروع کرتا ہوں رب العزت کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحیم ہے۔ شکریہ جناب سپیکر! اگر محترم کھوسہ صاحب یہاں لابی میں ہوں تو میری استدعا ہو گی کہ وہ ہاؤس میں تشریف لائیں۔ جناب والا! بجٹ ہر سال پیش ہوتا ہے اور ہر حکومت کرتی رہتی ہے ہماری حکومت نے بھی بجٹ پیش کیا اور معیاری ہم اس لیے کہتے ہیں کہ The coat has been cut according to the cloth. اور اس میں وسائل کے مطابق بڑی محنت سے بڑی قابلیت سے اور بڑے غور سے یہ مسئلہ الحمد اللہ طے ہوا۔ میں اس محنت پر یقینی طور پر آپ کی وساطت سے ان کو مبارک باد دیتا ہوں لیکن کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کو کرنا انسان کے لیے ضروری ہے اگر اس کے ذمے کوئی فرض ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ نہ کرنا بھی بخل ہے۔ تو میرے لحاظ میں سابقہ حکومتیں خواہ وہ ہماری حکومت تھی یا کوئی

حکومت تھی اگر کوئی زیادتی کرتی رہی ہے تو میں آپ کی وساطت سے محترم کھوسہ صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ سب سے پہلے میں recruitment کے بارے میں عرض کروں گا کہ جو پالیسی وہ میرٹ کی ہو یا جس طرح بھی ہو وہ بات بعد میں کی جائے گی۔ محترم! ہم سے بڑا ظلم یہ کرتے آئے ہیں کہ ہم لوگ سکولوں میں میٹرک پاس ٹیچر لگا دیتے ہیں وہ میٹرک کا طالب علم جو کہ خود بڑی مشکل سے ابھی سیکھنے کے مراحل میں ہوتا ہے ہم بڑے شوق سے اسے J V پاس کراتے ہیں اور اپنے بچے کو اس کے حوالے کر دیتے ہیں تو وہ سکھتا کیا ہے؟ اگر بیرون ملک جائیں تو قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ جناب ہماری قوم بہت بڑی قوم ہے، ہماری قوم بڑی عظیم قوم ہے، ہماری قوم دنیا میں راج کرے گی، پہلے دن کے بعد پہلی جماعت کے بچے کو وہ قاعدہ ملتا ہے۔ لیکن ہمارا کیا سبق ملتا ہے؟ پڑھنے کا کیا فائدہ، ملازمت نہیں ملے گی، کاروبار نہیں ملے گا، فلاں چیز نہیں ملے گی، رشوت عام ہے، ممبروں کا راج ہے، ممبر بے بس ہیں یا نہیں۔ اس لیے میری یہ عرض ہو گی کہ اس طرز کو اس معیار کو بدلا جائے اور specially کسی expert سے جو مسلمان ہے محب وطن ہے، پاکستانی ہے، اس دھرتی سے پیار کرتا ہے وہ پہلی کا قاعدہ، وہ دوسری جماعت کا قاعدہ مرتب کرے تاکہ اس بچے کو یہ تعلیم ملے کہ وہ مسلمان ہے، وہ کبھی جھوٹ نہیں بولے گا، وہ ایک اللہ کو مانتا ہے، وہ ایک رسول کو مانتا ہے۔ جناب والا! دوسرا ظلم یہ ہے کہ ہم پٹواری حضرات بھی میٹرک پاس امیدوار کو لگاتے ہیں۔ محترم راجہ صاحب پٹواری سے کئی سال تنگ رہے ہیں اور وہ پٹواری جو ریکارڈ کو نہیں سمجھتا ہم میٹرک پاس کو وہاں پٹوار سکھاتے ہیں اور وہ کئی سال ہمارے کاغذات کے ساتھ جو حشر کرتا ہے وہ آپ کو معلوم ہے۔ جناب والا! اب تو آپ کے پاس ایف اے اور بی اے پاس نوجوان موجود ہیں۔ اپنے معیار کو اب ذرا بلند کریں، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ایک تو انسان جب اپنی تعلیم کی بلندی پر آئے گا اس کی گفتگو میں اس کے اخلاص میں اس کے کام میں اس کی تحریر میں اس کے سارے انداز میں فرق آ جائے گا۔ براہ کرم میٹرک کی اکائی کو ختم کیا جائے اور میٹرک کی جگہ پہلی اکائی ایف اے کو رکھا جائے۔ اس کے بعد بی اے اور ایم اے رکھا جائے۔ اس طرح سے بے روز گاری کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ کچھ لوگ جو بہانے لگائیں یا کہتے ہیں وہ حق بجانب بھی ہوں گے کہ جناب وہاں تو میٹرک اور ایف اے نہیں ملتے۔ جناب والا! دو سال کی بات ہے کون سی آفت آ جائے گی۔ جب وائیں صاحب کے دور میں پیسے نہیں تھے تو دو سال ہم نے ویسے ہی بھرتی کے بغیر گزار دیے تھے۔ دو سال کے دوران آپ کے کالجوں کا معیار بڑھے گا، کالجوں کی رونق بڑھے گی اور کالجوں میں جو لوگ پڑھیں گے اس سے ان شاء اللہ

جرائم میں بھی کمی ہو گی ۔ ان کے ذہن میں سے سیٹ کے اصولی طور پر ان کے اندر پاکستانیت پیدا ہوگی اور صحیح معنوں میں پاکستانی شہری بنیں گے ۔ میری آپ سے یہ گذارش ہے کہ بنیادی طور پر جہاں میٹرک پاس کی تعلیم ہے وہ ختم کی جائے اور آئندہ کے لیے یہ پالیسی مرتب کی جائے۔ دوسری میری گذارش یہ ہے کہ ہم نے نائب تحصیل دار بھی بھرتی کیے اور تھانے دار بھی بھرتی کیے۔ تھانے دار کے پاس عزت اور ناموس ہمارے سامنے ہے۔ وہ ہماری عزت اور احترام وقار ہمارے جرم کا فیصلہ کرتا ہے۔ میٹرک ایف اے پاس کوئی بچہ اللہ کے فضل سے نہ ضمنی لکھ سکتا ہے اور نہ ہی اس کو انگریزی پڑھنی آتی ہے۔ اس لیے اس کے لیے بھی بنیادی تعلیم بی اے کی جائے۔ جناب والا! نائب تحصیل دار اورتحصیل دار جس میں میرے بھی عزیز ہوں گے وہ کیا لکھتے ہیں؛ جلسہ عام میں پیش ہونے لینے والا بھی حاضر دینے والا بھی حاضر داخل خارج کیا۔ ان سات لفظوں کے علاوہ کسی کو ایمان داری سے کچھ نہیں آتا۔ جناب والا! میں دل سے یہ بات کہہ رہا ہوں ۔ ملک کی مٹی سے پیار کی وجہ سے یہ بات کہہ رہا ہوں خدا کے لیے مہربانی کیجیے اور اپنا سٹینڈرڈ ذرا بلند کیجے ۔ کوئی بے روز گاری نہیں کچھ نہیں لوگوں سے کہیں کہ دو سال اور پڑھیں اور اس کے ساتھ ساتھ ٹیکنیکل تعلیم کو بھی لازمی قرار دیا جائے۔ کتنے آپ ملازم رکھیں گے، کتنے ٹیچر رکھیں گے، کتنے پٹواری رکھیں گے، کتنے کلرک رکھیں گے؟ یہاں پر سی ایس پی افسران سن رہے ہیں جو میٹرک پاس ان کو کلرک دیے جاتے ہیں جو سٹینو انہیں دیے جاتے ہیں ان کا کیا معیار ہے آپ ان سے پوچھیں ۔ کیا سی ایس پی افسران کی انگریزی اور کیا وہ کلرک اور سٹینو۔ بعد میں وہ یہ انگریزی کہاں سے ٹھیک کرواتے ہیں اور کہاں سے نہیں کرواتے یہ ایک الگ بات ہے۔ میں آج دست بستہ آپ سے عرض کروں گا، میں اپنی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں بھی دلیری سے بات کروں گا کہ جناب اس کی improvement کی جائے اور یہ لازمی ہے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو آئندہ ہم گناہ گار ہوں گے۔ اگر ہم یہ گناہ کرتے رہے تو ہم اور عوام ذلت میں ڈوبیں گے اور کبھی بھی ہمارے معیار میں بلندی نہیں آئے گی۔

جناب چیئرمین، شکریہ چیمہ صاحب ۔

چودھری محمد اعظم چیمہ ۔ جناب چیئرمین ایک منٹ ٹھہریں۔ دو منٹ مجھے اور دے دیں تین دن سے میں انتظار کر رہا ہوں۔ میں تجاویز پیش کر رہا ہوں جو اس سے پہلے نہ کسی نے دی ہیں اور نہ ہی کوئی دے گا۔ جناب والا! میں ایک بات اور بھی وزیر خزانہ سے کرنے والا ہوں ۔ جناب والا! ہم نے تین

فورم کھوئے ہوئے ہیں۔ بلدیات، لوکل گورنمنٹ اور ہاؤسنگ۔ ہائی وے وغیرہ مرکزی محکمے ہیں۔ یہ تینوں محکمے ایک جگہ ایک گلی میں ایک نالی بناتے ہیں اور ایک دوسرے کی payment وصول کر رہے ہیں۔ میں نے خود بطور مدعی ایک درخواست دی آپ کی چیف منسٹر انسپکشن ٹیم بھی فیل ہو چکی ہے۔ محکمہ انٹی کرپشن بھی فیل ہو چکا ہے۔ آئیے بیٹھیں اور اس کا حل نکالیں۔ ہم جیسے کارکن آپ کے ساتھ لگنے کے لیے تیار ہیں۔ جب تک آپ محکمہ انٹی کرپشن کو reconsolidate نہیں کریں گے اس کے متعلق دوبارہ قانون سازی نہیں کریں گے آپ کو قطعاً اس سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ میری گزارش یہ ہے کہ لوکل ڈیپارٹمنٹ لوکل کام کرے اور لوکل باتوں کی طرف دھیان دے۔ باقی کام آپ کا ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کرے۔ ڈسٹرکٹ کونسل کا اربوں روپیہ لوگ، ہمارے ساتھی اور دوست کھا رہے ہیں۔ اس میں سے کچھ پیسہ تعلیم کے لیے رکھ دیں، کیونکہ جب اسے نیشنلائز نہیں کیا تھا یقیناً آپ اس وقت چیئرمین ہوں گے اور آپ کے علم میں ہوگا کہ وہاں پر ڈسٹرکٹ کونسل ایجوکیشن کو چلاتی تھی اور تعلیم کے ادارے چلتے تھے۔ تعلیم کے محکموں کو وہاں پر feed up کیجیے۔ یہ آپ کے بچے آپ کی کرسیاں اور ٹاٹ کیا کریں گے آپ کی عمارتیں خالی پڑی ہیں۔ آپ کے پاس کوئی ٹیچر موجود نہیں، ہر ایک کی demand ہے کہ پرائمری سکول کھولا جائے، مڈل سکول کھولا جائے، ہمارے سکول اور کالج کو اپ گریڈ کیا جائے لیکن اس سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اگر قوم کو built کرنا ہے اگر قوم کو بنانا ہے اگر قوم کو معیاری بنانا ہے تو ان کا تعلیمی لیول اس لحاظ سے up کیجیے اور کرپشن کو کم ازکم کرنے کے لیے محکمے کو فنڈ بند کیجیے۔ لوکل گورنمنٹ بھی وہی کام کر رہا ہے جو محکمہ ہاؤسنگ کر رہا ہے اور ہاؤسنگ والے وہی کر رہے ہیں جو ڈسٹرکٹ کونسل کر رہی ہے۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

میں حیران ہوں اور ہم کب سے اتنے فراخ دل اور وضع دار کب سے بن گئے ہیں کہ جن لوگوں نے فنڈ کھایا، جن لوگوں نے بد دیانتیاں کیں، جن لوگوں نے بے غیرتیاں کیں ہم نے بحث میں ان کا نام تک نہیں لیا۔ ان لوگوں کے خلاف ایکشن لینے کے لیے ہمیں cell بنانا چاہیے تھا۔ ان کے بیٹوں سے وہ پیسہ نکالنا چاہیے تھا اور وہ ملازم جو اس وقت چوری کھاتے تھے اب بھی ہمارے پیچھے پیچھے وہ دم دبائے ہوئے پھر رہے ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے ماریں کھائی ہیں وہ آپ سے چھپتے پھرتے ہیں۔ جناب والا! خوشامد کا تو یہ حال ہے۔ جناب والا! اس بات پر غور کیجیے اور میری آپ سے دست بستہ

گذارش ہے کہ ان تجاویز پر غور کریں اور اگر ہے اور وقت ملا ایک دو باتیں اور بھی تھیں جو میں نے کہنی تھیں ۔ اب ان شاء اللہ تعالیٰ پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں یہ باتیں کروں گا ۔ میری جناب سپیکر آپ سے یہ بھی گذارش ہوگی کہ میری ان تجاویز کی نقل اگر آپ کرم فرمائی کریں وزیر اعظم صاحب ' وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر خزانہ کو بھی بھیج دی جائے تاکہ وہ ان مسائل پر غور کریں ۔ میرا یہ بھی ایمان ہے کہ ان دو محکموں کو close کرنے کے بعد 80 فی صد کرپشن ختم ہو جائے گی ۔ اور تعلیمی معیار میٹرک سے بلند کرنے سے اخلاق کردار اور دفتری کام کا معیار بھی ان شاء اللہ تعالیٰ سو فی صد بلند ہو جائے گا ۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ جناب حاجی ملک عمر فاروق صاحب (تشریف نہیں رکھتے) ۔خواجہ ریاض محمود صاحب (تشریف نہیں رکھتے) ۔امتیاز علی لالیکا صاحب ۔

جناب امتیاز علی لالیکا ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب والا! میں تو حاضر ہو گیا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، خواجہ صاحب آپ پھر ان کے بعد بات کرلیں ۔ اب میں نے ان کو فلور دے دیا ہے ۔ مہربانی

جناب امتیاز علی لالیکا ، شکریہ جناب سپیکر !

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں یہاں پر یہ عرض کرتا چلوں کہ اڑھائی بجے تک ہمارے پاس وقت ہے ۔ دوست کوشش یہ کریں کہ جتنا مختصر وہ کر سکیں کریں ۔ اپنی ability کو بروئے کار لاتے ہوئے کوزے میں دریا بند کرلیں ۔

جناب امتیاز علی لالیکا ، جناب والا! میری گذارش یہ ہے کہ میں نیا ممبر ہوں۔ اگر وقت کم ہے مجھے لکھی ہوئی تقریر پڑھنے کی اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جناب رولز کے تحت تو یہ نہیں ہو سکتا ۔ آپ پوائنٹس پڑھ سکتے ہیں ۔

جناب امتیاز علی لالیکا ، ٹھیک ہے ۔ جناب والا ! میں وزیر خزانہ کو متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ اس بجٹ میں وسائل میں اضافہ اور اخراجات میں کمی کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ تجویز کہ سرکاری استعمال کے لیے درآمد شدہ گاڑیاں استعمال نہیں کی جائیں گی بہت اچھی بات ہے ۔ آئندہ کے لیے حتی القدور کوشش کی جائے کہ غیر پیداواری اخراجات میں کمی کی جائے اور بچت

کلچر کو فروغ دیا جائے ۔ تعلیم کے لیے تقریباً ساڑھے ستائیس ارب روپے رکھے گئے ہیں جس سے فروغ تعلیم میں مدد ملے گی ۔ دیہی علاقوں کے سکولوں میں ٹاٹ سسٹم ختم کرنے کا اور انہیں فرنیچر مہیا کرنے کا عزم انتہائی قابل ستائش ہے ۔ جناب والا ! کوشش یہ ہونی چاہیے کہ پنجاب کے پس ماندہ اضلاع جیسے ضلع بہاولنگر ہے ۔ ان کو تعلیم کے لیے زیادہ سے زیادہ فنڈز دیے جائیں ۔ خصوصاً میرے حلقہ کی ٹاؤن کمیٹی فقیر والی جہاں پر ہائر سیکنڈری سکول موجود نہ ہے وہاں پر ہائر سیکنڈری سکول کا اجراء کیا جائے ۔ جس طرح سے پروفیشنل تعلیمی اداروں سے سیلف فنانس سکیم ختم کی گئی ہے اسی جوش اور جذبہ کے ساتھ تعلیمی اداروں سے سیاست کا بھی مکمل طور پر خاتمہ کیا جائے ۔ محکمہ صحت کے لیے تقریباً ساڑھے چھ ارب روپے رکھے گئے ہیں جس سے عوام کے علاج کی بہتر سہولیات مہیا ہوں گی۔ اس رقم سے بھی پس ماندہ اضلاع کے لیے زیادہ سے زیادہ فنڈز رکھے جائیں۔ خصوصاً میرے حلقہ کی ٹاؤن کمیٹی فقیر والی کے رورل ہیلتھ سنٹر کو up grade کیا جائے۔ پبلک ہیلتھ کے لیے بھی رقم رکھی گئی ہے جسے آئندہ سال سے زیادہ کیا جائے تاکہ زیر زمین کڑوے پانی والے علاقہ جات کو زیادہ سے زیادہ drainage اور واٹر سپلائی دی جاسکے اور دیہاتی عوام کو کم از کم پینے کا صاف پانی مہیا ہو۔ اور ان علاقوں میں جگر کی بڑھتی ہوئی بیماریوں کو کنٹرول کیا جاسکے۔ میرے حلقہ کی میونسپل کمیٹی ہارون آباد کی واٹر سپلائی سکیم نامکمل پڑی ہے اسے مکمل کروایا جائے۔ اور گندے پانی کے نکاس کے لیے drainage سکیم approve کی جائے۔ پولیس کی uplift کے لیے خاصی رقم رکھی گئی ہے جس سے ان کے لیے گاڑیاں اور جدید اسلحہ خریدا جائے گا نیز چھوٹے ملازمین کی تنخواہیں بڑھائی جائیں گی۔ ان اقدامات سے امید رکھنی چاہیے کہ صوبے میں امن و امان کی صورت حال بہتر ہوگی اور بڑھتی ہوئی فرقہ واریت کا بھی خاتمہ کیا جاسکے گا۔ فنی تعلیم کے لیے حکومت نے 3 ارب روپے سے نیا پراجیکٹ شروع کیا ہے۔ اس پراجیکٹ کا مقصد لوگوں کو عام تعلیم کی بجائے ہنرمندانہ تعلیم کی طرف مائل کرنا ہے ۔ سکولوں اور کالجوں کے پڑھے لکھے باصلاحیت نوجوانوں کو فنی تعلیم دینا ہے۔ جس سے وہ باعزت روزگار حاصل کرسکیں۔ یہ ہمارے ملکی حالات کے عین مطابق تجویز ہے۔ اس تقسیم میں بھی بہاولنگر کو بھی ترجیحی بنیادوں پر accommodate کیا جائے۔ بچت کرنے کی پالیسی pussue کرتے ہوئے جس طرح پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کو ختم کیا جا رہا ہے اسی طرح دیگر غیر ضروری محکمہ جات کو بھی ختم کیا جائے۔ اور ضروری محکمہ جات کے غیر ضروری عملہ کو گولڈن ہینڈ شیک دے کر فارغ کیا جائے۔ پنجاب میں زراعت

کو درپیش سب سے بڑا مسئلہ سیم و تھور ہے جسے حل کرنے کے لیے national drainage programme شروع کیا گیا ہے۔ جو انتہائی خوش آئند ہے۔ مجھے تشویش اس بات پر ہے کہ ضلع بہاولنگر جو سیم و تھور سے شدید متاثرہ ضلع ہے اس کا نام پہلے سال میں ہونے والے کاموں کی لسٹ میں نہ ہے۔ اس ضلع میں سیم نالیوں کی کھدائی کا کام فنڈز کی کمی کی وجہ سے انتہائی سست رفتار ہے جسے تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ بڑھتی ہوئی سیم و تھور کے تدارک کے لیے زیر زمین کڑوے پانی والے علاقہ جات کو سیراب کرنے والی تمام چھوٹی بڑی نہروں کو ہنگامی اور جنگی بنیادوں پر پختہ کیا جائے۔ خاص طور پر ضلع بہاولنگر کی ہاکڑا کینال جو ریتلے رقبہ میں سے گزرتی ہے جس کی وجہ سے seepage بہت زیادہ ہے جو سیم و تھور کو بڑھانے کا سبب ہے۔ اس نہر اور اس کے سسٹم کو پختہ کرنے سے سیم و تھور کو بھی چیک کیا جاسکے گا۔ اور پانی کی شدید کمی جو اس علاقے کو ہے اس کا بھی مداوا ہو سکے گا۔ بڑھتی ہوئی آبادی کی خوراک کو پورا کرنے کے لیے آب پاشی کے لیے پانی کے ذخائر بنانے پر سب سے زیادہ توجہ دی جائے۔ یہ مسئلہ اتنا اہم ہے کہ ہر وقت اور ہر دم political brains engineers اور planners کو اس کے حل کے لیے سوچتے رہنا چاہیے۔ اور اس سلسلے میں عملی اقدامات کرنے چاہییں۔ کہ کہیں بہت ہی نہ ہوجائے اور ملک پاکستان افریقہ کے کسی قحط زدہ ملک کا نقشہ پیش نہ کرنے لگ جائے۔ ان حالات میں جبکہ زمین دار شدید مالی depression کا شکار تھا، زرعی انکم ٹیکس ادا کرنا ان کے لیے انتہائی مشکل تھا۔ لیکن سابقہ حکومت کی غلط پالیسیوں اور سیاہ کاریوں کی وجہ سے ملک مالی مشکلات کا شکار ہوچکا ہے کہ میاں محمد نواز شریف صاحب وزیر اعظم پاکستان کو ملک کے نام پر اپیل کرنی پڑی کہ قربانی دی جائے۔ ملک کے لیے زمیندار اپنا تن من دھن قربان کرسکتے ہیں اور کریں گے۔ زرعی انکم ٹیکس سے اکٹھی ہونے والی رقم کو زرعی شعبہ پر خرچ کرنا انتہائی حوصلہ افزا ہے۔ میں ضلع بہاولنگر کی تحصیل ہارون آباد کا نمائندہ ہوں اس علاقہ کے لوگ سیم و تھور کی وجہ سے بدحال ہوچکے ہیں۔ اور ہر گزرنے والا دن مشکلات میں اضافہ کرتا ہے۔ تحصیل کی تمام چھوٹی بڑی نہروں کو جنگی اور ہنگامی بنیادوں پر پختہ کیا جائے۔ بجٹ میں اس کا جاری ترقیاتی منصوبہ جات کو مکمل کرنے کے لیے زیادہ رقم رکھی گئی ہے اور نئی سکیموں کے لیے کم رکھی گئی ہے یہ بہت اچھا اقدام ہے کہ پرانی سکیمیں جن پر قوم کا پیسہ خرچ ہوچکا ہے پہلے انھیں مکمل کیا جائے۔ آئندہ سال سے میری تجویز یہ ہوگی کہ پیداواری ترقیاتی سکیمیں زیادہ بنائی جائیں اور غیر پیداواری ترقیاتی سکیمیں بہت کم بنائی

جائیں کہ ملک ابھی عیاشیوں کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ آخر میں عرض کروں گا کہ بڑھتی ہوئی آبادی کو کنٹرول کرنے پر بھرپور توجہ دی جائے۔ اور محکمہ بہبود آبادی کو زیادہ سے زیادہ فعال کیا جائے۔ کہ یہ سب سے اہم کام ہے جس سے مجرمانہ غفلت برتی جا رہی ہے۔ گندم کی قلت کے سلسلے میں عرض ہے کہ حقائق کا سامنا کیا جائے۔ اور حکومت جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے گندم کی کاشت سے قبل اس کی قیمت اتنی مزید بڑھا دے جتنی میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم پاکستان نے پیکج میں بڑھائی ہے تو اس کی کمی خود بخود دور ہوجائے گی۔ باقی سب تجاویز meeting around the bush ہیں۔ اصل مسئلہ یہی ہے کہ اس کی قیمت بڑھا دی جائے۔ اور کمی سے بے فکر ہوا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ جناب۔ خواجہ ریاض محمود صاحب۔

جناب خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب کو اور وزیر خزانہ پنجاب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے انتہائی بدترین حالات میں ایک ایسا متوازن اور ہرقسم کے ٹیکسوں کے بوجھ سے پاک بجٹ پیش کیا ہے کہ لاکھ کوشش کی باوجود اپوزیشن کو اس بجٹ پر تنقید کرنے کا کوئی راستہ نہیں ملتا۔ جناب سپیکر! اس بجٹ کی میرے نزدیک دو خصوصیات بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ نمبر 1۔ زرعی ٹیکس ہے کافی عرصہ سے یہ بحث ملک میں چلتی تھی کہ زرعی ٹیکس لگ رہا ہے زرعی ٹیکس لگ رہا ہے۔ اور اس پر کافی مخالفت بھی ہوتی تھی۔ اس کے حق میں بھی دلائل دئیے جاتے تھے۔ لیکن میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ اور زمین دار بھائیوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے انتہائی خوش دلی کے ساتھ اس زرعی ٹیکس کو قبول کیا۔ جناب والا! یہ بات عیاں ہے کہ %83 جو غریب دیہاتی لوگ ہیں ان پر یہ ٹیکس عائد نہیں کیا جا رہا۔ صرف %17 لوگوں کو یہ ٹیکس دینا پڑے گا جو اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ اور پھر جب میاں محمد شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ کہا کہ اس ٹیکس کی آمدنی سے جو ایک ارب 50 کروڑ روپیہ اکٹھا ہوگا وہ ہم زمین دار بھائیوں پر ہی خرچ کریں گے۔ نہروں کی لائنوں کو درست کیا جائے گا، کھاد سستی کی جائے گی، دوائیاں وافر مقدار میں ایک صحت مند پروگرام کے تحت سپلائی کی جائیں گی۔ فصلوں پر سپرے بہتر طور پر کروانے کے انتظامات کیے جائیں گے۔ اور جناب والا! جس کا فیصلہ کئی مہینوں میں نہیں ہو رہا تھا اس کا فیصلہ چند گھنٹوں میں ہوگیا اور میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے چند گھنٹوں میں ٹریکٹر کی قیمت کم از کم ایک لاکھ

روپیہ کم کردی۔ (نعرہ ہائے تحسین۔۔۔۔۔۔)

اس پنجاب حکومت اور اس کے سربراہ کی دیہاتی بھائیوں کے ساتھ اور ہمارے جاگیر دار بھائیوں کے ساتھ اور اس ہاؤس میں ہمارے معزز اراکین اسمبلی زمین دار بھائیوں کے ساتھ محبت ہے۔ ماضی کی تاریخ میں پہلے محض باتیں کی جاتی رہی ہیں۔ اب کسانوں کی کھیتوں کو لہلہانے کے لیے' سیراب کرنے کے لیے ایک وسیع جامع پروگرام دینے کے لیے اگریٹیکس لگایا گیا ہے 17% لوگوں پر تو اس کے مقابلے پر ایک جامع پالیسی بھی دی گئی ہے۔ یہ کیسے لوگ ہیں جو ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہیں جنہوں نے اس ملک کے خزانے کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا۔ سات' سات لاکھ روپے کی گڑیا خرید کر اپنی نواسی کو دی کہ کھیلتی رہو۔ مجھے جابدرہ کی سکینہ یاد آگئی جب اس نے اپنے باپ کو کہا کہ ابا جان! ہم چائے بنانا چاہتے ہیں ہمیں پاؤ دودھ تو لا دو۔ وہ مزدور آدمی تھا خدا جانے کیا حالات تھے میں نے اخبار میں پڑھا کہ اس کے پاس دودھ لانے کے لیے پیسے نہیں تھے اس نے باہر جا کر خود کشی کر لی یہ اخباروں نے لکھا۔ چند دن پیشتر اس پنجاب اور اس پاکستان میں جہاں بیٹی کے لیے باپ پاؤ دودھ نہیں خرید سکتا' اتنی مہنگائی ہے' اتنے مسائل ہیں' پریشانی ہے اور ان لوگوں کو اندھیرے گھروں میں ڈال رکھا ہے اور سات لاکھ روپے کی گڑیا "ویر میرا گھوڑی چڑھیا" کھیل رہی ہے۔ وہ لوگ تنقید کر رہے ہیں اور جناب سپیکر! جناب کھوسہ صاحب! یہاں بیٹھے ہیں انہوں نے پچھلے دو اڑھائی تین ماہ میں بجٹ کی سوکھی خشک لکیروں کو اس جان دار طریقے سے رنگ بھر کر ان میں زندگی کے آثار نمایاں کیے ہیں میں دل کی گہرائیوں سے انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ غریب آدمی کو پریشان کرنے کے لیے اس میں ڈائریکٹ کوئی ٹیکس عائد نہیں کیا گیا کیونکہ مہنگائی نے پہلے ہی لوگوں کا برا حال کیا ہوا ہے اس لحاظ سے بھی میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے عوام خدا کے فضل و کرم سے حکومت کے لیے اس بجٹ کو قبول کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے کے متعلق میں جناب کھوسہ صاحب! کی خدمت میں گزارش کروں گا۔ کہ لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر حکومت بڑی تیزی اور بڑی محنت کے ساتھ عمل درآمد کر رہی ہے اور اس کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی رہی ہے لیکن تھانوں کی سطح پر آج بھی عام آدمی کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ جناب سپیکر! وہ کسی تھانے میں جا کر آزادانہ طور پر اپنی فریاد سنا کر انصاف حاصل کرنے سے قاصر ہے لیکن مجھے امید ہے کہ وہ وقت بڑا قریب ہے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ وقت جلد

آنے والا ہے جب ان غریب غرباء لوگوں کی تھانے میں شنوائی ہو گی لیکن اس کے لیے تردد کرنے کی ضرورت ہے۔ پالیسیوں کو مثبت بنانے کی ضرورت ہے اور جو لوگ سیاسی دباؤ پر ڈی ایس پی لگتے ہیں' ایس پی لگتے ہیں۔ تھانے دار لگتے ہیں ان کے محاسبے کی ضرورت ہے اور ایسے غیر جانب دار پولیس افسران کو ضلع میں لگانے کی ضرورت ہے جن کے دل خدا کے خوف سے لبریز ہوں اور جو عبادت سمجھ کر خدمت خلق کرنے کا جذبہ رکھتے ہوں۔ جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ حکومت کو اس سلسلے میں بھی کوشش کرنی چاہیے اور تھانے کی سطح پر اور اس سے اوپرضلعی سطح پر پولیس کے نظام میں موجود نقائص کو ختم کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر! اسی طرح صحت کا مسئلہ ہے اگرچہ میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ میں کروڑوں رقوم رکھی جاتی ہیں۔ میرے حلقے میں میو ہسپتال' گنگا رام ہسپتال اور سروسز ہسپتال پڑتا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں کروڑوں روپے کی دوائیاں ہسپتال کے لیے بھیجی جاتی ہیں اور سالانہ کروڑوں روپے کا بجٹ ہے لیکن جناب سپیکر! یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک ڈسپرین کی گولی کسی غریب کو نہیں ملتی۔ کیوں نہیں ملتی؟ دوائیاں کون کھا جاتا ہے؟ غریب کیوں منہ دیکھتا رہ جاتا ہے؟ ان حالات کو کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔ اور سرکاری ہسپتالوں میں غریب کو دوائی اور ڈاکٹر کی سہولت مہیا ہونی چاہیے اور یہی وہ بات تھی جو وزیر اعظم میاں نواز شریف صاحب نے الیکشن کے دوران اپنے جلسوں سے خطاب کرتے ہوئے متعدد بار اس بات کا اعلان کیا میں آپ کی وساطت سے حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ کروڑوں روپے کا سالانہ بجٹ دوائیوں پر خرچ کرنے کے باوجود کسی غریب کو دوائی نہ ملے تو یہ کوئی قابل ستائش بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کا مسئلہ ہے۔ جناب چودھری اقبال صاحب وزیرتعلیم تشریف رکھتے ہیں میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ اس نظام میں بھی بے پناہ کمزوریاں ہیں۔ سکولوں میں بچوں کو ٹاٹ ہٹا کر بنچ مہیا کرنے کی جو پالیسی اختیار کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ حکومت کی انتہائی اچھی پالیسی ہے۔ بچوں میں شعور آئے گا' ان کے ذہنوں سے غربت کا احساس نکلے گا اور بچے سمجھیں گے کہ ہمارے سکول میں بھی ہماری حالت ایک معیار کے مطابق بہتر کر دی گئی ہے تو میں حکومت کی اس پالیسی کو سراہتا ہوں۔ جناب سپیکر! اور بہت سی باتیں ہیں لیکن bell بج گئی ہے میں ان اشعار کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔

بس اتنی بات پر دشمن بنی ہے دنیا ساری
خطا یہ ہے کہ چھیڑا کیوں تیری زلفوں کا افسانہ

چراغ زندگی کو ایک جھونکے کی ضرورت ہے
تمہیں میری قسم ہے پھر ذرا دامن کو لہرانا

تیری محفل میں ساغر سا بھی کوئی اجنبی ہو گا
یہ ظالم ایک مدت سے نہ اپنا ہے نہ بے گانہ

جناب سپیکر، شکریہ، جناب سعید احمد چودھری!

جناب سعید احمد چودھری، شکریہ جناب سپیکر! آپ نے بجٹ پر بات کرنے کے لیے مجھے وقت فراہم کیا۔ جناب سپیکر! تین فروری کے بھاری مینڈیٹ کے بعد اس موجودہ گورنمنٹ کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں اور ان ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب اور ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے جس طرح بدترین حالات میں ایک بہترین بجٹ پیش کیا ہے اس کے لیے وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ میں اپنے دل کی گہرائیوں سے ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

ہم نے پچھلی گورنمنٹ کے طریقہ کار سے ہٹ کر طریقہ اپنایا گو ہمیں وفاقی گرانٹ کم ملی لیکن ہم نے اپنے محاصل generate کر کے اس وفاقی گرانٹ کو پورا کر لیا اور ان کو وفاقی بجٹ سے 83 فی صد حصہ ملا تھا ہمیں 79 فی صد ملا تھا۔ لیکن ہم نے اپنے وسائل generate کر کے ساڑھے چار فی صد کو پورا کر لیا۔ اسی طرح ہم نے نہ صرف اپنے محاصل میں اضافہ کیا بلکہ اپنے اخراجات میں بھی کمی کی انہوں نے جنرل ایڈمنسٹریشن پہ بجٹ کا کل 15 فی صد خرچ کیا تھا ہم اس کا تقریباً ساڑھے بارہ فی صد خرچ کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے ہم نے اس میں بھی کفایت شعاری کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ پچھلے سال سوشل سیکٹر میں انہوں نے بجٹ کا کل 40 فی صد خرچ کیا ہم اس سال 43 فی صد خرچ کر رہے ہیں اس کا مطلب ہے کہ ہم نے ہر طریقہ سے اپنی سمت ٹھیک کی ہے اور ان شاء اللہ اس کو مزید ٹھیک کریں گے۔ کیونکہ حالات بہت بدتر تھے ان کو ٹھیک کرنا اتنا آسان کام نہیں تھا لیکن اس کا آغاز ہو چکا

ہے اور جناب سپیکر! ان شاء اللہ اگلے سال کا بجٹ اس بجٹ سے کہیں زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر! جیسے کہ اپوزیشن کا خیال تھا کہ وفاق میں ایک ایسا بجٹ آئے گا جس میں بے شمار ٹیکس لگیں گے اور ہم ان ٹیکسوں کو بنیاد بنا کر ایجی ٹیشن کریں گے لوگوں کو اکسائیں گے لیکن میاں صاحب نے ٹیکس فری وفاقی بجٹ پیش کر کے ان کو ایسا کرنے کا کوئی موقع نہیں دیا اور ایسا ہی یہاں پنجاب اسمبلی میں ہوا ہے اور اسے بھی میں ٹیکس فری بجٹ کہوں گا کیونکہ اگر اس بجٹ میں کوئی ٹیکس لگایا گیا ہے تو وہ کسی غریب پر نہیں لگایا گیا ہے بلکہ میں بھی زمین دار ہوں ہم نے یہ ٹیکس خوشی سے قبول کیا ہے۔ اور ہم نے خود یہ ٹیکس اپنے اوپر لگایا ہے۔ کیونکہ وقت ہم سے قربانی چاہتا ہے۔ وطن کی پکار ہے کہ ہم قربانی دیں۔ جتنی ہر آدمی اپنی طاقت کے ساتھ قربانی دے سکتا ہے اسے قربانی دینی چاہیے اور ان شاء اللہ ہم دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر ہم ایسی پالیسیاں اختیار نہیں کریں گے تو پھر ہم ساڑھے سات کروڑ عوام کو کیسے جواب دیں گے۔ کیونکہ ہم نے پھر بھی عوام کے پاس جانا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں۔ بجٹ میں کل 82 ارب 19 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ اس میں جو سب سے اہم باتیں یہ ہیں کہ ایک تو ہم نے بیرون ملک علاج پر سرکاری ارکان اور سرکاری افسران پر پابندی لگا کر بہت اچھا اقدام کیا ہے۔ کیونکہ سب نے یہیں رہنا ہے۔یہیں جینا ہے۔ یہیں مرنا ہے۔ اس لیے اگر لاہور کراچی میں بائی پاس آپریشن ہو سکتا ہے تو ہم باہر کیوں پیسہ ضائع کریں۔ یہ بہت احسن اقدام ہے۔ دوسرا جو گورنمنٹ نے احسن اقدام کیا ہے وہ یہ ہے کہ امپورٹڈ گاڑیاں سرکاری استعمال میں نہیں آئیں گی۔ یہ بھی بہت اچھی بات ہے۔ اس سے مقامی صنعت کو fresh کا موقع ملے گا۔ میں کہتا ہوں کہ بجٹ کی سب سے اہم باتیں یہ ہیں۔

جناب سپیکر! بجٹ کی priorities میں ہم نے سوشل سیکٹر کو اہمیت دی ہے۔مثلاً تعلیم، صحت اور معاشرتی بہبود میں ہم نے 43 فی صد رقم رکھی ہے۔ تعلیم کی اہمیت سے کوئی آدمی انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ قوموں کے عروج و زوال کی جو کہانی شروع ہوتی ہے اس میں سارا حصہ تعلیم کا ہے۔ اگر تعلیم نہیں ہو گی تو ہم کچھ نہیں کر پائیں گے۔ ترقی یافتہ قوموں نے تعلیم ہی سے سب کچھ کیا ہے۔ تو تعلیم کی مد میں 27 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ کیونکہ اس مد میں سب سے زیادہ رقم رکھی گئی ہے اور رکھنی بھی چاہیے تھی۔ اس سے ان شاء اللہ تعلیم کے مسائل حل ہوں گے۔ جناب سپیکر! اگر میں یہ

کیوں کہ اس بجٹ کی سب سے خوبصورت بات یہ ہے کہ ٹاٹ سسٹم کو ہٹا کر وہاں فرنیچر مہیا کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ میرا تعلق ایک دیہاتی علاقے سے ہے اور دیہات میں میں ان بچوں کو دیکھتا ہوں جو ٹاٹ پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ ان کے کپڑے میلے ہو جاتے ہیں۔ماں بچے کو نہلا کر صاف ستھرا کر کے بھیجتی ہے لیکن وہ شام کو میلے کپڑوں کے ساتھ آتا ہے۔ جب وہ کرسی پر بیٹھے گا تو اس میں ان شاء اللہ احساس برتری۔ اور ان شاء اللہ اعتماد آئے گا۔ جب وہاں سے یہ بات شروع ہوگی تو پھر ان شاء اللہ تعلیم میں انقلاب آئے گا۔ دو سالوں میں بتدریج 15 ہزار سکول پرائمری اور 2 ہزار مڈل سکولوں میں فرنیچر دیا جا رہا ہے۔ یہ بہت احسن اقدام ہے۔ میری نظر میں یہ اس بجٹ کی سب سے خوبصورت بات ہے۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ نے جو مینجمنٹ کمیٹیاں تشکیل دینے کے بارے میں سوچا ہے۔ کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ اس بجٹ میں سکولوں کا فرنیچر بنانے میں اور دوسری چیزیں بنانے پر پیسہ فضول خرچ ہوتا ہے۔ اس میں بہت کمیشن کھایا جاتا ہے تو یہ جو مینجمنٹ کمیٹیاں بنائی ہیں یہ بہت اچھا اقدام ہے۔ اس سے مقامی لوگوں کو شرکت کا احساس ہوگا دوسرا انشاء اللہ اس میں گھپلے بہت ہی کم ہوں گے اور رقم صحیح اور پوری خرچ ہوگی۔ وزیر تعلیم صاحب یہاں بیٹھے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک تجویز ہے کہ ہم گاؤں کی سطح پر ہائی سکولوں اور ہائر سیکنڈری سکولوں میں بڑی مشکل سے منا کر اور منتیں کر کے وہاں ٹیچر تو لے جاتے ہیں۔ مگر رہائش گاہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ وہاں ٹکتے نہیں ہیں اور دوسرے مہینے ٹرانسفر کروا کر چلے جاتے ہیں اور ادارہ ویسے پڑا رہتا ہے۔ تو محکمہ تعلیم میں رہائش گاہیں بنانے کا سلسلہ بھی کم از کم ہیڈ ماسٹر کے لیے اور ایس ایس کے لیے دیہاتوں میں یہ سلسلہ جاری کرنا چاہیے کیونکہ وہاں لوگ کچے مکانوں میں رہتے ہیں۔ وہاں وہ ان کو کیسے یہ چیزیں مہیا کریں گے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد صحت کا معاملہ آتا ہے تو صحت میں 6 ارب 42 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ B.H.U's اور R.H.C's بنائے گئے اور بڑے بنے بھی پڑے ہیں۔ لیکن افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے اور وزیر صحت کی خدمت میں میں یہ عرض کروں گا کہ وہاں ڈاکٹرز بالکل نہیں ہوتے اور وہ ہسپتال بالکل ویران پڑے ہیں ان کے اندر روح نہیں ہے۔مہربانی کر کے وہاں ڈاکٹروں کی موجودگی کو یقینی بنایا جائے اور خاص طور پر جو ادویات کے لیے 27 کروڑ روپیہ رکھا گیا۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس میں سے 7 کروڑ روپیہ بھی عوام تک نہیں پہنچے گا۔ 20 کروڑ کھایا جائے گا 7 کروڑ کی ادویات شاید ہی لوگوں تک پہنچیں۔

اس کے بعد صحت عامہ کا مسئلہ آتا ہے۔ تو اس میں بھی خاصی خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ مگر بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ میں اور اس مد میں جو رقم رکھی گئی ہے۔ جو پیسے پچھلے سالوں میں خرچ کیے گئے ہیں۔ 35/35 اور 40/40 لاکھ روپے ایک گاؤں کی سیوریج سکیم پر خرچ کیے گئے ہیں۔ مگر وہ سکیمیں بالکل نہیں چل رہیں اور وہ ویسے کی ویسے پڑی ہوئی ہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس مد میں اتنا پیسہ ضائع ہو چکا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ 20/30 ارب روپیہ ضائع ہو چکا ہے۔ اور اس کا ایک پائی کا بھی فائدہ نہیں۔ محکمہ ہاؤسنگ کو چاہیے کہ وہ ان سکیموں کو چلائے اور اپنی تحویل میں لے اور لوگوں سے فیسیں، ٹیکس یا جو بھی ہے وہ لے۔ کیونکہ گاؤں میں پارٹی بازی ہوتی ہے اس لیے یہ سکیمیں وہاں بالکل فیل ہو چکی ہیں۔ وہاں نالی سسٹم بند کرنا چاہیے اور سیوریج سسٹم لگانا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ چودھری صاحب۔

جناب سعید احمد چودھری: سر! میں ایک منٹ کے بعد ختم کرتا ہوں۔ پولیس میں بھی اچھے اقدامات کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کافی پیسہ رکھا گیا ہے۔ اس سلسلے میں میری ایک تجویز وزیر داخلہ صاحب سے ہے کہ موجودہ حالات جو میں دیکھتا ہوں اگر آرمی کے صوبے دار، Honorary Captain جو ریٹائر ہو رہے ہوں۔ ان کو آخری دو سالوں میں ٹریننگ دے کر دو سال کے لیے تھانوں میں ایس۔ایچ۔او لگا دیا جائے تو ان شاء اللہ کرپشن بہت حد تک کم ہو جائے گی۔ یہ میری تجویز ہے اس پر بڑا غور کرنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شکریہ جی۔

وزیر تعلیم: If you allow ۔ کم از کم آدھا گھنٹہ فنانس منسٹر صاحب بھی لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں وہی عرض کرنے لگا تھا۔ میں ویسے بھی آدھا گھنٹہ extend کرتا ہوں۔

اب میری بات ذرا غور سے سن لیجیے کہ میرے پاس پانچ معزز ممبران کے نام بقایا ہیں۔ میں نام پڑھتا ہوں اگر ان میں سے کوئی دوست voluntarily نام withdraw کرنا چاہے یا جو حاضر نہیں ہے تو اس کے بعد کوئی دوست بولنے کا اصرار کرے تو ٹائم اس کے پیش نظر extend کریں گے۔ کیونکہ فنانس منسٹر صاحب نے اس کو wind up بھی کرنا ہے۔ ٹائم تو اڑھائی بجے تک تھا لیکن معزز ممبران کے لیے ہم نے اس کو آدھا گھنٹہ بڑھا بھی دیا۔ اب میرے پاس حاجی ملک عمر فاروق صاحب، جناب اختر محمود ایڈووکیٹ صاحب، میاں امتیاز صاحب، ملک احمد علی اولکھ صاحب اور جناب سمیع اللہ

چودھری صاحب کے نام ہیں۔
وزیر تعلیم، جناب سپیکر! اگر آپ اس تجویز کو پسند فرمائیں تو ہم دوستوں سے request کرتے ہیں کہ انھیں cut motions پر بولنے کا پہلے موقع دے دیں۔ تاکہ انھیں بولنے کا موقع مل جائے۔
جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی تجویز سامنے ہے۔ اگر اس پر دوست اتفاق کریں۔
جناب سمیع اللہ چودھری، پوائنٹ آف آرڈر۔چار روز قبل سے ہم نے request کی ہوئی ہے کہ ہمیں بجٹ کی بحث میں حصہ لینے دیا جائے۔ مجھے یہ انتہائی افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ مجھ سے سیکرٹری صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ 21 تاریخ کو سب سے پہلے نمبر پر آپ کو موقع دیا جائے گا۔ لیکن آج دکھ کی بات یہ ہے کہ یہاں پر 33واں نمبر ہے اور اس پر بھی یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم یہاں پر بحث نہ کر سکیں۔ جیسے آپ کی مرضی ہے۔ سر! ویسے یہ زیادتی ہو گی۔
جناب ڈپٹی سپیکر، جناب! بات یہ نہیں۔ میں نے تو آپ کے لیے ایک تجویز رکھی ہے۔ اس میں زیادتی کا پہلو کیوں نکلے گا۔ میں نے تو ہاؤس کے سامنے تجویز رکھی ہے۔ اگر آپ دوست سمجھتے ہیں کہ آپ نے ضرور بولنا ہے' آنرایبل منسٹر فار ایجوکیشن نے بھی آپ سے ایک تجویز پر یہ request کی ہے۔ اگر آپ دوست سمجھتے ہیں کہ یہ بات صحیح نہیں تو ہم تھوڑا سا وقت مزید بڑھا لیں گے۔ انھوں نے آپ کے سامنے تجاویز رکھی ہیں۔ نہ آنرایبل منسٹر صاحب نے یہ کہا ہے کہ آپ نہیں بول سکتے' نہ ہی ابھی تک میں نے کوئی ایسا فیصلہ دیا ہے۔ میں نے تو عرض کیا ہے کہ میں نے تو آپ ہی کی خاطر بغیر پوچھے ہوئے' حالانکہ اصولی طور پر دو بجے کے بعد فنانس منسٹر صاحب کو وائنڈ اپ کرنا چاہیے تھا' میں نے بغیر ان سے مشورہ کیے' بغیر ان کو اطلاع دیے میں نے آدھا گھنٹہ تو extend کر دیا۔ اب اس پر بھی اگر کچھ دوست چاہتے ہیں' تو میں نے یہ نام پڑھے ہیں۔ اگر آپ دوست اصرار کرتے ہیں بولیں۔ لیکن جو میں نے نام پڑھے ہیں ان میں سے کوئی دوست سمجھتے ہیں کہ ان کو کٹ موشن پر ہم پہلے موقع دے دیں اور وہ آج اپنے نام واپس لے لیں؟
جناب محمد ارشد، جناب والا! میں نے آپ کو اپنے نام کی چٹ سب سے پہلے دی تھی۔ جب آپ یہاں تشریف لائے تھے تو میں نے سب سے پہلے ایک چٹ اپنے نام کی دی تھی۔ لیکن میرا نام آپ نے بولا ہی نہیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آپ کا نام لسٹ میں ہوتا تو بولا جاتا۔ یہ تو وہ نام ہیں جو کل سے آئے

ہوتے ہیں اور آپ آج نام دے رہے ہیں۔ میں نے تو وہ لسٹ پڑھی ہے اگر آپ کہتے ہیں کہ آپ کا ایک اور اضافہ کر دیں' مجھے کیا اعتراض ہے؟

جناب محمد ارشد، میں نے سب سے پہلے یہاں چٹ دی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری جان! یہ وہ نام ہیں جو آج بولنے کے لیے کل سے آئے ہوئے ہیں۔ آج صبح آپ نے چٹ بھیجی ہے۔ پہلے ہم یہ تو فیصلہ کرلیں۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ بولیں' تو آپ بولیں۔ مجھے کیا اعتراض ہے؟

جناب محمد ارشد، سر! اس کو بھی شامل کریں ناں مہربانی کر کے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ٹھیک ہے۔ وہ بھی شامل کر لیتے ہیں۔

میاں عمران مسعود، سر! میری گذارش یہ ہے کہ جس طریقے سے چودھری اقبال صاحب نے تجویز دی ہے' میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ کیونکہ آگے بجٹ پہ بولنے کا بہت موقع ملے گا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو وزیر خزانہ وائنڈ اپ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے ایک بات رکھی ہے۔

میاں عمران مسعود، میرا خیال ہے بڑی اچھی تجویز ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کئی دوست اس تجویز سے خود ہی اتفاق کرلیں گے۔

میاں عمران مسعود، بہت سے دوستوں کو آئندہ بھی وقت ملے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جو دوست خود اتفاق کرتے ہیں آپ ان کو تو کرنے دیں۔ بعد میں دیکھتے ہیں کہ کیا ہے؟

میاں عمران مسعود، جی' شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' آپ حاجی صاحب۔

ملک حاجی عمر فاروق، سر! اگر دو منٹ مل جاتے تو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' میں نے تو عرض کیا ہے کہ پہلے وہ دوست مجھے بتا دیں جو نام withdraw کرنا چاہتے ہیں۔ اگر سارے نہیں کریں گے' تو مجھے اعتراض کوئی نہیں۔ میں نے پھر عرض کیا ہے کہ میں نے ہمیشہ معزز ممبران نے جتنا بھی موقع چاہا فراہم کیا ہے۔ ہم تو یہاں پر آتے

ہی اس لیے ہیں کہ آپ دوست بولیں' آپ بات کریں۔ یہ بات نہیں۔ امتیاز صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب امتیاز احمد، جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ میرا نام اس لسٹ میں شامل ہے۔ میرا نام کاٹ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کٹ موشن پر بول لیں گے؟

جناب امتیاز احمد، جی ہاں' میں کٹ موشن پر بول لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے جی' مہربانی۔ اور بھی کوئی دوست ہیں؟

جناب سعید احمد چودھری، آپ ایسا کریں کہ جو دوست رہ گئے ہیں ان کو ضمنی بجٹ میں سب سے پہلے ٹائم دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب' وہ بھی اتفاق ہو جاتا ہے۔ دیکھیں ناں' امتیاز صاحب نے اپنا نام withdraw کر لیا۔ اب اور کوئی دوست اپنا نام واپس لینا چاہتے ہوں؟

ملک حاجی عمر فاروق، جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کی اس یقین دہانی پہ اور اس تجویز پہ کہ جو دوست رہ گئے ہیں' کٹ موشنز پر ان کو پہلے وقت دیا جائے گا' تو میں بھی withdraw کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب' مہربانی۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! ہاؤس کا concensus ہے کہ اب کھوسہ صاحب وائنڈ اپ کریں۔ کیونکہ آگے بہت وقت ملے گا۔ یہ ہاؤس کی رائے ہے۔ آپ ہاؤس سے پوچھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پھر ایک بات میں بھی عرض کروں گا' لامنسٹر صاحب سے بھی اور فنانس منسٹر صاحب سے بھی کہ جن دوستوں نے آج رضاکارانہ طور پر اپنا نام واپس لیا ہے' یا جو دوست نہیں بول سکے' ان کو ضمنی بجٹ پر یا کٹ موشنز پر سب سے پہلے accommodate کرنا چاہیے۔ کیا آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں۔

(ایوان نے اتفاق کیا)

جی' فنانس منسٹر صاحب۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! جو نام بچ گئے ہیں' وہ نام آپ کے پاس ہیں۔ ہمیں قطعاً کوئی اعتراض نہیں

کہ انھیں پہلے موقع دیا جائے۔

چودھری محمد ریاض، جناب سپیکر! مجھے بھی موقع دیا جائے۔ میں نے بھی اپنا نام دیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آج جن جن دوستوں کے نام میرے پاس آئے ہیں میں ان کو شامل کر لیتا ہوں۔

ملک طیب خان اعوان، آج والے نام آپ نے شامل نہیں کیے' اس لیے مہربانی فرمائیں اور ان ناموں کو بھی شامل فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے پاس یہ چٹیں پڑی ہیں۔ جن دوستوں کے نام اس لسٹ میں نہیں ہیں' آج میرے پاس آئے ہیں ان سب کو ہم شامل کرتے ہیں اور ان شاء اللہ العزیز میرا آپ سے یہ وعدہ ہے کہ ان کو ہم پہلے موقع دیں گے۔ جی' فنانس منسٹر صاحب (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں آپ کا اور آپ کی وساطت سے اراکین ہاؤس کا مشکور ہوں جنھوں نے بحث کو cut short کر کے مجھے بجٹ کی بحث کو وائنڈ اپ کرنے کی اجازت دی ہے۔

جناب سپیکر! یہ اس منتخب حکومت' جس میں پاکستان مسلم لیگ اور ان کی حلیف جماعتیں شامل ہیں' کی طرف سے یہ پہلا بجٹ ہے۔ جن حالات میں پاکستان مسلم لیگ اور حلیف جماعتوں نے حکومت سنبھالی' ان کو یہاں دہرانا میرا مقصد نہیں۔ اتنا ضرور کہتا ہوں کہ سرکاری بنچوں کے اراکین تو اپنی جگہ لیکن اپوزیشن کی اراکین بھی جن میں اب تک کوئی لیڈر تو نہیں چنا جا سکا' وہ بھی دل میں جب جھانکتے ہوں گے تو کہتے ضرور ہوں گے کہ حکومت کا یہ کمال' کہ جو حالات ہم نے ان کے لیے چھوڑے اس کے باوجود ایک متوازن بجٹ پیش کیا جس میں عام آدمی پر کوئی بوجھ نہیں ڈالا گیا (نعرہ ہائے تحسین)۔ صرف اس طبقے سے تعاون کی اپیل کی گئی ہے جو صاحب ثروت ہیں اور جو afford کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہاں تقریباً تمام اراکین جنھوں نے بجٹ کے بارے میں تقاریر میں بہت اچھے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ بجٹ کو متوازن بھی کہا گیا ہے' نامساعد حالات کے پیش نظر اس سے بہتر بجٹ پیش کرنا ممکن نہ تھا یہ بھی کہا گیا ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ ہمارے معزز اراکین ہاؤس نے کچھ ایسی تکالیف بیان کی ہیں جو اجتماعی ہیں اور کچھ ایسے مسائل بھی یہاں بیان کیے ہیں جو ان کے ضلعی یا علاقائی حدود کے اندر ہیں۔ میں فرداً فرداً ان اراکین کی تقاریر کا جواب دوں تو شاید اتنا وقت آپ نے مجھے نہیں دیا۔ لیکن اتنا میں ان کی تسلی کے لیے آپ کی وساطت سے عرض کرتا ہوں کہ ان اراکین

جنھوں نے اپنے اجتماعی یا علاقائی مسائل یہاں ہاؤس میں پیش کیے ہیں' وہ میں نے تمام کے تمام خود اپنے ہاتھ سے اور محکمے کے معاونین کے ذریعے بھی نوٹ کیے ہیں۔ اور میں آپ کی وساطت سے ان اراکین کو یقین دلاتا ہوں کہ ہر ممکن حد تک اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے' سابقہ حکومتوں کی طرح نہیں' پی پی پی کی حکومت کی طرح نہیں کہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو بالکل پس پشت ڈال کر اور ساڑھے تین سال کا عرصہ C.M. directives پر صوبہ چلتا رہا ہے' وہ عمل ہم نہیں کریں گے۔ لیکن اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے معزز اراکین کی تکالیف کی طرف ان شاء العزیز توجہ دیں گے اور ان کے مسائل کے حل کی کوشش کریں گے (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر! اس ایوان میں تقاریر کے دوران عدالت اور قانون کی بالادستی کا بھی ذکر کیا گیا۔ ابھی تقاریر کے دوران اس معزز ایوان کے وقار اور اس کی روایات اور اس کی عزت اور احترام کا بھی ذکر کیا گیا۔ یہیں اراکین کے استحقاق کا بھی ذکر کیا گیا۔ اپوزیشن کی اہمیت کا بھی احساس دلوایا گیا۔ اور بڑے پرکشش اور دل فریب الفاظ استعمال کرتے ہوئے اپنی ننھی سی اپوزیشن کی اہمیت کا بھی احساس دلوایا گیا۔ یہاں غریب عوام کی بھی بات کی گئی اور وہ اسی ننھی سی اپوزیشن کے ارکان کی طرف سے۔ ننھی سی اپوزیشن نے عوام کی نمائندگی کا بھی ذکر کیا۔

اسی ایوان میں کس بے باکی سے غیر ترقیاتی اخراجات کی کمی کا بھی ذکر کیا گیا۔ جمہوریت کے فروغ کو بھی یہاں بہت اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی اور ہاں' تعجب اس بات کا ہے کہ میرے سامنے والے بنچز سے کرپشن کا بھی لفظ اٹھا ہے۔

آوازیں، اللہ اکبر۔

میرے عزیز نے یہاں بیٹھے بیٹھے ایک شعر کہا ہے' بہرحال یہ ان کا شعر ہے' میں اس کو یہاں نہیں دہراؤں گا۔ لیکن اگر ان موضوعات پر یہاں بحث ہوتی اور ٹریژری بنچز کی طرف سے ہوتی تو کوئی تعجب کی بات نہیں تھی۔ ہم تو ساڑھے تین سال سے ان حالات کا شکار بنے رہے' ہم کیا' سارے کا سارا ملک صوبہ پنجاب نہیں' سارے کا سارا ملک ان شکایات کا جو ننھی سی اپوزیشن اٹھا رہی ہے' ان شکایات کا شکار ہم تو بنے رہے ہیں۔ لیکن تعجب اس بات کا ہے کہ خود یہ ظلم ڈھانے والے وہی آج الزامات اٹھاتے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر کی وساطت سے اس وقت تو میں نے یہ کہا تھا کہ اپوزیشن جتنی بھی چھوٹی سہی وہ اتفاق کرلیں اورکسی ایک کو اپنا لیڈر چن لیں۔ لیکن یہ بات کتنی مضحکہ خیز ہے کہ آج تک اتنے لمبے عرصے میں وہ اپنا لیڈرمنتخب نہ کر سکے اور جواباً کیا کہتے ہیں کہ جناب! اس ہاؤس نے تو ابھی تک سٹینڈنگ کمیٹیز بھی نامزد نہیں کیں۔ تو سٹینڈنگ کمیٹیز کا ایک procedure ہم follow کر رہے ہیں۔ پارٹی کے اندر مشاورت جاری ہے اور اس سے تو کوئی کسی کا اختلاف نہیں۔ یہ سات آدمیوں میں سے ایک اپوزیشن لیڈرنہیں چن سکتے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ ایک لیڈر کا نام لے کر میں کہتا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن،لیکن یہاں مجھے افسوس سے کہنا پڑے گا کہ لیڈران اپوزیشن کیونکہ وہ سب کے سب لیڈر ہیں۔ سب کو لیڈری کا شوق ہے۔ ان کی طرف سے بجٹ پر جو اعتراضات کیے گئے ہیں۔ اگر ان کا بھی میں جواب ایک ایک point کے مطابق دوں تو پھر مجھے بہت سا وقت چاہیے ہو گا اور میں ہاؤس کو زیادہ پریشانی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا اور ایک بات تو یہ بھی ہے کہ یہ اراکین ہاؤس خود سمجھتے ہیں کہ جناب سعید احمد منیس کی طرف سے، جناب سعید اکبر نوانی کی طرف سے، جناب غلام حیدر لغاری کی طرف سے یا جناب اویس احمد لغاری کی طرف سے جو عتراضات کیے گئے ہیں ان کی بنیاد کیا ہے اور ان میں حقیقت کتنی ہے؟ تو میں بجائے اس کے کہ بہت سی تفصیل میں جاؤں۔ چند ایسے نکات یہاں اٹھائے گئے تھے جن کی وضاحت کرنا میں سمجھتا ہوں بڑا ضروری ہے۔ چہ جائیکہ میں ان کی ان کارستانیوں کا یہاں ذکر کروں کہ جو انھوں نے عدالتوں کا مذاق اڑایا، جو چیف جسٹس آف پاکستان کے ساتھ کیا گیا، اس ایوان کے احترام کی باتیں کرتے ہیں، اس ایوان کے معزز اراکین کے ساتھ اس وقت کی پولیس اور انتظامیہ کے ذریعے جو سلوک کیا گیا اس کا ذکر کرتا اور تو چھوڑئیے اپوزیشن کا یہ احساس دلواتے ہوئے یا جو مجھے مسلسل اپنا بڑا بھائی پکارتے رہے، جناب سعید احمد خان منیس صاحب جو کسی وقت کرسی سپیکر پر بھی بیٹھتے تھے، وہ بھول گئے ہیں کہ اس وقت کے لیڈر آف دی اپوزیشن میاں محمد شہباز شریف کو ساڑھے سات مہینے جیل میں رکھا گیا، اس وقت کے ڈپٹی اپوزیشن لیڈر چودھری پرویز الہیٰ کو دو ماہ سے کچھ عرصہ زیادہ جیل میں رکھا گیا،

آوازیں: شیم۔ شیم

چلو وہ تو اسمبلی کے اندر تھے، میاں شہباز شریف کے والد بزرگوار جن کی اس وقت 74 برس کی عمر تھی، وہ دل کے مریض ہیں، انھیں دفتر سے ایک عام مجرم کی حیثیت سے اٹھایا گیا اور گرفتار کیا

گیا اور جیل میں ان کو ادویات بند کر دی گئیں کہ ہم میاں صاحب کا سر جھکائیں گے۔ ان کو اپنے تابع کریں گے۔ یہ اپوزیشن کا احترام ہوتا ہے۔

آوازیں، شیم۔ شیم

حتیٰ کہ لیڈر آف دی اپوزیشن میاں شہباز شریف کے طالب علم بیٹے جس کا سیاست سے کوئی دور کا تعلق نہیں، حمزہ شہباز شریف کو جیل بھیجا گیا اور کئی ماہ جیل میں بند رہے۔ یہ اس اپوزیشن والے اس اسمبلی کے اراکین کی عزت و احترام کی بات کرتے ہیں۔ کس منہ سے یہ بات کرتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی ایسا واقعہ ہو جہاں انھوں نے اپوزیشن کے ساتھ بجائے زیادتیوں کے اور ظلم کے تعاون کیا ہو۔

آوازیں، شیم۔ شیم

جناب سپیکر! ان کی تقریر زیادہ تو سیاست پر مبنی تھی، اس بجٹ کے سلسلے میں نہ انھوں نے حقائق پر پہنچنے کی کوئی ایسی کوشش کی ہے اور نہ ان کی تقاریر کوئی حقائق پر مبنی تھیں۔ میں وہ بھی الفاظ ان کو یاد دلاتا ہوں کیونکہ زیادہ تقریر ان کی سیاست پر مبنی تھی کہ اسی ایوان میں اس وقت کے رکن جو اب قومی اسمبلی کے رکن ہیں جناب انعام اللہ خان نیازی، وہاں جہاں اس وقت چودھری سمیع اللہ صاحب اور مسعود صاحب تشریف فرما ہیں وہ اس سیٹ پر بیٹھا کرتے تھے انھوں نے جائز تنقید کی تو اسی نشست سے کھڑے ہو کر اس وقت کا وزیر اعلیٰ کہتا ہے کہ I will sort you out یہ اپوزیشن والے آج اپوزیشن کی بات کرتے ہیں۔ اس وقت ان کا احساس ہم دردی کہاں گم تھا؟ اس وقت ان کے جو آج جذبات ہیں ان حالات کو دیکھتے ہوئے کہ آج ان کی ایک چھوٹی سی اپوزیشن ہے، آج ان کو یہ احساس ہوتا ہے۔ اس وقت ہماری اپوزیشن تو ماشاء اللہ مضبوط اپوزیشن تھی اور ہم نے اس وقت کی ظالمانہ حکومت کے ساتھ ہر ممکن ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا۔ لیکن یہ جمہوریت کی بات کرتے ہیں کہ ایک وزیر اعلیٰ ہاؤس میں بحیثیت قائد ایوان کھڑا ہو کر ایک رکن کو تڑی دیتا ہے کہ .I will sort you out یہ لوگ جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔

آوازیں، شیم۔ شیم

پھر یہ غریبوں کی بات کرتے ہیں۔ غریب عوام کی بات کرتے ہیں۔ میرے پاس facts & figures ہیں اور آپ کو ان facts & figures پڑھنے سے میں بور نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن صرف ایک

وزیر اعلیٰ کے دفتر 7۔ کلب روڈ پر کم و بیش 2۔ کروڑ روپیہ اس کی آرائش و مرمت کے لیے خرچ کیا گیا۔ 93ء تک ہم سب لوگ 7۔ کلب روڈ کی کوٹھی پر جایا کرتے تھے اور اب بھی وہاں جا رہے ہیں۔ میں نے اس ہاؤس میں اب ایک فرق دیکھا ہے کہ جو بیڈ روم بنایا گیا ہے اس کی ایک دیوار پر وٹو صاحب نے mirror لگا دیا ہے۔ باقی میں نے نہ فرنیچر میں فرق دیکھا ہے' نہ ان کے کارپٹ میں فرق دیکھا ہے' نہ فرنیچر میں کوئی اور فرق ہے' ایک کروڑ 92 لاکھ روپیہ۔ جہاز کی میں بات کروں جس کو ہم بہت دفعہ اسی ہاؤس میں پہلے سے اٹھا چکے ہیں۔ جو عوام کی بات کرتے ہیں' جس جہاز کو غلام حیدر وائیں اس وقت کے وزیر اعلیٰ 90ء سے 93ء تک 9 کروڑ روپے کی رقم یہ کہہ کر reject کر دیتا ہے کہ ہم یہ afford نہیں کر سکتے۔ وہی جہاز 21 کروڑ روپے میں خریدتے ہیں۔

آوازیں: شیم۔ شیم

اور یہ غریب عوام کی بات کرتے ہیں۔ میں کیا کیا ان کا سیاہ پہلو یہاں اجاگر کروں۔ اب مجھ پر الزام تھا کہ یہ الفاظ کی ہیرا پھیری ہے۔ یہ الفاظ کی ہیرا پھیری تو ان کے منہ سے نکل رہی ہے اور میں ابھی ثابت کروں گا کہ جہاں میرے الفاظ کو الفاظ کی ہیرا پھیری کہا گیا وہ ان کے دماغ کا دراصل تھوڑا سا خلل ہے کہ انھوں نے پڑھنے کی کوشش ہی نہیں کی کہ ہم نے بجٹ کیا پیش کیا ہے اور یہ کیا پڑھ رہے ہیں اور اس ہاؤس کو سنا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اب ان سیاسی باتوں کو چھوڑ کر بجٹ کی طرف آتا ہوں۔ شکر ہے کہ اوروں کو نہیں' تو جو مجھے بڑا بھائی کہتے ہیں میں انھیں چھوٹا بھائی کہوں گا۔ میرے چھوٹے بھائی کو اتنا حوصلہ ہوا کہ وہ یہاں موجود ہیں اور اپنے اعتراضات کا جواب سننے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ویسے اس صوبہ سے آپ کا' میرا' میرے چھوٹے بھائی کا اور اس ایوان کا سب کا تعلق ہے۔ وہاں جسے انسان بڑا بھائی کہتا ہے پھر اس پر برسرعام تنقید بھی نہیں کی جاتی یا تو وہ مجھے بڑا بھائی نہ کہتے' وزیر خزانہ کہتے اور جو مرضی کہہ لیتے لیکن بار بار بڑا بھائی کہا۔ بڑا بھائی تو والد کی مانند ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں - سردار صاحب! انھوں نے آپ پر نہیں بجٹ پر تنقید کی تھی -

وزیر خزانہ : جناب والا! میں یہی کہہ رہا ہوں کہ وزیر خزانہ کہہ کر جو کچھ کہہ جاتے - مجھے کوئی افسوس نہ ہوتا - میں تو اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا ہوں اگر میرا کوئی بڑا بھائی ہوتا میں واللہ کہہ رہا ہوں کہ میرا منہ ان کی شان میں کبھی نہ کھل سکتا - گستاخی میں نہ کر سکتا لیکن انھوں نے سب کچھ کہا یہ بڑا

بھائی بھی کہتے رہے لیکن میں پھر بھی پیار کا سلوک برتوں گا اور میں یہ کہوں گا کہ انہوں نے بجٹ کا صحیح معنوں میں مطالعہ ہی نہیں کیا جو کچھ یہ یہاں quote کر گئے یہ حقیقت پر مبنی نہیں۔ انھوں نے ترقیاتی پروگرام کے بارے میں فگرز quote کیے تھے ۔ وہ حکومت جس حکومت میں یہ defeated candidate کی حیثیت سے Advisor to the Chief Minister تھے یا Special Assistant تھے مطلب یہ ہے کہ یہ as a defeated candidate منسٹر کا درجہ رکھتے تھے اس حکومت نے جو ترقیاتی پروگرام کا حجم 1996-97ء میں پیش کیا تھا وہ 15 ۔ ارب اور کچھ کروڑ کا تھا لیکن اس میں جو short fall دکھایا گیا وہ 17 46 فی صد تھا جو un-precedented ہے۔ اتنا short-fall پہلے کبھی کسی حکومت کے دوران ہوا نہیں ہے اور اگر حقیقی معنوں میں اسے دیکھیں تو پھر ہمارا جو short-fall 11 فی صد کا predict کیا گیا ہے اس کے تابع اگر آپ فگرز کنٹرول کریں تو پھر ہمارا ترقیاتی پروگرام ان کی حکومت کے ترقیاتی پروگرام سے زائد ہے کم نہیں۔ حالانکہ ہم نے جن حالات میں حکومت سنبھالی ہے' جن حالات میں بجٹ تیار کیا ہے وہ آپ پر بھی عیاں ہے اور ان پر بھی عیاں ہے اور اس صورت کو لانے والے بھی یہی لوگ ہیں وہ تباہ کاری کرنے والے تو یہی لوگ ہیں۔ اور مدات کی تو میں کیا بتاؤں یہ بہت لمبی تفصیل ہے۔ اس وقت حکومت کی ترجیحات کے بارے میں آپ کی اجازت سے میں چند فگرز اس ہاؤس کی اطلاع کے لیے پیش کروں گا۔

جناب والا! اس وقت امن عامہ حکومت پنجاب کی اولین ترجیحات میں سے ہے۔ آپ فگرز کو چھوڑیے میں صرف percentage بتاتا ہوں۔ پولیس کی allocation میں 12.26 فی صد کا اضافہ ہے۔ اسی طرح ایجوکیشن میں 12.92 فی صد اضافہ ہے اور ہیلتھ ہماری priorities میں نمبر 3 پر آتی ہے اس میں 12.79 فی صد اضافہ ہے۔ اگر میں یہ سارے مدات سنا دوں کہ ایگریکلچر میں کتنا اضافہ ہے۔ بلڈنگز اور روڈز میں کتنا اضافہ ہے تو یہ بڑی لمبی تفصیل ہو گی۔ لیکن یہ محکمہ جات حکومت پنجاب کی ترجیحات میں اول' دوئم اور سوئم درجہ رکھتے ہیں۔ جناب والا! اسی طرح انھوں نے جو چھوٹے چھوٹے اعتراضات کیے ہیں اور میں انھیں کیا بتاؤں۔ صرف اتنا کہنا کافی ہے انھوں نے جو 15۔ ارب کا inflated figure کا ترقیاتی منصوبہ quote کیا تھا پھر اس کو کاٹتے کاٹتے نو اعشاریہ کچھ پر لے آئے تھے تو یہ نو اعشاریہ اور کچھ کا ذکر نہیں کرتے وہ 15 ۔ ارب کا ذکر کرتے ہیں۔ جو ان کے لیے استعمال کرنا ناممکن تھا اور میں استعمال کرنے کی شرح بھی آپ کو بتا دوں کہ مختلف محکمہ جات کو جو بجٹ allocations دی

گئی تھیں ------- جناب سپیکر! میں آپ کی indulgence چاہوں گا۔ کیونکہ بات کرنے کا میٹریل کافی ہے اور وقت تھوڑا ہے میں اسے کاغذوں پر لکھ لکھ کر یہاں وہاں کر بیٹھا ہوں لیکن ایجوکیشن جیسے اہم محکمے میں ان کے اپنے بجٹ کی utilization 48 فی صد تھی۔ یعنی کہیں بھی یہ 42 یا 43 فی صد بجٹ utilization نہیں کر سکے اور ان ساری کی ساری رقوم کا اللہ جانے کیا کرتے رہے۔ اللہ جانے ان کی ترجیحات کیا تھیں' اللہ جانے ان کی سوچ کیا تھی جو آج غریب عوام کا ذکر بار بار پیٹتے رہے ہیں۔ اپنی ان کی کیفیت دیکھ لیں۔ آپ کو ان کی عوام سے ہم دردی اور اس صوبے کے معاملات سے ہم دردی یہاں عیاں ہو جاتی ہے کہ انہوں نے محکمہ جات کو جو بجٹ خود allocate کیے ان کی utilization کس قدر ہوئی۔

جناب والا! Divisible Pool کی کمی کا یہاں ذکر کیا اور یہ بھی کہا گیا اور جناب سعید احمد منیس صاحب نے یہاں کہا کہ گو انھیں divisible pool سے کم رقوم حاصل ہوئی ہیں مگر ہم نے پنجاب کا حق نہیں مانگا۔ انھیں شاید یہ علم نہیں کہ divisible pool کس بنیاد پر چاروں صوبوں کے درمیان divide ہوتا ہے۔ میں ان سے آپ کی وساطت سے عرض کر دیتا ہوں کہ divisible pool آبادی کی بنیاد پر چاروں صوبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ تو جب divisible pool بڑھے گا تو پھر آبادی کے بڑھنے کا advantage ہمیں بھی ملے گا اور جب وہ divisible pool مرکزی حکومت کی اپنی مجبوریوں سے کم ہو گا اور مجبوریاں یہ چھوڑ کر گئے ہیں کہ ریونیو collection صحیح معنوں میں نہیں ہوئی اس میں کرپشن زیادہ رہی ہے اور collection کم رہی۔ تو جس بنیاد پر وہ divisible pool کم رہا۔ کیونکہ ہم نے اپنی آبادی کے لحاظ سے لینا ہے لہذا ہمیں خسارہ بھی اسی لحاظ سے اٹھانا پڑتا ہے لیکن اس کے باوجود وزیر اعلیٰ پنجاب نے مرکزی حکومت سے ذاتی لیول پر اور حکومتی لیول پر بات چیت کر کے soft loan منظور کروایا ہے اور ان شاء اللہ العزیز انہوں نے ہمارے ساتھ commit کیا ہے وہ جو ہمیں commitment دیں گے اسے ترقیاتی پروگرام میں شامل کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ اگر ان کی recovery over the year بہتر ہو جاتی ہے تو پھر divisible pool میں جو رقوم آئیں گی ان میں سے پھر ہمارا حصہ ہمیں allot کیا جائے گا اور وہ ہمیں ملے گا۔

جناب والا! یہاں انہوں نے بہت سے اعتراضات کیے تھے میں مختصراً تو جناب سپیکر آپ کو بتا چکا ہوں۔ ایک اعتراض زرعی ٹیکس پر بھی کیا گیا تھا۔ زرعی ٹیکس اور محکمہ آب پاشی ایسے محکمے ہیں جو

زراعت پیشہ سے بالکل منسلک ہیں۔ یہاں پر میں ایک وضاحت کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ یہاں پر سندھ اور پنجاب کے ٹیکس کی comparison بھی کی گئی ہے۔ جناب سپیکر ! میں نے ٹیکسز کا مطالعہ کیا ہے اور وہ میری بات کو زیادہ بہتر سمجھ سکیں گے۔ سندھ نے کسی کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا چاہے وہ آدھے ایکڑ والا ہے چاہے وہ سو ایکڑ والا ہے یا چاہے وہ ہزار ایکڑ والا ہے ان پر یکساں ٹیکس ہے۔ یہاں پر ہم نے 35 سے شروع کیا ہے اور 75 تک لے کر گئے ہیں انہوں نے مختلف brackets بنائی ہیں لیکن انھوں نے کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ غریب سے غریب دہقان نے بھی دینا ہے اگر وہ مالک زمین ہے اور جو ہزاروں ایکڑ کا مالک ہے اس نے بھی وہی دینا ہے ۔ پنجاب کی سوچ یہ نہیں۔ پنجاب کی سوچ یہ تھی کہ وہ دہقان' وہ کسان جو afford نہیں کر سکتا جو bear minimum پر اپنی زندگی کا گزارہ کر رہا ہے اسے بوجھ نہیں ڈالا ہے۔ اس پر مختلف آرا آئیں لیکن میں فخر کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہماری جماعت نے فیصلہ کیا کہ ہم بڑے زمین دار پر بوجھ بڑھا دیں۔ لیکن چھوٹے مالکان پر سرے سے بوجھ ہی نہ ڈالا جائے۔ جس کے نتیجے میں ساڑھے بارہ ایکڑ کے مالکان کو مستثنیٰ کیا گیا اور بالترتیب اوپر کی brackets پر ٹیکس بڑھا دیا گیا۔ اس پر پھر اعتراض کیا گیا وہ غالباً نووارد ہیں ان کا بڑے اونچے گھرانے سے تعلق ہے اور اس اونچے گھرانے کے مشورے اس ٹیکس میں موجود ہیں وہ اپنے والد محترم سے کبھی جا کر پوچھ لیں میں اویس لغاری صاحب کا ذکر کر رہا ہوں۔ اس میں تخصیص نہیں کی گئی انہوں نے چند ضلعوں کا نام لیا ان کی پیداوار۔ اور باقی اچھے ضلعوں کا نام لیا ان کی پیداوار میں بڑا فرق ہے تو produce index units موجود ہیں اور produce index unit کے مطابق لگایا جاتا ہے۔ تو میں یہ بارہا وضاحت کر چکا ہوں لیکن ایسے بڑے لوگوں کو اخبار پڑھنے کی کیا ضرورت ہے یا ٹیلی وژن دیکھنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو انہوں نے اپنے ذہن میں ایک رٹ لگائی ہوئی ہے وہ تو اسی کے مطابق اپنی بات کریں گے ۔ تو جناب والا! میں بارہا کہہ چکا ہوں ۔ آج یہاں پریس گیلری بھی بیٹھی ہوئی ہے میں بڑی وضاحت سے اس بارے میں کہنا چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں وقت پندرہ منٹ اور extend کرتا ہوں ۔

وزیر خزانہ ، کہ یہ ٹیکس اس وقت اس صورت میں نافذ کیا گیا کہ produce index unit کا جو ایک table تیار کیا گیا تھا وہ آج سے پچاس سال پرانا ہے اس میں زمینوں کی اب ردو بدل ہو چکی ہے۔ اب اعلیٰ رقبے ناکارہ ہو چکے ہیں ناکارہ رقبے جو اس وقت ریگستان یا بنجر ہوں گے وہ اب بہت اعلیٰ

حیثیت حاصل کر چکے ہیں تو فی الوقت یہ produce index units بہت پرانے ہیں۔ اس لیے رائج کرنا مناسب نہ تھا لیکن وہ سلسلہ جاری کر دیا گیا ہے اور بورڈ آف ریونیو کو ہدایات کر دی گئی ہیں کہ اسے review کریں اور اسے update کریں لیکن اس میں چھ مہینے یا سال یا دو سال کی بات نہیں ہے اس میں وقت لگے گا۔ لیکن حتی الامکان کوشش کی جائے گی کہ اسے جلد از جلد up-date کر لیا جائے۔ پھر اس ٹیکس کے نظام میں refinement لائی جائے گی۔ اسی طرح باغات کا ذکر لے لیں۔ ریونیو ڈیپارٹمنٹ میں جہاں باغات ہیں وہاں صرف باغ لکھا ہوا ہے۔ اب میں بھی جانتا ہوں اور اعتراض کرنے والے بھی جانتے ہیں کہ آم کے باغ میں اور امرود یا فالسہ کے باغ میں آمدن کا فرق ہے۔ لیکن ہماری مجبوری ہے کہ وہاں باغ لکھا ہوا ہے۔ اس کی آگے تخصیص نہیں کہ یہ آم کا باغ ہے، فالسے کا ہے یا امرود کا ہے، لیچی کا ہے یا سائٹرس کا ہے۔ لیکن اس کے بارے میں انھیں ہدایات کر دی گئی ہیں کہ آئندہ اب باغات کو مختلف کیٹیگریز میں درج کیا جائے تاکہ اس کے مطابق دوبارہ اس مد میں بھی refinement لائی جا سکے۔

پھر یہ بھی یہاں ابہام پیدا کیا جا رہا ہے اور میں آپ کی وساطت سے اور پریس گیلری کے ذریعے یہ عوام تک پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ جو سو ایکڑ کا مالک ہے اسے سو ایکڑ پر ٹیکس دینا پڑے گا۔ جناب سپیکر، اپوزیشن کی طرف سے یہ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ میں ایک مرتبہ نہیں بار بار یہ وضاحت کر چکا ہوں لیکن آج یہ اس وضاحت کے لیے بہتر پلیٹ فارم ہے۔ سو ایکڑ والا اس بریکٹ میں تو آ جاتا ہے جو heaviest taxation کی بریکٹ یعنی -/350 روپے فی ایکڑ۔ لیکن ٹیکس وہ صرف اور صرف اس رقبے پر دے گا جو اس سو ایکڑ میں سے وہ کاشت کر رہا ہے۔ اگر اس میں زمین دار نے ایک فصل کاشت کی ہے تو پھر چاہے وہ چالیس ایکڑ ہو یا پینتالیس ایکڑ، جتنا بھی ہو گا وہ کاشت کیا ہو گا اور اس رقبے سے ٹیکس وصول کیا جائے گا نہ کہ مکمل سو ایکڑ سے۔ یہ ایک غلط سا پروپیگنڈا اپوزیشن والے ہمارے خلاف اس ٹیکس کی مد میں اٹھا رہے ہیں۔ پھر یہ بھی کہا گیا کہ ٹیکس تو لے رہے ہیں لیکن زمین دار کے لیے کوئی incentives نہیں دیے گئے۔ جناب والا! یہ کتنی جہالت کی بات ہے۔ اس سے زیادہ سخت لفظ پارلیمنٹ کے اندر کھڑے ہوتے ہوئے میں استعمال نہیں کر سکتا۔ ٹیکس لگانے سے قبل وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف نے بے مثال جمپ لیا ہے گندم کی خریداری کی قیمت میں کبھی کسی سال میں پانچ دس روپے سے اوپر جمپ کبھی نہیں ہوا۔ یہ پہلی مرتبہ مسلم لیگ کے

قائد پاکستان کے وزیر اعظم نے 55 روپے کا جمپ لیا۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اب جو ہمیشہ کاشت کار کی طرف سے اعتراض جائز تھا کہ ہمیں inputs تو انٹرنیشنل مارکیٹ کے لحاظ سے خریدنا پڑتی ہے اور ہماری اجناس یا ہماری produce کی قیمتیں حکومت کنٹرول کرتی ہے اور انٹرنیشنل پرائسز ہمیں نہیں ملتی۔ میں نے اس کا موازنہ کیا ہے۔ میں نے آسٹریلیا اور امریکہ سے فگرز منگوائے ہیں۔ آسٹریلیا میں فی من کاشت کار کو -/219 روپے ملتے ہیں۔ امریکہ میں فی من -/222 ملتے ہیں جبکہ پاکستان میں وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے -/240 روپے دیے ہیں۔ یہ ان incentives کا ذکر ہے جن کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ کوئی incentives نہیں دیا گیا۔ یہ تو پہلا واقعہ ہے جو اس ٹیکس لگانے سے پہلے ہی اعلان کر دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ٹریکٹر کی قیمت کا آپ پڑھ چکے ہیں۔ سارا صوبہ پڑھ چکا ہے۔ اس میں بالترتیب 75 ہزار سے سوا لاکھ کی کمی واقع ہو گی۔ اسی طرح اور incentives بھی ہیں۔ اور ان میں سب سے بڑا قابل غور پہلو یہ ہے کہ جو ریونیو زرعی ٹیکس سے حاصل ہو گا وہ تمام کا تمام دیہی ترقی کے لیے ہو گا جس میں نہروں کی بحالی کھالوں کی پختگی اور form to market roads اور اس طرح کے وہ منصوبہ جات جو purely and solely دیہی علاقے سے متعلق ہوں گے ان پر خرچ کیا جائے گا۔ جناب والا! یہ نہ سمجھا جائے کہ یہی ٹیکس وہاں خرچ کیا جائے گا۔ یہ اس حصے کے علاوہ تو ترقیاتی پروگرام کے تحت ویسے ہی دیہی علاقوں کے لیے رکھا گیا ہے۔ تو وہ تقریباً سوا دو ارب روپیہ بن جاتا ہے۔ جو ایک ارب 52 کروڑ روپے ایک ٹیکس سے وصول ہو اور بقایا سوا دو ارب روپے کا حصہ ترقیاتی پروگرام کے تحت دیہی ترقی کے لیے رکھا گیا ہے۔ جناب سپیکر، میرے پاس بہت سے ایسے ایشو تھے جن پر میں آپ کی وساطت سے اس ایوان تک اور پریس گیلری کے ذریعے عوام تک پہنچانا چاہتا تھا۔ لیکن میں تو یہی کہوں گا کہ یہ جو ننھی سی اپوزیشن وہ طبقہ ہے جو اب بے چارے frustration feel کر رہے ہیں۔ خود یہاں ایک معزز رکن تسلیم کر گئے کہ جب یہاں سے ایک آواز اٹھی تھی کتنی دفعہ پارٹیاں بدلیں کہ ہر حکومت کے دور میں وہ وزیر بن جاتے رہے۔ اس کا جواب انھوں نے دیا کہ میں منتخب ہی اسی لیے ہوتا ہوں کہ میں وزیر بنوں۔ یہ ایسے بے چاروں کی بدقسمتی ہے کہ اس حکومت نے ان کو اپنے رنگ بدلنے کی اجازت نہیں دی۔ اور اپنی صفوں میں شامل ہونے کی اجازت نہیں دی اور وزارتوں میں انھیں جگہ نہیں ملی، نہ ہی ایسے لوگوں کی آئندہ سالوں میں امید ہے کہ قوم نے ان کے لیے کوئی گنجائش رکھی ہے۔ یہ ایک حادثہ ہے کہ یہ اس دفعہ بھی منتخب ہو کر آ گئے حالانکہ ان کا ریکارڈ تو بتاتا ہے

کہ یہ کیا خدمات کرتے رہے ہیں۔ میں اس کا تھوڑا سا حصہ یہاں پیش کر چکا ہوں۔ میں ان کوٹھیوں ' ان محلوں کا ذکر نہیں کرتا کیونکہ میرے پاس اس وقت figures ہوتے تو میں ضرور بتا دیتا ۔ اور بغیر ثبوت کے بات کرنا بے معنی ہے جو ان لوگوں نے اپنی ذاتی املاک اور ذاتی جائیدادیں بنائی ہیں۔ چھوڑیے ان باتوں کو لیکن آئندہ انشاء اللہ العزیز پاکستان کی سیاست میں ان کی گنجائش نہیں ہو گی ۔

ہمیں اس چیز کے لیے فخر کا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہیے ۔ فخر اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے ۔ جناب سپیکر ' ہم اس چیز پرمطمئن ہیں کہ ہماری صفوں میں وہ لوگ ہیں جنھوں نے ساڑھے تین سال ان کے مظالم جوان مردی سے ہمت سے برداشت کیے ۔ سر نہیں جھکائے ' بکے نہیں ۔ ان کی بیش بہا offers آتی رہیں۔ لیکن ہمارے اراکین اسمبلی اور پاکستان مسلم لیگ اور اس کی حلیف جماعتوں کے اراکین ان لالچوں کی طرف نہیں گیے۔ انھوں نے وطن پرستی ' وطن کی حفاظت اورجمہوریت کی حفاظت کو ترجیح دی ۔بجائے اس کے کہ وہ ان کی ان لالچوں کی طرف جھکتے اور اس کا نتیجہ ہے کہ آج اتنی مضبوط اور un-precedented پاکستان مسلم لیگ اور اس کی حلیف جماعتوں کو قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی میں حاصل ہوئی ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! آخر میں میں یہ کہوں گا کہ پاکستان مسلم لیگ کی موجودہ حکومت اور جب میں پاکستان مسلم لیگ کا نام لیتا ہوں میں نے اپنے ساتھی سے ہمیشہ کہا ہے کہ آپ کی شمولیت اور جو ہمارے ساتھ سیاسی جماعتیں شامل ہیں ان کے نام بیچ میں شامل ہے ۔ ترجیحات بڑی واضح ہیں۔

امن عامہ کا بڑا زور شور سے ذکر کیا گیا ۔ اس کا ریکارڈ میرے پاس موجود ہے ۔ وقت کی کمی کی وجہ سے میں مختصراً عرض کروں گا ۔ یہ کہتے ہیں کہ فرقہ وارانہ دہشت گردی اور قتل و غارت عام ہے ۔ کیا یہ بھولتے ہیں کہ یہ ایک عرصے سے جاری ہے ۔ اور ہماری حکومت ابھی وجود میں نہیں آئی تھی کہ سیشن کورٹ لاہور کا واقعہ جس میں بہت سے بے گناہ افراد جاں بحق ہوئے اور اس میں 17 پولیس کے عملے کے آدمی تھے ۔ اسی طرح خانہ فرہنگ ایران ملتان جہاں چھ یا سات افراد زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ۔ اور اس طرح اگر پیچھے چلے جائیں تو بہت سے ایسے افسوس ناک واقعات گزر چکے ہیں ۔ اب اس حکومت نے ان سے سختی سے نمٹنے کے لیے تمام اقدامات کیے ہیں۔ پولیس کی strength میں اضافہ' پولیس کی کارکردگی کو زیادہ efficient بنانا اور موقعے کے مطابق زیادہ مستعد بنانے کے لیے جو کارروائی کی ہے اس کا یہاں ذکر ہو چکا ہے۔ Budget speech میں بھی میں اس پر خاصا ایک

chapter ان کی ٹریننگ، ان کی سہولیات کے لیے، ان کے لیے بہتر اسلحہ، بہتر گاڑیاں، بہتر تنخواہیں اور بہتر working conditions کا پڑھا تھا اور اس میں یہ سب کچھ provide کرنے کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ ہماری ترجیحات بڑی واضح ہیں۔ ہر قیمت پر ہم نے ان شاء اللہ العزیز دہشت گردوں سے، ڈکیتوں سے اور غنڈہ عناصر سے نمٹنا ہے۔ عملاً ہم اس کا ثبوت یہ دے چکے ہیں کہ تقریباً 43 ایسے ڈکیت قاتل یعنی جو heinous crimes میں involve رہے ہیں ان کی فہرست ہمیں ورثے میں ملی ہے۔ جن میں سے 18 کی گرفتاری اس حکومت کے دور میں عمل میں لائی گئی ہے اور باقیوں کی طرف ہمارے ہاتھ بڑھ رہے ہیں۔ ان شاء اللہ ان پہ ہم ضرور ہاتھ ڈالیں گے۔ اسی طرح اگر میں crime کے figures quote کروں تو ایک چیز عیاں ہو گی کہ پرچوں کا اندراج یقیناً بڑھا ہے کیونکہ اس حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ اگر کوئی تھانے دار، کوئی ایس ایچ او کسی مظلوم کے کہنے پر رپٹ درج نہیں کرے گا تو اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا جس کے نتیجے میں پرچوں کے اندراج کا گراف تو بڑھا ہے لیکن اس کے برعکس اگر دیکھیں تو مسروقہ مال کی برآمدگی، cases کا چالان کر کے عدالتوں میں پہنچانا اور ملزمان کی گرفتاریاں ڈالنا یہ گراف بھی بڑا نمایاں بڑھا ہے تو اس طرف ہماری سب سے زیادہ ترجیح ہے اس کے بعد ایجوکیشن --- یہاں سب سے بڑا اعلان ایک نووارد ممبر اسمبلی جن کے والد بھی بڑے اونچے درجوں پر بیٹھے رہے ہیں، جن کا ذکر میں کچھ کچھ کر گیا ہوں وہ جو ایک کروڑ 92 ۔ لاکھ روپے صرف ایک گھر پر لگا گیا۔ وہ یہاں کہہ رہے تھے کہ یہ ٹاٹ ختم کرنے کی سکیم ہم نے جاری کی۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے افسوس کہ وہ یہاں موجود تو نہیں ہیں۔ اگر ہوتے تو میں ان سے تاریخ پوچھ لیتا کہ کون سی تاریخ کو آپ نے جاری کی تھی یا آپ کے والد محترم نے کون سی تاریخ کو جاری کی تھی، جاری کی تھی تو اس کی رکاوٹ میں وجہ کیا تھی؟ پھر وہ عمل میں کیوں نہ لائے؟ ہم نے عملاً اس کے لیے budget allocation کی ہے اور ان شاء اللہ العزیز نصف سکول اس سال 98-1997ء میں اور باقی نصف 99-1998ء میں ٹاٹ سے ختم ہو کر فرنیچر پہ آ جائیں گے۔

جناب والا! اس کے بعد ہماری ترجیحات میں صحت ہے۔ اس کی جو budget allocations کا ذکر میں بجٹ تقریر میں کر چکا ہوں۔ اس کے لیے جو ہم نے اقدامات کیے ہیں ان کو بہتر اور زیادہ effective بنانے کے علاوہ --- دیہات میں یہ عام شکایت ہے، میرے معزز اراکین کی طرف سے بھی یہ شکایت یہاں بارہا پیش کی گئی کہ بعض ڈاکٹرز پبلک سروس کمیشن کے ذریعے select بھی ہو

جاتے ہیں اور اپنے posting orders بھی حاصل کر لیتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ دیہاتوں میں نہیں جاتے اور افسران بالا سے ساز باز کر کے گھر بیٹھ کر تنخواہیں لیتے ہیں اور پرائیویٹ پریکٹس کرتے ہیں۔ تو ان کو، ایسے حضرات کو، ایسے ڈاکٹرز کو جن کی posting دیہی علاقوں میں ہے یا ہو گی ان کے لیے حکومت پنجاب نے ایک special incentive رکھا ہے اور باقیوں کی نسبت ان کو اڑھائی ہزار روپے زیادہ تنخواہ دینے کی پیشکش کی ہے یعنی اگر باقیوں کی سات ساڑھے سات ہزار ہے تو ان کو 9۔ ہزار تک تنخواہ دینے کی پیشکش کی ہے تاکہ ان کے لیے ایک incentive ہو اور دیہی آبادی کو serve کرنے کے لیے، ان کی تکالیف کو deal کرنے کے لیے وہ دیہی علاقوں میں اپنی posting اختیار کریں۔

یہ چند وہ پہلو تھے جو اس محدود وقت میں جناب سپیکر! میں پیش کر سکتا تھا۔ آخر میں ایک فقرے میں، میں بات ختم کروں گا کہ پاکستان مسلم لیگ اور اس کی حلیف جماعتوں نے یہ عہد کیا ہے کہ ہم نے اپنے لیے کچھ نہیں لینا ۔ یہاں بعض شکایات آئیں کہ ممبران کو ترقیاتی منصوبہ جات سے باہر کر دیا گیا ہے حالانکہ یہ تاثر غلط ہے۔ نہیں ان کا حصہ باقاعدہ رہے گا لیکن طریق کار صرف بدلا ہے۔ ہم نے تمام بیرون ملک علاج ومعالجے کی سہولیات ختم کر دی ہیں۔ economy class کے سوا first class یا club class میں جو وزراء وغیرہ وغیرہ travel کیا کرتے تھے وہ سب ختم کر دیے ہیں ۔ ہم صرف یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں ------

جناب ڈپٹی سپیکر: وقت پانچ منٹ اور extend کیا جاتا ہے ۔

وزیر خزانہ: ہم صرف یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ عوام کی ہم درد حکومت ہے ۔ جو بھی سہولیات دی جائیں گی عوام الناس کو دی جائیں گی ، جو بھی رعایات کی جائیں گی وہ غریب طبقے سے کی جائیں گی اور جو بوجھ ڈالا جائے گا وہ صرف اور صرف اس طبقے پہ ڈالا جائے گا جو afford کر سکتا ہے۔ میں بجٹ تقریر میں بھی کہہ چکا ہوں کہ اگر کوئی شخص یا کچھ افراد یا ایک طبقہ ایک کھانے پہ، ایک ضیافت پہ فائیو سٹار ریسٹورنٹ میں، فور سٹار ریسٹورنٹ میں چار چار، پانچ پانچ ہزار خرچ کر سکتا ہے تو وہ ایک بھوکے آدمی کے لیے بھی چند روپے ٹیکس دینا afford کر سکتا ہے۔ وہی شخص فائیو سٹار ، فور سٹار ہوٹلوں میں چھ سے آٹھ ہزار روپیہ یومیہ یعنی ایک شام ، ایک رات وہاں سونے کے لیے اگر چھ سے آٹھ ہزار روپیہ خرچ کر سکتا ہے تو وہ غریبوں کے لیے تین مرلہ ، پانچ مرلہ پلاٹس بنانے کے لیے بھی کچھ رقوم دے سکتا ہے۔

یہی پالیسی حکومت پنجاب کی ہے۔ یہی guideline ہمیں وزیر اعلیٰ پنجاب محمد شہباز شریف سے ملی ہے اور اسی پہ ان شاء اللہ ہم عمل کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عوام کے سامنے ہم سرخرو ہوں گے کہ جو الیکشن کے دوران قائد پاکستان مسلم لیگ میاں نواز شریف صاحب نے آپ سے وعدے کیے تھے آج ہم ان کی تکمیل کے لیے اس وقت کوشاں ہیں اور ان شاء اللہ کوشاں رہیں گے۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر : ہاؤس اب سوموار مورخہ 23 جون 1997ء، 4.00 بجے سہ پہر تک adjourn ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

سوموار' 23۔ جون 1997ء

(دو شنبہ' 17۔ صفر المظفر 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں سوا چار بجے سہ پہر زیر صدارت جناب سپیکر (چوہدری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٦٤﴾

سورۃ آل عمران آیت نمبر 164

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا۔ مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انھیں پاک کرتے ہیں اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتے ہیں اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

وما علینا الا البلاغ۝

پیر سید محمد بنیامین رضوی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، پیر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پرسوں اجلاس کے دوران جب جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل صدارت کر رہے تھے تو اس وقت یہاں ایک واقعہ ہوا تھا۔ ہمارے ایک ساتھی حاجی عرفان احمد خان ڈاہا صاحب کا موبائل فون یہاں اندر آ گیا تھا اور وہ اسے باہر چھوڑنا بھول گئے تھے۔ وہ کھلا ہوا تھا اور اس کی گھنٹی بجنے لگ گئی۔ اس کے بعد پھر جناب ڈپٹی سپیکر نے وارننگ دی اور پھر انھوں نے آ کر معذرت کی۔ تو میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اخبارات میں نام میرا شائع ہو گیا کہ یہ پیر بنیامین صاحب کا ٹیلیفون تھا اور وہ بجتا رہا اور وہ گھنٹیاں چلتی رہیں اور پھر انھوں نے معذرت کی۔ یہ خبر دو اخبارات میں لگی ہے۔ ایک روزنامہ "پاکستان" اور ایک روزنامہ "خبریں" میں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی ذمہ دار معزز رکن اسمبلی کے حوالے سے اس قسم کی خبر کا شائع ہونا جبکہ اس کی کوئی غلطی نہ ہو، حلقہ میں اس کی بڑی embarrassement ہوتی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم آپ کو مینڈیٹ دے کر بھیجتے ہیں کہ آپ وہاں جا کر ہماری نمائندگی کریں۔ آپ ہاؤس میں بھی فون بجاتے رہتے ہیں۔ اس لیے میری آپ سے درخواست ہے کہ ان دونوں اخبارات کو ہدایت کی جائے کہ وہ تصحیح کریں۔ اس دن وہ ٹیلیفون حاجی عرفان احمد خان ڈاہا صاحب کا تھا۔ وہ میرا فون نہیں تھا اور نہ میں ہاؤس میں کبھی فون لے کر آیا ہوں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی سردار صاحب!

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں اپنے معزز ساتھی کی وضاحت کے لیے یہ عرض کروں گا کہ ان کا نام نہیں لیا گیا تھا اور جن اخبارات نے اگر ان کا نام لیا ہے تو انھیں چاہیے کہ وہ معزز رکن سے معذرت کریں۔ حاجی عرفان احمد خان نے خود آ کر یہاں تسلیم کیا تھا اور معذرت کی تھی اور جناب سپیکر نے ان کی معذرت قبول کی تھی۔

جناب سپیکر: پیر بنیامین شاہ صاحب نے اپنے حوالے سے جو بات کی ہے کہ دو اخبارات روزنامہ "خبریں" اور روزنامہ "پاکستان" میں ان کے بارے میں غلط خبر لگی ہے تو ان اخبارات کو اس بات کی تصحیح کرنی چاہیے اور جیسا کہ سردار صاحب نے بھی کہا ہے کہ اس وقت یہی بات ہوئی تھی۔ تو پھر اس حوالے سے پریس والے بھائیوں سے میری گزارش ہو گی کہ وہ اس کی تردید ضرور شائع کریں۔

سید محمد عارف حسین شاہ بخاری، جناب والا قدر۔۔۔

جناب سپیکر، جی' پیر صاحب۔

سید محمد عارف حسین شاہ بخاری، جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہ رہا تھا کہ اس سے پچھلے اجلاس میں آپ نے پریس کے لیے ایک کمیٹی بنائی تھی۔ براہ کرم اس کمیٹی کو فعال بنائیں اور انھیں ہدایت جاری فرمائیں کہ وہ پریس کے معاملات کے لیے جو لائحہ عمل بنانا چاہتے ہیں اس کی وہ جلد ایوان میں رپورٹ کریں۔ وہ تو میرے ساتھ بھی ایک واقعہ پیش آیا ہے کہ میری جماعت میں آج کل ایک خلفشار ہے۔ میں اس میں بالکل غیر جانب دار ہوں۔ میں نے کوئی بیان حاجی فضل کریم صاحب کے بارے میں نہیں دیا جبکہ روزنامہ "جرأت" نے مجھ سے منسوب کرتے ہوئے حاجی فضل کریم صاحب کے خلاف ایک بیان چھاپا ہے۔ جس سے مجھے قلبی طور پر بہت دکھ اور shock گزرا ہے۔ براہ کرم روزنامہ "جرأت" کو بھی آپ ایسے ہی ارشاد فرمائیں کہ جس آدمی نے بیان دیا ہی نہیں' خواہ مخواہ اپنے ہی الفاظ اس کے منہ میں ڈال دینا اخلاقی طور پر بھی درست نہیں ہے اور صحافتی اخلاق کے بھی بالکل منافی ہے۔

جناب سپیکر، جی' ٹھیک ہے۔ سیکرٹری صاحب اس سلسلے میں جو کمیٹی بنی ہے ان کی رپورٹ کہاں تک ہے۔۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ انھوں نے extension لی ہے۔ جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (جناب محمد بشارت راجہ)، جناب سپیکر! وہ کمیٹی جس کا جناب عارف شاہ صاحب نے ذکر فرمایا ہے وہ اختر رسول صاحب کی تحریک استحقاق کے سلسلے میں بنی تھی اور جو اس کمیٹی کے terms & reference تھے وہ ایک تو تحریک استحقاق کے متعلق تھا اور ایک آئندہ کے لیے ضابطہ اخلاق مرتب کرنے سے متعلق تھا تاکہ اخبارات اور ممبران اسمبلی کے درمیان کوئی ایسا ضابطہ اخلاق طے ہو جائے۔ جس سے نہ ممبران کا استحقاق مجروح ہو اور نہ ہی اپنے پیشہ وارانہ فرائض سرانجام دینے میں اخبارات کو کوئی مشکل درپیش ہو۔ اس کے لیے کمیٹی کا ایک اجلاس ہوا ہے۔ اس کے آگے پھر ایک سب کمیٹی بن گئی تھی جس کے کنوینر جناب ایاز میر تھے۔ میں اب ان سے بات کر کے آپ کے نوٹس میں یہ بات لاؤں گا کہ اس سلسلے میں کہاں تک پیش رفت ہوئی ہے۔

نو منتخب رکن اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ تو اب حلف ہوتا ہے۔ ہمارے ایک نئے رکن منتخب ہوتے ہیں۔ ان کا نوٹیفکیشن ہو گیا ہے۔ وہ یہاں پر موجود ہیں۔ ان کو حلف کی ایک کاپی دے دیں۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب معزز ممبر جناب عبدالمنان شیخ حلقہ پی پی 117۔لاہور کا حلف لیا گیا)

(نعرہ ہائے تحسین)

آوازیں: مبارک ہو۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب عبدالمنان شیخ نے اراکین کے حلف اٹھانے کے رجسٹر پر دستخط کیے)

سردار رفیق حیدر لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی لغاری صاحب' پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں اور پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ یہ جانتے ہیں کہ ٹریژری بنچز اور اپوزیشن ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ جب بھی کوئی پہیا اپنی جگہ پر صحیح کام نہیں کرتا تو گاڑی کو چلنے میں دشواری پیش آتی ہے۔

جناب والا! جب سے موجودہ اسمبلی وجود میں آئی ہے۔ ہم اپوزیشن کے ممبرز نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ حکومت پر تنقید برائے تنقید نہ کریں بلکہ صحیح سمت حکومت کو راہ کا تعین کرنے میں مدد دیں اور جہاں کہیں تنقید کی ضرورت پڑی ہم نے تنقید بھی کی ہے۔ مگر ہم نے پارلیمنٹ کے آداب کو ہمیشہ مدنظر رکھا ہے اور جب بھی ہم نے بات کی کسی کے اوپر ذاتی hit نہیں کی۔ ہم نے بجٹ پر بحث مجموعی طور پر کی۔ منسٹر صاحبان سے address کیا تو بڑے ادب سے اور احترام سے کیا۔ مگر بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب سے یہ پانچواں اجلاس جاری ہے' پچھلے اجلاسوں میں کبھی کبھار مگر اس بجٹ اجلاس میں خاص طور پر اور پھر پرسوں کی winding up speech میں فنانس منسٹر صاحب نے تو خیر حدیں ہی عبور کر لیں اور ان کا ہمیشہ رویہ اپوزیشن کے ممبران پر personal attack کرنا' ان کی ہتک کرنا اور بڑا ہتک آمیز رہا ہے۔ لہٰذا میں اپنے ممبران طرف سے اور یعنی طرف سے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم اس بجٹ اجلاس کے بقیہ ایام میں اب سے لے کر اختتام بجٹ اجلاس تک اس کا بائیکاٹ کرتے ہیں اور جب تک فنانس منسٹر صاحب اس فورم پر اپنے اس رویے کی معذرت نہیں کریں گے اور اپنے الفاظ واپس نہیں لیں گے ہم اس اجلاس کی

کارروائی میں حصہ نہیں لیں گے۔

جناب سپیکر، لیکن بائیکاٹ سے پہلے آپ ان کی بات تو سن لیں۔

وزیرخزانہ ، جناب سپیکر! جناب سردار رفیق حیدر خان لغاری صاحب نے اعتراض کیا ہے لہٰذا میں آپ کی اجازت سے نکتۂ وضاحت پر بات کروں گا ۔ بحث debate کے دوران ہر ممبر کو حق ہے کہ وہ بجٹ پر اعتراض کرے یا اس کی تعریف کرے لیکن انہیں بھی چاہیے جو صاحب بھی ہاؤس میں تقریر کر رہے ہوں وہ کسی کی ذات کو بیچ میں نہ لائیں ۔ اپوزیشن کی طرف سے جب افتتاحی تقریر شروع ہوئی تو مجھے نامزد کر کے " میرے بڑے بھائی " کہا گیا ویسے تو احترام وغیرہ کا کہا گیا اور پھر تنقید شروع ہوئی ۔ یہاں پر death warrant کی باتیں بھی اسی طرف سے کی گئیں ۔ بدعنوانیوں اور بے قاعدگیوں کی باتیں کی گئیں ۔ تو جناب سب باتیں ریکارڈ کا حصہ ہیں اور یہ سب وہاں سے کی گئیں ۔ ہم نے وہ تمام تلخ باتیں سنیں تو پھر اپوزیشن میں بھی اتنا حوصلہ ہونا چاہیے کہ وہ اپنی سابقہ حکومت کے بارے میں بھی تلخ باتیں سنیں میں نے کسی کی ذات کے بارے میں نہیں کہا۔ میں نے اس ہاؤس کے سامنے حقائق پیش کیے اور تمام اراکین جو اس وقت یہاں بیٹھے تھے انھوں نے ان باتوں کی تصدیق کی۔ جب میں نے سابقہ حکومت کی غلط کاریاں ، حکومتی خزانے کی لوٹ مار یہاں بیان کی تھی اس کی یہاں پر مجھے داد ملی تھی ۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس کا ماحول اچھا رہے اور اگر وہ یہ یقین دہانی کراتے ہیں کہ وہ بھی کبھی پرسنل بات نہیں کریں گے وہ بھی قواعد و ضوابط اور روایات کے مطابق اپنی تقاریر کریں گے تو بسم اللہ ہم ضرور سنیں گے اور ہم بھی اسی انداز میں جواب دیں گے ۔ اس کے باوجود اگر میری کسی بات سے اپوزیشن کے کسی رکن کی دل آزاری ہوئی ہے اور اگر وہ سمجھتے ہیں کہ میں نے کسی پر personal attack کیا ہے تو میں آپ کی وساطت سے ان سے معذرت کرتا ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس وقت فاضل رکن یہاں پر موجود ہیں میں ان کی موجودگی میں یہ بات کر رہا ہوں ۔ اس کے ساتھ ساتھ یہاں اچھے تعلقات استوار کرنے کے لیے ان کو maintain رکھنے کے لیے یہ عرض کرتا ہوں کہ جناب خان سعید احمد خان منیس نے اس تقریر کے بعد دوسرے دن صبح مجھے فون کر کے کہا تھا کہ اگر میری کسی گفتگو سے آپ کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں ۔ میں اسی کے response میں ان کو یہی پیش کش کر رہا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اگر میری

گفتگو سے ان کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں معذرت کرتا ہوں ۔ اگر وہ ہمارا احترام کریں گے توہم پر لازم ہے کہ ہم ان کا احترام کریں۔

جناب سپیکر، شکریہ سردار صاحب۔ لغاری صاحب! میرا خیال ہے کہ اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے اگر کوئی ذاتی بات کی جائے تو ظاہر ہے کہ ذاتی بات کا اسی طریقے سے جواب بھی آئے گا۔ میرے خیال میں ہمیں ذاتی باتوں سے گریز کرنا چاہیے اور گورنمنٹ کی پالیسیز کے بارے میں بات کرنی چاہیے۔ میرا خیال ہے کہ کھوسہ صاحب نے بڑی وضاحت کے ساتھ بات کی ہے اور انہوں نے معذرت بھی کی ہے لہٰذا اب اس مسئلے کو ختم کر دینا چاہیے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ کھوسہ صاحب نے جس طرح فرمایا ۔ سعید صاحب نے ہمیشہ ان کو بڑا بھائی کہا۔ انہوں نے اس کو کوئی لفظی لبادہ نہیں دیا تھا بلکہ ان کا ادب کرتے ہوئے کہا تھا۔ ورنہ ہم ہمیشہ فنانس منسٹر کہہ کے بھی ایڈریس کر سکتے تھے۔ ہم نے تو اس کو personal touch دیتے ہوئے اور احترام کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا۔ ہمیشہ ممبران نے ان کو بزرگوار بھی کہا ۔ ان کو اپنا بڑا بھائی بھی کہا ۔ نہ جانے انہوں نے اس چیز کو کیوں نہیں appreciate کیا بلکہ میں جس طرح آپ سے عرض کر چکا ہوں کہ انہوں نے تو باقاعدہ ممبروں پر point out کر کے ان کے چہروں کی رنگت جانچی بلکہ انہوں نے تو کئی اور قسم کی باتیں بھی کیں اور جس طرح میں نے عرض کی اس دن تو انہوں نے اپنی winding up speech میں حدیں عبور کر دیں ۔بہرحال جس طرح وزیر خزانہ جناب کھوسہ صاحب نے معذرت کی ہم اس condition پر اور اس توقع پر کہ آئندہ وہ اس چیز سے گریز کریں گے اجلاس میں حصہ لیتے ہیں اور اگر ایسا موقع پھر نہیں آئے گا تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں اور اگر آیا تو جس طرح میں نے عرض کی ہے پھر مجبوراً ہمیں واک آؤٹ کرنا پڑے گا۔

استحقاق

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ۔ بہرحال اس سلسلے میں اب کافی بات ہو چکی ہے۔۔۔۔۔ اب ہم تحاریک استحقاق لے رہے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر ۱ جناب ایس ۔ اے حمید صاحب کی ہے ۔جی ایس ۔ اے حمید صاحب !

ٹریول ووچرز سے حاصل کردہ ٹکٹ پر سفر کروانے
یا رقم واپس کرنے سے پی آئی اے کا انکار

جناب ایس ۔ اے حمید ، جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کی طرف سے ہر ممبر کو سالانہ ٹریولنگ ووچرز برائے سفر دیے جاتے ہیں ۔ میں نے اپنے ٹریولز ووچرز سے کراچی کے لیے PIA کی تین open tickets اکتوبر 1996ء میں خریدیں ۔ پچھلے تین ماہ سے میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ ان ٹکٹوں پر سفر کر سکوں لیکن PIA کے حکام نے ان ٹکٹوں کو honour کرنے سے انکار کر دیا ہے اور ان ٹکٹوں کا refund دینے سے بھی انکاری ہیں ۔ بعد ازاں میں نے اسمبلی کے اسسٹنٹ سیکرٹری مسٹر مراد علی کے ذریعے بھی PIA حکام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ ان ٹکٹوں کو revalid کیا جائے یا refund کر دیا جائے لیکن اسمبلی کے اسسٹنٹ سیکرٹری کو بھی انہوں نے صاف انکار کر دیا ہے جبکہ ٹکٹ کی پشت پر یہ واضح ہدایات لکھی ہوئی ہیں کہ ٹکٹ کا refund تین سال تک لیا جا سکتا ہے ۔ پی۔ آئی۔ اے حکام کے اس رویہ اور ہٹ دھرمی سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

جناب سپیکر! یہ برس ہا برس سے پریکٹس ہے کہ ممبران صوبائی اسمبلی کو فضائی سفر یا ریلوے کے سفر کے لیے ووچرز ٹریولنگ کے لیے دیے جاتے ہیں اور ممبران اپنی سہولت کے مطابق انہیں استعمال کرتے ہیں ۔ اسی طرح میں نے یہ ووچر لیے اور اپنے ٹکٹ بنوائے ۔ اکتوبر میں میں نے یہ ٹکٹ بنوائے تھے اور تین ماہ پیشتر میں نے جب ان پر سفر کرنے کے لیے ٹکٹ بھجوایا تو پی ۔ آئی ۔ اے حکام نے یہ کہا کہ چونکہ اسمبلی ٹوٹ گئی تھی اس لیے اس ٹکٹ پر آپ سفر نہیں کر سکتے ۔ میں نے دوبارہ اسسٹنٹ سیکرٹری کے ذریعے ٹیلیفون پر بات کروائی اور وہاں پر اسسٹنٹ سیکرٹری کو بھجوایا لیکن ان کا ایک ہی انکار تھا کہ نہ ہم refund دیں گے اور نہ اس کے اوپر آپ travel کر سکیں گے ۔ جناب سپیکر! یہ ایک سال کے لیے ووچرز issue کیے جاتے ہیں اور اسمبلی کی طرف سے ممبران کو ایک privilege ہے جو انہوں نے سال میں استعمال کرنا ہوتا ہے خواہ وہ سال کے پہلے مہینوں میں استعمال کر لیں یا آخری مہینے میں کر لیں۔ اور ان ووچرز پر revalidation کی

30 last date۔ جون 1997، ہے یعنی آج بھی یہ valid ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ جو ٹکٹ issue کیا جاتا ہے۔ ہر ٹکٹ کی بیک پر refund کی instructions میں تین سال کی مدت کا تعین کیا گیا ہے کہ تین سال تک ان کا refund ہو سکتا ہے اور پھر جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ اسمبلی نے payment کر دی ہے جب یہ ٹکٹ استعمال ہی نہیں ہوا یہ تو ایک علیحدہ مسئلہ ہے کہ اسمبلی dissolve ہوئی اس میں دو ماہ الیکشن نہیں ہوئے لیکن دس مہینے تک میں یا میرا کوئی دوسرا بھائی سفر کر سکتا ہے۔ اگر اس میں کوئی کٹ لگا سکتا ہے تو اسمبلی کٹ لگا سکتی ہے اسمبلی کا سیکرٹریٹ کٹ لگا سکتا ہے کہ آپ ایک سال نہیں رہے دس ماہ رہے ہیں ۔ جناب سپیکر! یہ اسمبلی کی پراپرٹی ہے اسمبلی کو انہوں نے ہر قیمت پر اس کا refund دینا ہے آگے اسمبلی کا سیکرٹریٹ اور آپ یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہ جو refund ملا ہے اس میں اگر کوئی ایم۔ پی۔ اے کسی سال میں دس مہینے رہا ہے تو اس کو دس مہینے کا refund دے دیا جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پی۔ آئی۔ اے کے حکام کا یہ رویہ کسی طور پر بھی reasonable نہیں ہے اور انہوں نے باوجود میرے بار بار وہاں جانے کے اور اسمبلی سیکرٹریٹ کے approach کرنے کے کوئی توجہ نہیں دی ۔ تو میری یہ درخواست ہوگی کہ یہ صرف میرا مسئلہ نہیں بلکہ بہت سارے دوست اور بھی ہیں جو اس وقت ہاؤس میں موجود ہیں جو کسی وجہ سے ٹکٹ استعمال نہیں کر سکے اور ٹکٹ تو تین سال تک valid ہو سکتا ہے۔ عجیب اتفاق یہ ہے کہ عام ٹکٹ جو issue ہوتا ہے وہ چھ ماہ کے لیے ہوتا ہے لیکن اس کو چھ ماہ کے بعد آپ دوبارہ valid کروا سکتے ہیں۔ پھر revalid کروا سکتے ہیں ۔ جب کسی ٹکٹ کا refund تین سال کے بعد ہو سکتا ہے۔ تو پھر ٹکٹ کی validity بھی تین سال تک گنی جا سکتی ہے ۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

جناب سپیکر، جناب لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! گو کہ تحریک استحقاق کی کاپی مجھے ابھی ملی ہے لیکن اس کے باوجود جو حقائق معزز ممبر نے بیان کیے ہیں ان کے مطابق میں سمجھتا ہوں ان سے زیادہ اسمبلی سیکرٹریٹ کا مسئلہ بنتا ہے ۔ جناب سپیکر ' انہوں نے یہ ٹکٹ اکتوبر میں خریدا ۔ اور آپ کے علم میں ہے کہ نومبر 1996 ، میں اسمبلیاں ختم ہو گئیں۔ اس کے بعد میں جناب کے توسط سے اسمبلی

سیکرٹریٹ سے پوچھنا چاہوں گا کہ جب اسمبلیاں ختم ہوگئیں تو اس کے بعد یعنی اکتوبر کے بعد کیا انھوں نے پی آئی اے والوں کو مطلع کیا کہ اب چونکہ اسمبلیاں ختم ہو گئی ہیں اور یہ باقی ووچرز valid نہیں رہے۔ جناب سپیکر، اگر معزز ممبر کا یہ استدلال تسلیم کر لیا جائے۔

جناب سپیکر، اس میں ایک طریق کار ہے کہ جب آپ کو ووچرز جاری ہو جاتے ہیں اور آپ پی آئی اے والوں سے جا کر ٹکٹ لے لیتے ہیں۔ وہ ووچرز دوبارہ اسمبلی میں آتے ہیں اور اس کے بعد ان کی adjustment سٹیٹ بنک کے ساتھ ہوتی ہے۔ اب جس ممبر نے بھی ٹکٹ لے لیا وہ ٹکٹ valid ہونا چاہیے۔ اور ان کو دینا چاہیے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر، ذاتی طور پر میرے ساتھ بھی یہ واقعہ ہوا ہے۔ کہ جو ٹکٹ خرید کیے گئے اور اس کے بعد اسمبلیاں ختم ہوگئیں تو بعد میں پی آئی اے نے ان ٹکٹوں کو honour کرنے سے انکار کر دیا۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں اس مسئلہ کو pending کرلیں اور پی آئی اے والوں سے آپ خود بات کرلیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر، اگر ایک ممبر دوبارہ منتخب ہو کر نہیں آیا لیکن جب وہ ممبر تھا اس وقت سے اس نے ٹکٹ خرید کر رکھے ہوئے ہیں کیا موجودہ صورت حال میں وہ ٹکٹ utilise کر سکتا ہے؟ چونکہ آپ نے ادائیگی تو موجودہ حالت میں کرنی ہے۔

جناب سپیکر، آپ اس کو pending کر کے دیکھ لیں۔ آپ کا محکمہ بھی اسے دیکھ لے اور پی آئی اے سے بھی رابطہ کرلیں۔ ایس اے حمید صاحب! اس تحریک استحقاق کو pending کر لیتے ہیں تاکہ اس کی رپورٹ آجائے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر، یہ ووچرز تیس ہزار کے ہیں اور اس حساب سے یہ تقریباً اڑھائی ہزار روپیہ مہینہ بنتا ہے۔ اگر اسمبلی دس ماہ وجود میں رہتی ہے اور تین ماہ یا دو ماہ وجود میں نہیں رہتی۔ تو logically, legally,ethically دس ماہ جو وجود میں رہی ہے اس کا تو اس کا استحقاق بنتا ہے۔ وہ آپ استعمال کریں آخری ایک مہینے میں یا کسی ایک مہینے میں ——————

جناب سپیکر، آپ کو تو ووچرز ایشو ہو چکے تھے۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر ' میرے پاس ووچرز ابھی بھی ہیں۔ جو میں نے تین ٹکٹ لیے میں ان ووچرز کی بات کر رہا ہوں ۔

جناب سپیکر، آپ نے کتنی اسمبلیوں کے ووچرز رکھے ہوئے ہیں۔

جناب ایس اے حمید ، اسی اسمبلی کے ہیں - 30 - جون 1997 ، تک پانچ چھ مہینے کے ووچرز ابھی میرے پاس پڑے ہوئے ہیں۔ اگر 30 جون تک وہ valid ہیں تو پہلے کس بات سے valid نہیں رہے ۔ یہ بڑی سادہ سی بات ہے ۔ یہ آپ کا استحقاق ہے جو اسمبلی نے آپ کو دیا ہے ۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ وہ لوگ جنھوں نے کیش پیسے لیے وہ پیسے لے کر چلے گئے ۔ بہت سارے ٹکٹ پی آئی اے نے صرف اس بات پر honour نہیں کیے کہ اسمبلی ختم ہو گئی ۔ اگر اسمبلی ختم ہوئی ہے تو کس مہینے میں ختم ہوئی ہے اور جب اسمبلی بنی تھی اس وقت سے لے کے اسمبلی ختم ہونے تک کتنے مہینے گزرے ۔ ان مہینوں کا آپ کیسے refund نہیں دیتے ۔

جناب سپیکر، اس کو pending کر لیا جاتا ہے ۔ راجہ صاحب ! آپ پی آئی اے سے بھی رابطہ کرلیں ' اسمبلی سیکرٹریٹ اور لاء ڈیپارٹمنٹ بیٹھ کر اسے sort out کرے ۔ ایس اے حمید صاحب کی یہ تحریک استحقاق نمبر 8 pending کی جاتی ہے

جناب نجیب اللہ خان نیازی، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آپ کی سیٹ کون سی ہے ؟

جناب نجیب اللہ خان نیازی، جناب والا ' یہی ہے

جناب سپیکر، ویسے میں نے دو تین دفعہ دیکھا ہے کہ آپ ادھر سے بولے ہیں۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، سر جہاں بھی جگہ ہوتی ہے بیٹھ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، وہاں سے بھی آپ نے ایک دو دفعہ بولنے کی کوشش کی ہے ۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، آج نہیں کی ۔

جناب سپیکر ، آج کے دن کے لیے یہ سیٹ ہے یا ویسے ہی ہے ۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، جہاں پہ جگہ مل جاتی ہے وہیں پہ بیٹھ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر ، یہ بات نہیں ہے ۔ جہاں آپ کی سیٹ ہے وہاں سے آپ کو بولنے کی اجازت ہے ۔

ان کی سیٹ دیکھیں کہ کون سی ہے ـــــ آپ کی سیٹ نمبر 201 ہے ۔ اب آپ بات کریں۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں نے سرکٹ ہاؤس میں کمرہ لیا ہوا ہے ۔ وہ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کا ریسٹ ہاؤس ہے ۔ انھوں نے 80 روپے روزانہ کے حساب سے کلیم کیا ہے ۔ اسمبلی ہم سے ایک ہزار روپیہ روزانہ کاٹ رہی ہے ۔ حالانکہ جتنے بھی ریسٹ ہاؤسز میں ایم پی اے حضرات رہ رہے ہیں ان میں وہ کوئی سہولت نہیں ہے جو ایم پی اے ریسٹ ہاؤسز میں ہے ۔ سرکٹ ہاؤس میں ٹوٹے ہوئے باتھ رومز ہیں۔ ٹی وی بھی نہیں ہے ، فریج بھی نہیں ہے ۔ ہم سے اسمبلی بھی روزانہ کا ایک ہزار روپیہ کلیم کر رہی ہے ساتھ انھوں نے بھی کلیم بھیجا ہوا ہے کہ یہ آپ نے ادا کرنا ہے ۔ اس سلسلہ میں میں نے توجہ دلائی تھی کہ پہلے کبھی بھی ایسا نہیں ہوا ۔ جتنے بھی ریسٹ ہاؤسز ہیں جہاں ایم پی اے حضرات ٹھہرتے ہیں ان سے کبھی بھی ایک ہزار روپیہ روزانہ کے حساب سے نہیں لیا گیا۔ لیکن اب وہ بھی لے رہے ہیں اور ساتھ ساتھ وہ بھی کلیم کر رہے ہیں۔ سارے ایم پی اے حضرات بیٹھے ہیں ۔ ان سے بھی آپ وضاحت طلب کر سکتے ہیں۔ ہم سے یہ ہزار روپیہ ناجائز طور پر لیا جا رہا ہے ۔

جناب سپیکر، accommodation کے لیے واقعی ایم پی اے صاحبان کو دشواری ہے ۔ کافی معزز اراکین اسمبلی خاص طور پر قریب کے اضلاع سے تعلق رکھنے والے ہیں ۔ ان کو ہر روز آنا پڑتا ہے ۔ جب اسمبلی کا پہلا اجلاس ہوا تو اس سلسلہ میں میری ایک میٹنگ لاءمنسٹر صاحب ، فنانس منسٹر صاحب اور فنانس سیکرٹری موجود تھے ۔ اس میں یہ طے ہوا تھا کہ ایم پی اے ہوسٹل کی تعمیر پر فوری توجہ دی جائے گی کیونکہ ہمارے ایم پی ایز کے لیے accommodation کا بہت بڑا مسئلہ ہے ۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، جناب اصل مسئلہ تو ہزار روپے کا ہے ۔

جناب سپیکر ، میں اس کی طرف آ رہا ہوں ۔ اس کی مکمل طور پر معافی نہیں ہو گی ۔ سردار صاحب! اس مسئلے کو pursue کریں تاکہ ہوسٹل کے بقایا حصہ کی تعمیر ہو سکے ۔ اور جو پہلے ہمارے پیپلز ہاؤس کا ہوسٹل ہے اس کی حالت بھی بہت خراب ہے ۔ اس سلسلہ میں آپ اپنے محکمے کو بھی ہدایات دیں ۔

وزیر خزانہ ، جناب سپیکر ، آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی ۔ میری ایک عرض ہے کہ اگر اس Mace کو سامنے سے ہٹا لیا جائے ۔ میرے اور آپ کے درمیان یہ آ جاتا ہے ۔ مجھے کھڑے ہو کر آپ کی بات سننی پڑتی ہے ۔ پھر شاید اپوزیشن کی طرف سے اعتراض آ جائے گا کہ کھڑے ہو کر بات سنتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر Mace سامنے سے ہٹالیا گیا)

جناب سپیکر، آپ کو یاد ہوگا کہ میں آپ کے چیمبر میں حاضر ہوا تھا اور اس مسئلے پر آپ کی اور میری گفتگو ہوئی تھی۔ تو میں نے اس وقت بھی آپ سے درخواست کی تھی کہ اگر آپ کی طرف سے، اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے کوئی proposal آجائے تو میں اسے فوراً process کروا کر ان شاء اللہ العزیز اس سلسلے میں رقوم کی منظوری دلوا دوں گا۔

جناب سپیکر: اسی سلسلے میں پہلے بھی ایک میٹنگ ہوئی تھی اور طے پایا تھا کہ آپ اپنے انجینئر یا Architect کو اپنے محکمے میں بلوائیں گے اور اس کا دوبارہ نقشہ بنے گا۔ میرا خیال ہے کہ اجلاس کے بعد ایک میٹنگ اس سلسلے میں میرے ساتھ رکھ لیں۔

وزیر خزانہ: جی ان شاء اللہ میں آپ کے ساتھ میٹنگ ضرور کر لوں گا۔

جناب سپیکر: نیازی صاحب! جہاں تک آپ کی بات کا تعلق ہے اس سلسلے میں یہ کہوں گا کہ فری کھانا تو کہیں بھی نہیں ہوتا۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی: جناب والا! وہ ہم سے payment لے رہے ہیں بلکہ ڈبل لے رہے ہیں کیونکہ سرکٹ ہاؤس والے بھی اپنی payment لے رہے ہیں اور اسمبلی والے بھی خواہ مخواہ ہم سے ہزار روپیہ لے رہے ہیں۔

جناب آصف علی ملک: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ آپ تھوڑی دیر کے لیے سرکٹ ہاؤس آئیں اور دیکھیں کہ کیا ایئرکنڈیشنر وہاں موجود ہے؟ کیا اس گرمی میں وہاں پر اس طریقے سے زندہ رہا جا سکتا ہے۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ آپ تھوڑی دیر کے لیے وہاں آجائیں۔ وہاں پر کوئی سہولت نہیں ہے اور double taxing, double deduction ہو رہی ہے۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی: جناب والا! جہاں پر ہم رہ رہے ہیں وہ ایک ریسٹ ہاؤس ہے، ہم نے اپنے کمرے الاٹ کرائے ہوئے ہیں جبکہ اسمبلی والے ہم سے ہزار روپے وصول کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! چونکہ سرکٹ ہاؤس حکومت کے under ہے اس لیے آپ ذرا اس میں دلچسپی لیں اور وہاں سہولیات مہیا کروائیں ــــــ

وزیر قانون: جناب والا! یہ accommodation ہم نے انھیں بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ سے لے کر دی

ہے اور انھیں یہ -/80 .. روپے pay کر رہے ہیں - ان کا استدلال ہے کہ چونکہ یہ وہاں پر حکومت کو -/80 روپے pay کرتے ہیں لیکن اسمبلی انھیں وہ الاؤنس نہیں دے رہی جو ایک ہزار روپیہ انھیں ملنا چاہیے تھا - چونکہ ان کی treatment یہ ہوتی ہے کہ اگر سرکاری رہائش ملی ہو تو وہ ایک ہزار روپیہ نہیں ملتا اور حقیقتاً ان کو رہائش ملی ہوئی ہے - یہ ابھی ہوا ہے کہ جس ممبر کو سرکاری رہائش حاصل ہو اسے ہزار روپیہ نہیں ملتا۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی: پہلے تو ایسا نہیں ہوتا تھا۔

جناب سپیکر: پہلے بھی اسی طرح ہوتا رہا ہے اگر کوئی بچ گیا ہے تو وہ اپنی قسمت سے بچ گیا ہو گا ویسے اسی طرح ہی ہوتا تھا۔ بہر حال اس کو چیک کر لیتے ہیں -

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر! جو معاملہ زیر بحث ہے اس میں ہم گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ ہم لودھراں کے ممبران 1985ء سے لے کر آج تک ہوٹل میں رہ رہے ہیں - ہمیں کوئی رہائش مہیا نہیں ہوئی - جناب والا! ہمارا کیا قصور ہے ؟ ہم نے درخواستیں دی ہوئی ہیں لیکن ہماری کسی نے نہیں سنی لہذا آپ مہربانی کریں اور ہمیں رہائش دلوائیں - کیا یہ صرف لودھراں والوں کے ذمے ہے کہ وہ اپنا سارا period ہوٹل میں گزاریں ؟ جناب والا! یہاں پر ایسے ممبران بھی ہیں کہ جنھوں نے دو دو کمرے لیے ہوئے ہیں - پیپلز ہاؤس میں بھی ایسے ممبران ہیں ' سرکٹ ہاؤس میں بھی ' ایم پی اے ہاسٹل میں بھی ایسے ممبران ہیں کہ جنھوں نے دو دو کمرے لیے ہوئے ہیں - آپ مہربانی کریں اور ان سے ایک ایک کمرہ فارغ کروائیں بلکہ میری یہ گزارش ہے کہ کم از کم لاہور والے صاحبان تو کمرے چھوڑ دیں -

جناب سپیکر: بلوچ صاحب کی بات کسی حد تک ٹھیک ہے - میرے علم میں بھی یہ بات ہے لیکن میں نام نہیں لینا چاہتا میں یہی گزارش کروں گا کہ جن کے پاس دو دو کمرے ہیں وہ برائے مہربانی چھوڑ دیں اور اپنے پاس ایک ہی کمرہ رکھیں - سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب! رہائش کا واقعی بہت مسئلہ ہے -

وزیر خزانہ : جناب سپیکر! مجھے اس کا پوری طرح سے احساس ہے - ایک تجویز پہلے بھی زیر عمل رہی ہے اور میں آپ کی خدمت میں یہ پیش کرنا چاہتا ہوں - ممبران کا تعداد میں زیادہ ہونا اور کمرے کم available ہونے کی بنیاد پر جناب سپیکر کی طرف سے ایک سرکلر جاری ہوتا تھا کہ ایم پی ایز آپس

میں رضامندی کر کے دو دو ایم پی اے صاحبان ایک کمرے کو share کرلیں اور یہ طریقہ عمل میں رہا ہے کہ دو دوست جو علاقائی صورت میں ہوں یا ویسے ہی دوستی کے رنگ میں ایک کمرے میں رہ سکتے ہیں اگر اس سکیم کو دوبارہ نی الوقت کر دیا جائے جب تک کہ accommodation بڑھا نہیں دی جاتی۔

جناب سپیکر، ہاں کچھ اس طرح مل جل کر ہو سکتا ہے لیکن سردار صاحب! وہ کمرے بھی چھوٹے ہیں۔

وزیر خزانہ، جناب والا! پرانے ہوسٹل کے تو اچھے بڑے کمرے ہیں۔

جناب سپیکر، وہ بھی ابھی مرمت ہونے والے ہیں۔ بہرحال یہ مسئلہ ہے لہٰذا اس کو ضرور sort out کرنا چاہیے۔

وزیر خزانہ، میں ان شاء اللہ آپ کے پاس حاضر ہوں گا۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! غلام حیدر وائیں صاحب وزیراعلیٰ تھے اس وقت سردار طفیل محمد صاحب نے یہی بات ہاؤس میں اٹھائی تھی۔ اس وقت الاؤنس پانچ سو روپے ہوتا تھا اور وہ انھوں نے دینا بند کر دیا تھا صرف مکانوں کا actual کرایہ دیا جاتا تھا۔ یہ بعد میں شروع کیا گیا ہے۔ اس وقت نجیب اللہ خان صاحب جو بات کر رہے ہیں وہ ہزار روپے کی کر رہے ہیں کہ جو ہزار روپیہ لیا جا رہا ہے اسے 1990ء سے 1993ء تک جو پالیسی تھی اس کے مطابق کیا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں ہم چیک کر لیں گے۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، جناب والا! سرکٹ ہاؤس ایک ریسٹ ہاؤس ہے جس میں ایک پرائیویٹ آدمی بھی رہ سکتا ہے اور ایم پی اے بھی رہ سکتا ہے۔ وہ ریسٹ ہاؤس daily wages پر دیتے ہیں اسی میں ہم رہ رہے ہیں اور ان کو کرایہ دے رہے ہیں پھر اسمبلی ہم سے کیوں claim کرتی ہے؟

جناب سپیکر: ٹھیک ہے ہم اس کو چیک کر لیتے ہیں۔

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد): جناب سپیکر! اصل معاملہ یہ ہے کہ یہ تقریباً تین سال پہلے allowances بڑھائے گئے ہیں۔ اس سے پہلے تین سو روپیہ ہوتا تھا۔ یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد ہوا تھا اور کمیٹی نے یہ رولز بنائے ہیں۔ اس میں یہی طے پایا تھا کہ جو سرکاری رہائش لے گا اسے ایک ہزار

روپیہ نہیں ملے گا اور جو سرکاری رہائش نہیں لے گا اسے ملے گا۔ میرے خیال میں ابھی تیرہ سو روپیہ ہے جس میں سے تین سو روپیہ ان کو ملتا ہے جبکہ ایک ہزار روپے کٹ جاتے ہیں ۔ اس رول میں یہ وضاحت نہیں کی گئی تھی کہ وہ کون سا ریسٹ ہاؤس ہے ' ہائی وے کا ریسٹ ہاؤس ہے ' بلڈنگ ڈیپارٹ منٹ کا ریسٹ ہاؤس ہے اسی لیے یہ ابہام اس میں پایا جاتا ہے ۔ اس میں صرف یہی ہے کہ اگر اس کو سرکاری رہائش گاہ مہیا کی جائے گی تو اسے ایک ہزار روپیہ نہیں ملے گا۔ ان رولز کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: مجھے اس بات کا علم ہے لیکن جو یہ سرکاری رہائش گاہ ہے وہاں بھی تو کوئی facilities میسر نہیں ہیں ۔ بہرحال یہ ایک مسئلہ ضرور ہے ۔ نجمی صاحب! یہ ذرا sort out کرنے والی بات ہے ۔ یہ بات بڑی جائز ہے کہ صرف اس بات کے اوپر کہ چونکہ سرکاری رہائش مہیا کی گئی ہے لیکن وہاں کوئی facilities نہیں ہیں اور ان کا ایک ہزار روپیہ بھی کاٹا جائے یہ بھی تو مناسب نہیں ہے۔ تو ہم اس کو sort out کرتے ہیں ۔

جناب محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر: صدیق سالار صاحب! میرے خیال میں اب کافی بات ہو چکی ہے ۔

جناب محمد صدیق سالار: جناب والا! سب سے پہلے میں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا ۔ اس کے بعد میرے سب معزز بھائیوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی اور میں خاموش رہا ۔ جناب والا! بات صرف اتنی سی ہے کہ ،

کافر کو ملے حور و قصور

مسلماں سے فقط وعدۂ حور

جناب والا! ہم سے پہلے ایم پی اے صاحبان کو تو ٹیلی فون ملتے رہے جبکہ اب جو ایم پی اے آئے ہیں خواہ وہ نئے ہوں یا پرانے انھیں کوئی ٹیلی فون کا کوٹہ نہیں مل رہا ۔ آپ کی وساطت سے حکومت سے سفارش کی جانی چاہیے کہ ان ایم پی اے حضرات کو بھی ٹیلی فون کا کوٹہ دیا جائے ۔

سردار احمد خان عاکوکا: پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر: کیا کوئی نئی بات ہے ۔

سردار احمد خان عاکوکا: جی ہاں بالکل نئی بات ہے ۔

جناب سپیکر: فرمائیں کیا ہے ؟

سردار احمد خان عاکوکا: جناب والا! یہاں پر سب بھائیوں کو کوئی نہ کوئی تکلیف ہے ۔ میری تکلیف یہ ہے کہ میری پہچان ہی گم ہوگئی ہے اور وہ ایسے کہ میرے نام کے سامنے " اولکھ" لکھا ہوا ہے گو کہ احمد علی اولکھ صاحب بھی میرے بھائی ہیں حالانکہ میری پہچان " عاکوکا " ہے ۔ میں درخواست کرتا ہوں آپ سے اور اسمبلی سیکرٹریٹ سے کہ یہ میری جو پہچان گم ہو گئی ہے اسے درست کیا جائے ۔

جناب سپیکر: یہ پہچان ٹھیک کریں جی ۔ آپ پورا نام بھی خود ہی بتا دیں تاکہ پریس کو بھی پتہ چل جائے ۔

سردار احمد خان عاکوکا: میرا نام سردار احمد خان عاکوکا ہے ۔

جناب سپیکر: اسے نوٹ کیا جائے اور ٹھیک کرلیں ۔

جناب سعید اکبر خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے اور میں جناب کی رولنگ چاہوں گا کہ کوئی معزز ممبر کسی بحث پہ چاہے وہ بجٹ کی ہو یا کسی اور subject پہ ہو اگر وہ اپنی سیٹ کے علاوہ کہیں speech فرمائیں تو اس speech کی کیا پوزیشن ہو گی ؟ آیا وہ اس ہاؤس کی کارروائی میں شامل ہو گی یا نہیں ہو گی جیسا کہ نجیب اللہ خان صاحب کی سیٹ 201 ہے۔ لیکن انھوں نے جہاں چودھری سلطان محمود گوندل صاحب بیٹھے ہیں وہاں سے تقریر فرمائی ۔ تو میں چاہوں گا کہ اس بارے میں آپ کی کیا رولنگ ہو گی کہ اس تقریر کی کیا حیثیت اور پوزیشن ہو گی؟

جناب سپیکر ، میں نے اسی لیے کہا ہے کہ آپ اپنی سیٹ پر ہی کھڑے ہو کر بول سکتے ہیں۔ میں نے اسی لیے ان کی توجہ اس طرف دلائی تھی کہ وہ اپنی سیٹ کے علاوہ بات نہیں کر سکتے ۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا ! جو بجٹ پر سیٹ کے علاوہ تقریر ہوئی ہے اس کی کیا پوزیشن ہے ؟

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ اس وقت حسن اختر مؤکل صاحب یہاں Chair پر تھے اس وقت کسی نے point out کیا تھا؟

جناب سعید اکبر خان، جناب والا ! یہ point out کرنے والی بات نہیں جس کی سیٹ ہو تی ہے اس کو خود پتا ہوتا ہے ۔

جناب سپیکر، میں ویسے پوچھ رہا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان، point out نہیں کیا گیا۔

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد) ،جناب سپیکر! بعض اوقات ایسا ہو جاتا ہے کہ اس کا مائیک خراب ہو جاتا ہے اور یہ اکثر ہو جاتا ہے اس لیے وہ سیٹ تبدیل کر لیتا ہے اور اجازت بھی ہے اور عام طور پر سپیکر صاحب بھی اجازت دے دیتے ہیں کہ اگر مائیک خراب ہے تو دوسری سیٹ سے بول لیں۔

جناب تاج محمد خانزادہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی خانزادہ صاحب۔

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب سپیکر! پہلے تو میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ نے ایک ممبر کو غلط جگہ سے بولنے کی پہچان کی اور اسے تنبیہ کی۔ لیکن آپ کے بہت سے ایسے معزز ممبر ہیں جن کو آپ نے تین دن کے لیے ہوسٹل میں کمرہ دیا تھا اور آپ کے حکم کے باوجود وہ وہاں سے نہیں نکلے۔ تو آپ کم از کم ان کے نام اس ہاؤس میں بتلا دیں کہ یہ کون ہیں جن میں اتنی تمیز بھی نہیں ہے کہ جب ان کو سپیکر کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ خالی کرو لیکن وہ وہاں پر ڈٹے پڑے ہیں۔ کم از کم ان کی اصلیت کا تو پتا چل جائے گا۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں آپ یہ نہ کہیں۔ بہر حال میں نے ویسے کہہ دیا ہے لیکن یہ اچھا نہیں لگتا کیونکہ سارے colleague ہیں بھائی ہیں معزز اراکین اسمبلی ہیں اس سلسلے میں بات ہو چکی ہے۔ سعید اکبر صاحب میں آپ کی بات پر ضرور رولنگ دوں گا۔اب آگے چلتے ہیں۔ لاءمنسٹر صاحب تحاریک التوائے کار کے بارے میں اپوزیشن کے ساتھ کیا فیصلہ ہوا ہے کہ وہ آج take up کر رہے ہیں یا نہیں میرے خیال میں آپ کا Cut Motions پر تو فیصلہ ہوا ہے۔

وزیر قانون، Cut Motions پر فیصلہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر، یہ بھی فیصلہ کر لیں کہ آج تحاریک التوائے کار لینی ہیں یا نہیں۔

وزیر قانون، میرے خیال میں آج نہ لی جائیں۔

جناب سپیکر، لغاری صاحب میرے خیال میں آج تحاریک التوائے کار نہ لی جائیں؟

سردار رفیق حیدر خان لغاری، اگر آپ لینا چاہتے ہیں تو لے لیں۔

جناب سپیکر، اگر تحاریک التوائے کار take up کریں گے تو پھر پوری Cut Motions نہیں آ سکیں گی۔

سردار رفیق حیدر خان لغاری، جناب والا! تحاریک التوائے کار کے بارے میں بات نہیں ہوئی۔ راجہ صاحب سے Cut Motions پر بات ہوئی تھی۔ اب اگر آپ تحاریک التوائے کار لینا چاہتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر، ہاؤس کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! آج تحاریک التوائے کار نہ لی جائیں تا کہ ممبران کو زیادہ سے زیادہ بولنے کا موقع مل جائے گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے پھر آج تحاریک التوائے کار نہیں لیتے۔

مولوی غیاث الدین، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی مولوی غیاث الدین صاحب۔

مولوی غیاث الدین، جناب والا! میں آپ کی توجہ آج کے روز نامہ "صحافت" جو دوپہر کا اخبار ہے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اس نے حکومت کو بد نام کرنے کے لیے ایک جلی سرخی سے یہ خبر چھاپی ہے کہ لاہور میں نائٹ کلب کھل گئے ہیں۔ یہاں لکھا ہے کہ پہلی محفل میں اعلیٰ افسروں کو اعزازی طور پر بلایا گیا اور وہاں شراب پی گئی اور مستی کا کھلم کھلا مظاہرہ کیا گیا۔ تفصیل میں یہ کہا گیا ہے کہ-----

جناب سپیکر، تفصیل میں نہ ہی جائیں۔ پتا چل گیا ہے کہ آگے کیا ہے۔ اس دن دستی صاحب کی طرف سے کافی تفصیل آئی ہے۔

مولوی غیاث الدین، جناب والا! میں جو بات کرنا چاہتا ہوں ذرا وہ سن لیں۔ تفصیل میں لکھا ہے کہ حکومت کی طرف سے نائٹ کلبوں کے لائسنس جاری کر دیے گئے اس لیے کہتے ہیں کہ شادیوں میں کھانے پر پابندی عائد ہونے کے بعد فائیو سٹار ہوٹلوں کا کاروبار جو بری طرح متاثر ہوا تھا اس کا خسارہ پورا کرنے کے لیے حکومت نے لائسنس جاری کر دیے ہیں۔ میں کہتا ہوں اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اس قسم کی لائسنس کبھی جاری نہیں ہو سکتے-----

جناب سپیکر، یہ دیکھنے والی بات ہے کہ لائسنس جاری ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ اس کا بہترین طریقہ یہ ہے

کہ آپ کل اس کو تحریک التوائے کار کی شکل میں لے کر آئیں۔ آپ اس کو کسی طریقے سے لیں۔
آپ آج ہی تحریک التوائے کار دیں تا کہ کل آجائے۔

مولوی غیاث الدین، بجا ہے۔

سالانہ میزانیہ بابت 98 - 1997، مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر، میزانیہ بابت 1997-98 ء کے مطالبات زر کی تعداد 43 کے قریب ہے جن میں سے 28 مطالبات زر میں Cut Motions آئی ہیں۔ ان میں 14 مطالبات زر میں تخفیف کی تحریکوں پر بحث کے لیے اپوزیشن اور گورنمنٹ کے درمیان حسب ذیل ترتیب جو طے پائی ہے۔ جن Cut Motions پر اتفاق ہوا ہے میں وہ پڑھ دیتا ہوں 2, 9, 10, 13, 16, 18, 25, 33, 36, 37, 38, 41, 42 اور 43 تو اب ہم شروع کرتے ہیں وزیر خزانہ صاحب مطالبہ زر نمبر 2 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 2

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ ایک رقم جو 46 کروڑ 51 لاکھ 86 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو۔ گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1997-98ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے"۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے،

"کہ ایک رقم جو 46 کروڑ 51 لاکھ 86 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1997-98ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے"۔

جناب سعید اکبر خان، میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، مطالبہ زر نمبر 2 میں Cut Motion کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے ہے

ان میں نواب زادہ منصور احمد خان صاحب، جناب سعید احمد خان منیس صاحب، جناب سعید اکبر خان صاحب، سردار رفیق حیدر خان لغاری صاحب، جناب معظم وٹو صاحب، سید مسعود عالم شاہ صاحب ۔ نواب زادہ منصور احمد خان صاحب Cut Motion پیش کریں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! جو oppose کرتا ہے وہ پیش کرتا ہے ۔

جناب سپیکر، جو آپ نے نام دیے ہیں ان میں سے کوئی بھی کر سکتا ہے ۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ 46 کروڑ 51 لاکھ 86 ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 2 مالیہ اراضی کو کم کرکے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ 46 کروڑ 51 لاکھ 86 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 2 مالیہ اراضی کو کم کرکے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد)، I oppose it, Sir.

جناب سپیکر، اس تحریک کے تمام محرکین کو باری باری اپنی تحریک کے حق میں تقریر کرنے کی اجازت ہے ۔ پہلے سعید اکبر خان صاحب تقریر کریں گے۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب سپیکر ! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کا موقع بخشا ۔

چودھری محمد اعظم چیمہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! طریقہ کار یہ رہا ہے اور ویسے ریکارڈ بھی اس کی اجازت دیتا ہے کہ جب بھی کٹوتی کی تحریکیں پیش کی جاتی ہیں تو ممبران کی ایک لمبی فہرست ہوتی ہے ۔ فاضل ممبران اپوزیشن یا کٹوتی کی تحریک پیش کرنے والے ممبران سے یہ طے کر لیا جاتا ہے کہ کون کون سے صاحب کون کون سی کٹوتی پر بولیں گے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر ایک کا بولنے کا حق ہے لیکن وقت بچانے کے لیے اور خوب صورت ماحول پیدا کرنے کے لیے ہمیشہ یہ مناسب رہا ہے کہ ان کے ساتھ یہ طے کر لیا جاتا ہے ......

جناب سپیکر ، وہی بات میں نے سب سے پہلے کی ہے اور آپ نے شاید توجہ نہیں دی ۔ میں نے سب سے پہلے یہ بات کی تھی کہ اپوزیشن اور گورنمنٹ کے درمیان یہ بات طے ہو چکی ہے ۔جناب سعید اکبر خان صاحب ۔

جناب سید اکبر خان ، جناب والا ! میں آپ کا شکریہ ادا کر رہا تھا ۔ جناب والا ! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں ۔ جب سے یہ حکومت برسرا اقتدار آئی ہے اور بڑے بھاری مینڈیٹ کے ساتھ اقتدار میں آئی ہے ۔ عام آدمی کو یہ توقع تھی اور اس کی یہ سوچ تھی کہ 3 فروری کو الیکشن ہوئے اور ان کو اسی مہینے اقتدار بھی منتقل ہوگیا ۔ بجٹ کی تیاری اور اس کی اصلاح کا کافی وقت تھا جس میں بڑی اصلاح ہوسکتی تھی اور جو کوتاہیاں ان محکموں میں تھیں ، جس کا خدشہ ہمیشہ عوام نے بھی کیا اور انہوں نے اپنی الیکشن مہم میں بھی ان تمام محکموں کی اصلاح کا عوام سے وعدہ کیا۔ جناب والا ! جب یہ بجٹ بنا تو اس کی ترتیب میں یا اس کی اصلاح میں کوئی ایسی بات دیکھنے میں نہیں آئی جس میں لینڈ ریونیو بھی شامل ہے ۔ اس کی ترتیب بھی جیسے شروع دن سے آ رہی تھی اور جس پر انہی نے کافی اعتراضات بھی کیے تھے لیکن اس کی بہتری اور اچھائی کے لیے کوئی ایسے اقدامات نہیں کیے جس سے کوئی بہتری ہوسکتی۔

جناب والا ! لینڈ ریونیو میں ریونیو کی collection کی بات ہے ۔ revenue collection کیسے کی جاتی ہے اور اس میں اصلاح کیسے کی جاتی ہے اور کیسے ہونا چاہیے ؟ جناب سپیکر ! آپ بہتر سمجھتے ہیں کہ اس محکمے میں دن بدن ابتری آئی ہے بہتری نہیں ہوئی ۔ ہم نے تمام اداروں کی decline دیکھی ہے اس میں اس کی بھی decline دیکھی ہے ۔ اس میں جو اچھے ادارے تھے اس کی collection میں جو بہتر کام کرتے تھے بجائے اس کے کہ ان میں جو کوتاہیاں تھیں خرابیاں تھیں ان کو دور کرتے بہتر کرتے یا ان کو بہتر انداز میں re-organize کرتے ۔ ہم نے ان کو ختم کیا بلکہ ان کی اہمیت بھی ختم کردی ۔ جناب والا ! چونکہ ہم دیہاتی لوگ ہیں اور دیہاتوں میں رہتے ہوئے ان حالات کو بہتر دیکھتے ہیں ۔ آپ جانتے ہیں کہ اس revenue collection میں ہمارے دیہات میں ایک نمبر دار کا ادارہ ہوتا تھا جو بہت بہتر انداز سے اس revenue کی collection میں حکومت کا مددگار ہوتا تھا اور اس علاقے کی عوام کا بھی مددگار ہوتا تھا ۔ وہ عوام اور گورنمنٹ کے درمیان ایک پل کا کام دیتا تھا ۔ عوام کی مجبوریوں کا عوام کی تکالیف کا بھی اسے علم ہوتا تھا اور revenue collection کا بھی اسے علم ہوتا تھا ۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ وہ بہت فعال تھا اس میں بھی ضرور کچھ خرابیاں ہوں گی ، بجائے ان خرابیوں کے دور کرنے کے ہم نے اس ادارے کو ہی ختم کر دیا ۔ جناب والا ہم نے دیکھا کہ جب revenue collection کے دن آتے تھے تو نمبر دار اپنے

چوکیدار کے ذریعے پورے علاقے میں لوگوں کو اطلاع کرتا تھا کہ فلاں تاریخ کو میں نے revenue collect کرنا ہے ' مالیہ اکٹھا کرنا ہے ' حکومت کے واجبات اکٹھے کرنے ہیں تو میں آپ کو ایک ہفتہ یا پندرہ دن دیتا ہوں آپ اس کے لیے تیاری کرلیں۔ وہ اس تاریخ سے جب collection کرتا تھا تو کوئی آدمی اس سے منہ نہیں چھپاتا تھا ' کوئی آدمی اس کے خوف سے گھر نہیں چھوڑتا تھا ' کوئی آدمی اس کے خوف سے علاقہ بدر نہیں ہوتا تھا۔ اگر کسی کے پاس اس وقت سرکاری واجبات ادا کرنے کے لیے رقم نہیں ہوتی تھی تو وہ اس کے ساتھ بیٹھ کر باہمی رضا مندی کے ساتھ طے کر لیتا تھا کہ آپ نے فلاں تاریخ تک یہ رقم سرکاری خزانہ میں جمع کروانی ہے۔ وہ آدمی کہتا تھا کہ میں اس طریقے سے ادا کر سکتا ہوں میرے پاس اتنے پیسے ہیں یہ لے لیں ہفتے کے بعد اتنے دے دوں گا اور پھر دس دن کے بعد اتنے دے دوں گا تو وہ بھی اس کے مطابق ' چونکہ وہ اس علاقے کا رہنے والا ہوتا تھا وہ اس علاقے کے حالات کو بہتر انداز میں سمجھتا تھا تو وہ اس آدمی کے ساتھ بیٹھ کر ایک باہمی رضا مندی کے ساتھ معاہدہ کر لیتا تھا جس کو وہ آدمی جس نے سرکاری واجبات دینے ہوتے تھے وہ بہتر انداز سے ٹیکس اور مالیہ ادا کرتا تھا۔ لیکن جب وہ یہ کام شروع کرتا تھا تو اس سے collection بہت بہتر ہوتی تھی اور وہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو تحصیل میں جاتا تھا اور وہاں ریونیو آفیسر یا جو Revenue Collector ہے کے ساتھ بیٹھ کر سرکاری رقم بھی جمع کرواتا تھا اور علاقے کے حالات بھی اس کے ساتھ بیٹھ کر discuss کرتا تھا۔

جناب سپیکر ! ایک اور بات جو شاید اس سے متعلقہ نہیں لیکن میں کہنا ضرور چاہتا ہوں کہ وہ آدمی حکومت کے لیے امن عامہ ٹھیک کرنے میں بھی معاون ثابت ہوتا تھا۔ اس کی بہت اہمیت تھی اور وہ مدد گار ثابت ہوتا تھا۔ جناب والا ! اس کی جو عزت ہوتی تھی احترام ہوتا تھا ' وہ اس علاقے میں اس سوسائٹی میں یا اس معاشرے میں اس طریقے سے ہوتا تھا کہ اگر وہ کوئی ٹھیک بات کرتا تھا تو ہر اس سوسائٹی اور اس علاقے کا ہر آدمی اس کی بات کو وزن دیتا تھا۔ اس وجہ سے اس کی اس معاشرے میں سوسائٹی میں عزت ہوتی تھی جس کی وجہ سے تمام مالیہ احسن انداز سے اکٹھا ہوتا تھا۔ لیکن جناب والا! اس کو ختم کر دیا گیا اور آج اس کی اہمیت بھی ختم ہو گئی ہے۔ اس کی اہمیت اس طرح سے ختم ہوئی کہ جو اس کا کمشن بنتا تھا ' مثلاً اگر سو روپے اکٹھے کیے ہیں اس کا اس میں سے دو روپے کمشن تھا تو اس کو آرڈر تھا کہ آپ نے سو روپیہ ہی جمع کروا دینا ہے کمشن آپ نے بعد میں لینا ہے۔ جب وہ کمشن لینے جاتا تھا تو اس کی کمشن کی رقم اس کے آنے جانے اور چکر لگانے

میں ہی خرچ ہو جاتی تھی ۔ اس لیے اس نے اپنے اس کام میں عدم دلچسپی کا اظہار کیا اور اس نے اپنے آپ کو اس سے علیحدہ کر لیا ۔ اس کے علاوہ جناب والا! Revenue Collector جو تحصیل دار ہوتا ہے اس کے ذمے یہ کام سپرد کیا گیا ۔ جناب والا ! آپ کو معلوم ہے کہ ان محکموں میں رشوت ایک بہت بڑا مرض بن چکا ہے ۔ بجائے سرکاری واجبات اکٹھے کرنے کے وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں ریکوری تحصیل دار لگا دیا گیا ہے اور اس سلسلے میں ہم نے جو واجبات اکٹھے کرنے ہیں ہمیں اس میں سے بہت کم کمشن ملے گا۔ جو افسر فیلڈ میں ہیں ان کے لیے تو بہت سی مراعات ہیں۔ وہ بڑے ہی dishearten رہتے ہیں۔ جب گورنمنٹ یا ان کا محکمہ مال وہاں آرڈر کرتا ہے تو وہ پہلے دن سے ہی اپنی پوسٹنگ ٹرانسفر کے چکر میں پڑ جاتے ہیں۔ اور اپنے اہم فرائض منصبی یا ذمہ داری میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے۔ جناب والا!دوسرا اس میں ایک ایسا terror قائم ہوگیا ہے کہ سرکاری واجبات دینے والے اور وصولوں کرنے والے کہ جب ریکوری تحصیل دار علاقے میں جاتا ہے تو پورے علاقے کے شرفاء جنھوں نے پیسے دینے ہوتے ہیں اور ان کے پاس دینے کے لیے کچھ پیسے موجود ہوتے ہیں۔ وہ ادھر سے بھاگ جاتے ہیں اور اس کے سامنے جانے سے کتراتے ہیں۔ ان کی آپس میں کوئی coordination نہیں۔ آپس میں ایسے کوئی تعلقات نہیں ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو secure محسوس کریں۔ یا اپنے آپ کو یہ feel کریں کہ اگر یہ آدمی آیا تو ہمیں کچھ نہیں کہا جائے گا اور ہمارے ساتھ یہ discuss کرکے واجبات کو دینے کا پروگرام بنایا جائے گا۔ اس میں جو واجبات دینے والے ہیں وہ بھی حق بجانب ہیں کہ جب بھی کوئی سرکاری اہل کار علاقے میں تشریف لے جاتا ہے اور وہ واجبات کے لیے مطالبہ کرتا ہے۔ مطالبے سے پہلے وہ اس برے انداز سے اس کے ساتھ deal کرتا ہے کہ اس کو پکڑ کر اپنی جیپ یا جو بھی ان کے پاس سواری ہوتی ہے اس میں ڈال کر لے جاتا ہے اور لے جاکر تحصیل حوالات میں ڈال دیتا ہے۔ پھر بات کرتا ہے کہ اب تم بتاؤ کہ تم نے واجبات کیسے دینے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ایسے deal کرتا ہے کہ جیسے وہ پاکستانی نہ ہو بلکہ کسی اور ہی ملک کا باسی ہو۔ جناب والا!اسی وجہ سے ہی اس ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی improve نہیں ہوئی بلکہ اس میں ابتری آئی۔ جناب والا جب تک اس میں سے ہم رشوت اور ایسی چیزوں کو ختم نہیں کریں گے اس وقت تک اس ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی بہتر نہیں ہوگی۔ جناب والا!ان تمام حالات کو دیکھتے ہوئے میں کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ میری پہلی تجویز یہ ہے کہ نمبرداری نظام کو بہتر انداز میں رائج کیا جائے۔ اس میں اگر نقائص ہیں تو ان کو دور کرکے re-organize کیا جائے یا اس کو دوبارہ

alive کیا جائے۔ تاکہ وہ لوگ جو سرکاری واجبات دینے والے ہیں وہ اسی اپنے علاقے کے ایک آدمی سے مانوس ہوتے ہیں وہ اس کو اپنی تمام تکالیف بتا سکتے ہیں اور پھر ان کو اس کے ساتھ بیٹھ کر بات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہوتی کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی ان کا اس پر کوئی خوف یا رعب طاری نہیں ہوتا۔ جیسے کہ دوسرا عملہ ان کے ساتھ کرتا ہے۔ جناب والا!یہ بات بھی ضروری ہے کہ جہاں اتنی مہنگائی ہوئی ہے اور ہر چیز میں اضافہ ہوا ہے اور یہاں جو ریکوری کا کمیشن ہے اس میں بھی اسی ratio سے اضافہ نہیں ہوا۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس کمیشن میں بھی اضافہ فرما کر اس کو صحیح تقسیم کیا جائے۔ جس کا حق ہو اس کو دینا چاہیے۔ میں اس میں بات بھی کرنا چاہتا ہوں کہ فیلڈ میں ایک رواج یہ بھی ہے کہ جو Revenue Collector کا کمیشن بنتا ہے وہ ڈپٹی کمشنر صاحبان ایک پول بنا لیتے ہیں اور اسی میں اس کمشن کو ڈال دیتے ہیں پھر اس میں سے اس کو کچھ حصہ دیتے ہیں اور باقی جو کچھ اپنے اخراجات ان کے سامنے ضروری ہوتے ہیں وہ ان میں لگا لیتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا کمیشن ان کو پہنچنا اور ملنا چاہیے تاکہ ان کا اس میں interest involve ہو۔ اس میں ان کا interest ہوگا تو وہ کام کرنے میں دقت محسوس نہیں کریں گے۔ اس کے علاوہ جناب والا! میری یہ بھی ایک تجویز ہے کہ جو بھی تحصیل دار فیلڈ میں لگیں ان کے لیے یہ محکمہ لازمی کرے کہ فیلڈ کی تین سال کی posting کے بعد جو بھی محکمہ اس میں بہتر سمجھے اپنی ٹرانسفر پالیسی کے مطابق کہ ہر تحصیل دار کو اس فیلڈ پوسٹنگ کے بعد ایک سال کے لیے recovery کی posting پر رہنا ہوگا۔ تب اس کام میں ان کی دلچسپی ہوگی۔ اس میں بھی لازمی ہو کہ آئندہ اس آدمی کو اچھی posting ملے گی جس کی ایک سال کی recovery کی کارکردگی بہتر ہوگی۔ جناب والا!اس میں اس ڈیپارٹمنٹ کے لیے جو 44 کروڑ اور کچھ مانگے گئے ہیں، میں اس میں ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں جیسا کہ انہی کی حکومت نے یہ دعویٰ فرمایا تھا کہ ہم اخراجات کو کم کریں گے۔ اخراجات کو minimize کریں گے اس میں بھی اخراجات میں کمی کا کوئی پہلو نظر نہیں آتا۔ جناب والا! کچھ ایسے ڈیپارٹمنٹس ہیں جن پر فضول خرچی ہو رہی ہے اور جن کی ضرورت شاید اب نہیں رہی پہلے ان کی بہت زیادہ اہمیت تھی۔ جیسا کہ settlement ہے rehabilitation ہے settlement کافی عرصہ سے ہو چکی ہے۔ اور اب کچھ cases ایسے ہیں جو کورٹ میں پینڈنگ ہیں اور کورٹ اس کا فیصلہ کرتی ہے۔ اس کے بعد پھر وہ settlement ہوتی ہے۔ جناب والا!اس کے لیے تھوڑا سا عملہ اس وقت اگر کسی بھی ڈیپارٹمنٹ کے لیے مستعار لے لیا جائے تو اس طریقے سے بھی یہ

settlement ہوسکتی ہے۔ اگر اس کے انتہائی ضروری ہے کہ عملہ ضرور رکھنا ہے تو جو expert ہیں وہ اس سلسلے میں بہتر انداز سے سوچ سکتے ہیں یا جو اس محکمہ سے متعلق ہیں کہ کتنے آدمیوں کی ضرورت ہے کہ جب کورٹ سے جو cases decide ہوکر آئیں وہ ان کی settlement کریں۔ جناب والا! rehabilitation جو ہے وہ 1947ء سے شروع ہے۔ اور آج تک چلتی آرہی ہے۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ سوائے اس کے کہ یہاں پر فراڈ اور دھوکہ دہی کا ایک کاروبار ہو رہا ہے اس میں اور کوئی کام نہیں ہو رہا۔ لوگوں کے گروپس بن چکے ہیں جو یہی کام کرتے ہیں۔ کہ وہ لوگوں سے ان کے claims خریدتے ہیں اور ان claims کو آفیسرز کے ساتھ مل کر ان کو mature کرواتے ہیں۔ اور سرکاری رقبہ کو خورد برد کرنے کا ان کے پاس یہ طریقہ کار ہے۔ جناب والا!آپ یہ سن کر بھی حیران ہوں گے کہ جو بورڈ آف ریونیو ہے اس کا اتنا بڑا آفس بھی کرائے کی بلڈنگ میں ہے جبکہ ان کے پاس اپنی بہت بڑی پراپرٹی ہے اور بہت بڑی بلڈنگ ہے۔ جو فرید کوٹ ہاؤس ہے وہ وہاں بھی اپنا دفتر بہتر انداز میں چلا سکتے ہیں۔ اور اتنی accommodation ہے کہ اگر وہ وہاں shift کریں تو بہتر انداز سے وہ اپنی accommodation پوری کرسکتے ہیں۔لیکن کرایہ دینے کے لیے اور اخراجات کو بڑھانے کے لیے' کرائے کی بلڈنگ میں وہ رہنا پسند کرتے ہیں وہ اپنی بلڈنگ میں shift ہونے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ جو اپنی بلڈنگ ہے اس کو nominal کرائے پر دے کر یا terrorist court بنا کے ان کے استعمال میں رکھا ہوا ہے اور اپنے آپ کو کرائے کی جگہ پر رکھا ہوا ہے۔ جناب والا! میری یہ بھی گزارش ہے کہ اخراجات کو minimize کرنے کے لیے کہ اگر کرائے کی بلڈنگ سے نکل کر اپنی بلڈنگ میں چلے جائیں تو اس سے ان کے اخراجات بھی کم ہوں گے جو revenue collection ہوتی ہے اس میں سے جو اخراجات ہوتے ہیں ' جو اس صوبے کے بجٹ پر بوجھ پڑتا ہے وہ کم ہوگا۔ اس کے بعد میں ان تمام واقعات کو دیکھتے ہوئے میں یہی اپیل کروں گا کہ میری کٹوتی کی تحریک کو منظور فرمایا جائے۔ شکریہ' جناب والا!

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ ......

جناب سپیکر، ابھی تو میں نے آپ کو بولنے کی اجازت نہیں دی۔ ابھی تو آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پکڑا ہو کر پوچھا ہے تو ابھی میں نے اجازت نہیں دی۔ آپ پہلے اجازت تو لیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، ہم مسلمان ہیں اور یہ پنجاب اسمبلی مسلمانوں کی اسمبلی ہے۔ اللہ نے قرآن

کریم میں عصر کی نماز کی تاکید خاص طور پر کی ہے۔ جب آپ بیٹھے ہوں گے تو ممبران بھی بیٹھنے پر مجبور ہیں۔ آپ کو نماز کا وقفہ کرنا چاہیے میں اس پہ ایک تحریک استحقاق بھی دے چکا ہوں۔ پچھلی دفعہ بھی میں نے توجہ دلائی تھی لیکن آپ نے وقفہ نہیں کیا۔

جناب سپیکر، مجھے تو آپ نے توجہ نہیں دلائی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، آپ وقفہ کریں' نہیں تو میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جماعت ہو چکی ہے؟ ویسے وقفہ ہونا چاہیے۔

وزیر اوقاف، جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ نماز عصر کا 10 منٹ وقفہ کر دیا جائے تو یہ بہت زیادہ بہتر ہوگا۔ جتنے بجے بھی آپ کریں پانچ بجے کریں' سوا پانچ بجے کریں یا ساڑھے پانچ بجے کریں۔

جناب سپیکر، آپ کی بات ٹھیک ہے وقفہ ہونا چاہیے۔

جناب محمد صدیق سالار، سیکرٹری صاحب سے پوچھیں کہ اسمبلی میں جماعت کتنے بجے ہوتی ہے اس وقت نماز عصر کے لیے چھٹی دی جائے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! اگر ایک ممبر اس بات پہ واک آؤٹ کریں کہ ہاؤس میں نماز کا وقفہ نہیں ہوتا تو آپ اندازہ لگالیں کہ باہر اس کا تأثر کیا جائے گا؟

جناب سپیکر، میں وہی پوچھ رہا ہوں کہ نماز عصر کا صحیح وقت کیا ہے؟

جناب سعید اکبر خان، ساڑھے پانچ بجے ہے۔

وزیر اوقاف، جناب! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔

جناب سپیکر، تو پھر 15 منٹ کے لیے وقفہ کر دیں؟ تو نماز عصر کے لیے 15 منٹ کے لیے وقفہ کیا جاتا ہے۔

وزیر اوقاف، جناب! یہ مستقل رولنگ دے دیں' بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، نماز مغرب اور نماز عصر کے لیے مستقل طور پر 15 منٹ کے لیے وقفہ کیا جائے گا۔

(اس مرحلے پہ ٹھیک پانچ بج کر بتیس منٹ پر جناب سپیکر نے 15 منٹ کے لیے
نماز عصر کا وقفہ کر دیا)

(نماز عصر کے وقفے کے بعد جناب سپیکر 5:57 پر کرسیٔ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ سعید اکبر صاحب کٹ موشن کے اوپر اپنی بات ختم کر چکے ہیں۔ اب آپ بات کرنا چاہیں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی جناب۔

جناب سپیکر، منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر! جو کٹوتی کی تحریک پیش کی گئی ہے، میں آپ کی اجازت سے اس پر چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ گزارشات شروع کرنے سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ بجٹ تقریر میں بھی میں اپنی بات کروں گا کہ بہت سے ایسے نکات جو میں نے اٹھائے تھے ان کا ذکر بہت ضروری تھا کہ حکومت بھی اپنی winding up speech میں ان کا ذکر کرتی اور میں نے جو اعداد وشمار quote کیے تھے ان کے حوالے سے کوئی بات کی جاتی۔ لیکن مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جن نکات کو بھی میں نے اٹھایا اور حکومت کی توجہ ان کی طرف دلائی تھی ان میں سے کسی ایک کا بھی جواب نہیں دیا گیا۔ جناب سپیکر! آپ اُس دن یہاں تشریف فرما نہ تھے۔ میں نے ایک مثال دی تھی جو حکومت نے غیر ترقیاتی اخراجات کو curtail کرنے کے لیے اپنی بجٹ تقریر میں ذکر کیا تھا، میں نے ایک حوالہ دیا تھا کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے معزز ممبران کا ڈیلی الاؤنس جو کہ سال رواں میں تقریباً 16 ملین روپے تھا، اس کو آئندہ مالی سال کے لیے کم کر کے صرف 2 ملین کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ آپ کو خود یہ تشویش ہو گی کہ 2 ملین روپے سے اس اجلاس کے بعد بمشکل ایک اجلاس کے Daily Allowances بنیں گے اور میں نے معزز اراکین کی توجہ اس طرف مبذول کرائی تھی کہ لگتا ہے جیسے حکومت وائنڈ اپ ہونے والی ہے یا حکومت کو اس بات کا احساس ہے کہ ایک دو ماہ بعد ان کی چھٹی ہو جائے گی۔ یہ ایک بہت ہی اہم پوائنٹ تھا جس کا حکومت نے اپنی وائنڈ اپ سپیچ میں کوئی ذکر نہیں کیا۔

جناب عالی! میں لینڈ ریونیو کے حوالے سے اور گرانٹ نمبر 2 کے حوالے سے بات کرتا ہوں کہ دراصل یہ گرانٹ محکمہ ریونیو کے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے رکھی گئی ہے۔ لیکن جو اخراجات اس میں تجویز کیے گئے ہیں وہ صرف اس گرانٹ میں ہی نہیں تقریباً بجٹ کی تمام گرانٹس

میں اس بات کو نظرانداز کیا گیا ہے کہ بجٹ بناتے وقت جو اصول اپنانا چاہیے وہ اس مد میں بھی اور باقی تمام مدات میں بھی مدنظر نہیں رکھا گیا۔ جب بجٹ سازی کے بنیادی اصولوں کے مطابق صوبائی وسائل کو سامنے رکھا جاتا ہے تو ایسے sectors کو مدنظر ضرور رکھنا چاہیے جو کہ بہت vital ہیں اور priority کے مستحق ہیں۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ محکمہ مال جو کہ کسی اعتبار سے بھی اتنے وسائل کی allocation کا مستحق نہیں اور اس کی کارکردگی تقریباً سب سے زیادہ کمزور اور نااہل ہے اور یہ ادارہ بالکل ہی ایک نااہل ادارہ بن کر رہ گیا ہے۔

جناب سپیکر! آپ خود یہ جانتے ہیں کہ یہاں صوبے کے محکمہ مال کا نظام جو کہ انگریزوں کے دور کا بنا ہوا ہے اس کو کبھی ٹھیک کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ یہاں تک کہ ہمارے جو دیہی علاقوں میں رہنے والے غریب عوام پٹواری تک کو ملنے کے لیے یا ان سے نقول لینے تک کے لیے ترستے ہیں اور آپ سے بہتر کون جان سکتا ہے کہ کرپشن کا کتنا انبار لگا ہوا ہے۔ پٹواری جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ پٹواری کے بعد صرف ڈپٹی کمشنر ہی ایک ایسا عہدہ ہے جو کہ پٹواری کے کسی ریکارڈ کو undo کر سکتا ہے اور پٹواری کے جتنے بھی کام ہیں جیسا کہ میں نے عرض کیا اور میں بخوبی جانتا ہوں کہ آپ کو بھی اگر رقبہ جات پر رجسٹری کی ضرورت ہوگی تو آپ کے ذاتی اہل کار بھی لازماً انھیں نذرانہ پیش کرتے ہوں گے۔ کرپشن کا یہ حال ہے کہ تحصیل دار اور نائب تحصیل دار کی سابقہ ادوار میں فوج بھرتی کی گئی تھی اور میرٹ کی دھجیاں اڑائی گئی تھیں، rules relax کیے گئے تھے۔ وہ ایک لمبی فوج ہے جو کہ اس محکمے میں بھرتی کی گئی ہے۔ پھر یہ وہ لوگ ہیں جو کہ کام کرنا بالکل نہیں جانتے۔ ان کی مناسب ٹریننگ نہیں ہوئی۔ ان کی آپ کرپشن کی مد میں اگر دیکھیں گے تو ان کی لمبی لمبی گاڑیاں، ان کے شاہانہ اخراجات، ان کے شاہانہ گھر، یہ سب کچھ کرپشن کا نتیجہ ہے۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چشتی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی: جناب سپیکر! میں فاضل ممبر سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے تحصیل دار اور نائب تحصیل دار کتنے بھرتی کروائے تھے؟

جناب سپیکر: اس وقت میرا خیال ہے کہ سی اینڈ ڈبلیو کے منیس صاحب ہی منسٹر تھے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میں جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے وقفۂ صلوۃ کیا۔ آئندہ اس روایت کو جاری رکھیں گے۔

جناب سپیکر، میں بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے point out کیا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میں توقع کرتا ہوں کہ آپ آئندہ بھی اس روایت کو جاری رکھیں گے اور از خود وقفہ کر دیں گے۔

جناب سپیکر، ان شاء اللہ۔ جی، منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر invalid تھا؟

جناب سپیکر، جی ہاں، انھوں نے point out کیا۔ اس زمانے کی جو بات تھی، اس میں منیس صاحب بھی منسٹر سی اینڈ ڈبلیو تھے، مسلم لیگ کے وزیر تھے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں محکمہ مال کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، جی ہاں، اسی زمانے کی appointments کی بات تھی۔ تو انھوں نے صحیح point out کیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، تو یہ پوائنٹ آف آرڈر آپ valid سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی، یہ آپ کی انھوں نے نشان دہی کی ہے کہ وہ جو پریڈ تھا اور اس پریڈ میں جو appointments ہوئی ہیں۔ اس حوالے سے انھوں نے بات کی ہے اور اس میں کوئی غلط بات نظر نہیں آئی اور اس میں مسلم لیگ کی وزارت میں منیس صاحب منسٹر سی اینڈ ڈبلیو ہوا کرتے تھے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! مجھے اب بھی فخر ہے کہ میں اب بھی مسلم لیگی ہوں۔ اس سے قطعاً میں دور نہیں بھاگ سکتا اور میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر ہی منتخب ہو کر آیا ہوں۔

آوازیں، کون سے مسلم لیگی؟ ---- جونیجو؟

ایک آواز، لوٹا لیگ۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ الفاظ جو کہے جا رہے ہیں۔ اگر بات چلی تو بہت دور تک جائے گی اور پھر ہو سکتا ہے کہ میرے معزز اراکین کو اگر میں ان کے لیڈران کے بارے میں بات کروں گا تو بہت دکھ ہو گا۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ آپ تقریر کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ میں جس ٹکٹ پر کامیاب ہو کر آیا ہوں وہ آپ کی اس بھاری مینڈیٹ والی پارٹی کے مقابلے میں کامیاب ہو کر آیا ہوں اور میرے خیال میں اس ایوان کو چاہے علم نہ ہو کہ آپ بھی اتنی بھاری اکثریت سے کامیاب نہیں ہوئے ہوں گے جتنا کہ میں بھاری اکثریت سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیاب ہو کر آیا ہوں۔

جناب سپیکر، اچھی بات ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، اور یہ عزت اور ذلت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ کوئی نہیں، ایسی بات نہیں کوئی بھی کرتا۔

جناب سعید احمد خان منیس، اگر یہ زندگی اور موت، عزت اور ذلت لوگوں کے ہاتھ میں ہوتی تو پھر نہ جانے یہ نقشہ ہی کوئی اور ہوتا۔ عزت اور ذلت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عزت دی ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ آپ اپنی کٹ موشن کے اوپر تقریر جاری رکھیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، نوابزادہ منصور احمد خان آپ سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب! ایہہ ایڈی گل ہوئی اے۔ اتنی دیر جناب چسکے لیندے رہے نیں۔ ایہہ valid تے invalid والی گل تے جناب نے کیتی نہیں تے بار بار stress کیتا اے کہ منسٹر سی اینڈ ڈبلیو ایہہ رہے نیں۔ ایس گل نوں اوسے وقت ای ختم کر کے جتے اوہو ٹائم بچا لینا سی۔

جناب سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جی

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! میں منیس صاحب کے الفاظ کی تائید کرتا ہوں کہ عزت اور ذلت دینے والی رب العزت کی ذات ہے اور زندگی اور موت اسی کے حوالے میں ہے۔ یہ ہم نے خود کالی کوٹھری میں، سیل میں، جیل میں دیکھ لیا ہے۔ اگر ان کے ہاتھ میں ہوتی جس گروپ میں یہ ہیں اور آج بڑے مینڈیٹ کے خلاف آئے ہیں۔ میں ان کو مبارک باد دیتا ہوں۔ بہرحال، اگر اس طرح ہوتا تو کم ازکم آج یہاں میں نہ ہوتا۔ بات تو appointments کے بارے میں کی گئی تھی اور

میرے فاضل دوست اس بات کو clear نہ کر سکے۔ بات یہ تھی کہ وائیں صاحب (مرحوم) اللہ انھیں مغفرت دے "مَٹا جوڑے ملی چلی رام رڑھانے کیا"۔ انھوں نے بوری میں ڈال کر انھیں وہ میرٹ والی سیٹیں بچا کر دیں اور میرے فاضل دوست اس گناہ میں بھی شریک تھے۔ جس طرح انھوں نے وہ پیسے اکٹھے کیے۔ ہم تو اس بات کا رونا رو رہے ہیں اور میرا فاضل دوست تو وہ بات کر رہا تھا کہ اب ان شاء اللہ اس مینڈیٹ میں وہ یہ خیال نہ کریں کہ آئندہ کوئی کبھی یہ خواب دیکھے گا۔ باقی شرافت کی بنا پر میں ان کی قدر کرتا ہوں۔ یہ بڑے اچھے آدمی ہیں۔ ہم تو اس بات کا رونا رو رہے ہیں ۔ میرا فاضل دوست تو وہ بات کر رہا تھا۔ اب ان شاء اللہ اس مینڈیٹ میں وہ یہ خیال نہ کریں کہ آئندہ کبھی کوئی پیسے ویسے کا خواب دیکھے گا۔ باقی شرافت کی بنا پر میں ان کی قدر کرتا ہوں یہ بڑے اچھے آدمی ہیں انھوں نے تو ہائی کورٹ کا حکم بھی کسی کے کہنے پر ماننے سے انکار کر دیا تھا اور یہاں پر میرے فاضل دوست دو ڈپٹی سیکرٹری صاحبان سعید صاحب اور سرفراز صاحب بیٹھے ہیں ۔ جب میں اس اسمبلی میں آیا ایک غسل خانے میں گھس گیا دوسرا تہہ خانے میں چلا گیا اور جو حبیب اللہ کیس کے مدعی تھے ان کا تعلق دیپال پور کے ساتھ تھا انھوں نے میرے پیچھے سے کرسی بھی کھینچ لی بہرحال جو ہوا سو ہوا مگر میں انھیں ایک بات کی داد دیتا ہوں میں نے بڑی مشکل سے ٹیلی فون لے کر ان کو کیا انھوں نے میری بڑی عزت اور بڑا احترام کیا اور میرے ساتھ بات کی اور میں جو موشن دینا چاہتا تھا کہ مجھے محبوب الحق ' چیف جسٹس پنجاب ہائی کورٹ نے بھیجا ہے اور میں موشن لے کر آیا ہوں اور یہ requisition ہے۔ interim Assembly میں اس وقت ایک پرویز الٰہی صاحب تھے آپ شاید اس چودھری پرویز الٰہی صاحب کو جانتے ہوں گے۔ وہ ایک رٹ تھی جس میں ہم بھی ایک پارٹی تھے اور وہ ایک application تھی انھوں نے بڑی مہربانی کی میں ان کی اس بنا پر ہمیشہ قدر کرتا ہوں اور وہ ہمیشہ عزت سے ملتے ہیں ۔ میرے لیے ایک چپڑاسی بچا باقی یہ سب غائب ہو گئے۔ وضع داری سے اب ہم ان کی بھی عزت کر رہے ہیں ہم تو بڑے وضع دار لوگ ہیں----

جناب سپیکر۔ جی آپ اپنے پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں فرمائیں ۔

چودھری محمد اعظم چیمہ ۔ جناب والا! میرا یہ پوائنٹ آف آرڈر ذرا لمبا ہے ۔

جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر پر ہی اسمبلی ٹوٹتی ہے ۔

چودھری محمد اعظم چیمہ ۔ جناب والا! میں بات مختصر کر لیتا ہوں ۔

انہوں نے حکم دیا اور میں نے requisition دے دی ۔ صبح مجھے جو جواب ملا وہ جواب یہ تھا کہ جناب ہائی کورٹ کا حکم واضح نہیں لہذا اسمبلی call نہیں ہوسکتی ۔ آج بھی چودھری محمد اعظم بنام سعید احمد منیس contempt کا کیس عدالت میں زیر سماعت ہے وہ کیس اب میں ان کے مشورے سے نکلواؤں گا ۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ شرافت اور تعلقات کی بنا پر وہ شریف آدمی ہیں وہ بات کسی کے کہنے پر ہو گئی ہو گی ۔ اب وہ آئے ہیں ہمیں بڑی خوشی ہے ۔

جناب والا! وہ سیٹوں کی بات تھی تو وہ سیٹیں جو بوری میں وائیں صاحب مرحوم چھوڑ گئے تھے ان کے پیسے کون لے گئے ۔

جناب سپیکر: اچھا جی ۔ منیس صاحب ۔ ------

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: نہیں ۔ میرا خیال ہے اب کافی بات ہو چکی ہے ۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ میرا بڑا valid پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔

جناب سپیکر: آپ کو تو نہیں پتہ کہ valid ہے کہ نہیں ۔

جناب سعید اکبر خان: جناب یہ تو میں اپنی طرف سے کہہ رہا ہوں ۔

جناب سپیکر: یہ تو میں بتاؤں گا کہ valid ہے کہ نہیں ۔

جناب سعید اکبر خان: جناب پہلے سن لیں اس کے بعد آپ فیصلہ دے دیں ۔

جناب سپیکر: نہیں ۔ میرا خیال ہے کہ اب کافی بات ہو چکی ہے ۔

جناب سعید اکبر خان: جناب اس کے متعلق ہی نہیں ہے ۔

جناب سپیکر: بہر حال ۔ یہ آپ کا ہی وقت ہے ۔--- اس طرح سے آپ کا ہی وقت ضائع ہو گا ۔

جناب سعید اکبر خان: جناب میں نے ایک پوائنٹ آف آرڈر کیا تھا ۔

جناب سپیکر: آپ ہی نے تقریریں کرنی ہیں ۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میں نے ایک پوائنٹ آف آرڈر لیا تھا ۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بول لیں۔

جناب سعید اکبر خان، کہ پولیس کی بھرتی ہو رہی ہے اور گورنمنٹ اس کو میرٹ پر کر رہی ہے اور میری دعا ہے کہ ان شاء اللہ یہ میرٹ پر کریں گے ۔ میں نے اس دن بھی یہ کہا تھا کہ جس پارٹی کو 95 فی صدلوگوں نے ووٹ دیے ہیں اب اگر وہ میرٹ نہیں کریں گے تو کیا کریں گے وہ اب کس کے ساتھ demerit کریں گے۔ وزیر قانون صاحب نے یہاں وعدہ فرمایا تھا کہ عمر اور chest کی condonation کو ہم consider کر رہے ہیں ۔ اس کا ہم فیصلہ کر کے جائیں گے اور ان شاء اللہ ہم ان لوگوں کو اس problem سے نکالیں گے ۔ اور یہ اخباروں میں بھی آ گیا اور لوگ اس کے منتظر ہیں جب ہم باہر تشریف لے جاتے ہیں تو لوگ ہمارے کپڑے پھاڑتے ہیں ۔ انہوں نے جو بھی فیصلہ کرنا ہے ۔ جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ یہ فیصلہ کر لیں اور اپنا کوئی فیصلہ فرما دیں ۔ condonation دینی ہے یا نہیں دینی ۔ جو بھی فیصلہ کرنا ہے کریں تاکہ اخباروں میں آ جائے اور لوگ مطمئن ہو کر اپنے اپنے گھروں میں بیٹھیں۔ وہ غریب لوگ ہیں کرائے خرچتے ہیں۔ لاہور آتے ہیں اور واپس اپنے گھروں کو جاتے ہیں ۔ میری یہ گزارش ہے کہ جو بھی کرنا ہے' کریں تاکہ کوئی فیصلہ ہو جائے ۔ condonation دینی ہے یا نہیں ۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! ویسے یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ پچھلے سالوں میں اس میں کافی gap رہا اور بھرتی بند رہی ۔ وزیر قانون صاحب تو یہاں ہیں نہیں ۔ آپ کے علم میں اس کے بارے میں کوئی چیز ہے کہ عمر اور چھاتی کے بارے میں کوئی رعایت دی جا رہی ہے یا نہیں ۔

وزیر خزانہ، جناب والا! اگر آپ چاہیں تو وزیر قانون کو ابھی بلا لیتے ہیں ۔

جناب سپیکر، جی ہاں ۔ جب وہ آ جائیں گے تو اس وقت بات کر لیں گے ۔

وزیر خزانہ، ٹھیک ہے ۔

جناب سپیکر، جی منیس صاحب ۔ کٹ موشن پر بولیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر! اگر مزید بھی کوئی بات کرانا چاہیں تو ضرور کروائیے ۔

جناب والا! میں کرپشن پر بات کر رہا تھا اور مجھے یوں لگتا ہے کہ جیسے تحصیل داروں اور

نائب تحصیل داروں پر مہر تصدیق کرنا چاہتے ہیں اور کر دی ہے ----

جناب سپیکر، نہیں۔ میں نے کوئی مہر اس پر نہیں لگائی ۔ آپ کو یاد ہے آپ کی بھی پرانی مہریں چل رہی ہیں اور چشتی صاحب نے point out کیا تھا ۔ اس کے اوپر میری کوئی مہر نہیں ہے ۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب سپیکر! مجھے تو یوں لگ رہا تھا جیسے آپ نے مہر ثبت کر دی ہے۔

جناب سپیکر ، نہیں وہ صرف آپ کی یاد دہانی کے لیے کیا تھا اور جو پرانی تاریخ ہے اس کو دہرایا تھا اور چند ایک حقائق آپ کو یاد کروانے تھے ۔ چودھری چیمہ صاحب نے اس سلسلے میں کچھ اضافہ کیا ۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اگر کوئی غلط کام کیا ہو اس کی نشان دہی کرنا تو اچھی بات ہوتی ہے ---

جناب سپیکر، میرا خیال ہے اب کافی بات ہو چکی ہے ۔ اب آپ کٹ موشن کی طرف آئیں ۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ مجھے پہلے ہی اندازہ تھا کہ آپ کہیں گے کہ میں کٹ موشن کی طرف آؤں کیونکہ آپ کافی بات کروا چکے ہیں ۔

تو جناب سپیکر! میں کٹ موشن پر بات کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ ان محکموں میں جن میں لینڈ ریونیو بھی شامل ہے کیا فینانس ڈیپارٹمنٹ اس پر کوئی economy cut لگانے کا ارادہ رکھتا ہے ۔ میں یہ بات اس لیے کر رہا ہوں کہ عموماً یہ ہوتا ہے کہ جب کٹوتی کی تحریکیں پیش ہوتی ہیں تو ایک ، ایک روپے پر گورنمنٹ بڑی سوچ بچار کے بعد جواب دیتی ہے اور بڑے جذباتی انداز میں جواب دیتی ہے لیکن جب بجٹ بنایا جاتا ہے تو کیا ایک ، ایک روپے کو سوچ کر بنایا جاتا ہے یہ میں اس لیے عرض کروں گا کہ ہو گا یہ کہ جب یہ بجٹ منظور ہو جائے گا اس کے بعد فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے economy cut لگا دی جائے گی ۔ تو جناب والا! جب بعد میں ہی economy cut لگنی ہے اور لاکھوں اور کروڑوں روپے کے فنڈز فنانس ڈیپارٹمنٹ کے نذر ہو جاتے ہیں تو کیوں نہ جو کام کل چھپ کر کرنا ہے اسے آج اس بھرے ایوان میں سب کے سامنے ہی کیوں نہ تسلیم کر لیا جائے ۔جناب سپیکر! اگر ہم ڈیمانڈ نمبر 2 پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بجٹ بھی نمبر 2 بجٹ ہے ۔ جناب سپیکر! اس میں اکثر فنڈز جیسے کہ میں نے پہلے عرض کیا وہ محکمہ مال کے ملازمین ، تحصیل دار ، نائب تحصیل دار ، پٹواری ، قانونگو وغیرہ وغیرہ کی تنخواہوں

کی نذر ہو گئے ہیں اور ہمارا بھی یہ خیال تھا کہ حکومت یہ پیسہ computerized نظام پر خرچ کرے گی ۔ محکمہ مال کے نظام کو computerized کرے گی ۔ یہ منصوبہ کافی مدت سے چلا آ رہا تھا لیکن مجھے افسوس ہوا کہ اس نظام کی طرف اس بجٹ میں کوئی توجہ نہیں دی گئی ۔ اب تو جناب والا! توجہ دی بھی کس طرح جائے ۔ جن عہدے داروں کا میں نے ذکر کیا جب وہاں لمبی چوڑی کرپشن ہو تو پھر computerized نظام کی طرف نہ تو وہ توجہ دیں گے اور نہ ہی حکومت اس بارے میں کوئی توجہ دے گی ۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں ایک دلچسپ تضاد یہ بھی ہے کہ بجٹ تقریر میں یہ عرض کیا گیا کہ گاڑیوں کا غلط استعمال بند کر دیا جائے گا اور بہت سے ایسے افسران جو فالتو گاڑیاں استعمال کر رہے ہیں ان سے وہ گاڑیاں واپس لے لی جائیں گی لیکن بجٹ کے صفحہ نمبر 30 پر پٹرول کی مد میں جو رقوم رکھی گئی ہیں ان میں گزشتہ سال کی نسبت سے بھی اضافہ کر دیا گیا ہے ۔ تو جناب والا!

آپ بھی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

جناب والا! یہ ایسا محکمہ ہے جس کا میں ذکر کر رہا ہوں ۔ ریونیو کی collection کی مد میں بہت سی efficiency دکھائی جا سکتی ہے اس کو بہتر انداز میں وصول کیا جا سکتا ہے ۔ جیسے میرے ایک معزز دوست سید اکبر خان صاحب نے یہاں بتایا کہ نمبرداری نظام ایک ایسا نظام تھا جو کہ بہت ہی fool proof نظام تھا ۔ جس کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا گیا اور میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ اس نظام کو دوبارہ فعال بنایا جائے ۔ جناب سپیکر ، آپ دیکھیں کہ نمبردار کا رول اس چک میں یا اس موضع میں کتنا اہم ہوا کرتا تھا ۔ لاء اینڈ آرڈر کو بھی وہ کنٹرول کرتا تھا ۔ وہ ایک با اثر شخص ہوا کرتا تھا ۔ اس وقت نمبردار کو ایک نمبرداری گرانٹ دی جاتی تھی۔ جو کہ بعد میں discontinue کر دی گئی ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس incentive کو دوبارہ شروع کیا جائے ۔ نمبرداری گرانٹ جو کہ ساڑھے بارہ ایکڑ پر مشتمل ہوا کرتی تھی اس کو دوبارہ شروع کیا جائے ۔ نمبردار کو incentive دیا جائے۔ اس کے ساتھ ایک چوکیدارہ نظام ہوا کرتا تھا ۔ وہ بھی اتنا فول پروف نظام تھا جس میں law & order situation کو بھی کنٹرول کیا جا سکتا تھا ۔ نمبر دار کی وہ مدد کرتا تھا ۔ اور وہ تمام چک کے کام کاج میں بھی دلچسپی لیتا تھا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں جہاں بھی رقبہ موجود ہو وہاں نمبرداری سسٹم کو فعال کر کے یہ نمبرداری گرانٹ ان

نمبرداروں کو دی جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ساتھ revenue collection میں بہت ہی زیادہ اضافہ ہو گا ۔ جناب سپیکر! محکمہ سیٹلمنٹ جس کا کام تقریباً 1975 سے ختم ہے لیکن ایک خطیر رقم اس محکمے پر خرچ کی جا رہی ہے ۔ میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ سیٹلمنٹ کا محکمہ کہ جس کا کام مکمل ہو چکا ہے اور اب صرف وہی کیسز pending ہیں جو کہ litigation میں ہیں۔ اور وہ ایسے کیسز ہیں کہ جن کا اگر کورٹ بعد میں بھی لوگوں کے حق میں فیصلہ کرتی ہے تو ایسا ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے افراد لے کر اس کو look after کیا جا سکتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسی رقم ہے کہ جس کو curtail کیا جا سکتا ہے ۔ اسی طریقے سے consolidation کا محکمہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے صوبے میں 60 فی صد consolidation مکمل ہو چکی ہے۔ اور 20 سے 30 فی صد consolidation ایسی ہے جو کہ ابھی litigation میں ہے ۔ اور پھر وہ ایسے پرانے کیسز ہیں اور ایسے مواضعات کے متعلق ہیںکہ جہاں آبادی بہت زیادہ بڑھ چکی ہے۔ جیسے میں لاہور کے ایک موضع ٹھوکر نیاز بیگ کی مثال دوں گا کہ جہاں کی آبادی بہت ہو چکی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب consolidation کا کام کرنے میں بڑی قباحتیں ہوں گی۔ consolidation کا کام بھی ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے ان لوگوں سے کرایا جا سکتا ہے جو کہ ایک کثیر تعداد میں اس محکمے میں موجود ہیں۔

جناب سپیکر ، کالونیز ڈیپارٹمنٹ میں بھی میں سمجھتا ہوں کہ کمی کی جا سکتی ہے ۔ کافی کام جو کالونیز ڈیپارٹمنٹ سے متعلق تھا وہ کیا جا چکا ہے ۔ اور اس میں کافی establishment کی پوسٹیں ہیں کہ جن کو کم کر کے اور اس کے اخراجات کو مزید curtail کیے جا سکتے ہیں ۔

جناب سپیکر ، اس کے بعد ڈپٹی کمشنر کے رول کے بارے میں عرض کروں گا ۔ ڈپٹی کمشنر جو کہ ضلع میں ایک گھنٹہ گھر کی حیثیت اختیار کر گیا ہے ۔ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بھی ہے ، وہ District Collector بھی ہے وہ law & order situation کو بھی کنٹرول کرتا ہے۔ اب چونکہ اس ایوان نے زمینداروں پہ ایک ظلم ڈھایا ہے اور زرعی ٹیکس لگایا ہے غالباً اس کا collector بھی ڈپٹی کمشنر ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں اس پر اتنا زیادہ بوجھ ہے کہ cope with نہیں کرسکتا ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس اختیارات کو اور اس کے اس کام کو بانٹا جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ District Collector کا کام ایک Tehsil Collector بھی بخوبی انجام دے سکتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ڈپٹی کمشنر کا رول محدود کر دیا جائے گا اور اسے صرف ان مدات میں یا ان سنٹرز میں رکھا جائے گا جس سے وہ اپنے ضلع کی خوشحالی اور بہتری کے لیے کام کر سکتا ہے تو میں سمجھتا ہوں اس میں law &

order situation بھی اور administrative کام بھی ، ریونیو کا کام بھی کافی حد تک بہتر ہو جائیں گے ۔ جناب سپیکر ، آپ دیکھیں کہ اگر آپ نظر دوڑائیں کہ ڈپٹی کمشنر کا کام جیسے کہ میں نے عرض کیا بہت ہی زیادہ ہو گیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ڈپٹی کمشنر اپنے علاقے میں دورے کرتا ہو ، مواضعات میں جاتا ہو اور وہاں ریونیو کا کام دیکھتا ہو ۔ چونکہ وہ ایک گھنٹہ گھر کی حیثیت اختیار کر گیا ہے ۔ اس پر بہت بوجھ ہے ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس بوجھ کو کام کرنا چاہیے ۔ اور اس کو de-centralise کر کے باقی عہدے داران اور افسران میں تقسیم کر دینا چاہیے ۔

جناب سپیکر ، میں ان گزارشات کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ موجودہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی جو پالیسی کو رد کیا جائے اور یہ جو بے بہا اخراجات اور ان مدات میں جو رقوم مختص کی گئی ہیں ان کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

جناب سپیکر ، میں آپ کا اور آپ کی باتوں کا بہت ہی احتیاط سے مطالعہ کرتے ہوئے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا ۔ اور مجھ پہ کافی باتیں کرنے کا بھی معزز اراکین کو موقع دیا ۔ شکریہ !

جناب سپیکر ، نوابزادہ منصور صاحب ! کیا آپ اس پر بولنا چاہیں گے ؟

نوابزادہ منصور احمد خان ، نہیں ، جناب سپیکر !

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے ۔ اب حکومت کی طرف سے شوکت داؤد صاحب ، منسٹر ریونیو !

وزیر مال ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ شکریہ جناب سپیکر ، فاضل ممبر نے جو کٹوتی کی تحریک پیش کی ہے میں اس کی مخالفت اس لیے بھی کروں گا کہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ ایک اتنا بڑا ڈیپارٹمنٹ ہے کہ جس کا دائرہ اختیار دیہات پر آتا ہے ۔ اور اس ملک کی تقریباً ستر فی صد کا انحصار دیہات پر ہے ۔ اگر اس کا عملہ بھی دیکھ لیں تو دوسرے کم ہی ایسے محکمے ہوں گے کہ جن کا سٹاف اتنا ہو گا۔ جب ہم پٹواری کا نام لیتے ہیں تو اس محکمہ کے 8097 پٹواری ہیں۔ قانونگو 35 اور کلرک 23 ہیں۔ اور اس طرح چھوٹا عملہ ہے ۔ ہمارا بجٹ کو بڑھانے کا مقصد بھی یہ تھا کہ سالانہ انکریمنٹ کا بھی محکمہ پر بوجھ پڑا اور ایک تا سولہ گریڈ کے ملازمین کو 300 روپے کا الاؤنس دیا گیا اس سے بھی اس محکمہ پر اخراجات کا بوجھ پڑا۔ ویسے تو اگر آپ عمومی طور پر دیکھ لیں تو پچھلی حکومت کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے تمام محکموں میں اتنی کرپشن اور ان کی کارکردگی اس حد تک خراب ہو گئی کہ ہم جس گاڑی کو چلانے کی کوشش کر رہے

ہیں اس کا تو انجن ہی cease ہو چکا ہے ۔ خاص طور پر محکمہ مال میں اگر آپ دیکھ لیں تو بے ضابطگیوں کی انتہا ہو گئی ۔ محکمے میں کرپشن کو فروغ دینے کے لیے پچھلی حکومت کے وزیر نے اس حد تک کیا کہ پٹواری کا تبادلہ بھی اپنے ہاتھ میں رکھا۔ اور مجھے یاد ہے کہ اسی اسمبلی میں ' اسی ایوان میں ' میں نے کہا کہ یہ آج تک نہیں دیکھا گیا تھا کہ وزیر کی مرضی کے بغیر کوئی پٹواری ہل نہیں سکتا ۔ اس محکمے میں بوجھ کا آپ اس سے بھی اندازہ کر سکتے ہیں کہ کئی سال بعد پنجاب میں پٹوار سکولوں کا اجراء کیا گیا اور آٹھ ایسے پٹوار سکول کھولے گئے جہاں تقریباً 16 سو طالب علموں نے داخلہ لینا تھا اور محکمانہ پالیسی کے تحت یہ داخلے دیے گئے لیکن جب ارباب اختیار نے دیکھا کہ ہماری من مرضی نہیں چلی تو پھر یہ نہیں دیکھا گیا کہ اس صوبے کے اوپر کتنا مالی بوجھ پڑے گا انھوں نے ان پٹواریوں کی تعداد کو بڑھا کر آٹھ ہزار کر دی ۔ آپ اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ نہ صرف داخلوں میں اضافہ کیا گیا بلکہ ایسے احکامات جاری کیے گئے کہ merit کی پالیسی کو ایک طرف رکھتے ہوئے اپنے حکم نامے ' شاہی فرمان کے ذریعے ان کو داخلے دیے گئے جس پر ہائی کورٹ نے نوٹس لیا اور وزیر کے احکامات کو unlawful قرار دیا۔ جناب والا! merit کی بات تو ہمیشہ کی جاتی ہے لیکن جب ان لوگوں کے ہاتھ میں اقتدار آیا تو پھر انھوں نے نہ صرف صوبے کے وسائل کو بری طرح سے لوٹا بلکہ پنجاب کی اس دھرتی کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے کے لیے merit کو de-merit کرتے ہوئے پنجاب کی زمین کو بے تحاشا اپنے ناموں پہ الاٹ کروانے کی کوشش کی گئی اور جناب والا! ممبران کو پلاٹوں کی سیاسی رشوت دے کر انھیں لوٹا کریسی پر مجبور کیا گیا ۔ یہ ایوان اس بات کا گواہ ہے اور یہ credit بھی ہماری حکومت کو جاتا ہے کہ ہم نے ایسی allotments کو منسوخ کیا اور ہم نے ایسی allotment پہ پابندی لگا دی ۔ آج ہم نے اس محکمے کو سدھارنے کے لیے ' کرپشن کو ختم کرنے کے لیے ایسی اصلاحات لانے کا ارادہ کیا ہے جس کی سب سے بڑی مثال میں یہ دینا چاہوں گا کہ میں نے اپنے محکمے میں یہ حکم دیا ہے کہ عارضی کاشت جو دفاتر میں بیٹھ کر اے سی صاحبان الاٹ کر دیا کرتے تھے اسے ختم کیا جائے اور اب محکمے کے افسران موقعے پہ جا کر open auction کے ذریعے یہ الاٹ کریں گے تاکہ یہ شفاف ہو سکے ۔ اس کے علاوہ ہم نے صوبے کی عوام کو پٹواری کی دسترس سے محفوظ رکھنے کے لیے اس نظام کو computerized کرنے کی ابتداء کر دی ہے اور قصور کے دو دیہات computerize ہو چکے ہیں ۔ یہاں یہ کہا گیا ہے کہ اس مد میں کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا ۔ اگر کسی کو علم نہیں ہے تو اس پر میں کیا کہہ سکتا ہوں کیونکہ آج بھی اکیڈمی کے پاس 40 ۔ لاکھ روپے کی خطیر رقم موجود ہے اور ان شاء اللہ العزیز ہم اسی

سال میں قصور ضلعے کو ، قصور کی پوری تحصیل کو computerize کریں گے اور ان شاء اللہ جلد ہی پنجاب کے پورے مالی نظام کو computerize کر دیا جائے گا تا کہ کرپشن کا خاتمہ کیا جا سکے۔

جناب والا! یہاں زرعی ٹیکس پر تنقید کی گئی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ credit پاکستان مسلم لیگ کی حکومت کو جاتا ہے اور میاں شہباز شریف کو یہ credit جاتا ہے کیونکہ میاں شہباز شریف صاحب نے وہ bold step لیا جس کی آج تک کسی نے جرأت نہیں کی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی صحیح leadership ہے اور پھر ہمارے ممبران اسمبلی نے بھی leadership کے حکم پر کھلے دل کے ساتھ ، وقت کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس بات کو تسلیم کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس اسمبلی نے اپنے قد میں اضافہ کیا ہے ۔ آج تک اس اسمبلی کے خلاف پراپیگنڈا کیا جا رہا تھا کہ جو پنجاب کا زمیندار ، پنجاب کا کاشت کار ٹیکس نہیں دیتا ، وہ جاگیرو کلچر کو فروغ دے رہا ہے ۔ آج کے کاشت کار نے ، پنجاب اسمبلی کے ممبران نے کاشت کار کی عزت میں اضافہ کیا ہے اور آج وہ کہہ سکتا ہے کہ پاکستان کی ترقی کے لیے ، صوبے کی فلاح کے لیے ہم کسی سے پیچھے نہیں بلکہ ہم اپنے خون و پسینے کی کمائی پنجاب کی ترقی میں شامل کرنے کے لیے شامل ہو چکے ہیں ۔

جناب والا! میں اب ان demands کی طرف آؤں گا جو ہم نے Demand No.2 میں کیے ہیں اور جو بڑی valid ہیں ۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ صوبے کا مالی نظام اتنا بڑا نظام ہے کہ اس کو ہم ignore نہیں کر سکتے ۔ یہاں یہ بھی کہا گیا کہ جناب نمبرداری نظام کو مضبوط کیا جائے ۔ جناب والا! ہم نے نمبرداری کو تو ختم نہیں کیا بلکہ نمبرداری نظام کو مزید موثر بنانے کے لیے بہت سی ایسی تجاویز زیر غور ہیں ۔ نمبردار کو ہم پہلے ہی پانچ فی صد recovery کے لیے دیتے ہیں ۔ زرعی ٹیکس میں بھی ہم نے کسان کی اپنی مرضی یعنی خود تشخیصی نظام کو رائج کیا ہے ۔ پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ ہم نے کسان کو پٹواری کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے ۔ ہم نے اپنی واضح پالیسی میں لکھا ہے کہ ایک کاشت کار ایک سفید کاغذ پر اپنی طرف سے لکھ کر دے سکتا ہے کہ میری اتنی زمین ہے ۔ اور ہم نے اتنی بڑی چھوٹ دی ہے تا کہ کاشت کار کے اوپر بوجھ نہ پڑے ہم نے اس کی cultivated land پر ٹیکس لگایا ہے ۔ اس بارے میں غلط انداز میں پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے ۔ اگر کسی آدمی کی 20 ۔ ایکڑ زمین ہے لیکن اس کی کاشت 10 ۔ ایکڑ ہے تو وہ ایک ایکڑ پر بھی ٹیکس نہیں دے گا ۔ ہم نے ساڑھے بارہ ایکڑ کی exemption دے دی ہے جس سے 83 فی صد کاشت کار exempt قرار دے دیا گیا ہے اور صرف 17 ۔ فی صد کاشت کاروں کو جو کہ well off ہیں

اور جو اس ملک کے وسائل سے فائدہ اٹھا رہے ہیں انھیں ٹیکس دینا پڑ رہا ہے ۔ ایسا کاشت کار جو اس ٹیکس کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتا موجودہ حکومت نے اس کو ترجیح دی ہے ' اسے چھوٹ دی ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ میاں صاحب نے ایک واضح پالیسی کا اعلان بھی کیا ہے کہ زرعی ٹیکس صرف زرعی شعبے میں استعمال کیا جائے گا ۔ اس کے لیے ریسرچ سنٹرز بنائے جائیں گے ' جو inputs ہیں ان کو subsidize کیا جائے گا' ٹریکٹر کو subsidize کیا جائے گا تا کہ ہماری زراعت فروغ پا سکے۔

جناب والا! ہم نے جو تخمینہ جات بابت سال 97-1996ء کے لیے لگائے تھے وہ 42 کروڑ 60 لاکھ 7 ہزار تھے ۔ جبکہ 98-1997ء میں ہم نے major land revenue کی کل رقم مبلغ 46 کروڑ 51 لاکھ 86 ہزار روپے رکھی ہے ۔ اس میں اخراجات و دیگر تخمینہ جو لگایا گیا ہے اس کی موٹی موٹی figures میں ایوان کی اطلاع کے لیے پڑھتا ہوں ۔ 97-1996ء میں reserved graining land کے لیے 12 لاکھ 45 ہزار روپے رکھے گئے تھے جبکہ 98-1997ء کے لیے 14 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ۔ Superintendents کے لیے پچھلے سال 5 لاکھ 97 ہزار کی رقم تھی جبکہ اس سال 6 لاکھ 14 ہزار رکھی گئی ہے ۔ land reclamation and protection کے لیے پچھلے سال 14 لاکھ 26 ہزار روپے تھے جبکہ اس سال 16 لاکھ 40 ہزار روپے رکھے گئے ہیں ۔ land record operation کے لیے کوئی رقم نہیں رکھی گئی ۔ colonization کے لیے ہم نے پچھلے سال ایک کروڑ 35 لاکھ 49 ہزار روپے رکھے تھے جبکہ اس سال اس کے لیے ہم نے ایک کروڑ 55 لاکھ 66 ہزار روپے رکھے ہیں ۔ اسی طرح land record Superintendent کے لیے ایک کروڑ 2 لاکھ 18 ہزار روپے پچھلے سال تھے جبکہ اس سال ہم نے ایک کروڑ 12 لاکھ 43 ہزار روپے رکھے ہیں ۔ Land Record Revenue Academy کے لیے پچھلے سال 33 لاکھ 69 ہزار روپے تھے جبکہ اس سال 34 لاکھ 2 ہزار روپے رکھے گئے ہیں ۔ جناب سپیکر! چونکہ یہ بڑی لمبی تفصیل ہے جس میں بہت وقت ضائع ہو جائے گا ۔ جناب والا! یہاں کہاں گیا ہے کہ اس محکمے کی کارگزاری مایوس کن ہے جبکہ میں یہ کہوں گا کہ ہماری کارگزاری پچھلے سال کی نسبت بہتر ہے ۔ یہ میں اس لحاظ سے بھی کہوں گا کہ جو ٹارگٹ اپریل 97-1996ء کے لیے fix کیا گیا تھا۔ وہ اپریل تک تھا وہ 91 کروڑ 50 لاکھ 16 ہزار 667 روپے اور 'collection up-to-date month of April, 1997 96 کروڑ 54 لاکھ 60 ہزار 585 روپے ہے۔ آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں 5 excess difference کروڑ 4 لاکھ 43 ہزار 918 روپے ہے ۔ percentage of collection 106% ہے اور percentage of difference 6%

ہے۔ اگر آپ اس چیز کو دیکھیں تو آپ کسی طرح بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہمارے محکمہ کی کارگزاری مایوس کن ہے بلکہ کارگزاری پہلے سے بہتر ہوئی ہے اور میں اس کے ساتھ ساتھ یہ عرض کروں گا کہ ہم consolidation کے سسٹم کو بھی بہتر بنانے کے لیے مزید reforms لا رہے ہیں تا کہ لوگوں کو relief دیا جا سکے ۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ settlement کے لیے پرانے کیسز بند کر دیے ہیں صرف وہی کیسز take up کر رہے ہیں جو عدالت کی طرف سے ہیں ۔ ان چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے جو کٹوتی کی تحریک پیش کی ہے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں کہ اس کو مسترد کیا جائے اور ڈیمانڈ کرتا ہوں کہ مطالبہ نمبر 2 کو منظور کیا جائے ۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

کہ 46 کروڑ 51 لاکھ 86 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 2 مالیہ اراضی کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سمیع اللہ چودھری، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر ، اس وقت پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا ۔ آپ تشریف رکھیں ۔اب سوال یہ ہے کہ ایک رقم جو 46 کروڑ 51 لاکھ 86 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998 ، کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سمیع اللہ چودھری، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر، کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب سمیع اللہ چودھری، جناب والا ! ابھی 27 تاریخ بروز جمعۃ المبارک کی کارروائی کا اطلاع نامہ ملا ہے اس میں اوپر انگلش میں لکھا ہوا ہے کہ at 4.00 pm اور نیچے اردو میں دیا ہوا ہے کہ صبح 9 بجے۔تو کون سی بات کا یقین کیا جائے مہربانی فرما کر اس کی وضاحت کی جائے۔

جناب سپیکر، ابھی اس میں فیصلہ ہونے والا ہے ۔ کیونکہ جمعہ کی نماز ہوتی ہے اس لیے پچھلی دفعہ صبح

کو رکھا گیا تھا اور کئی دفعہ جمعہ کی نماز کے بعد بھی رکھا گیا ہے ۔ یہ فیصلہ ہو جانے گا آپ جمعہ تو آ لینے دیں ۔ آپ فکر نہ کریں جمعہ سے پہلے ہی فیصلہ ہو گا۔ اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 9 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 9

وزیر خزانہ ، شکریہ جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ ایک رقم جو 4 ارب 87 کروڑ 59 لاکھ 91 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آب پاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے"۔

جناب سپیکر ، یہ تحریک پیش کی گئی ہے،

"کہ ایک رقم جو 4 ارب 87 کروڑ 59 لاکھ 91 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آب پاشی و بحالی اراضی برداشت کرنا پڑیں گے"۔

جناب سعید احمد خان منیس، I oppose it.

جناب سپیکر ، مطالبہ زر نمبر 9 میں مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے Cut Motion آئی ہے۔ نواب زادہ منصور احمد خان صاحب' سعید احمد خان منیس صاحب ' سعید اکبر صاحب ' سردار رفیق حیدر لغاری صاحب ' معظم وٹو صاحب اور سید مسعود عالم شاہ صاحب ۔ تو نواب زادہ صاحب Cut Motion پیش کریں گے یا منیس صاحب ۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا ! میں پیش کروں گا۔

جناب سپیکر، جی پیش کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ 4 ارب 87 کروڑ 59 لاکھ 91 ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 9 آب پاشی و بحالی اراضی کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے"۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے،

"کہ 4 ارب 87 کروڑ 59 لاکھ 91 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 9 آب پاشی و بحالی اراضی کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے"۔

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)، I oppose it.

جناب سپیکر، وزیر صاحب کی طرف سے oppose ہوا ۔ اب سب سے پہلے کون صاحب تقریر فرمائیں گے؟

سردار رفیق حیدر خان لغاری، جناب والا! پہلے میں تقریر کروں گا۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں۔

سردار رفیق حیدر خان لغاری، بسم اللہ الرحمن الرحیم O شکریہ جناب سپیکر! جیسا کہ مطالبہ نمبر 9 میں Cut Motion کے ذریعے ہم ممبران نے حکومت کی پالیسی سے dissatisfy ہوتے ہوئے یہ گزارش کی ہے کہ اس رقم کو ایک روپیہ کر دیا جائے اس کی چند وجوہات ہیں ۔ ہم نے یہ اعتراض برائے اعتراض نہیں کیا بلکہ آپ جانتے ہیں کہ محکمہ Irrigation اور Reclamation کا زراعت سے بہت گہرا تعلق ہے اور اگر میں یہ کہوں کہ یہ زراعت کے لیے شہ رگ کی مانند ہے تو یہ غلط نہ ہو گا۔ مگر پچھلے سالوں میں جب بھی مسلم لیگ کی حکومت آئی اور خاص طور پر اب اس نہری نظام جو کہ ہمیں وراثت میں ایسا اچھا نظام ملا تھا کہ جس کی دنیا تعریف کرتی تھی لیکن ہم نے اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے اس نظام کو بالکل ناقص بنا دیا ۔ آج صورت حال یہ ہے کہ آپ کی نہریں اپنی capacity سے کہیں نیچے پانی in take کر سکتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے ان کی خاطر خواہ repair نہیں کرائی ہم نے ان پر خاطر خواہ خرچ نہیں کیا ہم نے ان کی خاطر خواہ نگرانی نہیں کی ۔ آج جہاں ہمیں نہروں کی Lining کرنی تھی جہاں ہمیں نہروں کو repair کرنا تھا جس کے اوپر ہم نے باہر سے کروڑوں کے حساب سے امدادی رقوم لیں اور وہ ساری کی ساری افسروں کی نذر ہو گئیں اور موقع پر بہت کم پیسہ لگا۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ جگہ جگہ زمین سیم ہوتی جا رہی ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہمارے نہری سسٹم میں seepage اس قدر ہو گئی ہے کہ ہماری water table rise کر رہی ہے ۔ جناب والا!

بد قسمتی تو یہ ہے کہ خاص طور پر پنجاب آج تک پانی کے معاملے میں اپنا حق حاصل نہیں کر سکا۔ ایک crop کا pattern ہوتے ہوئے سندھ ہم سے ڈیڑھ گنا پانی زیادہ لے رہا ہے اور ہم اگر ایک گنا لے رہے ہیں تو وہ ڈیڑھ گنا لے رہے ہیں جب کہ ہماری فصلات کا pattern ایک ہی ہے۔ جناب والا! یہ ہماری نااہلی نہیں تو اور کیا ہے؟ اس کی وجہ سے آپ کے لاکھوں ایکڑ بے کار پڑے ہیں اور پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہے ہیں۔ اکثر tails سے پانی کی شکایت آتی ہے۔ اس پر ہماری یہ لاپرواہی ہے کہ ہم اس سسٹم کو صحیح اپنی capacity کے مطابق اگر run نہ کر سکیں تو یہ حکومت وقت کی کمزوری نہیں بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ غفلت ہے۔ لہذا میں آپ کے توسط سے وزیر آب پاشی سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کا پوری طرح سے جائزہ لیا جائے اور اس پورے سسٹم کو re-habilitate کیا جائے۔ اس کے نقائص دور کیے جائیں تاکہ ہم پانی کو صحیح طریقے سے کاشت کار کے کھیتوں تک پہنچا سکیں۔ جناب والا! صورت حال تو یہ ہے کہ اس دفعہ جو بجٹ پیش کیا گیا، جب میں نے اگلے سال کی ڈویلپمنٹ کے لیے محکمہ آب پاشی کی مد میں پیسہ دیکھا تو میں حیران رہ گیا کہ اتنا بڑا سسٹم اور اس میں اتنے نقائص اور جو نکتہ خاص طور پر اس وقت توجہ کا مستحق ہے اس کے لیے بھی فنڈز اتنے کم رکھے گئے ہیں۔ جناب والا! 96-1997ء سے بھی کم کر دیے گئے ہیں۔ جو بجٹ books show کر رہی ہیں، ان کو اگر دیکھیں تو کینال اریگیشن ڈویلپمنٹ کے لیے 96-1997ء میں 2 کروڑ 95 لاکھ روپے رکھے گئے۔ جب کہ revised میں 1 کروڑ 46 لاکھ 76 ہزار روپے رکھے گئے اور اب 97-1998ء کے بجٹ میں 1 کروڑ 90 لاکھ 78 ہزار روپیہ ڈویلپمنٹ کی مد میں رکھا گیا ہے۔ جب کہ ہمیں اس کو war-footings پر اس سسٹم کو بحال کرنا چاہیے۔ جس طرح میں عرض کر رہا ہوں کہ اگر یہ سسٹم بحال نہ ہوا تو ہماری جو زراعت سے توقعات ہیں یا جس طرح وزیر مال صاحب کہہ رہے تھے کہ ہم green revolution لانا چاہ رہے ہیں۔ ہم کاشت کار کے لیے یہ کر رہے ہیں ہم کاشت کار کے لیے وہ اصلاحات کر رہے ہیں تو پھر یہ ساری باتیں دھری کی دھری رہ جائیں گی۔ کیونکہ جب تک آپ اپنی فصلوں کو پانی ہی نہیں دے سکیں گے تو آپ کی فصلیں پروان کیسے چڑھیں گی۔ اس کے علاوہ جہاں فصلوں کا نقصان تو اپنی جگہ ہوگا وہاں پر آپ کی ساری زمین بھی سیم زدہ ہوتی چلی جائے گی۔ کیونکہ جتنا بھی breach ہوگا جتنی بھی کینال سسٹم میں leakage ہوگی وہ ساری water table پر منفی اثر کرتی ہے۔ اور یہ ڈویلپمنٹ جو میں آپ سے عرض کر رہا تھا جس کے میں نے figures quote کئے ہیں، آپ حیران ہوں گے کہ ہماری جنوبی پنجاب کی تین

بڑی بڑی نہریں جس میں داجل ایکسٹینشن کینال ہے ،جس میں گریٹر تھل کینال ہے ، جس میں چولستان کینال ہے ۔ سالہا سال سے فنڈز کے لیے ترس رہی ہیں اور اس سے لاکھوں ایکڑ آباد ہونے ہیں۔ جب ہم بجٹ کے پر نظر ڈالتے ہیں تو ٹوکن کے طور پر کہیں پچاس ہزار کہیں لاکھ روپیہ رکھ دیا گیا ہے۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت وقت جنوبی علاقے سے نہ صرف نا انصافی ہی نہیں کر رہی بلکہ وہاں کے زمین دار اور کاشت کار کا قتل کر رہی ہے ۔ کیونکہ اگر آپ پانی ہی مہیا نہ کر سکے ، یہ نہریں نہ چلا سکے تو جنوبی پنجاب میں یہاں کوئی division کی بات نہیں کرنا چاہتا ۔ اگر آپ وزیر مال سے معلوم کریں اگر وزیر زراعت سےمعلوم کریں تو جنوبی پنجاب ریونیو کے حساب سے بھی اور Agriculture produce wise بھی اس پنجاب میں سر فہرست ہے ۔ اس کے ساتھ آپ حشر یہ کر رہے ہیں کہ اس کی تین مین کینال جس سے لاکھوں ایکڑ اراضی سیراب ہوتی ہے آج اس کے اوپر token money رکھ رکھ کر آپ جنوبی پنجاب کو ایک لارا دے رہے ہیں کہ ہم ضرور کسی دن وعدہ پورا کریں گے ۔ لیکن جناب والا زمینیں پانی کی بوند بوند کے لیے ترس رہی ہیں ۔ جناب والا ! اسی طرح سکارپ کا معاملہ ہے لیں اس کے لیے بھی ہم نے اربوں روپے بیرونی امداد سے حاصل کیے ۔ جس طرح میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اکثر پیسہ تو افسروں کی نذر ہو گیا اور جو کچھ تھوڑا بہت وہاں پر لگا اس کا حشر بھی یہ ہے کہ یہ محکمہ اپنی ناقص کارکردگی کی وجہ سے جو ٹیوب ویل install ہوئے ان میں سے 75 فی صد اس وقت کام نہیں کر رہے۔ اکثر پر کہیں واپڈا سے ان کا جھگڑا ہے ، کہیں سکارپ والوں نے جو اس محکمے سے منسلک ہیں بل جمع نہیں کروائے۔ کہیں اپریٹر نہیں ہیں اور ہر افسر اپنے اپنے محکمے میں ایک اینٹ کی مسجد بنا کر بیٹھا ہوا ہے۔ وہ اس دفتر سے نکلنے کے لیے تیار نہیں ۔ نتیجہ کیا ہے اس کا خمیازہ ایک کاشت کار بھگت رہا ہے ۔ لوگ اپیلیں لے کر جاتے ہیں لوگ درخواستیں لے کر جاتے ہیں مگر جس طرح آپ نے ایک زمانے میں ٹی وی پر واپڈا کے بارے میں مزاحیہ پروگرام دکھایا تھا کہ لائن کنسٹرکٹ کرنے والوں نے کہا کہ ہم hand over کرتے ہیں اور سپلائی والوں نے کہا کہ ہم ابھی take over نہیں کر رہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ سٹور کا سارا نقصان ہو گیا۔ یہاں بھی یہی مسئلہ چل رہا ہے کہ یہاں پر کوئی زیادہ غور نہیں کر رہا اور نتیجہ یہ ہے کہ کینال والے سکارپ پر الزام لگاتے ہیں اور سکارپ والے محکمہ کینال پر الزام لگاتے ہیں ۔ نتیجہ یہ ہے کہ سینکڑوں ایکڑ سیم زدہ ہوتے چلے جا رہے ہیں ۔ ان کا کوئی پرسان حال بھی نہیں ہے ۔ لہٰذا ایسا بجٹ بنانے اور ایسی رقمیں مہیا کرنے کا کیا فائدہ جب کہ آپ کی کارکردگی اس حد تک ناقص ہو چکی ہو ۔

جناب والا! میں آپ کو مثال کے طور پر عرض کروں کہ سکارپ 6 پر اجیکٹ جو کہ ضلع رحیم یار خان میں ہے اور کافی عرصہ سے چل رہا ہے ۔ بڑی مشکل سے ایک زمانے میں جب لوگوں کی وجہ سے مجھے کچھ عرصہ موقع ملا اور وزارت کا قلم دان کچھ عرصہ میرے پاس آیا اور کیبنٹ میں شریک ہوا۔ تو بڑی کوششوں سے ہم نے حکومت سے یہ گزارش کی کہ لاکھوں روپے خرچ کرکے جو ٹیوب ویل آپ سکارپ میں لگا رہے ہیں خدارا! ان سے نجات حاصل کیجیے ۔ آپ ایک ایک میل کے اوپر پاور دے دیجیے بجلی کی تاریں مہیا کر دیجیے بجائے ایک ٹیوب ویل کے اوپر جو غالباً اس وقت چھ سوا چھ لاکھ کا بور ہوتا تھا ' میں نے اس وقت بھی تجویز پیش کی تھی اور اب بھی گزارش کرنے کا یہی مقصد ہے کہ آپ وہاں پر بجلی مہیا کر دیں تاکہ زمین دار کو موقع پر پاور یعنی بجلی مل جائے اور زمین دار اپنی مرضی سے ٹیوب ویل لگوا سکے۔ جہاں آپ سینکڑوں ٹیوب ویل لگوائیں گے وہاں پر ہزاروں ٹیوب ویل زمیندار اپنے طور پر لگوائیں گے اور آپ کی water table کو بھی کم کر دیں گے ۔ اس وقت میری یہ بات سن لی گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ بقایا سکارپ پراجیکٹ کا ٹیوب ویل کا جو پروگرام تھا اس کو ایشین بنک سے بات چیت کرکے drop کر دیا گیا اور بجلی کی تاریں بچھا دی گئیں علاقے میں بجلی مہیا کر دی گئی اور یہ سب کچھ اسی پیسے کو divert کر کے کیا گیا ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جہاں بمشکل 1500 ٹیوب ویل لگنے تھے وہاں پر زمین داروں نے 8 ہزار ٹیوب ویل لگائے ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ water table نیچے ہوا۔ مگر اس کا جو breakage zone ہے جس کو ہم کڑوے پانی کا علاقہ کہتے ہیں یا جہاں پر زمین کے نیچے کا پانی کڑوا ہے اس کی حالت انھوں نے اس سے بھی ابتر کردی۔ اس کے لیے جو drains بنائی گئیں جس کا ماسٹر پلان کے مطابق ponds چولستان میں بننے تھے۔ اور ان ponds کو آگے extend کرکے اس پانی کو سمندر میں پھینکنا تھا۔ اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے' اپنی کرپشن کی وجہ سے ان افسروں نے ان ponds کو چولستان کے اندر چھوڑ دیا۔ اور آج اگر آپ موقع پر جاکر دیکھیں تو آپ کو میلوں تک اس سیم کے پانی کے ponds نظر آئیں گے۔ جن کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ پانی بجائے سمندر میں جانے کے وہیں پر بلاک ہوکر رکا ہوا ہے۔ اور اس کے ساتھ جو fertile اور virgin زمینیں جو اب چولستان کے ساتھ ساتھ گرین بیلٹ میں آباد ہو رہی تھیں وہ بھی سیم زدہ ہونی شروع ہوگئیں۔ اور جب وہ سیم زدہ ہونی شروع ہوئیں تو حکومت پنجاب نے یہ کیا کہ ان کو دلاسہ دینے کے لیے کہ ہم آپ کو یعنی ان زمین داروں کو اس کے بدلے میں کسی اور علاقے میں آباد کریں گے یا جب تک ہم وسائل کہیں سے حاصل نہیں کر لیتے اور اس پانی کو ہم

سمندر تک نہیں پہنچا لیتے آپ کو lease money ملتی رہے گی۔ مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ اب وہ ہریالی والے کھیت بھی سیم کی زد میں آگئے اور وہ زمین دار جو عزت کے ساتھ اپنا دو وقت کا کھانا کھا رہے تھے آج وہ شہروں میں آکر مزدوری کر رہے ہیں۔ کیوں کہ نہ ان کو معاوضہ ملا نہ ان کو زمینیں ملیں اور نہ ہی وہ lease money کی رقم ملی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آپ اگر آج بھی ڈائریکٹر صاحب سے پوچھیں تو وہ یہی کہہ کر معاملے کو ٹال دیتے ہیں کہ جناب ہم کیا کریں۔ ہم نے تو پنجاب گورنمنٹ کو لکھ رکھا ہے اور پنجاب گورنمنٹ نے ہم سے in writing وعدہ کیا ہوا ہے کہ ہم فنڈز مہیا کریں گے۔ مگر جب آپ بجٹ کی کتابوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ایسے لگتا ہے کہ جیسے بھینس کے آگے بین بجائی جا رہی ہے۔ کیوں کہ اس اندر کہیں پر بھی مجھے کوئی provision نظر نہیں آتی۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہر چیز کو ہمیں انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے' ہمیں اس رٹ سے ہٹ جانا چاہیے کہ اس میں کس کی کوتاہیاں تھیں یا کس کی کوتاہیاں نہیں تھیں۔ بلکہ جس کرسی پر آدمی بیٹھا ہو حق یہ بنتا ہے کہ اس کے لیے کچھ نہ کچھ contribute کرے۔ آپ نے اور میرے اکثر بھائیوں نے دیکھا ہوگا کہ بیوروکریٹ کبھی نہیں کہتا کہ میرے جو D.C ٹرانسفر ہوگئے ہیں یہ ان کی کوتاہی تھی۔ وہ تو اس کی سب برائیاں اور اچھائیاں اپنا لیتا ہے۔ نہ جانے ہم جوکہ حکومت میں آتے ہیں' ہم ان چیزوں سے اپنے آپ کو ہم کنار کیوں نہیں کرتے۔ ہم یہ اچھائیاں اور برائیاں کیوں اپنے ذمے نہیں ڈالتے۔ اور ہم اچھائی اور بہتر کارکردگی کے لیے کیوں نہیں سوچتے۔ ہم صرف اس بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں کہ ہم نے پچھلوں پر ڈالنا ہے' پچھلے اس سے پچھلوں پر ڈالیں گے۔ اور مجھے تو خدشہ یہ ہے کہ کہیں ایک دن ایسا بھی نہ آجائے کہ بابائے قوم' حضرت قائد اعظم پر بھی کوئی حرف آجائے۔ اب جبکہ ہم 50 سالہ جشن منا رہے ہیں مگر ذہنی طور پر ہم ابھی تک اس جشن کے قابل نہیں ہوئے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہم سب کو بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور عوام سے ان کی توقعات پر ہم تب ہی پورا اتر سکتے ہیں جب ہم اپنی اپنی کارکردگی کو بہتر کرتے ہوئے راہ کا تعین کریں گے۔

جناب والا! کن کن بدقسمتیوں کے حالات آپ تک پہنچاؤں۔ آبیانے کا ہی حال لے لیجئے کہ کینال یا اریگیشن نیٹ ورک سے ہر زمین دار کو بمشکل اس کی زمین کا 33% پانی مہیا کیا جاتا ہے فصل ربیع کے لیے بھی۔ جہاں ششماہی نہریں ہیں وہاں ربیع اور جہاں سالانہ ہیں وہاں ربیع خریف کے لیے پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ زمین دار اگر کہیں اپنے وسائل سے کاشت بڑھا لیتا

ہے' اس کا اپنا ہی تیار کردہ water course ہوتا ہے۔ مگر وہ جتنی فصل ہوتی ہے اس سب پر اس کو آبیانہ دینا پڑتا ہے۔ ایک طرف تو ہم بات کرتے ہیں کہ ہم زمین دار کے ہم درد ہیں اور دوسری طرف policy wise ابھی تک اس میں کوئی غور و خوض نہیں کیا۔ میری آپ کے توسط سے وزیر آب پاشی سے یہ گزارش ہے کہ ان خامیوں کو دور کرتے ہوئے وہ زمین دار کے حق میں 'زراعت کے حق میں اپنی پالیسی کو بنائیں اور ان خامیوں کا ازالہ کریں۔ اور میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ جو cut motion ہم نے یہاں پیش کی ہے اس کو منظور کیا جائے اور اس پالیسی کو ازسر نو دیکھا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی وزیر آب پاشی۔

نواب زادہ منصور احمد خان: ان کے بعد میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے ابھی اور بات کرنی ہے۔

نواب زادہ منصور احمد خان: اور بات کا کیا مطلب ہے میں نے ابھی تک بات ہی نہیں کی۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں آپ نے اسی کٹ موشن پر بات کرنی ہے۔

نواب زادہ منصور احمد خان: جی ہاں کرنی ہے۔

جناب سپیکر: کیونکہ پہلے کٹ موشن پر آپ نے بات نہیں کی تھی۔ میں نے سمجھا کہ شاید اس پر بھی آپ نے بات نہیں کرنی۔

نواب زادہ منصور احمد خان: کرنی ہے۔

جناب سپیکر: فرمائیں۔

نواب زادہ منصور احمد خان: آپ کا خیال ہے' یہ گمان ہے ویسے میں نے تو ضرور بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی ضرور کریں۔

نواب زادہ منصور احمد خان: مہربانی۔ جناب سپیکر اس سے پہلے کہ میں اس کٹ موشن کی طرف آؤں۔ میں نے اس وقت مناسب نہیں سمجھا جب وزیر مال صاحب کٹوتی کی تحریک پر اپنے محکمے اور پالیسی کو defend کر رہے تھے۔ انھوں نے جو باتیں کی ہیں یہ ان کے منصب کے شایان شان نہیں تھیں۔

جناب سپیکر، لیکن یہ جو کٹ موشن ہے یہ تو آب پاشی کے بارے میں ہے۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جی ہاں میں اسی طرف آ رہا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ آب پاشی پر بات کریں۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب والا مجھے عرض تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر، یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ اس وقت آپ بات نہیں کرتے جب بات کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

نواب زادہ منصور احمد خان، آپ میری بات سن تو لیں۔ اب دیکھیں یہ ایک مسلسل وتیرہ بن چکا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں وتیرہ نہیں۔

نواب زادہ منصور احمد خان، وتیرہ بن چکا ہے کہ انھوں نے mud throwing کرنی ہے۔ سابقہ حکومت کی کارکردگی ' یہ ایک فیشن بن گیا ہے کہ آپ نے یہ بات لازمی کرنی ہے کہ پچھلی حکومت نے فلاں چیز بھی کی فلاں بھی کی لیکن اس کا کوئی طریقہ کار بھی ہونا چاہیے۔ یہ اس طرح کی mud throwing بالکل نامناسب بات ہے انھیں ایسا نہیں کہنا چاہیے۔ یہ ان کے منصب کے تقاضے کے مطابق نہیں ہے۔ انھیں اس قسم کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ میں نے تو انہیں کوئی interrupt کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا لیکن یہ باتیں درست نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، نواب زادہ صاحب ایک منٹ کے لیے بات سنیں۔ آپ ذرا ایک سیکنڈ کے لیے بیٹھ جائیں۔ دیکھئیے جس وقت پہلی کٹ موشن کے اوپر بحث ہوئی سعید احمد منیس صاحب نے بات کی اور وہ کٹ موشن revenue department کی تھی اس پر آپ کو کچھ نہ کچھ بولنا چاہیے تھا لیکن آپ نہیں بولے۔ اب وہ کٹ موشن ختم ہو چکی۔ اب ہم نے نئی کٹ موشن نمبر ۹ لی ہے اور یہ آب پاشی کے بارے میں ہے۔ اس پر رفیق حیدر لغاری صاحب نے بات کی۔ آپ اس کٹ موشن پر رہتے ہوئے Irrigation Department کو discuss کر سکتے ہیں اس کے علاوہ آپ کسی اور ڈیپارٹمنٹ کو discuss نہیں کر سکتے۔ اس لیے میں کسی اور issue پر بات کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

نواب زادہ منصور احمد خان، آپ بالکل اجازت نہ دیں میں بھی بات نہیں کرتا مجھے بھی رولز کا پتا ہے۔ میں تو صرف اس بات کا حوالہ دے رہا تھا کہ ان کے منصب کے تقاضے کے مطابق نہیں۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں جب وقت آئے گا تو اس کو point of personal explanation پر دے دیں۔ لیکن اس موقع پر آپ اپنے آپ کو اسی کٹ موشن تک محدود رکھیں اور آب پاشی پر بحث کریں۔

نواب زادہ منصور احمد خان: میں اسی کٹ موشن پر بحث کروں گا۔ لیکن جس وقت اجلاس کا آغاز ہوا۔ اس وقت جناب سردار رفیق حیدر لغاری صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ وزیر خزانہ کا طریقہ کار یا لہجہ یا تضحیک آمیز رویہ درست نہیں تھا۔ بات کی ابتدا یہیں سے ہوئی ہے اس کے بعد جب انہوں نے معذرت کر لی پھر کسی وزیر کو اس قسم کی بات نہیں کرنی چاہیے۔ وہ تلخی' وہ بات ختم ہو گئی اس کے بعد اب دیکھیے ہم نے cooperate کیا ہے ہم نے واک آؤٹ نہیں کیا' ہم نے بائیکاٹ نہیں کیا' ہم اسی ایوان کے اندر بیٹھے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ پھر mud throwing شروع ہو جائے۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! تشریف رکھیں بات کو آگے چلنے دیں۔ نوابزادہ صاحب! اس میں بات یہ تھی---- خواجہ صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیے۔ اس میں بات یہ تھی کہ جب ہم نیا کٹ موشن لے رہے تھے وہ ایک ایسا موقع تھا کہ آپ کٹ موشن لینے سے پہلے اس کے اوپر بات کر سکتے تھے۔ بات کرنے کا وہ ایک مناسب وقت تھا۔ اب آپ اپنے آپ کو صرف اریگیشن تک محدود رکھیں گے۔ بہت مہربانی۔

نوابزادہ منصور احمد خان: جناب سپیکر! آپ کوئی عجلت میں بیٹھے ہیں؟

جناب سپیکر: میں آپ کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

نوابزادہ منصور احمد خان: کرسی کے ساتھ ٹیک نہیں' نہ سہی' یہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کیونکہ جناب سپیکر! ایسا ہے کہ آپ اس ایوان میں موجود نہیں تھے تو ہمارے بھائی بیرسٹر عثمان ابراہیم صاحب یہاں تشریف رکھتے تھے تو جب بجٹ تقریر کی میری باری آئی تو وہ کرسی کے ساتھ ٹیک نہیں لگاتے تھے۔ یونہی بیٹھ کے "ٹاؤں" کر دیا کرتے تھے کہ ٹائم ختم ہو گیا تو مجھے ایک وہم' گمان سا تھا میں نے کہا شاید آپ بھی اسی چکر میں ہیں لیکن بہرحال آپ نے تو ایسا نہیں کرنا اب تو ٹیک لگ گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں اسی کٹ موشن کے حوالے سے آ رہا ہوں---- (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ابھی دو منٹ ہیں۔

نوابزادہ منصور احمد خان، میں بات جاری رکھوں؟

جناب سپیکر، جی! آپ بات جاری رکھیں۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! waterlogging اور salinity' سیم اور تھور-----

جناب سپیکر، میرا خیال ہے اب نماز مغرب کا وقفہ کرتے ہیں 20 منٹ کے بعد دوبارہ اجلاس ہو گا۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر نے شام سات بج کر بارہ منٹ پر نماز مغرب کے لیے 20 منٹ کا وقفہ کیا)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر! سات بج کر بیالیس منٹ پر
کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر، نوابزادہ منصور صاحب۔

نوابزادہ منصور احمد خان، شکریہ' جناب سپیکر! یہ گھنٹی کا کچھ ایسا معاملہ ہے کہ ہم اپوزیشن کے سارے اراکین اور کچھ اس سائیڈ کے بھی اکٹھے ہو کر آپ کی عدم موجودگی میں ڈپٹی سپیکر صاحب کے پاس گئے تو وہاں گھنٹی کے حوالے سے بات ہوئی۔ ہم نے ان سے عرض کیا کہ آپ اپنے چیمبر میں موجود تھے' گھنٹی بج رہی تھی لیکن آپ ٹائم پر تشریف نہیں لائے۔ آپ کو تقریباً آدھا گھنٹہ یا پینتیس منٹ تاخیر ہو گئی ہے۔ تو وہ فرمانے لگے کہ اس گھنٹی میں آج کل ایک نئی مرض آ گئی ہے کہ اگر ایک دفعہ اسے on کر دیں پھر چاہے off کر دیا جائے تو آدھا گھنٹہ اسے بند ہونے میں لگ جاتا ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! یہ جس طرح ڈپٹی سپیکر صاحب نے فرمایا کہ آدھا گھنٹہ لگ جاتا ہے۔ میں بھی اس وقت سے یہاں انتظار کر رہا تھا۔ مجھے خیال تھا کہ شاید آپ اس گھنٹی کی وجہ سے ہی لیٹ ہو گئے ہیں اور اسے اسمبلی کی گھنٹی آپ نہ سمجھیں کہ جو خراب ہو گئی ہے۔ یہ خطرے کی گھنٹی بج رہی ہے۔ یہ حکم رانوں کے لیے ہے۔
جناب سپیکر! میں اب اپنی کٹ موشن پر آ رہا ہوں بلکہ وزیر مال سے ہی شروع کر دوں وہاں سے اگر اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔

نوابزادہ منصور احمد خان، کٹ موشن سے ہی شروع ہو جاتا ہوں۔

حافظ محمد اقبال خان خا کوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی، خاکوانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی۔ جناب سپیکر! نوابزادہ منصور احمد خان کا رویہ اور ان کا وقت کو ضائع کرنے کا طریق کار آپ نوٹ فرما رہے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ آج بہت ہی اہم دن ہے اور بہت ہی قیمتی وقت ہے۔ ان کی time limit fix کر لی جائے۔

جناب سپیکر۔ نہیں، کوئی نہیں، کٹ موشن پر ٹائم کی کوئی ایسی پابندی نہیں۔ وہ بولنا چاہیں تو بول سکتے ہیں۔ لیکن ان کو رہنا اسی کٹ موشن کے اندر ہی ہے۔

نوابزادہ منصور احمد خان۔ جی! کٹ موشن کے اندر ہی رہوں گا۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے پنجاب میں سیم و تھور نے اکثر اضلاع کو دیمک کی طرح چاٹ لیا ہے۔ ہماری بیش بہا قیمتی زمین جو سونا اگل سکتی ہے سیم و تھور کی وجہ سے تباہ حال ہے اور یہ ایک بہت بڑا قومی نقصان ہے۔ 1964ء میں یوگو سلاویہ اور امریکن ایڈ کی وجہ سے اریگیشن ڈیپارٹمنٹ میں سکارپ قائم کیا گیا جہاں بجلی کے ٹیوب ویل مختلف اضلاع میں نصب کیے گئے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ سیم و تھور کو کم کیا جائے۔ تو اس زمانے سے سرکاری ٹیوب ویل جو اپنا کام کر رہے تھے لیکن کچھ ہی عرصے بعد جب donors نے ان کی دس سال یا پندرہ سال امداد کی ایک حد تھی تو اس کے بعد جیسے ہی حکومت پنجاب کے پاس یہ محکمہ آیا تو اسے maintain نہ کرنے کی وجہ سے آج صورت حال یہ ہے کہ تقریباً تقریباً تمام اضلاع میں جہاں سکارپ کا یہ نظام قائم ہے اور سرکاری ٹیوب ویل جہاں کام کر رہے تھے یا جہاں نصب ہوئے تھے ان میں 80 فی صد ٹیوب ویل بند ہو چکے ہیں۔ ان کے بور ختم ہو گئے اور کچھ فنی خرابیاں تھیں۔ پھر جو بقایا 20 فی صد ٹیوب ویل 1/5 حصہ یا 1/6 حصہ چل رہے تھے ان میں سے پانی کم آنا شروع ہو گیا جس کی وجہ سے کسان اور کاشت کار کے لیے دو مشکلات پیدا ہوئیں۔ پہلی مشکل تو یہ تھی کہ جہاں جس مقصد کے لیے ان ٹیوب ویلوں کو install کیا گیا تھا یعنی سیم و تھور کو کم کرنے کے لیے install کیا گیا تھا ایک تو اس کا مقصد فوت ہو گیا اور دوسرا جہاں ان سے ان سیم و تھور کی زمینوں کو آباد کر چکے تھے وہاں پانی نایاب ہو گیا۔ سرکاری ٹیوب ویل بند ہو گئے اور جہاں ہیں وہاں بہت کم پانی دے رہے ہیں۔ تو ان سرکاری ٹیوب ویلوں کے بارے میں، اس سکارپ کے بارے میں جس میں صرف سرکاری ٹیوب ویل ہی نہیں ہیں بلکہ خاصا عملہ چیف انجینئر سے لے کر ٹیوب ویل آپریٹر تک موجود ہے اور پھر اس میں ایک ورکشاپ بھی حکومت نے ہر ضلع میں قائم کر رکھی ہے جو بالکل بے مقصد ہے۔ جب ٹیوب

ویل ہی نہیں رہے' جب آپ کے پاس انھیں re-bore کرنے کے لیے فنڈز ہی نہیں ہیں تو اس ورک شاپ کا کیا فائدہ ہے؟ اس کی کیا افادیت ہے؟ پھر جتنے ٹیوب ویل جو اس وقت چل رہے ہیں' کارکردگی کے لحاظ سے 100 فی صد درست نہیں ہیں۔ 33 فی صد جن ٹیوب ویلوں کی کارکردگی ہے۔ ان ٹیوب ویلوں میں اگر کوئی problem ہو جائے' کوئی فنی خرابی ہو جائے تو روایت کے مطابق دیہات سے ہمارا تعلق ہے' ہمارے اکثر معزز اراکین اسمبلی جن کا تعلق دیہات سے ہے اور جو پیشے کے اعتبار سے کاشت کاری سے وابستہ ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب کوئی سرکاری ٹیوب ویل خراب ہو جائے' جس میں کوئی فنی خرابی ہو تو اس ٹیوب ویل سے جتنا رقبہ سیراب ہوتا ہے' اس کا جو کمانڈ ایریا ہے' اس کمانڈ ایریا کے پانی کے جو حصہ دار ہیں' اس وارے کے جو حصہ دار ہیں وہ چندہ اکٹھا کر کے بازار سے اس چیز کو درست کرتے ہیں یا اس میں وہ فاضل پرزے ڈالتے ہیں۔ یہ ہمارے وزیر موصوف کو بھی پتا ہے۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ تو جب یہ کام ہو رہا ہے تو پھر ورک شاپ میں کیا ہو رہا ہے؟ میرا سوالیہ نشان یہ ہے کہ ورک شاپ میں کیا ہو رہا ہے؟ اور میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ جب اس کٹوتی کی تحریک پر وزیر موصوف اس کی مخالفت میں اپنے ڈیپارٹمنٹ اور حکومت کے حق میں' ان کی پالیسی کے حق میں جب بیان فرمائیں تو خاص طور پر اس بات کی ضرور وضاحت فرمائیں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف کی خدمت میں یہ عرض کر رہا ہوں۔

جناب والا! اس کے علاوہ جہاں' جہاں سکارپ ایریاز declared ہیں ان جگہوں پر آبیانہ لگایا گیا ہے اور وہ آبیانہ اس اعتبار سے لگایا گویا وہاں پانی جس طرح نہری رقبے کے لیے حکومت پنجاب دیتی ہے اور اس حساب سے آبیانہ وصول کرتی ہے بلکہ ان سکارپ کے ٹیوب ویلز کی وجہ سے آبیانے میں ذرا اضافہ ہوتا ہے۔ یہ کاشت کار کسان پر بڑا ظلم ہے کہ ایک چیز موجود ہی نہیں' ایک چیز چل ہی نہیں رہی' ایک چیز کی افادیت ہی نہیں تو پھر یہ آبیانہ زیادہ لگانا یا اس رقبے پر آبیانہ لگا دینا یہ کہاں کا انصاف ہے یہ بالکل غلط بات ہے۔ ڈرینج کا جو معاملہ ہے سیم اور تھور کے لیے جتنے سیم نالے بنے ہیں ان کی کھدائی نہ ہونے کی وجہ سے exclavation نہیں ہے۔ سیم نکل کر ان سیم نالوں میں سے گزرتا ہے (جو بھی دریا کے بیڈ میں جگہ ہے یا جہاں کہیں بھی ہے) لیکن وہاں پر اس کی proper نکاسی نہیں ہو رہی بلکہ کسان کاشت کار کے ساتھ ظلم یہ ہے کہ ان سیم نالوں کی کھدائی نہ ہونے کی وجہ سے یہ reverse کر رہے ہیں وہ سیم نالے پانی بھی reverse کرتے ہیں جس کی وجہ سے جو زمین سیم زدہ تھی جسے ان سیم نالوں کی وجہ سے کچھ کو تو آباد کر لیا گیا تھا وہ بھی دوبارہ سیم کی زد

میں آ گئی گویا دو سال ، چار سال ، پانچ سال ، دس سال کی محنت کی ہوئی زمین پر جہاں صرف فصل ہی نہیں ہے جناب سپیکر! نہایت ہی قیمتی باغات ثمر بھی وہاں plant ہو چکے تھے وہ پھل دے رہے تھے صرف ان نالوں کی proper exclavation نہ ہونے کی وجہ سے ان باغات ثمر کو بھی کٹوایا گیا وہ سوکھ گئے ، ختم ہو گئے ۔ کسان کاشت کار کا اس کے ساتھ مستقبل بھی ختم ہو گیا ۔ جناب والا! حکومت پنجاب کا فرض ہے اس حکومت کا فرض ہے کہ کسان کاشت کار کی جتنی problems ہیں سب سے پہلے problems کو سمجھیں دیکھیں کہ انھیں کیا کیا تکالیف ہیں اور جتنی تکالیف وہ جائز سمجھتے ہیں ان کا بھی نمبر کے حساب سے priorities کے حساب سے تعین کریں اور فنڈز کے حساب سے ان مدوں کو اٹھائیں لیکن جناب والا! ایسا نہیں ہو رہا ۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ وزیر خزانہ نے نہیں بنایا یہ بیوروکریسی نے بنایا ہے اس میں جتنی مدیں ہیں وہ سب کی سب بیوروکریسی کی بنائی ہوئی ہیں پیش وزیر خزانہ نے کی ہیں جب پیش وزیر خزانہ نے کی ہیں تو own بھی وزیر خزانہ ہی کریں گے لیکن یہ روایت صدیوں سے چلی آ رہی ہے۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ بجائے اس کے کہ بیوروکریسی کو یہ کہا جائے کہ آپ ایک بجٹ بنا دیں یہ ایک سانچہ ہے اس سانچے میں آپ نے دو ، چار ، پانچ ، دس چیزوں کو سمو کر ہمیں دے دینا ہے اس سے بہتر ہے کہ حکومت وقت ایسے معزز ممبران کی کمیٹیاں بنائیں جو نہ صرف یہ کہ اپنی technical know how ہمیں دے سکیں۔ جن کے پاس نہ صرف یہ کہ قیمتی مشورے ہوں بلکہ جناب سپیکر! وہ اس پر کام کرنے کے لیے کچھ وقت بھی نکال سکیں اب ظاہر ہے کہ ایک معزز رکن جس کا تعلق سیالکوٹ سے ہو گا ، جس کا تعلق راولپنڈی سے ہوگا اسے کبھی بھی پتہ نہیں چلے گا کہ رحیم یار خان کے حالات کیا ہوں گے ، بہاولپور کے حالات کیا ہوں گے۔ تو جناب والا! ایسی کمیٹی بنائی جائے جس میں زیادہ سے زیادہ ان ممبران اسمبلی کو موقع دیا جائے جن کا تعلق واسطہ ان ڈویژن سے ہو اور وہ frame کریں اور وہ وزیر موصوف کو بتائیں ، وہ وزیر خزانہ کو بتائیں کہ ہماری priorities کیا ہونی چاہییں اور مختلف اضلاع میں کسان اور کاشت کار کی کیا کیا problems ہیں وہ کس طرح پس رہا ہے اور اس کی بہتری اور اس کی اصلاح کے لیے ہمیں کیا کیا کرنا چاہیے۔ اس قسم کی تجاویز ہونی چاہییں۔ ان کے اس کمیٹی میں موجود ہونے کی وجہ سے حکومت کی کارکردگی یقیناً بہتر ہوگی لیکن اگر انھیں شامل نہیں کیا جائے گا پھر تو ایسا ہی بجٹ آئے گا اور ایسا ایک نہیں کئی بجٹ آئیں گے جس میں ہمارے معزز اراکین اسمبلی کا کوئی عمل دخل نہیں ہوگا لیکن

ٹریژری بنچز کو own کرنا پڑے گا اور پھر جناب سپیکر! جب آپ رائے شماری کروائیں گے تو اس پر AYES AND NOES کا چکر ہوگا اور پھر آپ کو یہ کہنا ہوگا کیونکہ ٹریژری بنچز والوں کو یہ کہا جائے گا کہ جس وقت سپیکر صاحب یہ کہیں گے کہ I think Ayes have it اس کے لیے آپ کو Ayes کے حق میں کہنا پڑے گا تو وہ معزز اراکین اسمبلی جن بے چاروں کو پتہ تک نہیں ہوگا کہ یہ کیا باتیں ہیں صرف پارٹی ڈسپلن کے اندر رہتے ہوئے انھیں ان کے احکامات ماننے پڑیں گے تو پھر جناب سپیکر! Ayes تو وہ کہہ دیں گے اور یقین کیجیے وہ Eyes ان کے پاس نہیں ہوں گی۔ یہ دیکھنے والی Eyes چاہئیں۔ ان معاملات کو بہتر انداز میں سنبھالنے، بہتر طریقے سے بجٹ present کرنے کے لیے قبل از وقت اس قسم کی کمیٹیاں بنانا نہایت ضروری ہیں جو اپنے نہایت قیمتی مشورے ہمیں دیں۔

جناب سپیکر! ڈرینج کے حوالے سے ہی میں عرض کروں گا جب سیم زدہ زمین کو درست کرنا ہو تو اس کے بے شمار طریقے ہیں اور ان میں ایک سستا ترین طریقہ یہ ہے کہ آپ minor or sub-minor سیم نالے نئے بنوائیں۔ اور ایسے اضلاع میں جہاں سیم نالوں کی ضرورت ہو جہاں سیم نکل سکتا ہو۔ اس کے through exclavate ہو سکتا ہو تو وہاں نئے سیم نالے لے کر آئیے اور آپ اپنے بجٹ میں allocate کیجیے۔ بہت معمولی رقم لگتی ہے کوئی زیادہ رقم involve نہیں ہے۔ جناب سپیکر! عملاً یہ ذاتی طور پر میرے مشاہدہ میں آیا ہے کہ جہاں تھوک کے حساب سے ٹیوب ویلز نصب کیے گئے ان ٹیوب ویلوں نے اتنی جلدی اپنی کارکردگی نہیں دکھائی لیکن جناب سپیکر! جہاں sub-minors بنائے گئے جنھیں technical language میں A, B, C کہا ہے جس کا حساب انھوں نے شاخوں میں کر دیا کہ جناب یہ ایک main drain ہے یہ اس کی دو، چار، پانچ، دس شاخیں ہیں اور یہ مختلف مواضعات سے ہوتی ہوئی اس میں پڑ رہی ہیں جناب ہم نے یہ دیکھا ہے اور عملاً میرے مشاہدے میں آیا ہے کہ ایسی جگہوں پر صرف ایک سال کے اندر اس سیم زدہ زمین پر جہاں سیم کا پانی ٹھہرا رہتا تھا وہ تقریباً چھ چھ انچ ہوتا تھا وہ زمین ایک سال کے اندر قابل کاشت ہوگئی۔ جناب سپیکر! اس لیے نہایت ضروری ہے کہ جب آپ اپنے فنڈز کو بھی curtail کر رہے ہیں جب آپ کے حکم رانوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہم اس اقتصادی تباہی میں اپنے اخراجات کو کم کر رہے ہیں جو ہمارے ملک پر بدقسمتی سے مسلط ہے تو اس کے لیے وزیر موصوف کو آپ کے توسل سے ایک مشورہ بھی دینا چاہتا تھا اسے دیکھ لیں اور کسی expert سے اس کی opinion لے لیں۔ اگر

یہی سستا کام ہو ۔ اگر اس سے بہتر آئیڈیا اور کوئی نہ ہو تو پھر انھیں چاہیے کہ اس قسم کا طریق کار اختیار کریں ۔ جناب سپیکر ' ہماری نہروں ' راجباہوں اور نالوں کی بھی کم و بیش یہی پوزیشن ہے ۔ کھدائی نہیں ہوتی ۔ فنڈز ان کے لیے مختص کر دیے جاتے ہیں ۔ فنڈز اب بھی مختص کر دیے گئے ہیں لیکن یقین کیجیے ہمارے بہت سے بھائی اس ایوان میں موجود ہیں جو ذاتی طور پر یہ جانتے ہیں کہ فنڈز ہمیشہ مختص کیے جاتے ہیں لیکن کھدائی کبھی نہیں کی جاتی ۔ اس بات کی شہادت اور گواہی ہمارے یہ معزز اراکین اسمبلی دیں گے ۔ یہ بتائیں گے کہ واقعی ایسا ہوتا ہے ۔ جناب سپیکر ' جب کھدائی نہیں ہو گی ۔ جب نہریں ' راجباہے اور نالے silt up ہو جائیں گے تو پھر بتائیں کہ ٹیل تک پانی کیسے پہنچے گا۔ پانی کا ضیاع ہوگا۔ total wastage ہو گی اور یہ کہ جب نہروں ' راجباہوں اور نالوں کی کھدائی ہو گی اس کا فائدہ ایک اور بھی ہوگا۔ نہ صرف یہ کہ ٹیلوں تک پانی پہنچ جائے گا ۔نہ صرف یہ کہ پانی کا ضیاع رک جائے گا بلکہ اس میں ایک خاص طور پر بات یہ بھی آئے گی کہ جب نہروں کی کھدائی ہو گی تو اس کھدائی میں سے جتنی مٹی نکلے گی اس سے آپ کی برم کشائی ہو جائے گی ۔ آپ سے مراد نہروں ' نالوں اور راجباہوں کی برم کشائی ہے ۔ اس کو technically سروس پٹڑی کہتے ہیں۔ اس سروس پٹڑی پر کار جیپ ' ٹریکٹر ' ریڑھا ہر چیز چل سکتی ہے ۔ دوسری طرف آپ دیکھیں تو وہاں پیدل چلنے کے لیے بھی جگہ نہیں ہے۔ سائیکل چلانے کے لیے بھی جگہ نہیں ہے۔ جب آپ نہروں ' راجباہوں اور نالوں کی کھدائی کریں گے تو automatically ان کی برم کشائی بھی ہو جائے گی۔ دونوں اطراف میں آپ سروس پٹڑیاں بھی بنا سکتے ہیں۔ اور اس سے ایک اور فائدہ بھی ہوگا اور وہ یہ ہوگا کہ اس سے وہ لوگ ایسے unwanted لوگ جو غلط حرکت کرتے ہیں ' جو نہروں نالوں کو کٹ کرتے ہیں۔ جو دوسروں کا حق چھینتے ان پر پانی کی چوری اور ڈکیتی کرتے ہیں ان کا معاملہ ختم ہو جائے گا ۔ اب دیکھیے ایک دفعہ cut کرنے سے یا دو مرتبہ cut کرنے سے اگر برم چھوٹی ہو جائے گی تو پھر وہ کسی وقت ازخود بھی ٹوٹ سکتی ہے ۔ وہ کسی وقت خود ہی بہہ جائے گی اور پھر رات کی تاریکی میں محکمہ آب پاشی دوڑتا اور بھاگتا پھرے گا۔ اس وقت بہت سی زمینوں جن پر قیمتی فصلیں کھڑی ہوں گی ان کا نقصان ہو چکا ہو گا۔

جناب سپیکر ' ہمارے river beds کی تقریباً یہی پوزیشن ہے ۔ اس کی پوزیشن یہ ہے کہ silt up ہونے کی وجہ سے دریاؤں میں تھوڑا سا پانی بھی اگر آ جائے ' بالکل معمولی سا پانی آ جائے تو وہ ایک بڑے فلڈ کی مانند نظر آتا ہے ۔ اور بے پناہ نقصان کر کے جاتا ہے ۔ میں آپ کو دریائے چناب

کی مثال دیتا ہوں ۔ وہ دریائے چناب جو گجرات سے بھی گزرتا ہے، جو مظفر گڑھ اور ملتان سے بھی گزرتا ہے ۔ اس کی بات کر رہا ہوں ۔ ڈسٹرکٹ مظفر گڑھ اور ملتان میں دریائے چناب کی original capacity پہلے والی ہے ۔ پانچ ساڑھے پانچ لاکھ کیوسک پانی اس کے اندر آ جایا کرتا تھا ۔ spilling نہیں ہوتی تھی ۔ اور پانی باہر نکل کر آبادی کو نقصان نہیں پہنچاتا تھا ۔ اس سے فصلیں تباہ نہیں ہوتی تھیں لیکن اب کیفیت یہ ہے وہی دریائے چناب ہے لیکن صرف اڑھائی لاکھ کیوسک پانی اگر آ جائے وہ دونوں اطراف میں تباہی مچا دیتا ہے اور اس سے نہ صرف یہ کہ قیمتی فصلیں ختم ہو جاتی ہیں، کسان کا مستقبل تباہ ہو جاتا ہے اس کی سال بھر کی کمائی اور روزی تباہ ہو جاتی ہے ۔ جب وہ پانی حفاظتی بندوں کے ساتھ آ کر لگ جاتا ہے تو پھر جو پکے کا علاقہ ہے اس میں بھی سیم کے اثرات آ جاتے ہیں۔ اور وہ پانی تقریباً ایک سے دو ماہ تک موجود رہتا ہے جس سے سیم پھر ابھر کر اس قیمتی زمین کو جو کہ کسان اور کاشت کار نے بڑی مشکل اور بڑی محنت سے اپنے خون پسینے سے آباد کی ہوتی ہے اور جس میں ایک بہترین فصل کاشت کی ہوتی ہے وہ سیم زدہ ہو جاتی ہے ۔

جناب سپیکر، ہمارے محکمہ آب پاشی میں بہت سے ملازمین ہیں ۔ سیکریٹری سے لے کر بیل دار اور میٹ تک خاصے ملازمین ہیں اور ان ملازمین کے بارے میں کہا تو یہ جاتا ہے کہ اپنی اپنی جگہ پر بہت اچھا کام کرتے ہیں لیکن ہمارے وزیر آب پاشی کے ذاتی نوٹس میں ہو گا کہ پنجاب کے طول و عرض پر کوئی ایسا رواج نہیں ہے کہ بیل دار اور میٹ ڈیلی اپنی ڈیوٹی دیتا ہو جس کی ہر ماہ کی یکم تاریخ کو وہ تنخواہ لیتا ہے ۔ ایسا نہیں ہوتا ۔ یہ نظام کی کمزوری ہے، یہ پالیسی کی کمزوری ہے ۔ پھر میرے بھائی وزیر موصوف اچھی طرح جانتے ہیں کہ seasonal بیل دار چھ مہینوں کے لیے رکھے جاتے ہیں، پنسال نویس رکھے جاتے ہیں۔ گیج ریڈر رکھے جاتے ہیں اور یہ لوگ کبھی بھی حاضر نہیں ہوتے ۔ یہ ایک زکواۃ عشر کا دفتر ہے یہ محکمہ آب پاشی نہیں ہے ۔ یہ حکومت کی کمزوریاں ہیں جن کی میں نشان دہی کر رہا ہوں ۔ اپنی پالیسی کو بہتر بنانا ہے تو اس نظام کو بہتر بنائیں ۔ یہ نظام بہتر بنے گا آپ کے محکمہ آب پاشی کی پالیسی بہتر بنے گی ۔ آپ کی حکومت کی کارکردگی بہتر بنے گی ۔ اور میرا کام یہاں تنقید برائے تنقید نہیں ہے میرا کام یہاں بحث برائے بحث نہیں ہے ۔ ہمارا تعمیری کام ہے ۔ ہم نے حکومت کی کمزوریوں کی نشان دہی کرنی ہے ۔ہم نے ان کی کوتاہیوں کی نشان دہی کرنی ہے ۔ اور ان کا یہ فرض بنتا ہے کہ ہمارے مفید مشوروں کو دیکھیں کہ اگر وہ جائز سمجھتے ہیں تو اسی کی روشنی میں اپنی کارکردگی کو بہتر بنائیں ۔ جناب سپیکر، اس میں ہونا یہ چاہیے تھا

کہ سب سے پہلی بات جس میں پنجاب کے ساڑھے چھ کروڑ عوام جو کہ 1981ء کی مردم شماری کے مطابق ہے اب یقیناً ساڑھے سات کروڑ ہو چکے ہوں گے ۔ ہمارے پنجاب کے ساڑھے سات کروڑ عوام جس طرف دیکھ رہے ہیں جو نہ صرف کاشت کاری اور زراعت پیشہ سے تعلق رکھنے والے بلکہ اس میں صنعت سے بھی تعلق رکھنے والے ہمارے بھائی شامل ہیں ' اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں اور حکم رانوں کے وعدوں کے مطابق ان کی باتوں کو عمل کی شکل میں دیکھنا چاہتے ہیں وہ ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے ہمارا قومی پراجیکٹ کالا باغ ڈیم ہے ۔ کالا باغ ڈیم کی تعمیر ہمارے ملک کے لیے ہماری قوم کے لیے بہت بڑا منصوبہ ہے۔ جناب سپیکر! اس سے نہ صرف یہ کہ ہماری صنعتیں protacted ہوں گی ' ان کی ترقی ہو گی بلکہ زرعی معیشت میں بھی سبز انقلاب آئے گا۔ جب کاشت کار اور کسان یہ کہتا ہے کہ ہم ٹیکس لیا جاتا ہے لیکن ہمیں پانی نہیں ملتا ' ٹیوب ویلز ہیں لیکن پانی نہیں مل رہا ' نہریں اور راجباہ ہیں لیکن پانی نہیں مل رہا ' ٹیل والے اپنی جگہ پر شور مچاتے ہیں کہ ہمیں پانی نہیں مل رہا ۔ جناب سپیکر! اس کا واحد حل کالا باغ ڈیم ہی ہے اگر پانی کی کمی دور کرنی ہے ' اگر بجلی کی کمی دور کرنی ہے ' اگر ترقی والے دور میں آپ نے آنا ہے تو پھر صرف اور صرف کالا باغ بنے ' آپ ہی کے دور میں بنے ' انہی حکم رانوں کے دور میں بنے جنھوں نے الیکشن campaign میں بھی وعدے کیے ہیں اور پھر ہمارے موجودہ وزیر اعظم نے اس دفعہ بھی اپنے اس عہد و عزم کا اظہار کیا ہے ۔ پچھلی مرتبہ 1990-93ء میں بھی کیا تھا لیکن اس دفعہ پھر انھوں نے فرمایا ہے کہ اب یقیناً بنے گا اور اس کے لیے انھوں نے خاصا press کیا ہے لیکن ہمارے پنجاب کی بدقسمتی ' ہمیں یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا اور غالباً ہمارے پنجاب کے غریب کسان اور کاشت کار اس وقت سخت مایوس ہوئے جب یہ معلوم ہوا کہ سالانہ بجٹ میں' قومی اسمبلی کے بجٹ میں اس مد میں سرے سے ایک دھیلا پیسہ تک نہیں رکھا گیا ۔ جناب سپیکر! بار بار مطالبہ ہے اور اس حساب سے مطالبہ ہے کہ ہم منتخب نمائندے ہیں ' ہم عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں ' ہم عوام کی بات کریں گے ' ان کی بہتری ' فلاح و بہبود کی بات کریں گے اور ان کے مطالبات کو اس فلور آف دی ہاؤس پر کہنا ہمارا فرض بنتا ہے ۔ تو کالا باغ ڈیم یہ واحد پراجیکٹ ہے کہ جو بنے گا تو پاکستان میں ترقی اور خوش حالی آئے گی ۔ جناب سپیکر! آپ تقریباً سو گئے ہیں اس لیے آپ ذرا بیدار ہوں کیونکہ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں شکریے کے ساتھ کہ آپ کی بڑی مہربانی آپ نے مجھے وقت دیا اور خاص طور پر میری باتیں آپ نے بڑے حوصلے کے ساتھ ' بڑی برد باری کے ساتھ سنیں ' سمجھیں اور پھر concentrate کیا ۔ میں ذاتی طور پر جناب

سپیکر! آپ کا بے حد مشکور ہوں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! چھوٹے نواب زادہ صاحب نے آج کالا باغ ڈیم کے بارے میں بڑی فصاحت کے ساتھ باتیں کی ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ چار سال تک یہ برسراقتدار رہے اس وقت بے نظیر صاحبہ نے پشاور میں جس میٹنگ کی صدارت کی اس میں کالا باغ ڈیم کے خلاف قرار داد پاس ہوئی۔ سندھ میں بے نظیر بھٹو صاحبہ نے جو سب سے بڑا جلوس نکالا وہاں پہ بھی کالا باغ ڈیم کے خلاف انھوں نے قرار داد پاس کروائی۔ سندھ اسمبلی نے تین قرار دادیں کالا باغ ڈیم کے خلاف پاس کیں۔ سرحد اسمبلی نے جہاں شیر پاؤ ان کے سب سے بڑے champion تھے وہاں یہ کالا باغ ڈیم کے خلاف قرار داد پاس ہوئی تو یہ کس منہ سے ایسی بات کرتے ہیں؟ ہم تو جناب سپیکر! اپنے اتحادیوں کا consensus لے رہے ہیں۔ ہم تو انھیں اس بات پر قائل کر رہے ہیں۔

نواب زادہ منصور احمد خان: جناب والا! نکتۂ ذاتی وضاحت۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید۔ جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔ میں نے ان کی تقریر کے دوران مداخلت نہیں کی ------

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب! اس طرح نہیں آپ تشریف رکھیں کیونکہ ابھی وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید۔ جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ پارٹی جو پاکستان کی سیاست کے قومی دھارے میں نہیں تھی ان کو میاں نواز شریف اور مسلم لیگ نے قومی دھارے میں شامل کیا ہے۔ آج وہ پاکستان کے خلاف بات نہیں کرتے۔ ہم تو ان کو ساتھ لے کر، ان کا consensus لے کر اس ملک میں کالا باغ ڈیم شروع کریں گے اور میاں شہباز شریف صاحب نے یہ جرأت مندانہ بات کی تھی کہ کالا باغ ڈیم بنے گا کیونکہ 2005ء تک اس ملک میں غذائی بحران پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں لیکن ان سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ چار سال تک کیا کرتے رہے ہیں؟ چھوٹے نواب زادہ صاحب اور بڑے نواب زادہ صاحب کو اس وقت کشمیر کمیٹی کی چیئرمینی نے ہر چیز بھلا دی تھی، اس وقت ان کی قومی اہمیت نہیں جاگی؟ اس وقت ان کو غذائی بحران نظر نہیں آیا؟ اس وقت ان کو کھیت برباد ہوتے ہوئے نظر نہیں آئے؟ اس وقت ان کو صنعتی انڈسٹری کا پہیہ

جام ہوتا ہوا نظر نہیں آیا؟ آج ہی ان کو سب کچھ نظر آ رہا ہے ۔ یہ اس وقت سوئے ہوئے تھے ۔ چار سال تک انھوں نے قومی خزانہ لوٹا ۔ کوئی کشمیر کمیٹی کا چیئر مین بن گیا اور کوئی خارجہ امور کمیٹی کا چیئرمین بن گیا ۔ نواب زادہ صاحب یہاں پہ وزیر مال بن گئے اور پھر جو وزیر مال بنے اس کا حال آپ جانتے ہیں ۔ یہاں پٹواریوں کے قصے پیش ہوتے رہے کہ جناب ۳۵ ہزار روپے دے کر پٹوار خانے میں داخلہ ملتا ہے ۔ جناب سپیکر! بات صرف یہ ہے کہ جو یہ کہتے ہیں وہ کرتے نہیں اور جو یہ کرتے ہیں وہ کہتے نہیں ۔ جناب والا! یہ ظلم ہے ۔ انھوں نے جو کچھ اس ملک کے ساتھ کیا ہے شاید آئندہ آنے والی نسلیں ان کو معاف نہ کریں ۔ تو میں یہ چاہوں گا کہ ایسی باتیں یہ نہ کریں جو حقائق کے منافی ہوں۔

جناب سپیکر ٹھیک ہے ایس اے حمید صاحب اب کافی بات ہو چکی ہے ۔ جی وزیر آب پاشی صاحب!

جناب آصف علی ملک پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر: نہیں آپ رہنے دیں کیونکہ اگر آپ بات کریں گے تو پھر اس کے جواب میں نواب زادہ صاحب بھی بات کریں گے اور جو اصل کام بجٹ والا ہے وہ رہ جائے گا ۔

جناب آصف علی ملک: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے صرف سابقہ دور کے وزیر مالا مال سے یہ بات کروں گا کہ یہ جو انھوں نے آج نصیحت آموز کیسٹ لگائی ہے تین سال پہلے تک کہاں تھے؟

جناب سپیکر: اس کی ضرورت نہیں ہے ۔ کوئی بات نہیں ان کو کر لینے دیں اور پھر اس کا جواب بھی آ گیا ہے ۔ جی وزیر آب پاشی صاحب!

جناب سعید اکبر خان۔ جناب والا! میں نے ابھی اسی آب پاشی پہ بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی ٹھیک ہے آپ بسم اللہ کیجیے ۔

جناب سعید اکبر خان۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ایک نہایت اہم موضوع اس کٹوتی کی تحریک کے ذریعے سے اس ہاؤس میں زیر بحث ہے ۔ جناب والا! آب پاشی ایک ایسا محکمہ ہے جس کی وجہ سے اس ملک میں اجناس کا قحط نظر آتا ہے ۔ یہی وہ محکمہ ہے جو اس کو بہتر انداز میں support کر سکتا ہے اور اس کو بہتر کر سکتا ہے کیونکہ آب پاشی اور زراعت دونوں لازم ملزوم محکمے ہیں کہ اگر آب پاشی کا نظام بہتر ہوگا تو ہماری فصلیں اور زمینیں بہتر ہوں گی ' آباد ہوں گی ۔ اس ملک میں 75 فی صد سے زیادہ آبادی کا انحصار زراعت پہ ہے اور اگر ہم اس پانی کے نظام کو بہتر

کرلیں ، اس کی distribution کو ہم بہتر کرلیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں کوئی وجہ نہیں کہ ترقی نہ آ سکے ۔ جناب والا! اس موضوع پہ میرے بھائیوں نے کافی سیر حاصل بحث کی ہے ۔ سیم و تھور کا بھی ذکر آیا ، ڈرینج کا بھی ذکر ہوا ، نہروں کی improvement کا بھی ذکر ہوا ۔ میں ان باتوں کی repetition میں نہیں جانا چاہتا لیکن یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ نہری نظام اس کو ہم بہتر انداز سے چلائیں۔ کیونکہ دن بدن ہمارے غریب کاشت کار پر بوجھ بڑھتے جا رہے ہیں ۔ کبھی مہنگائی کا بوجھ ، کبھی taxes کا ، کبھی دوسرے اخراجات کا اور اب تو ہر بات پہ کاشت کار سے ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے جبکہ ادھر پانی کے نظام کے بارے میں کوئی آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ پہلے سے بہتر ہے۔ ہمیں اس کی بہتری کے لیے سوچنا ہو گا ۔ جناب والا! یہاں Greater Canal کی بھی بات ہوئی، یہاں چولستان کینال کی بھی بات ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انہار بھی بہت ضروری ہیں اور صحرائی علاقوں کے لیے ان کا بننا ضروری ہوگا۔ جناب والا ! جہاں نہری نظام نے ہماری زراعت میں بہتری کی ہے میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ وہاں اس کی ناقص منصوبہ بندی سے ہماری قیمتی زمینیں سیم کی نذر ہوئیں جس کی وجہ سے بڑے خود کفیل لوگ جن کا گزارہ کاشت کاری پر تھا آج وہ مزدوری کرنے پر مجبور ہیں ۔ جناب والا ! ہمیں ان تمام باتوں کو سوچنا ہوگا جب سردار رفیق حیدر لغاری صاحب یہ فرما رہے تھے کہ گریٹر تھل بنے اگر ہمیں کوئی بھی نہر بنانی ہے تو اس کو اس منصوبہ بندی سے بنانا چاہیے کہ اس کی جو requirements ہیں وہ پوری کریں ۔ اس نے جو رقبہ آباد کرنا ہے وہ آبادی کے لیے بنے نقصان کے لیے نہ بنے ۔ ہمارے پانچ اضلاع کے لیے تھل کینال بنائی گئی جس میں ضلع خوشاب ، ضلع میانوالی ، ضلع بھکر ، ضلع لیہ اور ضلع مظفر گڑھ تھے۔ اس کے کاشت کار اس کے پانی سے مستفید ہو رہے ہیں جس کی ڈیزائننگ 10 ہزار کیوسک کے لیے کی گئی تھی اور شروع میں کچھ عرصہ کے لیے اس میں 10 ہزار کیوسک پانی آیا لیکن اس کے بعد ہماری اور کاشت کاروں کی بدقسمتی سے اس میں سردیوں میں کبھی ساڑھے پانچ ہزار کیوسک سے زیادہ نہیں آیا اور گرمیوں میں کبھی بھی ساڑھے سات ہزار کیوسک سے زیادہ پانی نہیں آیا۔ اس وقت اس کے لیے 10 ہزار کیوسک کے لیے کمانڈ ایریا propose ہوا تھا وہ 16 لاکھ ایکڑ تھا لیکن اب 23 لاکھ ایکڑ اس کے زیر کمانڈ ہے ۔ جبکہ پانی کم ہوا ہے اور رقبہ بڑھا ہے حالانکہ عام غریب کاشت کار اس کا آبیانہ ادا کر رہا ہے چاہے اس کو پانی ملے یا نہ ملے ۔ اس کے لیے پچھلے دور میں کافی دوستوں نے کوشش کی اور اس کے لیے منصوبہ بندی ہوئی جس میں یہ طے پایا کہ دو حصے وفاقی حکومت دے گی وہ تقریباً دو ارب

کا منصوبہ تھا جس میں اس کی re-modelling ہونی تھی اور اس کو ضرورت کے مطابق جو رقبہ اس کے زیر کمانڈ ہے اس کے مطابق 11 ہزار کیوسک تک لے جانا تھا جس میں ایک حصہ حکومت پنجاب نے دینا تھا اور دو حصے وفاقی حکومت نے دینے تھے۔ اس کے لیے پیسے رکھ دیے گئے اس کے لیے کام بھی شروع ہو گیا، اس کے لیے اریگیشن کا ڈویژن بھی کھل گیا۔ اس پر کام شروع کرنے کے تمام لوازمات تقریباً پورے ہو گئے لیکن بدقسمتی سے اس بجٹ میں اس کے لیے پیسے نہیں رکھے گئے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ ان پانچ اضلاع کے کاشت کاروں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ میرے کافی دوست یہاں پر تشریف فرما ہیں جن کا ان اضلاع سے تعلق ہے اور وہ اس منصوبہ کی اہمیت کو بہتر انداز سے سمجھتے ہیں۔ جناب والا! میں قطعاً یہ بات تنقید کے لہجے سے نہیں کر رہا بلکہ میں اس لیے کر رہا ہوں کہ یہ ضروری منصوبہ تھا۔ یہ ضرورت کے تحت شروع ہوا تھا اور اس حکومت اور وزیر آب پاشی سے میری اپیل ہے کہ اس کو دوبارہ شروع کرایا جائے کیونکہ اس سے کافی کاشت کاروں کو فائدہ ہونا ہے۔ اس طرح اس ملک اور صوبے کے لیے زیادہ اناج پیدا ہو گا کھیتوں میں زیادہ ہریالی آئے گی اور جو ہماری فی ایکڑ اوسط پیداوار بڑھے گی وہ اس صوبے کے عوام کے لیے کام آئے گی اسی ملک کے عوام کے لیے کام آئے گی۔ جہاں ہم 40 ارب روپے کی گندم در آمد کر رہے ہیں شاید ایسے منصوبے شروع کر کے اس میں کوئی کمی لا سکیں اور بہتر کر سکیں۔

جناب والا! یہاں نہروں کی کھدائی کی بھی بات ہوئی نہروں میں پانی کی وارہ بندی کی بھی بات ہوئی۔ ہم سب کو مل کر یہ سوچنا ہو گا کہ اس نظام میں طاقت ور آدمی زور کے ذریعے سے اپنے حصے سے زیادہ پانی لیتا ہے اور کمزور آدمی کو حصہ نہیں ملتا۔ ہم سب نے مل کر اس کو بھی بہتر کرنا ہے اور اس کی بہتری ہونی چاہیے۔ یہ بات حقیقت ہے اور اس حقیقت سے نہ میں بچ سکتا ہوں اور نہ اس ہاؤس میں بیٹھے دوسرے دوست بچ سکتے ہیں کہ جو بھی طاقت ور ہوتا ہے یا اس کے پاس پیسے زیادہ ہوتے ہیں وہ عام غریب کاشت کار کو اسی پیسے کے بل بوتے پر یا ان افسران کو لالچ دے کر اپنے حصے سے زیادہ پانی لے لیتا ہے یہ ایک حقیقت ہے اور میرا کوئی دوست بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کرے گا۔ ہمیں یہ بھی سوچنا ہے کہ ہم عام اور چھوٹے کاشت کاروں کو ان کا حق کیسے دلا سکتے ہیں اور ہم ان کو اپنا حق دلائیں گے تا کہ جو رقبہ وہ کاشت کرتے ہیں اور وہ آبیانہ بھی دیتے ہیں لیکن ان کو پانی کا حق نہیں ملتا ان کے لیے ہمیں بڑی گہری نظر سے سوچنا ہو گا اور دیکھنا ہو گا۔ جناب والا! میں آخر میں یہی گزارش کروں گا کہ جب تک ہم مل کر اس نظام کو بہتر نہیں کر سکتے

اس وقت تک فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ نہیں کر سکتے کیونکہ اگر زمین موجود ہو اور پانی نہ ہو تو پھر کوئی بھی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا ۔ کاشت کاری کے لیے پانی ایک لازمی جزو ہے ' زمین کو سیراب کرنے کے لیے زمین میں زیادہ فصل اگانے کے لیے اور اپنی ضروریات پورا کرنے کے لیے ہمیں مل کر سوچنا ہوگا اور میں یہ بات دوبارہ کہوں گا کہ جس مینڈیٹ کے ساتھ یہ حکومت آئی ہے اب ان کو یہ باتیں سوچنا ہوں گی اور یہ رٹ لگانا چھوڑنی ہو گی کہ سابقہ حکومت نے یہ کیا سابقہ حکومت نے وہ کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید عوام نے اسی لیے آپ کو ووٹ دیا آپ اس کی بہتر منصوبہ بندی کریں اور اگر ایک غریب کاشت کار اور غریب آدمی کے لیے بہتر منصوبہ بندی کر کے اس کے حالات بہترنہیں کریں گے تو پھر عوام کسی کو بھی معاف نہیں کرے گی۔جناب سپیکر ! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ آپ نے وزیر آب پاشی کو فلور دے دیا تھا پھر آپ نے مجھ پر مہربانی کی اس کے لیے میں آپ کا مشکور ہوں ۔ شکریہ۔

ملک احمد علی اولکھ، جناب سپیکر ! میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں آپ بات نہیں کر سکتے ۔ کیا آپ نے oppose کیا تھا؟

ملک احمد علی اولکھ، نہیں

جناب سپیکر، تو پھر آپ بات نہیں کر سکتے ۔ تشریف رکھیں۔ جناب وزیر آب پاشی

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال) ، شکریہ جناب سپیکر! فاضل ممبران نے مطالبہ زر پر جو کٹوتی کی تحریک دی ہے اس کے ساتھ جو انصاف کیا ہے اس بارے میں تو میں بعد میں عرض کرتا ہوں۔میں مختصراً عرض کرنا ہوں کہ میں اس مطالبہ زر کی تفصیل جناب والا کی وساطت سے پورے ایوان میں پیش کرنا چاہتا کہ اس میں محکمہ انہار کے غیر ترقیاتی بجٹ میں مبلغ 4 ارب 87 کروڑ 59 لاکھ 91 ہزار کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے یہ ان کی کٹوتی کی تحریک تھی ۔جناب سپیکر ! اس میں میری صرف اتنی عرض ہے کہ غیر ترقیاتی بجٹ ' عملہ کی تنخواہوں ' نہری نظام ' حفاظتی پشتوں ' ٹیوب ویلوں ' ڈیمز ' ورکشاپوں اور محکمہ کی دیگر تنصیبات کی مرمت اور دیکھ بھال کے لیے جو فنڈز مانگے گئے ہیں اس کے لیے بڑی تنقید ہوئی ہے۔ جناب سپیکر ! میں مختصراً جو اعتراضات یہاں پر اٹھائے گئے ہیں ان کا جواب دوں گا ۔ سب سے پہلے تو جناب رفیق حیدر لغاری صاحب نے جو باتیں یہاں پر فرمائی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بڑی ہی مفید تقریر کی سوائے ایک بات کے کہ جناب والا!نے

جو کٹوتی پیش کی ہے وہ مطالبہ زر نمبر 9 کے متعلق ہے۔ میں بڑے ادب کے ساتھ عرض کروں گا جناب لغاری صاحب ہمارے بڑے پرانے ساتھی ہیں اور ہماری بڑی پرانی رفاقت ہے ۔ نہایت ادب کے ساتھ میں یہ گزارش پیش کروں گا کہ انہوں نے نے جو رقوم پڑھیں وہ مطالبہ زر نمبر 37 کے بارے میں تھیں۔ اگر اعتراض ہو تو میں رقم پڑھ کر سنا دیتا ہوں اور پھر جناب والا! جناب رفیق لغاری نے یہ بھی فرمایاکہ محکمہ آب پاشی میں رقوم اس مطالبہ زر میں کم کر دی گئی ہیں ۔ جناب والا اس میں 6.66 فی صد کا اضافہ ہے۔ میں جناب والا کو وہ رقوم بھی پڑھ کر سنا دیتا ہوں ۔ جناب والا!اس میں ترقیاتی بجٹ اور باقی چیزوں کے لیے5 ارب 16 لاکھ 10 ہزار روپے کی رقم مانگی گئی تھی جس میں سےہمیں محدود وسائل کی وجہ سے ہمارا جو مطالبہ زر اب منظور ہونا ہے وہ جناب والا! 4 ارب 87 کروڑ 59 لاکھ 91 ہزار روپے ہے ۔ اس میں جناب والا کوئی97.49 فی صد مطالبہ ہے جو اس وقت پاس ہونا ہے ۔ اس کے علاوہ جناب والا رواں مالی سال 96-1997 ، میں محکمہ کے لیے مبلغ 4 ارب 57 کروڑ 13 لاکھ 95 ہزار روپے تجویز کیے گئے تھے ان میں ٹوٹل اضافہ 6.66 جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے۔ معزز رکن فرما رہے تھے کہ یہ رقم کم کر دی گئی ہے ۔ اس میں جناب والا پورے نظام کی تفصیل میں آپ کو عرض کروں کہ پنجاب کا نہری نظام دنیا کا سب سے بڑا مربوط نہری نظام ہے ۔ اس میں 14 بڑے شیراج ہیں ' ہیڈ ورکس ہیں اور 23ہزار 300 میل چھوٹی بڑی نہریں ہیں ۔ جن میں سے 50 سے 55 ملین ایکڑ فٹ پانی پاس ہوتا ہے ۔ جناب والا ! یہ ایک طویل سفر کے بعد 59 ہزار 394 موگوں کے ذریعے کاشت کاروں تک پہنچتا ہے ۔ جس سے سالانہ تقریباً 2 کروڑ10لاکھ ایکڑ اراضی آب پاشی ہوتی ہے ۔ اس میں جناب سپیکر محکمہ 4 ہزار 8 سو میل لمبی سیم نالیوں اور 17 سو میل لمبے سیلاب سے بچاؤ کے لیے حفاظتی پشتوں کی مرمت اور دیکھ بھال بھی کرتا ہے ۔ اس لیے اس مطالبہ زر کی حمایت نہ کرنا میں سمجھتا ہوں کہ بڑی ہی نا انصافی ہوگی ۔ اس کے بعد جناب والا نے کہا ہے کہ سیلاب کی صورت حال سے نپٹنے کے لیےمحکمہ مال کچھ نہیں کرتا ۔ جناب سپیکر ! حفاظتی پشتوں اور آبادیوں کو دریا کے کٹاؤ سے بچانے کے لیےمحکمہ کو spurs تعمیر کرنے پڑتے ہیں جس پر کثیر رقم خرچ ہوتی ہے ۔ اس کے علاوہ جو زمین بھی کٹاؤ کی زد میں آتی ہے اس کا بچاؤ بھی محکمہ کی پہلی ذمہ داری ہے۔جناب والا ! آپ سمجھتے ہیں کہ Flood Fighting کتنا مشکل کام ہے اس کے لیے پتھر چاہییں اس کے لیے پوری skill چاہیے۔ ساری دیکھ بھال محکمے کے ذمہ ہے ۔ اس کے علاوہ جناب والا یہ بھی کہا گیا ہے وہ میرے خیال میں درست نہیں ہے کہ محکمہ کی ناقص حکمت عملی

کی وجہ سے صوبہ میں زراعت کو بہت نقصان پہنچا ہے ۔ جناب سپیکر ! اس سال خشک سالی ضرور رہی ہے جس کی وجہ سے دریاؤں میں پانی کم رہا اس کا تو جناب سپیکر میرے خیال میں کسی کے پاس کوئی حل نہیں لیکن جہاں تک محکمے کی کارکردگی کا تعلق ہے اس پر جس طرح سے فرمایا گیا ہے حالات ایسے نہیں ۔ مختلف نہروں پر سالانہ آب پاشی کی شرح جس کے متعلق لغاری صاحب نے فرمایا کہ 30 فی صد ہے ۔ ایسی صورت حال نہیں ہے وہ 60 فی صد سے 70 فی صد مقرر کی گئی ہے اور اب تو وہ بڑھ کر اوسطاً 120 فی صد تک جا پہنچی ہے ۔ ان معروضات کے ساتھ جناب والا میں یہ بھی عرض کروں گا کہ یہاں پر ٹیوب ویلوں کی بات کی گئی جس پر جناب نوابزادہ صاحب نے پہلی دفعہ بڑی سیر حاصل بحث کی ہے ۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ چلیں انہیں احساس تو ہوا چاہے لیٹ ہی ہوا اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس صوبے کے لیے کچھ ہونا چاہیے ۔

جناب سپیکر ! سکارپ ٹیوب ویل کے متعلق جو کچھ فرمایا گیا ہے میں یہ وضاحت کروں گا کہ ٹیوب ویل کی کارکردگی پندرہ سے بیس سال تک ہوتی ہے جو کہ گزر چکی ہے ۔ پھر بھی حکومت اس میں بتدریج مرحلہ وار ، پہلے جب ہماری حکومت تھی تو ایک پروگرام بنایا تھا کہ سکارپ سفید ہاتھی کی صورت اختیار کر گیا ہے ۔ ٹیوب ویل بہت پرانے ہو چکے ہیں اپنی عمر گزار چکے ہیں ۔ ان کے اوپر مرمت کا خرچ بہت زیادہ ہوتا ہے اس لیے ہم نے یہ پروگرام بنایا تھا کہ کسان کو سبسڈی دے کر مشکلات سے نکالا جائے تاکہ اگر وہ آبیانہ بھی دے اور ٹیوب ویل بھی نہ چلے لہذا ڈبل بوجھ اس کے اوپر نہ پڑے ۔ اس پر جناب والا ہمارے دور میں بڑا کام ہوا ۔ اس میں بجلی کی لائنیں بھی بچھیں اور زمین داروں نے بہت سے ٹیوب ویل لگا بھی لیے ۔ اس سے حکومت آہستہ آہستہ مرحلہ وار نکل رہی ہے اور اس سلسلے میں phase wise یہ پروگرام بنا ہوا ہے کہ پہلے فلاں سکارپ کو لے لیا جائے اور بعد میں فلاں کو لے لیا جائے ۔ اس طرح سے بہت سا بوجھ محکمہ آب پاشی سے کم ہو جائے گا ۔ جناب سپیکر ! یہاں پر بات کی گئی ہے کہ آبیانہ کی چھوٹ نہیں دی جاتی ۔ جناب والا! جہاں پر سکارپ ٹیوب ویل ختم کئے گئے ہیں وہاں پر مرحلہ وار چیف انجینئر نوٹیفکیشن جاری کر رہے ہیں ۔ جہاں سے سکارپ ٹیوب ویل بند کر دیے گئے ہیں وہاں سے ڈبل آبیانہ ختم کر دیا جائے ۔ اس کے بعد جناب والا سیم نالوں کی صفائی کی بات ہوئی ہے کہ وہ نہیں ہو رہی ۔ جناب سپیکر یہ بات بھی نہیں ہے سیم نالوں کی صفائی مالی وسائل میں رہتے ہوئے ہم کر رہے ہیں ۔ اور حکومت نے national drainage پروگرام پر بھی عمل درآمد شروع کر دیا ہے tile drainage کا ایک نیا نظام بھی شروع کیا گیا ہے اس کے

اوپر بھی عمل درآمد شروع ہو گیا ہے ۔ اس کے بعد کہا گیا ہے کہ راجباہوں کی دیکھ بھال نہیں ہوتی ۔ جناب والا چھوٹی موٹی کوتاہی تو مانی جا سکتی ہے لیکن اس قسم کی صورت حال جس کا اظہار میرے فاضل دوستوں نے کیا ہے وہ درست نہیں ہے ۔ جناب والا ! ہمیں جتنا بھی عرصہ ہوا ہے جناب والا کو بھی احساس ہے ہمیں بھی احساس ہے کہ اتنے عرصے میں کیا ہو سکتا تھا ۔

جناب سپیکر ! یہاں پر محکمہ نہر کی کرپشن کے بارے میں بھی بات ہوئی ۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کروں گا کہ جب سے ہماری حکومت آئی ہے محکمہ نہر کا کوئی بھی منصوبہ محکمہ NESPAK کی چیکنگ کے بغیر بل ادا نہیں کیا گیا ۔ اس کے بغیر ایک بھی بل ہماری حکومت نے محکمہ نہر کو ادا نہیں کیا ۔ اس سلسلے میں ، میں ہاؤس کے فلور پر commitment کے ساتھ یہ بات کر رہا ہوں ۔ ایسی بات ان شاء اللہ ہماری حکومت میں نہیں ہوگی ۔ جو نوابزادہ کے دور میں ہوتا رہا ہے وہ ان شاء اللہ دھرایا نہیں جائے گا ۔ اس لیے میری بڑی مودبانہ اپیل ہے (نعرہ ہائے تحسین) بڑے ہی ادب کے ساتھ مودبانہ اپیل ہے کہ اس مطالبہ زر پر کٹوتی کو مسترد کیا جائے اور مطالبہ زر کو منظور کیا جائے بہت بہت شکریہ ۔

جناب سپیکر ، وزیر قانون صاحب ایک دن ہاؤس میں بات کی تھی اور سعید اکبر صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات پوچھی تھی کہ پولیس کی جو بھرتی ہو رہی ہے اس سلسلے میں چھاتی اور عمر کی relaxation کے بارے میں وزیر قانون صاحب نے بات کی تھی اس سلسلے میں ابھی تک کوئی واضح پالیسی آئی ہے ؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور ، جناب سپیکر ! میں نے یہ گزارش کی تھی کہ چھاتی اور قد کے سلسلے میں کوئی relaxation نہیں دی جا رہی ۔ لیکن جہاں تک عمر کا تعلق ہے اس سلسلے میں یہ مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے ۔ جیسے ہی جو فیصلہ ہو گا جناب کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا ۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے ۔

میاں عمران مسعود ، جناب والا اگر دو منٹ مجھے عنایت فرما دیے جائیں ۔

جناب سپیکر ، کس سلسلے میں ؟

میاں عمران مسعود ، جناب والا میں اس کے حق میں دو منٹ بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر ، کس کے حق میں ؟

میاں عمران مسعود ، جناب والا اس ڈیمانڈ کے حق میں ۔
جناب سپیکر ، نہیں نہیں ۔ وزیر آب پاشی نے جواب دے دیا ہے آپ نہیں بول سکتے ۔
میاں عمران مسعود ، جناب والا میں کوئی مخالفت نہیں کر رہا ۔ میں اس ڈیمانڈ کے حق میں بات کرنا چاہتا ہوں ۔
جناب سپیکر ، نہیں آپ بات نہیں کر سکتے ۔ اس کا جواب صرف متعلقہ وزیر نے دینا ہوتا ہے ۔ میاں عمران صاحب تشریف رکھیں ۔ آپ اس پر بات کر نہیں سکتے ۔
جناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے ،

کہ 4 ارب 87 کروڑ 59 لاکھ 91 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 9 آب پاشی و بحالی اراضی کو کم کرکے ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے ،

"کہ ایک رقم جو 4 ارب 87 کروڑ 59 لاکھ 91 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے ۔ جو 30 جون 1998 ، کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، ایکر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آب پاشی وبحالی اراضی برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ نمبر 10

جناب سپیکر ، اب مطالبہ زر نمبر 10 ہے وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 10 پیش کریں گے ۔
وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، شکریہ جناب سپیکر ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ،

"کہ ایک رقم جو 4 ارب 14 کروڑ 31 لاکھ 87 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998، کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997، کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد انتظام عمومی برداشت کرنے پڑیں گے"۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے ،

"کہ ایک رقم جو 4 ارب 14 کروڑ 31 لاکھ 87 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو ' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1997-98ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد انتظام عمومی برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس ، اپوز ۔

جناب سپیکر، منیس صاحب اپوز کرتے ہیں۔ کٹ موشن پر پہلے منیس صاحب بولیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس ، میں تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی ہاں پیش کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ 4 ارب 14 کروڑ 31 لاکھ 87 ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 10 انتظام عمومی کو کم کرکے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے ،

"کہ 4 ارب 14 کروڑ 31 لاکھ 87 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 10 انتظام عمومی کو کم کرکے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

وزیر خزانہ ، اپوز ۔

جناب سپیکر، وزیر خزانہ اسے اپوز کرتے ہیں۔ تو منیس صاحب اس پر آپ بولیں گے ؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی ۔

جناب سپیکر، فرمائیے۔

جناب سعید احمد خان منیس ، شکریہ جناب سپیکر ۔ یہ جنرل ایڈمنسٹریشن کا ایک اہم محکمہ ہے کہ جو

صرف بیوروکریسی سے تعلق نہیں رکھتا۔ اس میں وزرائے کرام ، مشیران کرام ، پارلیمانی سیکرٹری صاحبان اور سیاسی عہدوں پر فائز لوگوں کے اخراجات بھی اس مد میں شامل کیے جاتے ہیں۔ جناب والا حکومت نے اقتدار میں آتے ہی غیر ترقیاتی اخراجات میں کمی کرنے کا اعلان کیا تھا۔ پنجاب میں بجٹ پیش کرتے وقت بھی اس بات کو دہرایا گیا۔ جناب والا درست ہے بظاہر اس بجٹ میں اس پر کچھ عمل بھی کیا گیا لیکن ایک اہم معاشی اصول ہے کہ حکومت کے لیے کٹوتی کرنا ہے تو بہت آسان لیکن اس میں دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ کیا اس کٹوتی سے عام آدمی کی تکالیف میں اضافہ ہو رہا ہے یا کمی ہو رہی ہے۔ ویسے تو اگر اس میں کمی کرنی ہو تو education department میں سکولوں کو بند کر کے اخراجات کم کیے جاسکتے ہیں ، ہسپتالوں کو تالے لگا کر بھی اخراجات کم کیے جاسکتے ہیں۔ جناب والا محکمہ پولیس کو wind up کرکے عملاً صوبے کو چوروں اور ڈکیتوں کے حوالے بھی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن جناب والا اس میں جنرل ایڈمنسٹریشن کے اخراجات میں کمی کرنے کا حکومت نے جو دعویٰ کیا ہے اس مد میں واقعی سال رواں کے مقابلے میں آئندہ مالی سال میں کوئی 93 کروڑ روپیہ کم کیا گیا ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس کو کس طرح کم کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر صرف داد وصول کرنے کے لیے یہ اخراجات کم کر دیئے گئے ہیں۔ نہایت ہی اہم محکمے جو بظاہر ان موٹی کتابوں میں جن کی گرانٹس nil کی گئی ہیں ، میں سمجھتا ہوں کہ ان محکموں کو wind up کر دیا گیا ہے اس کی وجہ سے ہی یہ اخراجات کم ظاہر کیے گئے ہیں۔ اور یہ دو ڈیپارٹمنٹس زکوٰۃ و عشر اور بیت المال کے ہیں ، غریب عوام ان محکمہ جات سے کس قدر فائدہ حاصل کرتے تھے ۔ ان محکمہ جات کو abolish کرکے ختم کر دیا گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حکومت نے اپنی بجٹ تقریر میں یہ بھی کہا کہ food stamp کے سلسلے میں مستحقین کے کوائف جمع کرنے کے لیے یہ ڈیپارٹمنٹس کام کرتے رہیں گے۔ جناب والا یہ کاتی تضاد ہے ایک طرف تو ان departments کو عملاً ختم کرنے کے لیے گرانٹس نہیں رکھی گئیں۔ اور پھر یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ مستحقین کی فہرستیں بھی یہی ڈیپارٹمنٹ بناتا رہے گا۔ جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ یہ 93 کروڑ روپے محض دکھاوے کے لیے اور non development expenditure کو کم show کرنے کے لیے کم کیے گئے ہیں عملاً یہ صوبے کے عوام کے لیے ٹھیک نہیں کیا گیا۔ جناب والا یہ دونوں محکمے ہمارے اسلامی تشخص کی نمایاں علامت بھی تھے اور آپ کو یاد ہوگا کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت کے برسر اقتدار آتے ہی انھوں نے یہ اعلان بھی کیا تھا کہ خلافت راشدہ کا احیاء ہونے والا ہے۔ جناب سپیکر سب سے پہلے تو یہ بتایا جائے کہ خلافت راشدہ کا

یہ کون سا ایڈیشن ہے جس کی ابتداء میں ہی عشر و زکواۃ اور بیت المال کے محکمے ختم کر دیئے گئے ہیں جبکہ خلافت راشدہ تو کھڑی ہی زکواۃ کی بنیاد پر ہے۔ میں آپ کو یہ عرض کروں کہ اسلامی تاریخ میں پہلے خلیفہ راشد نے زکواۃ نہ دینے والوں سے iron hand سے نمٹنے کا اعلان کیا تھا۔ میں عرض کروں گا کہ اس پر صاحبزادہ فضل کریم صاحب بھی تفصیلی روشنی ڈال سکتے ہیں، میرے معزز رکن مولانا غیاث الدین بھی اس پر روشنی ڈال سکتے ہیں اور مولانا منظور احمد چنیوٹی بھی اس پر روشنی ڈال سکتے ہیں کہ کیا صرف general administration کی مد میں کمی کرتے ہوئے کٹوتی کا کلہاڑا اسلامی تشخص پر چلا دیا گیا۔ لیکن باقی تمام مدوں میں شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ کے لیے ان کی رقوم بڑھا دی گئیں۔

جناب سپیکر! چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے اخراجات رواں مالی سال کے مقابلے میں آئندہ سال کے لیے بڑھا دیے گئے ہیں۔ چیف منسٹر کی discretionary grant میں کوئی کمی نہیں کی گئی ہے۔ جناب سپیکر! جس وقت یہ حکومت معرض وجود میں آئی تو حکومت نے یہ اعلان کیا تھا جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ وہ اس expenditure کو کم کرے گی لیکن چیف منسٹر سیکرٹریٹ کا عملہ، جو اس وقت اخباروں کی کافی زینت بنا اور بیانات دیے گئے کہ عملہ کم کر دیا گیا ہے۔ صرف ایک ڈپٹی سیکرٹری بٹھایا گیا ہے باقی چھوٹا عملہ وہاں سے ہٹا دیا گیا ہے لیکن میں آپ کی وساطت سے ایوان کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ وہ عملہ بڑھا دیا گیا ہے تو ایسے بیانات دینے کا کیا فائدہ؟ کہ اقتدار میں آتے ہی تو کہا جاتے کہ ان تمام مدات میں فضول خرچی ختم کی جائے گی لیکن اس کے بعد آہستہ آہستہ عملہ بھی بڑھ گیا، گاڑیاں بھی بڑھ گئیں، پٹرول کی مد میں بھی پیسہ بڑھ گیا تو جناب سپیکر! اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ظاہری طور پہ بجٹ کو کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ کے لیے ان مدات میں پیسوں کو پہلے سے زیادہ بڑھا دیا ہے اور پھر جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ یہی حکومت سابقہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ پہ متعدد بار اور اکثر تنقید کرتی رہی ہے کہ ان کے اخراجات زیادہ ہیں خود ان کے اخراجات رواں مالی سال سے بھی بڑھ گئے ہیں اور پھر آپ جب ان موٹی کتابوں کو اٹھائیں گے اور جناب سپیکر! آپ دیکھیں گے کہ وزراء کا بجٹ ایک بہت ہی دلچسپ مطالعہ ہے۔ وزراء کی تعداد بظاہر کم کر دی گئی ہے لیکن پھر بھی 29 وزراء کی گنجائش رکھی گئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ کم کرنے کے باوجود 29 وزراء جو کہ ماشاء اللہ treasury benches سے ہی ہوں گے خاص طور پہ وہ لوگ جنہوں نے کسان پر کلہاڑا چلا کر زرعی ٹیکس کا نفاذ کرایا ہے ان کو ہی نوازا جائے گا اور میری اطلاع بھی یہ ہے کہ جناب قائد ایوان نے کافی ایسے ممبران کو یہ کہا تھا کہ ان کو وزیر اور

مشیر ے لیا جائے گا کہ وہ اس بجٹ کو کامیاب کریں اور اس ٹیکس کے نفاذ کرنے میں ان کی مدد کریں۔

جناب سپیکر! وزیرصحت کی اطلاع کے لیے ہم ان اقدامات کو well come بھی کرتے ہیں کہ انہوں نے وزراء کی تعداد کم کر دی ہے لیکن ان کے اخراجات بڑھ گئے ہیں۔ ان کا بجٹ 8 کروڑ 74 لاکھ 34 ہزار سے بڑھ کر 10 کروڑ 66 لاکھ 45 ہزار ہو گیا ہے۔ تو جناب والا! مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ وزراء کی تعداد تو کم ہو گئی ہے لیکن ان کے اخراجات بڑھا دیے گئے ہیں اور پھر تضاد یہ دیکھیں کہ ان موٹی کتابوں میں پارلیمنٹری سیکرٹریز کی تعداد تین رکھی گئی ہے لیکن ان کے اخراجات' پٹرول اور maintenance of cost کی مد میں کوئی 23 پارلیمنٹری سیکرٹریز کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ جناب سپیکر! یہ دیکھیں کہ اتنا زیادہ تضاد جس کا میں اپنی بجٹ تقریر میں بھی عرض کر چکا ہوں اور جس کا کوئی جواب نہیں آیا۔ جناب سپیکر! ہر چیز تو misprint نہیں ہو سکتی۔ جیسے وزیرصحت فرما رہے ہیں ہر مد میں تو misprint نہیں ہو سکتی اور ہر مد میں کمپیوٹر بھی error نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر! اس بجٹ کی اس موٹی کتاب کے صفحہ 182،183،184 پہ دیے گئے محکموں کے بجٹ کی تفصیل کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام محکموں کی مدات میں غیر ترقیاتی اخراجات میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ جناب والا! جنرل ایڈمنسٹریشن کا محکمہ ایک سفید ہاتھی کی طرح صوبے کے وسائل کو ہڑپ کر رہا ہے بظاہر اس کے functions انتظامات کرنا' صوبے کے اہم انتظامی معاملات کو نپٹانا لیکن جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ بیوروکریسی پر کتنا ظلم کیا جا رہا ہے۔ صرف سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے افسران کو موقع پر ہتھکڑیاں لگائی جا رہی ہیں۔ جناب سپیکر! جب ایسے حالات پیدا ہوں گے تو بیوروکریسی کس طرح جذبے کے ساتھ صحیح کام کرے گی؟ کس طرح شوق سے کام کرے گی؟وہ تو یہی دیکھتے رہیں گے کہ معلوم نہیں اب scapegoat کون بنتا ہے؟

جناب والا! میں آپ کی اطلاع کے لیے یہ عرض کروں گا کہ صوبے کی ایڈمنسٹریشن کا اسی لیے برا حال ہے کہ سیاسی مداخلت بدستور جاری ہے۔ ڈائریکٹوز issue ہو رہے ہیں' ٹیلی فون پہ ڈائریکٹوز issue ہو رہے ہیں اور ایڈمنسٹریشن عملاً مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔ جناب سپیکر! بیوروکریسی میں کام کرنے کا جذبہ رہا ہی نہیں اور اس وجہ کی حکومت کے یہ کارنامے ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وقت زیادہ ہونے کے باعث میرے معزز وزراء کرام کافی تنگ بیٹھے ہیں اور معزز اراکین اسمبلی تھکے بیٹھے ہیں لیکن یہ ایسا محکمہ ہے (قطع کلامیاں) جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہوگا کہ

محرم الحرام کے اس مہینے میں حکومت کی بے بسی اور اپنی ہی انتظامیہ پہ عدم اعتماد کرتے ہوئے صوبے کے ہر ضلع میں مسلح افواج کو بلایا گیا۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک جیتی جاگتی مثال ہے کہ

وزیر خزانہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی۔

وزیر خزانہ۔ نو بج چکے ہیں۔ ٹائم extend کر دیں۔

جناب سپیکر۔ ٹائم 10 منٹ کے لیے extend کیا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ۔ 5 منٹ منسٹر صاحب بھی لے لیں گے۔

جناب سپیکر۔ تو 15 منٹ کے لیے ٹائم extend کیا جاتا ہے۔ جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس۔ جناب سپیکر! آپ نے اخبارات میں دیکھا ہوگا کہ ایک دوسرا مسئلہ جو کہ اپنی ہی انتظامیہ پر عدم اعتماد کی صورت حال ہے میں اس کے حوالے سے بول رہا ہوں کہ جہاں محرم میں مسلح افواج کو تعینات کیا گیا وہاں آپ نے دیکھا ہوگا کہ پی آر ٹی سی کا جو محکمہ ختم کیا گیا ہے وہاں بھی اپنی انتظامیہ پر عدم اعتماد کرتے ہوئے وہاں رینجرز طلب کر لیے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ دیکھیں کہ پی۔ آر۔ ٹی۔ سی جس کو ختم کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ واقعی یہ ایک اچھا کام ہے۔ لیکن وہ ملازمین جن کو آپ نے وہاں سے dislocate کرنا ہے۔ وہ بیچارے مارے مارے پھر رہے ہیں۔ ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ کیا آپ ان کو کسی surplus pool میں ڈال رہے ہیں یا کسی دوسرے ڈیپارٹمنٹ میں مدغم کر رہے ہیں اور جناب میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت اس میں دلچسپی لے اور ان سے براہ راست گفت و شنید بھی کرے اور ان کے معاملات کو صحیح طریقے سے tackle کرے۔ گولڈن ہینڈ شیک کے اصول غالباً پہلے 1993ء میں بھی اپنائے گئے تھے۔ اگر وہی اپنائے جائیں تو یہی لوگ آپ کو assets hand over کر دیں گے اور میرا خیال نہیں کہ وہاں رینجرز کی ضرورت ہوگی۔ تو جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ استدعا بھی کروں گا کہ پی آر ٹی سی کے ملازمین کی طرف بھرپور توجہ دیں۔ اور بجائے ایک محاذ آرائی کے احسن طریقے سے اس معاملے کو نمٹا دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو عرض کر رہا تھا کہ بیوروکریسی کافی مایوس ہو چکی ہے اور حکومت کے ان اقدامات کی وجہ سے favouritism کی وجہ سے ' کہ جو ان کے من پسند favourites ہیں۔ ان

کو اچھی آسامیوں پر تعینات کرنا اور جو کسی وجہ سے ان کی آنکھ کو نہیں بھاتے۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔ پیر بنیامین شاہ صاحب۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی، جناب سپیکر! میں نے بڑا صبر کیا اور میں نے کوشش کی کہ صبر سے ہی وقت گزر جائے۔ لیکن میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ محترم منیس صاحب نے اپنی تقریر لکھنے کے لیے جو بندہ رکھا ہے' یا اس کی تنخواہ بڑھائیں یا اس کو فارغ کر دیں۔ اس لیے کہ انھوں نے بار بار بات بیوروکریسی کی کی ہے۔ میں ایمان داری سے یہ سمجھتا ہوں کہ پچھلے پچاس سال میں بیوروکریسی میں رشوت کرپشن اور بدعنوانی کا رواج جو انھوں نے دیا ہے اس سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی۔ جس طرح جائیداد کے سلیے پرایرٹی سینٹر کھلے ہیں اسی طرح یہاں ڈپٹی کمشنر اور ایس۔پی نے سینٹر کھولے ہوئے تھے۔ وہاں پر پیسے لیتے تھے اور ڈی سی بھی پیسے دے کر لگتے رہے۔ اسی طرح ایس۔پی بھی پیسے دے کر لگتے رہے' ڈی ایس پی بھی پیسے دے کر' اور Food میں پیسے دے کر posting لیتے رہے۔ آج یہ کس منہ سے کہتے ہیں۔ ہم کرپٹ بیوروکریسی کے خلاف ہیں۔ہم اس بیوروکریسی کے خلاف ہیں جنھوں نے اس ملک کو لوٹا ہے۔ جو دیانت دار اور شریف افسران کی سرپرستی کریں گے اور ان کے ساتھ ہیں اور ان کو posting بھی ملے گی۔ انھوں نے تو ہزاروں تک سے پیسے لیے پھر بات کرتے ہیں کہ فلاں ہو گیا۔ انھوں نے کابینہ کے سلیے اتنا پیسہ رکھا ہے۔ ان کو وہ وقت یاد نہیں جب منظور وٹو کی کابینہ میں 70 وزیر تھے۔ یہ خود پچھلی دفعہ الیکشن ہار گئے تھے۔ اس کے باوجود یہ C.M.I.T کے چیئرمین کیوں رہے۔ مجھے بتائیں کہ یہ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم کے چیئرمین کس رول کے تحت بنے رہے۔ جبکہ وہ ایک سرکاری آفیسر کی سیٹ ہے۔ وہاں کسی سیکرٹری کو لگنا چاہیے تھا۔ وہاں کسی بیوروکریٹ کو لگنا چاہیے تھا۔ یہ سیاسی طور پر وہاں accommodate ہوئے اور یہ وہاں سے تنخواہ لیتے رہے۔ یہ کس منہ سے بات کرتے ہیں۔ اس لیے براہ کرم جس سے اپنی تقریر لکھوائی ہے اس کو بدلیں یا اس کی تنخواہ بڑھائیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی ۔

سردار رفیق حیدر لغاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب سپیکر! آپ سے صرف ایک گزارش کرنی ہے کہ آج آپ دیکھیں کہ بمشکل ہماری تین cut motions بھی پوری نہیں ہو سکیں۔

جناب سپیکر، یہ تو آپ پر depend کرتا ہے۔ آپ مختصر تقریر کریں گے تو آپ زیادہ cut motions پر بول سکتے ہیں ۔یہ تو آپ کو خود پلاننگ کرنی پڑے گی کہ آپ نے کتنا ٹائم cut motion پر لینا ہے۔ تاکہ آپ زیادہ سے زیادہ بول سکیں۔ اگر آپ آدھا گھنٹہ ایک ہی cut motion پر بولیں گے تو اسی طرح ہو گا۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ یہاں پوائنٹ آف آرڈر پر پوری تقریریں ہو رہی ہیں۔ جناب سپیکر! میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر پر مختصر بات ہو۔ یہاں تو آپ تقریریں allow کر رہے ہیں۔ اور انھی تقریروں کی وجہ سے کل پھر وہی حالت ہونی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں۔ تین منٹ اور آپ کے ہو گئے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، کل آپ نے ایک بجے پھر قتل عام شروع کر دینا ہے اور ہم اپنی بات بھی پوری نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر، اس لیے میں نے کہا ہے کہ منیس صاحب کو بولنے دیں۔ جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! بڑے افسوس سے مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ جس منصب پر آپ بیٹھے ہیں' وہ ایک غیرجانب دار منصب ہے۔ صرف میں نے نہیں خود بات کرنے والے بھی اس کا احساس کرتے ہوں گے کہ جناب سپیکر واقعی آپ ان لوگوں کو زیادہ وقت دیتے ہیں۔ جن کی باتیں شاید آپ کو زیادہ پسند آتی ہیں۔ میرے معزز بھائی جنھوں نے مجھ پر تنقید کی ہے۔ کیا وہ یہ نہیں بتائیں گے کہ اب جو لوگ الیکشن ہی نہیں لڑے وہ ایڈوائزر کیسے بن گئے ہیں؟ ۔ ان کی اطلاع کے لیے میں عرض کروں کہ چیئرمین C.M.I.T میں تو کبھی نہیں تھا۔ یہ ان کو کس نے کہہ دیا کہ میں چیئرمین C.M.I.T تھا۔ وہ تو ایک بیوروکریٹ ہوتا تھا' اس وقت تھا اور اب بھی بیوروکریٹ ہے۔ ان کی اطلاع کے لیے۔۔۔۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ اس بحث میں نہ ہی پڑا جائے تو بہتر ہے۔ آپ cut motion کی طرف آئیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! کیوں نہ اس بحث میں پڑا جائے۔ جب آپ ان کو بات کرنے کا موقع دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، کیونکہ پھر کئی باتیں کھلیں گی۔پھر بات سے بات نکلے گی۔اچھا ہے کہ آپ اپنے آپ کو اسی cut motion کے اوپر رکھیں تو بہتر ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے تو اپنے آپ کو اسی cut motion تک رکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، ان کی اطلاع کے لیے کہ جنرل ایڈمنسٹریشن پہ اور کیا بات کی جائے' کیا بیوروکریسی کے بارے میں نہ کی جائے۔ کیا وزراء کے بارے میں نہ کی جائے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ ضرور کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، تو یہ مد ہی انہی لوگوں کے لیے ہے۔ ان کو تو اتنا علم نہیں۔ دوسری دفعہ اس اسمبلی میں آئے ہیں۔ لیکن اتنا پتہ نہیں کہ جنرل ایڈمنسٹریشن کس کو deal کرتی ہے۔ جناب سپیکر! میں اپنی اس بات کو wind up کرتا ہوں اور میں عرض کرتا ہوں کہ This is just a cosmetic Government. یہاں بجٹ میں شعبدہ بازی جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے وہ کی گئی ہے اور یہاں کوئی firm commitment نہیں ہے۔ "بیان کوئی عمل کوئی" اور پھر میرے یہ معزز اراکین اسمبلی جو کہ بےچارے بےزبان ہیں' بات نہیں کر سکتے۔ تنقید اس لیے کرتے ہیں کہ میں نے اب ان کو بتا ہی دیا ہے کہ بجٹ میں 29 وزراء کی گنجائش ہے۔ جناب والا! ابھی تو نو دس ہیں' باقی انیس ابھی لینے ہیں۔ تو واقعی بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے۔ تنقید کریں گے' پوائنٹ آف آرڈرز raise ہوں گے۔ جناب سپیکر ان کو یہ بھی سمجھتے ہوئے اجازت دیں گے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ تو جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ اس پالیسی کو رد کیا جائے اور یہ رقم ایک روپے تک محدود کر دی جائے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، شکریہ منیس صاحب۔ اور تو اس کے اوپر نہیں بولنا۔ جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)، شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر! جناب سعید منہیس صاحب نے کٹوتی کی تحریک پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے جن فگرز کو quote کیا ہے میں اس سے اختلاف کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک لفظ وہ بار بار دہرا رہے تھے، "بجٹ کی موٹی موٹی کتابیں۔" جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ موٹی کتابیں تھوڑا سا وقت مانگتی ہیں، تھوڑی سی محنت مانگتی ہیں۔ اگر ان کو پڑھا جائے تو ان میں سے بہت کچھ نکل سکتا ہے۔ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ میرے بھائی نے ان کتابوں کو پڑھا ہی نہیں۔ اور اسی لیے وہ بار بار موٹی کتابوں کا گلا کر رہے تھے۔ اگر انھوں نے ان کتابوں کو پڑھا ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ کبھی بھی یہ نہ کہتے کہ ہم نے عشر، زکوۃ اور بیت المال کا محکمہ ختم کر دیا ہے۔ جناب سپیکر! میں ان سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ ذرا غور سے انھی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں تو گزشتہ سال 1996-97ء میں زکوۃ، عشر، بیت المال کے لیے 36 لاکھ 63 ہزار روپیہ رکھا گیا تھا جب کہ موجودہ مالی سال 1997-98ء میں 40 لاکھ 46 ہزار روپیہ انھی موٹی کتابوں میں موجود ہے۔ وہ صرف طالب اس بات کا ہے کہ اس کو پڑھا جائے۔ جناب سپیکر! میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ انھوں نے یہ فرمایا کہ انھیں یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ حکومت نے غیرترقیاتی اخراجات کو کم کیسے کیا ہے۔ جناب سپیکر! میں بعد میں اس تفصیل میں جاؤں گا۔ لیکن انھوں نے یہاں نشان دہی کی کہ ہسپتالوں کو بند کر کے، سکولوں کو بند کر کے غیرترقیاتی اخراجات کو ختم کیا گیا ہے۔ میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے خالصتاً حکومت کی economy drive کے پیش نظر صرف ان اخراجات کو کم کیا ہے جو ماضی کے حکم ران اپنی عیاشیوں کے لیے استعمال کرتے تھے۔ جناب سپیکر! وہ تفصیل میں بعد میں پیش کروں گا۔ لیکن جو محکمے ضروری تھے ان میں ہم نے قطعی طور پر کٹوتی نہیں کی۔ میں محکمے کے حوالے سے بتانا چاہتا ہوں کہ کل رقم جو 1996-97ء میں اس محکمے کے لیے رکھی گئی تھی وہ 5 ارب 88 کروڑ 68 ہزار روپے تھی۔ موجودہ سال میں اس کے لیے 4 ارب 14 کروڑ 21 لاکھ 87 ہزار روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ یہ بات وہ بھی تسلیم کرتے ہیں اور یہ بات الفاظ کی ہیرا پھیری نہیں۔ جس طرح انھوں نے بجٹ تقریر میں یہ فرمایا تھا کہ jugglery of words ہے، یہ jugglery of words نہیں ہے، بلکہ یہ ایک کھلی حقیقت ہے جس کو خود انھوں نے تسلیم کیا ہے۔ جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ میں گزشتہ سال ایک کروڑ 38 لاکھ 19 ہزار روپے رکھے گئے تھے۔ موجودہ مالی سال میں ہم نے غیرترقیاتی اخراجات کو کم کر کے ایک کروڑ 20 لاکھ 69 ہزار ایک سو روپیہ رکھا ہے۔ یہاں ہم نے کٹ لگایا ہے۔ اسی طرح تحفظ ماحولیات کے لیے گزشتہ سال 32 لاکھ 55 ہزار 9 سو روپے رکھے گئے تھے۔

موجودہ مالی سال میں 28 لاکھ 57 ہزار روپے ہم نے رکھے ہیں۔ جناب سپیکر! اسی طرح بورڈ آف ریونیو میں گزشتہ سال 67 کروڑ 23 لاکھ 38 ہزار روپے رکھے گئے تھے۔ موجودہ سال ہم نے58 کروڑ 54 لاکھ 43 ہزار روپے رکھے ہیں۔ جناب سپیکر! صحت کے لیے انھوں نے کہا کہ ہم نے ہسپتال بند کیے ہیں۔ اس لیے یہ اخراجات میں کمی ہوئی ہے۔ یہ قطعی طور پر غلط بات ہے۔ صحت کے لیے گزشتہ سال 2 کروڑ 18 لاکھ 30 ہزار روپے رکھے گئے تھے۔ موجودہ مالی سال میں ہم نے 2 کروڑ 19 لاکھ 97 ہزار روپے رکھے ہیں۔ یہاں اضافہ ہوا ہے جناب سپیکر۔ اسی طرح زراعت کے لیے گزشتہ سال 82 لاکھ 33 ہزار روپے رکھے گئے تھے۔ لیکن موجودہ سال ہم نے 96 لاکھ 24 ہزار روپے رکھے ہیں۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو محکمے ضروری تھے ہم نے وہاں پر اخراجات کو بڑھایا ہے۔ پھر اس نظریے کے ساتھ کہ ہم نے اپنے عوام کو سہولتیں فراہم کرنی تھیں۔ لیکن جہاں پر ہم نے محسوس کیا کہ اخراجات غیرضروری طور پر زیادہ ہیں' ہم نے ان کو کم کیا ہے۔

جناب سپیکر، ٹائم دس منٹ extend کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر! اب سب سے بڑی بات جو انھوں نے فرمائی کہ یہ Cosmetic Government ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کاسمیٹک گورنمنٹ نہیں ہے۔ میرے بھائی کہہ رہے ہیں کہ وہ گزشتہ حکومت تھی۔ وہ سب کو معلوم ہے کہ کاسمیٹک گورنمنٹ کون سی تھی۔ جناب سپیکر! یہ تو وہ گورنمنٹ ہے جس نے سرجری کرنی ہے۔ اور سرجیکل آپریشن کے ذریعے ہم نے اخراجات کو بھی کم کیا ہے اور جن لوگوں نے قومی دولت کو لوٹا ہے ہم نے ان سے یہ رقم نکلوائی بھی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ان کو یہ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اخراجات کم کیسے ہوئے ہیں۔ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ اگر وہ یہ موٹی کتابیں پڑھ لیتے تو انھیں یہ محسوس ہو جاتا کہ یہ رقم کم کیسے ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! یہ سی ایم سیکرٹریٹ کی بات کر رہے تھے کہ ہم نے اخراجات کو بڑھایا ہے۔ میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے اخراجات کو اس طرح کم کیا ہے کہ ہم نے بی ایم ڈبلیو کی مرمت کے لیے 5 لاکھ 80 ہزار روپیہ موجودہ بجٹ میں نہیں رکھا جو انھوں نے گزشتہ سال رکھا ہوا تھا۔ 5 لاکھ 80 ہزار روپے صرف بی ایم ڈبلیو کی مرمت کے لیے! جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس بات کو ہم نے ختم کیا ہے اور ہم نے اپنے اخراجات کو کم کیا

ہے وہ جناب سپیکر! یہ وزراء کی بات کر رہے تھے' تو میں سمجھتا ہوں اور میں دعوے کے ساتھ اور چیلنج کے ساتھ یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ موجودہ حکومت اپنے آپ کو' جس دن ہم اقتدار میں آئے' اس دن ہم نے اپنے assets کو declare کر کے اور ایک حلف لے کر ہم نے یہ عہد کیا تھا کہ ہم قومی خزانے کا ایک پیسہ بھی اپنی ذات کے اوپر حرام سمجھتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) لیکن اس کے برعکس ہم نے ان چیزوں پر کٹ لگایا ہے جو یہ ماضی میں کرتے رہے ہیں' ہم نے اس کو ختم کیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ Provision of Funds for Medical Treatment Abroad in favour of Shahnawaz Cheema' وہ لے گئے 4 لاکھ 74 ہزار روپیہ۔ Provision of Funds for Medical Treatment Abroad in favour of Ghulam Abbas۔ وہ لے گئے 6 لاکھ 21 ہزار روپے۔ (شیم۔ شیم) ' Provision of Medical Treatment Abroad in respect of Sardar Allah Yar Hiraj

جناب سپیکر! 12 لاکھ 60 ہزار روپے وہ لے گئے (شیم۔شیم)۔ Provision of Funds for Medical Treatment Abroad in favour of Makhdoom Ali Raza' 74 ہزار روپے وہ لے گئے۔

Provision of Funds for Medical Treatment Abroad in respect of Ch. Bashir Ahmad Gujjar' جناب سپیکر! 6 لاکھ 25 ہزار روپے وہ لے گئے۔ Provision of Funds for Medical Treatment Abroad in favour of wife of Rana Ikram Rabbani' جناب سپیکر! 4 لاکھ 93 ہزار روپے وہ لے گئے۔ اس کے بعد میں یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے سب سے زیادہ جو کٹ لگایا ہے کہ ہم نے آئندہ کے لیے کنٹرول اس بات کو کرنا ہے ۔ جھگڑے ان کے اپنے تھے۔ کبھی حکومت ٹوٹتی تھی' کبھی حکومت بنتی تھی۔ اور قوم کا خزانہ وکیلوں کو لٹاتے رہے۔ صرف لاء ڈیپارٹمنٹ نے وکلاء کرنے کے لیے 46 لاکھ روپیہ ایک دیا' ان کے مقدمے لڑنے کے لیے' اس کے بعد 3لاکھ روپیہ ایک دیا۔ 11 لاکھ روپیہ ایک دیا۔ اڑھائی لاکھ روپیہ ایک دیا۔ اور جناب سپیکر! اس کے بعد سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ابھی حال میں جناب بھی بیرون ملک دورہ فرما کر آئے ہیں۔ یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ جو بھی حکومت کوئی بھی وفد باہر بھیجتی ہے' سرکاری خرچے پر' وہ وفد واپس ملک میں آ کر اپنی رپورٹ دیتا ہے۔ یہاں پر سردار زاہد منصور مزاری صاحب اور حاجی محمد اسلم کھچی صاحب تین لاکھ روپیہ لے کر سٹڈی ٹور پر بیرون ملک چلے گئے اور میں آج on the floor of the House یہ چیلنج کرتا ہوں کہ اگر انھوں نے ملک میں واپس آنے کے بعد اپنے سٹڈی ٹور کی رپورٹ دی ہو تو یہ روپیہ ان پر حلال ہے۔ لیکن صرف ان کا منہ بند کرنے کے لیے اور ولایت کی سیر کروانے کے لیے لاکھوں روپے

ان کو دیے گئے۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے صرف اس قسم کی عیاشیوں کو ختم کر کے اپنے غیرترقیاتی اخراجات کو کم کیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر یہ کہنا' ابھی پی آر ٹی سی کی بات کر رہے تھے کہ اس کو بند کر دیا گیا ہے۔ تو میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پی آر ٹی سی کو ہم نے اس لیے بند کیا ہے کہ 40 کروڑ روپیہ سالانہ موجودہ حکومت کا ضائع ہوتا تھا۔ لیکن اس کے نتیجے میں ملتا کیا تھا؟ عوام کو کیا سہولتیں مل رہی تھیں؟ اور کون لوگ تھے جو اس قوم کے خزانے کو لوٹ رہے تھے؟ اس کے باوجود' جس طرح سعید منیس صاحب نے فرمایا' "گولڈن ہینڈ شیک"۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری موجودہ حکومت کی پالیسی ہے۔ ہم نے ان ملازمین کو بےروزگار نہیں کرنا۔ ہم تو آج بھی ان کو کھلے بندوں اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ وہ آئیں اور گولڈن ہینڈ شیک کی سکیم سے استفادہ کریں اور کم از کم ان میں اتنی اخلاقی جرأت ہونی چاہیے کہ وہ اس قوم کا جو پیسہ لوٹ رہے تھے اس بات کو ختم کریں' جو ان کا حق بنتا ہے حکومت سے لیں اور فارغ ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں سی۔ ایم سیکرٹریٹ کے حوالے سے بات کی گئی۔ آج بھی میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ میں نے پہلے بھی on the Floor of the House یہ گزارش کی تھی کہ جن لوگوں نے اس قوم کا خزانہ لوٹا ہے ان کے لیے آج بھی ہماری دعوت ہے' آج بھی میں ان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ صرف سی۔ ایم سیکرٹریٹ کا گزشتہ سال کا یہ بجٹ اٹھا کر دیکھ لیں جو وہاں پر خرچ کیا گیا ہے اور اس کے بعد یہ justify کر دیں کہ کیا کروڑوں روپیہ وہاں پر لگا ہے؟ کسی کمرے میں پوری دیوار شیشے کی بنا دینی اس غریب قوم پر ظلم ہے۔

آوازیں۔ شیم' شیم

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر! یہ وہ کچھ ہے جو یہ کرتے رہے ہیں۔ میں اس کٹوتی کی تحریک اور مطالبہ زر پر صرف اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مطالبہ زر انتہائی جائز ہے۔ 4 ارب 14 کروڑ 31 لاکھ 87 ہزار روپے کی رقم کو منظور فرمایا جائے اور جو انھوں نے کٹوتی کی تحریک دی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ویسے بھی نہیں بنتی تھی اس کو نہ صرف رد کیا جائے بلکہ بہتر یہ ہے کہ یہ اس کو withdraw کریں کیونکہ انھوں نے خود accept کیا ہے کہ اس میں اضافہ تو ہوا نہیں۔ جناب

وزیر اعلیٰ نے جو وعدہ اس قوم سے کیا تھا وہ ہم نے عملی طور پر بجٹ میں ثابت کیا ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ 4 ارب 14 کروڑ 31 لاکھ 87 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 10 انتظام عمومی کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے"۔

(تحریک نامنظور کی گئی)

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 4 ارب 14 کروڑ 31 لاکھ 87 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد انتظام عمومی برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب اجلاس کل مورخہ 24 جون 1997ء ساڑھے نو بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

منگل' 24۔ جون 1997ء

(سہ شنبہ' 18۔ صفر المظفر 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح دس بجے زیر صدارت

جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ
فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝۶۴ فَلَا وَرَبِّكَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا
قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۶۵

سورۃ النساء آیت نمبر 64 تا 65

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمھارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں تو اے محبوب تمھارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمھیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں٥

وما علینا الا البلاغ٥

پوائنٹ آف آرڈر

صوبوں کو گندم کی سپلائی کے متعلق حکومت پنجاب کی وضاحت

جناب سپیکر: یہ ایک تحریک استحقاق ایس۔ اے۔ حمید صاحب کی پینڈنگ ہے۔ راجہ صاحب' ابھی اس میں مزید وقت چاہیے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: درست ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اسے پینڈ نگ رکھتے ہیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' ایس۔ اے۔ حمید صاحب۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید: جناب سپیکر! پی۔ آئی۔ اے کی تحریک کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟ کیا ابھی کوئی جواب نہیں ملا؟

جناب سپیکر: اس کو پینڈنگ کیا ہے۔ ابھی صحیح جواب نہیں آیا۔ لاءمنسٹر صاحب نے اس میں مزید وقت کے لیے کہا تھا۔ اس لیے اس کو پینڈ نگ کیا ہے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید: شکریہ' جناب سپیکر! میرا ایک اور پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ آج بلوچستان کے ایک وزیر کا بیان اخبار میں چھپا ہے کہ اگر پنجاب کی طرف سے ہمیں گندم کی سپلائی بند کی گی تو ہم گیس کی پوری سپلائی بند کر دیں گے۔

جناب سپیکر! پنجاب پاکستان کا دل ہے اور جب سے پاکستان بنا ہے پنجاب نے ہمیشہ تمام صوبوں کے مفادات کو ہی نہیں بلکہ افغانستان تک کو گندم کی سپلائی کی ہے اور اس دفعہ بھی جب گندم کا بحران پیدا ہوا تو پنجاب نے سب سے زیادہ suffer کیا ہے۔ پنجاب کے عوام کو زیادہ نرخوں پر گندم مل رہی ہے' آٹا ملا ہے لیکن ہم نے بلوچستان' سرحد' سندھ اور حتیٰ کہ وسطی ایشیاء کی ریاستوں تک کو ہمارے وزیر اعظم صاحب نے یہ کہا تھا کہ انھیں گندم جتنی چاہیے لیکن یہ بلوچستان کے ایک وزیر کا بیان ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی حکومت کو اپنا موقف واضح طور پر بیان کرنا چاہیے کہ یہ پنجاب پاکستان کا دل ہے اور جس طرح دل کی شریانیں تمام جسم کو خون بہم پہنچاتی ہیں بعینہ یہ کام پنجاب کا ہے۔ تو ہمیں اس بیان سے بہت تکلیف ہوئی ہے اور میں آپ کی وساطت سے

وزیر خوراک یا وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ پنجاب کے مؤقف کو واضح طور پر بیان کریں کہ ہم نے صوبوں کو گندم کی سپلائی کسی طور پر نہیں روکی لیکن پنجاب کے عوام نے suffer کیا ہے۔ پنجاب کے عوام نے قربانی دی ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب۔

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں اس بیان کی تعریف تو نہیں کر سکتا جو بلوچستان کے ایک وزیر کی طرف سے آج اخبارات میں لگا ہے۔ لیکن بلوچستان بھی اسی وطن عزیز پاکستان کا حصہ ہے اور یہاں سب جانتے ہیں کہ وہ تقریباً بیشتر پہاڑی علاقہ ہے جہاں فصلات نہیں ہوتیں۔ رقبے کے لحاظ سے بلوچستان ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور وہاں اجناس کی پیداوار بہت کم ہوتی ہے۔ نہری رقبے بھی وہاں نہیں۔ تاریخی طور پر اسی صوبے سے خوراک وہاں جاتی رہی ہے۔ اگر سمگل ہوتی ہے تو وہ سرحد کی طرف سے بھی ہوتی ہے، بلوچستان کی طرف سے بھی سمگل ہو کر افغانستان جاتی ہے۔ اس پر بھی اب کچھ کہا نہیں جا سکتا کیونکہ افغانستان بھی ایک برادر ملک ہے۔ اگر وہاں جنگ و جدل کی وجہ سے فصلات تباہ ہو چکی ہیں اور لوگ نقل مکانی کر کے پاکستان آ گئے ہیں، ایران نکل گئے ہیں تو وہاں بھی فصلات کی حالت بری ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ موقع دیا ہے تو اس پر ہمیں کوئی افسوس نہیں کرنا چاہیے کہ یہاں کے کاشت کار کی محنت کا پھل اگر افغان مسلمان بھائیوں تک پہنچتا ہے، بلوچستان یا سرحد کے بھائیوں تک پہنچتا ہے لیکن جس طرح پچھلے سال گندم کی قلت کا فاضل رکن نے یہاں ذکر کیا ہے وہ اس وقت کی حکومت کی غلط فہمی کی وجہ سے ہوئی۔ جو گندم امریکہ یا آسٹریلیا یا جہاں سے بھی امپورٹ کرنی تھی وہ اگست، ستمبر میں وہاں سے چلنی چاہیے تھی، جبکہ وہ مارچ میں وہاں سے چلی۔ اس لیے وہ سارا ہنگامہ کھڑا ہوا اور تین صوبوں سرحد، بلوچستان اور پنجاب میں کھڑا ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ کوئی ایسی صورت حال اب نہیں ہے۔ بروقت پلاننگ ہو چکی ہے اور بروقت جو گندم درآمد کرنی پڑے گی وہ ہو گی۔ اپنی فصل بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ٹھیک ہے۔ ایسی کوئی تشویش کی بات نہیں۔ اگر بلوچستان نے کھانے کے لیے گندم مانگی ہے تو پھر میرے خیال میں ہمیں اس پر خفا نہیں ہونا چاہیے۔ پھر یہ مرکزی حکومت کا مسئلہ ہے اور مرکزی حکومت اسے بڑی خوش اسلوبی سے tackle کرے گی۔

جناب سپیکر: پھر ویسے بھی ابھی صرف خبر کی حد تک ہے۔ اخبار میں آئی ہے اور اس کی پہلے

کوئی تصدیق بھی ہونی چاہیے کہ آیا یہ ٹھیک بھی ہے یا نہیں ہے۔

وزیر خزانہ، ویسے بھی یہ چیئر رولنگ ہے کہ اخباری خبر کو کبھی حوالہ نہیں بنایا جا سکتا۔ اس کے علاوہ بھی یہ بین الصوبائی مسئلہ ہے اس کو تو مرکزی حکومت نے take up کرنا ہے۔ ہمارا تو اس میں کوئی خاص تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

جناب عبدالرؤف مغل، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! میں اس ضمن میں تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب سے یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ یہ گندم کے حوالے سے اور غذائی اجناس کے حوالے سے کفالت کرے گا لیکن جب گندم کی کاشت اور اس کی پیداوار بہتر بنانے کے لیے کالا باغ ڈیم کا منصوبہ زیر غور آتا ہے تو سمجھ نہیں آتی کہ بلوچستان اس کی کیوں مخالفت کرتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر صوبے یہ توقع کرتے ہیں کہ پنجاب سے غذائی اجناس ان کو مہیا کی جائیں تو پنجاب کے منصوبوں میں ان صوبوں کے سربراہوں کو یا ان کے سیاست دانوں کو ہرگز ہرگز مخالفت نہیں کرنی چاہیے۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! فاضل رکن نے پھر ایسا مسئلہ اٹھایا ہے۔ یہ صوبے پنجاب کا مسئلہ نہیں ہے یہ تو قومی مسئلہ ہے کیونکہ دریائے سندھ کا پانی صرف پنجاب کے لیے نہیں یہ دوسرے صوبوں کے لیے بھی ہے لیکن آپ کی وساطت سے فاضل رکن کی خدمت میں میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ بلوچستان نے تاریخی طور پر کالا باغ کی مخالفت نہیں کی۔

جناب سپیکر، آپ کی یہ بات ٹھیک ہے۔ مخالفت بلوچستان نے نہیں کی ویسے بھی اس کے اوپر consensus کی ضرورت ہے کہ تمام صوبوں کے ساتھ مل کر طے کیا جائے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ کالا باغ ڈیم بننے سے ہی پاکستان اور خاص طور پنجاب کی معیشت ٹھیک ہو گی۔

جناب ایس۔ اے حمید، جناب سپیکر! میں سردار صاحب کی بات کی تردید نہیں کرتا۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ پنجاب اس گندم کی کمی یا گندم کے قحط میں کس طور پر ملوث ہے۔ میں صرف یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ پنجاب کی حکومت کے خلاف وزیر کے بیان کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ اگر وزیر موصوف مرکزی حکومت کے بارے میں بات کرتے تو اور بات تھی پنجاب نے تو اپنے حصے کی گندم بھی دے دی۔ میں یہ چاہوں گا کہ پنجاب کی حکومت یہ وضاحت کرے کہ ہم نے کسی صوبے کو

گندم کی ترسیل پر کوئی پابندی نہیں لگائی ۔ اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ۔

وزیر خزانہ ، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ......

جناب سپیکر، نہیں ۔ کافی بات ہو گئی ہے ۔

وزیر خزانہ ، جناب والا ! یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے اور میں اس بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں تاکہ غلط رپورٹنگ نہ ہو جائے ۔ میں ایک سادی سی مثال دوں گا ۔ ایک گھر کے چار بھائی ہیں اگر ایک بھائی کے گھر میں کھانا ختم ہو جائے کیا دوسرا بھائی اس کو کھانا نہیں دے گا ۔ یہ تو بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایک فاضل رکن اس موضوع پر ضد کر رہے ہیں ۔ پنجاب نے اپنے کسی بھائی کو مشکل وقت میں اگر خوراک بھیج دی اور وہ کمی مرکزی حکومت نے پھر پوری کر دی تو اس میں کوئی مسئلہ تو نہیں اٹھانا چاہیے ۔

جناب سپیکر، جی ہاں ۔ وہ بھی پاکستان کا حصہ ہی ہے ۔ بہرحال آپ نے اس سلسلے میں پہلے ہی کافی وضاحت کر دی ہے ۔

وزیر قانون صاحب ! اب تحاریک التوائے کار کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میری درخواست ہو گی کہ کٹ موشنز کو لیا جائے کل بھی اپوزیشن کے ساتھ جو فیصلہ ہوا تھا انہوں نے 14 کٹ موشنز take up کرنی تھیں ابھی تک صرف تین کٹ موشنز ہوئی ہیں لہٰذا اب انھیں موقع دیا جائے کہ وہ اپنی باقی کٹ موشنز لے لیں ۔

سالانہ میزانیہ بابت سال 98 - 1997ء کے مطالبات

زر پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر، میرا خیال ہے اب کٹ موشنز کو لیتے ہیں نہیں تو پھر وقت تھوڑا رہ جائے گا۔

اب ہم گوشوارہ میزانیہ بابت سال 98-1997ء کے مطالبات زر زیر غور لاتے ہیں ۔ قاعدہ نمبر 144 کے ذیلی قاعدہ نمبر 4 کے تحت کٹ موشنز پر کارروائی ایک بجے دوپہر تک جاری رہے گی ۔ اس کے بعد قاعدہ مذکور کے تحت guillotine کے ذریعے مطالبات زر پر رائے شماری شروع کر دی جائے گی ۔ اب سب سے پہلے مطالبہ زر نمبر 13 کو لیتے ہیں ۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 13 پیش کریں ۔

مطالبہ زر نمبر 13

وزیر خزانہ: شکریہ جناب سپیکر۔ ---- جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ ایک رقم جو 5۔ ارب 78 کروڑ 44 لاکھ 6 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے"۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے،

"کہ ایک رقم جو 5۔ ارب 78 کروڑ 44 لاکھ 6 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے"۔

MR SAEED AKBAR KHAN: I oppose it, sir.

جناب سپیکر: جی سید اکبر صاحب - ! آپ اپنی کٹ موشن پیش کریں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

کہ 5۔ ارب 78 کروڑ 44 لاکھ 6 ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 13۔ پولیس کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے"۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے،

"کہ 5۔ ارب 78 کروڑ 44 لاکھ 6 ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 13۔ پولیس کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے"۔

MINISTER FOR LAW: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی سعید اکبر صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔جناب سپیکر! ایک نہایت اہم موضوع زیر بحث ہے ۔ جناب والا! جیسا کہ کل بھی میں نے عرض کی تھی کہ اس ملک میں اس صوبے میں خاص طور پر موجودہ گورنمنٹ کو لوگوں نے بڑا بھاری مینڈیٹ دیا اور اپنی تمام توقعات ان سے وابستہ کر دیں اور اپنے آپ کو ان کے رحم وکرم پر چھوڑ کر یہی سوچ کر کہ یہی لوگ ہمارا تحفظ کریں گے ۔ آج تقریباً چار ماہ گزرنے کے بعد جو اس وقت صوبے کی لاء اینڈ آرڈر کی جو حالت ہے اس سے کوئی ذی شعور آدمی مطمئن نہیں ہے اور ہر آدمی پریشان ہے۔ جناب سپیکر! کوئی بھی ملک یا کوئی بھی صوبہ ہو جب تک اس کے انتظامی حالات، لاء اینڈ آرڈر بہتر نہ ہو اس وقت تک اس میں ترقیاتی کام نہیں ہو سکتا۔ وہ صوبہ اور ملک ترقی نہیں کر سکتا اس میں کوئی سرمایہ کاری کرنے کے لیے تیار نہیں ہو گا اور کوئی بھی آدمی جب تک اپنے آپ کو secure نہیں محسوس کرے گا تو کوئی بھی آدمی جو اس صوبے کے لیے contribute کر سکتا ہے یا اس کی ترقی میں وہ مددگار ثابت ہو سکتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک وہ مددگار ثابت نہیں ہو گا جب تک اس کو یہ تسلی نہ ہو کہ ان کی جان و مال کا تحفظ ہو گا۔

جناب والا! اس مد میں ہمیشہ ہر حکومت نے ہر سال اس بجٹ میں اضافہ کیا شاید اس نیت سے اضافہ کیا کہ ہم لوگوں کو بہتر انتظامی ڈھانچہ دیں بہتر لاء اینڈ آرڈر دیں اور ان کو ذہنی طور پر اپنی پراپرٹی اور جان کا تحفظ ہو۔ لیکن جناب سپیکر! آپ بھی مشاہدہ کر رہے ہیں اور اس ہاؤس میں بیٹھے میرے معزز ممبران بھی اس بات کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور اس چیز کو عوام بھی بڑی گہری نظر سے دیکھ رہے ہیں جو دن بدن اس صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی situation and position سے کوئی بھی آدمی بے خبر نہیں ہے چاہے وہ کوئی دیہات میں یا شہر میں رہتا ہے وہ ذہنی طور پر پریشان ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ ہماری لاء اینڈ آرڈر کی situation دن بدن بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ جو بھی آدمی اپنے گھر سے نکلتا ہے چاہے وہ طالب علم ہو اور وہ سکول اور کالج میں جاتا ہے یا کوئی فرد جو نوکری پیشہ اپنی نوکری پر جاتا ہے یا کوئی کاروبار پر جاتا ہے تو ان کے گھر والے ذہنی طور پر پریشان رہتے ہیں جب تک یہ لوگ اپنے اپنے گھر واپس نہیں آتے کیونکہ روزمرہ اخبارات میں اور ہمارے سامنے کئی بے گناہ لوگ جو اپنے ذریعہ معاش کے لیے اپنے گھروں سے نکلتے ہیں تو شام کو یا دوپہر ان کے گھر ان کے murder کی یا ان پر ڈکیتی کی خبریں ملتی ہیں جس سے اکثر لوگ تو بے چارے بے گناہ مارے جاتے ہیں یا پھر کچھ لوگ اپنا سامان لٹا کر یا وہ فائرنگ کے نتیجے میں معذور ہو جاتے ہیں اور آئندہ کی زندگی ان کے لیے اجیرن ہو جاتی ہے ۔

جناب والا! اس محکمہ میں رشوت کا عنصر بہت زیادہ پایا جاتا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ باقی محکمہ جات میں رشوت نہیں۔ یہ ناسور بن کر ہمارے معاشرے کو کھا رہی ہے لیکن خاص طور پر پولیس میں یہ زیادہ محسوس ہوتی ہے کیونکہ یہ عام آدمی کا اس محکمہ سے واسطہ پڑتا ہے اور ہر وقت واسطہ پڑتا ہے اور ہر قسم کا واسطہ پڑتا ہے اس لیے ہر آدمی کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس محکمے میں رشوت زیادہ ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ اس محکمہ میں رشوت سب سے زیادہ۔

جناب والا! آج قتل و غارت، ڈکیتی اور مذہبی تشدد کی وارداتیں روزانہ ہوتی ہیں جس میں کئی بے گناہ اس کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں اور آج تک ان معصوم شہریوں کو یہ پتہ نہیں چل سکا کہ ہمارا قصور کیا ہے ہمیں کس قصور کی سزا مل رہی ہے؟ جناب والا! اس کے علاوہ دن دھاڑے بینکوں پر، لوگوں کے کاروبار پر، لوگوں کی دکانوں پر ڈکیتیاں ہوتی ہیں اور یہ حیرانی کی بات ہے کہ بھرے بازار میں جہاں پولیس بھی گشت کر رہی ہوتی ہے جہاں پولیس بھی پھر رہی ہوتی ہے اور ان کی pickets بھی لگی ہوتی ہیں ان سے آج تک کوئی ملزم پکڑا نہیں گیا۔ یہ بات جو عوام کو بہت زیادہ feel ہوتی ہے وہ یہی بات ہے چلو اس زمانے میں اتنی آبادی میں اس طرح کی وارداتیں ہوتی ہیں جو developed countries ہیں ان میں بھی وارداتیں ہوتی ہیں لیکن ان کے سد باب اور ان کی بہتری کے لیے کوئی سوچ ضرور پیدا ہوتی ہے اور اس کے سد باب کے لیے ضرور کوئی نہ کوئی ایکشن لیا جاتا ہے لیکن ہمارے ہاں اس طرح کا نہ کوئی ایکشن لیا جاتا ہے اور نہ کوئی ملزم پکڑا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ لوگوں کا اعتماد اب پولیس سے اٹھ گیا ہے۔ کوئی آدمی جس کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے وہ تھانے میں جاتے ہوئے گھبراتا ہے وہ وہاں جا کر اپنے آپ کو مجرم محسوس کرتا ہے اس کے ساتھ وہاں کے عملے کا جو behaviour ہوتا ہے وہ آپ بھی جانتے ہیں میرے معزز ممبران بھی جانتے ہیں میں بھی جانتا ہوں اور تمام عوام بھی جانتی ہے کہ وہاں ملزم اور مدعی کے ساتھ ان کا جو behaviour یا treatment ہوتا ہے اس میں قطعاً کوئی فرق نہیں ہوتا۔

جناب والا! کوئی بھی مدعی جس کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے جب تک اس کیس کو رجسٹر کرانے کے لیے اس کی جیب میں بھاری رقوم نہ ہوں اس کو انصاف ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اگر اس کے پاس اس کیس کو چلانے کے لیے اس کے اخراجات کے لیے اس کے پاس پیسے موجود نہ ہوں جناب سپیکر! میں نے کئی دفعہ دیکھا ہے کہ وہ جو ملزم ہوتا ہے وہ مدعی بن جاتا ہے اور جو مدعی ہوتا ہے وہ مجرم بن جاتا ہے۔ جناب والا! ان تھانوں میں اور ان کے دفاتر میں کوئی بھی شریف آدمی اپنے آپ کو

وہاں جا کر یہ محسوس نہیں کرتا کہ میں اس صوبے کا شریف شہری ہوں اور اس صوبے کا اور اس ملک کا شہری ہونے کے ناتے میرا بھی کچھ حق ہے اور شرافت کے لحاظ سے اور دوسروں کا خیال رکھتے ہوئے میں اپنی زندگی بسر کر رہا ہوں اگر میرے ساتھ کوئی زیادتی ہو گئی ہے تو جب وہ آدمی بھی تھانے میں جاتا ہے تو یقین کریں وہ اس طرح اپنے آپ کو محسوس کرتا ہے کہ جیسے میں بھی کوئی ڈکیت ہوں یا مجرم ہوں وہاں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

جناب والا! آپ تشدد کی بات آپ دیکھ لیں کہ دو ' تین دن پہلے ایک اے۔ ایس۔ پی جو اسی لاہور میں لگا ہوا ہے اور اسی لاہور میں serve کر رہا ہے وہ صاحب ایک تھانے میں بغیر وردی کے تشریف لے جاتے ہیں اور اس کا حشر جو وہ تھانے والے کرتے ہیں اور جس طرح کا اس کے ساتھ تشدد کرتے ہیں وہ پولیس کا ڈائریکٹ افسر ہے اور اسی لاہور میں وہ تعینات ہے۔ جناب والا! اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جب ایک پولیس والا بغیر وردی کے کسی تھانے میں گھستا ہے تو اس کا یہ حشر ہوتا ہے تو جو ایک آدمی تھانے میں جاتا ہوگا تو اس کا اندازہ آپ اور ہم سب بخوبی لگا سکتے ہیں کہ اس کا کیا حشر ہوتا ہوگا۔ جناب والا ! یہاں پر ایک طریقہ کار ہے کہ اگر کسی پر کوئی شک کر دے کہ اس نے یہ جرم کیا ہے پہلے دن اس کو پکڑ کر اس کے ساتھ جو تشدد ہوتا ہے اور جو اس کا حال کیا جاتا ہے دونوں طرف سے مالی بھی اور جسمانی بھی اور مہینے کے بعد یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ جناب والا! یہ بے گناہ ہے۔ جناب والا! جس انسان کے ساتھ اتنا بڑا ظلم ہوا یا اسے اس process سے گزرنے کے لیے جتنا اس کا مالی نقصان ہوا کیا آج تک ہم نے کبھی سوچا ہے کہ اس کا کون ذمہ دار ہے؟ اس کے خاندان کو اس کی وجہ سے اذیت ملتی ہے' پریشانی ملتی ہے اس کا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں اور اس کا ہمیں بھی اندازہ ہے کہ اس کا کون ذمہ دار ہے ۔ ایک آدمی جو ان کی زیادتی کی وجہ سے دو تین مہینے جیل میں رہتا ہے اور اس کے بعد تین یا چار ماہ کی تفتیش کے بعد وہ کہتے ہیں کہ یہ بے گناہ ہے۔

جناب سپیکر! جو اس طرح کے حالات سے گزرتا ہے اس کا کون ذمہ دار ہے؟ اگر کوئی واقعہ ہو جائے تو اس کی FIR کٹوانا ایک بہت بڑا مرحلہ ہے جس کے لیے بہت بڑا تردد کرنا پڑتا ہے۔ اس معاشرے میں دو چیزوں کا رول ہے ایک سفارش اور دوسری رشوت ۔ پہلے وہ سفارش ڈھونڈتا ہے' سفارش کروا کر وہ تھانے میں داخل ہوتا ہے اور تھانے میں داخلے کے وقت وہ وہاں داخلے کی فیس جمع کرواتا ہے جو وہاں سپاہی سے لے کر اوپر تک کا عملہ وصول کرتا ہے ۔ اور اس کے بعد اس کی مرضی کے خلاف یعنی اگر کہیں کوئی ڈکیتی کی واردات ہو جاتی ہے تو پولیس والے اسے چوری کی

واردات بنا کر پیش کرتے ہیں تاکہ ان کی باز پرشت نہ ہو سکے کہ آپ کے علاقے میں ڈکیتی ہوئی ہے۔ جناب والا! یہ آپ بھی بخوبی جانتے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ دو جرائم کسی ایس ایچ او کے علاقے میں اس وقت تک نہیں ہو سکتے جب تک کہ ایس ایچ او کی consent شامل نہ ہو ۔ ایک نارکوٹکس اور دوسرا جوأ خانے کا اگر یہ ایس ایچ او ان دو communities کے ساتھ نہ ملے تو میرے اپنے خیال میں یہ کبھی بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ جرائم اس علاقے میں ہوں۔ ان جرائم نے اس صوبے اور ملک کی نوجوان نسل کو تباہ کیا ہے ' جس کی وجہ سے خاندان اجڑ گئے ہیں۔ یقین کریں کہ اس میں اس محکمے کا بہت بڑا ہاتھ ہے ۔ جناب والا! اس کے علاوہ ہم نے یہ سوچ لیا ہے کہ ایک ہی آدمی تمام کاموں کا expert ہے ۔ اسی پولیس سے ہم FIR درج کرواتے ہیں ' کیس بھی register کرواتے ہیں اور پھر تفتیشی عملہ بھی وہی ہوتا ہے تاکہ جو انھوں نے پہلے دن سے بدنیتی کی بنیاد پہ FIR کاٹی ہے ان کے اختیار میں رہے اور جس بے گناہ کو انھوں نے ملزم ٹھہرایا ہے اس کے ساتھ وہ آخر تک وہی behave کرتے رہیں اور اپنی مرضی کرتے رہیں ۔ جناب والا! ان تمام خرابیوں کو دیکھنے کے لیے ہمیں گہری نظر سے دیکھنا ہوگا کہ آیا یہ تمام واقعات اور حالات جو ہمارے مشاہدے میں ہیں اور ہر آدمی ان باتوں سے آگاہ ہے اسی طریقے سے چلنے ہیں یا ہم نے ان کی اصلاح کرنی ہے۔

جناب والا! اس سال پولیس کی مد میں 5۔ ارب 78 کروڑ 44 لاکھ 6 ہزار روپے رکھے گئے ہیں جبکہ پچھلے سال اسی مد میں 5۔ ارب 15 کروڑ 25 لاکھ روپے رکھے گئے تھے۔ ہر سال اس مد میں کروڑوں کا اضافہ ہوتا ہے۔ بے شک اضافہ ہو ' حالات کے مطابق ' آبادی کے مطابق اضافہ ہونا چاہیے لیکن اس پیسے کے اضافے کے ساتھ ساتھ ان کی کارکردگی کو بھی ہمیں دیکھنا چاہیے ' اسے بہتر ہونا چاہیے ' یہ expect کرنا چاہیے کہ ان کی کارکردگی بہتر ہو ۔ جناب والا! اس محکمے میں آگے سینکڑوں محکمے بنے ہوئے ہیں جن میں ہائی وے ٹریفک پولیس آتی ہے' سپیشل برانچ آتی ہے' لیگل برانچ آتی ہے۔ میرے تمام دوست جانتے ہیں کہ جو ہائی وے پولیس ہے اس کا کام صوبے کی سڑکوں پر ٹریفک کو بہتر انداز میں چلانا ' قانون کی خلاف ورزی نہ کرنے دینا ہے لیکن وہاں اس بات کو کوئی چیک نہیں کرتا ' کوئی اس بات کی care نہیں کرتا کہ آیا کوئی گاڑی over-load تو نہیں ہے' آیا گاڑیاں رولز میں درج provision کے مطابق چل رہی ہیں۔ وہاں تو صرف اور صرف جو بھی پٹرولنگ پہ افسر نکلتے ہیں وہ اپنی دیہاڑی بنانے کے لیے نکلتے ہیں۔ ہمارے دوست روزانہ سڑکوں پہ جاتے ہیں اور ہمارا یہ مشاہدہ ہے کہ کوئی بھی improvement کے لیے ' کوئی بھی اپنی ڈیوٹی دینے کے لیے ' کوئی بھی

ٹریفک کو بہتر انداز میں چلانے کے لیے کھڑا نہیں ہوتا صرف ان کے تین چار کارندے ہوتے ہیں جو وہاں پکھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کے لیے دیہاڑی وصول کرتے رہتے ہیں۔ کئی دوستوں نے دیکھا ہو گا کہ کاپیوں کے اندر وہ دو دو، تین تین سو روپے لے آتے ہیں' وہ کاپی کھولتے ہیں اس سے پیسے نکال لیتے ہیں اور کاپی واپس کر دیتے ہیں۔ کبھی ان کے کاغذات چیک نہیں ہوتے، کبھی ڈرائیونگ لائسنس چیک نہیں ہوتا۔

جناب والا! اس کے علاوہ سپیشل برانچ ہے۔ سپیشل برانچ کا اصل کام یہ تھا کہ وہ field پولیس کو assist کرے اور کوئی بھی خفیہ عناصر جو اس صوبے میں ہوں، کوئی criminal gang ہو یا پھر کوئی اس طرح کی منصوبہ بندی کر رہے ہوں جو اس صوبے کے law & order کو خراب کرنے اور لوگوں کو پریشان کرنے کے لیے ہو تو اس کی نشان دہی کرتے تھے۔ جناب والا! ان کا اپنا جو function تھا اسے وہ اب تقریباً بھول چکے ہیں۔ کوئی criminal elements کی نشان دہی نہیں کرتا۔ اس طرف کوئی رجحان نہیں ہے جس کی وجہ سے آج یہ خرابیاں اور زیادہ بڑھ رہی ہیں۔ اب ان کا کام صرف سیاسی افراد کی surveillance ہے اور ان کی سارا دن چیکنگ ہے کہ یہ کیا کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے۔ اس کے علاوہ اپنے اصل کام کو وہ چھوڑ چکے ہیں۔ جناب والا! میں یہ نہیں کہتا کہ اس حکومت نے یا سابقہ حکومت نے بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہم سارے اس چکر میں پھنسے ہوئے ہیں کہ جن لوگوں کا ریکارڈ اچھا نہیں ہے وہ ہمارے پیچھے posting , transfers کے لیے پھرتے ہیں، ہماری خوشامدیں کرتے ہیں پھر ہم مل کر ان کی posting کروا دیتے ہیں اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ ایک غلط کام کسی سیاسی آدمی کے کہنے پر کرتا ہے تو سو کام خود رشوت لے کر کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ وہاں کے رہنے والوں کے لیے عذاب بن جاتا ہے۔ چونکہ اسے یہ علم ہوتا ہے کہ میں کسی بڑی سفارش کی وجہ سے یہاں پر تعینات ہوا ہوں مجھے یہاں سے کوئی نہیں نکال سکتا اور پھر وہ اپنے اوپر کے افسر کا بھی خیال نہیں رکھتا اور علاقے کی عوام کا بھی خیال نہیں رکھتا صرف وہ اپنی ذات کا خیال رکھتا ہے۔ جناب والا! تھوڑا عرصہ پہلے پولیس والے جب کوئی پرچہ درج کرتے تھے اور اس کی تفتیش کر کے عدالت میں چالان بھیجتے تھے تو اس وقت prosecuting برانچ بھی انہی کے ساتھ تھی اور یہ ذمہ دار ہوتے تھے کہ انھوں نے جو پرچہ درج کیا ہے اس کا چالان submit کریں، اس کو عدالت سے سزا کروائیں لیکن پولیس اور prosecuting کو علیحدہ کرنے کی وجہ سے اب ان کی یہ ذمہ داری بھی ختم ہو گئی ہے۔ پہلے ACRs میں بھی یہ ذکر ہوتا تھا۔اب یہ

صرف چالان submit کر دیتے ہیں پھر پولیس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے کہ یہ مقدمہ چالان ہو یا نہ ہو۔ اب تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی کی ذمہ داری رہی بھی نہیں ہے۔ ڈسٹرکٹ اٹارنی کی حالت کا تمام دوستوں کو پتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ جو بھی آدمی ایف آئی آر درج کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ مقدمہ سچا ہے اگر وہ اس کو عدالت میں سزا نہیں کرائے گا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا اور اس طرح جرائم بڑھتے جائیں گے۔جناب والا ! آپ بھی کینٹ میں رہتے ہیں میں بھی رہا ہوں اور میں نے دیکھا ہے کہ جب لاء اینڈ آرڈر کی بریفنگ دی جاتی ہے تو یہ explain کیا جاتا ہے کہ پچھلے مہینے 450 پرچے رجسٹرڈ ہوئے اور اس مہینے 370 پرچے رجسٹرڈ ہوئے اس لیے لاء اینڈ آرڈر کی پوزیشن بہتر ہے اور ہم نے کنٹرول کیا ۔ جناب والا ! لاء اینڈ آرڈر کو بہتر کرنے کے لیے یہ طریقہ کار کبھی بھی مفید ثابت نہیں ہوا چاہیے ہزاروں پرچے درج ہوں لیکن لاء اینڈ آرڈر اس وقت ٹھیک ہوتا ہے یا کہا جاتا ہے کہ جب عام آدمی اپنے آپ کو secure feel کرے۔ وہ سمجھے کہ میں محفوظ ہوں اس وقت ملک اور صوبے کا لاء اینڈ آرڈر بہتر ہوتا ہے لیکن figures کے ساتھ لاء اینڈ آرڈر کی بہتری یا ابتری سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا اور اس سے کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ جناب والا ! کیونکہ میں نے ان کی پالیسی سے اختلاف کیا ہے اس لیے کچھ تجاویز دوں گا۔ سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ اس میں ہم بھی شامل ہیں یہ دوست بھی شامل ہیں کہ ہمیں پولیس کو سیاست سے پاک کرنا ہوگا۔ جب تک پولیس میں سیاست involve رہے گی اس وقت تک یہ پولیس والے اسی طرح زیادتیاں کرتے رہیں گے اور ہم لوگوں سے اپنا تحفظ کرواتے رہیں گے اور اس ملک اور صوبے کو لوٹتے رہیں گے ۔ جناب والا ! ہمیں دیانت دار افسروں کا تحفظ کرنا ہوگا ان کی حوصلہ افزائی کرنی ہوگی تاکہ ان کو یہ معلوم ہو کہ اگر ہم نے دیانت داری سے کام کیا، ہم نے لوگوں کو انصاف دیا تو چاہے ہمارے اس کام سے چند دوست نا خوش بھی ہوں لیکن یہ حکومت ہمیں تحفظ دے گی اور ہمارا ساتھ دے گی۔۔۔۔

مولوی غیاث الدین، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر، جی مولانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

مولوی غیاث الدین، جناب سپیکر ! ہمارے ہاں یہ جو عام رواج پڑا ہوا ہے کہ سیاست سے بالا تر ہو جائیں سیاست سے پاک ہو جائیں میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں ۔ مولانا صاحب میں اس کی اجازت نہیں دیتا ۔ ویسے بھی یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر

نہیں بنتا Cut Motion پر بات ہو رہی ہے یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر ! میں جو سیاست کی بات کر رہا تھا وہ میں اس انداز سے کر رہا تھا کہ ہمیں ان کے غلط رویے کو تحفظ نہیں دینا چاہیے میں کہہ رہا تھا کہ دیانت دار آدمی کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے وہ بھی ہم سیاسی لوگوں نے کرنی ہے ۔ یہ گورنمنٹ سیاسی آدمی کی ہوتی ہے وزیر اعلیٰ سیاسی آدمی ہوتا ہے ۔ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ اگر ہم نے اس صوبے کا لاء اینڈ آرڈر بہتر کرنا ہے تو جو آدمی غلط کرتے ہیں ہمیں ان کو اس بات پر معاف نہیں کرنا چاہیے لیکن جو آدمی اچھا کام کرتا ہے دیانت داری سے کام کرتا ہے اس کا ہمیں تحفظ کرنا ہو گا۔ میں نے یہ قطعاً نہیں کہا کہ اگر وہ کوئی غلط کاری کرتا ہے تو ہم سیاست دانوں کو ان کا محاسبہ نہیں کرنا چاہیے ، ہمیں کرنا چاہیے لیکن میں نے یہ عرض کیا ہے کہ دیانت دار افسروں کو ہمیں تحفظ دینا ہو گا تا کہ وہ تسلی سے کام کر سکیں اور اس ملک اور صوبے کا لاء اینڈ آرڈر بہتر کر سکے۔ جناب والا ! ہمیں اس force کو re-organise کرنا ہوگا اس کی تربیت کو بہتر کرنا ہو گا اس کی تربیت پر توجہ دینا ہو گی کیونکہ آج تک اس force پر تجربے ہوتے رہے کبھی PRP بنی کبھی PC بنی اور موجودہ حکومت کی ایک سوچ ہے کہ elite force بنائی جائے ۔ میں قطعاً اس پر اختلاف نہیں کرتا elite force بننی چاہیے اور یہ بھی سوچنا چاہیے کہ روز مرہ معاملات میں ایک پولیس والے کا ہمارے ساتھ رویہ کیا ہے ؟ یا جس کا ہمارے ساتھ daily واسطہ پڑتا ہے اس کی بھی تربیت بہتر ہو گی اگر اس کی تربیت بہتر نہیں ہو سکتی تو میں نہیں سمجھتا کہ تھانوں کی حالت بہتر ہو سکے یا اس سوسائٹی میں کسی شریف آدمی کو تحفظ مل سکے ۔ ایسی forces ضرور بنائی چاہئیں ان کو بہتر آدمیوں سے ٹریننگ دینی چاہیے لیکن میری یہ گزارش ہے کہ تھانے level پر جو محرر ہر وقت ہر آدمی کو deal کرتا ہے اس کی بہتر تربیت کے لیے بھی سوچنا چاہیے کہ ایک محرر کا تعلیمی معیار کیا ہونا چاہیے ؟ اس کی تربیت کیسی ہونی چاہیے ؟ اس لیے ہمیں بہتر تربیت والے آدمی کو وہاں تعینات کرنا چاہیے اور ان کی بہتر انداز میں تربیت ہونی چاہیے کیونکہ اس کا عام آدمی سے شریف آدمی سے اور دوسرے آدمی سے روزمرہ کا واسطہ ہوتا ہے ۔جناب والا ! اس کے علاوہ میری یہ تجویز ہے کہ جو کیس رجسٹرڈ کرتے ہیں وہ عملہ اور تفتیشی عملہ کو separate کرنا ہو گا۔ تا کہ ان کا آپس کا coordination نہ رہے اور اگر وہ کسی لالچ کی بنیاد پر کیس رجسٹرڈ کرتا ہے تو جب دوسرے اس کی تفتیش کریں گے جو اس سے تھوڑے فاصلے پر ہوں گے تو شاید ہم اس پوزیشن میں ہوں کہ اس میں جو بے گناہ افراد شامل کیے گئے ہوں ان کو انصاف مل سکے اور ان کے لیے

کچھ سہولت پیدا کر سکیں۔جناب والا ! اس ملک میں پولیس کی اکثریت کو پروٹوکول پر لگا دیا ہے میری یہ بھی گزارش ہے کہ جو foreign delegates آتے ہیں یا Head of the States تشریف لاتے ہیں ان کی reception کے لیے پولیس کا عملہ ضرور ہونا چاہیے لیکن اس کے لیے جو CPO میں DIG یا SP بیٹھے ہیں ان کی ڈیوٹی لگا دینی چاہیے ۔ اس جگہ کا جو SSP ہے وہ ایئرپورٹ پر ضرور تشریف لے جائے اور وہاں کے انتظامات کو ضرور چیک کرے لیکن وہ وہاں پر چار یا پانچ گھنٹے نہ کھڑا رہے کیونکہ اس کے دفتر میں شکایت کرنے والوں کی صبح سے شام تک ایک لمبی قطار ہوتی ہے ان لوگوں کو بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے جس کی وجہ سے عام آدمی کا پورے دن کا وقت ضائع ہوتا ہے ۔ اس لیے ان کی عدم موجودگی کی ہر آدمی ہر روز شکایت کرتا ہے۔

جناب والا ! میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی اور اب بھی دوبارہ گزارش کر رہا ہوں کہ ہمیں جو کرپٹ آفیسر کو عبرت کا نشان بنانا ہوگا ۔ ان سے سختی کے ساتھ نمٹنا ہوگا تاکہ دوسرے جو اسی قسم کے لوگ ہیں وہ ان کو دیکھ کر شاید اصلاح حاصل کر سکیں اور اس سے کوئی بہتر سبق حاصل کر سکیں ۔ جناب والا! یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ بہت بڑا ظلم ہے کہ ایک آدمی چوبیس گھنٹے ڈیوٹی پر رہے ہمیں اس پر غور کرنا چاہیے۔ میری یہ تجویز ہے کہ ہمیں سوچنا چاہیے کہ پولیس والوں کو بھی آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی میں لے آنا چاہیے تاکہ ان کی کارکردگی بہتر ہو ان کی efficiency بہتر ہو ۔ کیونکہ کوئی آدمی اگر چودہ پندرہ گھنٹے ڈیوٹی دے گا تو اس سے ہماری بہتر توقعات وہ پوری نہیں ہو سکیں گی ۔ جناب والا! میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ یہاں بجٹ میں پولیس کے ٹی اے ڈی اے کے لیے بہت رقم مختص کی جاتی ہے لیکن اس کی تقسیم ہرآدمی جانتا ہے کہ کوئی منصفانہ تقسیم نہیں ہوتی ۔ جو آدمی ڈیوٹیاں دیتے ہیں جو ڈسٹرکٹ ہیڈ ہوتے ہیں ان سے دستخط کروا کر اس کو دوسرے مصارف میں لے جاتے ہیں ۔ جن لوگوں کا حق ہوتا ہے ان تک یہ پیسہ نہیں پہنچتا ۔ میری یہ بھی تجویز ہے کہ جو بھی آدمی کوئی زائد ڈیوٹی دیتا ہے اس پیسے میں اس کا حق بنتاہے وہ اس کو ملنا چاہیے تاکہ اس کو پتا ہو اگر میں نے تین گھنٹے زیادہ ڈیوٹی دی ہے تو اس کے پیسے مجھے ملیں گے ۔ اس سے وہ تین گھنٹے اس کو محسوس نہیں ہوں گے ۔ اگر اس کے بدلے میں اس کو کوئی رقم نہیں ملتی تو اس کو کافی محسوس ہوتا ہے ۔

جناب والا ! آخر میں ، میں یہی گزارش کروں گا کہ جب تک اس صوبے کا امن عامہ بہتر نہیں ہوگا، تو یہ ایک حقیقت ہے کہ اس صوبے میں کوئی معاشی ترقی ہو سکتی ہے اور نہ کوئی سرمایہ

کاری ہوسکتی ہے۔ یہ ہمیں سوچنا ہے کہ ہم نے اگر اس صوبے کو ترقی دینا ہے ' اس صوبے کے عوام کی حالت بہتر بنانی ہے تو اس کا سب سے پہلے جو کام امن عامہ کو ٹھیک کرنا ہے ۔ اس طرح ہمارے لیے تمام ترقیوں کے راستے کھلتے جائیں گے ۔ انہی تجاویز کے ساتھ میں اس معزز ایوان میں یہ اپیل کروں گا کہ ہماری اس کٹوتی کی تحریک کو منظور فرمایا جائے ۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر ، اس کٹ موشن پر منیس صاحب آپ بھی بولنا چاہتے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس ، جی ۔

جناب سپیکر ، فرمائیں ۔

جناب سعید احمد خان منیس ، شکریہ جناب سپیکر ! اس کٹوتی کی تحریک میں سمجھتا ہوں ہمارے صوبے کے لیے نہایت ہی اہم موضوع ہے ۔ عام حالات میں ہر آدمی چاہے وہ غریب ہے یا امیر چھوٹا ہے یا بڑا ہے وہ اس میں one way or the other way involve ہوتا ہے ۔ جناب سپیکر ! جمہوری روایات میں جیسا کہ آپ جانتے ہیں اپوزیشن کو وقت دیا بھی جاتا ہے اُسے سنا بھی جاتا ہے لیکن یہ بھی بہت ضروری ہے کہ ان کی تجاویز کو مخلصانہ consideration بھی دی جائے ۔ کیونکہ اس ایوان میں چاہے کوئی حکومتی بنچوں پر بیٹھا ہے یا کوئی اپوزیشن بنچوں پر بیٹھا ہے صوبے کا مفاد میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہی priority رکھتا ہے۔ میں نے چند نکات کی نشان دہی اپنی بجٹ تقریر میں کی تھی لیکن winding up تقریر میں گورنمنٹ اس پر توجہ نہیں دے سکی ۔ میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ جو بھی وزیر صاحب اس کا جواب دیں اس میں ان نکات کی طرف توجہ ضرور دیں اور اس کا جواب بھی ضرور آنا چاہیے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ ڈسٹرکٹ پولیس کی تنخواہوں کی مد میں جو رقم مختص کی گئی تھی وہ سال رواں کا جو پیسہ تھا وہ 1 ارب اور 89 کروڑ روپے تھا۔ آئندہ سال کے لیے 1 ارب اور 88 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ۔ لیکن جناب سپیکر آئندہ سال کوئی 4 ہزار نئی پوسٹیں حکومت نے تجویز کی ہیں ۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ ان 4 ہزار افراد کو یہ جو نئے ریکروٹ ہوں گے ' جس میں کانسٹیبل بھی ہیں ہیڈ کانسٹیبل بھی ہیں 'اے ایس آئی بھی ہیں' سب انسپکٹر بھی ہیں ان کی تنخواہیں حکومت کہاں سے دینے کا ارادہ رکھتی ہے ؟ کیا یہ voluntary basis پر کام کریں گے یا چندہ مانگ کر ان کو تنخواہیں دی جائیں گی ۔ یہ جس طرح سے قرض اتارو سکیم آئی ہے اس قسم کی کوئی سکیم عوام کے سامنے رکھی جائے گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پوائنٹ پر حکومت ضرور توجہ دے اور جو میں نے

point out کیا ہے اس کا جواب ضرور آنا چاہیے ۔ جناب سپیکر ! پولیس کی مد میں سب سے اہم مسئلہ امن عامہ کا ہے لیکن جناب سپیکر!آپ حیران ہوں گے کہ امن عامہ کے سلسلے میں حکومت کی کوئی priority ہی نہیں ہے۔ اس کی میں مثال اس طرح سے دوں گا کہ وائٹ پیپر کا صفحہ نمبر 32 ہے۔ اس میں امن عامہ کو non -priority میں رکھا گیا ہے۔ جناب سپیکر آپ حیران ہوں گے کہ اس وقت ہمارے صوبے کی امن عامہ کی صورت حال تشویش ناک حد تک خراب ہو چکی ہے ۔ اگر آپ آج کا ہی اخبار پڑھیں تو ایک ہی صفحے پر جو میں سرخ سیاہی سے mark کیا ہے اور یہ صرف آج کا crime ہے اور صرف ایک paper میں reflect ہوا ہے۔

جناب سپیکر ۔ منیس صاحب کونسا اخبار ہے ؟

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب والا روزنامہ "جنگ" ہے ۔

جناب عثمان ابراہیم ، جناب والا! روزنامہ "جنگ" نے crime کا ایک صفحہ رکھا ہوا ہے اور یہ وہی صفحہ آپ کو دکھا رہے ہیں ۔

جناب سپیکر ، جی منیس صاحب

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب سپیکر! اگر crime کا page رکھا ہوا ہے تو میں بھی crime کی بات ہی کر رہا ہوں۔ میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ امن عامہ کی صورت حال کو حکومت نے اپنی priority میں شامل نہیں کیا ۔ جناب سپیکر! آپ کسی attendent کو کہیں اور یہ کتاب میں آپ تک بھیجتا ہوں۔ page 32 پر یہ non - priority میں رکھا گیا ہے۔ جناب سپیکر! جہاں پر یہ حال ہوگا آپ خود ہی دیکھیں کہ امن عامہ سے کتنے لوگ victim ہیں۔ sectarian violence سے کتنے لوگ متاثر ہو رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اتنی بڑی رقم جو حکومت پولیس کے لیے مختص کر رہی ہے آخر اس میں کوئی بہتری بھی آنی چاہیے۔ اس میں آپ سے زیادہ کون واقف ہے کہ ہمارے بہت ہی اچھے افسران بلکہ سینئر افسران اسامہ موعود جیسے ' ایس ایس پی اشرف مارتھ جیسے لوگ امن عامہ کا نشانہ بنے۔

جناب سپیکر ! sectarian violence کس شہر میں نہیں ہوا ملتان میں دیکھیں ' فیصل آباد میں دیکھیں ' شیخو پورہ ' بہاولپور ' لاہور ' جہانیاں غرض کہ ہر شہر میں sectarian violence کے نتیجے میں کتنی قیمتی جانیں لقمہ اجل بنی ہیں۔ جناب سپیکر! یہ ایک ایسی مد ہے جس کی طرف حکومت کو بہت ہی خیال سے اور مخلصانہ طریقے سے توجہ دینی چاہیے ۔ ابھی جیسا کہ میرے فاضل دوست سعید

اکبر خان صاحب نے فرمایا کہ اس کا ڈویلپمنٹ کے ساتھ بھی بہت گہرا تعلق ہے ۔ law and order situation اگر ٹھیک ہو گی تو باہر کی جو کمپنیاں ہیں وہ ان میں اپنا پیسہ ڈالیں گی ۔

جناب سپیکر ! یہ ایوان مجھ سے زیادہ بہتر جانتا ہے کہ بہت سی غیر ملکی کمپنیاں جو یہاں پر پیسہ invest کرنے کے لیے آئیں ، کام کرنے کے لیے آئیں ان کے انجینئرز کو اغوا کر لیا گیا ، کچھ کو تو حکومت نے تاوان ادا کرنے کے بعد باز یاب کیا۔ اور اب تک کئی ایسے ہیں جو باز یاب بھی نہیں ہوسکے۔ جناب والا! پولیس کی ٹریننگ کے لیے تقریباً سوا 2 کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ اس پولیس کے لیے جو نہ تو نظم ضبط کے اعتبار سے، تفتیش کے اعتبار سے، نہ اسلحہ استعمال کرنے کے اعتبار سے اور نہ ہی امن و امان قائم رکھنے کے اعتبار سے trained force کہلا سکتی ہے۔ جناب سپیکر! اگر اس کے لیے پیسہ مختص کیا گیا ہے تو میں حکومت سے استدعا کروں گا کہ اس کو صحیح انداز میں خرچ کیا جائے ، ان کی ٹریننگ اسی انداز میں کی جائے جس طرح غیر ممالک میں کی جاتی ہے۔ اس ٹریننگ کے بعد ان کو sophisticated weapons دیئے جائیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہر بجٹ میں رکھے جاتے ہیں۔ وہ weapons یا گاڑیاں یا وہ وائرلیس سیٹ زیادہ تر لاہور شہر کے لیے استعمال ہو جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ rural area کے تھانوں میں جو بھی سٹاف متعین ہوتا ہے وہ سارا دن عدالتوں کے چکر میں پیشیاں بھگتنے کے چکر میں اپنے افسران کے سامنے پیش ہونے کے چکر میں وہاں سے غائب رہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو مدعی یا ملزم تھانے جاتا ہے ان کو کہا جاتا ہے کہ وہ ٹرانسپورٹ مہیا کریں۔ جناب والا! جہاں اس ٹریننگ کے لیے یہ پیسہ رکھا جا رہا ہے اس کو صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے اور ان کی کارکردگی کو بہتر کیا جائے۔ جناب والا! ایک وقت تھا کہ پنجاب کے صوبے کو امن و امان کے مسئلے پر سر فہرست سمجھا جاتا تھا۔ لیکن آج حالت یہ ہے کہ ایک شخص جب گھر سے نکلتا ہے تو وہ خود بھی یہ نہیں جانتا کہ واقعی وہ واپس بھی پہنچ سکے گا یا نہیں۔ دوسری طرف اس کے والدین یا اس کی اولاد دروازے کو تکتے رہتے ہیں ، دیکھتے رہتے ہیں کہ ہمارا نمائندہ ، ہمارے گھر کا فرد خیر خیریت سے واپس گھر آ جائے۔ جناب والا! اس پولیس کی کارکردگی سے کون واقف نہیں۔ اب تو میں یہ کہوں گا کہ امن وامان کی صورت حال ، یہ جو کرائمز ہیں یہ ہمارے ایوانوں تک آ پہنچے ہیں ، ہمارے ایوانوں کو دستک دی جا رہی ہے کہ ہمارے معزز رکن قتل کیے گئے ، یہاں ٹریژری بنچز کے ایسے معزز اراکین ہیں جن کی گاڑیاں گن پوائنٹ پر چھین لی گئیں۔ لیکن آج تک ان کا کوئی پتا نہیں ہے۔ جناب والا! جب اس ایوان کے معزز اراکین کا یہ حال ہوگا تو پھر آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ باقی جو عام اور غریب

.گ ہیں جو کہ تھانوں تک' ایس پی اور ڈی آئی جی تک پہنچ بھی نہیں سکتے ان کا کیا حال ہوگا۔ جناب والا! میں کہوں گا کہ پولیس کی خودسری کا یہ حال ہے کہ اخبارات میں ہم نے پڑھا ہے کہ پولیس فسران نے اب کورٹس پر بھی criticise کرنا شروع کر دیا ہے۔ جس کے نتیجے میں کورٹ کو پھر suomoto action لینے پڑے ہیں۔ جناب والا!میں حکومت سے استدعا کروں گا کہ اس فورس کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے۔ ان کے criticism جو کورٹس پر ہیں اس کو بند کیا جائے ' جس مقصد کے لیے جو ڈیپارٹمنٹ بنایا گیا ہے وہ وہی کام کرے۔ اور یہ نہ ہو کہ لوگوں کا اعتماد جو پہلے ہی اٹھا ہوا ہے وہ مزید اٹھ جائے۔ جناب والا!آپ خود اندازہ لگائیں کہ میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ پولیس سے حکومت کا اپنا اعتماد بھی اٹھ چکا ہے۔ محرم کے مہینے میں مسلح افواج کو بلایا گیا' PRTC کو tackle کرنے کے لیے رینجر کو بلایا گیا۔ جناب والا!اس سے صاف عیاں ہے کہ پولیس کی کارکردگی بہتر نہیں اور خود حکومت کا اس پر سے اعتماد اٹھ چکا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اتنی بڑی رقوم محکمہ پولیس دینے کا فائدہ نہیں ہے جب تک حکومت خود ان پر checks and balance نہ رکھے۔ جناب والا! پھر آپ خود دیکھیں کہ جو سپیشل برانچ ' کرائمز برانچ اور انٹی کرپشن کے جو محکمہ جات ہیں اس میں سب ڈیپارٹمنٹس رکھے گئے ہیں۔ یہاں پر لوگوں کو آفیسرز کو سزا کے طور پر بھیجا جاتا ہے۔ میں حکومت سے استدعا کروں گا کہ وہ ایسے incentives پیدا کرے کہ اہل کاران و افسران ان برانچوں میں جانے کے لیے تیار ہوں۔ بہت سے ہمارے اراکین اسمبلی اور وزرائے کرام تشریف فرما ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ آفیسرز بہتر posting career میں' یہ کوئی بری بات نہیں' بہتر posting ہر کسی کو درکار ہوتی ہے ' لیکن سپیشل برانچ یا کرائمز برانچ نہایت ہی اہم شعبے ہیں ان میں incentives دیئے جائیں تاکہ آفیسرز شوق سے' خوش ہو کر ان سیکٹرز میں جائیں اور اچھا کام کریں۔ جناب والا!میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کی مراعات' ان کی تنخواہوں میں' جیسے کہ حکومت ارادہ بھی رکھتی ہے ' کہ ان کی تنخواہوں اور مراعات کو بڑھایا جائے گا' اس حد تک بڑھایا جائے کہ پھر وہ رشوت کی طرف مائل نہ ہوں۔ اور پھر احتساب کے عمل کو سخت کیا جائے ۔ کیوں کہ جب حکومت تنخواہیں بہتر کرے گی ' مراعات بہتر دے گی تو پھر حق بجانب ہوگی کہ پھر اگر کوئی غلط کام کرتا ہے تو اس پر سختی سے احتساب کا عمل ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ پھر کوئی اس پر انگلی نہیں اٹھا سکے گا۔ جناب والا!کافی فورس ہے اس کے باوجود آبادی کے لحاظ سے ہمارے صوبے کی فورس کم ہے۔ بہت اچھا کیا ہے کہ اس مرتبہ اس فورس کو بڑھانے کے لیے بتایا گیا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ فورس کچھ جگہوں پر بے جا ڈیوٹیاں ادا کر رہی ہے۔ جیسے کہ

سید اکبر خان نے کہا کہ پروٹوکول کی ڈیوٹی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس سے ہٹ کر پولیس کو اپنا کام کرنے دینا چاہیے۔ مجھے اعتراض نہیں ہے بلکہ میں ایک تجویز پیش کر رہا ہوں۔ مجھے یہ اعتراض نہیں کہ چیف منسٹر یا منسٹرز کے آگے پیچھے بہت ساری گاڑیاں ہوں ' ان کو تحفظ دینا بھی حکومت کا کام ہے۔ لیکن جب ہم اپنی امن عامہ کی صورت حال کو دیکھتے ہیں ' یہ ساری گاڑیاں جن کو امن عامہ کی صورت حال کا خیال رکھنا چاہیے' وہ ہمارے dignitaries کے آگے پیچھے ہوتی ہیں۔ تھانے کا عملہ ان کے آگے پیچھے ہوتا ہے۔ اس وقت کئی واقعات' کئی ڈکیتیاں' کئی چوریاں اور کئی قتل ہو جاتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ یہاں پر ایک provincial crimes committee ہوا کرتی تھی۔ اور وزرائے کرام بھی اس کا حصہ ہوتے تھے اکثر یہ ہوتا تھا کہ جب وہ کمیٹی میٹنگ کر رہی ہوتی تھی تو سارا دن میٹنگ میں مصروف رہتی تھی ' باہر ڈکیتیاں ہو جاتی تھیں ' قتل ہو جاتے تھے ' سارے کرائمز ہو جاتے تھے' جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ dignitaries کے لیے گاڑیاں ضرور رکھیں ' escorts رکھیں ' protocol رکھیں لیکن اتنی حد تک رکھیں تاکہ باقی suffer نہ کرے۔ جناب والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئی یہ عرض کروں گا کہ پولیس کی پالیسی کو رد کیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ' مینس صاحب۔ لغاری صاحب! آپ بولنا چاہیں گے یا نہیں؟

سردار رفیق حیدر لغاری، ارادہ تو تھا مگر جب گھڑی پر نظر پڑتی ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے بہت سارے اور important subject رہ جائیں گے کیونکہ اکثر بھائیوں نے points touch کر لیے ہیں۔

جناب سپیکر، اس کے اوپر کافی بات ہو چکی ہے۔ جی' سردار صاحب۔

وزیر خزانہ، شکریہ'

جناب سپیکر! میں ابتدا ہی میں ایک بات آپ کی وساطت سے عرض کر ہی دوں کہ اب پھر جو جو باتیں انہوں نے کی ہیں اگر میں ان کا جواب دیتا ہوں تو پھر یہ چھوٹے بچوں کی طرح روتے ہوئے آپ کے پاس آ جائیں گے میرے خیال میں میں مختصر ہی کروں۔ بہرحال یہاں بہت سی باتیں کی گئیں کہ لوگوں کو پولیس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ کوئی ملک ترقی نہیں کر سکتا' کوئی صنعت آگے نہیں بڑھ سکتی' کوئی آدمی تحفظ محسوس نہیں کرتا جب تک امن عامہ کی صورت حال بہتر نہ ہو۔ جناب سپیکر! ان باتوں سے کس کو اختلاف ہے۔ ہر ملک کی ترقی کے لیے لازم ہے کہ وہاں لاء اینڈ آرڈر

کی صورت حال بہترین ہونی چاہیے۔ عوام کے سکھ اور سکون کے لیے بھی لازم ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال بہتر ہونی چاہیے ۔ پھر یہاں یہ بھی کہا گیا کہ جناب سپیکر! آپ کی' اس ایوان کی اور عوام کی لاء اینڈ آرڈر کی موجودہ بگڑتی ہوئی صورت حال پر بڑی گہری نظر ہے۔ پھر یہاں یہ بھی تسلیم کیا گیا کہ بہت سے محکمہ جات میں رشوت اور بدعنوانیاں موجود ہیں لیکن پولیس میں اس لیے زیادہ notes کی جاتی ہیں کہ ان کا پبلک کے ساتھ ہر وقت کا تعلق ہے اور بڑے آدمی' چھوٹے آدمی' امیر آدمی' غریب آدمی ہر کسی کے ساتھ تعلق ہے لہٰذا وہ زیادہ لوگوں کی نظر میں آ جاتے ہیں۔ قتل و غارت' ڈکیتیوں' وارداتوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ سے پوچھا گیا کہ ان بے قصوروں کا کیا گناہ تھا؟ جنہیں ڈاکوؤں' قاتلوں یا فرقہ واریت کے دہشت گردوں نے قتل کر دیا۔ یہاں یہ بھی کہا گیا کہ پولیس گشت کر رہی ہوتی ہے اور ان گشتی پارٹیوں کے سامنے وارداتیں ہو جاتی ہیں اور وہ کچھ نہیں کرتے۔ جناب سپیکر! یہ سب کچھ کہہ کر فاضل رکن نے پھر یہ کہا کہ یہ سب کچھ ترقی یافتہ ملکوں میں بھی ہوتا ہے ہم تو ترقی پذیر ملک ہیں لیکن وہاں کچھ تجاویز کی جاتی ہیں وہاں کچھ سدباب کیا جاتا ہے اور ان چیزوں کو روکنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جناب سپیکر! جہاں میں اپنی حکومت کی کوششوں کا بعد میں ذکر کروں گا پہلے میں آپ کی وساطت سے ان فاضل اراکین سے پوچھنا چاہوں گا جنہوں نے آج اس کٹ موشن پر تقاریر کی ہیں کہ ایک عرصے سے حکومت جس جماعت کی بھی رہی ان کا تعلق حکومتی جماعت سے رہا ہے۔

جناب سپیکر! کسی نے ایک شخص سے پوچھا تھا کہ جناب! آپ ہر دور میں جماعت بدل لیتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ نہیں بھائی! میں کبھی جماعت نہیں بدلتا' حکومت جماعت بدل لیتی ہے میں تو حکومت کے ساتھ رہتا ہوں تو ان کا بھی تقریباً وہی کردار رہا ہے تو میں ان سے آپ کی وساطت سے پوچھوں گا کہ انہوں نے حکومتوں میں رہتے ہوئے اس فورس کی جن خامیوں کا آج ذکر کیا جا رہا ہے ان میں کون سی تجاویز پیش کیں؛ کون سی تبدیلیاں لانے کی کوشش کی؟ میں قطعاً پولیس فورس کی خامیوں کا دفاع نہیں کرتا' نہ کبھی پہلے کیا ہے' نہ آج کروں گا' نہ آئندہ کروں گا اور میں یہ بیان صرف اپنی ذات کی طرف سے نہیں بلکہ حکومت کی طرف سے یہ بیان دے رہا ہوں لیکن جناب والا! ہم نے عملاً کچھ اقدامات شروع کر دیے ہیں جن پر میں بعد میں آؤں گا۔

جناب سپیکر! پہلے میں آپ کی وساطت سے ان سے پوچھوں گا کہ ایک فاضل رکن جو یہاں تقریر فرما گئے ہیں وہ ان کے بزرگ اور سیاست میں اور عملی زندگی میں وہ ان کے بزرگ استاد بھی رہے وہ پولیس سروس کے تھے اور بہت چھوٹے سے عہدے سے شروع ہوئے تھے اور بڑے سینئر عہدے

پہ جا کر ریٹائر ہوئے اور اس دوران ان کے وزیر اعلیٰ سے بھی تعلقات رہے اور مارشل لاء کے گورنروں کے ساتھ بھی تعلقات رہے تو پتا نہیں چیف منسٹروں کو تو شاید وہ مشورہ دینے کے قابل تھے یا نہیں تھے لیکن وہ گورنروں اور مارشل لاء کے دوران کے گورنروں کے بھی بہت قریب رہے۔ جب اس قسم کے قوانین یوں آناً فاناً آرڈیننس کے ذریعے بنا دیے جاتے تھے۔ یہ آج جس پولیس فورس پر اتنی تنقید کر رہے ہیں اور جس کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا ہے اس وقت یہ اپنے اس بزرگ کے ذریعے کوئی ترامیم' کوئی تبدیلی' اس فورس میں کوئی بہتری' کچھ نہ کر سکے اب صرف اس دور میں کیونکہ وہ اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں اب پولیس میں سب برائیاں اور سب کوتاہیاں ان کے سامنے اجاگر ہو گئیں۔ بہرحال جناب سپیکر! یہ باتیں سیاسی طور پر تو کر دی جاتی ہیں لیکن ہم نے عملاً جو اقدامات کیے ہیں میں اس میں تھوڑا سا آپ کا اور اس ایوان کا وقت لوں گا۔

یہاں یہ بھی کہا گیا کہ ایک ہی شخص ایف آئی آر کاٹتا ہے' وہی شخص پھر تفتیش کرتا ہے' وہی شخص آگے عدالت میں مقدمہ چالان کر کے بھیجتا ہے وغیرہ وغیرہ تو میرے خیال میں آج تک جتنی بھی حکومتیں آئی ہیں آج تک اس قسم کے اقدامات نہیں کیے گئے اس حکومت نے پہلی مرتبہ ہر ضلع میں سنگین نوعیت کے جرائم کے لیے ایک علیحدہ فورس بنانے کی منظوری دے دی ہے جس کا انچارج ایک ڈی ایس پی ہو گا اور ضلع کی آبادی اور ضروریات کے لحاظ سے اتنے انسپکٹرز ہوں گے اور سنگین جرم کا پرچہ متعلقہ تھانے میں کاٹا جانے گا ایف آئی آر بھی وہیں درج ہو گی اور وہ سیدھا اس سپیشل فورس کے سپرد کر دیا جائے گا اور وہ فورس ڈائریکٹ ایس پی کے ماتحت ہو گی۔ وہ اور کسی کی جواب دہ نہیں ہو گی اور وہ اس ایف آئی آر کو take over کرے گی اور اس پرچے کی تفتیش اور جو بھی باقی کارروائی ہو گی وہ اس فورس کے سپرد ہو گی۔ ایس پی directly اس رپورٹ پہ دستخط کرے گا بالفاظ دیگر جناب سپیکر! اس رپورٹ کی ذمہ داری ایس پی قبول کرے گا۔ آج جو طریقہ کار رائج ہے جب ایس ایچ او ایک ایف آئی آر کاٹ دیتا ہے تو ایف آئی آر اسی کی حد تک اور اسی کی ذمہ داری ہوتی ہے لیکن اب ایس پی خود اس قسم کے سنگین جرائم کی تفتیشوں اور رپورٹ کا وہ خود ذمہ دار ہو گا۔

اس کے علاوہ یہاں پولیس کی بہتری کے لیے یہ بھی کہا گیا کہ 24 گھنٹے کی ڈیوٹی' میرے خیال میں انہوں نے اخبارات اس لیے تو ضرور پیش کر دیے کہ یہ دیکھیے کہ جو جرائم ہوتے ہیں ان پہ میں نے سرخ رنگ بھر دیا ہے۔ جناب سپیکر! جرائم کے صفحے پہ جرائم ہی لکھے جائیں گے جرائم کے صفحے پہ کوئی شادی بیاہ یا خوشیوں کے موقعے تو نہیں لکھے جائیں گے۔ انہوں نے اخبار تو یہاں دکھا دیا لیکن اخبار

کے بہتری کے حصے پڑھنے کی شاید انہوں نے زحمت گوارا نہیں کی۔ ہم پہلے ہی یہ تجویز کر چکے ہیں کہ کسی بندے کا 24 گھنٹے ڈیوٹی کرنا اور پھر مسلسل ہفتے کے 7 دن' مہینے کے 4 ہفتے اور سال کے 12 مہینے ڈیوٹی کرنا ممکن نہیں۔ وزیر اعلیٰ نے اسی کے نتیجے میں پولیس فورس کو بڑھانے کی منظوری دے دی ہے لیکن وسائل کی کم یابی کی وجہ سے ہم اس سال صرف 3 ہزار افراد کی نفری کا اضافہ کر سکیں گے لیکن بالآخر پولیس میں 45 ہزار افراد بھرتی کرنے ہیں۔ جناب سپیکر! جس کے نتیجے میں ہم ان کی service conditions کو آسان بنا سکیں گے تاکہ کسی ایک فرد کو مسلسل 24 گھنٹے ڈیوٹی پہ الرٹ نہ رہنا پڑے۔
اب یہ تو وسائل کی بات کی ہمارے پاس جتنے وسائل ہوں گے ہم اسی قدر بڑھاتے جائیں گے لیکن کوشش یہ کی جانے گی کہ 10 سے 12 گھنٹے سے اوپر کسی کی ڈیوٹی نہ رہے اس کے بعد وہ آرام کر سکیں یا اپنا نجی کاروبار کر سکے اور پھر یہاں ٹریننگ کے بارے میں بھی کہا گیا ہے ' سپیشل برانچ اور ٹریفک پولیس اور بائی دے ٹریفک پولیس کے بارے میں خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! یہاں چیف منسٹر' قائد ایوان نے اپنی تقریر میں بھی کہا تھا اور ہم بارہا کہہ چکے ہیں کہ پولیس کو جس طرح سے سابق حکومت نے استعمال کیا' اس کی مثال ماضی میں کہیں نہیں ملتی۔ شکر ہے کہ سپیشل برانچ کا کام یہاں یہ خود اپنی زبان سے اقرار کر گئے ہیں کہ سیاست اور سیاست دانوں کے پیچھے لگا دیا گیا اور سیاسی شخصیات کو tail کرنا ان کی نقل و حرکت پر نظر رکھنا' ان کے ٹیلی فون ٹیپ کرنا' ان کے ٹیلی فون conversations کو اپنے مقام تک پہنچانا۔ ان کو انہی duties پر تعینات کیا ہوا تھا۔

جناب سپیکر، بلکہ اسمبلی کے اندر سے ممبران کو بھی پکڑ لینا۔انعام اللہ نیازی صاحب کے ساتھ واقعہ پیش آ چکا ہے۔

وزیر خزانہ : جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے میری ایک تلخ یاد کو تازہ کر دیا۔ یہ ساری باتیں انہی کی حکومت نے کی تھیں۔ اگر میں تھوڑا سا لہجہ بلند کر لوں گا تو پھر یہ چیخنا شروع کر دیں گے۔ جناب سپیکر! لہٰذا میں آج بڑے مدہم لہجے میں بات کرتا ہوں۔ لیکن جس طرح انہوں نے الزامات لگائے ہیں۔ ان میں سننے کا بھی حوصلہ ہونا چاہیے۔ وہ تمام پالیسیاں پاکستان مسلم لیگ کی حکومت نے صرف ترک نہیں کیں صرف condemn کیا ہے اور سپیشل برانچ کو یا دیگر ایجنسیاں۔ جن کے فرائض معلومات حاصل کرنا' سنگین جرائم کے ملزمان کی سراغ رسانی کرنا وغیرہ وغیرہ ۔ جو بھی ان کی duties ہیں۔ ان کو ہمہ وقت اس طرف مصروف رہنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ پھر یہاں یہ بھی کہا

گیا کہ جن کے ریکارڈز اچھے نہیں ہوتے وہ افسران سیاسی سفارشات ڈھونڈ کر اپنی posting کرا لیتے ہیں۔ پھر اس کے بعد ان کو محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے پیچھے تو بہت بڑی سیاسی طاقت ہے تو ہمیں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ جناب سپیکر! یہ تو باتیں کر رہے ہیں ہم نے تو عملاً کیا ہے۔ یہاں کوئی معزز رکن چاہے اس ہاؤس کا ہو یا ایوان بالا کا ہو آج یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے ضلعے میں ایس۔پی' ڈی۔ ایس۔پی یا اس سے نیچے کوئی افسران یا آئی۔جی' ڈی۔ آئی۔جی ہمارے کہنے پہ لگے ہوں۔totally on merit posting کی جا رہی ہے۔ اور جناب سپیکر! ان کا ریکارڈ دیکھ کر اور یہ بھی دیکھ کر کہ کسی کو فیلڈ سروس میں کتنا ٹائم ملا ہے۔ بعض ایسے افسران موجود تھے کہ جن کے سیاسی تعلقات نہ تھے۔ ان بے چاروں کو فیلڈ سروس کا موقع ہی نہیں دیا گیا اور وہ دفاتر میں ہی چکر لگاتے رہے۔ آج ان کو فیلڈ سروس دی گئی ہے اور ہمارے اپنے ممبران اسمبلی کی شکایات آتی ہیں۔ جناب سپیکر! میں یہ تسلیم کرنے کے لیے تیار ہوں' اس میں مجھے کوئی شرم نہیں' کوئی عار نہیں کہ ہم نے ایس۔پی کو کہا یا ڈی۔ آئی۔جی کو کہا کہ فلاں ایس۔ایچ۔او کو تبدیل کر دیں اور انھوں نے نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے ان الزامات کی نفی ہے جو یہ کہہ رہے ہیں۔ یہ اپنے طور پر تو کرتے رہے ہیں۔ یہ جو ہم پر الزام لگا رہے ہیں کہ سیاسی postings ہوتی ہیں۔ اس کا ایک سرے سے خاتمہ کر دیا گیا ہے اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک آدمی کی merit پر posting کر دی گئی ہے' جو یہ پھر اشارہ کر رہے تھے اور وہ شخص صرف یہ نہیں کہ سیاسی سفارشات نہیں سنتا۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور اس قسم کی شکایات آئیں کہ وہ رشوت لے رہا ہو یا اس نے کوئی اور بدعنوانیاں کی ہوں تو اس کا فوراً نوٹس لیا جاتا ہے اور آپ کے سامنے پھر وہ ایک مثال موجود ہے کہ ایک بہت دیانت دار افسر' ایک بہت اچھا افسر ڈی۔آئی۔جی ٹریفک جب اپنا عہدہ اور اپنے اثرات غلط طور پر استعمال کرتا ہے اور تھانے جا کر شرابی ملزم کو چھڑواتا ہے تو اسے فوراً اسی دن اپنے عہدے سے relieve کر دیا جاتا ہے اور اس کو صوبے سے باہر بھیج دیا جاتا ہے۔ تو اس قسم کی مثالیں اس حکومت نے قوم کے سامنے اور خاص طور پر صوبے کے سامنے رکھ دی ہیں اور ثابت کیا ہے کہ ہم عملاً اس طرف چل پڑے ہیں۔ جن کا یہ خوابوں میں اور ہواؤں میں ذکر کرتے رہتے ہیں۔ کبھی عمل کرنے کا ان کا ارادہ نہ تھا نہ ہے۔

جناب سپیکر! یہاں انھوں نے elite force کا ذکر کیا۔ جہاں یہ کہتے ہیں کہ بہتری کرنی چاہیے اور پولیس فورس کو زیادہ اچھی کارکردگی پر لانا چاہیے وغیرہ وغیرہ۔ پھر یہاں elite force کو criticize بھی کر گئے۔ میں بڑے نرم لہجے میں لیکن پھر بھی جناب والا! دنیا کے جس خطے میں آپ

دیکھ لیں جو خاص طور پر ترقی یافتہ ملک ہیں۔ United States of America ہے' United Kingdom ہے' فرانس ہے اور جرمنی وغیرہ جو بھی ترقی یافتہ ممالک ہیں۔ وہاں ہر ملک میں نام جو بھی دے دیں۔ "SAS" ہے "SWAAB" ' "SEALS" ہیں وغیرہ وغیرہ ۔ لیکن ہر ملک میں ایک elite force ہوتی ہے۔ جو کسی ایمرجنسی کی situation کو deal کرنے کے لیے تیار کی جاتی ہے۔ ان کی special training ہوتی ہے۔ ان کے لیے special weapons ہوتے ہیں۔ ان کے پاس special vehicles ' ان کو ہرقسم کی خصوصی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں ۔ کسی ایک unforeseen, untoward event کے لیے eventuality کے لیے ان کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اب جب ہم اسی patterns پر یہاں ایک فورس تیار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس کے لیے جیسا کہ میں نے بجٹ تقریر میں بھی عرض کیا تھا بلکہ winding up speech میں ذکر کیا تھا کہ ہم نے افواج پاکستان کے کمانڈوز کی خدمات حاصل کی ہیں اور مجھے یہ بات کہنے میں فخر ہے کہ پاکستان کے کمانڈوز دنیا کی بہترین کمانڈوز فورسز میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کی خدمات حاصل کی ہیں۔ تو اب جب ہم ایک اچھا قدم اٹھا رہے ہیں تو اس کو بھی یہ نکتہ چینی کا پوائنٹ بنا لیتے ہیں۔ جناب سپیکر! آج تک بہت سی ایسی وارداتیں ہیں جو میں تسلیم کرتا ہوں کہ اگر واردات ہو گئی تھی تو ان کے ملزمان کو گرفتار کرنے میں کوتاہی کی گئی' سستی کی گئی' پولیس اہل کاران دیر سے پہنچے اور ملزمان فرار ہو گئے۔ اگر اس قسم کی elite force ہو گی اور وہ مستعد ہو گی اور موجود ہو گی۔ ان وارداتوں کو روکنا تو اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے لیکن ان کے لیے فوراً پولیس فورس کا حرکت میں آ جانا اور ان کو گرفتار کرنا ممکن ہو سکے گا۔ کیونکہ جس کے دل میں جرم کرنے کا ارادہ ہے وہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کہاں hit کرے گا' کس طرح hit کرے گا' کس کو hit کرے گا۔ لیکن پھر اس کا جرم کر لینے کے بعد اس elite force کے ذریعے ان شاء اللہ العزیز ہماری یہ پوری پوری امید اور کوشش ہو گی کہ ان کی گرفتاری آسان ہو سکے۔

یہاں پھر میں بالکل مختصر بات کروں گا کہ یہاں جمہوری روایات کی بات کی گئی ہے۔ یہاں پروٹوکول کی بات کی گئی اور یہاں ایک صاحب ایک معزز رکن نے یہاں وائٹ پیپر کو پکڑ لیا ہے۔ دوسری یا تیسری مرتبہ یہاں پڑھ رہے ہیں۔ وائٹ پیپر میں جو ترجیحات لکھی گئی ہیں۔ جناب والا! اس میں یہ قطعاً نہیں سمجھنا چاہیے کہ لاء اینڈ آرڈر کی ترجیح ہماری کہیں نیچے چلی گئی ہے۔ چیف منسٹر ' قائد ایوان نے یہاں اسی ہاؤس میں پالیسی سٹیٹمنٹ دی ہے کہ ہماری ترجیح نمبر 1 لاء اینڈ آرڈر کو بہتر بنانا ہے۔ اس کے بعد تعلیم ہے' صحت ہے اور پھر دیگر سیکٹرز ہیں۔ تو یہ ایک ہی بات کو بار بار دہراتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہی وجہ ہے کہ ان کے پاس morally کوئی بات کرنے کے لیے ground ہی نہیں ہے کہ پروٹوکول کی بات کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں اگر میں چشم دید گواہ ہوں تو یقیناً آپ بھی چشم دید گواہ ہیں۔

جناب سپیکر، اسی میں ہی صفحہ 32 پر انھوں نے ذکر کیا ہے۔ اسی میں لکھا ہوا ہے کہ

Enhanced Allocation for Law & Order and Administration of Justice.

وزیر خزانہ، وہی میں عرض کر رہا ہوں کہ وہ مطالعہ تو کرتے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ پچھلے سال سے allocation زیادہ ہوئی ہے۔ پچھلے سال سے لاء اینڈ آرڈر پر فنڈز زیادہ رکھے گئے ہیں۔

وزیر خزانہ، میں آ رہا ہوں۔ لیکن میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ہی نشان دہی کر دی۔

جناب سپیکر، نہیں نشان دہی انھوں نے کی تھی اور یہ کاپی بھی انھوں نے بھجوائی تھی۔

وزیر خزانہ، فی الحال تو میں صرف ان کے جواب دے رہا تھا۔ جناب سپیکر! باقی facts and figures کی طرف تو میں آ رہا ہوں لیکن میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ ہی نے نہ صرف میری رہبری کر دی اور ان کے اس اعتراض کا جواب بھی دے دیا۔

جناب سپیکر! یہ پروٹوکول duties کی بات کرتے ہیں۔ میرے خیال میں میری طرح اور اس ایوان کے بیشتر معزز اراکین کی طرح آپ خود بھی گواہ ہیں کہ جب ان کے پاس ' ان کے قائد کہیں سڑک پر نکلتے تھے تو 20/25 police vehicles آگے ہوتی تھیں اور اتنی ہی police vehicles 20/25 پیچھے ہوتی تھیں۔ ہمارے چیف منسٹر کے ساتھ ایک موٹر سائیکل آگے ہوتا ہے' ایک پولیس گاڑی پیچھے ہوتی ہے۔

جناب سپیکر، اور بیس پچیس ضلع میں چل رہی ہوتی تھیں۔

وزیر خزانہ، الحمد للہ' کہ میں نے ان کے ضلع کا ماحول کبھی نہیں دیکھا' ماسوائے جب وہ ہمارے سپیکر تھے اور ان کے بیٹے کی شادی ہوئی تھی جس میں میرے خیال میں کوئی پانچ ساڑھے پانچ ہزار مہمان مدعو تھے۔ وہ موقع مجھے یاد ہے۔ اس سے پہلے یا اس کے بعد الحمد للہ' میں ـــ میرے معزز ساتھی یہاں بتا رہے ہیں کہ اس شادی کے موقع پر' ان کے صاحب زادے یا صاحب زادی کی شادی تھی' کم و بیش تین سو گاڑیاں' جب وہ وزیر اعلیٰ تھے' میرے دوست کو تھوڑا سا مغالطہ ہو رہا ہے جب وزیر اعلیٰ تھے' اس

وقت کم و بیش تین سو گاڑیاں ان کو تحفے میں ملی تھیں۔ بہرحال' یہ اب میں معزز رکن پر چھوڑتا ہوں کہ وہ کون سی چیز کو برا سمجھتے ہیں اور کون سی چیز کو اچھا سمجھتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ ہوں اور بیٹے کی شادی کریں اور تین سو گاڑیاں گفٹ لینا یہ مناسب ہوگا' جائز ہوگا شاید ان کے لیے۔ اور ایک وزیر اعلیٰ نکلتا ہے اور اس کے ساتھ پچیس گاڑیاں آگے پچیس پیچھے اس کے لیے ٹھیک ہے۔ لیکن اگر مسلم لیگ کا وزیر اعلیٰ ایک موٹر سائیکل اور پیچھے ایک گاڑی کے ساتھ سڑک پر نکلتا ہے تو وہ ان کے لیے قابل اعتراض ہو جاتا ہے۔ پھر اور کیا کیا میں بات کروں؟ یہ سینئر منسٹر کے عہدے کس نے create کیے؟ سینئر منسٹر کا علیحدہ سیکرٹریٹ کس نے create کیا اور اس سیکرٹریٹ کے کیا اخراجات تھے؟ پولیس کی کیا نفری وہاں مامور ہوتی تھی؟ یعنی کس کس بات کو میں یہاں اجاگر کروں؟ پھر کوئی بات کروں تو اسمبلی کے فاضل ارکان کہیں گے کہ جناب' یہ ہمارے اوپر حملہ کرتا ہے' ذاتیات پہ حملہ کرتا ہے۔ لیکن اب میں ان کی سیاسی تقریر سے ہٹ کر انھوں نےجو facts and figures پر بات کی ہے' آپ نے خود ہی نشان دہی کر دی کہ پچھلے سال کے بجٹ کی نسبت اس سال پولیس فورس کو اضافی گرانٹ دی گئی ہے۔ نوٹل فگرز وہ خود پڑھ چکے ہیں۔ اس میں سے 23 83 فی صد تو تنخواہوں اور الاؤنسوں میں چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد 2.47 فی صد نئی اشیاء کی خریداری' جس میں پک اپ ہیں' موٹر سائیکل ہیں' وائرلیس ہے' اسلحہ ہے' اس قسم کی چیزیں۔ اور 1 61 فی صد مرمت جو موجودہ vehicles ہیں اور جو باقی وائرلیس سیٹ وغیرہ ہیں ان کی مرمت میں چلا جاتا ہے۔ میں آپ کو اور ایوان کو تفصیل سے بور کیے بغیر' باقی چھوٹی چھوٹی مدات جن میں دیگر اخراجات آ جاتے ہیں۔ جناب والا! اس کے علاوہ پنجاب بھر میں 604 کُل پولیس سٹیشن ہیں۔ جس میں سے 108 پولیس سٹیشن اب تک عمارت کے بغیر ہیں اور 361 تھانے یا کرایے کی عمارت میں ہیں یا ان کے پاس ابھی تک کوئی عمارت نہیں۔ پولیس لائنز میں بیرکیں ناکافی ہیں اور جو ہیں وہ بھی ناگفتہ بہ حالت میں ہیں اور خود یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ ان کی ورکنگ کنڈیشنز کو بہتر بنانا چاہیے۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ پاکستان کا شہری' جو بنیادی طور پر تو شہری ہی ہے اور پھر پولیس کا ملازم ہے' اُس کے بھی حقوق ہیں اور اُن کے حقوق انھیں دیے جائیں اور پھر ان سے توقع کی جائے کہ وہ اپنی ڈیوٹی بہتر طریقے سے انجام دیں۔ کچھ یہاں اس قسم کی بھی بے جا بحث کی گئی کہ فگرز تو کہہ دیتے ہیں لیکن عملاً سچوایشن بہتر نہیں ہوئی۔ جناب والا! بہت سی فگرز میرے پاس موجود ہیں۔ لیکن overall میں بات کرتا ہوں کہ ہر مد میں پولیس ان ساڑھے تین مہینوں میں اپنی performance پچھلے پورے سال سے بہتر طریقے سے انجام دے چکی ہے۔ کتنے

گرفتار ہوئے۔ heinous crimes کے ملزمان جو عرصہ دراز سے مفرور تھے ان میں سے کتنے گرفتار ہوئے۔ یہ تمام فگرز میرے پاس موجود ہیں جناب سپیکر، لیکن میں آپ کا بھی میں اشارہ سمجھ چکا ہوں۔ میں اس کو لمبا نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: کافی بات آ گئی ہے۔

وزیر خزانہ: لہٰذا میں یہ استدعا کروں گا کہ ان کی یہ کٹوتی کی تحریک مسترد کی جائے۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: شکریہ سردار صاحب۔ اب سوال یہ ہے:

"کہ 5 ارب 78 کروڑ 44 لاکھ 6 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 13 پولیس کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے"۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

"کہ ایک رقم جو 5 ارب 78 کروڑ 44 لاکھ 6 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 16

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 16 لیتے ہیں۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 16 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: شکریہ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

"کہ ایک رقم جو 6 ارب 42 کروڑ 96 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے"۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

"کہ ایک رقم جو 6 ارب 42 کروڑ 96 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے"۔

MR MOAZAM JEHANZEB AHMED KHAN WATTOO: I oppose it.

جناب سپیکر، معظم وٹو صاحب اپوز کرتے ہیں۔ آپ کٹ موشن پیش کریں گے؟

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ 6 ارب 42 کروڑ 96 لاکھ روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 16 خدمات صحت کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے"۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے،

کہ 6 ارب 42 کروڑ 96 لاکھ روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 16 خدمات صحت کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، I oppose Sir.

جناب سپیکر، خاکوانی صاحب اپوز کرتے ہیں۔ تو اب معظم صاحب! آپ پہلے بولیں گے؟

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، جی' معظم وٹو صاحب۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔

جناب سپیکر! یہ ہیلتھ سروس کا جو ڈیپارٹمنٹ ہے' اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ محکمہ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ پنجاب کے عوام کو صحت کی سہولتیں فراہم کرنا اس محکمے کے فرائض میں شامل ہے۔ لیکن اس محکمے کی کارکردگی دیکھی جائے تو یہ نہایت ناقص ہے۔ میں اپنے دلائل کے ساتھ یہ ثابت کروں گا کہ جو فنڈ اس ڈیپارٹمنٹ کے لیے رکھے گئے ہیں اور جو حکومت کی اس محکمے کی پالیسی ہے وہ نہایت ناقص ہے اور لوگوں کو ہیلتھ سروسز مہیا کرنے میں اس ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی نہایت ناقص ہے۔

جناب سپیکر! میں رورل ہیلتھ سنٹرز کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ دیہاتوں میں جو basic health units اور R.H.Cs میں دیکھا جائے تو عمارتیں تو موجود ہیں لیکن عملہ اور ڈاکٹر وہاں موجود نہیں ہوتے۔ میں دیہاتوں کی بات کر رہا ہوں۔ یہ کیا وجہ ہے کہ شہروں سے دیہاتوں میں جا کر ڈاکٹر کام کرنے سے گریز کرتے ہیں اور وہاں پر ہمارے جو غریب عوام ہیں جب انھیں کوئی problem ہوتی ہے' جب ان کو کوئی بیماری لاحق ہوتی ہے تو نہ ان کو ادویات میسر آتی ہیں اور نہ ہی کوئی ڈاکٹر وہاں موجود ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹروں کو ایسے incentives دینے چاہئیں' ان کو مراعات دینی چاہئیں کہ وہ دیہاتوں میں جا کر اپنے فرائض انجام دیں بہ نسبت ان ڈاکٹروں کے کہ جو شہروں میں کام کرتے ہیں۔ جو عملہ دور دراز دیہاتوں میں جا کر اپنے فرائض انجام دیتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کو زیادہ salary بھی ملنی چاہیے اور ان کو ایسے incentives ملنے چاہئیں کہ وہ وہاں جا کر اپنے فرائض بہتر طریقے سے ادا کر سکیں۔

جناب سپیکر! ادویات کی مد میں دیہی علاقوں میں اس سال 27 کروڑ 37 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں اور شہری علاقوں میں 38 کروڑ 20 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ اتنی بڑی رقوم تو رکھی گئی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب ایک آدمی کو ایک سرنج کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ بھی میسر نہیں آتی۔ ہوتا یہ ہے کہ ہمارے دیہاتوں میں جو ادویات جاتی ہیں وہ وہاں کے ڈاکٹر اور دوسرے عملے کی ملی بھگت سے فروخت کر دی جاتی ہیں اور وہ مستحق لوگوں تک نہیں پہنچ پاتیں۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ مستحق مریض' جن کی ضرورت کے لیے حکومت یہ ادویات وہاں پہنچاتی ہے ان تک پہنچیں لیکن ایسا ہوتا نہیں ہے۔ اکثر ڈاکٹروں نے اپنے پرائیویٹ کلینک کھول رکھے ہیں اور وہ اپنے کلینک پر بیٹھتے ہیں اور مریضوں کو بھی یہی تلقین کرتے ہیں کہ آپ پرائیویٹ کلینک پر تشریف لائیں تو وہاں آپ کو ہم چیک اپ کریں گے یا دوسری سہولتیں دیں گے اور وہاں ان سے وہ بھاری فیس بھی وصول کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اکثر اوقات لوگوں کو بھاری فیس دینی پڑتی ہے اور اکثر مریض پیسے نہ ہونے کی وجہ سے علاج کی سہولتوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! ایک اور اہم مسئلہ یہ ہے کہ جو ادویات ہمارے ملک میں ہمارا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ امپورٹ کرتا ہے ان کا معیار نہایت ناقص ہوتا ہے اور یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ ادویات باہر کے ملکوں میں ban ہو چکی ہوتی ہیں یا ان کی مزید پروڈکشن پر پابندی عائد ہو چکی ہوتی ہے جبکہ ہمارا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ وہ ادویات باہر سے امپورٹ کر کے یہاں مریضوں کے لیے دستیاب کرتا ہے۔ دوسرا اس وقت جو سب سے

سنگین مسئلہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ جعلی ادویات کی فراہمی ہے۔ یہ نہایت سنگین معاملہ ہے۔ آپ اندازہ فرمائیے کہ ایک شخص جو کہ زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے، جو اس کو انجکشن لگتا ہے یا جو میڈیسن اس کو ملتی ہے، جب وہ جعلی ہوگی، وہ توقع کرتا ہے کہ اس انجکشن سے یا اس دوائی کھانے سے مجھے صحت ملے گی اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ میڈیسن یا وہ انجکشن جب اس کو لگتا ہے تو اس کی حالت پہلے سے بھی زیادہ خراب ہو جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ اس مذموم کام میں ملوث ہیں ان کو سنگین سزا دینی چاہیے اور جو لوگ جعلی ادویات بناتے ہیں یا جو لوگ اس کام میں ملوث ہیں ان کے خلاف سخت کارروائی ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میٹرنٹی ہیلتھ سروسز کا معاملہ ہے۔ اس شعبہ میں نہایت improvement کی ضرورت ہے۔ جو عملہ میٹرنٹی ہیلتھ سنٹر دیہاتوں میں provide کرتا ہے ان کی کارکردگی نہایت ناقص ہے جس کی وجہ سے وہاں پر بے شمار مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میں گزارش کروں گا کہ میری اس تحریک کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی منسٹر فار ہیلتھ۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے بولنا ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس: جی۔

جناب سپیکر: ابھی منیس صاحب نے بات کرنی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں بھی اس ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی کٹوتی پر کچھ گزارشات پیش کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر! جس دن میری بجٹ تقریر تھی اس دن غالباً وزیر صحت تشریف فرما نہیں تھے تو چونکہ آج وہ یہاں تشریف رکھتے ہیں اس لیے میں ان کی توجہ ان چند مدات کی طرف ضرور دلانا چاہوں گا جو کہ انھوں نے مختلف سیکٹرز میں آسامیوں کے لیے تو رکھی تھیں لیکن ان کی تنخواہوں کے لیے پیسہ مختص نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! یہاں widing up میں یہ بات تو کی جاتی رہی ہے اور ظاہر ہے کہ تنقید بھی اپوزیشن پر کرنی ہوتی ہے اور اس کا پھر یہاں جو طریق کار بنا ہے کہ پچھلی حکومت سے موازنہ بھی

ضرور کرنا ہوتا ہے۔ حالانکہ جو وقت کی حکومت ہوتی ہے اس کی یہ سب ذمہ داری ہوتی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کو کسی comparison میں آنا چاہیے بلکہ جو چیزیں point out کی جائیں ان کی بہتری کے لیے اقدامات کرنے چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کو ایک مثال دوں گا کہ Paedriatic Hospital جو کہ نہایت ہی اہم Hospital ہے اس میں، میں آپ کو کچھ figures ذرا دوبارہ بتانا چاہوں گا کہ اس میں سال 1996-97ء کے لیے 168 پوسٹوں کے لیے 5 کروڑ 12 لاکھ روپیہ رکھا گیا تھا۔ لیکن آئندہ سال کے لیے ان پوسٹوں کی تعداد بڑھا کر 736 کر دی گئی ہے یعنی 567 نئی پوسٹوں کا اجراء ہوا ہے لیکن بجٹ میں allocation جو تنخواہوں کی مد میں ہے وہ صرف 74 لاکھ روپے ہے۔

جناب سپیکر! اسی طریقے سے میں آپ کی وساطت سے وزیر صحت سے عرض کروں گا کہ میڈیکل سکول کے سیکٹر میں بھی، ہیلتھ نرسنگ سکول کے سیکٹر میں بھی، ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسرز کے سیکٹر میں بھی، غرضیکہ ان سارے سیکٹرز میں جو اعداد و شمار reflect کیے گئے ہیں وہ غلط ہیں اور winding up میں بھی حکومت نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہتر ہو گا اگر وزیر صحت ہماری راہ نمائی کے لیے اور اطلاع کے لیے یہ فرما دیں تو بہت ہی بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ صحت عوام کو ریلیف دینے میں ناکام ہو گیا ہے۔ اگر آپ دیہی علاقوں میں Basic Health Units یا Rural Health Centres کو دیکھیں کہ جہاں نہ آپ کو ادویات ملیں گی، نہ ایکس رے فلم ملے گی، نہ concentration ملے گی، نہ مریضوں کو کھانا ملے گا۔ حتیٰ کہ وہاں مریض کو ایک چھوٹی سی چیز جو کہ مفت دی جا سکتی ہے وہ مسکراہٹ بھی نہیں ملے گی کیونکہ انھیں welcome کرنے والا بھی کوئی نہیں ہو گا۔ اکثر ڈاکٹر حضرات موجودہ حکومت کی صحت کی اگر کوئی پالیسی ہے تو اس میں شاید ان کا غیر حاضر رہنا ضروری ہے اور ادویات کی مد میں جو پیسہ رکھا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کو ساڑھے سات کروڑ عوام پر پھیلایا جائے تو ایک ڈسپرین کی گولی بھی ایک شخص کے حصے میں نہیں آتی۔

جناب سپیکر! budgetary allocations میں برائے نام کہیں دو فی صد یا تین فی صد اضافہ کیا گیا ہے۔ لیکن overall اگر آپ افراط زر کی شرح کو دیکھیں جو کہ 12 فی صد ہے اور جسے وفاقی وزیر خزانہ بھی بتا چکے ہیں اور اس حساب سے دیکھیں تو یہ allocations کم ہیں۔ جناب سپیکر، اس بجٹ میں ایک بیسک ہیلتھ یونٹ کے لیے تقریباً 45 ہزار روپے رکھے گئے ہیں۔ جو میں سمجھتا ہوں کہ 4 ہزار

روپے ماہوار بنتے ہیں ۔ ایک بیسک ہیلتھ یونٹ میں کم از کم بیس ہزار افراد مشتمل ہوتے ہیں ۔ کیونکہ حکومت کے criteria کے مطابق ایک بیسک ہیلتھ یونٹ ایک یونین کونسل پر ہوتا ہے ۔ جناب والا ' اگر ان سب کو دیکھیں تو 4 ہزار روپے ماہوار ایک بیسک ہیلتھ یونٹ کے لیے ادویات کے لیے مقرر کیا گیا ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے پوچھوں گا کہ کیا 4 ہزار میں ایک یونین کونسل تو کیا ایک گھرانے کو طبی سہولتیں فراہم کی جا سکتی ہیں۔ جب آپ ان کو بیس ہزار افراد پر پھیلائیں گے تو یہ 20 پیسے فی کس بنتا ہے۔ جناب والا! 20 پیسے میں تو کونین کی ایک گولی بھی نہیں آتی۔ آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ جیسے ڈاکٹر بتاتے ہیں کہ ملیریا کے مرض کے لیے بھی چودہ گولیاں درکار ہوتی ہیں۔ اور وزیر صحت سے میں عرض کروں گا کہ وہ اپنی winding up speech میں یہ ضرور بتائیں کہ 20 پیسے سے کیا کچھ خریدا جا سکتا ہے ۔ لیکن اس کے برعکس آپ دیکھیں کہ حکومت کے شاہانہ اخراجات ۔ وی آئی پی ایلاؤنس کے لیے ایک کروڑ چار ہزار روپے رکھے گئے ہیں ۔ جناب والا ' ایک طرف تو غریب عوام ' غریب آبادی ادویات کی کمیابی پر سسک سسک کے رو رہی ہے ۔ یہاں محکمہ صحت نے ادویات کے لیے پیسہ نہیں رکھا لیکن شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ کے لیے وی آئی پی الاؤنس ایک کروڑ روپے سے بھی زائد رقم رکھ دی گئی ہے ۔ یہاں ہم ان غریب عوام کی نمائندگی کرنے آئے ہیں ۔ ہمیں نمائندگی اس طریقے سے کرنی چاہیے کہ جب ہم واپس جائیں توان کو کم از کم یہ تو بتا سکیں کہ ملیریا کے لیے چودہ گولیاں تو آپ کو فراہم کر دی جائیں گی ۔

جناب والا ' کسی بھی بیسک ہیلتھ یونٹ یا رورل ہیلتھ سنٹر میں اگر کوئی ایکس رے پلانٹ لگا بھی دیا گیا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ ایک بھی ان میں سے کام کر رہا ہوں۔ جناب والا ' یہ چیزیں خرید کر بھی ان کو استعمال نہیں کیا جاتا تو اس بجٹ کو کیا نام دیا جا سکتا ہے ۔

جناب والا ' فنانس منسٹر نے اپنی تقریر میں یہ کہا کہ اس بجٹ سے عوام کے گھمبیر معاشی اور سماجی مسائل کے حل کی راہ ہموار ہو گی ۔ یہ بجٹ صوبے کے ساڑھے سات کروڑ عوام کی امنگوں امیدوں آرزوؤں اور ارادوں کے مطابق عوامی خوش حالی کے لیے بنایا گیا ہے ۔ جناب والا ' یہ بیس پیسے فی کس سے کون سی آرزوئیں اور امنگیں پوری کر سکتا ہے ۔ میرے خیال میں خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے ۔ ہسپتالوں میں آکسیجن گیس تک کی دست یابی نہیں۔ جناب سپیکر! آپ حیران ہوں گے کہ آکسیجن گیس کی کمی کی وجہ سے مریض مر رہے ہیں لیکن پولیس کے بجٹ میں آنسو گیس کے لیے ایک خطیر رقم رکھ دی گئی ہے ۔ میرے خیال میں جب مریض آکسیجن گیس کی دست یابی نہ

ہونے کی وجہ سے مریں گے اور لوگ جب سڑکوں پر نکلیں گے تو کم از کم ان کو آنسو گیس تو فراہم کر دی جائے گی ۔ اور ان کو سڑکوں سے ہٹانے کے لیے آنسو گیس استعمال کیا جائے گا ۔

جناب سپیکر ، حکومت نے جنرل کیڈر کے ڈاکٹروں کی پروموشن کے لیے کوئی کیریئر پلاننگ نہیں کی اور یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ جو کہ بہت عرصے سے گورنر پنجاب سے غالباً محکمے کے سرد خانوں میں پڑا ہے ۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ ڈاکٹروں کی career planning کے لیے جلد فیصلہ کیا جائے اور ان کی ہزاروں فائلیں جو کہ مٹی سے اٹی پڑی ہیں ان کو صاف کر کے ، ان کو جھاڑ کر اور ان کو نکال کر پڑھیں اور ان پر فیصلہ صادر کریں تا کہ ان ڈاکٹروں کا کوئی فائدہ ہو سکے ۔

جناب سپیکر! پچھلے دنوں آپ نے بھی اور اس ایوان کے تمام معزز اراکین نے اخبار میں دیکھا ہوگا کہ ہمارے محترم ڈپٹی سپیکر صاحب کے صاحبزادے جو کہ اس صوبہ کے سب سے بڑے ہسپتال میوہسپتال میں داخل تھے وہاں ایک سرنج جو کہ شاید استعمال کی جانے والی تھی یا استعمال کی جا چکی تھی جس میں ایک بہت ہی مہلک بیماری ہیپٹائٹس کے جراثیم موجود تھے اور اخبار کے مطابق اس سرنج میں چند چیونٹیاں بھی پائی گئیں۔ جب یہ حال یہاں ایوان کے اراکین اور خاص طور پر جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کے فرزند کے ساتھ ہو گا تو آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ باقی لوگ کیا سہولتیں حاصل کر رہے ہوں گے اور ان کی کیا میڈیکل کیئر کی جا رہی ہوگی۔ جناب والا! میں یہ کوئی تنقید نہیں کر رہا ، ایک راہ نمائی سمجھ لیں ، ایک اسسٹنس سمجھ لیں تا کہ حکومت ان تمام معاملات کو غور و فکر کے ساتھ دیکھے اور اپنی کمزوریوں کو دور کرے اور صوبے میں medical facilities ہیں ان کو صحیح طور پر فراہم کرے۔

جناب سپیکر ، ڈرگ انسپکٹر کی مد میں ایک بہت بڑی رقم مانگی گئی ہے اور یہ وہی ڈرگ انسپکٹر ہیں جو کہ ایسی چیزوں کے لیے ذمہ دار ہیں ۔ جن کا یہ کام ہے کہ ادویات کے بارے میں دیکھیں کہ وہ صحیح طریقے سے خریدی گئی ہیں یا نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان ڈرگ انسپکٹرز کے لیے اتنی بڑی رقم فراہم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔

جناب سپیکر ، ایک incentive package کا ذکر کیا گیا ہے کہ رورل ایریاز کے بیسک ہیلتھ یونٹس اور رورل ہیلتھ سنٹرز میں ڈاکٹر کو incentive packages دے کر ان کی تنخواہیں 25 سو روپیہ بڑھا کر وہاں بھیجا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پہلے ان ڈاکٹروں کی حاضری چیک کی جائے ۔ ان ڈاکٹروں کو دیکھا جائے کہ جو پہلے ہی وہاں تعینات ہیں وہ کیوں نہیں وہاں حاضری دے رہے ۔ اگر

آپ اس طرح کے incentive کی بات کریں گے پھر تو سینکڑوں ایسے محکمے ہیں جس میں محکمہ تعلیم ہے ۔ وہ لوگ آپ کو کہیں گے کہ ہمیں بھی incentive دیجیے ۔ وہاں محکمہ زراعت ہے ۔ وہ لوگ بھی کہیں گے ۔ کہ ہمیں بھی incentive دیجیے ۔ جناب سپیکر ' ہمارے پاس تو صوبہ میں سرپلس ڈاکٹر ہیں۔ آپ ذرا پبلک سروس کمشن کو یہ تو کہیے کہ وہ یہ پوسٹیں ایڈورٹائز کرے ۔ پھر آپ دیکھیں کہ کیا موجودہ تنخواہ میں بھی کوئی لوگ وہاں جانے کے لیے تیار ہیں یا نہیں؟ اگر سرپلس ہیں تو میرا خیال ہے کہ جب یہ ایڈورٹائزمنٹ آئے گی تو بہت سی درخواستیں آئیں گی اور وہ ڈاکٹر اسی ہی تنخواہ پر وہاں کام کرنے کے لیے تیار ہوں گے۔ پھر جناب سپیکر! جو موجودہ غیر حاضر ڈاکٹروں کی بات کر رہا ہوں۔ اس میں سینئر ڈسٹرکٹ آفیسرز ملوث ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ پانچ سو روپے ماہانہ ڈسٹرکٹ آفیسر کو غیر حاضری کے لیے دے دیا جاتا ہے۔ اگر آپ 25 سو روپیہ بڑھائیں گے تو ان کا ریٹ بھی بڑھ کر ہزار روپیہ ہو جائے گا۔ یہ تو کرپشن کو فروغ دینے والی بات ہے اور پھر کیا صوبے کے پاس اتنا بجٹ ہے کہ ایک محکمے کو دے کر باقی محکمے incentive packages مانگیں تو پھر میرے خیال میں انصاف کی رو سے ہر وہ محکمہ جو رورل ایریا سے تعلق رکھتا ہے ان سب کو incentive packages دینے چاہئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پبلک سروس کمشن کو کہا جائے کہ وہ ان پوسٹوں کو advertise کرے اور اگر اسی تنخواہ پر ہی ڈاکٹر نہ ملیں تو جب جا کر incentive package کی بات کریں اور ان ڈاکٹروں کو بھرتی کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر صحت ماشاء اللہ بہت ہی energetic ہیں اور ان کو اس پر بھرپور طریقے سے کام کرنا چاہیے۔ گو کہ ان کے پاس محکمہ خوراک بھی ہے۔ اس سلسلہ میں بھی انھوں نے دورے کرنے ہوتے ہیں۔ اور اس محکمہ کو بھی look after کرنا ہوتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں صحت ایک انتہائی اہمیت کا حامل محکمہ ہے۔

جناب سپیکر ' میں یہاں یہ بھی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ سننے میں آیا ہے کہ میڈیکل سٹورز ڈپو کو ختم کیا جا رہا ہے ۔ اگر حکومت سمجھتی ہے کہ اس کے ختم کرنے سے یا اس کی کوئی de-centralisation کرنے سے فائدہ ہے۔ اگر آپ اس کو بند کریں گے تو آپ کا green package سسٹم بند ہو جائے گا۔ اور اگر آپ اس کو ایم ایس لیول تک خریداری تک لے جائیں گے تو میرے خیال میں کرپشن جو پہلے ہی اس محکمے میں موجود ہے وہ مزید بڑھے گی ۔ اور نیچے کے لیول پہ ادویات کی خریداری ایک تو مہنگی ہو گی چونکہ کمپنیاں remote areas کے لیے اب سے زیادہ ریٹ quote کریں گی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں بھی جناب وزیر صحت اپنی wind up speech

میں کچھ فرما دیں تو بہتر ہوگا۔ جناب سپیکر' میں اس کو زیادہ لمبا نہیں کرتا کیونکہ ہماری اوربھی cut motions ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ تمام cut motions پہ بولنے کا ہمیں موقع ملے تاکہ ہم حکومت کی راہ نمائی کر سکیں۔ میں ان گزارشات کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ اس پالیسی کو رد کیا جائے اور ہماری کٹوتی کی تحریک کو منظور کیا جائے ۔

جناب سپیکر ، اب تو اس پر کوئی اور نہیں بولنا چاہتا؟

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر ' میں نکتہ وضاحت پہ بات کرنی چاہتا ہوں ۔ معزز رکن سعید منیس صاحب نے اس تحریک کے حق میں جو ساری تقریر فرمائی ہے ۔ جس کے متعلق انھوں نے کہا ہے کہ اسے منظور کیا جائے ۔ اس میں انھوں نے تجزیہ کر کے یہ بتایا ہے کہ یہ جو ساڑھے چھ ارب روپے کی رقم ہے یہ بیس پیسے فی کس کے حساب سے آتی ہے ۔ او ر اس سے تو کسی کو ایک گولی بھی میسر نہیں آ سکتی ۔ جبکہ ان کی تحریک جس کے حق میں وہ تقریر کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ اس ساڑھے چھ ارب کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے ۔ جناب سپیکر ' اگر ان کی تحریک منظور کر کے ایک روپیہ کردیا جائے تو پھر کتنے لاکھ فی کس حصے میں آئیں گے ۔ انھیں آج پھر دوبارہ یہ مشورہ ہے کہ اپنی تقریر لکھنے والے صاحب کو بدل دیں یا آپ انھیں کوئی ایڈوائزر فراہم کر دیں تاکہ کم از کم یہ اپنی تحریک کے حق میں تو دلائل دیں۔

جناب سپیکر ، رانا صاحب کی بات ٹھیک ہے ۔ اس لیے میں نے رانا صاحب کو ان تک نہیں پہنچنے دیا۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب سپیکر ' رانا صاحب تو ماشاء اللہ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں ۔ یہ تو اپوزیشن میں بھی رہے ہیں اور حکومتی پارٹی میں بھی ہیں انھیں تو پتا ہونا چاہیے کہ یہ تو پالیسی کو criticise کرنے کے لیے ہوتا ہے ۔ یہ جو وہ بتا رہے ہیں کہ کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے اس کے بارے میں آپ کو Rules of Procedure سے دیکھنا چاہیے ۔ یہ پالیسی کٹ ہے ۔

جناب سپیکر ، اب وزیر صحت اس کو defend کریں گے ۔

وزیر صحت ، جناب سپیکر ' بہت اچھی طرح کروں گا ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر ' ایک بات جو بڑی واضح تھی اور مزید واضح ہوگئی کہ اپوزیشن کی طرف سے معظم وٹو صاحب نے کہا کہ BHU, RHC, میں ڈاکٹر نہیں ہیں۔ اور وہاں ان ڈاکٹروں کے لیے incentives دیے جائیں تاکہ وہ وہاں کام کریں ۔ اور ساتھ ہی سعید منیس صاحب نے کہا کہ اگر آپ نے incentives دیے تو وہ پھر

بھی وہاں نہیں جائیں گے ۔ اور یہ رقم برباد ہو گی ۔ پہلے کم از کم آپس میں تو کسی ایک نکتے پر متفق ہو جاتے لیکن وہی ہے ۔ اگر آپ کا آپس میں اتفاق ہوتا تو آج تک آپ کا اپوزیشن لیڈر ضرور بن چکا ہوتا ۔ جناب سپیکر ' یہ صرف ایک تفنن طبع کے لیے یہ بات کہی ۔ اب میں اپنے بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ صرف پانچ منٹ کے لیے حوصلے اور توجہ کے ساتھ میرے چند الفاظ ذرا سن لیں ۔

خواجہ ریاض محمود ، تلاوت فرمائیں۔

وزیرصحت ، جناب سپیکر ' شعر و شاعری میں خواجہ ریاض محمود کا اس ہال میں کوئی ثانی نہیں ہے ۔ لیکن میں صرف اتنا کہوں گا کہ،

بت ہم کو کہیں کافر اللہ کی مرضی ہے

جناب سپیکر! گزشتہ پارٹی کی حکومت کے خمیر کے اندر یہ تھا کہ اس ملک کے ٹکڑے ہوئے۔ مزید جہاں بھی اس کا بس چلتا تھا کہ ہر محکمے کے ٹکڑے کر دیے جائیں اور انھوں نے صرف اپنی ذاتی انا کے لیے ' صرف سیاسی طور پر مفادات پہنچانے کے لیے میرے محکمہ صحت کے بھی دو ٹکڑے کردیے گئے ۔ اور حالات یہ تھے کہ ایک رورل کا اور ایک اربن کا منسٹر ہے ۔ ایک رورل کا سیکریٹری ہے اور ایک اربن کا سیکریٹری ہے ۔ اور جب بھی کسی ستم رسیدہ کی فائل وہاں جاتی تھی اور جس وزیر کے ہاتھ میں آتی تھی وہ دبا کے بیٹھ جاتا تھا ۔ اور وہ اپنے ہرکارے بھیجتا تھا کہ آؤ میرے ساتھ مک مکا کرو۔ آج یہ ڈپٹی سپیکر سردارحسن اختر موکل صاحب کے بیٹے کے بارے میں جو انھوں نے بات کہی یہاں میں یہ ثبوت کے ساتھ کہوں گا کہ جی ہاں وہ جو سرنج جس کے اندر ہیپاٹائٹس کے کچھ جراثیم پائے گئے اس کی انکوائری میں کروا رہا ہوں۔ وہ سرنج آپ کی حکومت کے دور میں خریدی گئی تھی ۔ اس لیے کہ جب اوپر کے لیول تک کمشن مانگا جائے تو سپلائی کرنے والی کمپنیاں پھر ایسی ہی سرنجیں سپلائی کریں گی ۔

جناب سپیکر ، پھر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ صبح والے وزیر نے خریدی تھی یا شام والے نے ۔

وزیرصحت ، جناب سپیکر ' آپ نے بالکل بجا فرمایا ۔ میں محکمہ صحت کی صرف تین ماہ کی کارکردگی جانا چاہتا ہوں کہ قائد ایوان میاں شہباز شریف صاحب کی سربراہی میں ہم نے دن رات بیٹھ کر اس مسئلے کے حل کے لیے کہ پورے جنوبی ایشا کے اندر پاکستان واحد ملک ہے کہ جس کے پاس اتنا وسیع infrastructure موجود ہے BHUs اور RHCs کی شکل میں جن پر اس غریب قوم کا تقریباً 16/17۔

ارب روپیہ خرچ ہو چکا ہے اور وہ عمارتیں تو بن چکی ہیں لیکن ان میں تعیناتی کے لیے پچھلی حکومت کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ ڈاکٹروں کو وہاں پر post کرائیں ۔ جناب سپیکر! یہ شکایت بالکل عام ہے اور میں اس کو تسلیم کرتا ہوں کہ BHUs میں ڈاکٹرز نہیں ہیں ' بعض RHCs میں ڈاکٹرز نہیں ہیں ۔اس کا حل کیا ہے ؟ اگر کسی شہر میں تعینات ڈاکٹر کو وہاں بھیجتے ہیں واقعی یہ بھی صحیح ہے کہ وہ وہاں مہینے میں ایک دو بار جاتا ہے ' تنخواہ لیتا ہے اور پھر وہ شہر میں اپنا پرائیویٹ کلینک چلا رہا ہے ۔ اب اگر اس کو کوئی شوکاز نوٹس دیتے ہیں ' اگر اس کو suspend کرتے ہیں تو ماشاء اللہ ہماری عدالتیں موجود ہیں وہ فوراً جا کر وہاں سے stay لے لیتا ہے ۔ اس کا مستقل حل نکالنے کے لیے جناب سپیکر! پہلی مرتبہ موجودہ حکومت نے ایک انقلابی قدم اٹھایا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر post کے against contract کی بنیاد پر ہم ڈاکٹروں کو تعینات کریں گے اور پھر شہری ڈاکٹروں کے مقابلے میں ان کو کم از کم اڑھائی ہزار روپے زیادہ تنخواہ دیں گے ۔ اور پھر ہمارے تمام ایم پی اے صاحبان جن کے حلقوں میں وہ BHUs ہوں گے وہاں اگر پھر بھی ڈاکٹر نہ جائے تو میں ذاتی طور پر کیونکہ میں خود field کا آدمی ہوں میں ذاتی طور پر اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ surprise visit کر کے چیک کروں گا اور اگر وہاں کوئی کنٹریکٹ والا ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر غیر حاضر پائی گئی تو فوری طور پر ان کا کنٹریکٹ ختم کر دیا جائے گا ' نوکری سے terminate کر دیا جائے گا ۔ پھر ایک نئے کنٹریکٹ پر نئے آدمی کو بلایا جائے گا ۔ اس کا یہی ایک حل ہے ۔ جناب سپیکر! ایک اور بات بھی یہاں بڑی دفعہ کہی گئی ہے اور میں اس کو بالکل تسلیم کرتا ہوں کہ ہسپتالوں میں ادویات نہیں ہیں ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی تھوڑی سی سمع خراشی کروں گا ۔ بتانا چاہتا ہوں کہ ادویات کا سسٹم کیا ہے ۔ جناب والا! ادویات کا سسٹم یہ ہے کہ جتنے بھی بڑے تدریسی ہسپتال ہیں ان کا 40 فی صد بجٹ خود ہسپتال کا ایم ایس خرچ کرتا ہے جبکہ 60 فی صد بجٹ MSD کے ذریعے خرچ ہوتا ہے ۔ اسی طرح جتنے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہیں ان کا 75 فی صد MSD خرچ کرتا ہے جبکہ 25 فی صد مقامی طور پر ایم ایس کرتا ہے یا DHO کرتا ہے ۔ اسی طرح تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال ' THQs جو ہیں ان کا 85 فی صد بجٹ MSD خرچ کرتا ہے جبکہ 15 فی صد مقامی ہسپتال خرچ کرتا ہے ۔ اب جناب سپیکر! ہوتا کیا ہے کہ وہ اپنی demand لکھ کر بھیجتے ہیں ۔ یہاں اتنا ایک لمبا طریق کار ہے کہ وہ پہلے ٹینڈر کرتے ہیں ' بعض اوقات ٹینڈر منظور نہیں ہوتے ' بعض اوقات کمپنیاں بھاگ جاتی ہیں جس کی وجہ سے یہاں نے سپلائی نہیں ہو پاتی اور عام لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے ۔ اس کے حل کے لیے صرف ان دو ماہ کے اندر موجودہ حکومت نے اتنا بڑا

ایک انقلابی قدم اٹھایا ہے اور مجھے یہ کہتے ہوئے' بتاتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ جناب والا! ہم نے اس مسئلے کے مستقل حل کے لیے powers کو decentralize کیا ہے ۔ سید منیس صاحب نے فرمایا ہے کہ اس سے مزید کرپشن کے دروازے کھلیں گے۔جناب والا! اگر اس بورڈ آف گورنر کے اندر۔۔۔۔ پہلے تو یہ بات clear کر لیجیے کہ صرف ایم ایس کی disposal پر نہیں ہو گا ۔ وہاں ہر ہسپتال میں ہم ایک بورڈ آف گورنر بنا رہے ہیں ۔ اس بورڈ آف گورنر کے اندر انتظامیہ کا نمائندہ بھی ہوگا جو کہ 19 گریڈ سے کم کا نہیں ہوگا ' اس میں چیمبر آف کامرس کا آدمی بھی ہوگا ' اس میں وکلاء کا نمائندہ بھی ہوگا' اس میں educationist بھی ہو گا ' اس میں کوئی معزز شہری بھی ہوگا ' اس میں ڈسٹرکٹ کونسل اور میونسپل کارپوریشن کے نمائندگان بھی ہوں گے ' اس میں مقامی ایم پی اے بھی ہوگا اور اس کا چیئرمین جناب وزیر اعلیٰ صاحب کا nominated ہوگا ۔ ان تمام کے باوجود بھی اگر کرپشن ہوتی ہے تو پھر فرشتے تو آنے سے رہے ۔ اگر اس بورڈ آف گورنر میں سید منیس صاحب !آپ بھی ہوں اور پھر بھی وہاں پہ کرپشن ہوتی ہے تو پھر آپ اس کے ذمہ دار ہوں گے ۔ اسی لیے ہم نے اس power کو decentralize کیا ہے ۔ اسی طرح ہر ضلعے کے اندر جتنے BHUs,RHCs,THQs,DHQ یا جتنے ہسپتال ہیں ان کی ادویات اور ان کے ڈاکٹروں کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے اور چیک کرنے کے لیے جناب والا! ہم DHA(District Health Authority) بنا رہے ہیں ۔ ان کے بھی اسی طرح بورڈ آف گورنرز ہوں گے جس کے اندر یہ تمام معززین شامل ہوں گے اور وہ ڈاکٹروں کی حاضری بھی ensure کریں گے اور خود بیٹھ کر ادویات کی خریداری بھی کریں گے ۔ آج اس وقت اگر کسی غیر حاضر ڈاکٹر کو نوکری سے نکالا جائے یا suspend کیا جائے تو وہ فوری طور پر یہاں manoeuvre کر کے دوبارہ اپنے آپ کو بحال کروا لیتا ہے لیکن وہاں جو مقامی طور پر آپ کی District Health Authority ہوگی اس کو اختیار ہوگا کہ فوری طور پر اس ڈاکٹر کی چھٹی کرا دے اور نیا ڈاکٹر لے آئیں ۔ ان کو اختیار ہوگا کہ اگر کوئی کمپنی ان کو سستے داموں دوائی دے رہی ہے تو وہ بے شک خریدیں۔ جناب والا! یہ وہ انقلابی اقدامات ہیں جو ہم نے صرف ان دو ماہ کے اندر کیے ہیں۔اس کے بعد میں یہ بھی گزارش کر دوں کہ ادویات کی مد میں ہم نے اس سال 38 کروڑ روپے رکھے ہیں جو کہ پچھلے سال revised بجٹ میں 28 کروڑ روپے تھے میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ یہ 38 کروڑ روپے اگر پنجاب کی آبادی 6/7 کروڑ ہو اور سات کروڑ کو 38 پر تقسیم کریں تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آپ نے کون سے calculator پر یہ calculation کی ہے کہ ایک آدمی کے حصے میں 20

پیسے آتے ہیں ۔ جناب والا! یہ کتابیں پڑھنے کے لیے ہیں صرف یہاں quote کرنے کے لیے نہیں ہیں کہ صرف یہاں quote کر دیں کہ جی موٹی موٹی کتابوں کے اندر یہ لکھا گیا ہے ۔ صرف موٹی سی بات ہے کہ اس سال ادویات کی مد میں 38 کروڑ روپے مانگے گئے ہیں جبکہ پنجاب کی آبادی 7 کروڑ ہے۔ سات کروڑ کو 38 پر تقسیم کریں تو 20 پیسے کہاں بنتے ہیں؟ کس نے آپ کو کہہ دیا؟ ۔

جناب والا! ہم ان شاء اللہ 2 ہزار ڈاکٹرز کے لیے اگلے دس دنوں کے اندر اخبارات میں اشتہار دیں گے۔ کنٹریکٹ کی بنیاد پر ان کو ملازمتیں ملیں گی ۔ تقریباً 9 ہزار روپے مہینہ ان کی تنخواہ ہو گی اور جس BHU یا جس RHC کے against وہ اپنی خدمات پیش کرے گا وہی وہ ہمیشہ کے لیے تعینات رہے گا اور یہ کم از کم دو سال کا کنٹریکٹ ہوگا ۔ جناب سپیکر! یہاں یہ نکتہ بھی اٹھایا گیا کہ ناقص ادویات ہیں ۔ جناب سپیکر! یہ صرف لفاظی نہیں میں facts & figures کے ساتھ اپنے بھائیوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں اور اپنے محکمے کی موجودہ حکومت کے زیر سایہ کارکردگی بتانا چاہتا ہوں کہ جناب والا! موجودہ حکومت نے اقتدار سنبھالنے کے بعد وزیر اعلیٰ صاحب کی خصوصی ہدایت پر اور میں نے اپنی ذاتی نگرانی میں چھاپہ مار ٹیمیں تشکیل دیں ۔ تقریباً کوئی 25 سو کے قریب ہم نے صرف انہی دو ماہ کے اندر مقدمات قائم کیے اور پھر کوئی 2437 ادویات کے نمونے ہم نے لیے ' 460 کے قریب ہم نے چالان کیے اور صرف انہی دو ماہ کے اندر کوئی 14 لاکھ 34 ہزار روپے ہم نے جرمانے کیے ۔ اسی طرح جناب والا! ایک بہت بڑا پرانا مسئلہ کہ ڈرگ کورٹ ہفتے میں صرف ایک دن کام کرتی ہے ۔ اب صرف ایک دن میں کتنے کیس نمٹائے جا سکتے ہیں ؟ جناب سپیکر! میں نے تمام دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر pharmacuetical کے نمائندگان کے ساتھ بیٹھ کر' پی ایم اے اور اپنے ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ بیٹھ کر آخر ہم اس نتیجے پر پہنچے اور شکر الحمد اللہ اس پر عمل در آمد ہو رہا ہے کہ اب یہ ڈرگ کورٹ پورے سات دن چلیں گی اور پورا سال چلیں گی اور rapidly فیصلے ہوں گے تاکہ جو میڈیکل سٹور بغیر لائسنس کے چل رہے ہیں ان کو discourage کر سکیں۔ میں نے اس کے لیے ایک اور انقلابی قدم اٹھایا ہے کہ آئندہ کسی میڈیکل سٹور کو جب تک وہ ایسوسی ایشن کا ممبر نہیں بن جائے گا کیونکہ اگر آج میں ایسوسی ایشن کے عہدیداران کو بلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اتنے میڈیکل سٹوروں پر جعلی ادویات بک رہی ہیں اور میں نے ان کو پکڑا ہے تو آپ اس میں اپنا کردار ادا کریں تو وہ کہتے ہیں کہ جناب یہ تو ہماری ایسوسی ایشن کے ممبر ہی نہیں ہیں ۔ یہ چند گندی مچھلیاں پورے جل کو گندا کر رہی ہیں۔ جب ہم ان کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ ہمارے چاچے لگتے ہیں چنانچہ میں نے bound کر دیا ہے

کہ جب تک وہ ایسوسی ایشن کے ممبر نہیں بنیں گے ان کو لائسنس نہیں ملے گا۔جناب والا ! یہ وہ انقلابی اقدامات ہیں اور پھر اس کے ساتھ پنجاب حکومت نے وفاقی حکومت کو یہ request بھی بھیجی ہے کہ تقریباً 15/14 ایسی فیکٹریاں ہیں جو غیر معیاری ادویات بنا رہی تھیں ہم نے وفاقی حکومت کو سفارش کی ہے کہ ان کے لائسنس معطل کر دیے جائیں اور ان کو seal کر دیا جائے(نعرہ ہائے تحسین)۔ جناب سپیکر ! میں یہاں اپنے محکمے کی طرف سے عاجزی کے ساتھ اور پھر فخر کے ساتھ یہ اعلان کروں گا کہ ہم نے پاکستان کی سرزمین کو اور خصوصاً پنجاب کے خطے کو ملیریا سے پاک کرنے کا عہد کر لیا ہے۔ آج میں یہ دعوٰی سے کہتا ہوں اور میرے بھائی بے شک میرے ساتھ فیلڈ میں جا کر چیک کر سکتے ہیں اور میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ ہر مہینے ہر یونین کونسل کی سطح پر ہماری ٹیمیں جا کر ملیریا کی ویکسین کے انجکشن لگاتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر، کچھ گرمی کا بھی اثر ہو گیا ہے ۔ گرمی سے بھی کافی مچھر مرنے شروع ہو گئے ہیں۔ منسٹر صاحب میرے خیال میں اس کو تھوڑا سا مختصر کریں کیونکہ اور Cut Motions بھی ہیں ۔ ماشاء اللہ آپ نے کافی مدلل تقریر کی ہے ۔

وزیرصحت، جناب سپیکر ! آپ کو پتا ہے کہ میں آپ کا بڑا فرماں بردار ہوں ۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی ۔ ویسے آپ ذرا محکمے کے بارے میں مختصر بتا دیں۔

وزیرصحت، آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں صرف اپنے بھائی کو یہ بتانا چاہتا ہوں اور آپ کی وساطت سے پورے ہاؤس کو بھی یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انھوں نے کہا کہ ہسپتالوں میں آکسیجن گیس تو نہیں ملتی چلو اس عوض کے لیے آنسوگیس ہی منگوا لیں۔جناب سپیکر ! میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ماشاء اللہ ان کی حکومت نے اپنے دور میں آنسوگیس کا اتنا ذخیرہ اکٹھا کیا ہے کہ ہمیں نئی نہیں خریدنی پڑے گی ان شاء اللہ تعالیٰ آپ پر وہی استعمال کریں گے۔جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ good justice کے طور پر جو تجاویز آپ نے دی ہیں اگر ان تجاویز پر عمل کرتے ہوئے آپ کی توقعات پر پورا اتروں تو کیا آپ اپنی کٹوتی کی تحریک واپس لے لیں گے_____؟

جناب سپیکر ! یہاں سے ٹھنڈی ہوا کی توقع ہی عبث ہے۔

جناب سپیکر، اثر نہیں ہوا ۔

وزیرصحت، بہر حال میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ان کی کٹوتی کی تحریک کومسترد

کرتے ہوئے ہمارے مطالبہ زر کو منظور فرمایا جائے ۔ انشاء اللہ ایک ایک پائی قوم کی امانت ہے اور یہ قوم کی امانت دیانت کے ساتھ پنجاب کے سات کروڑ عوام پر خرچ کی جائے گی۔ کیونکہ ہماری ترجیحات میں پنجاب کے BHUs ' RHCs ' THQs ' DHQs اور اس کے بعد جتنے ٹیچنگ ہسپتال ہیں ان میں بہتر طبی سہولتیں مہیا کرنا ہماری ترجیحات ہیں ۔جناب سپیکر ! ہماری ترجیحات یہ نہیں ہیں کہ ایک وزیر کے پاس 15/15 گاڑیاں ایک سینئر وزیر کے پاس 35 گاڑیاں اور معذرت کے ساتھ معذرت کیوں کروں بلکہ میں یہ مذمت کے ساتھ کہوں گا کہ وزیر اعلیٰ کے فلیٹ میں 65 گاڑیاں اور آج بھی پھر ہم سے کہہ ہے ۔جناب والا ! انھوں نے اس قوم کے ساتھ وہ وہ ظلم کیے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ ان کی تحریک کو ووٹنگ کے ذریعے مسترد کر کے ہمارے مطالبہ زر کو منظور فرمایا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، خاکوانی صاحب شکریہ ۔اب سوال یہ ہے،

"کہ 6 ارب 42 کروڑ 96 لاکھ روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 16 خدمات صحت کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے"۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 6 ارب 42 کروڑ 96 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر ، اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 18 پیش کریں گے۔

وزیر قانون، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ ایک رقم جو ایک ارب 73 کروڑ 27 لاکھ 50ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے"۔

جناب سپیکر ، یہ تحریک پیش کی گئی ہے،

"کہ ایک رقم جو ایک ارب 73 کروڑ 27 لاکھ 50 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنا پڑیں گے"۔

جناب سعید احمد خان منیس، I oppose it.

جناب سپیکر ، سعید منیس صاحب oppose کرتے ہیں ۔ منیس صاحب Cut Motion آپ ہی پیش کریں گے ؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی

جناب سپیکر ، جی پیش کریں ۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ ایک ارب 73 کروڑ 27 لاکھ 50 ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 18 زراعت کو کم کر کے ایک روپیہ کردیا جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے،

"کہ ایک ارب 73 کروڑ 27 لاکھ 50 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 18 زراعت کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے"۔

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)، I oppose it, Sir.

جناب سپیکر ، وزیر زراعت oppose کرتے ہیں ۔ اب نواب زادہ منصور صاحب بات کریں گے۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر ! کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ 80 فی صد زراعت سے منسلک عوام ، ہمارا ملک اور ہمارا صوبہ اور کس مپرسی کا حال یہ کہ زراعت پر کسانوں اور کاشت کاروں کے لیے کسی قسم کی کوئی چیز نہ رکھی جائے ان کے لیے حکومت وقت کسی قسم کا اپنی

priorities میں تعین نہ کرے اور پھر بڑا فخریہ یہ کہا جائے کہ اس موجودہ حکومت نے اس مسلم لیگ کی حکومت نے ایک بہت بڑا bold step لیا ہے۔ جناب سپیکر ! bold step تو اور کسی محکمے میں نہیں لیا ہاں البتہ کسانوں اور کاشت کاروں کا گلا کاٹنے کے لیے حکم رانوں نے صرف اور صرف زراعت پر ہی bold step لینے کی کوشش کی۔

جناب سپیکر ! حالت زار یہ ہے کہ ٹیکسٹائل انڈسٹری جو کہ ایک sick industry جو کہ ایک بیمار صنعت ہے اسی بیمار صنعت تصور کرتے ہوئے حکمرانوں نے جو کہ خود تاجر پیشہ ہیں ' انہیں صرف اپنے profession سے غرض ہے انہوں نے اس sick industry کو priority دی ۔ لیکن کسانوں اور کاشت کاروں کے بارے میں نہیں سوچا 'زراعت کے بارے میں نہیں سوچا جو اس سے زیادہ sick ہے جو اس سے زیادہ توجہ کی مستحق ہے ۔ جناب سپیکر! ہم کیا سمجھیں کہ ایک تاجر پیشہ حکم ران کو صرف اپنے profession سے غرض ہے ۔ کسی بھی کسان کاشت' کار پر یا زراعت پیشہ پر توجہ دی گئی اور کسی قسم کا کوئی کام نہیں کرنا چاہتے ۔ جناب والا ! آپ دیکھیے زرعی انکم ٹیکس جیسا سیاہ قانون پنجاب کی ساڑھے سات کروڑ عوام پر مسلط کر دیا گیا ہے ۔ جناب سپیکر ! اس سے پہلے کہ میں زرعی انکم ٹیکس پر آؤں میں آپ کے توسط سے اس ایوان کو یہ بتاتا چلوں کہ جب سے یہ حکومت برسراقتدار آئی ہے زراعت پر انہوں نے کوئی incentive دینے کی بجائے ایک وزیر اعظم زرعی پیکیج دیا۔ جناب سپیکر ! اب وہ وزیراعظم زرعی پیکیج کیا ہے ؟ ایک تو غلط ٹائم پر دیا گیا اور پھر بڑا فخریہ کہا گیا کہ جناب ہم نے کسانوں اور کاشت کاروں کے لیے گندم کو 240 روپے فی چالیس کلو گرام کر دیاہے۔ جناب سپیکر planning کی غلطی ہے اور جب planning کا فقدان ہو تو تب اس قسم کی حکم ران غلطیاں کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ proper time نہیں تھا ' proper time اس وقت ہوا کرتا ہے جب sowing season ہو کسانوں اور کاشت کاروں کو incentive اس وقت دیا جاتا ہے جب انہوں نے کسی زرعی جنس کو کاشت کرنا ہوتا ہے ۔ یہ تو آپ نے قبل ازوقت 240 روپے کر کے جو لوگ کسان' کاشت کاری پیشے سے وابستہ نہیں ہیں آپ نے تو ان پر بھی اضافی بوجھ ڈال دیا ہے۔ جناب سپیکر! یہ تو میں گندم کی بات کر رہا ہوں اور گندم کسان کاشت کار کی cash crop نہیں ہے۔ آپ تو جناب سپیکر اچھی طرح سے جانتے ہیں cash crop کا سرے سے وزیر اعظم زرعی پیکیج میں ذکر ہی نہیں کیا ۔ آپ دیکھیے cash crop میں کھاد ہے ۔ بدقسمتی کی بات ملاحظہ فرمائیے کہ سرکاری نرخ کھاد کا 24 روپے ہے اور شوگر مل کے مالکان پرائیویٹ طور پر 50 روپے فی چالیس کلو

گرام لے رہے ہیں ۔ خود لینے کے لیے تیار ہیں بلکہ 50 روپے دے رہے ہیں ۔ لیکن جناب والا وزیر اعظم نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا ۔ اس میں کچھ شوگر ملوں کے معاملات ہیں جس میں وہ شوگر ملیں ان کی اپنی ملکیت بھی ہیں اور پھر انہوں نے ان شوگر ملوں میں اضافہ بھی کرنا ہے اور قصور میں انہوں نے ایک اور شوگر مل بھی لگائی ہے ۔ اس کے لیے قرضہ بھی apply کرنا ہے ۔ جناب سپیکر 24 روپے سے ایک دم 50 روپے کس طرح کر دیتے؟ تاجر پیشہ شخص کا دل نہیں مانتا آپ کو اچھی طرح معلوم ہے ان کا بہت چھوٹا دل ہوتا ہے ۔ ایک دم سے دے دیں اور 24 سے 50 روپے کر دیں ۔ کل کو شاید اتنے پیسے نہ دینے پڑیں ۔ شاید کل پھر 24 روپے پر کسان کاشت کار کا گلا کاٹا جائے ۔ اسی لیے جناب سپیکر زرعی پیکج میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا ۔ جناب سپیکر ! آپ مسکرا رہے ہیں کسانوں اور کاشت کاروں کا قتل عام ہو رہا ہے ۔ قتل عام آپ کی حکومت کر رہی ہے ، مسلم لیگ کی حکومت کر رہی ہے۔ اتنے بھاری مینڈیٹ والی حکومت کر رہی ہے ۔ اب تو بھاری مینڈیٹ پر (ت) کے دو نقطے بھی لگ گئے ہیں ۔ اب یہ بھاری مینڈیٹ تو نہیں رہا اب تو یہ بھارتی مینڈیٹ ہو گیا ہے ۔ اب تو بھارت کے بارے میں بھی کہہ رہے ہیں کہ ہمیں بھارت کے ساتھ مذاکرات اور اس عوام کے اور اس ملک کے سودے کرنے کے لیے آپ کو یہ مینڈیٹ بھی دے دیا گیا ہے ۔ جناب سپیکر اس میں آپ یہ ملاحظہ فرمائیے کہ کھاد کے علاوہ کپاس کا بھی ذکر تک نہیں کیا گیا----

چودھری محمد اعظم چیمہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا کٹ موشن تھی زراعت پر اور زراعت سے چلی گئی قتل عام پر -----

جناب سپیکر ۔ اور ہوتی ہوئی انڈیا پہنچ گئی ۔

چودھری محمد اعظم چیمہ ۔ حکومت کی زیادتیاں اور یہ وہ وغیرہ ، میں فاضل محرک کو عرض کروں گا کہ اگر قتل عام کی بات کرنی ہے تو پھر بات اور بڑھ جائے گی ۔ قاتل تو یہ لوگ ہیں اور ظالم بھی یہ لوگ ہیں ۔ آج تک ہم نے کسی چوہے کو نہیں پکڑا ، آج تک کسی ایسے بندے کو نہیں پکڑا گیا جو کہ زیادتی کا مرتکب تھا بے ایمان تھا بے غیرت تھا اور اس نے اتنا زیادہ کھایا اور اتنا کھا کر وہ اب بھی آرام کر رہا ہے۔ ابھی وہ سوچ رہے ہیں کہ ان کا کیا کرنا ہے ۔ قاتل تو یہ لوگ ہیں ۔ زراعت کی بات کریں ان کو زراعت کا جواب ملے گا اور اگر کوئی کسر رہ گئی ہے تو ان شاء اللہ اس کی بھی جسارت ہو گی انہوں نے زراعت کے ساتھ کیا کیا اور آئندہ کیا پروگرام ہے اور اس کا کیا علاج ہو گا ۔ جناب

والا ایسے الفاظ حذف کیے جائیں یہ زیادتی ہے۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے آپ کٹ موشن پر بات کریں۔

نوابزادہ منصور احمد خان ، جناب والا ! ٹھیک ہے میں کٹ موشن پر ہی بات کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : اسی کے اندر ہی رہیں۔

نوابزادہ منصور احمد خان ، جناب والا ٹھیک ہے آپ تسلی رکھیں میں اسی کے اندر ہی رہوں گا۔ جناب سپیکر ! میں کپاس کی بات کر رہا تھا۔ کپاس کے بارے میں وزیر اعظم کے زرعی پیکج میں کسی قسم کی کوئی بات نہیں کی گئی ۔ جب کہ جناب سپیکر آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ کپاس ہماری cash crop ہے اور اس سے ہمارے ملک کو بے پناہ فائدہ ہوتا ہے اور ہمارے ملک کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ جناب سپیکر اس کے لیے کپاس کے علاوہ باسمتی چاول کے بارے میں بھی کوئی ذکر نہیں کیا۔یہ تمام cash crop ہیں جو پنجاب میں بڑی کثرت کے ساتھ کاشت کی جاتی ہیں ۔ ان کے بارے میں کسی قسم کا کوئی اعلان نہیں فرمایا گیا اور پھر جناب والا آپ دیکھیے کہ زرعی انکم ٹیکس جیسے سیاہ قانون نافذ کر دیے گئے ، مسلط کر دیے گئے ۔ پھر ہمارے غریب بھائی اور معزز اراکین اسمبلی یہ ہمارے سیدھے سادے بھائی-----

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین راجہ محمد خالد خان کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

نوابزادہ منصور احمد خان ، بہرحال زرعی انکم ٹیکس کے حوالے سے میں بات کر رہا تھا ۔ جناب سپیکر تشریف لے گئے میں انہیں یہ بھی بتانا چاہتا تھا کہ اس روز جب زرعی انکم ٹیکس کا یہاں بل پیش ہوا اس وقت یہاں پر ایک بہت بڑی فنی غلطی جناب سپیکر سے سر زد ہوئی اور یہاں پر بیٹھے ہوئے سیکرٹری اسمبلی جو ان کی مشاورت کے لیے انہیں گائیڈ کرنے کے لیے موجود ہیں انہوں نے بھی اس طرف اشارہ نہیں کیا۔ میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ جس وقت زرعی انکم ٹیکس پر رائے شماری ہو رہی تھی تو اس وقت انہوں نے یہ فرمایا کہ I think Ayes have it. حالانکہ تکنیکی غلطی یہ تھی کہ ان کے دماغ میں یہ بات نہیں آئی یا نکل گئی کہ اگر حکومتی بنچوں کی اور حکم رانوں کی eyes ہوتیں تو ایسے سیاہ قانون کو کبھی پاس نہ کرتے ۔ جناب سپیکر وہ تو چلے گئے میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اب جب کہ آپ public octroi سے گزر چکے ہیں حکم ران public octroi پبلک چونگی سے بغیر محصول کھانے، بغیر ان کے interest کا خیال کیے جب گزر چکے ہیں تو پھر جناب سپیکر اب حکم

رانوں پر 11 گنا جرمانے کے یہ حق دار ہو چکے ہیں اور یہ پبلک اور عوام کسان اور کاشت کار ان پر آنے والے وقت پر یہ جرمانہ ضرور لگائیں گے ۔ میرے یہ بے زبان بھائی جو یہاں حکومتی بنچوں پر ، معزز اراکین اسمبلی بیٹھے ہیں جن سے زبردستی Ayes کروایا گیا اور اب بھی جن بےچاروں پرظلم کرتے ہوئے پارٹی ڈسپلن کا ڈنڈا دکھاتے ہوئے انہیں پھر ایک دفعہ یہ ہاں اور ناں کے چکر میں ڈالیں گے ۔ اب بھی وقت ہے میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اب بھی ٹائم ہے کہ اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہیں۔ آپ یہ دیکھ لیجئے کہ موجودہ حکم رانوں نے اپنا سیاسی مستقبل تو تباہ کر لیا ہے لیکن آپ اپنا سیاسی مستقبل بچائیے آپ نے آخر اپنے اپنے حلقوں میں جانا ہے جہاں زمیندارا' کاشت کاری پیشے سے تعلق رکھنے والے 70 % سے زائد آپ کے دوٹرز سپورٹرز موجود ہیں۔ اور وہاں جا کر جناب والا! یہ حکم ران اور یہ ٹریژری بنچز کے ہمارے بھائی کیا منہ دکھائیں گے' انھیں کون سی شکل دکھائیں گے ' یہ تو ان سے چھپتے پھریں گے ' کہاں کہاں چھپیں گے ' اپنے گھر چھپیں گے۔

جناب شاہدمحمود بٹ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی ۔

جناب شاہدمحمود بٹ: میرا خیال ہے کہ ہم سب کی شکلیں اللہ تعالیٰ نے نواب زادہ سے اچھی بنائی ہوئی ہیں۔ ان کو تو اپنی شکل کا فکر کرنا چاہیے۔ ہم جب اپنے علاقے میں بڑی عزت کے ساتھ جا رہے ہیں۔ یہ غریب کاشت کار کی جو بات کر رہے ہیں ۔ میں آپ کی وساطت سے بڑے مؤدبانہ انداز میں یہ کہوں گا کہ انھوں نے پہلے بھی ایک لفظ بولا تھا کہ یہ بے زبان ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ہم بے زبان نہیں ہیں ' ہم ضمیر والے بھی ہیں اور زبان والے بھی ہیں۔ آپ سینئر پارلیمنٹیرین کے بیٹے بھی ہیں ۔ میرے خیال میں ہم آپ سے توقع کرتے ہیں کہ آپ اچھے الفاظ میں اچھی تقریر کریں ' tempo lose نہ کریں ' بڑے پیار سے ہمیں قائل کریں ' پیار سے سپیکر کے ذریعے اس اسمبلی کو قائل کریں ۔ اونچا بولنے سے یا اس طرح کے الفاظ ادا کرنے سے بندے کا impression نہیں بنتا۔ میرا خیال ہے کہ ہم نے تو آپ سے سبق سیکھنا ہے آپ پی پی کی گورنمنٹ میں سابقہ منسٹر بھی رہے ہیں۔ کل ہی ہمارے دوست لغاری صاحب یہ کہہ رہے تھے۔

(اس مرحلہ پر گھنٹی ہوئی اور معزز رکن اپنی سیٹ پر بیٹھ گئے)

جناب چیئرمین، آپ اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہ کریں یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

نواب زادہ منصور احمد خان، شکریہ جناب والا! میں عرض کرتا چلوں کہ ایک جگہ انھوں نے غلطی سے vulgar کا لفظ کہا ہے یہ غیر پارلیمانی ہے۔ (اس مرحلہ پر گھنٹی ہوئی)

جناب چیئرمین، ان کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ اس لیے ضرورت نہیں۔

نواب زادہ منصور احمد خان، چلیں ضرورت آپ نہیں محسوس کر رہے تو نہ سہی ۔ جناب والا میں یہ بتا رہا تھا کہ اس زرعی انکم ٹیکس میں یعنی سندھ اور پنجاب کا فرق دیکھیں ایک ہی ملک کے اندر 'ایک ہی ملک ہے یہ نہیں کہ سندھ کسی اور ملک کا حصہ ہے۔ سندھ کے اندر گندم اور چاول 70 روپے ایکڑ 'یعنی زرعی جنس پر ٹیکس لگایا گیا ہے کہ اگر آپ زرعی جنس کاشت نہیں کریں گے تو ٹیکس نہیں لگے گا۔ یا جون سی زرعی جنس بھی آپ کاشت کریں گے اس کے مطابق ٹیکس لگے گا۔ اگر سندھ میں کماد کاشت کیا جائے تو اس کے اوپر زرعی انکم ٹیکس 75 روپے ہے۔ اور جناب یہاں پنجاب میں دیکھئے ۔ ان کسانوں کاشت کاروں پر کتنا بڑا ظلم ہے کہ یہاں flat rate لگا دیا گیا ہے '3 سو' یا ساڑھے 3 سو روپے فی ایکڑ کا flat rate لگا دیا گیا ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ یہاں زمینوں کی تشخیص نہیں کی گئی ' classification نہیں کی گئی ۔ مثلاً جناب سپیکر آپ تو اچھی طرح جانتے ہیں کہ کچھ اضلاع میں ہمارا perennial canal system ہے جو بارہ مہینے نہریں اور راجباہیں چلتی ہیں۔ اور بعض اضلاع میں non-perennial ہیں جہاں ششماہی نہریں چلتی ہیں اور چھ ماہ نہریں بند رہتی ہیں۔ پھر جناب سپیکر! دیکھئے کہ بارانی علاقے بھی ہیں کچے کا علاقہ جسے بیٹ کا علاقہ کہتے ہیں وہ بھی ہے 'پکے کا علاقہ بھی ہے لیکن کوئی classification نہیں ہے۔ اتنا سیاہ قانون کاشت کاروں اور کسانوں پر یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے۔ اب دیکھئے اگر آپ کا' حکم رانوں کا یہ ایک بہت اچھا قانون ہے ' اگر یہ آپ کا بہترین قانون ہے تو پھر میں بڑی بدقسمتی کے ساتھ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ کچھ اخبارات کی یہ خبر آپ کی نظر سے گزری ہوگی کہ ملتان اور اس کے گرد و نواح میں کاشت کاروں اور زمین داروں نے ' کسانوں نے بطور احتجاج زرعی انکم ٹیکس کے خلاف قیمتی کروڑوں روپے کے باغات ثمر کٹوانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور آج ان باغات کو کٹوا کر اپنا احتجاج launch کریں گے۔ جناب والا یہ اچھا قانون نہیں۔ حکم رانوں نے یہ ٹھان لی ہے کہ کسان کاشت کار کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنا ہے ۔ اگر ہمیشہ کے لیے ختم کرنا ہے تو پھر ان کی زمینیں آپ خود لے لیں۔ ان سے پیداوار ہی اتنی حاصل نہیں ہوتی کہ یہ آپ ٹیکس بھرتے پھریں۔ اور پھر ایک چیز کا ذکر میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی کیا تھا

کہ monsoonic اور climatic تبدیلی کے وجہ سے جو پکی پکائی فصلیں جس میں گندم بھی شامل ہے اور وہ اسی دور کی بات ہے کہ اس میں شدید آندھیوں کی وجہ سے' بارشوں اور ژالہ باری کی وجہ سے وہ فصلیں تباہ ہوگئی ہیں ' باغات ثمر تباہ ہوگئے ہیں۔ اس کی رپورٹیں نہیں منگوائی گئیں' اسے calamity affected declare نہیں کیا گیا۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے کہ ایک طرف تو آپ ان اضلاع کو calamity affected declare نہیں کر رہے اور دوسری طرف آپ نے اپنے اس سیاہ قانون زرعی انکم ٹیکس کی حد 30 جون 1997ء رکھی ہے۔ اور یہ بات حکم رانوں کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ وقت مختصر ہے میں ایک بات یہ عرض کروں گا کہ کسانوں اور کاشت کاروں کو maximum incentive دیں۔ آپ جناب والا! دیکھئے کہ جس وقت کسی صنعت کو کسی قسم کی کوئی problem ہو جاتی ہے یا صنعت کسی accident سے گزرتی ہے تو اس کے لیے وہ fully ensured ہے۔ لیکن ہماری crops کی کوئی انشورنس نہیں ہے۔ اور کسان ' کاشت کار نہایت کس مپرسی کی حالت میں ہے۔ اور حکومت کیا کرتی ہے حکومت maximum یہ کرتی ہے کہ اگر وہ calamity affected declare کرے' اگر خسارہ ظاہر کر دے تو 12 % یا ساڑھے 12 % فی صد آبیانے کی چھوٹ۔جناب والا یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ کسی صنعت کے ساتھ اگر یہ برا وقت آجائے تو وہ fully ensured ہے اور ان کے پلے سے انھیں کسی قسم کا کوئی خسارہ نہیں۔ لیکن کسان اور کاشت کار چونکہ ننگے آسمان تلے پڑے ہیں اور ان کی crops ان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ اور پھر یہ calamity اور monsoonic change کی وجہ سے جتنا زیادہ ہوسکے حکم ران incentive دیں ' انھیں جتنا زیادہ ہو سکے relief پہنچائیں۔ جناب والا! میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ ایسٹ پنجاب انڈیا رقبے کے حساب سے آپ کے پنجاب سے آٹھ گنا کم ہے لیکن وہ اپنے ملک کی نوے کروڑ آبادی کے لیے زرعی اجناس نہ صرف مہیا کرتا ہے بلکہ خود کفیل ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ پاکستان کے پنجاب میں کاشت کار نااہل' سست' کاہل' ہرگز نہیں جناب سپیکر! وہاں صرف incentives دیئے جاتے ہیں یہاں incentives کوئی نہیں ہیں ' وہاں farm to market roads موجود ہیں یہاں نہیں ہیں ' جو ہیں بھی تو وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ جناب والا اس میں جتنا بھی زیادہ ہوسکے subsidy دی جائے۔ اور کسان ' کاشت کار کی حالت کو جس طرح میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ جس طرح ٹیکسٹائل انڈسٹری کو sick انڈسٹری تصور کرتے ہوئے اسے اپنے footing پر کھڑا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کسانوں اور کاشت کاروں کو اس ایگریکلچر کے شعبے کو بھی sick شعبہ تصور کرتے ہوئے ' اس میں maximum

توجہ کرتے ہوئے حکمران زیادہ سے زیادہ incentives اور relief دیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، اس تحریک کے حق میں کوئی اور صاحب تقریر فرمانا چاہیں گے۔ یہ بھی پیش نظر رکھیے گا کہ جیسے کہ سپیکر صاحب نے فرمایا ہے کہ ایک بجے گلوٹین apply ہو گی۔

جناب سعید اکبر خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! ہماری کٹ موشن ایک نہایت اہم subject پہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے کا ہر فرد اس سے منسلک ہے، کوئی directly منسلک ہے اور کوئی indirectly منسلک ہے۔ جناب والا، مجھے اس بات کا شدید احساس ہے کہ اس ubject پر ہمارے کافی دوست بولنا چاہتے تھے، لیکن جب میں گھڑی کی سوئی کی طرف دیکھتا ہوں تو پانچ سے دس منٹ تک آپ ہمیں بولنے کی اجازت دیں گے۔ اور جناب چیئرمین میں آپ سے یہ اپیل بھی کروں گا کہ اس میں ہمیں وقت دینا چاہیے اور اس ٹائم کو بڑھا دیں پھر 2-00 بجے کے بعد ٹائم بڑھا لیجئے اور اپنی ڈیمانڈز آج پاس کروا لیجئے۔

جناب والا! اس ملک کی عوام اور خاص طور پر اس صوبے کی عوام نے 93ء میں ivided mandate دیا تھا۔ رورل بیک گراؤنڈ نے اس وقت پی ڈی ایف کو مینڈیٹ دیا اور اربن ایریا کے لوگوں نے میاں نواز شریف کو مینڈیٹ دیا لیکن 97ء میں رورل ایریا اور اربن ایریا کی اکثریت نے یہ سمجھتے ہوئے محترم میاں نواز شریف صاحب کو مینڈیٹ دیا کہ شاید ہماری تکالیف میں کمی آئے۔ اربن ایریا کی تو مجھے سمجھ آتی ہے کہ اس میں تاجر پیشہ افراد، کاروباری حضرات کو کافی سہولیات دی گئی ہیں۔ اس کی سمجھ مجھے بھی آتی ہے اور اس صوبے کے عوام کو بھی آتی ہے اور اس ہاؤس کے ممبران کو بھی آتی ہے۔ لیکن زراعت پیشہ سے تقریباً 75 سے 80 فی صد لوگ منسلک ہیں اور یہی ان کا ذریعہ معاش ہے اس کے ساتھ اس حکومت نے آتے ہی جو حشر کیا ہے وہ ہر آدمی کو پتا ہے اور رورل ایریا، ہر گاؤں، ہر چک میں اس کا احتجاج ہو رہا ہے اور ہر آدمی اس گورنمنٹ کی پالیسیوں سے پریشان ہے اور اس پہ وہ سراپا احتجاج ہے۔ جناب والا! میں زیادہ طوالت میں نہیں جانا چاہتا اس پہ میں بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن سب سے اہم اور touchy point جس سے زراعت پیشہ لوگوں کو کافی تکلیف ہوئی ہے وہ زرعی انکم ٹیکس ہے۔ جناب والا! مجھے "زرعی انکم ٹیکس" کے لفظ پہ احتجاج ہے کہ اگر آپ اس کا لفظی مطلب کریں تو اس کا مطلب ہے "انکم" جو زراعت پیشہ لوگوں کی انکم ہے اس پہ ٹیکس ہے۔ لیکن ٹیکس آپ نے ہولڈنگ پہ لگا دیا ہے میں کل وزیر مال کی اس بات سے خوش ہو گیا کہ انہوں نے کہا کہ اگر آپ

کی ملکیت 20 ایکڑ ہے اور آپ 10 ایکڑ کاشت کرتے ہیں تو پھر آپ ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ بات سچ ہو کہ ساڑھے بارہ ایکڑ میں پھر اس کی ملکیت کو consider نہ کیا جائے۔ میں اس بات کی بھی clarification چاہوں گا کیونکہ یہ On the floor of the House گورنمنٹ کی طرف سے assurance اور statement ہے اور وزیر مال کی طرف سے ہے جنہوں نے یہ ٹیکس تجویز کیے ہیں اور جن کا پالیسی میں کافی ہاتھ ہے۔

جناب والا! میرے محترم وزیر خزانہ صاحب نے بڑے فخریہ انداز میں کہا جو ان کا بولنے کا انداز ہے اور ہر آدمی کو وہ حقارت کی نظر سے دیکھ کر بات کرتے ہیں اور انگلی اٹھا کر بات کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ فرمایا کہ ہم نے 83 فی صد آبادی کو ہم نے چھوٹ دے دی ہے ۔ جناب سپیکر! اس میں میرا اعتراض یہ ہے کہ میں اس ہاؤس میں چیلنج کر کے کہتا ہوں کہ آپ نے یہ ٹیکس landless اور سات ایکڑ سے کم رقبہ کے مالک کو آپ نے یہ ٹیکس لگایا ہے۔ یہ ٹیکس اسی نے ادا کرنا ہے' اس ٹیکس کا بوجھ اسی نے اٹھانا ہے۔ میں نے پہلے بھی یہ عرض کیا تھا میں آج بھی یہ گزارش کرتا ہوں کہ جناب سپیکر! ہاؤس میں کوئی شخص جو کاشت کار پیشہ سے تعلق رکھتا ہے مجھے یہ سمجھا دے کہ کوئی آدمی پانچ ایکڑ پہ اپنی فیملی کا گزر اوقات کرتا ہے اس کا گزر اوقات نہیں ہوتا۔ وہ علاقے کے بڑے زمینداروں کے دس بیس ایکڑ کاشت کرتا ہے۔ جناب والا! ہمارے علاقے اور ہمارے صوبہ پنجاب میں یہ رواج ہے کہ حصے پہ زمین لیتے ہیں یا ٹھیکے پہ تو جتنے اخراجات آتے ہیں وہ بھی وہی دیتے ہیں تو جناب والا! یہ ٹیکس ہم بڑے زمین داروں نے انہیں سے وصول کرا کے آپ کے خزانے میں جمع کرانا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا! یہ ظلم ہے کہ جو تجارت پیشہ لوگ ہیں ان کو تو چھوٹ ہے کہ جب جون میں ٹیکس لگتا ہے تو اس کو کوئی ٹائم دیا جاتا ہے۔ جناب والا! آج کون سا کاشت کار ہے جو اس پوزیشن میں ہو کہ آج ٹیکس جمع کرا سکے آپ نے اس کو 30 جون کی تاریخ دے رکھی ہے اور اس کے پیچھے ڈپٹی کمشنر' اے سی اور تحصیل داروں کو لگا دیا ہے۔ جناب والا! وہ آپ کے ووٹر ہیں' وہ اسی صوبہ کے رہائشی ہیں' آپ ان کے ساتھ اس طرح کی کیوں زیادتی کر رہے ہیں؟ بے شک آپ نے بل پاس کر لیا' آپ نے ٹیکس لینا ہے' اس کی collection کی مہلت دی جائے-----

جناب سپیکر: وقت کا ذرا خیال رکھیں' وقت بہت کم ہے۔

جناب سعید اکبر خان، ٹھیک ہے جی۔ جناب والا! اس میں اور جو ظلم ہوا ہے۔ بارانی ایریا پہ lumpsum ٹیکس لگا دیا گیا ہے ان کو نہیں دیکھا گیا کہ اس میں کیا پیداوار ہوتی ہے؟ جو totally depended ہیں کہ اگر بارش ہو جائے تو ان کی فصلیں ہوتی ہیں۔ جناب والا! اگر بارانی ایریا میں ایک سال فصل ہو جائے تو پانچ پانچ سال فصل نہیں ہوتی۔ آپ اس بارانی ایریا کے لوگوں کی چیخ و پکار سنیں یہاں میرے کافی دوست ان علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں وہ اتنے پریشان ہیں اور اکثر لوگ یہاں ہائی کورٹ کے چکر لگا رہے ہیں کہ اس بلا سے ہماری کیسے جان چھوٹے۔ جناب والا! اس کے علاوہ آج ایک اور بات بھی میں کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے یہ جو قانون بنایا ہے اس میں رقبے تقسیم ہوں گے اور ایک یا دو سال کے بعد آپ پھر ایک ایکڑ پہ ٹیکس لگانے پہ آئیں گے اور آپ مجبور ہوں گے کہ آپ ایک ایکڑ پہ ٹیکس لگائیں جو پہلے بھی دے رہا ہے اور اس کے اوپر آپ ڈبل ٹیکس لگا رہے ہیں۔ جناب والا! زراعت پیشہ لوگ پہلے ہی اتنے ٹیکس دے رہے ہیں جس کا کوئی حد حساب نہیں۔ بارانی ایریا میں اگر کوئی آدمی اپنے وسائل سے کوئی ذریعہ آب پاشی بنا لیتا ہے آپ نے اس کو بھی نہری رقبے کے ساتھ consider کر لیا ہے اور آپ نے ان کو ٹیکس لگا دیا ہے۔

جناب والا! باغات میں امرود کے باغ پہ بھی وہی ٹیکس ہے' آم کے باغ پہ بھی وہی ٹیکس ہے' فالسے کے باغ پہ بھی وہی ٹیکس ہے۔ جناب وزیر خزانہ صاحب ٹی وی کے مذاکرے میں فرما رہے تھے کہ ہم سے بہت سی غلطیاں ہوئی ہیں ہم نے ٹیکس لگا دیا ہم اس کی تصحیح کریں گے۔ جناب والا! یہ کہاں کا اصول ہے؟ ہمیشہ غلطیوں کی تصحیح پہلے کی جاتی ہے پھر اس کے اوپر عمل درآمد کیا جاتا ہے' پھر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہوئی جس میں غلطیوں کی تصحیح کر کے' ان کی جانچ پڑتال کر کے' ان کو دیکھ بھال کر اس کے اوپر ٹیکس لگایا جاتا بلکہ اس کمیونٹی کو crush کرنے کے لیے ایک کوشش کی گئی ہے۔

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' چودھری اقبال صاحب۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! جناب نے ایک بجے شاید گلوٹین کا ٹائم رکھا ہے۔

جناب سپیکر، جی ہاں ایک بجے کے وقت کا میں نے پہلے اس لیے اعلان کیا تھا۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا نے دو چار پانچ منٹ مجھے بھی دینے ہیں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے اب دو تین منٹ رہ گئے ہیں آپ wind up کیجیے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جب آپ اس چیئر پرتشریف نہیں رکھتے تھے۔ راجہ صاحب تشریف رکھتے تھے تو میں نے گزارش کی تھی کہ اس موضوع پہ ہمارے دوسرے دوست بھی بولنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، میں نے پہلے جو وقت کا اعلان کیا ہے کہ ایک بجے گلوٹین apply ہو گی۔

جناب سعید اکبر خان، تین بجے کے بعد وقت بڑھا لیں اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہم آپ کے ساتھ پانچ بجے تک بیٹھے رہیں گے۔

جناب سپیکر، نہیں، جو بات طے ہو گئی ہے آپ ایک دو منٹ میں ذرا wind up کر لیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! آپ نے گلوٹین کا ایک بجے کا وقت fix کیا ہے اور ابھی متعلقہ وزیر جواب بھی دینا چاہیں گے انہیں فرمایا جائے کہ wind up کر لیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں، اسی لیے میں نے پہلے آپ سے گزارش کی تھی کہ اس طرح سے پلاننگ کریں تاکہ آپ کٹ موشنز پہ زیادہ سے زیادہ بول سکیں۔ اگر پہلی کٹ موشنز کے اوپر ذرا تھوڑا وقت بچایا جاتا تو ہو سکتا تھا۔

جناب سعید اکبر خان: آج تو ہم نے کوشش کی ہے کہ تھوڑا تھوڑا بولا جائے۔

جناب سپیکر، نہیں، کوشش نہیں نا ہوئی۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ نے پوائنٹ پہ زیادہ وقت دیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ نے دیکھا ہے آج میں نے کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں لیا۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ نے آج اعظم چیمہ صاحب پہ بہت زیادہ شفقت فرمائی ہے۔

جناب سپیکر، سعید اکبر صاحب! آپ ذرا جلدی wind up کر لیں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! آج منیس صاحب نے تذلیل کی ہے جھوٹ کا پلندہ یہاں پیش کیا ہے اس کے بعد سعید اکبر خان صاحب نے بھی۔ میں بھی آپ سے پانچ منٹ ٹائم لینا چاہوں گا آپ سے درخواست ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، کسی اور موقع کے اوپر آپ کو وقت دیں گے کیونکہ اس کا جواب متعلقہ وزیر ہی دے سکتے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، اگر آپ وقت نہیں دیتے تو ایک شعر ہی سن لیں۔

جناب سپیکر، شعر ایک سنا دیں۔

خواجہ ریاض محمود،

کیوں کہیں یہ ستم آسماں نے کیے
اور دکھ ہمیں جو دیئے اس جہاں نے دیئے
اونچے اونچے گھروں میں جو ہے روشنی
جل رہے ہیں ہمارے لہو کے دیے

جناب سپیکر، جی سعید اکبر صاحب۔

میاں خالد لطیف، جناب سپیکر! مجھے بھی ایک شعر سنانے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں۔ اب بات نہیں ہو گی۔اب کافی ہو چکا ہے۔ اب ٹائم نہیں ہے۔

میاں خالد لطیف،

نہ صدمے تم ہمیں دیتے نہ یوں فریاد ہم کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

جناب سپیکر، جی سعید اکبر صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! مجھے بہت کچھ کہنا تھا۔ ہم تو یہ سوچ رہے تھے کہ اس کاشتکار کو کچھ اور incentive ملیں گے اور ان کی بہتری کے لیے یہ گورنمنٹ کچھ اور بہتر پروگرام بنائے گی۔ کیونکہ جس طریقے سے انھوں نے ان کو اپنے یک طرفہ ووٹ دے کر نوازا تھا۔ جناب والا! حشر یہ ہے کہ ایک زرعی ٹیکس لگا دیا اور جتنی سبسڈیز تھیں جو سابقہ دور میں تھیں یا اس سے پہلے تھیں ان میں اس سال اور زیادہ کمی کر دی گئی ہے۔ پہلے seed اور ٹیوب ویل کی مد میں پچھلے سال 2 کروڑ 47 لاکھ 50 ہزار روپے رکھے گئے۔ اس سال ان کو کم کر کے 2 کروڑ 37 لاکھ کر دیا گیا۔ ان میں بھی کچھ نہ کچھ کمی کی گئی بجائے اس کے بڑھانے کے۔جناب سپیکر! میری یہی اپیل ہے کہ اس پیشہ سے بہت زیادہ لوگ منسلک ہیں۔ اور ان کا گزر واوقات اور ان کی روزی اسی پیشہ سے منسلک ہے اور وہ پہلے ہی under pressure چل رہے ہیں۔ ان کی مالی پوزیشن کوئی اتنی زیادہ نہیں ہے۔ چند لوگ جو بڑے

زمین دار تھے' اب جو زمین دار نہیں رہے' وہ کاروبار میں چلے گئے ہیں۔ کیونکہ ان کو پتہ تھا کہ اس پیشے سے اگر منسلک رہے تو ہم شاید اپنی زندگی عزت سے نہ گزارسکیں۔ اگر ان زمین داروں کو آپ یہ دیکھتے ہوئے کہ ان کے پاس بڑے بڑے گھر ہیں اور pajeero ہیں۔ جو اصل میں اب کاروبار میں جا چکے ہیں۔ ان کو دیکھتے ہوئے اگر آپ ان لوگوں پر جن کا مکمل طور پر ذریعہ معاش یہی کاشت کاری ہے اور وہ اپنا گزرو اوقات بہتر انداز میں نہیں کر سکتے تو ان کا بدلہ ان سے لینے کے لیے اگر آپ اس طرح سوچتے رہے اور اس طرح ٹیکس لگاتے رہے اور ان کی سہولیات کو کم کرتے رہے تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید ایک دن ایسی نوبت آ جائے کہ آپ کو تمام زرعی اجناس امپورٹ کرنی پڑیں گی اور ہمارے جو زراعت پیشہ لوگ ہیں۔ وہ زراعت کو چھوڑ کر آپ کی فیکٹریوں میں ملازمت کرلیں اور اس کو وہ بہتر سمجھیں کہ اس میں ہماری گزرواوقات بہتر ہو گی۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر، جی منسٹر ایگریکلچر

وزیر زراعت، شکریہ۔ جناب سپیکر!----

جناب سعید احمد خان منیس، ابھی اور لوگ بھی بولنے کے لیے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ آپ نے خود ہی ٹائم دوسری cut motions کے اوپر کافی لیا ہے۔ کیونکہ میں نے ایک بجے کا پہلے اناؤنس کر دیا تھا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ بہت اہم subject ہے۔ یہ صوبے کے 80 فی صد عوام کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر، 80 فی صد عوام کا معاملہ تو ٹھیک ہے لیکن آپ کو پھر پلاننگ بھی اسی طریقے سے کرنی چاہیے تھی۔

جناب سعید احمد خان منیس، پلاننگ تو ٹھیک کی تھی۔

جناب سپیکر، ٹھیک نہیں کی آپ نے دوسری cut motion پر زیادہ ٹائم لیا۔

جناب سعید احمد خان منیس، اس کے لیے تو تین دن ہونے چاہیے تھے۔

جناب سپیکر، آپ کی پلاننگ یہ ہونی چاہیے تھی کہ ان پر تھوڑا تھوڑا بولتے اور جس کے اوپر زیادہ بولنا تھا تاکہ اس کے لیے زیادہ ٹائم نکلتا۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں تو یہ گزارش کروں گا کہ آج آپ شام کا اجلاس بھی رکھ لیں۔

جناب سپیکر، نہیں ۔ اب میں نے تو ایک بجے کا اناؤنس کر دیا ہے۔جناب منیس صاحب تشریف رکھیں۔ وزیر زراعت!

وزیر زراعت، شکریہ۔ جناب سپیکر! فاضل دوستوں نے بڑی اچھی باتیں آج کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن انھیں باتیں بڑی دیر سے یاد آئی ہیں۔ تین سالہ دور میں اس آبادی کی طرف انھوں نے توجہ کی ہوتی تو جناب والا آج حالات مختلف ہوتے۔ یہ حالات نہ ہوتے جن سے ہم آج کل دوچار ہیں۔ جناب سپیکر! یہاں پہ یہ بھی کہا گیا کہ رقوم کم کر دی گئی ہیں۔ میں تھوڑی سی figure پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ جناب والا! اس مطالبہ میں ایک ارب 73 کروڑ 27 لاکھ 50 ہزار روپے محکمہ زراعت کی مد میں مانگے گئے ہیں۔ جو کہ پچھلے سال سے 5.48 فی صد زائد ہے۔ اس کے متعلق ابھی جناب خان صاحب فرما رہے تھے کہ رقوم کم کر دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر! میں محکمہ زراعت کا صرف مختصر مختصر جائزہ پیش کروں گا۔ جس کے اوپر تنقید کی گئی ہے کہ اس شعبہ میں ہمارے پاس شعبہ زرعی تحقیق ہے' extension کا شعبہ ہے اور شعبہ آب پاشی ہے۔ جناب والا! یہ سارے شعبہ جات ملک کے اندر اناج پیدا کرنے میں جو اپنا بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں اور دیگر فصلات پیدا کرنے میں بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان کو چاہیے تھا کہ وہ تھوڑا بہت زراعت سمجھتے ہیں۔ اس کو appreciate کرنا چاہیے تھا اور اس مطالبہ زر کی پورے زور و شور سے جناب سپیکر حمایت ہونی چاہیے تھی۔جو criticize انھوں نے کیا ہے مجھے زراعت کے اوپر کوئی خاص بات نظر نہیں آئی۔ وہ صرف انکم ٹیکس کی بات کرتے رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کو تھوڑا سا ماضی کی طرف لے جاتا ہوں کہ اس ملک کے اندر آٹھ من' سات من ' چھ من تک کپاس صوبہ پنجاب کے اندر پیدا ہوتی تھی۔ جناب منیس صاحب تو کپاس کے کاشت کار ہیں۔ اس کو چالیس من تک کس طرح پہنچایا گیا ہے۔ کیا اس میں صوبہ پنجاب کے اور پاکستان کے سائنس دانوں کا کوئی رول نہیں۔ کیا انھوں نے اپنا بھرپور رول ادا نہیں کیا ہے کہ آٹھ دس من سے لے کر چالیس من تک کپاس آج کل فی ایکڑ پیدا ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ یہاں گندم کی بات کی گئی ہے۔ جناب سپیکر! گندم کا معاملہ کچھ اس طرح تھا کہ سعودی عرب جیسا ملک گندم ایکسپورٹ کر رہا ہے۔ یہاں گندم کی قیمت کی وجہ

سے یہ حالت ہوتی جا رہی تھی کہ گندم امپورٹ کرنے کے اوپر چالیس ارب روپیہ جو خرچ کیا جاتا ہے اگر اسکی پہلے سے جب یہ برسراقتدار تھے صحیح طریقے سے پالیسی بنائی جاتی تو جناب والا! یہ حالت نہ ہوتی۔ جناب والا! ایک دفعہ میں نے figures منگوائے تھے جب میرے پاس محکمہ زراعت تھا تو اڑھائی تین لاکھ ایکڑ زمین پر زمین دار نے گندم بونی ختم کر دی تھی۔ وہ اور فصلوں میں چلے گئے تھے۔ چارہ بیج رہے تھے، کپاس بیج رہے تھے اور باقی فصلیں بیج رہے تھے۔ انھوں نے گندم بیجنا چھوڑ دی تھی۔ اگر وہی صورت حال رہتی تو پھر جناب والا اس ملک کے اندر (نعوذ باللہ، نعوذ باللہ) قحط کا سماں پیدا ہو جاتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسا bold step جو ہماری حکومت نے لیا ہے اور ہمارے پاکستان نے لیا ہے کہ ایک ہی step میں۔ 55 روپے فی من کے حساب سے بڑھایا۔ جس کو وہ فی کس کہہ رہے تھے۔ ایسا step آج تک کسی حکومت کو لینے کی جرأت نہیں ہوئی۔ سارے ڈرتے تھے کہ 10 روپے گندم بڑھائی تو پتہ نہیں کیا ہو جانے گا تو ایسے steps کو appreciate کرنا چاہیے۔ جناب سپیکر! میں ایک اور بات عرض کروں کا جو شاید انھیں سمجھ نہیں آئی ہوگی کہ 70 فی صد آبادی کی بار بار بات کرتے ہیں کبھی 80 فی صد کی بات کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! دیہات میں جو کاشت کاری کے پیشے سے منسلک لوگ ہمارے ساتھ رہتے ہیں ان کا روزگار بڑھتا ہے۔ ان کی فی کس آمدنی بڑھتی ہے۔ جناب سپیکر! اس طرح کہ جو آدمی زمین دار کو assist کرتے ہیں، وہ ساری آبادی جو دیہات میں رہتی ہے زمین دار کو assist کرتی ہے۔ کوئی کٹائی کرتا ہے، کوئی ہل کا کام کرتا ہے، کوئی ٹریکٹر کا کام کرتا ہے، کوئی زمین دار کی مزدوری کرتا ہے۔ جناب سپیکر! وہ مزدوری جو زمین دار سے حاصل کی جاتی ہے۔ وہ جنس کی شکل میں حاصل کی جاتی ہے اور چھ مہینے کی مزدوری گندم کی شکل میں حاصل کی جاتی ہے۔ جناب سپیکر! جب گندم کا ریٹ بڑھتا ہے تو 70 فی صد آبادی میں جو مزدور پیشہ لوگ ہیں ان کی ایک قسم سے تنخواہ بڑھتی ہے۔ شاید انھیں اس بات کی سمجھ نہیں آئی۔ اس لیے اس پر تنقید کر رہے ہیں۔ جناب والا! اس کے بعد انھوں نے انکم ٹیکس کی باتیں کی ہیں۔ جناب سپیکر! ابھی فاضل دوست فرما رہے تھے کہ اس کو land tax لگا دیا گیا ہے۔ پھر وہ پٹواری کے بس پڑ جائیں گے۔ ان میں سے جس زمین دار کو جو یہاں دو چار دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کو ضرور ٹیکس لگا ہوگا۔ جس کو شوق ہے اگر ان کو یہ بات پسند نہیں آئی تو ان کو جناب والا کی اجازت سے ابھی بھی انکم ٹیکس کے بس میں ڈالا جا سکتا ہے۔ یہ offer کریں کہ مجھے انکم ٹیکس کے دائرہ کار میں دیا جائے تو انھیں دیا جا سکتا ہے۔ جناب والا! انکم ٹیکس والے پھر ان کا کچومر نکال دیں گے۔ پھر بڑی مشکل میں روتے روتے آپ کے پاس آئیں گے

کہ ہمارے ساتھ کیا ہو گیا۔ اس لیے ہم نے تو ان کے لیے آسانی پیدا کی ہے۔ جناب سپیکر! پھر یہ کہا گیا ہے خان صاحب فرما رہے تھے کہ یہ جو ٹیکس ہے یہ تو ہر کسی کو لگ جائے گا۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ ساڑھے سات ایکڑ والا آدمی، ساڑھے بارہ ایکڑ والا آدمی پورے پنجاب، کے اندر 92 to 99 percent جو لوگ ہیں وہ خود اپنی کاشت کرتے ہیں۔ جناب سپیکر اگر ساڑھے بارہ ایکڑ والے آدمی کو چھوڑ دیا گیا ہے، اس limit میں نہیں لایا گیا تو اس کو کس طرح سے ٹیکس لگ جائے گا، مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی۔ وہ تو خود کاشت کرتا ہے۔ پھر انھوں نے فرمایا ہے کہ جو مزارع کاشت کرتا ہے، ultimately اسی کو ٹیکس لگے گا۔ جناب سپیکر! یہ تو مالک نے ادا کرنا ہے۔ اس کا مزارع کے ساتھ تعلق نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کو صحیح طرح سمجھنے سے کوشش نہیں کی گئی۔ جناب سپیکر! یہ بھی یہاں پر فرمایا گیا ہے کہ یہ انکم ٹیکس لگنا ہی نہیں چاہیے تھا۔ جناب سپیکر! اگر گورنمنٹ نیشنل پول میں، national exchequer میں زمیندار کا کوئی رول نہیں ہوگا تو پھر آپ جانتے ہیں کہ جن مشکلات میں اس وقت ملک ہے، جس ایمرجنسی میں اس وقت ملک ہے، اس میں کون contribute کرے گا؟ اگر بڑے زمین دار بھی اس میں contribute نہیں کریں گے تو پھر جو پروپیگنڈا بڑے عرصے سے چلا آ رہا ہے کہ یہ حضرات اسمبلی میں آنا پسند کرتے ہیں، ممبر بننا پسند کرتے ہیں اور ملک کی حکومت میں آنا پسند کرتے ہیں۔ لیکن ٹیکس دینا پسند نہیں کرتے۔ یہ پروپیگنڈا کوئی بیس سال سے چلا آ رہا ہے۔ اس کو تو کسی طریقے rectify کرنا چاہیے تھا۔ اگر اس میں بڑے زمین دار کو ٹیکس لگ گیا ہے تو اس میں رونے والی بات کوئی نہیں۔ یہاں ایک فاضل دوست نے کہا کہ وہ باغ کٹوا دیں گے۔ جناب سپیکر! میں حیران ہوں کہ خود ہی انھوں نے فرمایا ہے کہ آم کے باغ کو بھی ٹیکس وہی لگا ہے جو دوسرے پھلوں کو لگا ہے۔ کون سا باغ ہے، امرود سے لے کر آم تک، جو پانچ سو روپے ٹیکس پہ کوئی کاٹ دے گا؟ جناب سپیکر! کوئی بھی باغ ایسا نہیں ہے جو پانچ ہزار سے لے کر تیس چالیس ہزار فی ایکڑ نہیں دیتا۔ اور ساڑھے تین سو اسے ویسے بھی دینا ہے۔ اگر ڈیڑھ سو روپیہ صرف زاید لگ گیا ہے تو اس سے کون باغ کٹوائے گا۔ یہ بھی بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ یہ ساری بے پر کی ماری جا رہی ہیں۔ جناب، آپ کو ٹائم کا خیال ہے، اس لیے میں زیادہ وقت نہیں لیتا۔ جناب والا! ہمارے اس مطالبۂ زر کو منظور فرمایا جائے، ان کی کٹوتی کی تحریک کو رد فرمایا جائے، بہت مہربانی، بڑی نوازش۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ چودھری اقبال صاحب۔

سردار رفیق حیدر لغاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

سردار رفیق حیدر لغاری، جی۔

جناب سپیکر، جی۔

سردار رفیق حیدر لغاری، میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ اپنے بھائی چودھری اقبال صاحب جو کہ وزیر زراعت بھی ہیں۔ ان سے گزارش کروں گا کہ آپ جب بھی اس فورم پہ کوئی figure quote کریں تو کم ازکم اس کو اس خیال سے کریں کہ اس کا کوئی impression اچھا ہو اور وہ غلط بیانی نہ بن جائے۔ ابھی انھوں نے کپاس کی اوسط کے بارے میں فرمایا کہ یہ زراعت کے محکمے ہی کی کارکردگی ہے کہ ہم نے چالیس من تک کپاس کو پہنچا دیا ہے۔ میں اس پر یہ گزارش کروں گا کہ آیا صوبے کی یہ اوسط ہے؟ اگر یہ ہے تو اس کی تصدیق فرما دیں۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! مجھے پورا حق ہے کہ میں ان کی بات کا جواب دوں۔ جناب سپیکر! یہاں پر اوسط پیداوار کی بات ہوئی۔ میں نے آٹھ من سے لے کر چالیس من تک' آخری حد ان کو بیان کی ہے۔ یہاں یہ کاشت کار بیٹھے ہیں۔ اگر کوئی نکما بھی کاشت کار ہے' اس کی کاشت اس صوبے کے اندر آٹھ من نہیں نکلتی تو میری بات غلط ہے۔ اگر آج کل چالیس من کپاس زمیندار نہیں نکال رہے تو پھر میری بات غلط ہے۔ اس کی تصدیق پورے معزز ایوان سے کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

> "کہ ایک ارب 73 کروڑ 27 لاکھ 50 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 18 زراعت کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے"۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

> "کہ ایک رقم جو ایک ارب 73 کروڑ 27 لاکھ 50 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں

گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب ہم میزانیہ بابت 98-1997ء پر موصول شدہ کٹ موشنز پر کارروائی ختم کرتے ہیں اور قاعدہ نمبر 144' ذیلی قاعدہ نمبر 4 کے تحت گلوٹین کا اطلاق کرکے مطالبات زر پر رائے شماری شروع کرتے ہیں۔

مطالبہ زر نمبر 1

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 11 لاکھ 76 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد افیون برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 3

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 6 کروڑ 70 لاکھ 37 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صوبائی آب کاری برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 4

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 57 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر

اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اسٹام برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 5

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 47 کروڑ 20 لاکھ 97 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 6

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو ایک کروڑ 14 لاکھ 34 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 7

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 72 لاکھ 41 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 8

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 9 کروڑ 53 لاکھ 78 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 11

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 43 کروڑ 71 لاکھ 5 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عدلیہ برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 12

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 49 کروڑ 12 لاکھ 39 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 14

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 93 لاکھ 21 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی 1997-98ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عجائب خانہ جات برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبۂ زر نمبر 15

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

"کہ ایک رقم جو 27 ارب 7 کروڑ 53 لاکھ 79 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1997-98ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبۂ زر نمبر 17

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

"کہ ایک رقم جو 69 کروڑ 46 لاکھ 74 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1997-98ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبۂ زر نمبر 19

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

"کہ ایک رقم جو 10 کروڑ 13 لاکھ 71 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1997-98ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے

ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 20

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 72 کروڑ 3 لاکھ ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ویٹرینری برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 21

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 17 کروڑ 47 لاکھ 37 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 22

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 15 کروڑ 27 لاکھ 44 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعتیں برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 23

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 55 کروڑ 86 لاکھ 49 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 24

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو ایک ارب 41 کروڑ 83 لاکھ 30 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری تعمیرات برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 25

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو ایک ارب 86 کروڑ 97 لاکھ 73 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 26

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 12 کروڑ 12 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات مکانات و عملی منصوبہ بندی برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 27

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو ایک کروڑ 20 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ریلیف برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 28

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 6 ارب ایک کروڑ 39 لاکھ 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پنشن برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 29

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 10 کروڑ 42 لاکھ 88 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدسٹیشنری اینڈ پرنٹنگ برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 30

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے:

کہ ایک رقم جو 2 ارب 8 کروڑ 32 لاکھ 17 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سب سڈیز برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 31

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے:

"کہ ایک رقم جو ایک ارب ایک کروڑ 43 لاکھ 78 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدمتفرقات برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 32

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے:

"کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 69 لاکھ 25 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال

1997-98 ، کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 33

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 19 ارب 32 کروڑ 75 لاکھ 29 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998 ، کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997 ، کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد غلے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 34

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 35 کروڑ 92 لاکھ 48 ہزار سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998 ، کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997، کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد میڈیکل سٹور اور کوئلے کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 35

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 5 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998 ، کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997 ، کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور

پر بسلسلہ مد قرضہ جات سرکاری ملازمین برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 36

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 7 ارب 67 کروڑ 8 لاکھ 92 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 37

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو ایک ارب 22 کروڑ 99 لاکھ 22 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 38

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 9 کروڑ 59 لاکھ 72 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زرعی ترقی وتحقیق برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 40

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 9 کروڑ 41لاکھ 70 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری ترقی برداشت کرنے پڑیں گے

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 41

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 2 ارب 45 کروڑ 51 لاکھ روپے 61 ہزار سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شاہرات و پل برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 42

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 2ارب 49 کروڑ 90 لاکھ 40 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 43

"کہ ایک رقم جو 2 ارب 68 کروڑ 4 لاکھ 32 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب

کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1998ء کو ختم ہونے والے مالی سال 98-1997ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدقرضہ جات برائے میونسپل کمیٹیز / خود مختار ادارہ جات وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اجلاس کل صبح 9-30 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

بدھ، 25۔ جون 1997ء

(چہار شنبہ، 19۔ صفر المظفر 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبر، لاہور میں صبح دس بجے زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر (سردار حسن اختر موکل) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۙ﴿۱﴾ الَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۙ﴿۲﴾ وَالَّذِىْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِىْۤ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۙ﴿۴﴾
فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ؕ﴿۵﴾ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۙ﴿۶﴾ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ؕ﴿۷﴾
وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۚۖ﴿۸﴾ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ؕ﴿۹﴾ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۙ﴿۱۰﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۙ﴿۱۱﴾ الَّذِىْ
يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۚ﴿۱۲﴾ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ؕ﴿۱۳﴾

سورۃ الاعلیٰ آیت نمبر 1 تا 13

(اے پیغمبر) اپنے پروردگار جلیل الشان کے نام کی تسبیح کرو○ جس نے (انسان) کو بنایا پھر (اس کے اعضاء کو) درست کیا○ اور جس نے (اس کا) اندازہ ٹھہرایا (پھر اس کو) رستہ بتایا○ اور جس نے چارہ اگایا○ پھر اس کو سیاہ رنگ کا کوڑا کر دیا○ ہم تمہیں پڑھا دیں گے کہ تم فراموش نہ کرو گے○ مگر جو اللہ چاہے۔ وہ کھلی بات کو بھی جانتا ہے اور چھپی کو بھی○ ہم تم کو آسان طریقے کی توفیق دیں گے○ سو جہاں تک نصیحت (کے) نافع ہونے کی امید ہو نصیحت کرتے رہو○ جو خوف رکھتا ہے وہ تو نصیحت پکڑے گا○ اور (بے خوف) بد بخت پہلو تہی کرے گا○ جو (قیامت کو) بڑی (تیز) آگ میں داخل ہوگا○ پھر وہاں نہ مرے گا نہ جئے گا○

وما علینا الا البلاغ○

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

جناب سمیع اللہ چودھری

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب سمیع اللہ چودھری رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

> گزارش ہے کہ مجھے ایک ضروری کام کے سلسلے میں لاہور سے باہر جانا پڑ رہا ہے۔ براہ مہربانی مجھے مورخہ 24 جون 1997ء کی رخصت عطا کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مخدوم زادہ سید باسط احمد سلطان بخاری

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سید باسط احمد سلطان بخاری رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

> گزارش ہے کہ میں اور میرے اہل خانہ امریکہ جا رہے ہیں۔ مہربانی فرما کر ایک ماہ کی چھٹی عطا کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سردار عاشق حسین گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سردار عاشق حسین گوپانگ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

> گزارش ہے کہ میں مورخہ 15-06-97، 18-06-97، 19-06-97 اور 20-06-97 کو اجلاس attend نہ کر سکا۔ برائے مہربانی مجھے چار ایام کی رخصت عطا کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

حاجی غلام حیدر کھچی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست حاجی غلام حیدر کھچی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

I shall be greatful for sanctioning leave on 8th April 97 as I was not feeling well.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری شاہد اکرم بھنڈر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری شاہد اکرم بھنڈر رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

My brother-in-law has died therefore I may be allowed leave from the Assembly Session from 21-06-97 to 23-06-97.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سال 98-1997ء کے لیے منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for law to lay the Schedule of Authorised Expenditure for the year 1997-98.

MINISTER FOR LAW: I lay, The Schedule of Authorised Expenditure for the year 1997-98.

MR DEPUTY SPEAKER: The Schedule of Authorised Expenditure for the

year 1997-98 has been laid.

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997ء کی منظوری

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the motion under Rule 192 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW: Sir, I move -

> That the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be adopted and may be deemed to have been made by the Provincial Assembly of the Punjab in terms of clause (1) of Article 67 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan subject to the following amendment -

AMENDMENT

After Chapter XVIII, the following new Chapter shall be added -

"CHAPTER XIX

AMENDMENT OF RULES

244-A. Procedure for amendment.- (1) Unless the Speaker otherwise directs, not less than fifteen clear days' notice of a motion for leave to amend these rules shall be given to the Secretary along with the proposed amendment.

(2) The Secretary shall, as soon as may be, circulate the notice to the members.

(3) The motion shall be included in the List of Business, if the Assembly is in session, within seven days of the expiry of the

period of notice given under sub-rule (1) or if the Assembly is not in session, within seven days of the commencement of the next session.

(4) When the motion is reached, the Speaker shall read out the proposed amendment to the Assembly and ask whether the member has the leave of the Assembly. If objection is taken, the Speaker shall call such of the members as may be in favour of leave being granted to rise in their seats, and, if the majority of the members present does not so rise, he shall declare that the member has not the leave of the Assembly, or if no objection is taken or such membership so rises, the Speaker shall declare that the member has the leave of the Assembly.

(5) When a member has the leave of the Assembly under sub-rule (4), he may move that the proposed amendment be taken into consideration and to such a motion any other member may move an amendment that the proposed amendment be referred to the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs.

(6) If the motion for consideration is carried, the proposed amendment will be put to the Assembly immediately for decision. If the amendment to refer the proposed amendment to the Committee is carried, the matter shall be referred to the Committee.

(7) After the proposed amendment has been referred to the

Committee, the procedure in regard to a Bill similarly committed shall be, as far as may be, followed with such variations as the Speaker may consider necessary.

(8) Unless otherwise decided by the Assembly, the rule or the amendment of a rule that has been passed by the Assembly, shall come into force on the day the same is notified in the Official Gazette.

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو اس سیشن کے دوران جو آخری پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا' اس میں میری یہ امنڈمنٹ اور یہ موشن موو ہوئی تھی کہ پنجاب اسمبلی کے رولز آف بزنس کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اس کی خامیاں دور کر کے دوبارہ ہاؤس میں پیش کر کے اس کی منظوری لی جائے۔ اس میں لاءمنسٹر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ چونکہ رولز آف بزنس ابھی adopt نہیں ہوئے' آپ ہمیں امنڈمنٹ دیں۔ جو امنڈمنٹ آپ لائیں گے اس کو ہم through کریں گے۔ جناب والا! میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میری یہ موشن آئی ہوئی ہے۔ اس نوٹس میں ٹائم کا دیا ہوا ہے اور وہ کل کے لیے fix تھی۔ کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے' اس کے لیے fix تھی اور آج وہی موشن لاءمنسٹر صاحب نے پیش کی۔ یہ اچھی بات ہے۔ میں appreciate کرتا ہوں۔ لیکن میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ موشن صرف اس لیے آج لائی گئی ہے کہ کل کے پرائیویٹ ممبرز ڈے میں جو موشن موو ہونی ہے اس کو defeat کیا جائے۔ لاءمنسٹر صاحب نے خود اس ہاؤس کے فلور پر یہ کہا کہ جی' ہم جو پرائیویٹ ممبرز بل ہیں' یا پرائیویٹ ممبرز ڈے ہیں ان کو ہم encourage کر رہے ہیں۔ تو پھر یہ بات تو ہوتی ہے supremacy of Assembly کی اور supremacy of Parliament کی۔ لیکن جو پرائیویٹ ممبرز کے بل' یا موشنز یا ریزولیوشنز آتے ہیں' اگر اس طرح کا طریق کار پھر adopt کیا گیا کہ ان کو آپ

defeat کریں اور 'without notice' میں تو یہ کہوں گا' اس کا نوٹس آج دیا گیا ہے۔ یہ کل سرکولیٹ ہونا چاہئیے تھا۔ یہ کل سرکولیٹ نہیں ہوا۔ اور آج یہ بنچوں پر رکھ کے جو یہ نوٹس دے رہے ہیں اور آج ہی اس کو موو بھی کر رہے ہیں' یہ رولز کے مطابق نہیں اور اس سلسلے میں اور بھی امنڈمنٹس کل پرائیویٹ ممبرز ڈے پہ آ رہی ہیں اور آج انھوں نے امنڈمنٹ کے طریق کار کو امنڈ کر دیا ہے۔ یہ بات میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ جب ہم supremacy of Parliament کی بات کرتے ہیں تو پھر پرائیویٹ ممبرز ڈے اور پرائیویٹ ممبرز بل اور پرائیویٹ ممبرز کے ریزولیوشنز یا موشنز کو بھی اسی طریق کار سے دیکھنا چاہیے جیسے کہ گورنمنٹ بزنس ہے۔ ہم یہاں پر اسمبلی کی functioning کو بہتر بنانے کے لیے بیٹھے ہیں۔ گورنمنٹ کو advise کرنے کے لیے' گورنمنٹ میں جو خامی کوئی دیکھتے ہیں ہم اس کی نشان دہی کرتے ہیں۔لیکن اگر اس طریقے سے گورنمنٹ پرائیویٹ ممبرز کے بل کو encourage نہیں کرے گی' بلکہ ان کو defeat کرنے کی کوشش کی جائے گی تو یہ طریق کار اچھا نہیں۔ لاءمنسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ ذرا ممبرز کے ساتھ بھی consult کر لیا کریں۔ اس طرح ان کی محنت رائیگاں جاتی ہے اور ان کی حوصلہ افزائی بھی نہیں ہوتی۔.Thank you

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' لاءمنسٹر صاحب۔ لیکن بھنڈر صاحب! میں ایک چیز واضح کر دوں۔ میں دو تین دن نہیں آ سکا تھا تو میں نے ابھی' جب آپ بات کر رہے تھے' اس کے نوٹس کی سرکولیشن کی' تو اس کے متعلق سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے کہ یہ دو تین دن پہلے نوٹس دیا گیا ہے۔ چونکہ میں تو نہیں تھا۔ لیکن انھوں نے فرما دیا ہے۔ تو لاءمنسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں انتہائی معذرت کے ساتھ اپنے بھائی کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بات ان کی خوب صورت ہے' اس کا جواب دیجیے۔

وزیر قانون، میں یہ عرض کرنے لگا ہوں جناب سپیکر۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے ان کی بات قطعی طور پر سمجھ نہیں آئی۔ آج سے کچھ دن پہلے انھوں نے ایک بات اسی ہاؤس میں اٹھائی تھی کہ ابھی تک اسمبلی کے رولز نے adopt نہیں کیا اور گورنر صاحب کی طرف سے وہ رولز جاری کیے گئے ہیں۔ان کی اس بات کے جواب میں میں نے یہ گزارش کی تھی کہ اسی رواں اجلاس میں اسمبلی کے رولز کو ہاؤس سے adopt کروایا جائے گا۔ اور اسی ان کے حکم کی آج ہم تعمیل

کر رہے تھے As for our commitment کہ آج ہم ان کو adopt کروا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اب معزز رکن کا یہ کہنا کہ ان کی کل پرائیویٹ ممبرز ڈے پہ ایک تحریک آئی ہوئی ہے اور اس کو defeat کرنے کے لیے ہم آج یہاں رولز adopt کروا رہے ہیں' تو پہلے انھوں نے زبانی کہا تھا اس کی ہم تعمیل کر رہے ہیں۔ نہ تو وہ پورے رولز فریم کر کے دے رہے ہیں۔ انھوں نے بھی اپنی تحریک میں بھی یہ کہا۔ اس سے پہلے بھی ہاؤس میں بات ہوئی۔ انھوں نے یہی کہا کہ ان رولز کو adopt کیا جائے۔ ہم نے adopt کر لیے۔ امنڈمنٹ کا انھوں نے کہا کہ طریقہ کار ہونا چاہیے۔ اس کا طریقہ کار ہم نے طے کر دیا ہے۔ یہ جو امنڈمنٹ لے کر آئیں گے ہم اس کو honour کریں گے اور آج میں پھر اپنی اس بات کو دہراتا ہوں کہ پرائیویٹ ممبر ڈے پر لیجسلیشن کے سلسلے میں جو amendments ممبران کی طرف سے آئیں گی ہم ان کو encourage کریں گے لیکن یہاں پر بات صرف adoption کی تھی۔ انھوں نے adoption کے لیے کہا اور ہم نے adopt کر لیا۔ بات ختم ہو گئی۔ adopt ہونے کے بعد اب وہ اس کا مطالعہ کریں۔ جو اس میں amendment وہ لانا چاہتے ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ اس ہاؤس کے مفاد میں ہوئی' اس ہاؤس کی کارروائی کو بہتر بنانے کے لیے جو ان کی تجاویز ہوں گی میں آپ کے سامنے کھلے دل سے اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی تجاویز کو اہمیت دیں گے اور ان کے مشورے سے اور ان کی تجاویز سے رولز کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کریں گے۔ شکریہ۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے لاءمنسٹر صاحب سے زبانی یہ درخواست ضرور کی تھی اور point out بھی میں نے کیا تھا کہ یہ جو گورنر صاحب کے رولز آف بزنس frame کیے ہوئے ہیں یہ ہاؤس نے نہیں بنائے اور نہ ہی ہاؤس نے adopt کیے ہیں۔ تو پانچ مہینے ہو گئے ہیں اس اسمبلی کو بنے ہوئے اس وقت تو انھوں نے ان رولز آف بزنس کو adopt کرنے کی کوئی motion نہیں دی اور جب ایک پرائیویٹ ممبر کی motion آئی ہے تو اس سے ایک دن پہلے یہ motion آ گئی ہے۔ میں تو اس لیے گزارش کرنا چاہتا تھا کہ پانچ مہینے تک تو ایسا کیا نہیں گیا اور پھر point out بھی میں نے ہی کیا تھا کہ اس کو کروائیں اور جب وہ پرائیویٹ ممبر کی motion آئی ہے تو اس کے ایک دن پہلے یہ motion لے آئے ہیں حالانکہ وہ کل آئی تھی۔

جب یہ لائیں گے تو ظاہر ہے کہ ہم تو اس بات سے discourage ہی ہوں گے۔

MR DEPUTY SPEAKER:- The motion moved is -

That the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be adopted and may be deemed to have been made by the Provincial Assembly of the Punjab in terms of clause (1) of Article 67 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan subject to the following amentment-

AMENDMENT

After Chapter XVIII, the following new Chapter shall be added-

CHAPTER XIX

AMENDMENT OF RULES

244-A. Procedure for amendment.-- (1) Unless the Speaker otherwise directs, not less than fifteen clear day's notice of a motion for leave to amend these rules shall be given to the Secretary along with the proposed amendment.

(2) The Secretary shall, as soon as may be, circulate the notice to the members.

(3) The motion shall be included in the List of Business, if the Assembly is in session, within seven days of the expiry of the period of notice given under sub-rule (1) or if the Assembly is not in session, within seven days of the commencement of the next session.

(4) When the motion is reached, the Speaker shall read out the

proposed amendment to the Assembly and ask whether the member has the leave of the Assembly. If objection is taken, the Speaker shall call such of the members as may be in favour of leave being granted to rise in their seats, and, if the majority of the members present does not so rise, he shall declare that the member has not the leave of the Assembly, or if no objection is taken or such membership so rises, the Speaker shall declare that the member has the leave of the Assembly.

(5) When a member has the leave of the Assembly under sub-rule (4), he may move that the proposed amendment be taken into consideration and to such a motion any other member may move an amendment that the proposed amendment be referred to the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs.

(6) If the motion for consideration is carried, the proposed amendment will be put to the Assembly immediately for decision. If the amendment to refer the proposed amendment to the Committee is carried, the matter shall be referred to the Committee.

(7) After the proposed amendment has been referred to the Committee, the procedure in regard to a Bill similarly committed shall be, as far as may be, followed with such variations as the Speaker may consider necessary.

(8) Unless otherwise decided by the Assembly, the rule or the amendment of a rule that has been passed by the Assembly, shall come into force on the day the same is notified in the Official Gazette.

(The motion was not opposed)

MR DEPUTY SPEAKER: Motion moved and the question is -

That the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be adopted and may be deemed to have been made by the Provincial Assembly of the Punjab in terms of clause (1) of Article 67 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan subject to the following amentment-

AMENDMENT

After Chapter XVIII, the following new Chapter shall be added-

CHAPTER XIX

AMENDMENT OF RULES

244-A. Procedure for amendment.— (1) Unless the Speaker otherwise directs, not less than fifteen clear days notice of a motion for leave to amend these rules shall be given to the Secretary along with the proposed amendment.

(2) The Secretary shall, as soon as may be, circulate the notice to the members.

(3) The motion shall be included in the List of Business, if the Assembly is in session, within seven days of the expiry of the period of notice given under sub-rule (1) or if the Assembly is

not in session, within seven days of the commencement of the next session.

(4) When the motion is reached, the Speaker shall read out the proposed amendment to the Assembly and ask whether the member has the leave of the Assembly. If objection is taken, the Speaker shall call such of the members as may be in favour of leave being granted to rise in their seats, and, if the majority of the members present does not so rise, he shall declare that the member has not the leave of the Assembly, or if no objection is taken or such membership so rises, the Speaker shall declare that the member has the leave of the Assembly.

(5) When a member has the leave of the Assembly under sub-rule (4), he may move that the proposed amendment be taken into consideration and to such a motion any other member may move an amendment that the proposed amendment be referred to the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs.

(6) If the motion for consideration is carried, the proposed amendment will be put to the Assembly immediately for decision. If the amendment to refer the proposed amendment to the Committee is carried, the matter shall be referred to the Committee.

(7) After the proposed amendment has been referred to the Committee, the procedure in regard to a Bill similarly

committed shall be, as far as may be, followed with such variations as the Speaker may consider necessary.

(8) Unless otherwise decided by the Assembly, the rule or the amendment of a rule that has been passed by the Assembly, shall come into force on the day the same is notified in the Official Gazette.

(The motion was carried)

دی پنجاب فنانس بل، مصدرہ 1997ء

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Punjab Finance Bill, 1997. First Reading starts. Minister for Law please.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:

That the Punjab Finance Bill, 1997, be taken into consideration atonce.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion is -

That the Punjab Finance Bill, 1997, be taken into consideration atonce.

MR SAEED AHMED KHAN MANAIS: I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر. فرمائیے منیس صاحب، اگر کچھ فرمانا چاہتے ہیں تو میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ فنانس بل جو پیش کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں جو ٹیکسز لگائے گئے ہیں۔ یہ بہت ہی بھاری ٹیکسز ہیں اور صوبے کی عوام اس سے قبل ہی اتنے ٹیکس ادا کر رہی ہے کہ وہ ان ٹیکسوں کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ جناب سپیکر! جتنا بھاری مینڈیٹ اس پارٹی کو ملا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اتنے ہی بھاری ٹیکس اس قوم پر لگائے جا رہے ہیں۔ جناب والا! یہ پنجاب کی تاریخ میں ایسا بجٹ ہے اور ایسے ٹیکسز ہیں جو اتنی بڑی مقدار یا تعداد میں اس سے پہلے کبھی

نہیں لگے۔ آپ یہ دیکھیں گے کہ تقریباً تمام ٹیکسز کو repeat کیا گیا اور یہ just a repetition of earlier taxes ہیں جو عوام already ادا کر رہے ہیں لیکن ان ٹیکسوں کی وصولی کی جو بنیادی شرط ہے وہ ٹیکس گزار کا وجود ہے اور اگر اتنے بھاری ٹیکسز اس پر لگا دیے جائیں تو اس کا اپنا وجود ہی خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ جناب سپیکر! جب وہ مرغی ہی نہیں رہے گی جس سے سونے کے انڈوں کی توقع ہے تو پھر یہ عوام کس طرح سے ٹیکسز ادا کریں گے اب جیسا کہ آپ دیکھیے کہ اس سے پہلے collection of octroi پر ٹیکس لگ گیا ہے جو just a repetition اور اگلے ٹیکسز کو بھی بڑھا دیا گیاہے اس کا اثر consumers پر جا کر پڑے گا اور اس سے روز مرہ کے استعمال کی چیزوں کی قیمتیں بڑھیں گی ۔ اسی طریقے سے ایک اڑکلش جو already ٹیکس سے over-burdened ہیں ان پر بھی اور ٹیکس لگا دیا گیا ہے جبکہ اس سے فیڈرل گورنمنٹ نے کافی ٹیکس لگائے ہوئے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹیکسز نہیں ہونے چاہئیں اور اسی طریقے سے bills issued by luxury hotels and restaurants پر already excise duty ہے This is again a repetition of the same tax. جناب سپیکر! Exchange of Property پر Agriculture land پر بھی ٹیکس لگایا گیا ہے جس پر مجھے پھر وہ یاد کرانا پڑتا ہے کہ زرعی انکم ٹیکس جو دراصل land holding tax ہے اس پر آپ دیکھیں گے کہ گورنمنٹ نے کتنا بھاری ٹیکس لگایا ہے اور This is in addition to that burden of that tax. میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوام کے ساتھ صریحاً زیادتی ہے اور ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت farmers کو ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ taxation of luxury vehicles کی گئی ہے ۔ آپ یہ دیکھیں کہ اس میں جو تاریخ رکھی گئی ہے وہ ہے کہ،

> There shall be levied and collected a one time tax at the following rates on luxury vehicles, manufactured abroad and registered in the Punjab after 30th June, 1994.

جناب سپیکر! یہ تین سال پیچھے جا کر ٹیکس لگایا گیا ہے جو بڑا ہی illogical لگتا ہے ۔ ایک شخص جس نے آج سے تین سال گاڑی خریدی تھی اس پر تین سال کے بعد ٹیکس لگایا جا رہا ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ اگر اس خریدار کو اس وقت پتہ ہوتا کہ تین سال بعد مجھ پر یہ ٹیکس عائد ہونا ہے تو شاید وہ

گاڑی خریدتا ہی نہ ۔ اور اب شاید گورنمنٹ کو اتنی مجبوری آ ہی گئی ہے کہ اس نے لازمی ہی یہ ٹیکس لگانا ہے۔ آپ پہلے یہ دیکھیں کہ اس پر پہلے ہی customs duty ادا ہو رہی ہے اور اس ڈیوٹی کے ساتھ کافی سارے ایسے ٹیکسز ہیں جو اس وقت ادا کرنے پڑتے ہیں مثلاً رجسٹریشن فیس ہے' سیوٹی ہے اور موٹر رجسٹریشن ٹیکس ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ویسے سرے سے ہونا ہی نہیں چاہیے اور اگر حکومت کو کوئی مجبوری ہے تو کم از کم اس کو آئندہ مالی سال سے لاگو کرنا چاہیے ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ کافی رکاوٹیں ہوں گی اور لوگ عدالتوں میں جائیں گے اور یہ پیچیدہ قسم کا نظام بنا دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ عوام کچہریوں کے چکر ہی کاٹتے رہیں گے اور گورنمنٹ کو انہیں collect کرنے میں problem ہو گی ۔

جناب سپیکر! اس کے بعد TAX ON LUXURY HOUSES کا ذکر کیا گیا ہے ۔ آپ دیکھیں کہ بیس سال پیچھے جا کر یعنی 1977ء سے یہ ٹیکسیشن کی گئی ہے جناب سپیکر! میں پھر یہ کہوں گا کہ یہ بہت ہی illogical سی بات ہے کہ آپ ٹیکس تو آج وصول کر رہے ہیں اور اس کی تاریخ آپ نے بیس سال پرانی رکھی ہے ۔ اس میں کوئی logical نظر نہیں آتا ۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ گڑھوں میں سے مردے اکھاڑنے والی بات ہے اور یہ اسی کے مترادف ہے ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ جو بیس سال پرانا بل رکھا ہے اگر حکومت نے یہ ظالمانہ بل اور ٹیکس لانا ہی ہے تو یہ آئندہ مالی سال سے لایا جائے ۔

جناب سپیکر! یہ CESS ON EDUCATIONAL INSTITUTIONS لگایا گیا ہے ۔ آپ دیکھیں کہ تعلیمی اداروں پر یہ بہت بھاری ٹیکس لگا دیا گیا ہے جبکہ ہمارے اس صوبے اور اس ملک کی شرح خواندگی ہے کیا ۔ ہم بات تو کوریا اور تائیوان کے برابر ترقی کرنے کی کرتے ہیں لیکن وہاں پر institutions پر اتنے بھاری ٹیکس لگا کر نہیں ہوئی وہاں پر بچوں کے والدین کے گلے گھونٹ کر وہ ترقی نہیں لائی گئی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اگر خود غور کرے کہ اس ملک اور ہمارے صوبے میں تعلیم کا کیا حال ہے اس وقت شرح خواندگی کیا ہے سکولوں ' کالجز اور یونیورسٹیوں میں ان کی کتنی خدمت ہو رہی ہے ان تمام سوالات کے جوابات اگر ہماری حکومت کے پاس ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ٹیکس جائز ہیں جبکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جائز نہیں ہیں تو پھر جناب سپیکر ٹھیک ہو گا ۔

جناب سپیکر! میں یہ تمام گزارشات اس لیے کر رہا ہوں کہ یہ ٹیکسز لاگو نہیں ہونے چاہئیں اور

میں چاہتا ہوں کہ اس بل کو عوام کی opinion کے لیے circulate کرنا چاہیے اور اس کے بعد اس کو دوبارہ ہاؤس میں لانا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی کھوسہ صاحب!

وزیر خزانہ، شکریہ جناب سپیکر!

ملک ندیم کامران، جناب سپیکر! میں اس بارے میں کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا آپ کھوسہ صاحب سے پہلے عرض کرنا چاہتے ہیں۔

ملک ندیم کامران، جی جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ فرمائیے۔

ملک ندیم کامران، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے ٹیکسز کے بارے میں اپنی اختلاف رائے کا اظہار کیا اختلاف رائے رکھنا بڑی اچھی بات ہے لیکن اگر اسے positive طریقے سے بیان کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ انہوں نے ابھی فرمایا ہے کہ یہ جو ٹیکسز ہیں یہ غریب عوام کے لیے مشکلات کا باعث بنیں گے اور غریب عوام کے لیے پنجاب کی ہسٹری میں پہلی دفعہ اتنا ٹیکس رکھا گیا ہے تو میں اس بات کو نہیں سمجھ سکا کہ انہوں نے اپنی تقریر میں ائر ٹکٹس کا ذکر کیا جو میں سمجھتا ہوں کہ غریب کا ائر ٹکٹس سے اتنا زیادہ واسطہ نہیں پڑتا اور اس طرح سے ریستوران اور ہوٹل کا معاملہ سامنے آیا وہاں پر بھی۔۔۔۔

سردار رفیق حیدر لغاری، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ایک بل move ہوا اور اس کے اوپر اپوزیشن ممبر نے oppose کیا اور آپ نے ان کو اظہار خیال کا موقع دیا۔ رولز کے مطابق ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ منسٹر صاحب اس کا جواب دیں مگر آپ نے ممبر کو اجازت دی ہے تو میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ممبر for and against بول سکتے ہیں۔؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جب آپ ۹۸ نکال کر پڑھیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ دونوں سائڈز سے for and a gainst بول سکتے ہیں۔ جی کامران صاحب۔

ملک ندیم کامران، جناب والا! انہوں نے ریستوران اور ہوٹل کا ذکر کیا وہ بھی غریب عوام کے سلسلے میں کوئی ایسی دشواری نہیں۔ اور اس کے بعد luxury vehicles کا بھی ذکر کیا گیا۔ میں نہیں

سمجھتا کہ یہ سب باتیں مخالفت برائے مخالفت کی جا رہی ہیں یا ان سے کوئی اچھی بات اخذ کی جا سکتی ہے ۔ اس میں luxury houses کا بھی ذکر ہوا جن میں چار کنال سے اوپر کے گھروں کی بات کی گئی ۔ ہمیں مثبت طریقے سے یہاں بات کرنی چاہیے اور ایسی بات کرنی چاہیے جس سے واقعی غریب عوام کے لیے بات کی جائے ۔ ہم صرف یہ کر رہے ہیں کہ ہم نے اس بل کی مخالفت کرنی ہے ۔ اس کے سوا کچھ نہیں ہے ۔ اگر غریب عوام کے لیے کوئی بات کرنی ہے تو بہتر طریقے سے کی جائے ۔یہ luxury houses یہ luxury cars یہ ریسٹورنٹ اور ایئر ٹکٹ وغیرہ غریب عوام کے لیے نہیں ہے ۔ آپ تو ان کی نمائندگی کر رہے ہیں جن کے لیے پاکستان نے ان کو اتنا کچھ دیا۔ اگر وہ اپنا حصہ مانگتا ہے اور یہ ملک کی demand ہے اور اس صوبے کے لوگوں کی demand ہے کہ اپنے اس کمائے ہوئے پیسے سے اس ملک کی بہتری اور اس صوبے کی بہتری کے لیے کچھ دیں تو اس کے لیے درگزر کرنا چاہیے اور ان کو دینا چاہیے ۔ آپ نے دیکھا کہ جس طرح پچھلے تین سال میں تباہی پھیلائی گئی اور ہر شعبہ میں ترقیاتی کام دیکھ لیں ' لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال دیکھ لیں' تعلیم کا اور صحت کا معیار دیکھ لیں ۔ ہر جگہ پہ تباہی پھیلائی گئی ۔ اگر ہم آج اس مقام پہ پہنچ کے realistic approach کے ساتھ اور ان لوگوں کو involve کر کے جن کے پاس واقعی پیسہ ہے وہ اس ملک کی بہتری کے لیے contribute کر سکتے ہیں۔ اس صوبے کی بہتری کے لیے contribute کر سکتے ہیں۔ اگر ان سے کچھ حصہ لے کر اس صوبے کو بری صورت حال سے نکالنے کی کوشش کریں تو میں سمجھتا ہوں یہ بہت جائز بات ہے۔ اور اس میں اتفاق رائے بھی پایا جاتا ہے۔ اس لیے ہمیں اس بل کی مخالفت برائے مخالفت نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس کو سپورٹ کرنی چاہیے ۔یہ اس صوبے اور اس ملک کی ڈیمانڈ ہے ۔ شکریہ!

سردار رفیق احمد خان لغاری، جناب والا ' میں بھی کچھ عرض کرنا چاہوں گا ۔ اس سے پہلے کہ منسٹر صاحب کچھ کہیں ۔ جناب والا ' گزارش ہے کہ میرے بھائی سعید خاں صاحب کی بات سمجھ نہیں سکے ۔ انھوں نے یہ سمجھا کہ یہ نکتہ اس لیے اٹھایا گیا ہے کہ ہم نے مخالفت برائے مخالفت کرنی ہے ۔ میں اپنے بھائی سے گزارش کروں گا کہ luxury hotels میں اور ایئر ٹریولنگ میں کون لوگ ہوتے ہیں۔90 فی صد وہ لوگ ہوتے ہیں جو کہ اپنی انڈسٹری اور کارپوریشنوں کے بل بوتے پر luxury hotels پارٹیز through کرتے ہیں ۔ entertainment کرتے ہیں ہوائی سفر کرتے ہیں اور ہوتا یہ ہے کہ وہ یہ سارا

burden اپنے انکم ٹیکس کے ذریعے کٹوتی کرا کے اور جو مز کی پیداوار ہے اس پر ڈال دیتے ہیں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہی خرچہ trickle down کر کے consumer تک پہنچتا ہے ۔ لہذا یہ کہنا کہ جناب یہ ٹیکس غریب عوام پر نہیں لگ رہا ہے بلکہ امراء پر لگ رہا ہے امراء وہی ہیں۔ وہی لوگ امراء ہیں جو کہ بڑی بڑی کارپوریشنوں ، بڑی بڑی انڈسٹریز اور ملٹی کارپوریشنز کے مالک ہیں۔ میرا اور میرے دوست کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ ٹیکس trickle down کر کے consumer پر جائے گا ۔ جہاں تک گاڑیوں کی رجسٹریشن کا تعلق ہے ۔ انھوں نے جو بات کہی وہ یہ تھی کہ اگر ہیوی گاڑیوں کی رجسٹریشن اور ان کو back date کریں گے تو ایک تو اس میں نا انصافی کا پہلو آئے گا اور دوسرا جناب سپیکر آپ خود بھی محسوس کرتے ہوں گے کہ جب بھی باقی صوبوں سے ہٹ کر ہم ٹیکس لگائیں گے تو نتیجہ وہی نکلے گا جو پیچھے پنجاب کے ساتھ ہوتا رہا ہے کہ گاڑی پنجاب کی اور رجسٹر وہ کہیں اور ہوتی ہیں۔ اور ابھی آپ دیکھیں کہ آپ کی یہ بات سنتے ہی جتنی بڑی گاڑیاں ہیں وہ اسلام آباد اور کراچی پہنچ رہی ہیں۔ اور اسی طرح آپ دیکھیں کہ آپ نے عام لائسنسوں پر ٹیکس بڑھایا تو لوگوں نے اپنے لائسنسز کہیں اور سے renew کروائے ۔ تو میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے آپ اس بات کو سمجھیں اور ایسے ٹیکس لگائیں جن کی وصولی میں ناکامی نہ ہو اور جس کو لوگ کھلے دل سے دیں۔ ٹیکس لگانے کا مقصد یہ نہیں کہ آپ لوگوں کے خیالات سے ہٹ کر لگائیں گے ۔ آپ اکثریت میں ہیں ۔ جس طرح سپیکر صاحب ہر بل کے اوپر کہتے ہیں "Ayes have it , Ayes have it" یہ تو ہو جائے گا مگر دیکھنا یہ ہے کہ کیا آپ یہ ٹیکس جمع کر سکیں گے۔ کیا آپ ان لوگوں سے یہ پیسہ وصول کر سکیں گے۔ اور اسی طرح جیسے سعید خاں صاحب نے کہا کہ پراپرٹی کے سلسلہ میں بھی آپ دیکھ لیں کہ آپ اس کو اتنا بیک ڈیٹ لے جا رہے ہیں۔ آپ کو اگر ٹیکس لگانے ہیں تو واجبی لگائیے۔ اور اس کو آئندہ کے لیے لگائیے ۔ اسی طرح آپ نے octroi کے اوپر لگایا ۔ اب octroi پر ٹیکس لگانے سے متعلق میں اپنے بھائی سے پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ کیا ٹھیکے دار آپ کو اپنی جیب سے دے گا ۔ قدرتی طور پر جو بھی ٹھیکے دار ہوگا جو بھی چیزیں وہاں سے گزریں گی یا ان چیزوں پر لگانا ہے تو دکاندار یا مینوفیکچرر اس کی کاسٹ consumer پر ڈالے گا۔ اور consumer کون ہے ۔ آپ کے پنجاب کا 80 فی صد consumer پھر وہی زمین دار ہے۔ جب ہم زرعی ٹیکس کے اوپر بات کر رہے تھے تو ہم نے پہلے بھی اس ہاؤس میں گزارش کی تھی کہ زمین دار indirect taxation تو پہلے ہی دے رہا ہے۔اور اتنا

زیادہ دے رہا ہے کہ آپ تصور نہیں کر سکتے ۔ اور اس کے اوپر پھر آپ ظلم یہ کر رہے ہیں کہ بچا کھچا خون جو اس میں ہے اس کے لیے زرعی ٹیکس کا انجکشن لگا رہے ہیں کہ وہ خون بھی نہ رہے ۔ تو میں اس فنانس بل کو oppose کروں گا اور میں گزارش کروں گا کہ ہمیں جلد بازی میں کوئی چیز نہیں کرنی چاہیے ۔ اس کا باقاعدہ از سر نو جائزہ لینا چاہیے ۔ اس پہ رائے عامہ معلوم کرنی چاہیے ۔ اس کے بعد اس کو لاگو کرنا چاہیے ۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر : جی کھوسہ صاحب !

وزیر خزانہ : شکریہ جناب سپیکر !فنانس بل پہ اپوزیشن کے دو فاضل ارکان نے اپوزیشن کی ہے ۔ لیکن جیسا کہ آپ نے سنا ہے اور سارا ایوان سن رہا ہے ۔ انھوں نے بات کس کی کی ہے ۔ luxury hotels کی ' luxury cars کی luxury houses کی اور ان آئٹمز کی جن کا تعلق صاحب جائیداد یا مال و دولت رکھنے والے کے ساتھ ہو ۔ اب یہاں یہ اعتراض کرنا کہ بڑی گاڑیوں پر one time tax نہ لگایا جائے ۔ کیونکہ اگر ان کو پہلے پتا ہوتا تو وہ یہ گاڑیاں نہ منگواتے ۔ جناب سپیکر ' یہ کوئی اعتراض بنتا ہے ۔ اس حکومت کی intention ہی یہی ہے کہ ایسے luxury vehicles کہ جن پر کروڑہا روپیہ foreign exchange کی صورت میں عیاشی کے لیے صرف کیے جاتے ہیں اس trend کو discourage کیا جائے اور بالآخر اس trend کو ختم کیا جائے اور utility minded vehicles آئیں۔ آج کل ائیر کنڈیشنڈ تو luxury رہا ہی نہیں ۔ لیکن سوزوکی جو کہ 800 سی سی کی گاڑی ہے اس میں ائیرکنڈیشنر ہوتا ہے ۔ باقی کرولا ' سوکس ' سنی جو یہاں ملک کے اندر اسمبل ہو رہی ہیں ان کو زیادہ encourage کیا جائے ۔ اگر یہ چاہتے ہیں ۔ کیونکہ یہ جو دو صاحب بولے ہیں یہ خود رئیس ہیں ۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ دونوں کے پاس انہیں کیٹیگریز میں سے کوئی گاڑیاں ہوں گی ۔ اور ان کے تمام دوست احباب اسی قسم کی گاڑیوں میں سوار ہوتے ہیں ۔ یہ چاہتے ہیں کہ ان سے ٹیکس وصول نہ کیا جائے۔ اور وہ ٹیکس کس لیے وصول کیا جا رہا ہے عوام کے لیے بہتر پبلک ٹرانسپورٹ سسٹم مہیا کیا جائے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ بڑی گاڑیاں کہ جن کے لیے ہمارے پاس نہ تو سڑکیں ہیں اور نہ یہ ملک ان luxury items پر foreign exchange afford کرسکتا ہے۔ اسے discourage کیا جائے ۔ اور discourage کرنے کے لیے یہ one time tax عائد کیا گیا ہے ۔ ہم دعاگی ساتھ ساتھ کریں گے

کہ ان میں بھی اصلاح آجائے اور یہ بڑی گاڑیاں چھوڑ دیں ۔ کرولا پر چڑھیں سوک پر چڑھیں' سنی پہ چڑھیں' جو کہ بہت آرام دہ گاڑیاں ہیں۔ اور ان میں اس پیمانے کی luxury موجود ہے جو آج luxury نہیں سمجھی جاتی یعنی اس میں ایئرکنڈیشنر ہے ' رنگ دار شیشے ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ لیکن وہ تمام قوم کے لیے بوجھ نہیں ہوں گی۔ اسی طرح جناب یہ بات کرتے ہیں کہ بڑے ہوٹلوں میں کون جاتے ہیں؟ صرف industrialist یا بڑی کمپنیوں والے یقیناً وہ بھی جاتے ہیں لیکن یہ خود نہیں جاتے؟ یا تو یہ خود بھی کہیں کہ یہ industrialist ہیں ' میں نہیں سمجھتا لیکن یہ خود بھی تو جاتے ہیں اور ایک ایک ضیافت پہ کئی کئی ہزار روپیہ خرچ کرتے ہیں ۔ اس میں سے اگر ہم کچھ لے لیں گے اور غریب آدمی کے لیے food stamp جاری کرنے کی سکیم کا اجراء کریں گے تو ان کو اس پر بھی اعتراض ہے۔ چونکہ اس طرح کھانے پر کچھ' تھوڑا سا' اضافی stamp لگ جائے' حکومت اس سے کچھ وصول کرے گی اگر وہ ہٹا بھی دیں تو پھر باقی انکم ٹیکس تو نہیں ہٹ رہا۔ کیا اس طرح انکم ٹیکس کا بوجھ کوئی عوام سے ہٹ جائے گا یا بالفاظ دیگر ان کی یہ تجویز ہے کہ industrialist سے انکم ٹیکس ہی ہٹا دیا جائے تاکہ وہ چیزیں سستی کر دیں۔ جناب والا! وہ تو اپنا منافع ویسے ہی کما رہے ہیں ۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اس طرح کی luxurious life کو discourage کیا جائے اور وہ آدمی جس کو اگر صبح کی روٹی ملتی ہے تو وہ شام کی روٹی کے فکر میں ہوتا ہے اس کے دل میں وہ جلن نہ ہو ' اس کے دل میں وہ نفرت نہ ہو کہ ہم تو دو وقت کی روٹی کے لیے ترستے ہیں اور اس قسم کے بڑے بڑے لوگ ہوٹلوں میں جا کر ایک ایک ضیافت پہ پانچ پانچ ' دس دس ہزار روپے خرچ کر دیتے ہیں یا کسی five stars,four stars ہوٹل میں ایک رات گزارنے کے لیے چھ سے آٹھ ہزار روپیہ خرچ کر دیتے ہیں ۔ ہم تو اس چیز کو discourage کر رہے ہیں۔ ہاں جو foreign companies آئیں گی یا مقامی ملکی کمپنیاں ہیں ان کے ٹیکس میں سے deduction وغیرہ ہوتی ہو گی ' ضرور ہوتی ہو گی لیکن اس trend کو discourage کرنا یہ اس حکومت کی پالیسی ہے ۔ انھوں نے luxury houses پہ اعتراض کیا ۔ آپ دیکھ لیجیے گا کہ جہاں بھی اعتراضات ہوتے ہیں وہ luxury items پہ ہوتے ہیں ۔ انھوں نے luxury houses پہ اعتراض کیا تو جناب والا! پھر سے میں یہی عرض کروں گا کہ ہم نے ان luxury houses پر ٹیکس لگایا ہے اور وہ بھی one time پھر یہی پالیسی ہے کہ luxury houses کے رجحان کو curb کیا جائے ۔ جیسا کہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی غریب آدمی بڑے گھر کے سامنے سے گزرتا ہے

تو وہ کتنی نفرت کی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا ہوتا ہے ۔ تو ہم جانتے ہیں کہ یہ آٹھ آٹھ ' دس دس کنال یا چار کنال سے زیادہ کے جو بنگلے رہ گئے ہیں وہ one time ٹیکس میں آئیں گے اور آئندہ یہ trend کم ہوگا ۔ جو income اس سے generate ہوگی ...... جیسا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور قائد ایوان یہاں فرما چکے ہیں کہ وہ رقم ناداروں اور غریب طبقے کے لیے low income housing scheme یعنی تین مرلہ اور پانچ مرلہ کی housing schemes پہ خرچ کی جائے گی ۔ باقی اپوزیشن کے دوست یہ کہتے ہیں کہ حکومت یہ ٹیکس وصول کیسے کرے گی ؟ ان شاء اللہ حکومت یہ ٹیکس وصول کرے گی کیونکہ گاڑیاں سڑکوں پہ نظر آتی ہیں اور luxury houses جو ہیں انھیں وہ یہاں سے اٹھا کر تو نہیں لے جائیں گے ۔ وہ houses یہاں موجود ہیں ۔ حکومت کی ذمہ داری ہے اور ان شاء اللہ یہ ٹیکس وصول ہوگا ۔ جناب والا! پھر انھوں نے ایک ایسے مسئلے پہ بات کی جو یہ خود بھی سمجھتے ہیں لیکن اعتراض برائے اعتراض کہ ان تعلیمی اداروں پر حکومت نے ٹیکس لگایا ہے جن کی ماہانہ فیس ہزار روپے سے زیادہ ہے ۔ جناب والا! یہ مجھے بتا سکیں گے ' میں آپ کی وساطت سے ان سے پوچھتا ہوں کہ کون سا غریب آدمی اپنے بچے یا بچی کو ہزار روپے ماہوار فیس والے سکول میں بھیجتا ہے ؟ ظاہر ہے وہی طبقہ بھیجتا ہے جو اس قسم کی فیس afford کر سکتے ہیں تو ان سے اگر ہم صرف سو کے پیچھے پانچ روپے اس مقصد کے لیے حاصل کریں گے کہ جو ٹاٹوں پر بیٹھتے ہیں ' جن کے سکولوں کی عمارتیں نہیں ہیں ' جن کے سکولوں میں کسی قسم کا کوئی فرنیچر نہیں ان کی بہتری کی جائے تو اس پر بھی ان کو اعتراض ہے ۔ ہم نے عام سکول جو گلی محلوں میں ہوتے ہیں ' کہیں ڈیڑھ سو فیس ہے ' کہیں دو سو فیس ہے ' کہیں چار سو فیس ہے ان پہ تو کوئی ٹیکس نہیں لگایا ۔ ہزار روپیہ وہ سکول لیتے ہیں جو گلبرگ کے بنگلوں میں کھلے ہوئے ہیں ' ڈیفنس کے بنگلوں میں کھلے ہوئے ہیں اور وہاں رؤسا کے بچے جاتے ہیں ان سے صرف پانچ روپے فی سو کے حساب سے نہیں لینے پہ ان کو تکلیف ہو رہی ہے ۔ جناب والا! میں تو حیران ہوتا ہوں کہ یہ پھر پھر جو اعتراضات کر رہے ہیں وہ امراء طبقے کے تحفظ کے لیے کر رہے ہیں ۔ انھوں نے کہیں ایک نشان دہی نہ کی ہے اور نہ کر سکتے ہیں کہ ہم نے غریب کے ساتھ کہیں زیادتی کی ہو یا اس طبقے کے ساتھ زیادتی کی ہو جو afford نہیں کر سکتے ۔ جائیداد کے انتقال پہ آپ نے دیکھا ہے کہ جو یہاں تجویز دی گئی ہے ..... پہلے کم رقم دینے والا جو ہوتا تھا اس پہ تھا اب صرف اتنا کیا ہے کہ جو زیادہ مالیت والا ہو اس پہ کیا جائے گا یعنی کوئی ایسی ناجائز بات یہاں اس ایوان میں پیش

ہی نہیں کی گئی جس کی وجہ سے عام آدمی یا غریب طبقے پر کوئی بوجھ پڑتا ہو۔ luxury hotels,
luxury cars, luxury houses, luxury schools میں انھیں luxury schools کہوں گا جو
ایک ایک ہزار روپے سے زیادہ فیس وصول کرتے ہیں مثلاً آپ ایچی سن کالج کو لے لیں ، امریکن
سکول ہے ، بیکن ہاؤس وغیرہ وغیرہ جہاں ہزاروں روپے ماہوار فیس لی جاتی ہے کیا ان سے ہم پانچ
روپے فی صد بھی وصول نہ کریں ؟ ۔ جناب سپیکر! میں ان کے ان اعتراضات پہ بڑا حیران ہوا ہوں اور
میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ اس فنانس بل کو منظور کیا جائے ۔ شکریہ۔

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is :-

That the Punjab Finance Bill 1997 be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

MR DEPUTY SPEAKER: We start with the Second Reading. We take up the bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Two amendments have been received in it from the Minister for Law and Parliamentary Affairs. He may move the first amendment.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Thank you

Mr Speaker I move :-

That in Clause 2 of the Bill-----

for sub-clause (3), the following shall be substituted:-

(3) After Article 12, the following new Articles 12-A and 12-B shall be added:-

"12-A. BILLS ISSUED BY LUXURY HOTELS AND RESTAURANTS that is to say bills issued for payments made by customers to hotels and restaurants which are notified by the Government as luxury hotels and restaurants.	Ten rupees for every one hundred rupees or part thereof of the amount of the bill.
"12-B. BILLS OF ENTRY EXEMPTION Milk, medicines, pharmaceutical, raw materials, medical equipments, books, pesticides and fertilizers.	Fifty paisa for every one hundred rupees or part thereof of the amount of the bill."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is :-

That in Clause 2 of the Bill-----

for sub-clause (3), the following shall be substituted:-

(3) After Article 12, the following new Articles 12-A and 12-B shall be added:-

"12-A. BILLS ISSUED BY LUXURY HOTELS AND RESTAURANTS that is to say bills issued for payments made by customers to hotels and restaurants which are notified by the Government as luxury hotels and restaurants.	**Ten rupees for every one hundred rupees or part thereof of the amount of the bill.**
"12-B. BILL OF ENTRY. EXEMPTION Milk, medicines, pharmaceutical, raw materials, medical equipments, books, pesticides and fertilizers.	**Fifty paisa for every one hundred rupees or part thereof of the amount of the bill."**

(The motion was not opposed)

(At this stage Mr Speaker occupied the Chair)

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is :-

That in Clause 2 of the Bill——

for sub-clause (3), the following shall be substituted:-

(3) After Article 12, the following new Articles 12-A and 12-B shall be added:-

"12-A. BILLS ISSUED BY LUXURY HOTELS AND RESTAURANTS that is to say bills issued for payments made by customers to hotels and restaurants which are notified by the Government as luxury hotels and restaurants.	**Ten rupees for every hundred rupees or thereof of the amount o bill.**
"12-B. BILL OF ENTRY. **EXEMPTION** Milk, medicines, pharmaceutical, raw materials, medical equipments, books, pesticides and fertilizers.	**Fifty paisa for every hundred rupees or thereof of the amount o bill."**

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Minister for Law and Parliamentary Affairs.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Thank you Mr Speaker.

I move that:-

That in Clause 2 of the Bill-----

for sub-clause (5), the following shall be substituted:-

"(5) For Article 37, the following shall be added:-

"(37) LETTER OF CREDIT. **EXEMPTION** Milk, medicines, pharmaceutical raw materials, medical equipment, books, pesticides and fertilizers.	Fifty paisa for every one hundred rupees or part thereof of the amount of the Letter of Credit."

MR SPEAKER: The motion moved is :-

That in Clause 2 of the Bill--

for sub-clause (5), the following shall be substituted:-

"(5) For Article 37, the following shall be added:-

"(37) LETTER OF CREDIT. **EXEMPTION** Milk, medicines, pharmaceutical raw materials, medical equipment, books, pesticides and fertilizers.	Fifty paisa for every one hundred rupees or part thereof of the amount of the Letter of Credit."

(The motion was not opposed)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is :-

That in Clause 2 of the Bill--
for sub-clause (5), the following shall be substituted:-
"(5) For Article 37, the following shall be added:-

"(37) LETTER OF CREDIT. **EXEMPTION**	
Milk, medicines, pharmaceutical raw materials, medical equipment, books, pesticides and fertilizers.	Fifty paisa for every one hundred rupees or part thereof of the amount of the Letter of Credit."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now the question is :-

That Clause 2 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 2 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is :-

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 3 do stand part of the Bill.

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is :-

That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 4 do stand part of the Bill.

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is :-

That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 5 do stand part of the Bill.

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is :-

That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 6 do stand part of the Bill.

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is :-

That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 7 do stand part of the Bill.

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is :-

That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 8 do stand part of the Bill.

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is :-

That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 9 do stand part of the Bill.

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is :-

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 1 do stand part of the Bill.

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is :-

That Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Preamble do stand part of the Bill.

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration, since there is no amendment received in it, it becomes part of the Bill.

THIRD READING

MR SPEAKER: Now, we take up the third reading of the Bill. Minister for Law and Parliamentary Affairs.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Mr Speaker, I move :-

That the Punjab Finance Bill 1997 be passed.

(The motion was not opposed)

MR SPEAKER: The motion moved is:-

That the Punjab Finance Bill 1997 be passed.

MR SPEAKER: Now the question is :-

That the Punjab Finance Bill 1997 be passed.

(The motion was carried)

The Bill was passed.

مسودہ قانون، ادارہ محتسب پنجاب مصدرہ 1997ء

MR SPEAKER: Now, we take up the Office of the Ombudsman Bill 1997.

(Bill No 6 of 1997)

FIRST READING

MR SPEAKER: Minister for Law and Parliamentary Affairs.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:-

That the Punjab Office of the Ombudsman Bill 1997, as recommended by the Special Committee No. 1, be taken into

consideration at once.

MR SPEAKER: The Motion moved is :-

That the Punjab Office of the Ombudsman Bill 1997, a recommended by the Special Committee No. 1, be taken int consideration at once.

SARDAR RAFIQUE HAIDER LEGHARI: I oppose it.

MR SPEAKER: Sardar Rafique Haider Leghari may move his amendment.

SARDAR RAFIQUE HAIDER LEGHARI: Sir, I move:-

That the Punjab Office of the Ombudsman Bill 1997, a recommended by the Special Committee No 1, be circulated fo the purpose of eliciting opinion thereon by July 25, 1997.

MR SPEAKER: The motion moved is:-

That the Punjab Office of the Ombudsman Bill 1997, a recommended by the Special Committee No 1, be circulated fo the purpose of eliciting opinion thereon by July 25, 1997.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I Oppose.

جناب سپیکر ، آپ اس کے اوپر پہلے بات کریں گے یا منیس صاحب ۔

جناب سعید احمد خان منیس ، پہلے ترمیم پیش کریں گے ۔

جناب سپیکر ، نہیں ترمیم تو انہوں نے پہلے پیش کی ہے ۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور ، جناب سپیکر اس میں دو ترامیم ہیں ۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے ۔

جناب سعید احمد خان منیس ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ .....

جناب سپیکر ، ویسے پہلے جو ترمیم پیش کر چکے ہیں پہلے اس کو dispose of کر لیں پھر دوسری ترمیم کو لیں گے ۔

سردار رفیق حیدر لغاری ، جناب والا ! ہمارے ہاؤس کی یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم ہر بات کو اس رنگ میں لیتے ہیں کہ اپوزیشن کا پیش کردہ کوئی قانون یا کوئی تجویز آجائے تو ہمارے وزراء صاحبان

نے اس کی مخالفت کرنا ہی کرنا ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومتی پارٹی کے ارکان اتنی اکثریت میں ہیں کہ آپ کو ہر بل پر یہ کہنا پڑتا ہے . Ayes have it ۔ مگر جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ اگر اسی طرح .Ayes have it کے چکر میں ہم پڑے رہے تو ہمارے تو کھاتے الیکشن سے پہلے کے بند ہو چکے ہیں ' وہ اب ختم ہو چکے اب آپ کے حکومتی بنچوں کے کھاتے کھل چکے ہیں ' حکومت کے کھل چکے ہیں ۔جو کام بھی آپ غلط کریں گے وہ آپ کے کھاتوں میں درج ہوگا ۔ جو آپ صحیح کریں گے وہ بھی آپ کے کھاتوں میں درج ہوگا ۔ اب جو دن بھی اس حکومت کا گزر رہا ہے اس دن نے واپس نہیں آنا ۔tenure خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو دن روز بروز گھٹ رہے ہیں۔ کھاتے میں رہنا چاہتے ہیں تو مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ اس کا benefit ہمیں ملے گا ۔ مگر ہر بات پر وزیر خزانہ صاحب جو کہ خود بھی ایک شیشے کے گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اپوزیشن یہ کہتی ہے ان کا مقصد یہ ہے اور میں اس بات کو طول بھی نہیں دینا چاہتا ۔ ابھی آپ کے آنے سے پہلے فنانس بل پر ہم نے اظہار خیال کیا تو انہوں نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ یہ امراء ' یہ بڑے ہوٹلوں میں جانے والے ' یہ بڑے گھر رکھنے والے یہ بڑی گاڑیوں میں بیٹھنے والے......

ملک ندیم کامران : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! یہ اپنے پوائنٹ پر بات کریں یہ غیر متعلقہ بات کر رہے ہیں ۔

سردار رفیق حیدر لغاری : میں بالکل اپنے پوائنٹ پر آ رہا ہوں اس کا آپ کو نمبر نہیں ملے گا آپ مجھے اپنی بات کرنے دیں ۔ میں صرف اس بات کو یہیں ختم کرتا ہوں کہ کل پورے ہاؤس کو میں دعوت پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے گھر پر بھی تشریف لائیں اور پرسوں کے لیے وہ خود دعوت دے دیں اور اس کا خود مقابلہ کرلیں کہ کون محلوں میں رہ رہے ہیں اور کون بڑی گاڑیوں پر چڑھ رہے ہیں ۔ میں اس بات کو یہاں ختم کرتے ہوئے' اور یہ بات بھی میں نے اس لیے کی کہ آپ اس بل کا بھی وہی حال نہ کریں ' میرے دوست کو یہ خیال ہو رہا تھا کہ میں شاید بات برائے بات کرنے کے موڈ میں ہوں۔ میں موضوع پر ہی آؤں گا میں صرف یہ بتانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ اس چھوٹی سی اپوزیشن کو آپ بالکل نہ بولنے دیں ۔ آپ بات بالکل نہ سنیں ۔ آپ اپنی طاقت کے بل بوتے پر بلڈوز کر دیں ۔

جناب سپیکر، نہیں لغاری صاحب آپ بات کریں ۔ آپ بالکل نہ گھبرائیں آپ کو پورا وقت دیں گے۔

سردار رفیق حیدر لغاری ، نہیں ہم گھبراتے نہیں ہیں یہ بات ہماری تو favour میں جا رہی ہے جو کچھ یہ کر رہے ہیں ۔ ہم تو کہتے ہیں کہ یہ اسی غلط فہمی میں رہیں اور غلط سے غلط کام کرتے چلے جائیں۔ تاکہ ان کے کھاتے جب کھلیں ----

جناب سپیکر ، نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ۔

سردار رفیق حیدر لغاری ، تاکہ جب کھاتے کھلیں وہ عوام جو اوپر بیٹھی ہے وہ دیکھ سکے کہ ان کے کارنامے کیا ہیں ؟

جناب سپیکر ، نہیں نہیں کوئی ایسی بات نہیں آپ کریں بات ۔

سردار رفیق حیدر لغاری ، جناب والا! یہ بل جب move ہوا تو اس کی ایک سپیشل کمیٹی بنا دی گئی۔ میں اسی زمرے میں جو پہلے عرض کر رہا تھا کہ بہتر ہوتا کہ اس میں کسی اپوزیشن کے ممبر کو بھی رکھ لیا جاتا یہ نہیں کہ اپوزیشن کے ممبر کو اس کمیٹی میں رکھنے سے اس کو کوئی تمغہ مل جاتا کسی اپوزیشن کے ممبر کو تمغہ لینے کی ضرورت نہیں ہے نہ ہم وہ مراعات چاہتے ہیں جو شاید حکومتی پارٹی کے ممبر چاہتے ہوں یا خاص طور پر وزراء چاہتے ہوں ۔ مگر اپوزیشن کو ساتھ بٹھانے سے یہ فائدہ ہوتا کہ اس بل کی پوری طرح سے جانچ پڑتال ہو جاتی ۔ کیونکہ یہ ایک انتہائی اہم منصب کے بارے میں بل پیش کیا جا رہا ہے ۔

جناب والا! آپ غور کریں کہ محتسب کا ادارہ بنایا کیوں جا رہا ہے ؟ آپ کے سول کورٹس بھی موجود ہیں ہائی کورٹ بھی موجود ہے اور آپ کے پاس سپریم کورٹ بھی موجود ہے ۔ محتسب کا ادارہ صرف اس لیے بنایا جا رہا ہے کہ لوگوں کو جلد از جلد انصاف مہیا ہو سکے ۔ کیونکہ ہماری کورٹ اتنی over burdened ہیں ۔ اور ان کا طریقہ کار اتنا لمبا ہوتا ہے کہ جو grievanced آدمی ہیں اس کو فوری طور پر انصاف نہیں مل سکتا ۔ جناب والا! یہ اچھی سوچ ہے کہ آپ بل لائے ہیں لیکن یہ سوچ آج کی نہیں ہے عرصہ دراز کی ہے ۔ اگر ہماری حکومتی پارٹی اس کا کریڈٹ لینا چاہتی ہے تو کوئی بات نہیں اس کا کریڈٹ تو عوام نے دینا ہے کہ کس کو کریڈیٹ ملنا چاہیے اور کس کو نہیں ملنا چاہیے ۔ کیونکہ ہر کسی کے کھاتے جس طرح میں عرض کر رہا تھا سٹور میں موجود ہیں ۔ جب الیکشن آتا ہے تو یہ

کھاتے کھل جاتے ہیں ۔ ہمارے کھاتے بھی کھلے تھے اور آپ کے بھی کھلیں گے ۔ مگر جناب والا! میں بڑے افسوس سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس forum پر ہمارے بھائی جس لفظ سے ہمارے فنانس منسٹر بہت چڑتے ہیں ' نہ معلوم ان کو بھائیوں سے کیا دکھ ہوا ہے کہ ہم احتراماً کہتے ہیں اور وہ اس لفظ سے چڑتے ہیں ۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی مگر اس forum پر ایسی باتیں ہوتی ہیں ۔ ابھی چند روز پہلے وزراء میں سے کوئی صاحب فرما رہے تھے کہ آج جب سے یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے ۔ چیف منسٹر صاحب یا کسی منسٹر نے رولز میں کوئی relaxation نہیں کی ۔ کوئی ایسا لیٹر بھی issue نہیں کیا ۔ مگر آج ہی کے روزنامہ "جنگ" میں heading لگی ہوئی ہے کہ اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرلز کے لیے ایک تانتا بندھا ہوا ہے اور جو بھی مسلم لیگ کے favourite لوگ ہیں ان کو appoint کرنے کے لیے رولز relax کرنے کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ جناب والا! Who is fooling who ? کیونکہ یہ ہاؤس ہی اس صوبے کی پوری آبادی نہیں ہے ۔ یہاں پر ہمیں لوگوں نے اپنی نمائندگی کرنے کے لیے بھیجا ہے ۔ اگر ہم صحیح کریں گے تو لوگ appreciate کریں گے اور اگر نہیں کریں گے تو وہ اس کا احتساب کریں گے ۔ جناب والا! جس appointment کے بارے میں یہ بل آیا ہے' سب سے پہلے تو جو بنیادی چیز ہے وہ یہ ہے کہ اس کی appointment میں بڑی احتیاط برتنی چاہیے۔ کیونکہ یہ ایک ادارہ عدالتی زمرے میں آتا ہے اور یہاں ہمیں ان اشخاص کی appointment کرنی چاہیے جو کہ کسی لحاظ سے ان کی personality متضاد نہ ہو ۔ دوسری بات جو کمیٹی نے اپنی سفارشات میں ترمیم کے لیے کہا ہے کہ پہلے بل میں لفظ گورنر تھا ۔ انہوں نے اس کو ترمیم کر کے گورنمنٹ کیا ہے ۔ میں یہ تجویز کروں گا کہ اس appointment کے لیے بہتری یہ ہے کہ گورنمنٹ کے ساتھ with consultation of the opposition leader کر دیا جائے ۔ اس سے ایک بہتر selection ہو سکے گی ۔ صرف اس لئے کہ ہم کوئی غلط کام نہ کر سکیں۔ جناب والا! اب اس کے دائرہ کار کے بارے میں عرض کروں گا کہ اس بل کا اگر آپ بغور مطالعہ کریں۔ تو اس کے دائرہ کار میں پورے صوبے کے محکمہ جات آتے ہیں ' وہ محکمہ جات جو کہ صوبائی حکومت کے زیر انتظام ہیں' ماسوائے ہائی کورٹ کے معاملات جو کہ subjudice ہوں وہ نہیں آئیں گے باقی سب معاملات دائرہ کار میں آئیں گے۔ جناب والا! میں یہاں پر یہ عرض کروں گا کہ آپ بخوبی آگاہ ہیں کہ ہر صوبے میں بہت سارے ایسے محکمے ہیں جن کا روز مرہ لوگوں سے واسطہ ہے۔ وہ ہیں' صوبے میں لیکن کنٹرول وفاقی حکومت

کے پاس ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ محکمے صوبائی محتسب کی دسترس سے نکل گئے۔ ایسا کرنے میں اتنی عجلت کیوں ہے؟ بہتر یہ ہوتا کہ فیڈرل گورنمنٹ کی consultation سے واپڈا جیسا محکمہ، آپ کے بنکوں جیسے معاملے ، آپ کی سب سے بڑی جو سروسز ہیں ، سوئی گیس وغیرہ اس قسم کے بے شمار محکمے ہیں جن سے لوگوں کو بہت زیادہ شکایتیں ہیں۔ مگر آپ نے اس بل کے ذریعے اسے صوبائی محتسب کی دسترس سے باہر نکال دیا۔ راجہ صاحب کیوں کہ پوائنٹ نوٹ کر رہے ہیں ۔ اگر انھوں نے یہی رویہ رکھا کہ بھئی ہم نے تو مخالفت کرنی ہے تو وہ بڑے آرام سے فرما دیں گے کہ جناب وفاقی محتسب تو ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ پنجاب کے ایک کونے میں ان اداروں سے اگر کسی کو شکایت ہو تو ہم ان کے لیے ایک وبال جان بنا رہے ہیں کہ وہ all the way اسلام آباد پہنچیں۔ اس کو صوبے میں کہیں بھی محتسب سے remedy نہیں ملے گی۔ وہ تو پہلے ہی ستم ظریفی کا شکار ہے ، اس پر تو پہلے ہی ستم ہوئے ہوئے ہیں ، وہ مظلوم ہے ، پھر وہ ہزاروں روپے خرچ کر کے اسلام آباد پہنچے اور وہاں سے اس کو اس کی remedy ملے۔ میں گزارشکروں کا سلیکٹ کمیٹی کے ذریعے اس پر ازسرنو غور کیجیے اور اس پر رائے بھی ضرور معلوم کیجئے، اس کو عجلت میں پیش نہ کیجئے اور اس کے ہر پہلو کا جائزہ لیجیے۔ اور ان اداروں کو بھی اس کی ماتحتی میں لے آئیے بے شک آپ کو وفاق سے اس کی اجازت کیوں نہ لینی پڑے۔ دوسری اس میں بڑی عجیب چیز ہے میری ناقص عقل میں جو بات آئی کہ اگر آپ اس کا بغور مطالعہ کریں تو کہیں ہم اس ادارے کو یہ طاقت دے رہے ہیں کہ وہ contempt of court کے معاملے میں وہی اختیارات استعمال کرے گا جو کہ ہائی کورٹ کو حاصل ہیں۔ مگر کہیں اس میں جو بھی grievance ہے ہائی کورٹ کو ہم اس سے باہر نکال رہے ہیں۔ مجھے تو یہ بھی سمجھ نہیں آتی کہ کمیٹی نے اسمبلی کو اس کے دائرہ کار سے کیوں باہر نکا ل دیا۔ کیا اسمبلی میں غلط کاریاں نہیں ہوسکتیں؟ کیا اسمبلی establishment میں کوئی غلط کام نہیں ہوسکتا ؟ ہوسکتا ہے تو پھر آپ نے اس کو اس میں سے باہر کیوں نکالا ؟ آپ کی کمیٹی نے اسے کیوں recommend کیا؟ ایک طرف تو آپ کہہ رہے ہیں کہ جناب ہم محتسب بنا رہے ہیں تاکہ ہم فوری طور پر انصاف دے سکیں، فوری طور پر احتساب کر سکیں۔ اور دوسری طرف ایسے کر رہے ہیں کہ جو پسند کے کیک کے ٹکڑے ہیں وہ بیچ میں سے نکالتے چلے جا رہے ہیں۔ جناب والا! اس میں سب سے بڑی کمزوری جو میں نے اس بل کے ذریعے محسوس کی کہ ایک مظلوم اس ادارے کے پاس پہنچے گا، وہ اپنی درخواست

گزارے گا ۔ اور اس فریادی کی یہ خواہش ہوگی کہ اس وقت تک اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو جب تک اس کو انصاف نہیں مل جاتا ' نہ اس میں کوئی interim relief کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ ادارہ کوئی interim relief بھی نہیں دے سکتا۔ اور نہ ہی ہائی کورٹ یا باقی کورٹس کو یا ایجنسیوں کو اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ جب ایک معاملہ محتسب کے پاس چل رہا ہو تو وہ اپنا further action روک دے۔ اس میں بڑا واضح کر دیا گیا ہے کہ جناب کوئی action نہیں رکے گا تا وقتیکہ محتسب طرف سے کوئی فیصلہ نہ ہو جائے۔ اور فیصلے کی حالت بھی یہ ہے کہ وہ فیصلہ ' recommendation گورنمنٹ کو بھیج دے گا ' وہ اس پر عمل درآمد نہیں کروا سکتا ' وہ اس کو گورنمنٹ کو بھیج دے ' وہ گورنر کو بھیج دے گا ' پہلے بل میں گورنر تھا ' اب کیونکہ کمیٹی نے کہا ہے کہ وہاں پر لفظ گورنمنٹ کر دیا جائے۔ تو وہ گورنمنٹ کو بھیج دے گا۔ اور پھر گورنمنٹ اس چیز کو مختلف ذرائع سے ensure کرے گی کہ اس کو implement کیا جائے۔ جناب والا! ایک طرف تو آپ اس کو شیر کا منہ دے رہے ہیں دوسری طرف اس کو گیدڑ بنا رہے ہیں۔ جناب والا! بڑے ہی مؤدبانہ طریقے سے عرض کروں گا کیونکہ ڈر لگتا ہے کہ کسی بات پر میں contempt میں نہ آجاؤں۔ کیوں کہ میں ایک جاہل آدمی ہوں مجھے نہیں پتا کہ کون سے الفاظ ہیں جو کس حد تک جا کر رکنے چاہییں۔ مگر اس کا تاثر اچھا نہیں۔ دوسرا جناب والا اس میں بہت ساری جگہوں پر یہ بھی اختیار دیا گیا ہے کہ محتسب کسی معاملے میں کمیشن بھی مقرر کر سکتا ہے ' اس کو honoraria ملے گا ' وہ ایڈوائزر مقرر کرسکتا ہے اور گورنمنٹ اس کی consultation سے سٹاف مقرر کرے گی۔ یہ ایک قسم کا علیحدہ سیکرٹریٹ کا تصور دیا جا رہا ہے۔ اور اس سارے سیکرٹریٹ کا بوجھ پنجاب کے exchequer پر آئے گا۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس معاملے کو عجلت میں نہ لیا جائے ' اس پر رائے لی جائے اور اس کو 25 جون 1997ء تک پینڈنگ کیاجائے۔ اور عزت بے عزتی کا معاملہ بناتے ہوئے ہمیں bulldoze نہ کیا جائے بلکہ بات سنی جائے۔ ہم نے اپنا فرض پورا کردیا باقی ٹریژری بنچز کے ذمہ ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ لغاری صاحب۔ لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)، شکریہ جناب سپیکر۔ صوبائی محتسب کا ادارہ قائم کرنے کے لیے بل آج اسمبلی میں پیش ہوا۔ اور معزز رکن نے اس سلسلے میں جو ترمیم دی ہے وہ یہ تھی کہ ہم اس

بل کو منظور کرنے کی بجائے اس کو public opinion کے لیے elicit کریں اور فی الحال اس کو پینڈنگ کر دیا جائے۔ جناب والا! میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ مخالفت برائے مخالفت کے لیے نہیں ہے یہ مثبت تجویز دے رہے ہیں اس سے پہلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں ان کی اطلاع کے لیے ، گو کہ انھیں مجھ سے بہتر اس بات کا علم ہوگا کہ یہ ordinance گزشتہ دس ماہ سے نافذ العمل ہے۔ جناب والا! اس ordinance کا اجراء پہلی بار 30۔ ستمبر 1996ء اور پھر مرحلہ وار اس ordinance کا دوبارہ 12 جنوری 1997ء اور سہ بارہ 26۔ اپریل کو نفاذ ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو قانون پچھلے دس ماہ سے نافذ العمل ہو اور اس کے متعلق آج تک ایک تجویز یا ایک بھی شکایت نہ آئی ہو'دس ماہ کے بعد اسے دوبارہ public opinion کے لیے بھیجنا کسی طور پر بھی جائز اقدام نہیں ہوگا۔ میرے بھائی نے مختلف باتیں کی ہیں میں ایک ایک کر کے ان کا جواب دوں گا۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بہتر یہ ہوتا کہ وہ اس ادارے کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے اور ان کی ترامیم کے حوالے سے اس ادارے کی افادیت میں اضافہ ہو سکتا ہے تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس کو قطعی طور پر مخالفت برائے مخالفت میں نہ لیتے بلکہ ان کی تجاویز کی روشنی میں اس ادارے کو مزید بہتر اور فعال بنانے کے لیے ہم ان سے تعاون کرتے لیکن اب انہوں ایک ایسی تجویز پیش کی ہے کہ اس کو public opinion کے لیے بھیج دیا جائے جو دس ماہ سے نافذ العمل ہے اور عوام اس سے استفادہ کر رہے ہیں اور آج پھر اس کو کہنا کہ یہ واپس جائے میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طور پہ بھی درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر! سردار صاحب نے یہاں پر یہ بھی فرمایا ہے کہ اب ہمارے کھاتے کھل چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے کم از کم بغیر کسی تمہید یا بغیر کسی حوالے کےمیں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہی فرض کر لیا جائے کہ یہ ہم نے اپنے اوپر چیک اینڈ بیلنس کے لیے یہ ادارہ قائم کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات پھر بھی ہمارے کریڈٹ میں جاتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ملک میں ایسے ادارے قائم ہونے چاہییں جو حکومت کی یا اپوزیشن بلکہ کسی کی بھی high-handedness کو چیک کرنے کے لیے ادارے موجود ہونے چاہییں۔

جناب سپیکر! انھوں نے کہا ہے آج جو ہمارے کھاتے کھل رہے ہیں یہ ہمارا احتساب کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے تو پہلے دن سے اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کیا ہے اور ہم

نے کھلے بندوں یہ بات کہی ہے کہ اگر ہم کوئی غلط کام کریں گے تو اس کا احتساب ہونا چاہیے ہم غلط کام کریں ہمارا احتساب ہونا چاہیے اور جناب سپیکر! میں یہ بھی یقین دلانا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ ہم نہ تو غلط کام کریں گے اور نہ ہی غلط کام کرنے والوں کو spare کریں گے خواہ وہ ہمارے اپنے دوست ہوں خواہ اپوزیشن ہو خواہ کوئی بھی ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ احتساب کا جو ادارہ قائم ہو رہا ہے اس نے بلا تفریق سب کا احتساب کرنا ہے جو غلط کام کرے گا اس کا احتساب ہو گا۔

جناب سپیکر! یہاں پر انہوں نے یہ کہا کہ فیڈرل گورنمنٹ سے متعلق محکمے اس محتسب کے ادارے کے ماتحت نہیں آتے۔ انہوں نے خود ہی دوبارہ اس بات کی تردید بھی کی اور اس بات کا اظہار بھی کیا کہ میں اس کا جواب یہی دوں گا کہ وفاقی محتسب۔ جناب سپیکر! ہر ادارے کا ایک اپنا دائرہ کار ہوتا ہے جس طرح ہائی کورٹ کا اپنا دائرہ اختیار ہے' سپریم کورٹ کا اپنا دائرہ اختیار ہے۔ اسی طرح جناب سپیکر! صوبائی محتسب کا اپنا دائرہ اختیار ہے وفاقی محتسب کا اپنا دائرہ اختیار ہے۔ اب جس شخص کو وفاقی حکومت کے محکموں سے کوئی تکلیف ہوتی ہے وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرتا ہے جس کو صوبائی محکموں سے تکلیف ہو گی وہ صوبائی محکموں کے ساتھ رجوع کرے گا۔ میں سمجھتا ہوں یہ بات صرف اور صرف مخالفت برائے مخالفت کے زمرے میں آتی ہے اس کے علاوہ اس بات کے پیچھے اور کوئی دوسری بات نہیں تھی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ انہوں نے یہ بات بھی کہی کہ آج کے اخبارات میں' میں بغیر کسی بحث میں پڑے اور اس criticism کے کہ اخبارات غلط لکھتے ہیں یا صحیح لکھتے ہیں میں ان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جس بات کا انہوں نے خود اعادہ کیا ہے کہ موجودہ حکومت نے آج تک رولز کو relax نہیں کیا کوئی special directive جاری نہیں کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور جناب سپیکر! عوام کے ساتھ جو ہماری commitment ہے اس کے حوالے سے ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری credibility قائم رہے گی۔ آج کی خبر جس کا وہ حوالہ دے رہے تھے اگر اس خبر کا انہوں نے بغور مطالعہ کیا ہوتا جناب سپیکر! میرے محکمے سے متعلقہ ہے انہوں نے کہا ہے کہ اخبار کی خبر کے حوالے سے ہے کہ محکمہ قانون نے summary move کی ہے۔ جناب سپیکر! محکمے میں ایک دن میں سو فائل ادھر ادھر move ہوتی ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہم نے کوئی rules relax کیے ہیں؟ کیا ہم نے اپنی پالیسی سے deviate کیا ہے؟ کیا ہم نے کوئی قانون تبدیل کیا ہے؟ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط

سے اس معزز ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ قطعی طور پر موجودہ حکومت کی یہ پالیسی نہیں ہے کہ ہم رولز سے deviate کریں یا کسی کو accommodate کرنے کے لیے rules and procedure کو relax کریں۔

جناب سپیکر! اس موجودہ حکومت میں آج تک نہ ہم نے پہلے کیے ہیں اور نہ ہی ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہوگا۔ جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جس طرح سردار صاحب نے فرمایا ہے اس ادارے کو یہ اختیار دے دیا جائے گا کہ یہ جس کو مرضی پکڑ لے اور پھر سیکرٹریٹ کا خرچہ بھی ہو گا۔ جناب سپیکر! پہلی بات یہ ہے اور سردار صاحب نے ابتدا یہیں سے کی تھی کہ یہ اچھا ادارہ ہے یہ کام کرے گا لیکن اس میں عوام کی رائے شامل ہونی چاہیے۔ جب ادارہ قائم ہو گا تو اس نے خرچ بھی تو کرنا ہے یہاں ہماری اپوزیشن کے ساتھ یہ مصیبت ہے اور یہ سمجھتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہے کہ بھوکے پیٹ کوئی کام کرے تو جناب سپیکر! کون کام کر سکتا ہے جب ادارہ قائم ہو گا تو اس کے ملازمین بھی ہوں گے ان کی تنخواہیں بھی ہوں گی۔ خرچ تو ہوتا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس خرچ کے بدلے میں حکومت کو کیا ملتا ہے؟ حکومت کی کارکردگی بہتر ہوتی ہے یا عوام کے مسائل کس حد تک حل ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ جس مقصد کے تحت یہ ادارہ قائم کیا جا رہا ہے حکومت ان مقاصد کو حاصل کرے گی اور اس ادارے کی افادیت اپنی جگہ پر ہے۔ جناب سے میری استدعا ہو گی کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے اور بل کو منظور فرمایا جائے۔ شکریہ۔

MR SPEKAER: Thank you. Raja Sahib. The amendment moved and the question is:

> That the Punjab Office of the Ombudsman Bill, 1997 (Bill No.6 of 1997) as recommended by Special Committee No. 1 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by July 25, 1997.

(The motion was lost)

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move his amendment.

جناب سعید احمد خان منیس، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

مسودہ قانون ادارہ محتسب پنجاب مصدرہ 1997، جیسے کہ مجلس خصوصی نمبر 1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے اس ہدایت کے ساتھ مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل مجلس منتخبہ کے سپرد کیا جائے کہ وہ 25 جولائی 1997، تک اپنی رپورٹ پیش کرے،

-1 دیوان سید عاشق حسین بخاری، رکن صوبائی اسمبلی

-2 جناب فرحت عزیز مزاری، رکن صوبائی اسمبلی

-3 میجر (ریٹائرڈ) محمد اسلم جوئیہ، رکن صوبائی اسمبلی

-4 جناب سلطان محمود ہنجرا، رکن صوبائی اسمبلی

-5 ملک محمد فاروق کھر، رکن صوبائی اسمبلی

-6 جناب محمد صدیق بلوچ، رکن صوبائی اسمبلی

-7 سردار رفیق حیدر لغاری، رکن صوبائی اسمبلی

-8 نوابزادہ منصور احمد خان، رکن صوبائی اسمبلی

-9 جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، رکن صوبائی اسمبلی

MR SPEAKER: The motion moved is :

That the Punjab Office of the Ombudsman Bill, 1997 as recommended by Special Committee No. 1 be referred to the Select Committee consisting of the following Members with instructions to report by July 25, 1997

1. Dewan Syed Ashiq Hussain Bokhari, MPA.
2. Mr Farhat Aziz Mazari, MPA.
3. Maj. Retd. Muhammad Aslam Joyia, MPA.
4. Mr Sultan Mahmood Hinjra, MPA.

5. Malik Muhammad Farooq Khar, MPA.

6. Mr Muhammad Saddique Balooch, MPA.

7. Sardar Rafiq Haider Leghari, MPA

8. Nawabzada Mansoor Ahmad Khan, MPA.

9. Mr Moazzam Jahanzaib Ahmad Khan, Wattoo, MPA.

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker Sir, I oppose it.

جناب سپیکر، وزیر قانون oppose کرتے ہیں تو منیس صاحب! کیا اب آپ اپنی ترمیم کے اوپر بولیں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر! اس بات سے تو کوئی اختلاف نہیں کہ احتساب انتظامیہ اورمنتخب نمائندگان کے لیے ایک نہایت ہی اہم رول ادا کرتا ہے لیکن دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ احتساب کے معاملات کوکس طرح take up کیا جاتا ہے؟ اسے کس حساب سے لاگو کیا جاتا ہے؟ کس طرح بنایا جاتا ہے؟ کس طرح اس کو استعمال کیا جاتا ہے؟ جناب سپیکر! اس بل کو جب بغور پڑھا ہے تو اس میں خاصی خامیاں بھی نظر آئی ہیں جس کے لیے میں نے تجویز کیا ہے کہ اس کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔ جناب سپیکر! اس وقت یہاں صوبے میں ایسے کافی ادارے موجود ہیں جو کہ احتساب کر رہے ہیں۔ جن میں انٹی کرپشن کا محکمہ ہے، چیف منسٹر انسپکشن ٹیم ہے، انکوائری ونگ ہے، سپیشل برانچ ہے، کرائمز برانچ ہے، آڈٹ ہے، لوکل فنڈ آڈٹ ہے، احتساب کمیشن ہے، احتساب سیل ہے، احتساب کمیٹیاں بنائی جا رہی ہیں۔ جناب سپیکر! اب دیکھنا یہ ہے کہ پاکستان میں big time embezzlement کے بانی کون ہیں۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیونکہ جب بات شروع ہوتی ہے تو بہت دور تک جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ معزز ایوان کا ماحول جس طرح اچھے انداز میں جا رہا ہے اسی انداز میں جائے۔

جناب سپیکر! یہ احتساب کے یہ تمام قوانین مجھے لگتا ہے کہ کسی بہت بڑے خطرے کا پیش خیمہ بھی ثابت ہوسکتے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ نے دیکھا کہ احتساب آرڈیننس بنایا گیا، اس میں تاریخ

مقرر کر دی گئی کہ 1990ء سے آگے احتساب کیا جا سکے گا۔ میں ایک مثال دیتا ہوں کہ گویا" جو چوری ڈکیتی اس سے پہلے ہوئی ہے تو اس کو پاک کر دیا گیا ہے' ان کو بری کر دیا گیا ہے اور اس کے بعد اگر کوئی چوری یا ڈکیتی ہوئی تو اس کو احتساب کے قابل سمجھا گیا ہے۔ جناب سپیکر! میں سمجھ رہا ہوں کہ میرے بھائی جناب راجہ بشارت صاحب نے ایک بات کی کہ یہ آرڈیننس کے ذریعے ready پچھلے 6/8 ماہ سے یہ قانون لاگو ہے اور یہ ادارہ قائم ہو چکا ہے۔ میں پہلے تو یہ عرض کروں گا کہ وہ 6/8 مہینے کا جو ادارہ قائم ہے اور کام کر رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی unlawful ہے۔ کیونکہ جناب سپیکر! میں اپنے محترم بھائی کی اطلاع کے لیے اور ان کا محکمہ بھی یہاں ضرور تشریف رکھتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ،

re-enactment and re-promulgation of the same Ordinance or of the expired Ordinance.

وہ ویسے ہی illegal ہے اور اگر چار دفعہ آرڈیننس کو بڑھایا گیا ہے تو وہ ویسے ہی unlawful ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو گزارشات میں کروں گا اور جو ان میں ترامیم میں propose کروں گا وہ واقعی سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کی جانی چاہئیں۔ جناب سپیکر! انتظامیہ کے احتساب کا نظریہ اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ ریاست کا تصور ہے۔ مصر اور روم کی پرانی تہذیبوں میں بھی احتساب کا عمل ہوا کرتا تھا۔ بلکہ ہماری اسلامی تہذیب میں خاص طور پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں احتساب کا بہت ہی سخت قانون تھا۔ لیکن یہ تھا کہ وہ ایک غیر جانب دارانہ احتساب ہوا کرتا تھا۔ وہ اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کرتے تھے' اپنے رشتہ داروں کو پیش کرتے تھے' اپنے عزیزواقارب کو بھی احتساب کے لیے پیش کرتے تھے اور نہایت ہی غیر جانب دارانہ ہوا کرتا تھا۔ جناب سپیکر! اب آپ دیکھیں کہ جو بھی احتساب کمشن یا احتساب سیل ہیں۔ ان کو مختلف ناموں سے پکارا جا رہا ہے۔ اعتراضات کیے جا رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ حکومت احتساب کرنے میں صاف دل رکھتی ہو۔ لیکن اس کا جو طریقہ کار اپنایا جا رہا ہے۔ اس میں بے بہا criticizm آ رہا ہے۔ جیسا کہ میں بھی اخبارات میں پڑھتا ہوں آپ بھی پڑھتے ہیں کہ احتساب سیل کو Red-Co Cell کا نام دیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ ہو سکتا ہے کہ سرکار احتساب صاف دل سے کر رہی ہو۔ لیکن غیر جانب دارانہ احتساب کا تاثر ہمارے عوام کو نہیں مل رہا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پنجاب میں جو محتسب کا ادارہ قائم کیا

گیا ہے اور اس کو بل کی صورت میں ہم سے authentication لی جا رہی ہے۔ سب سے پہلے پاکستان میں محتسب کے عہدے کا تصور مرحوم جنرل ضیاء الحق نے پیش کیا تھا اور وفاقی محتسب کا ادارہ قائم ہوا تھا۔ جناب سپیکر! اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا وہ ادارہ کامیاب ہوا؟ بدعنوانیاں کس حد تک دور ہوئیں؟ کیا ایک علیحدہ سیکرٹریٹ قائم ہوا؟ کیا اس پہ اخراجات بڑھے؟ اور اس کا outcome کیا ہوا؟ یہ بھی دیکھنے والی بات ہے۔ پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بدعنوانی اگر ہم کہیں کہ ختم ہو گئی ہے تو یہ غلط ہوگا تو پھر ہم پنجاب میں یہ تجربہ دوبارہ کس لیے کر رہے ہیں اور پھر اس بل میں ہو سکتا ہے کہ میں سردار رفیق حیدر خان لغاری نے جو باتیں کیں ان کی شاید کچھ repetition بھی ہوں۔ لیکن میں ضروری سمجھتا ہوں کہ بل کے ان sections کو میں دہراؤں مثلاً جناب سپیکر! اس میں section 29 ہے۔

Section 29: Bar of Jurisdiction. No Court or other authority shall have jurisdiction:

(i) to question the validity of any action taken, or intended to be taken, or order made, or anything done or purporting to have been taken, made or done under this Act; or

(ii) to grant an injunction or stay order

جیسا کہ پہلے انھوں نے کہا کہ ہائی کورٹ کو اس دائرہ کار سے باہر کر دیا ہے اور ہائی کورٹ کو بےبس کر دیا ہے۔ جناب سپیکر! یہ محتسب کا منصب ہے وہ خالصتاً administrative منصب نہیں اور نہ ہی judicial ہے۔ یہ دراصل ایک quasi-judicial منصب ہے اور یہ صوبائی اسمبلی کے ایک قانون کے تحت بنایا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! ہائی کورٹس ملک کے قانون اور ملک کے آئین کے مطابق بنائے گئے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ملک کے آئین کے تحت بنائی گئی عدالتوں کو اس زمرے سے باہر رکھنا مناسب نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ ان عدالتوں کے خلاف ایک sort out اور Vote of No Confidence ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہائی کورٹس کو اس میں شامل کرنا چاہیے اور جو بھی محتسب کے فیصلہ جات ہوں وہ ہائی کورٹس اور باقی کورٹس میں challengeable ہوں۔ اسی طریقے سے Section 15 ہے۔ جناب سپیکر! اس میں Power to enter and search any premises.

جناب سپیکر! اگر اس کو بغور دیکھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ شاید آئین میں دیئے گئے بنیادی حقوق کے خلاف ہے۔ اس کا جو procedure ہے۔ جناب سپیکر! وہ اسی طریقے سے ہونا چاہیے جو عام عدالتوں کا procedure ہوتا ہے اور اس کے بعد Section 33 ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کا تھوڑا سا وقت لوں گا۔ اس میں ہے،

Informal resolution of disputes.

اگر آپ اجازت دیں گے تو میں یہ تھوڑا سا پڑھ دوں،

> Notwithstanding anything contained in this Act the Ombudsman and a member of the staff shall have the authority to informally conciliate, amicably resolve, stipulate, settle or ameliorate any grievance without written memorandum and without the necessity of docketing any complaint or issuing any official notice.

جناب سپیکر! یہ ایک کھلی چھوٹ دے دی گئی ہے بدعنوانی کی، کرپشن کی۔ اس میں یہ اجازت دے دی گئی ہے کہ اس سیکرٹریٹ کا سٹاف بغیر کسی لکھی شکایت کے وہاں ایک پنچایت مقرر کر کے اس فیصلے کو نمٹا سکتا ہے۔ جناب سپیکر! پھر ہوگا تو یہ کہ اس ادارے کا سٹاف اس انتظار میں رہے گا کہ لوگ آئیں اور وہ انھیں کہیں کہ آپ بجائے ایک تحریری شکایت دینے کے آئیں، میں ایک لفظ جو کہ عموماً استعمال کیا جاتا ہے، گو شاید اس ایوان میں پسند نہ کیا جائے، لیکن میں مجبور ہوں کہ میرے ذہن میں کوئی دوسرا لفظ نہیں آ رہا، یہ ایک "مک مکا" کا طریقہ ہے۔ جناب سپیکر! اس سے تو کرپشن بڑھے گی۔ سٹاف انتظار میں ہی رہے گا کہ complainants آئیں اور ہم ان سے مک مکا کر کے ان کے فیصلہ جات کریں۔ تو یہ ایک ایسا سیکشن ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں تبدیلی کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر جناب، ایک سیکشن 6 ہے۔ اس میں،

> Terms and conditions of service and remuneration of Ombudsman:

اس کا جو سب سیکشن 2 ہے،

(2) The Ombudsman may be removed from office of the Government on the ground of misconduct or of being incapable of properly performing the duties of his office by reason of physical or mental incapacity.

میں سمجھتا ہوں کہ اس میں پھر حکومت کے رحم و کرم پر ہر بات کو چھوڑ دیا ہے۔ جناب سپیکر! ہندوستان میں بھی کئی ایسے ادارے ہیں جو حکومت کی دسترس سے باہر ہیں۔ اس میں حکومت کو شامل کرنا' ہر بات میں حکومت کو شامل کرنا یہ کوئی جائز بات نہیں ہوگا۔ یہ independent ادارہ ہونا چاہیے اور اس کو remove کرنے کا وہی طریقہ ہونا چاہیے جو کہ ایک ہائی کورٹ کے جج کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کی appointment کے لیے' جیسا کہ انھوں نے دیا ہے کہ،

An Ombudsman shall be a person who is or has been or is qualified to be a Judge of the High Court and is a person of known integrity.

جناب' جب اس کو رکھا ہی اس زمرے میں جا رہا ہے کہ وہ ہائی کورٹ کا جج serving ہوگا یا ریٹائرڈ ہوگا تو پھر اس کو نکالنے کا طریق کار بھی اسی حساب سے ہونا چاہیے۔ جناب سپیکر! میں اس میں stress اس بات پر کروں گا کہ ہم ادارے ایسے قائم کریں جو کہ عوام کی نظر میں بہتر نظر آئیں۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ احتساب کمشن اور احتساب سیل پر کافی تنقید ہو رہی ہے اور پھر یہ اسی طرح کی تنقید کی repetition ہو گی۔

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ باقی سیکشنز میں بھی بہت ساری بات کی جا سکتی ہے۔لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسے main سیکشن تھے جو کہ میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے سامنے پیش کروں۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کو سلیکٹ کمیٹی' جیسا کہ میں نے propose کیا ہے' اس کے حوالے کر کے ان کو ایک مہینے کی میعاد دی جائے اور اس میں ترامیم کی جائیں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ منسٹر فار لاء۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ سالانہ بجٹ پر جو کہ پاس ہو چکا ہے' یہ ایوان پاس کر چکا ہے آپ نے اس ایوان میں 43 مرتبہ سوال کیا۔ ہر ممبر سے آپ نے سوال کیا۔ آپ کو سوال کرنے کی اتنی عادت پڑ گئی جناب سپیکر' کہ آج بھی آپ سوال فرما رہے ہیں۔ اور پھر آگے ضمنی بجٹ میں بھی غالباً آپ نے 37 مرتبہ سوال فرمانا ہے۔ جناب سپیکر! یہ سوال کرنے کی جو عادت آپ کو پڑ گئی ہے' ہو سکتا ہے کہ یہ آپ کے منصب کے تقاضوں کے مطابق ہو۔ لیکن ایک ہی دفعہ بات ختم کر لیں کہ "تہاڈا سوال اے' تو ساڈا جواب اے"۔

جناب سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ (قطع کلامیاں) میرا خیال تھا کہ کوئی اچھی بات کریں گے۔ آج لیٹ آئے ہیں' شاید کچھ پڑھ کے آئے ہوں گے۔ کچھ سیکھ کے آئے ہوں گے۔ لیکن وہی پرانا کام ہی نکلا ہے۔ جی' راجا صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا اور repetition نہیں کروں گا۔ جو تین چار باتیں معزز ممبر نے اٹھائی ہیں میں ان کا مختصراً جواب دوں گا۔

جناب سپیکر! سب سے پہلی بات انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ unlawful ہے اور قانون کے مطابق ہم اس کو re-promulgate نہیں کر سکتے۔ جناب سپیکر! آئین کے آرٹیکل 128 کے تحت حکومت کو آرڈیننس جاری کرنے کا اختیار ہے اور سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق دوبارہ آرڈیننس جاری کرنا اگر ضروری ہو تو کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال' میں اس سلسلے سے ہٹ کر عرض کرتا ہوں کہ انھوں نے ایک اور بات کی وہ یہ کہ اس ملک میں' اور خاص طور پر صوبہ پنجاب میں بےشمار ایسے ادارے موجود ہیں جو پہلے سے تقریباً احتساب کا کام کر رہے ہیں۔انھوں نے کہا' سی ایم آئی ٹی موجود ہے' احتساب کمشن موجود ہیں احتساب کمیٹیاں بن رہی ہیں۔ جناب سپیکر! میں بغیر کسی لگی لپٹی کے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ اس صوبے میں گزشتہ تین سال میں ہوا' میں سمجھتا ہوں کہ اگر اتنے ادارے اور بنا دیے جائیں تو پھر بھی ہم اس کا حساب نہیں لے سکتے جتنی کرپشن گزشتہ تین سالوں میں ہوئی ہے' اس لیے یہ کہنا کہ یہ اس ادارے کے حوالے سے کوئی ابہام ہے تو یہ غلط ہے۔ جناب سپیکر! اس

کے بعد انھوں نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے۔انھوں نے یہ فرمایا ہے۔ میں نے exactly ان کے لفظ نوٹ کیے ہیں کہ،

"ہو سکتا ہے کہ حکومت صاف دل سے احتساب کر رہی ہو۔ لیکن عوام کو یہ تاثر نہیں مل رہا کہ احتساب صحیح طور پر ہو رہا ہے۔"

جناب سپیکر! میں ان کی اس بات سے اس حوالے سے اتفاق کرتا ہوں کہ آج ہماری حکومت پرسب سے بڑا اعتراض، اور پاکستان مسلم لیگ کے کارکنوں کی طرف سے ہم پر سب سے بڑا الزام یہی آتا ہے کہ جن لوگوں نے اس ملک کو لوٹا ہے، جنھوں نے قومی دولت کو لوٹا ہے آج تک ہم ان کو اس طریقے سے کیوں نہیں پکڑ سکے جس طرح ہمیں پکڑنا چاہیے تھا۔ جناب سپیکر! آج عوام بھی ہم سے یہ سوال کرتے ہیں کہ یہ لوگ جنھوں نے اس ملک کو لوٹا تھا آج دندناتے پھر رہے ہیں۔ ان میں سے چند ایک کو ہم نے پکڑا ہے، باقیوں کو کیوں نہیں پکڑا۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہر اس آدمی سے جس نے اس ملک کو،خزانے کو لوٹا ہے اس سے حساب ضرور لیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے پرسوں بھی یہ کہا تھا کہ یہ پڑھ کر بات نہیں کرتے اور پھر انھوں نے ایک بات کو تھوڑا سا misquote کیا ہے۔ انھوں نے سیکشن 6 کی کلاز 2 کے متعلق بات کی ہے جو کہ Ombudsman کی removal سےمتعلقہ ہے۔ اب انھوں نے کہا ہے کہ حکومت کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ اس کو remove کرنا ہے۔ حالانکہ انھوں نے اگر پوری بات پڑھی ہوتی تو یہ نہ کہتے۔ انھوں نے صرف اتنا پڑھا ہے کہ،

> The Ombudsman may be removed from the office by the Government.....

اتنی پڑھ کے انھوں نے چھوڑ دی ہے۔ آگے چل کر اگر پڑھ لیتے، میں اس فقرے کو پورا پڑھتا ہوں،

> removed from the office by the Government on the ground of misconduct or of being incapable of properly performing the duties of his office by reason of physical or mental incapacity.

تو یہ پوری بات اگر پڑھتے تو ان پر یہ واضح ہو جاتی۔

جناب سپیکر! آگے انھوں نے اسی سیکشن کے اگلے حصے میں کہا ہے کہ ombudsman کو remove کرنے کے لیے وہ طریقہ کار کیوں اختیار نہیں کیا گیا جو کہ ایک ہائی کورٹ کے جج کو remove کرنے کے لیے اختیار کیا جاتا ہے۔ اسی کلاز (2) کا جو سیکنڈ پیرا ہے اگر وہ اس کو پڑھ لیتے تو اس میں واضح طور پر تقریباً وہی طریقہ کار طے شدہ ہے جو ایک ہائی کورٹ کے جج کو remove کرنے کے لیے ہے۔ میں اب آپ کا وقت ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ ان کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر وہ اس کو پڑھ لیں تو وہ بات واضح ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! اس استدعا کے بعد اور اس وضاحت کے بعد میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ موجودہ ترمیم کو رد کیا جائے اور اس بل کو پاس فرمایا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ شکریہ راجہ صاحب۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

That the Punjab Office of the Ombudsman Bill 1997, as recommended by the Special Committee No. 1, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report by July 25, 1997:-

1. Dewan syed Ashiq Hussain Bokhari, MPA
2. Mr Farhat Aziz Mazari, MPA
3. Major (Retd.) Muhammad Aslam Joya, MPA
4. Mr Sultan Mahmood Hinjra, MPA
5. Malik Muhammad Farooq Khar, MPA
6. Malik Muhammad Siddique Balooch, MPA
7. Sardar Rafique Haider Leghari, MPA
8. Nawabzada Mansoor Ahamd Khan, MPA
9. Mr Moazzam Jahanzeb Ahmed Khan Wattoo, MPA

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:-

That the Punjab Office of Ombudsman Bill 1997, as recommended by the Special Committee No.1, be taken in to consideration at once.

(The motion was carried)

SECOND READING

MR SPEAKER: Now we take second reading.

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there

is no amendment in it, the question is -

That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since thereis no amendment in it, the question is -

That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLUASE 16

MR SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since thereis no amendment in it, the question is -

That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 20

MR SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since thereis no amendment in it, the question is -

That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 27 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 28 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 29 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 30 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 31

MR SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 31 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried.)

CLAUSE 32

MR SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 32 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 33

MR SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 33 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 34

MR SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 34 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 35

MR SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 35 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 36

MR SPEAKER: Now, Clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 36 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 37

MR SPEAKER: Now, Clause 37 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 37 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 38

MR SPEAKER: Now, Clause 38 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 38 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 39

MR SPEAKER: Now, Clause 39 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 39 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

FIRST SCHEDULE

MR SPEAKER: Now, First Schedule of the Bill is under consideratiuon Since there is no amendment in it, the question is -

That First Schedule of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

SECOND SCHEDULE

MR SPEAKER: Now, Second Schedule of the Bill is under consideratiuon. Since there is no amendment in it, the question is -

That Second Schedule of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideratiuon. Since there is no amendment in it, the questiön is -

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideratiuon. Since there is no amendment in it, the question is -

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, Long Title of the Bill is under consideratiuon. Since there is no amendment in it, it becomes part of the Bill.

THIRD READING

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker, I move:

That the Punjab Office of the Ombudsman Bill 1997 be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is:

That the Punjab Office of the Ombudsman Bill 1997 be passed.

(The motion was not opposed)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is -

That the Punjab Office of the Ombudsman Bill 1997 be passed

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: The House is adjourned till tomorrow at 9:30 a.m.

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

جمعرات' 26۔ جون 1997ء

(پنج شنبہ' 20۔ صفر المظفر 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں پونے دس بجے صبح زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر (سردار حسن اختر موکل) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

وَالْعَصْرِ ﴿١﴾ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ﴿٢﴾ إِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿٣﴾

سورۃ العصر

اس زمانہ محبوب کی قسم بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی٥

وما علینا الا البلاغ٥

جناب ڈپٹی سپیکر، سب سے پہلے ہم قلیل المہلت سوالات لیتے ہیں۔ چودھری شاہد اکرم بھنڈر صاحب۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر سوال نمبر 4

قلیل المہلت سوال (محکمہ داخلہ)

ایس ایچ او کی تبدیلی و تعیناتی کے لیے وضع کردہ قواعد کی خلاف ورزی روکنے کے لیے اقدامات

*4-چودھری شاہد اکرم بھنڈر، کیا وزیر اعلیٰ ازارہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا صوبہ پنجاب میں ہر ضلعی SUPERINTENDENT OF POLICE تھانوں کے ایس ایچ او کو تعیناتی / تبدیل کرتے وقت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے پولیس رول کے مطابق منظوری حاصل کرتے ہیں یا کر رہے ہیں۔

(ب) کیا "SENIOR SUPERINTENDENT OF POLICE" ضلع گوجرانوالہ نے 01-01-97 سے 05-06-97 تک جو ایس ایچ او تبدیل / تعینات کیے ہیں، ان کی منظوری ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گوجرانوالہ سے حاصل کی تھی۔

(ج) اگر منظوری حاصل کی گئی تھی، تو اس کی نقل اور S. H.Os کے ٹرانسفر / تعیناتی آرڈر ایوان میں پیش کیے جائیں۔

(د) اگر ضلع گوجرانوالہ میں ایس ایچ او کو تبدیل / تعینات کرتے وقت اس امر کی منظوری حاصل نہیں کی گئی ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور پولیس رول کی اس سنگین خلاف ورزی کو روکنے کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں۔

وزیر داخلہ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، ایس ایچ او کی پوسٹنگ کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے معزز رکن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ایک عرصے سے جسے تقریباً 30,31 سال ہو چکے ہوں گے۔ گو کہ وہ قانون رول نمبر 1017 موجود ہے لیکن تھانوں کے انچارج ایس پی یا ایس ایس پی کے احکامات کے تحت ہی ہوتے ہیں اور حکومت کی کچھ پالیسی ایسی رہی ہے کہ یہ تبادلے ایس پی کے ہی تابع رہے ہیں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو یہ اختیار ہے کہ اگر انہیں کسی کی

پوسٹنگ پہ کوئی اعتراض ہو یا کسی ایس ایچ او کی کوئی شکایت آئے تو پھر وہ ایس پی یا ایس ایس پی کو لکھ سکتے ہیں لیکن ایسا کوئی ناخوش گوار یا اتفاقیہ ہونے والا مسئلہ ہمارے علم میں نہیں آیا۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب تو نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب کھوسہ صاحب۔

وزیر داخلہ ،جناب والا! میں نے جواب دیا ہے۔ ان کا سوال تھا کہ کیا صوبہ پنجاب میں ضلعی تھانوں کے ایس ایس او کو تعینات' تبدیل کرتے وقت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ' میں نے عرض کیا ہے کہ قاعدہ نمبر 1017 موجود ہے لیکن عملاً ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اس میں مداخلت نہیں کرتے اور ایس پی یا ایس ایس پی پوسٹنگ اور ٹرانسفرز کرتے ہیں میں نے ان کا جواب تو دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو آپ کا مطلب یہ ہے کہ قاعدہ موجود ہے لیکن اس کی violation جاری ہے۔

وزیر داخلہ، جناب سپیکر! میں نے On the floor of the House state کیا ہے کہ قاعدہ نمبر 1017 موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ فرما رہے ہیں کہ قاعدہ موجود ہے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، میں نے یہ عرض کیا ہے کہ یا تو اس سوال کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے تبھی جناب! میں اس پر ضمنی سوال کر سکتا ہوں اور پھر اس سوال کے تو چار جزو ہیں اور ہاؤس میں جواب تو نہیں پڑھا گیا۔ اگر اسی کو treat کر لیں چلیں میں ضمنی سوال پہ آ جاتا ہوں۔

وزیر داخلہ، روایت رہی ہے کہ جہاں جواب لمبا ہو تو وہاں تصور کر لیا جاتا ہے کہ پڑھ دیا گیا لیکن وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے ان کے سوال کا جواب نہیں دیا جواب تو میں دے چکا ہوں اگر وہ چاہتے ہیں کہ باقاعدہ طور پہ میں پڑھ دوں تو پڑھ دیتا ہوں۔

(الف) پولیس رول 1017 کے تحت' ایس۔ پی اپنے ضلع میں تھانوں کے انچارج افسر کی پوسٹنگ' ٹرانسفر یا ہٹاتے وقت' ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی منظوری سے کرے گا۔ لیکن اس قاعدہ پر خاصے عرصے سے عمل درآمد نہیں ہو رہا اور ایس پی صاحبان اس سلسلہ میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی منظوری حاصل نہیں کر رہے ہیں۔

(ب) جیسا کہ جزو (الف) کے جواب میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ اس قاعدے پر خاصے عرصے

سے عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ لہذا ایس ایس پی گوجرانوالہ نے اس بارے میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گوجرانوالہ سے منظوری حاصل نہیں کی۔

(ج) جیسا کہ وضاحت کر دی گئی ہے۔ منظوری حاصل نہیں کی گئی تھی۔

(د) جیسا کہ جزو (الف) کے جواب میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ اس قاعدے پر خاصے عرصہ سے عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ تاہم اس معاملے کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، اس میں میرے سوال کا جو جز "د" تھا اس میں میں نے بڑی وضاحت سے پوچھا ہے کہ اس کی وجوہات کیا ہیں؛ پولیس نے جو اپنے قواعد فریم کیے ہیں' انہی کی خلاف ورزی کر رہی ہے۔ انھوں نے جواب دیا ہے کہ اس پر عمل نہیں ہو رہا۔ جواب اس کا یہ نہیں کہ عمل نہیں ہو رہا بلکہ پولیس اپنے ہی بنائے ہوئے قواعد کی خلاف ورزی کر رہی ہے اور اس پر میں نے پوچھا تھا کہ اس کی وجوہات کیا ہیں تو وجوہات تو جواب میں نہیں آئیں۔ میں وجوہات پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس قاعدے کی خلاف ورزی کی کیا وجوہات ہیں؛

وزیر داخلہ، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کیونکہ پولیس کی administrative ذمہ داریاں ان کی کارکردگی' ان کی جواب طلبی ہر لحاظ سے ایس۔ایس۔پی اور ایس۔پی کو ہی کرنی پڑتی ہے۔ تو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ over a period of time اس چیز سے خود بھی کچھ علیحدہ ہو گئے ہیں۔ لیکن میں عرض کر چکا ہوں کہ اگر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس کسی ایس۔ایچ۔او کے بارے میں کوئی شکایات ہیں' اس کی پوسٹنگ وہ ہٹانا چاہتے ہوں تو ان کے پاس وہ اختیارات ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا آنرایبل ممبر مطمئن ہیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، سر! میری گزارش یہ ہے کہ پولیس قاعدے 1017 کو اگر منسٹر صاحب فرمائیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ یہ بڑے clear ہیں۔ اور اس میں تو شکایات کی تو کوئی بات ہی نہیں ہے اور اس میں بڑا clearly لکھا ہوا ہے کہ،

All postings , removals and transfers of offices incharge of Police Stations , within a district , shall be made by the Superintendent with the approval of the District Magistrate.

اس میں تو شکایات کی بات ہی نہیں۔ ہر تبادلہ ' ہر تعیناتی اور ہر removal جو ہے سپرنٹنڈنٹ آف پولیس نے اس کی منظوری ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے لینی ہے اور یہ پولیس رولز میں بڑا clearly provided ہے اور پولیس اپنے ہی رولز کی خلاف ورزی کرتی ہے تو میں نے پوچھا ہے کہ جناب! اس کی وجوہات کیا ہیں۔ وجوہات بیان کر دی جائیں کہ پولیس اپنے ہی قواعد کی کیوں خلاف ورزی کر رہی ہے؟۔

وزیر داخلہ، جناب سپیکر! یہ پولیس قواعد پولیس نہیں بناتی کسی بھی شعبے کے لیے قاعدے حکومت وضع کرتی ہے۔ معزز رکن خلاف ورزی کا لفظ استعمال کر رہے ہیں میں وضاحت کر چکا ہوں اور پھر آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ قانون' وہ قاعدے وہ ضابطہ موجود ہے اور ڈی۔سی کو اختیارات حاصل ہیں کہ اگر وہ کسی پولیس اہل کار کی پوسٹنگ اور ٹرانسفر کا چاہے تو وہ ایس۔پی اور ایس۔ایس۔پی کو تحریراً لکھ سکتا ہے' کہہ سکتا ہے۔ لیکن عملاً ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ایسا نہیں کر رہے اور کیونکہ پولیس فورس کی تمام تر ذمہ داری ایس۔ایس۔پی یا ایس۔پی کے سپرد ہوتی ہے اس لیے وہ ان کی فیلڈ پوسٹنگ وغیرہ کر رہے ہیں۔ میں یہ وضاحت کر چکا ہوں۔ مگر فاضل رکن ایک ہی بات پر بار بار سوال کر رہے ہیں کہ قانون ہے۔ کیوں اس کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ میرے علم میں نہیں کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے آج تک حکومت وقت کو کہیں یہ شکایت کی ہو کہ فلاں ایس۔پی نے میرے حکم کی نافرمانی کی ہو۔ یہ ریکارڈ پر کہیں نہیں ہے۔ ایک افہام وتفہیم کے تحت اور ضلعے کی ایڈمنسٹریشن کو بہتر طریقے پر چلانے کے تحت ان کی آپس میں coordination رہتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! اصل میں میرا خیال ہے کہ آپ جلدی میں آئے ہیں اور اس کا آپ نے پہلے مطالعہ نہیں کیا۔ آنرایبل ممبر کی بات بڑی clear ہے ۔ آپ فرما رہے ہیں کہ ایک ضابطہ موجود ہے۔ اس ضابطے پر عمل نہیں ہو رہا تو اس کی ایک ہی صورت ہے یا تو آپ دوبارہ ان سے کہیں کہ قواعد کے تحت ضابطے پر ہو یا اس کو تبدیل کر دیں تاکہ ایس۔پی کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے ۔ اگر حالات کے تحت یہ چیز ہے تو جواب تو آپ clear کیجیے۔ وہ شکایات کی بات نہیں پوچھ رہے۔ اگر کسی نے شکایت نہیں کی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ضابطے پر عمل نہیں ہونا چاہیے۔ اس لیے آپ آنرایبل ممبر کو بتا دیں کہ آپ ان سے پوچھ لیں گے کہ اگر یہ عمل

نہیں ہو رہا تو اس پر عمل کروا دیا جائے گا۔

وزیر داخلہ، جناب والا! آپ کی اس رولنگ یا اس opinion کے بعد میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ضابطہ تو موجود ہے اور اس پر عمل ہونا چاہیے جیسا کہ آپ خود فرما رہے ہیں۔ لیکن نہیں ہو رہا۔ یہ ایک عرصے سے چلا آ رہا ہے۔ اس کو کوئی 30/32 سال ہو چکے ہیں۔ اس رول پر اگر فاضل رکن کے سوال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس قاعدے پر عمل کروایا جائے تو اس پر حکومت ضرور ڈپٹی کمشنر یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ایس۔پیز کی طرف یہ ہدایت جاری کرے گی۔اس کے علاوہ police reforms کے بارے میں وزیراعلیٰ پنجاب نے ایک task force مقرر کر دی ہے۔ گزشتہ دو ماہ سوا دو ماہ سے اس پر متعدد میٹنگز ہو چکی ہیں اور اس میں یہ جو پرانا 1861ء کا پولیس ایکٹ ہے' اس میں جو ترامیم اور تبدیلیاں لائی ہیں اس کی task force سفارشات کر رہی ہے۔ تو اس میں قاعدہ 1017 ہے اس پر بھی غالباً ضرور سفارشات مرتب ہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! اصل میں یہ جو " د " جز کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ اس قاعدے پر خاصے عرصے سے عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ تاہم اس معاملہ کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ انھوں نے لکھا ہوا ہے کہ جائزہ لیا جا رہا ہے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، میں صرف کہتا ہوں کہ جناب منسٹر صاحب صرف آئندہ کے لیے یہ assurance دے دیں کہ ـــــ

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ میں نے جتایا ہے کہ منسٹر صاحب جلدی میں آئے ہیں اور غالباً وہ پڑھ نہیں سکے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ میرا خیال ہے کہ pending کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ تو لکھا ہوا ہے کہ جائزہ لیا جا رہا ہے۔ آئندہ پھر کبھی پوچھ لیجیے گا کہ جائزے کا کیا بنا۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، ٹھیک ہے جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں عبدالحمید صاحب' تشریف نہیں رکھتے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر. اب ہم سوالات لیتے ہیں۔ سید محمد عارف حسین شاہ بخاری صاحب' تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری شاہد اکرم بھنڈر صاحب۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، سوال نمبر 40۔

محکمہ مال کی واپس کردہ گاڑیوں کی تفصیل

*40۔چوہدری شاہد اکرم بھنڈر، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) حکومت کی موجودہ پالیسی کے تحت محکمہ مال گوجرانوالہ ڈویژن نے کتنی گاڑیاں واپس کی ہیں؟

(ب) ان گاڑیوں کی قسم' ساخت اور ماڈل کیا ہیں؟

(ج) جن افسران نے یہ گاڑیاں واپس کی ہیں ان کی فہرست ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد).

(الف) محکمہ مال گوجرانوالہ ڈویژن نے آٹھ گاڑیاں واپس کی ہیں۔

(ب)

نمبر شمار	گاڑی نمبر	قسم	ساخت	ماڈل
1۔	ایس۔ٹی۔سی 9001	سوزوکی	جیپ	1984ء
2۔	جی۔اے۔سی 129	ایضاً	ایضاً	1982ء
3۔	جی۔اے۔سی 4520	اسیوزو	ایضاً	1984ء
4۔	ایل۔ایچ۔بی 5165	کار	ڈاٹسن	1985ء
5۔	ایل۔ایچ۔آر 3201	مجارو	جیپ	1986ء
6۔	ایس۔ٹی۔جی 7656	پوٹھوہار	جیپ	1995ء
7۔	ایس۔ٹی۔بی 555	ٹویوٹا	جیپ	1980ء
8۔	ایس۔ٹی۔سی 3285	سوزوکی	جیپ	1986ء

(ج) ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ نے تین عدد گاڑیاں واپس کی ہیں۔ ڈپٹی کمشنر گجرات نے ایک عدد گاڑی واپس کی ہے۔ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار عدد گاڑیاں واپس کی ہیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر. جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے کہ اس میں حکومت کی جو پالیسی دی ہے

کہ یہ گاڑیاں surrender کی جائیں گی۔ حکومت کی اس پالیسی کا مقصد کیا ہے۔

وزیر مال، حکومت کی پالیسی کا مقصد صاف ظاہر ہے کہ ہم نے ایک پالیسی دی ہے کہ ہر آدمی ایک گاڑی رکھے گا۔ باقی extra گاڑیاں واپس کر دی جائیں گی۔ گورنمنٹ کی بچت کی پالیسی ہے اور اسی پالیسی کے تحت یہ آٹھ گاڑیاں واپس کی گئی ہیں۔ جن کی تفصیل میں نے دی ہے۔ اور اگر آپ چاہیں تو باقی تفصیل بھی دے سکتا ہوں' جو گاڑیاں ان کے پاس ہیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! ابھی منسٹر صاحب نے میرے ضمنی سوال کا جواب دیا ہے' اس کا مقصد یہ ہے کہ افسران کے پاس جو فالتو گاڑیاں ہیں وہ واپس لی جائیں گی اور ان کے پاس صرف ایک گاڑی رہ جائے۔ میں جناب منسٹر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ assurance دیتے ہیں کہ ان ڈپٹی کمشنر صاحبان یا کمشنر صاحب یا ڈی۔ آئی۔جی صاحب یا سینئر سپرنٹنڈنٹس کے پاس ایک سے زائد گاڑی نہیں ہے؟

وزیر مال، دیکھیں جی' ایک پالیسی جو چیف منسٹر صاحب کی طرف سے آئی ہے اس کے تحت ہم نے یہ گاڑیاں واپس لی ہیں۔ ہمیں جو باقی لسٹ مہیا کی گئی ہے' میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ ہم تفصیل دینے کے لیے تیار ہیں جو ہمارے ریکارڈ پہ ہے اور کمشنر گوجرانوالہ کی طرف سے یہ لسٹ ہمیں وصول ہوئی ہے۔ بلکہ میں تاریخ بھی دے سکتا ہوں کہ 10.4.97 کو ہم نے گاڑیاں واپس لی ہیں۔ باقی لسٹ میرے پاس ہے۔ اگر ان کے پاس ایسی معلومات ہیں کہ اس سے زیادہ گاڑیاں ان کے پاس ہیں تو اس کی تحقیقات ہم کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس لسٹ ہے اور میں بتا سکتا ہوں کہ کون کون سی گاڑیاں کس افسر کے پاس اور کتنی ہیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، میں نے تو وزیر صاحب سے یہ پوچھا تھا کہ آپ on the floor of the House اس کی assurance دیتے ہیں یا نہیں۔ بات تو صرف اتنی سی ہے۔ کیا یہ assurance دیتے ہیں کہ ان کے پاس ایک سے زاید گاڑی نہیں ہے؟ یا کہیں کہ ان کے پاس ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! انھوں نے تو فرمایا ہے۔ لیکن اگر آپ کے پاس کوئی ایسی شکایت ہے تو نوٹس میں لائیے تاکہ انکوائری ہو سکے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، سر! شکایت نہیں ہے' سب کے پاس ہیں۔ یہ مجھ سے نشان دہی کروانا

چاہتے ہیں' سب کے پاس دو دو گاڑیاں ہیں۔ لیکن میں تو ان سے یہ سٹیٹمنٹ چاہتا ہوں کہ یہ ہاؤس میں بتائیں کہ کیا واقعی ان کے پاس ایک سے زاید گاڑیاں نہیں ہیں؟

وزیر مال، جناب سپیکر! میں نے بڑا واضح جواب دیا ہے کہ میرے پاس ایک لسٹ ہے اور میں نمبر لے کر اور نام کے ساتھ بتا سکتا ہوں کہ کس کے پاس کون سی گاڑی ہے۔ حکومت کی ایک واضح پالیسی ہے کہ ایک گاڑی سے زیادہ نہیں رکھ سکتے۔ ایک بڑی گاڑی پُول میں ہوسکتی ہے جو پروٹوکول ڈیوٹی اور ٹورنگ کے لیے ہے۔ اس کے باوجود میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر ان کے نوٹس میں ہے تو یہ ہمیں بتائیں۔ میں یہ ensure کر سکتا ہوں کہ اس سے وہ گاڑی واپس لی جائے گی اگر کسی نے violation کی ہے چیف منسٹر کے آرڈر کی اور ڈیپارٹمنٹ کی۔ تو اس سے ہم گاڑی ضرور لیں گے' ظاہر ہے کہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ گورنمنٹ کی پالیسی پر عمل کروائیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب والا! میرا اکلاضمنی سوال ہے۔ انھوں نے گاڑیوں کی جو تفصیل دی ہے اس میں جو افسران ہیں ان کے پاس' جیساکہ ہماری حکومت کی پالیسی یہی ہے منسٹر صاحب نے فرمایا کہ اس میں بچت کی جائے' سرپلس گاڑیاں واپس لی جائیں تاکہ اس ہیڈ میں گورنمنٹ کے اخراجات کم ہوں۔ لیکن اس لسٹ میں تمام وہ گاڑیاں جو کہ luxury vehicles ہیں اور جس پہ ابھی حکومت نے ٹیکس لگایا ہے' پجیرو کی طرح کی' سب کے پاس پجیرو ہیں اور ایک پجیرو بھی surrender نہیں ہوئی۔ آپ اس لسٹ میں دیکھیں' گاڑیاں کون سی surrender ہوئی ہیں۔ جو ٹوٹی ہوئی اور ناکارہ ہیں اور پجیروز' جن کی قیمت تقریباً دو دو ملین ہے' وہ ابھی بھی ان افسران کے پاس ہیں۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں نے خود واضح کیا ہے کہ حکومت نے یہ اجازت دی ہے پروٹوکول ڈیوٹی کے لیے' اور ٹورنگ کے لیے پُول میں بڑی گاڑی رکھنے کی اجازت ہے۔ باقی جو گاڑیاں ہیں وہ دوسری ساخت کی ہیں۔ چھوٹی گاڑیاں ہیں۔ کہیں تو میں پالیسی بھی بتا سکتا ہوں کہ کس بندے کو کتنی اجازت ہے اور entitlement کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ جی۔ میاں عبدالستار صاحب۔

کلیم پر زمین کی الاٹ منٹ ختم کرنے کے اقدامات

*89۔میاں عبدالستار: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ درست ہے کہ کلیم پر ابھی تک زمین کی الاٹ منٹ جاری ہیں جس سے قبضہ گروپس قیمتی زمینیں شہروں میں کلیم ڈلوا کر قبضہ کر رہے ہیں۔ کیا قبضہ گروپس کی حوصلہ شکنی کے لیے حکومت کلیمز پر الاٹ منٹ کا سلسلہ ختم کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد):

یہ غلط ہے کہ ہر کلیم پر ابھی تک زمین کی الاٹ منٹ جاری ہے الاٹ منٹ سال 1973ء میں وفاقی گورنمنٹ کے حکم سے بند کر دی گئی تھی اور محکمہ بحالیات کے قوانین بھی یکم جولائی 1974 سے ختم ہو چکے ہیں اور صرف ایسے مقدمات جو زیر تصفیہ مقدمات کی تعریف میں آتے ہیں اور جن مقدمات میں عدالت عالیہ و عدالت عظمیٰ نے احکامات/ ہدایت دی ہوں۔ تو اس حکم کے مطابق کلیم پر الاٹ منٹ کی جا سکتی ہے۔ چونکہ عدالت عالیہ وعدالت عظمیٰ کے احکامات کی تعمیل سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے ایسے مقدمات میں الاٹ منٹ کی جاتی ہے۔ البتہ حتی الامکان کوشش کی جاتی ہے کہ قبضہ گروپ اور پیشہ ور لوگوں کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال نہیں۔ میاں عبدالستار صاحب۔

چولستان میں زمین کی الاٹ منٹ

*94۔میاں عبدالستار: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ درست ہے کہ فی الوقت تقریباً چھ ہزار درخواستیں چولستان میں زمین کی الاٹ منٹ کے لئے زیر کارروائی ہیں حکومت ان پر کب تک الاٹ منٹ کا کام مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد):

یہ درست ہے کہ تقریباً چھ ہزار درخواستیں مقامی چولستانیوں کی چولستان میں الاٹ منٹ کے لیے زیر کارروائی ہیں۔

حکومت نے ان درخواستوں کی چھان بین کے لئے ایک سکروٹنی کم الاٹ منٹ کمیٹی تشکیل دی ہے جو ان کی چھان بین کر رہی ہے جونہی چھان بین کا کام مکمل ہوا ان کو الاٹ منٹ رقبہ کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال نہیں۔ پیر شجاعت حسنین قریشی صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر صاحب۔

راہوالی شوگر مل کو چلانے کا منصوبہ

*137۔چودھری شاہد اکرم بھنڈر، کیا وزیر امور امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ راہوالی شوگر مل گوجرانوالہ پنجاب پراونشل کواپریٹو بنک کی ملکیت ہے۔

(ب) پنجاب پراونشل کواپریٹو بنک نے مل کو کون سی تاریخ اور کتنی قیمت پر خرید کیا ہے۔

(ج) بنک نے کون سی تاریخ کو مل کا چارج حاصل کیا۔

(د) مل کو کن وجوہات کی بناء پر چلایا نہیں جا رہا ہے۔آیا بنک نے مل کو چلانے کے لئے کوئی منصوبہ تیار کیا ہے۔اگر نہیں تو وجہ کیا ہے۔

(ر) پنجاب کواپریٹو بنک ہر ماہ کتنے اخراجات برداشت کر رہا ہے اور کیا بنک مل کو چلانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر امداد باہمی (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) راہوالی شوگر مل گوجرانوالہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ' لاہور کی ملکیت ہے اور بنک کے مکمل قبضے میں ہے۔

(ب) مل ہذا کو بنک نے بحکم عزت مآب کوآپریٹو جج مورخہ 23 فروری 1995ء کو مبلغ -/11,46,11,051 روپے میں خرید کیا۔

(ج) بنک نے مل ہذا کا چارج مورخہ یکم مارچ 1995ء کو پنجاب کوآپریٹو بورڈ برائے لیکوڈیشن کے مقرر کردہ ایڈمنسٹریٹر سے لیا۔

(د) مل ہذا کی مشینری 1932ء ماڈل کی ہے اور انتہائی بوسیدہ اور خستہ ہو چکی ہے بنک کے بورڈ آف ڈائرکٹر نے انتہائی غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ مشینری کی تبدیلی پر بہت زیادہ اخراجات آئیں گے اس لئے مل کو نہ چلایا جائے بلکہ فروخت کر دیا جائے۔

(ہ) بنک ہذا اس وقت مل میں سٹاف کی تنخواہوں انتظامی اور متفرق اخراجات پر تقریباً ایک لاکھ ماہوار خرچ کر رہا ہے۔ بمطابق بورڈ آف ڈائرکٹر کے فیصلے کے بنک مل ہذا کو چلانے کا ارادہ نہ رکھتا ہے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب یہ مل کواپریٹو بنک نے خریدی تھی ان کو اس وقت بھی معلوم تھا کہ اس کی مشینری 1932ء کی ہے۔ اگر انھوں نے مل کو نہیں چلانا تھا تو پھر یہ ساڑھے گیارہ کروڑ روپیہ جو اس میں کواپریٹوز کا لگا ہے تو اس مل کو خریدنے کا ان کا مقصد کیا تھا؟

وزیر امداد باہمی (چودھری شوکت داؤد)، جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ اس مل کی خرید پر کوئی نقصان نہیں آیا۔ اس وقت بھی اس کی value پندرہ سولہ کروڑ روپیہ بنتی ہے۔ اس میں کوئی

نقصان نہیں ہے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: میں نے تو جناب' نقصان نہیں پوچھا۔ میں تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ جناب منسٹر صاحب نے یہ کہا ہے کہ 1932ء کی یہ مل ہے اور اس کی مشینری پرانی اور ناکارہ ہے۔ جس وقت خریدی گئی تھی پتا تو اُن کو اُس وقت بھی تھا۔ سوال یہ نہیں کہ اب بھی مل پندرہ کروڑ میں بک جائے گی۔ سوال یہ ہے کہ یہ علاقے کا مسئلہ ہے؛ تحصیل گوجرانوالہ کا مسئلہ ہے۔ ایک ہی وہاں پہ شوگر مل ہے اور وہ بھی عرصہ دراز سے بند پڑی ہے اور کواپریٹوز نے خریدی۔ لوگوں نے سکھ کا سانس لیا کہ اب یہ مل چلے گی۔اس مل سے کم ازکم پندرہ سو گھرانے روزگار لیتے ہیں۔ اور پھر پورے علاقے کے جو growers ہیں' وہ گنا اگاتے ہیں اور مل کو سپلائی کرتے ہیں۔ وہاں پہ شوگر کین کی جو ٹوٹل growth ہے وہ تقریباً ختم ہو چکی ہے۔ وہ کس کا نقصان ہے؛ وہ اس ملک اور قوم کا نقصان ہے۔ اخبارات میں تجزیے آئے کہ شوگر کی پہلے ہی کمی ہو رہی ہے' کمی ہے۔ یہ تو اس علاقے کی بڑی اہم مل ہے جو کہ کواپریٹوز نے خریدی ہوئی ہے اور اس مل کے نہ چلنے کی وجہ سے گوجرانوالہ کے عوام مایوس ہیں کہ اس مل کو فوری طور پر چلنا چاہیے اور ڈیپارٹمنٹ کہتا ہے کہ جناب' یہ مل تو ہم نہیں چلا سکتے۔ ساڑھے گیارہ کروڑ روپیہ لگایا' ایک لاکھ روپیہ ہر مہینے کے اخراجات ادا کر رہے ہیں جناب! ساڑھے گیارہ کروڑ کی بجائے اب بارہ کروڑ ہو جائے گا اور اس طرح یہ اخراجات بڑھتے جائیں گے۔ میں نے تو سوال یہ کیا ہے کہ انھوں نے خریدی کیوں تھی جب پتا تھا کہ مل کو چلانا نہیں ہے؛

وزیر امداد باہمی: جناب والا! چونکہ یہ مل پاسبان کواپریٹو کی تھی' ظاہر ہے قرضے ہم نے وصول کرنے تھے' اس لیے ہمیں خریدنی پڑی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ میں نے کہا ہے' اب بھی میں آپ کے توسط سے یہی عرض کرنا چاہوں گا کہ ضمنی سوال سے زیادہ میرے فاضل دوست نے ایک تقریر کی ہے۔ کہیں تو میں پالیسی بیان کر دیتا ہوں۔ اگر تو ضمنی سوال کا جواب ہے تو وہ یہ ہے کہ بل پاسبان کواپریٹو کی تھی۔ ظاہر ہے کہ لوگوں کی پراپرٹی کو save کرنے کے لیے کواپریٹو بنک نے وہ اپنے قبضے میں لی تھی۔ لوگوں نے جو پیسہ invest کیا تھا۔ جواب تو یہ ہے۔ آگے اگر یہ چاہتے ہیں تو میں آئندہ جو پالیسی ہے وہ بیان کر دیتا ہوں کیونکہ حکومت پنجاب کا یہ دخل نہیں ہے۔ اگر وہ مطمئن ہو جاتے ہیں تو میں بتا دیتا ہوں۔ ان کا مقصد بھی سوال کرنے کا یہی ہے اور پھر عوام بھی مطمئن

ہو جائیں گے اور پھر میں بھی چاہتا ہوں کہ ان کی تسلی ہو جائے۔ یہ حکومت پنجاب کا دخل نہیں۔ یہ کوآپریٹو بنک ہے۔ ان کا ایک بورڈ ہے۔ وہ بااختیار ادارہ ہے۔ انھوں نے ایک میٹنگ کی ہے' جب یہ پتا چلا کہ یہ مل جو ہے' اس کی مشینری ناکارہ ہو چکی ہے' اب اگر ہم اس کی renovation کریں تو اس پر بہت زیادہ بھاری اخراجات ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کافی valuable جگہ ہے۔ یہ تقریباً 260 کنال 14 مرلے جگہ ہے۔ پھر شہری پراپرٹی ہے اور اس کی دن بدن قیمت بھی بڑھ رہی ہے۔ ہم نے اس کے ملازمین کو فارغ کر دیا ہے۔ صرف جو اخراجات آ رہے ہیں وہ صرف گارڈز پر آ رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہماری وہ پراپرٹی ہے۔ اگر ہم اس کی حفاظت نہیں کریں گے تو لوگ قابض ہو جائیں گے۔ اس لیے تقریباً ایک لاکھ روپیہ کوآپریٹو بنک کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ پہلے ان کی ایک میٹنگ ہوئی تھی اب چونکہ نئے الیکشن آ رہے ہیں' نیا بورڈ بنے گا' وہ فیصلہ کرے گا۔ ہمارے بنک کے تین آفیشلز بھی اس میں ممبر ہیں۔ باقی پبلک کے نمائندے ہوتے ہیں۔ تو ان شاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ بنک کے مفاد میں جو بھی فیصلہ ہو وہ کیا جائے تاکہ عوام کو بھی سکون مل سکے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے' جیسے انھوں نے فرمایا کہ ان کو مل خریدے ہوئے 2 سال ہو چکے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ بیچنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کیا انھوں نے اس 2 سال کے عرصہ میں اس کو بیچنے کے لیے کوئی bids مانگی ہیں؟

وزیر مال، جناب والا! میں نے اسی لیے کہا تھا۔ میں نے اسی لیے پوری تفصیل بتا دی تھی کہ اس میں حکومت کا کوئی دخل نہیں۔ ایک تو کوآپریٹو بورڈ independent ادارہ ہے جس کی یہ ملکیت ہے۔ ان کی اس سلسلہ میں ایک دو میٹنگز ہوئی ہیں لیکن وہ کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکے۔ اب چونکہ ان کی مدت پوری ہو چکی ہے۔ اب نئے الیکشن آنے ہیں اور نیا بورڈ بننا ہے۔ اس لیے وہی فیصلہ کرے گا۔ اس میں پنجاب حکومت کا کوئی دخل نہیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! اس میں انھوں نے فرمایا ہے کہ اس مل پر تقریباً ایک لاکھ روپیہ ماہانہ اخراجات آ رہے ہیں جو کہ بند پڑی ہے۔ تو میں وزیر صاحب سے اس کی detail پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اخراجات کن چیزوں پر آ رہے ہیں؟

وزیر مال، جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا۔ میرے فاضل دوست نے اس پر غور نہیں کیا

کہ اس پراپرٹی کی حفاظت کے لیے وہاں گارڈز رکھے ہوئے ہیں اور ہم جو کچھ کر سکتے تھے وہ کیا ہے بلکہ ان کے کوارٹرز سے یونین کو فارغ کیا ہے' جو blackmailers تھے ان کو فارغ کیا ہے۔ اب صرف وہ گارڈز ہیں جن کی تنخواہوں پر یہ اخراجات ہو رہے ہیں اور پراپرٹی کہیں زیادہ قیمتی ہے۔ اس کی حفاظت کے لیے اگر ایک لاکھ روپیہ خرچ ہو رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ زیادہ نہیں کیونکہ وہ 16۔ کروڑ روپے کی پراپرٹی ہے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: جناب سپیکر! یہ فرما رہے ہیں کہ گارڈز پر ایک لاکھ روپیہ خرچ آ رہا ہے تو اس مل کے کتنے گارڈز ہیں؟

وزیر مال: 20 گارڈز ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' چیمہ صاحب' آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے تھے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! اس مل کے سوالات و جوابات میں انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ بنک کی ملکیت ہے اور یہ اتنی ناکارہ ہو چکی ہے کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کو فروخت کر دیا جائے۔ مان لیا جائے کیونکہ آج کل شیک ہینڈ کا معاملہ ہے اور بے کار چیزوں کو دفع ہی کرنا چاہیے' مان لیتے ہیں۔ جناب والا! وزیر موصوف فرمائیں کہ وہ اس کو کب بیچنا چاہتے ہیں ایک' دوسرا ساتھ یہ بھی فرمائیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں' ایک وقت میں ایک ہی سوال کریں ناں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! دونوں ایک ہی جھٹکے میں جانے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں' چیمہ صاحب' ایک وقت میں ایک ہی سوال ہو سکتا ہے اور غالباً آپ نے ان کا جواب نہیں سنا جب وہ جواب دے رہے تھے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: درست ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں' وہ میں یہی تو عرض کرنے لگا ہوں کہ غالباً آپ نے سنا نہیں۔ وہ اس سوال کا پہلے ہی جواب دے چکے ہیں کہ پہلے بورڈ کا tenure ختم ہو گیا ہے اور اب نئے الیکشن میں نیا بورڈ آئے گا تو legally وہی بیچ سکتا ہے' پرانا نہیں بیچ سکتا۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: sorry sir میں اس وقت نہیں تھا۔ پھر ایک بات فرمائیں کہ یہ مل جو تھی

یہ عوام کی ملکیت تھی' جو کہ لوگوں نے سوسائٹیاں بنائی تھیں' اس مل کے تحت چلے تو محکمے نے گھپلا یہ کیا کہ مل فروخت کر دی۔ پھر دوبارہ قبضے میں لی۔ اب پھر مالک بن گئے۔ اب یہ فرما دیں کہ اصل مالکوں کا جو سرمایہ تھا' لوگوں نے جو حصے پہلے خریدے ہوئے تھے وہ کب واپس کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں پھر یہی عرض کروں گا کہ آپ لیٹ آئے ہیں۔ انھوں نے اس کا بھی جواب دے دیا ہوا ہے کہ یہ پاسبان والوں کی تھی۔ وہ اسی لیے قبضے میں لے کر اسے بیچ رہے ہیں کہ ان کو پیسہ واپس کیا جا سکے۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میرے بزرگ ہیں۔ منڈا جائے پیدا نہیں ہویا' ناں پہلے ڈگن دی نکر اے۔

(قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' آپ ضمنی سوال کریں گے؟

جناب سمیع اللہ چودھری، جی سر۔ میں ضمنی سوال کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' فرمائیے۔

جناب سمیع اللہ چودھری، وزیر موصوف نے ابھی بتایا ہے کہ بیس گارڈوں کے لیے ایک لاکھ روپیہ مہینہ ان کی تنخواہوں کی مد میں پیسہ خرچ کیا جاتا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ اس کے باقی جو انتظامی معاملات ہیں اور جو بجلی کے اخراجات ہیں اور جو دوسرے اخراجات ہیں ان کے لیے پیسے کہاں سے آتے ہیں؟

وزیر مال، جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ مل بند پڑی ہے۔ مل چل نہیں رہی اور ہم نے تمام ملازمین فارغ کر دیے ہیں۔ صرف 20 گارڈز ہیں۔ وہی نگرانی پر ہیں اور کیا ہے۔ وہاں تو کچھ ہو ہی نہیں رہا تو پھر بجلی کے بل کیا دینے ہیں۔

جناب سمیع اللہ چودھری، وزیر موصوف نے کوارٹروں کا بھی ذکر کیا تھا کہ وہاں پر کوارٹر ہیں اور وہاں پر ان لوگوں کی رہائش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو اکٹھا ایک لاکھ روپیہ ہے اور 20 گارڈز کا بھی سب کچھ اس میں شامل ہے۔ آپ یہ بھی سوچیں ناں کہ 20 گارڈز کے لیے ایک لاکھ روپیہ تو نہیں ناں خرچ آتا۔

جناب محمد افضل خان، جناب سپیکر! ضمنی سوال---

جناب ڈپٹی سپیکر، خان صاحب، میرے خیال میں ضمنی سوالات کافی ہو چکے ہیں۔ اب آگے چلیں یا پچھلی دفعہ کی طرح پھر وہ کہتے ہیں کہ ایک ہی سوال میں سارا وقت ہو گیا ہے۔

جناب محمد افضل خان، بس معمولی سی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیے۔

جناب محمد افضل خان، جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں عرض یہ کرنا چاہوں گا کہ جہاں یہ گورنمنٹ کی پراپرٹیز آ جاتی ہیں اور لیکویڈیشن میں چلی جاتی ہیں تو وہاں کسی کو جلدی نہیں ہوتی کہ ان پراپرٹیز کو نیلام کر دیا جائے جبکہ bank interest rate کے مطابق 15 کروڑ کی پراپرٹی 20% پر 3 کروڑ روپے کا سالانہ نقصان ہو رہا ہے۔ تو اس میں ساری چیزیں جو ہیں جہاں منسٹری کا دخل ہے یا دوسرے محکموں کا دخل ہے ان کو اس پر efficiently اور جلدی dispose of کرنے کے لیے اقدامات اٹھانے چاہییں تاکہ جو پیسہ block ہوا ہے ہم اسے ایسی جگہ پر invest کریں جہاں سے اس کا عوام کو return ملے اور efficiency بڑھ جائے۔ میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ویسے بھی یہاں آپ کا ضمنی سوال کیا بنتا ہے؟

جناب محمد افضل خان، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وہ اس کو جلدی بیچنے کے لیے کچھ اقدامات اٹھائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو انھوں نے بہت پہلے فرما دیا ہے کہ جب نیا بورڈ آئے گا تو پھر اس کو بیچ دیں گے۔

جناب محمد افضل خان، جی، بہتر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی صاحب۔

بورے والا میں پلاٹوں کے نیلام کی تفصیل

*144۔ الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) 1971ء میں سیٹلائٹ ٹاؤن بورے والا شہر میں حکومت نے کتنے پلاٹ نیلام کیے اور ان پلاٹوں میں سے کتنے پلاٹ حکومت نے عدم ادائیگی کی وجہ سے ضبط کئے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ ضبط شدہ پلاٹ اسسٹنٹ کمشنر نے کئی افراد کو غیر قانونی طور پر الاٹ کر دیے تھے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضبط شدہ پلاٹ ہائے پر ناجائز قابضین نے مکانات تعمیر کیے ہوئے ہیں اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ان ناجائز قابضین کے خلاف انضباطی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد):

(الف) 1971ء میں سیٹلائیٹ ٹاؤن بورے والہ کے کل 404 پلاٹ نیلام ہوئے جن میں سے 34 بوجہ عدم ادائیگی ضبط ہوئے۔

(ب) ضبط شدہ پلاٹوں میں سے پانچ پلاٹ اسسٹنٹ کمشنر نے الاٹ کئے تھے اور اس نے خود ہی حکم الاٹ منٹ پر نظر ثانی کر کے مذکورہ پانچ پلاٹوں کی الاٹ منٹ بروئے حکم مورخہ 95-1-2 منسوخ کر دی۔

(ج) ضبط شدہ پلاٹ ہائے میں سے چند پلاٹ ہائے پرناجائز قابضین نے قبضہ کیا ہوا ہے جن کے خلاف بے دخلی کی کارروائی حسب ضابطہ شروع کر دی گئی ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ وضاحت فرمائیں گے کہ یہ پانچ پلاٹ جو الاٹ ہوئے ہیں وہ کون کون سی تاریخ کو کیے گئے ہیں اور مزید برآں کیا باقی پلاٹوں پر بھی ناجائز قبضہ ہوا ہے یا نہیں؟

وزیر مال: جناب والا! یہاں سن 1971 ہے اور ظاہر ہے کہ یہ ایک ہی وقت میں سارے پلاٹ الاٹ ہوئے ہیں کیونکہ 1971ء میں ایک سکیم بنی تھی اور یہ اس وقت سارے نیلام ہوئے تھے۔ اگر یہ فرداً فرداً پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کی تفصیل بھی بعد میں دی جا سکتی ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: جناب والا! میں نے یہ پوچھا ہے کہ پانچ پلاٹ جو اسسٹنٹ کمشنر کلکٹر نے الاٹ کیے وہ کون کون سی تاریخ ہائے کو الاٹ کیے گئے؟

آوازیں: fresh question

وزیر مال: نہیں، میں تو کوشش کرتا ہوں کہ میں یہ نہ ہی کہوں کہ fresh question ہے یا تو ان کو ویسے پوچھنا چاہیے تھا کہ اس وقت یہ کون کون سی الاٹ تاریخ کو ہوئے ہیں۔ آگے میں نے پانچ پلاٹوں کے متعلق سوال کا دوسرا حصہ بھی عرض کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو آج پھر آپ کی یہ کوشش ناکام ہو گئی ہے۔ یہ fresh question قرار دے دیں؟

وزیر مال، ظاہر ہے پھر date to date جواب دیا جا سکتا ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، اچھا سر! یہ چھوڑ دیں۔ اسسٹنٹ کمشنر کلکٹر نے malafide intention سے یہ پلاٹ الاٹ کیے ہیں جبکہ یہ پلاٹ نیلامی کے تھے۔ ان کی الاٹ منٹ نہیں ہوسکتی تھی۔ کیا وزیر موصوف یہ پلاٹ الاٹ کرنے والے اسسٹنٹ کمشنر کلکٹر کے خلاف کوئی انضباطی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر مال، ہاں' اب بات بنتی ہے۔ بات یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر کے پاس اختیارات نہیں تھے۔ وہ الاٹ نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے پھر اپنے ہی حکم کے مطابق الاٹ شدہ کو 1995ء میں منسوخ کر دیے۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر کے پاس اختیارات نہیں تھے وہ الاٹ نہیں کر سکتا تھا اس نے پھر اپنے ہی حکم کے مطابق الاٹ شدہ پلاٹ 1995ء میں منسوخ کر دیے۔ جناب والا! میں خود ہی یہ تفصیل بتا رہا ہوں تاکہ ان کی تسلی ہو جائے ۔ ایڈیشنل کمشنر کے پاس اپیل کی گئی جس نے پانچ پلاٹوں کی یہ اپیل منظور کی ۔ اس کے بعد ڈی۔ سی نے review کے لیے یہ بورڈ کے پاس بھیجا ہے۔ وہاں پر ان پانچ الاٹیوں میں سے ایک الاٹی نے خود ہی رقم واپس لے لی ہے۔ اب چار پلاٹوں کا کیس ہمارے پاس ہے اور میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ اس بارے میں کارروائی کی جائے گی بلکہ میں خود سوچ رہا ہوں کہ اس پر انکوائری کروائی جائے گی اورحسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی ۔ نہ صرف یہ پلاٹ منسوخ کیے جائیں گے بلکہ جو بھی قانونی کارروائی ہوگی وہ کریں گے ۔

چودھری نذیر احمد، جناب والا! جواب کے (ب) جز میں بتایا گیا ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر بورے والا نے پانچ پلاٹ الاٹ کیے اور پھر اس نے خود ہی اپنے حکم پر نظرثانی کرتے ہوئے یہ پانچ پلاٹ منسوخ کر دیے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اے ۔ سی بورے والا جب competent نہیں تھا ۔ سیٹلائٹ میونسپل limits کے اندر آتا ہے۔ وہاں الاٹمنٹ صرف ریونیو بورڈ کر سکتا ہے یا چیف منسٹر صاحب رولز relax کر دیں پھر یہ الاٹ منٹ ہوسکتی ہے ۔ تو جب اس نے یہ الاٹ منٹ کی تو کیوں کی اور پانچ 'سات ماہ بعد جب لوگوں نے واویلا کیا اور وہ ڈپٹی کمشنر کے پاس پہنچے اور ڈپٹی کمشنر نے یہ پلاٹ خود کینسل کیے تاکہ اے۔ سی بورے والا نے کیے اور اس اے ۔ سی نے جو اپنی پاورز سے تجاوز کیا ہے جناب وزیر موصوف فرما چکے ہیں کہ وہ اس کی انکوائری کروانے کے لیے تیار ہیں ۔ ہم اس بات پر مطمئن ہو سکتے

ہیں کہ اگر یہ انکوائری ریونیو بورڈ کا کوئی سینئر آفیسر کرے اور جب انکوائری میں ہمارا یہ اسسٹنٹ کمشنر ملوث پایا جائے اور اس کے پاورز سے تجاوز کرتا پایا جائے تو اس کے لیے کیا سزا تجویز کی جائے گی۔ جناب والا! وہ آدمی اب بھی فیلڈ میں تعینات ہے اور گورنمنٹ کی کروڑوں روپے کی پراپرٹی کوڑیوں کے بھاؤ اس وقت کے ایم - این - اے اور ایم - پی - اے صاحبان کو الاٹ کی اور ان کے منظور نظر لوگوں کو الاٹ کی اور ان پانچ پلاٹوں کے علاوہ ہمارا گگو منڈی ٹاؤن ہے وہاں بھی کروڑوں روپے کی پراپرٹی اس نے الاٹ کی تو وزیر موصوف کیا یہ ساری انکوائری کروانے کا ارادہ رکھتے ہیں؛ اور اگر یہ انکوائری کروائیں گے تو ہماری گزارش یہ ہے کہ بورڈ کے کسی سینئر آفیسر سے کروائی جائے وہاں ملتان یا وہاڑی کے کسی آفیسر سے نہ کروائی جائے۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں نے یہ ساری بات پہلے ہی کہہ دی تھی - میرا خیال ہے کہ میرے سارے ساتھی ایسا کرتے ہیں کہ ضمنی سوال کو چھوڑ کر ایک تقریر شروع کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انہوں نے محسوس کیا ہے کہ آپ بڑے تیار ہو کر آتے ہیں اس لیے وہ آپ سے پیار کی بات کرتے ہیں۔

وزیر مال، جناب والا! میں کوشش کرتا ہوں کہ دوستوں کو بھی مطمئن کیا جائے اور جو حقائق ہیں ان کو بھی سامنے لایا جائے اور محکمے کی بھی نمائندگی کی جائے۔

جناب والا! میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ انکوائری ہوگی میں کوئی نادر شاہی حکم تو نہیں دے سکتا۔ جو قانونی کارروائی ہوگی وہ ان شاء اللہ کی جائے گی اور بورڈ کے کسی سینئر ممبر سے انکوائری کروائی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ۔

چودھری نذیر احمد، جناب والا! انکوائری کے لیے وقت مقرر کر دیا جائے کہ کتنے عرصے میں انکوائری کر کے اسمبلی کو inform کیا جائے گا۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب سپیکر! جس اے - سی (آر) نے یہ اپیل منظور کی ہے وہ بدنام زمانہ ہے اور اس کا نام پاشا صاحب ہے - کیا ان کے خلاف بھی کوئی انکوائری ہوگی؟

وزیر مال، جناب والا! میں نے جواب دیا ہے - میں نے کسی فرد کی بات نہیں کی میں نے اختیارات

کی بات کی ہے اور اس کرسی کی بات کی ہے جس کرسی نے یہ کیے ہیں چاہے جو بھی ہو ہر کسی کے لیے قانون ایک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی صحیح ہے۔ سوال نمبر 229' مہر محمد انور حیات لک!

سرگودھا شہر میں سرکاری رقبہ کی الاٹ منٹ

*229۔ **مہر محمد انور حیات لک:** کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سرگودھا میں اے۔ڈی۔سی۔جی سرگودھا کی رہائش گاہ میں سے دو کنال کا رقبہ خسرہ نمبر 242 من چک نمبر 45 شمالی کالج روڈ سرگودہا سابقہ ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب مہر غلام دستگیر لک کے نام الاٹ کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابق ممبر مذکور ضلع سرگودھا میں تقریباً تیس مربع زرعی زمین اور سرگودھا شہر میں تقریباً آٹھ کنال کوٹھی کے مالک ہیں؟

(ج) اگر مذکورہ بالا اجزاء کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت نے کس قانون کے تحت سابقہ ممبر صوبائی اسمبلی کو سرکاری زمین الاٹ کی۔ حکومت مذکورہ بالا زمین کی غیر قانونی الاٹ منٹ کو منسوخ کرنے اور اس کی تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد):

(الف) درست ہے کہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب سردار عارف نکئی صاحب کے حکم کے مطابق اراضی تعدادی دو کنال (پلاٹ) از خسرہ 242/1 من چک نمبر 45 (الف) شمالی (کالج روڈ سرگودھا) بغرض رہائش برائے پٹہ 99 سالہ بحق مہر غلام دستگیر لک سابق ممبر صوبائی اسمبلی کو الاٹ ہوا۔

(ب) بروئے آمدہ رپورٹ ڈپٹی کمشنر صاحب سرگودہا یہ درست ہے کہ سابقہ ممبر صوبائی اسمبلی مذکورہ ضلع ہذا کا بڑا زمین دار ہے اور سول لائن سرگودہا میں ملکیتی کوٹھی میں رہائش پذیر ہے۔

(ج) سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے تحت سابق ممبر صوبائی اسمبلی کے نام مذکورہ بالا پلاٹ کی الاٹ منٹ عمل میں لائی گئی اور سابقہ احکام الاٹ منٹ رقبہ نگران وزیر اعلیٰ نے واپس لے لیا اور اب منسوخی پٹہ جناب ممبر صاحب (کالونیز) کی عدالت میں آئندہ پیشی 14-6-97 زیر سماعت ہے اور بعد از سماعت قانونی کارروائی مکمل ہو گی۔

مہر محمد انور حیات لک: کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ کیا انہیں مستحق سمجھ کر پلاٹ الاٹ کیا گیا تھا یا سیاسی رشوت کے طور پر ان کا منہ بند کیا گیا تھا؟

وزیر مال: جناب والا! میں اب کیا کہہ سکتا ہوں۔ ظاہر ہے میں تو اس الاٹ منٹ کو جائز قرار تو نہیں دے سکتا۔ یہ سیاسی رشوت ہی ہے اور کیا ہے۔

مہر محمد انور حیات لک، جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ ارشاد فرمائیں گے کہ 14-06-97 کو عدالت میں اس بارے میں کیا فیصلہ ہوا؛ اگر اس کو اگلی پیشی پر رکھا گیا ہے تو وہ پیشی کن ممبر کے پاس ہو گی؟

وزیر مال، جناب والا! فاضل ممبر ابھی نئے ہیں آہستہ آہستہ ان کو بھی ضمنی سوالات کی پریکٹس ہو جائے گی۔

جناب والا! میں نے پہلے ہی بتایا ہے کہ یہ کیسز ممبر کالونی کے پاس ہوتے ہیں ۔ میں ان کی تسلی کے لیے ذرا تفصیل بتا دیتا ہوں ۔ پہلے ان پلاٹوں کے لیے سابق وزیر اعلیٰ کی طرف سے 110 ڈائریکٹیوز جاری ہوئے تھے اور نوے نگران وزیر اعلیٰ کے حکم سے داخل دفتر کر دیے گئے جبکہ بیس ڈائریکٹیوز ایسے ہیں جن پر آرڈرز جاری ہو چکے تھے ۔ ان میں سے چھ پر Lease Deed جاری نہیں ہوا تھا۔ جن کو کینسل کر دیا گیا اور چودہ باقی ایسے تھے جو زیر سماعت ہیں ان میں سے ایک پر فیصلہ ہو چکا ہے بلکہ اس نے خود اسے withdraw کر لیا ہے ۔ اگر یہ کہیں تو میں اس کا نام بھی بتا سکتا ہوں اور باقی ہائی کورٹ ان کی تعمیر کے خلاف ایک سٹے آرڈر بھی جاری کیا ہوا ہے اور ہماری موجودہ حکومت کی پالیسی ہے کہ جو بھی irregularities ہوئی ہیں چاہے وہ کتنے بھی بااثر افراد ہوں ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی اور ان کو ختم کیا جائے گا۔ ظاہر ہے ایک کیس عدالت میں چل رہا ہے اس میں کئی problems ہوتے ہیں ۔ ان شاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ اس کا جلد از جلد فیصلہ ہو جائے ۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! میں وزیر موصوف سے ایک ضمنی سوال کرنا چاہوں گا کہ سوال کرنے والے نے یہ پوچھا ہے کہ 14-06-97 کی مقررہ تاریخ پر کیا کارروائی ہوئی کیا فیصلہ ہوا اور یہ کس عدالت میں تصفیہ طلب ہے اس کا جواب تو وزیر موصوف نے دے دیا کہ کالونی سابق ممبر کے پاس ہے لیکن 14-06-97 کو جو کارروائی ہوئی اس پر یا کوئی فیصلہ صادر ہوا یا آئندہ کوئی تاریخ پیشی مقرر ہوئی سوال گندم جواب چنا۔ وہ ہائی کورٹ میں اسے لے گئے ۔

وزیر مال، جناب والا! شاید انہوں نے جواب نہیں سنا ۔ میں نے بڑے واضح الفاظ میں کہا تھا ۔ یہ ہمیں سوچنا چاہیے کہ جب پیشی کی تاریخ پڑتی ہے ۔ اب میں کہہ دیتا کہ جناب 14-06-97 کو پیشی ہے تو میرا خیال ہے کہ جواب نامکمل ہوتا ۔ کیونکہ یہ پرنٹ ہو چکا تھا اس لیے میں نے

latest position بتائی ہے کہ 05-07-97 کو یہ پیشی کی تاریخ پڑی ہے میں نے اس کا latest جواب دیا ہے۔

جناب آصف علی ملک، جناب سپیکر! میں معزز وزیر کی خدمت میں ایک گزارش کروں گا کہ جواب دیتے وقت یہ مناسب نہیں کہ یہ کہا جائے کہ یہ نئے دوست ایوان میں آئے ہیں یا یہ سیکھ جائیں گے یا ان کا طریقہ بہتر نہیں تو میں گزارش کروں گا کہ ایک دن یہ بھی نئے تھے تو ان کو encourage کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ جیسے سوال کیا جائے اسی طریقے سے جواب دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ ملک صاحب!

وزیر مال، جناب والا! میں نے خدا نخواستہ کوئی لڑائی کے انداز میں نہیں کہا اگر ان کو بُرا لگا ہے تو معذرت کرتا ہوں۔ میں نے تو ہنسی مذاق میں کہا ہے کیونکہ ہاؤس کا ماحول اچھا ہی رہنا چاہیے۔ میرا مقصد یہ تھا اگر انھوں نے اسے feel کیا ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

مہر محمد انور حیات لک، جناب وزیر صاحب اس میں گزارش ہے کہ اس کی hearing کیوں نہیں ہو رہی اور اسے delay کیا جا رہا ہے۔؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو کورٹ میں زیر سماعت ہے اس میں وہ کیا کر سکتے ہیں؟

مہر محمد انور حیات لک، کیا وزیر موصوف ارشاد فرمائیں گے کہ مذکورہ پلاٹ پر تعمیر کا کام ہو رہا ہے اگر یہ درست ہے تو کیا حکومت اب تک رکوانے کے بارے میں کیا اقدام کر رہی ہے؟

وزیر مال، میں نے پہلے کہا تھا کہ ہائی کورٹ میں سٹے آرڈر جاری ہے۔ اور تعمیر کے متعلق ہی سٹے آرڈر ہے اگر ایسی کوئی بات ہے تو پھر تو ویسے ہی contempt لگے گی۔ ظاہر ہے کہ یہ ہائی کورٹ کا فیصلہ ہے اور یہ تعمیر اس کے خلاف ہے۔ باقی آپ نے جواب دے دیا میں بھی مزید کہہ دیتا ہوں۔ ظاہر ہے عدالتی کارروائی میرے بس میں تو نہیں ہے وہ تو قانون اور ضابطے کے مطابق ہی ہونی ہے۔ کئی پیچیدگیاں ہوتی ہیں کئی بار وکلا پیش نہیں ہوتے۔ وہ پیشی کی تاریخ لے جاتے ہیں یا ایسی کوئی بات ہے۔ ظاہر ہے ہماری کوشش تو ہو گی کہ جتنا ممکن ہو سکے اس کیس کو نمٹایا۔

وزیر مال، ان شاء اللہ ہماری کوشش تو ہو گی کہ جتنا جلد ممکن ہو سکے اس کو نپٹایا جائے۔

مہر محمد انور حیات لک، contempt لگوانے کے لیے محکمہ کو pursue کرنا پڑے گا۔

وزیر مال ، محکمہ کارروائی کرے گا۔ اگر ایسی بات ہے تو میں پتا کرواؤں گا ان شاء اللہ جو بھی ہوگی محکمہ اس کے لیے کارروائی کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب! ایوان میں موجود نہیں تھے - جناب ارشد عمران سلہری صاحب!

جناب ارشد عمران سلہری، سوال نمبر 320

کواپریٹو بنک کا ملتان ڈویژن میں قرضوں کا اجراء

*320۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جولائی 1995ء سے یکم جولائی 1996ء تک کواپریٹو بنک نے ملتان ڈویژن میں کل کتنی مالیت کے قرضے دیئے۔

(ب) اس عرصہ میں ضلع خانیوال کو کل کتنی مالیت کا قرضہ دیا گیا کون سی سوسائٹی کو کتنا قرضہ دیا گیا۔ تفصیل بتائی جائے۔

(ج) تحصیل کبیروالا میں جولائی 1995ء سے جولائی 1996ء تک کل کتنی اور کون سی نئی انجمنیں رجسٹرڈ ہوئیں اور ہر ایک کے لئے کتنا قرضہ منظور ہوا تفصیل بتائی جائے۔

(د) جولائی 1995ء سے جولائی 1996ء تک ضلع خانیوال کی کتنی اور کون سی انجمنیں بحال ہوئیں اور ان بحال ہونے والی انجمنوں کے کتنے قرضے منظور ہوئے تفصیل بتائی جائے؟

وزیر امداد باہمی (چودھری شوکت داؤد)

(الف) کوآپریٹو بنک نے یکم جولائی 1995ء سے یکم جولائی 1996ء تک ملتان ڈویژن میں انجمن ہائے کو مالیتی 1119-66 لاکھ فصلی قرضہ جات جاری کئے فصل وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

1-	خریف 96	2332-35 لاکھ روپے
2-	ربیع 96-1995ء	4559-95 لاکھ روپے
3-	خریف 1996ء	3726-49 لاکھ روپے
4-	ربیع 96-1995ء شوگر کین	299-16 لاکھ روپے
5-	خریف 96 شوگر کین	201-71 لاکھ روپے
		11119-66 لاکھ روپے

(ب) اس عرصہ میں ضلع خانیوال میں 1078 انجمن ہائے کو مالیتی 3399-35 لاکھ روپے فصلی قرضہ جات دیے گئے فصل وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

1-	خریف 1995ء	638-37 لاکھ روپے
2-	ربیع 96-95	1187-93 لاکھ روپے
3-	خریف 1996ء	1383-85 لاکھ روپے

-4	ربیع 95-96 شوگر کین	189-20 لاکھ روپے
-5	خریف 96 شوگر کین	
	میزان	3399-35 لاکھ روپے

(ج) تحصیل کبیر والہ 1995ء سے جولائی 1996ء 37 نئی انجمن ہائے رجسٹرڈ ہوئی فہرست انجمن ہائے اور جن کو قرضہ منظور ہوا کی تفصیل*** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ایسی کوئی مثال نہ ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر ' آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے میں ضمنی سوال کرنا چاہوں گا کہ جزو "ج" میں انھوں نے فرمایا ہے کہ تحصیل کبیر والہ میں 37 نئی انجمن ہائے رجسٹر ہوئیں اور ان کو قرضہ جات دیے گئے ۔ وزیر موصوف سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو نئی انجمن رجسٹر ہوتی ہے اس کو زیادہ سے زیادہ کتنا قرضہ دیا جا سکتا ہے ۔

وزیر مال ، جناب والا ' ابھی چیف منسٹر صاحب نے ban لگایا ہوا ہے ۔ کوئی ایسی نئی انجمن کا اجراء نہیں کر رہے ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر ' میں اور یہ ہاؤس آپ کی توجہ چاہے گا کہ میرا سوال 1995-96ء جو کہ سابقہ دور تھا کے بارے میں ہے اور اسی سے متعلق وزیر موصوف یہاں پہ جوابات دے رہے ہیں ۔ وہ اس وقت کی پالیسی کی وضاحت کر رہے ہیں ۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ اس وقت خاص طور پر ضلع خانیوال میں فصلات کے قرضہ جات کے لیے یہ رقم جو کہ پورے صوبہ کے لیے ہوتی ہے ۔ اس وقت زیادہ سے زیادہ قرضے ضلع خانیوال کو دیے گئے ۔ میں نے سوال یہ کیا تھا کہ 1995-96ء میں تحصیل کبیر والہ میں کل کتنی انجمنیں درج ہوئیں اور ان کو کتنے قرضہ جات دیے گئے ۔ انھوں نے اس کا جواب دیا ہے ۔ میں نے وزیر موصوف سے پوچھا ہے کہ حکومت کی کیا پالیسی ہے کہ جب کسی نئی انجمن کا اندراج ہوتا ہے تو اس کو کم از کم کتنی اور زیادہ سے زیادہ کتنی رقم دے سکتے ہیں؟

وزیر مال ، جناب والا ' میں نے بڑا واضح جواب دیا ہے کہ ban ہے ۔ کوئی انجمن رجسٹر نہیں ہو رہی اس لیے اس کو قرضہ کیا دینا ہے ۔ ویسے میں نے کہا ہے کہ ہماری ایک پالیسی ہے ۔ اگر آپ کہیں تو میں وہ پالیسی بتا دیتا ہوں ۔ ابھی چونکہ ہم نئی سوسائٹی رجسٹر نہیں کر رہے ۔ دو لاکھ روپے کے

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

قرضے پر ہم نے سٹیمپ ڈیوٹی بھی لگائی تھی جو کہ ہم نے کاشت کاروں کی فلاح کے لیے ختم کر دی ہے ۔ پہلے کسی سوسائٹی کی حد چار لاکھ روپے تک تھی ۔ پھر چونکہ ہمارا تین ارب روپیہ default میں پھنسا ہوا ہے۔ اور تقریباً تین ساڑھے تین ارب روپیہ ہم لوگوں کی فلاح کے لیے دے رہے ہیں۔ اب ہم نے دو لاکھ روپے کے قرضے کو محفوظ کرانے کے لیے Stamp paper پہ register mortgage ہوتا تھا ۔ وہ بھی ہم نے کسانوں کی فلاح کے لیے دو لاکھ روپے تک کے قرضہ پرختم کر دی ہے ۔ چار لاکھ روپے تک ہے ۔ لیکن enhancement بھی ہم نے بند کی ہوئی ہے ۔ اور اسی وجہ سے ہم نے بند کی ہے کہ پہلے ہی default کافی ہیں ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر' جو وزیر صاحب نے بیان دیا ہے میں اس سے اختلاف نہیں کرتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے یقیناً یہ بات با وثوق طریقے سے کہی ہو گی ۔ میرے خیال میں جس نئی انجمن کا اندراج ہوتا ہے اس کو کم سے کم پچاس ہزار روپے اور زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ روپیہ قرضہ دیا جا سکتا ہے ۔ یہاں پر سابقہ دور میں اپنی تحصیل کبیر والہ کے لیے جو 37 نئی انجمنوں کی تفصیل دی گئی ہے ان کو ایک لاکھ سے چار لاکھ تک قرضہ جات دیے گئے ۔میرا خیال ہے سیکرٹری صاحب نے یہ figure دی ہے کہ ہم چار لاکھ روپے تک دے سکتے ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے ۔ میں وزیر موصوف سے یقین دہانی چاہوں گا کہ سابقہ وزیر نے تو جو کرنا تھا وہ کر گئے آئندہ کے لیے صوبے کے تمام ڈویژنوں کےلیے یکساں پالیسی ہو گی یا نہیں ؟

وزیر مال ، ظاہر ہے پالیسی تو یکساں ہی ہونی چاہیے ۔ تمام اضلاع کے لیے ایک ہی پالیسی ہونی چاہیے ۔ جیسے کہ میں نے پہلے کہا ہے ہم نے بنک کی ساکھ کو بچانے کےلیے ایسا کیا ہے ۔ پنجاب کواپریٹو بنک ہی ایک ایسا بنک ہے' جو ابھی تک چل رہا ہے ۔ حکومت پنجاب نے میاں شہباز شریف صاحب کی سربراہی میں بنک کے ڈھانچے کو بچانے کے لیے اقدامات کیے ہیں تاکہ کسانوں کی فلاح کےلیے کام کرتے رہیں۔ اسی لیے ہم نے enhancement روکی ہوئی ہے ۔ نئی سوسائٹیوں کو رجسٹر کرنے سے روکا ۔ابھی ہماری ایک پالیسی زیر غور ہے ۔ جو ابھی سوسائٹیاں تھیں جنھوں نے اپنے default clear کر دیے ہیں اس پہ ہم غور کر رہے ہیں کہ جو رجسٹر سوسائٹیاں تھیں لیکن انھوں نے پہلے قرضے نہیں لیے ان کو ہم شاید کاشت کاروں کی فلاح کے لیے ایک لاکھ روپیہ جاری کریں۔ اس کے علاوہ تقریباً

22 کروڑ روپیہ فصل خریف کے لیے دے رہے ہیں ۔ جولائی سے تقریباً دو ارب روپیہ دیں گے جو قرضہ جات کی صورت میں ہوگا ۔ ہمارے پاس ایک ٹریکٹر سکیم بھی ہے۔ جس میں 20 کروڑ روپے کے قرضے دیے جاتے ہیں ۔ ایک سکیم بارانی علاقوں کے لیے ہے اس کے لیے ایک کروڑ روپے ہیں اور تقریباً ہر دو ماہ بعد ایک آدمی اس سے مستفید ہو سکتا ہے ۔ یہ ہماری پالیسی ہے ۔

جناب سمیع اللہ چودھری : جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر امداد باہمی صاحب نے ابھی جز(الف) کا جواب دیتے ہوئے ایک رقم پڑھی ہے کہ 11 کروڑ 19 لاکھ روپے کے قرضہ جات جاری کیے گئے ہیں اور بعد میں انھوں نے تفصیل بیان کرتے ہوئے آخر میں جب اس کا ٹوٹل کیا ہے تو ایک ارب 11 کروڑ 19 لاکھ روپے بتائے ہیں ۔ تو اس میں ان کی کون سی رقم صحیح ہے؟ کیا 11 کروڑ والی رقم صحیح ہے یا ایک ارب والی رقم صحیح ہے؟

وزیر مال : میں نے بالکل غور سے پڑھا ہے اور میں نے ایک ارب 11 کروڑ 19 لاکھ روپے ہی پڑھا تھا اور یہی صحیح ہے ۔

جناب سمیع اللہ چودھری: آپ نے ابتداء میں 11 کروڑ 19 لاکھ روپے پڑھا ہے ۔

وزیر مال : میرا خیال ہے کہ انھوں نے غور نہیں کیا میں نے ایک سو گیارہ لاکھ پڑھا ہے ۔ یعنی میں نے ایک ارب 11 کروڑ روپے پڑھا ہے ۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب والا! چونکہ اعشاریہ نظام چل رہا ہے لہٰذا آئندہ کے لیے محکمے کو ہدایت کی جائے کہ اس کے تحت figures بھیجا کریں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا ہے ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : سوال نمبر 347

تحصیل چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دینا

*347۔**مولانا منظور احمد چنیوٹی**: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل چنیوٹ رقبہ اور مالیہ کی وصولی کے نقطہ نگاہ سے ایک بہت بڑی تحصیل ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم پاکستان نے اپنے سابقہ وزیر اعلیٰ دور حکومت میں تحصیل چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔

(ج) کیا حکومت چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ایسا کوئی حکم بورڈ آف ریونیو میں موصول نہیں ہوا تھا۔

(ج) وزیراعظم پاکستان نے حکم دیا ہے کہ ملک کے اقتصادی حالات کے مدنظر تا حکم ثانی کوئی نیا ڈویژن، ضلع یا سب ڈویژن نہ بنایا جائے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! ایک درخواست تو یہ ہے کہ میں اپنے کانوں کی کمزوری کی وجہ سے جواب نہیں سمجھ سکوں گا۔ آپ کسی ملازم کی ڈیوٹی لگائیں تاکہ وہ میری معاونت کرے۔ پہلی گزارش یہ ہے کہ میرے سوال کا جز(ب) یہ تھا کہ " کیا یہ بھی درست ہے کہ میاں محمد نواز شریف وزیراعظم پاکستان نے اپنے سابقہ وزیراعلیٰ دور حکومت میں تحصیل چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دینے کا وعدہ کیا تھا؟ " جس کا جواب درست نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ ایسا کوئی حکم بورڈ آف ریونیو کو موصول نہیں ہوا۔ میں نے یہ نہیں پوچھا کہ آیا ریونیو بورڈ کو کوئی حکم موصول ہوا یا نہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ وزیراعظم صاحب نے وعدہ کیا تھا یا نہیں؟ میرے پاس ان کا تحریری وعدہ بھی ہے اور نجی محفلوں میں، جلسہ عام، مجمع عام میں بھی انھوں نے وعدہ کیا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا انھوں نے وعدہ کیا تھا یا نہیں؟ اس کا جواب نہیں دیا گیا اور اگر وعدہ کیا ہے تو کیا اس وعدے کو ایفاء کرنے کا ان کا کوئی ارادہ ہے یا نہیں ہے؟ اللہ کا حکم ہے کہ وعدے پورے کرو۔ میرے ساتھ انھوں نے تحریری وعدہ کیا ہوا ہے، مجمع عام میں وعدہ کیا ہوا ہے۔ میں ریونیو بورڈ کا ذمہ دار نہیں ہوں نہ ہی میں نے یہ سوال کیا ہے۔

وزیر مال: جناب والا! میں نے تو اپنے محکمے کی بات کرنی ہے۔ میاں صاحب ہمارے لیڈر ہیں مولانا صاحب! یہ سوال ان سے کریں۔ میں تو اپنے محکمے کا ذمہ دار ہوں۔ میں نے کہا ہے کہ وزیر اعلیٰ کی طرف سے ایسا کوئی directive ہمیں موصول نہیں ہوا اور اسی بات پر میں اب بھی قائم ہوں۔ اگر یہ زیادہ تفصیل میں جانا چاہتے ہیں تو میں ان کو اصل حقائق بھی بتا سکتا ہوں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں جواب نہیں سمجھ سکا۔ میرا سوال اب بھی اپنی جگہ پر ہے کہ کیا موجودہ

وزیراعظم جب وزیراعلیٰ تھے انھوں نے وعدہ کیا تھا یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سعید منیس صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ ان کی معاونت کی جائے۔ چنیوٹی صاحب نے فرمایا تھا کہ ان کی معاونت کے لیے کسی معزز ممبر سے کہا جائے تو میں جناب سعید منیس صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی معاونت فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان مینس: جناب سپیکر! موزوں یہ ہو گا کہ یا آپ خود تشریف لے آئیں یا وزیر موصوف ان کے ساتھ تشریف لے آئیں تو تب وہ سمجھ سکیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا مطلب ہے کہ آپ ان کی معاونت سے بھاگ رہے ہیں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! اگر ان کی کوئی تسلی کروانی ہے تو میں کروا دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں! مولانا صاحب کی تسلی بہت ضروری ہے۔ آپ ان کی تسلی کروائیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! کیا یہ نا انصافی نہیں کہ حافظ آباد' منڈی بہاؤالدین' راجن پور جیسی چھوٹی چھوٹی تحصیلیں ضلعے بنا دیے گئے اور یہ ہمارا سب ڈویژن جو پورے پنجاب میں سب سے بڑا سب ڈویژن ہے اس کو اب تک ضلع نہیں بنایا گیا۔ کیا یہ نا انصافی نہیں اور اگر نا انصافی ہے تو کیا اس کو دور کیا جائے گا یا نہیں؟

وزیر مال: جناب سپیکر! کیا میں ان کے سوال کی حد تک ' specific ' رہوں یا تفصیل بتا دوں؟ جیسے آپ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں آپ specific جواب ہی دیجیے کیونکہ وقت ختم ہونے والا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ میں specific رہوں یا تفصیلات بتا دوں۔ جناب والا! اگر کسی معزز ممبر کی ان کے جواب سے تسلی نہیں ہوتی تو ان کا فرض بنتا ہے کہ وہ تفصیل بتا دیں جو انھوں نے چھپائی ہو تاکہ ممبر موصوف کی تسلی ہو جائے۔ میرا خیال ہے کہ یہ کوئی ایسی غلط بات تو ہو گی نہیں۔ لہٰذا اگر ان کے پاس کوئی تفصیل ہے تو بتا دیں تاکہ ہاؤس کو بھی information ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ تفصیل بھی بتا دیں۔

وزیر مال : جی بہتر ہے ۔ جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ وزیراعلیٰ کی طرف سے ہمیں کوئی ایسا directive موصول نہیں ہوا ۔ ظاہر ہے کہ ہم نے ریکارڈ کی بات کرنی ہے زبانی بات نہیں کرنی ۔ مولانا صاحب وزیراعلیٰ صاحب سے خود بات کر سکتے ہیں ۔ البتہ سابق گورنر پنجاب کے حکم 1995ء کے تحت اسے ضلع کا درجہ دینے کے لیے صوبائی کابینہ میں معاملہ زیر غور آیا تھا لیکن بحث و تمحیص کے بعد اس تجویز کو ختم کر دیا گیا تھا ۔ دوبارہ 1993ء میں سابقہ وزیراعلیٰ کی ہدایت پر کمشنر فیصل آباد سے رپورٹ منگوائی گئی جس میں کہا گیا تھا کہ چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دینا چاہیے لیکن administrative grounds پر اس کو جو ضلعے کا درجہ دینا تھا اس تجویز سے کمشنر فیصل آباد اور ڈپٹی کمشنر فیصل آباد نے اتفاق نہیں کیا ۔ انھوں نے کہا کہ administrative grounds پہ یہ ممکن نہیں ۔ اس طرح یہ چھوٹی چھوٹی تحصیلیں بن جائیں گی ۔ انھوں نے اسی وجہ سے اس کی مخالفت کی ۔ مزید برآں میں نے پہلے کہہ دیا ہے کہ ہمارے اقتصادی حالات ایسے ہیں اور پچھلی حکومت نے اس ملک کو جس انداز میں لوٹا ' اس ملک کے خزانے کو جس انداز سے لوٹا اور اپنے شاہی جو اخراجات کیے ہیں ان کی وجہ سے یہ ملک مزید ضلعے اور تحصیلیں بنانے کا متحمل نہیں ہو سکتا ۔ اسی لیے وزیراعلیٰ صاحب نے اس پر ban لگا دیا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وقفۂ سوالات ختم ہوا ۔

وزیر مال : جناب والا! بقیہ سوالات کے جوابات میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ جو ضلعے ' سب ڈویژن بنائے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب! وقفۂ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ربوہ کا نام تبدیل کرنا

*348۔مولانا منظور احمد چنیوٹی: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعظم پاکستان کے مراسلہ نمبر F.JS(IMP/MIS)/M/8900/2641 مورخہ 27-5-92 کے ذریعہ چیف سیکرٹری حکومت پنجاب کو ربوہ کا نام تبدیل کرنے کی ہدایت کی گئی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعد میں وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف کے حکم مجریہ 23-6-92

کے ذریعہ بھی ہدایت کی گئی تھی کہ ربوہ کا نام تبدیل کیا جائے۔

(ج) مذکورہ بالا ہدایات کے مطابق ابھی تک ربوہ کا نام تبدیل نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور ربوہ کا نام کب تک تبدیل کیا جائے گا؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد):

(الف) پرائم منسٹر سیکرٹریٹ سے جاری شدہ مراسلہ نمبر F-JS(IMP)(MISC)/M/8900/2641 مورخہ27-05-92 بورڈ آف ریونیو میں موصول نہیں ہوا تھا۔

(ب) پرائم منسٹر سیکرٹریٹ سے جاری شدہ مراسلہ مجریہ 23-06-1992 بھی بورڈ آف ریونیو میں موصول نہیں ہوا تھا۔

(ج) ربوہ کا نام تبدیل کرنے کا کوئی حکم 1992ء میں موصول نہیں ہوا تھا اور نہ ہی ایسی کوئی تجویز اس وقت بورڈ آف ریونیو میں زیرغور ہے۔

رجسٹری محرروں کی تقرری

*365۔**جناب ارشد عمران سلہری**: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں ایسے اہل کار ہیں جن کا عرصہ تعیناتی بطور رجسٹری محرر ایک ہی وقت میں یا مختلف اوقات میں ایک ہی جگہ پر یا مختلف جگہوں پر تین سال سے زیادہ ہے۔

(ب) ان مخصوص منظور نظر افراد کی جگہ دوسرے سینئر اور دیانت دار افراد کو بطور رجسٹری محرر مقرر نہ کئے جانے کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) سابق وزیر اعظم پاکستان کے حکم سے جن دو جونیئر کلرکوں کو لاہور میں رجسٹری محرر مقرر کیا گیا تھا ان کے نام بتائیں۔

(د) کیا محکمہ مال کا کوئی ذیلی ادارہ ایسا ہے یا بنایا جا رہا ہے جو کہ صوبہ کے تمام رجسٹری محرر حضرات کی لوٹ کھسوٹ اور ان کے اثاثوں کا اعداد و شمار رکھے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد):

(الف) صوبہ پنجاب میں160 اہل کاران ایسے ہیں جن کا عرصہ تعیناتی بطور رجسٹری محرر ایک ہی وقت میں یا مختلف اوقات میں ایک ہی جگہ پر یا مختلف جگہوں پر تین سال سے زیادہ ہے۔

(ب) تعیناتی کا معیار مخصوص اورمنظور نظر افراد کو بطور رجسٹری محرر لگانا نہیں۔ بلکہ کسی بھی جونیئر کلرک کو رجسٹری محرر اس کی دفتری کارکردگی اور اچھی شہرت کو مدنظر رکھتے ہوئے متعلقہ ڈپٹی کمشنر اسے رجسٹری محرر لگا سکتا ہے۔

(ج) سابق وزیراعظم پاکستان کی ہدایت اور سینئر منسٹر پنجاب کے ڈائریکٹو(Directive) پر

مندرجہ ذیل دو جونیئر کلرک بطور رجسٹری محرر تعینات ہوئے ہے۔

1۔ مقبول احمد　　　　2۔ واجد علی

(د) رجسٹری محرر حضرات کے کام کا جائزہ لینے کے لیے محکمہ مال کا کوئی علیحدہ ذیلی ادارہ نہ ہے البتہ متعلقہ ڈپٹی کمشنر / اسسٹنٹ کمشنر ان اہل کاروں کے حسب ضابطہ اثاثہ جات کے گوشوارے وصول کرتے ہیں اور ان کے کام کی نگرانی کے ذمہ دار ہیں۔ مزید براں ہر ضلع میں محکمہ انسداد رشوت ستانی قائم ہے۔ شکایت موصول ہونے پر متعلقہ اہل کار کے خلاف ضابطہ کی قانونی کارروائی کرتا ہے۔ رجسٹری محرروں پر بھی وہی قانون لاگو ہوتا ہے جو دیگر سرکاری ملازمین کے لئے ہیں لہٰذا علیحدہ ادارہ بنانے کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع بھکر میں اشتمال اراضی

*393۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بھکر میں سال 1995ء اور 1996ء کے دوران کن کن مواضعات میں اشتمال اراضی کا کام شروع ہوا اور کس کس پٹواری نے اشتمال کا کام شروع کیا۔ ہر موضع اور پٹواری کا نام بتایا جائے اور اس وقت ان مواضعات میں اشتمال کا کام کس مرحلہ پر ہے۔

(ب) موضع کراڑی کوٹ اور بھکرے والی میں اشتمال کب شروع ہوا اور اشتمال کرنے والے عملہ کا نام کیا ہے اور کتنے عرصہ تک یہ اشتمال مکمل ہو جائے گا؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد):

(الف) ضلع بھکر میں سال 96-1995ء کے دوران مواضعات میں کام اشتمال شروع ہوا اور سال 96-1995ء میں نو پٹواری اشتمال تعینات رہے۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام مواضعات	نام پٹواری	تاریخ اجراء کام	تاریخ کنفرمیشن سکیم	کیفیت
1۔	چک نمبر 206 ٹی۔ڈی۔اے	جاوید اختر	31-1-95	30-6-96	مثل حقیت زیر تیاری ہے اور ستمبر 1997ء تک تیار ہو جائے گی۔
2۔	کنیرلی	1۔ محمد اقبال بھینڈ 2۔ محمد مختار	22-6-95 بر نظر ثانی سکیم از ایڈیشنل کمشنر	31-1-95 پہلی کنفرمیشن	ایڈیشنل کمشنر سرگودھا کے حکم کے تحت کنفرم شدہ سکیم کالعدم قرار دی گئی دوبارہ اشتمال شروع ہوا مگر زیر حکم امتناعی مورخہ 95-8-11 از بورڈ آف ریونیو پنجاب کام بند ہے اور سکیم 10 ہے۔ نگرانی زیر سماعت ہے۔ آئندہ تاریخ 1997-8-7 ہے۔

[illegible]	جلن	محمد اقبال چھینہ	11-1-96	19-5-97	سکیم مورخہ 19-5-97 کو کنفرم ہوئی ہے۔
[illegible]	بیٹ بوگا	ظفر اقبال چھینہ	28-2-96	-	ابتدائی ریکارڈ زیر تیاری ہے۔
[illegible]	چک نمبر 47 ٹی۔ڈی۔اے	1۔ محمد اقبال خان 2۔ محمد مختار	13-6-96	-	زیر تقسیم ہے۔ وتڈہ جات بن رہے ہیں۔
6۔	چک نمبر 22 ٹی۔ڈی۔اے	سیف اللہ خان پٹواری	21-11-95 21-12-95 تا حال	-	ابتدائی ریکارڈ نقشہ حق داران مکمل۔ وتڈہ جات اشتمال ابھی شروع نہ ہوئے ہیں۔
7۔	رکھ ڈگرانوالی	عطا محمد پٹواری	5-5-95	-	ابتدائی ریکارڈ فہرست خسرہ کھتونی اشتمال نقشہ حق دار سکیم خانہ نمبر 1تا3 کھتونی پیمائش اندراج ملکیت نجانہ کاشت مکمل

(ب)

نمبر شمار	مواضعات	نام پٹواری	تاریخ اجراء کام سکیم	تاریخ کنفرمیشن	کیفیت
1۔	کراڑی کوٹ	1۔ محمد بخش 2۔ رحیم بخش 3۔ محمد اقبال چھینہ 4۔ امام بخش 5۔ محمد اسماعیل قریشی	7-8-89	26-6-95	بعد منظوری سکیم اشتمال اراضی مثل حقیت زیر تیاری ہے۔ جو ستمبر 1997ء تک تکمیل ہونا متوقع ہے۔
2۔	بھڑے والی	1۔ حق نواز 2۔ امام بخش 3۔ جنگ شیر علی 4۔ محمد اقبال چھینہ 5۔ غلام حسین چھینہ 6۔ محمد مختار 7۔ محمد اسماعیل قریشی 8۔ شہباز علی 9۔ محمد مختار	29-6-88	29-2-96	مثل حقیت زیر تیاری ہے۔ ستمبر 1997ء تک تکمیل ہونا متوقع ہے۔

پٹوار سکول میں داخلہ

*424۔ سردار سعید انور۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اس وقت صوبے میں کل کتنے پٹوار سکول ہیں۔ ہر سکول میں طلبہ کی منظور شدہ تعداد کیا ہے اور اس وقت ہر سکول میں کتنے لڑکے داخل ہیں۔

(ب) کیا حکومت کا 1998,1997 میں پٹوار سکول میں مزید طلباء داخل کرنے کا پروگرام ہے۔

(ج) کیا حکومت 98-1997ء میں نئے پٹوار سکول کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد):

(الف) اس وقت صوبہ پنجاب میں آٹھ ماڈل سکول ہائے کام کر رہے ہیں۔ ہر سکول میں 1000 منظور شدہ تعداد ہے اور ہر سکول میں 1000 منظور شدہ تعداد کے محاذ داخل ہو چکے ہیں۔

(ب) ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

(ج) جناب وزیر مال کی قائم کردہ ایم۔پی۔اے حضرات کی کمیٹی اس مسئلہ کا جائزہ لے رہی ہے۔

ڈسکہ میں مقیم بہاریوں کو مالکانہ حقوق دینا

*444۔جناب شاہد محمود بٹ۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی۔پی 108 میں واقع بہاری کالونی ، کوٹھی ہمب والی نزد ڈسکہ میں مقیم بہاریوں کو سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد نواز شریف کے دور میں اسناد حقوق ملکیت مل چکے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ افراد کو ابھی تک مالکانہ حقوق کی رجسٹری نہیں ملی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیالکوٹ / گوجرانوالہ کے رہائشی بہاری لوگوں کو مالکانہ حقوق کی رجسٹریاں مل چکی ہیں۔

(د) ڈسکہ کے نزدیک مقیم بہاریوں کو کب تک مالکانہ حقوق کی رجسٹریاں دے دی جائیں گی؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد).

(الف) جی نہیں۔

(ب) جی ہاں۔ ان افراد کو ابھی تک اسناد حقوق ملکیت جاری نہ کی گئی ہیں۔

(ج) جی نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ متذکرہ پالیسی کے مطابق حقوق ملکیت کے لئے قرضہ کی واپسی ضروری ہے۔ ان بہاریوں نے بار بار یقین دہانیوں کے باوجود ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کا قرضہ واپس نہیں کیا۔
ضلع گوجرانوالہ میں ابھی تک بالکل کوئی ادائیگی نہیں کی گئی ضلع سیالکوٹ میں 69 بہاری مالکان میں سے 34 قرضہ داروں نے قرضہ ادا کر دیا ہے جن لوگوں نے قرضہ ادا کیا ہے ان کو حقوق ملکیت دینے کے بارے میں ڈپٹی کمشنر ضلع سیالکوٹ ضروری کارروائی کر رہے ہیں۔

(د) اس ضمن میں ضروری کارروائی کی جا رہی ہے جس کے مکمل ہونے پر بہاریوں کو مالکانہ حقوق بذریعہ رجسٹری جلد دے دیئے جائیں گے۔

ممبران کو الاٹ کردہ پلاٹوں کی تفصیل

*459۔حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1994ء تا 1996ء کے دوران ممبران کو پنجاب کے مختلف شہروں میں سرکاری اراضی میں سے ایک ایک کنال یا دو دو کنال کے پلاٹ سیاسی رشوت کے طور پر الاٹ کیے گئے اور ریٹ پر دیئے گئے جس سے صوبے کو بے پناہ مالی نقصان ہوا۔

(ب) اگر جزالف کا جواب ہاں میں ہے تو جس جس رکن کو جہاں جہاں سے سرکاری اراضی الاٹ کی گئی ہے/پٹہ پر دی گئی ہے اس کی تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں۔
(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا پلاٹوں کی الاٹ منٹ /پٹہ منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد)۔
(الف) سابق وزیر اعلیٰ سردار محمد عارف نکئی صاحب نے 1993ء کی منتخب اسمبلی کے 110 ممبران کو پنجاب کے مختلف شہروں میں بذریعہ انفرادی ڈائریکٹو سرکاری اراضی برقبہ دو کنال برائے رہائش 99 سالہ پٹہ پر دینے کا حکم صادر فرمایا۔
(ب) الاٹیوں اور پٹہ داروں کی فہرست ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ج) مذکورہ بالا الاٹ منٹ میں سے 90 مثل جات جو کہ زیر کارروائی تھیں الاٹ منٹ کا کام داخل دفتر کر دیا گیا ہے۔ جبکہ بقایا20 امثلہ جات میں سے 06 امثلہ جات جن میں الاٹ منٹ آرڈر تو جاری ہو چکے تھے اور قبضہ نہ دیا گیا' منسوخ کر دی گئی ہیں۔ باقی 14 امثلہ جات جن میں قبضہ دے دیا گیا تھا ممبر صاحب (کالونیز) کی عدالت میں زیر عدالتی کارروائی ہیں اور اس کی آئندہ پیشی 14-6-97 مقرر ہے اور بعد از سماعت متعلقہ فریقین قانونی کارروائی مکمل ہو گی۔

قبرستان کی زمین پر قبضہ

*537۔جناب شاہد محمود بٹ: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،
کیا یہ درست ہے کہ میرے حلقہ صوبائی 108 میں موضع وڈالہ سندھواں' بھکی سندھواں میں کچھ لوگ قبرستان کی جگہ کو ذاتی رہائشی اور کچھ زرعی مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ ان کے استعمال سے قبرستان کی جگہ کب خالی کرائی جائے گی نیز اس ضمن میں قانون کی خلاف ورزی کرنے والے افراد کے خلاف حکومت کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔
(i) مطابق رپورٹ اسسٹنٹ کمشنر ڈسکہ موضع بھکی سندھواں تحصیل ڈسکہ کے قبرستان پر جن افراد نے ناجائز قبضہ / تعمیرات کر رکھی ہیں ان کو زیر دفعہ 171 لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 1979 کے تحت حسب ضابطہ مورخہ 20-6-97 کو نوٹس جاری کر دیئے گئے ہیں کہ وہ اندر سات یوم ناجائز تجاوزات / تعمیرات ختم کر دیں بصورت دیگر ان کی تعمیرات کو ان کے خرچہ پر گرا کر قبرستان کی جگہ کو خالی کروایا جائے گا۔
(ii) جہاں تک اراضی قبرستان موضع وڈالہ سندھواں کے ناجائز تجاوز کنندگان کے خلاف کارروائی کرنے اور ان سے جگہ خالی کروانے کا تعلق ہے اسسٹنٹ کمشنر ڈسکہ نے ریونیو آفیسر حلقہ کی ڈیوٹی لگا دی ہے کہ وہ قبرستان کی جگہ کی نشان دہی کر کے رپورٹ معہ

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

فہرست غیر قانونی تجاوز کنندگان پیش کریں۔ جس کے بعد ان کے خلاف بھی کارروائی زیر دفعہ 171 لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 1979ء عمل میں لاتے ہوئے ان سے تجاوزات ختم کروائے جائیں گے اور اس کام کی تکمیل میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کی جائے گی۔

تحصیل دار / نائب تحصیل دار کی رہائشی اضلاع میں تعیناتی

*558۔جناب ایس۔اے۔ حمید، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ
(الف) اس وقت ضلع گوجرانوالہ میں کتنے تحصیل دار اور نائب تحصیل دار گوجرانوالہ ضلع کے رہائشی تعینات ہیں۔ ان کے نام اور پتہ جات کی تفصیل بتائی جائے۔
(ب) کیا مروجہ پالیسی کے پیش نظر ان ملازمین کا تبادلہ کیا جائے گا۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات بتائی جائیں۔
(ج) نیز اس وقت ضلع گوجرانوالہ میں کتنے رجسٹری محرر ہیں اور یہ کب سے اپنی موجودہ جگہ پر تعینات ہیں عرصہ تعیناتی بتایا جائے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد):
(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ ضلع گوجرانوالہ میں پانچ تحصیل دار اپنے رہائشی ضلع گوجرانوالہ میں تعینات ہیں۔ ان کے نام اور پتہ جات درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام	پتہ جات
1۔	رانا محمد جمیل	تحصیل دار (ریکوری) واپڈا فرسٹ سرکل گوجرانوالہ
2۔	مسٹر ثاقب مجید	ایل۔اے اینڈ سی۔او ہائی ویز ڈیپارٹمنٹ گوجرانوالہ
3۔	مسٹر ذوالفقار علی باگڑی	تحصیل دار (ریکوری) حبیب بنک لمیٹڈ گوجرانوالہ
4۔	مسٹر منظور احمد	تحصیل دار (ریکوری) ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن گوجرانوالہ
5۔	مسٹر غلام سرور	تحصیل دار (ریکوری) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن گوجرانوالہ

اس وقت صرف ایک نائب تحصیل دار بشیر احمد بطور نائب تحصیل دار (آکش) گوجرانوالہ اپنے رہائشی ضلع گوجرانوالہ میں تعینات ہے۔ جس کی ریٹائرمنٹ مورخہ 30-5-98 ہے اور بروئے چٹھی نمبر SO(COORD)1-13/79 مورخہ 16-3-80 کے ملازم کا اگر ریٹائرمنٹ کا عرصہ دو سال سے کم ہو تو اسے اس کے رہائشی ضلع میں تعینات کیا جا سکتا ہے۔مزید براں یہ نائب

تحصیل دار Ex-Cadre پوسٹ پر کام کر رہا ہے۔

(ب) اس سلسلے میں عرض ہے کہ مروجہ ٹرانسفر پالیسی کے تحت Ex-Cadre پوسٹوں پر تحصیل دار اور نائب صاحبان کو ان کے رہائشی ضلع میں لگایا جا سکتا ہے۔

(ج) اس وقت ضلع میں نو (9) رجسٹری محرر تعینات ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام رجسٹری محرر	مقام موجودہ تعیناتی	تاریخ تعیناتی
1۔	غلام مصطفیٰ	اربن I گوجرانوالہ	29-3-1997
2۔	محمد سرفراز	اربن I گوجرانوالہ	10-3-1997
3۔	حافظ محمد بلال	اربن II گوجرانوالہ	24-7-1996
4۔	ضیاء الرحمان	اربن II گوجرانوالہ	10-3-1997
5۔	رانا محمد عثمان	رورل گوجرانوالہ	7-5-1997
6۔	منیر احمد ضیاء	رورل گوجرانوالہ	23-5-1997
7۔	محمد ارشد چٹھہ	تحصیل وزیر آباد	(تبدیل شدہ مورخہ 17-6-97)
8۔	رانا محمد افضل	تحصیل کاموکی	22-2-1997
9۔	محمد جاوید	تحصیل نوشہرہ ورکاں	10-3-1997

سرکاری رہائش گاہ کا رقبہ

*657۔رائے حسن نواز۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں کہ،
ڈپٹی کمشنر ساہی وال اور ایس۔ایس۔پی ساہی وال کی سرکاری رہائش گاہ کتنے کتنے رقبہ پر محیط ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد)،
رہائش گاہ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب ساہی وال برقبہ 19 ایکڑ 5 کنال 7 مرلہ 9 سرسائی واقع چک نمبر 83-84/6-R (ساہیوال) پر محیط ہے۔
رہائش گاہ ایس۔ایس۔پی صاحب ساہی وال برقبہ 12 ایکڑ 2 کنال 19 مرلہ 8 سرسائی واقع 83-84/6R (ساہیوال) پر محیط ہے۔

آفیسرز ہاؤسنگ سوسائٹی کا رقبہ

*659۔رائے حسن نواز۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) ساہی وال میں سرکاری زمین پر قائم ہونے والی گورنمنٹ آفیسرز ہاؤسنگ سوسائٹی کل کتنے رقبہ پر محیط ہے اور اس میں اب تک کل کتنے پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں اور کن کن کو الاٹ

ہوئے ہیں ان کے نام' پتہ جات اور عہدوں کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) ان پلاٹوں پر ترقیاتی اخراجات کے علاوہ فی مرلہ کتنی رقم وصول کی گئی' تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد)،

(الف) ضلع ساہیوال میں صرف ایک ہی سوسائٹی موسومہ گورنمنٹ آفیسر ہاؤسنگ سوسائٹی کل 240 کنال 12 مرلہ 1 سرسائی پر محیط ہے۔ جس کے کل پلاٹ تعدادی ایک کنال 151 (یک صد اکیاون) تھے اور دس مرلہ کے 50 (پچاس) تھے جو مختلف افسران و ملازمین سرکار کے نام الاٹ کر دیئے گئے تھے اب کوئی پلاٹ قابل الاٹ منٹ موجود نہ ہے۔ فہرست *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گورنمنٹ نے سال 1986ء میں بشرح -/1260 روپے فی مرلہ پلاٹ فروخت کرنے کی منظوری دی۔ ان الاٹیاں سے اراضی کی قیمت مبلغ -/60,77,520 روپے وصول کر کے داخل خزانہ سرکار کرائی گئی اس کے علاوہ ترقیاتی اخراجات بشرح -/1600 روپے فی مرلہ الاٹیاں سے وصول کر کے سوسائٹی کے ترقیاتی کاموں پر صرف ہوئے۔

ضلع پاکپتن کی ضلعی حیثیت

*665۔دیوان عظمت سید محمد چشتی، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا ضلع پاک پتن کی ضلعی حیثیت ختم کرنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور کیا حکومت اس فیصلے پر نظر ثانی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد)،

(الف) پاکپتن کی ضلعی حیثیت ختم کرنے کی کوئی تجویز محکمہ مال میں زیر غور نہیں۔

(ب) جز"الف" کے جواب کی روشنی میں جز"ب" کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

کچی آبادی کے مکینوں کو مالکانہ حقوق

*699۔میاں امتیاز احمد، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

رحیم یار خان میں کتنی کچی آبادیاں ہیں اور ان کے مکینوں کو کب تک مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں گے؟

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد)،

ضلع رحیم یار خان میں کل 68 کچی آبادیاں ہیں۔ جن میں سے 61 منظور شدہ ہیں اور سات ابھی تک منظور نہ ہوئی ہیں۔

ان کچی آبادیوں میں کل گھرانوں کی تعداد 14764 ہے جن میں سے 2668 گھرانوں کو مالکانہ حقوق دیئے جا چکے ہیں۔ بقایا جونہی شرائط پوری کریں گے ان کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں گے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

فوجی آفیسرز کو زمین کی الاٹمنٹ

25۔ سید محمد عارف حسین شاہ بخاری: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) یکم جنوری 1993ء سے جی۔ایچ۔ کیو کی سفارش پر کتنے فوجی افسران کو کن کن مقامات پر کتنی کتنی زرعی اراضی پنجاب میں الاٹ کی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا الاٹیوں میں سے کتنے اشخاص نے زمین فروخت کر دی ہے؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد)،

(الف) یکم جنوری 1993ء تا حال مندرجہ ذیل اضلاع میں جی۔ایچ۔ کیو کی سفارش پر جو رقبہ الاٹ (فوجیوں کو) ہوا اس کی تفصیل یہ ہے۔

ضلع	تعداد الاٹی	کل رقبہ مربعے	کنال
بہاول پور	263	15	69213
بہاول نگر	128	06	5037
مظفر گڑھ	32	04	6726
خانیوال	9	00	3126
رحیم یار خان	126	00	49624
ڈیرہ غازی خان	31	04	12440
میزان	589	09	146167

(ب) جن فوجی الاٹیان نے رقبہ فروخت کیا

ضلع	تعداد
بہاول پور	8 افراد
بہاول نگر	4۔ایضاً۔

مظفر گڑھ	0
ساہیوال	0
رحیم یار خان	24
ڈیرہ غازی خان	0
میزان	36 افراد

رولز ریلیکس کر کے تعینات کردہ افراد کی تفصیل

38۔میاں عبدالستار۔ کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال1985ء سے لے کر 1996ء تک کتنے افراد محکمہ امداد باہمی میں رولز ریلیکس کر کے تعینات کئے گئے۔

(ب) ان کے نام ' پتہ اور عہدہ جس پر تعیناتی ہوئی اور رولز جو ریلیکس ہوئے۔ رولز ریلیکس کرنے والی اتھارٹی کا نام اور عہدہ کیا ہے؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) محکمہ امداد باہمی میں1985ء سے لے کر 1996ء تک کوئی تعیناتی رولز ریلیکس کر کے نہیں کی گئی اور تمام تعیناتیاں حکومت کی تجویز کردہ پالیسیوں اور رولز کے مطابق کی گئیں۔ رولز ریلیکس میں زیادہ تر عمر میں رعایت کے کیس ہیں جو کہ گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق کیے گئے اور ان کا اطلاق حکومت پنجاب کے تمام محکموں پر ہوا محکمہ ہذا میں تعیناتیوں میں کوئی خصوصاً رعایت نہ کی گئی۔

(ب) ۔ایضاً۔

پٹوار امتحانات میں نقل کی روک تھام

42۔میاں عبدالستار۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حکومت پٹوار سکولوں میں امتحانات میں نقل روکنے ' اور شفاف امتحانات کرانے کے لیے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) کیا حکومت اس سلسلہ میں متعلقہ ڈپٹی کمشنر اسسٹنٹ کمشنر اور انتظامیہ کو کوئی کردار (Role) دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) پٹوار سکولوں کے امتحانات شفاف اور نقل سے پاک منعقد کرانے کے انتظامات کر لئے گئے ہیں۔ ان امتحانات کی نگرانی کے لئے نگران اعلیٰ و نائب نگران اعلیٰ اور نگرانوں کے علاوہ

مجسٹریٹ حضرات بھی کریں گے۔ ہر سنٹر میں نگران اعلیٰ جو کم از کم تحصیل دار عہدے سے کم نہ ہو یا اس عہدے سے زائد کا آفیسر ہو' مقرر کیا جائے گا۔ نیز ہر امتحانی سنٹر کے باہر پولیس بھی متعین کی جائے گی تاکہ باہر سے کسی بھی قسم کا امدادی مواد امتحانی سنٹر کے اندر نہ آ سکے۔

(ب) امتحانات کے دوران صاحبان ڈپٹی کمشنر / اسسٹنٹ کمشنر کے علاوہ مجسٹریٹ عہدہ کے افسران کے امداد لی جائے گی۔ اس کے علاوہ ڈپٹی کمشنر / ڈائریکٹر کاغذات زمین اور اسسٹنٹ کمشنر متعلقہ امتحانی سنٹروں کا اچانک معائنہ کریں گے۔ نگران اعلیٰ ڈپٹی کمشنر متعلقہ اضلاع خود مقرر کریں گے۔ جبکہ نائب نگران اعلیٰ نظامت کاغذات زمین سے تعینات ہوں گے۔

سرکاری رقبہ کا منافع بخش استعمال

59۔چودھری زاہد محمود گورایہ: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

یکم جنوری 1993ء سے لیکر فروری 1997ء کے دوران صوبے بھر کے کن کن سرکاری رقبہ جات کو بطور خاص پٹرول پمپ و دیگر منافع بخش مدوں پر استعمال کرنے کی اجازت کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے اور کن تاریخوں میں کن وجوہ کی بناء پر دی گئی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد):

اس ضمن میں عرض ہے کہ یکم جنوری 1993ء سے لے کر فروری 1997ء تک بورڈ آف ریونیو نے 43 پٹرول پمپ لگانے کے لئے سرکاری رقبہ شرح بازاری کرایہ پر مجوزہ پالیسی کے مطابق عرصہ چار سال سے لے کر بارہ سال تک کے لیے مختلف اشخاص کو الاٹ کیا رقبہ الاٹ کرنے کی مجاز اتھارٹی ممبر کالونیز بورڈ آف ریونیو ہیں۔

جن لوگوں کو جتنا رقبہ پٹرول پمپ سکیم میں الاٹ کیا گیا اس کی تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سابق صدر گورنمنٹ آفیسرز کواپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کے خلاف ڈگری کا اجراء

114۔پیر شجاعت حسنین قریشی، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈپٹی رجسٹرار کواپریٹو لاہور ڈویژن لاہور نے مورخہ14' اپریل 1996ء کو مسٹر عبدالحمید خان سابقہ پریذیڈنٹ گورنمنٹ آفیسرز کواپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور وغیرہ کے خلاف 323 131 ملین روپے کی ڈگری جاری کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مندرجہ بالا ڈگری پر محکمانہ طور پر کارروائی بوجہ حکم امتناعی عدالت

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

عالیہ لاہور نہ ہو سکی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ حکم امتناعی کو VACATE کرانے کے لئے محکمہ کواپریٹیو پنجاب نے ایک سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود تاحال کوئی کوشش نہیں کی اور نہ ہی محکمہ کا کوئی آفیسر یا اہل کار عدالت میں حاضر ہوا جس کی وجہ سے عوام کے تیرہ کروڑ روپے سے ملزمان عرصہ سات سال سےمستفید ہو رہے ہیں اور سرکاری ملازمین جن سے یہ روپیہ اکٹھا کیا گیا تھا ان کو خطیر رقم سے محروم رکھا گیا ہے۔

(د) کیا حکومت جز(ج) میں مندرج مذکورہ تساہل اور ملی بھگت کے مرتکب افراد کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ہ) حکومت مذکورہ حکم امتناعی Vacate کرانے کے لئے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز کیا حکومت اس مقصد کے لئے کسی دیانت دار اور محنتی افسر کو متعین کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد)،

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

مورخہ14' اپریل 1996ء کو 131.323 ملین روپے کی ڈگری جاری کی گئی تھی۔ محکمہ نے وصولی کے لئے ڈگری پر عمل درآمد شروع کیا تھا کہ مورخہ 4 جون1996ء کو عدالت عالیہ لاہور نے حکم امتناعی جاری کر دیا۔ جس کی وجہ سے مورخہ14' اپریل1996ء کی ڈگری پر عمل درآمد روک دیا گیا۔ عدالت عالیہ کا حکم مورخہ4جون1996ء بذریعہ چٹھی نمبری31296/Writ مورخہ12-6-96 صرف برائے اطلاع ضروری کارروائی محکمہ کو ارسال کیا گیا۔ اس چٹھی کی رو سے عدالت عالیہ نے محکمہ سے تاحال PARAWISE COMMENTS نہیں مانگے۔ حکم امتناعی جاری کرنے کے بعد عدالت عالیہ نے آج تک پیشی کی نہ کوئی تاریخ مقرر کی ہے اور نہ ہی حاضری کے لئے کوئی نوٹس وصول ہوا ہے۔ اس لئے محکمہ کے کسی آفیسر یا اہل کار کی طرف سے کوئی کوتاہی سرزد نہیں ہوئی ہے۔

(د) درست نہ ہے۔

معاملہ چونکہ عدالت عالیہ میں زیر سماعت (SUB-JUDICE) اور جز(ج) کے دیئے گئے جواب کی روشنی میں محکمہ کی طرف سے کوئی تساہل یا ملی بھگت نہ ہوئی ہے۔

(ہ) یہ کیس عدالت عالیہ لاہور میں زیر سماعت(SUB-JUDICE) ہے جس کی وجہ سے فی الحال کوئی کارروائی ممکن نہ ہے۔ مزید کارروائی فیصلہ ہائی کورٹ کے بعد ممکن ہو سکے گی۔ البتہ ڈپٹی رجسٹرار لاہور کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ از خود ایڈووکیٹ جنرل سے رابطہ کر کے تاریخ پیشی نکلوائیں۔

پپلاں میں تحصیل دفاتر بنانے کے اقدامات

232۔ ملک غلام شبیر جوئیہ: کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 93-1992ء میں حکومت نے پپلاں کو تحصیل کا درجہ دیا تھا لیکن آج تک تحصیل ہیڈ کوارٹر میں ماسوائے اے۔سی اور تحصیل دار کے کوئی عملہ نہ ہے اور نہ ہی دفاتر ہیں۔

(ب) کیا حکومت تحصیل پپلاں میں تمام ضروری دفاتر جو تحصیل شیڈول کے مطابق ہونے چاہییں قائم کرنے اور عملہ مہیا کرنے کو تیار ہے اور کب تک؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد):

(الف) حکومت پنجاب نے پپلاں کو 14 جولائی 1993ء سے تحصیل کا درجہ دیا تھا۔ اسی دن سے اے۔سی' ای۔اے۔سی' تحصیل دار اور 24 دیگر اہل کاروں کی اسامیاں منظور کر دی گئی تھیں۔ محکمہ مال کے تمام افسران و اہل کاران پپلاں میں تعینات ہیں۔

جہاں تک محکمہ مال کے رہائشی اور دفتری عمارات کا تعلق ہے اس کے لئے عارضی انتظامات کر دیے گئے تھے۔ نئی عمارات کی تعمیر کے لیے 97-1996ء میں تحصیل پپلاں کے لیے 58.97 لاکھ روپے کے منصوبہ جات منظوری کے لیے بھیجے گئے جس میں سے صرف 3 لاکھ روپے منظور کیے گئے تھے جو بعد ازاں مالی مشکلات کی بناء پر ختم کر دیے گئے۔

آئندہ مالی سال 98-1997ء کے لئے پپلاں تحصیل کی سکیموں کے لئے 43.50 لاکھ روپے مختص کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔ اگر یہ رقم مہیا کر دی گئی تو دفاتر اور رہائش گاہوں کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

(ب) محکمہ مال صرف ای۔اے۔سی اور تحصیل دار' نائب تحصیل دار کے دفاتر قائم کرنے کا ذمہ دار ہے جو پپلاں میں پہلے ہی کام کر رہے ہیں۔

جہاں تک دوسرے محکموں کے دفاتر کے قیام کا تعلق ہے اس سلسلے میں فاضل ممبر ان محکموں کے بارے میں جو پپلاں میں کام نہیں کر رہے متعلقہ محکموں سے نیا سوال کر کے معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں ۔ تحریک استحقاق نمبر 9 ' مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! اس کی کاپی مجھے آج صبح ملی ہے اور اس میں ممبر مذکور نے جن امور کی

نشان دہی کی ہے کہ ان کے حوالے سے ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس سلسلے میں ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔ میری جناب سے استدعا ہو گی کہ آج کے لیے اس کو pend فرما دیں۔

جناب سعید اکبر خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! اس میں یہ ہے کہ ممبر موصوف اپنی تحریک استحقاق پیش کرے گا۔ اس کے بعد وزیر قانون صاحب اپنی بات فرمائیں گے ۔ اسے پیش کرنے سے آپ نہیں روک سکتے یا تو آپ اسے ایجنڈے پہ نہ لے آتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا point valid ہے ۔ جی مولانا صاحب! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، ہاؤس میں مجھے یہ تحریک استحقاق پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر ! مجھے پڑھنے کی اجازت دی جائے پھر جواب آ جائے گا اور وعدہ صرف ٹرخانے کے لیے نہ ہو۔وعدہ کریں اور مجھے پڑھنے کی اجازت دیں میں پڑھ دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی مولانا صاحب فرمائیے ۔ میں سردار سعید اکبر صاحب سے عرض کروں گا کہ وہ مولانا صاحب کی معاونت فرمائیں۔

نشان زدہ سوال نمبر 417 کے غلط جواب کی فراہمی

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ اوقاف نے میرے سوال نمبر 417 کا جو جواب دیا ہے وہ جواب ایک تو سوال کے مطابق نہیں دوسرا وہ حقائق کے بالکل برعکس ہے ۔ میرا سوال یہ تھا کہ دربار شاہ برہان محکمہ اوقاف کے زیر تحویل ہے اور اس کا کل رقبہ کتنا ہے ؟ جواب ندارد جواب میں رقبہ نہیں بتایا گیا ۔ دوسرا ! یہ تھا کہ اس پر ناجائز قابضین کتنے لوگ ہیں ان کو بے دخل کرنے کے لیے اب تک کیا کارروائی ہوئی ؟ اس کا جواب بھی صحیح نہیں دیا گیا ناجائز قابضین کے نام قصداً کسی مصلحت کے پیش نظر نہیں دیے گئے۔ جواب میں کہا گیا کہ ایک شخص شوکت علی نے وہاں دربار سے ملحق رقبہ پر دکانات تعمیر کر لی تھیں جس کے خلاف محکمہ آثار قدیمہ کا مقدمہ چل رہا ہے ۔ حالانکہ شوکت علی ناجائز قابض نہ تھے بلکہ محکمہ اوقاف کا باقاعدہ کرایہ دار ہے ۔ اس طرح غلط اور نا مکمل جواب دے کر نہ صرف میر

استحقاق مجروح کیا گیا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے ۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب

وزیر قانون، جناب سپیکر ! میری گزارش ہے کہ یہ تحریک آج ہی مجھے ملی ہے اور آج ہی circulate ہوئی ہے اس لیے ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ اس کو pend فرمایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب ! وزیر قانون فرما رہے ہیں کہ چونکہ ابھی تک انھیں اس کی رپورٹ موصول نہیں ہوئی اس لیے اس کو pend کر لیا جائے ۔تو اس کو آئندہ کے لیے pend کر لیتے ہیں۔اسے کل لے لیں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا ! جواب تو صحیح آنا چاہیے تھا۔ جواب آیا لیکن غلط تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اسی لیے یہ کل کے لیے pending کر لیتے ہیں اور کل اس کا جواب دیں گے کہ جواب کیوں غلط آیا؟ اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا ! ایک آدھ گھنٹے میں تو جواب نہیں مل سکتا ۔ میں نے تو یہ تحریک استحقاق 10/8 دنوں سے دی ہوئی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' مولانا صاحب ! تشریف رکھیں ۔ جناب ایس اے حمید صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب ڈپٹی سپیکر، جی خواجہ صاحب

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر ! مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب پرانی سیاسی شخصیت ہیں ---

جناب ڈپٹی سپیکر، ذرا اونچی بولیے ان کو سمجھ نہیں آتی۔

خواجہ ریاض محمود، نہیں میں آپ کو سنا رہا ہوں اور ان کے فائدے کی بات ہے ان تک بھی پہنچ جائے گی۔ جناب والا ! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ جہاں گورنمنٹ لاکھوں کروڑوں روپیہ خرچ کرتی ہے تو کیا چنیوٹی صاحب کے لیے کوئی ایسا بندوبست نہیں ہو سکتا کہ جب یہاں پر سوال و

جواب کی بات بنے یا جس طرح تحریک استحقاق پیش کر رہے ہیں اس لیے کوئی ایسا انتظام کیا جائے تا کہ ان کو کوئی خفت نہ اٹھانی پڑے اور آپ کے ساتھ آسانی سے گفتگو کر سکے۔ اس لیے میری تجویز ہے کہ اگر اس کے لیے کچھ پیسے بھی خرچ کرنے پڑیں تو سرکاری سطح پر کیے جائیں اور ان کا بندوبست کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب میرے خیال میں اس کا سب سے آسان اور مفت کا علاج یہ ہے کہ آپ قربانی دیجیے اور ان کے ساتھ والی سیٹ پر چلے جائیں اور جو بات ہو اس کو آپ دہرا دیا کریں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر ! ان دنوں میں چھ سیٹیں تو بدل چکا ہوں اگر آپ ساتویں سیٹ کے لیے کہہ رہے ہیں تو میں جا رہا ہوں لیکن وہاں اپوزیشن بیٹھی ہے اور ان کے ساتھ میرا گزارا نہیں ہو گا۔ میں نے ان پر تابڑ توڑ حملے کرنے ہوتے ہیں اور وہاں بد مزگی ہو جائے گی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر ! اس بارے میں خواجہ صاحب نے بڑی relevant تجویز دی ہے کہ ایک آدمی جو اس معزز ہاؤس کا معزز ممبر ہے اگر اس کو ہاؤس کی کارروائی میں شرکت سے کوئی حرج ہے تو آپ اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے اس کا ضرور بندو بست کریں ۔ کیونکہ وہ یہاں پر اپنے علاقے کی نمائندگی کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کا یہ مسئلہ ہے کہ وہ سن نہیں سکتے۔جناب والا! نہ خواجہ صاحب نے اس کو مذاق کے لہجے میں کہا اور نہ میں اس لہجے میں کہہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب سعید اکبر صاحب! انھوں نے ہاؤس سے یہ درخواست کی ہے کہ ان کی معاونت کے لیے کسی معزز ممبر کو کہا جائے۔

جناب سعید اکبر خان، نہیں نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس وقت نہیں تھے ۔ جناب سعید منیس صاحب اس وقت تشریف رکھتے تھے آپ ان سے پوچھ لیجیے۔

جناب سعید اکبر خان، میں خواجہ صاحب کی بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں عرض کر رہا ہوں کہ معزز ممبر نے جو بات کی ہے وہ یہ ہے کہ کسی بھی معزز ممبر کو ان کی معاونت کے لیے مقرر کیا جائے ۔ ان کی اس درخواست پر میں نے سعید منیس صاحب سے عرض کیا تھا لیکن وہ back out کر گئے ۔ اب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ

ان کی معاونت کریں۔

جناب سعید اکبر خان، آپ کے حکم کی تعمیل ہے اور تعمیل کروں گا۔ لیکن گزارش یہ ہے کہ آپ اس کا کوئی seriously notice لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جو معزز ممبر چاہتے ہیں وہ ہم نے کر دیا ہے۔ اگر وہ کوئی اور تجویز لائیں گے تو اس پر بھی ضرور عمل ہو گا۔

جناب سعید اکبر خان، خواجہ صاحب نے جو تجویز پیش کی میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب کی سماعت کے لیے تو کوئی بات ہی نہیں تھی ۔ بات تو منظور چنیوٹی صاحب سے متعلق تھی انھوں نے یہ درخواست کی ہے کہ میرے لیے کسی معزز ممبر کو معاونت کے لیے آپ کہہ دیں۔ میں نے سعید منیس صاحب سے کہا وہ back out کر گئے خواجہ صاحب نے بات کی ہے تو میں نے ان سے کہا لیکن انھوں نے کہا کہ میں وہاں جانا نہیں چاہتا ۔ یا تو یہ ہے کہ چنیوٹی صاحب کو ان کے پاس بٹھا دیں یا آپ قریب بیٹھے ہیں آپ یہ فرائض سر انجام دیں شکریہ۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔ جناب ایس اے حمید کی تحریک التوائے کار ہے تشریف نہیں رکھتے۔ اس لیے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے ۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 28 میاں عبدالستار صاحب کی ہے ۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، بسم اللہ الرحمن الرحیم O جناب سپیکر! قبل اس کے کہ میں یہ تحریک پڑھوں میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 13 ابھی تک pending ہے اس کا جواب نہیں پہنچا ۔ اس سلسلے میں کوئی assurance چاہیے کہ کیا اس کا جواب اسی اجلاس میں دے دیں گے؛

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا آپ کو بتا دیا گیا ہے کہ ابھی اس کا جواب نہیں پہنچا؟

میاں عبدالستار ، ابھی تک یہی کہا جا رہا ہے کہ جب جواب آئے گا تو اس کو لے آئیں گے۔ اس لیے 13 نمبر ابھی تک pending ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تحریک التوائے کار نمبر 13 کی بات کر رہے ہیں؟

میاں عبدالستار ، جی ہاں۔ میں 28 کو پڑھ رہا ہوں لیکن تحریک التوائے کار نمبر 13 ابھی تک pending ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے خیال میں اس دن آپ خود حاضر نہیں تھے اس لیے وہ dispose of ہو چکی ہے۔

میاں عبدالستار، یہ کہا گیا تھا کہ ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس کے اوپر لکھا ہوا ہے کہ Mover absent. Disposed of.

میاں عبدالستار ، جناب والا ! میں تو موجود تھا اور وزیر صاحب نے یہ کہا تھا کہ ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں تو ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں ۔ آپ 28 کی بسم اللہ کیجیے۔

میاں عبدالستار ، میں اس کو دوبارہ لاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تحریک التوائے کار نمبر 28 پر بسم اللہ کیجیے۔

محکمہ ایگریکلچر انجینیئرنگ میں مہنگے داموں پر پرزہ جات کی خرید

میاں عبدالستار ، بسم اللہ الرحمن الرحیم O میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 96-11-27 کو ایک ٹینڈر 807/Agri-F برائے خریداری مختلف پرزہ جات کو میٹسو بلڈوزر میں کم ریٹوں پر ٹینڈر دینے والوں کی بجائے جناب ڈائریکٹر جنرل ایگریکلچرل انجینیئرنگ پنجاب نے ایک کمپنی سے ساز باز کر کے مہنگے داموں پر آنے ہوئے ٹینڈر کو منظور کر کے کنٹریکٹ نمبر 807/Agri/p-928 مورخہ 5 جنوری 1997ء کو جاری کر دیا ۔ جس سے قومی خزانے کو کروڑوں کا نقصان ہوا ۔ لہذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی معطل کر کے اہمیت عامہ کے اس مسئلہ پر فوری بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی لاء منسٹر صاحب

وزیر قانون، شکریہ جناب سپیکر ! اس بارے میں گزارش یہ ہے کہ ڈائریکٹر جنرل ایگریکلچرل فیلڈ پنجاب لاہور نے Indent No. 896-97 مورخہ 15-8-96 کو پرچیز سیل محکمہ زراعت کو میشو بلڈوزر کے اصلی یعنی genuine spare parts خریدنے کے لیے ارسال کیا جس کی مالیت 2 کروڑ 4 لاکھ 21 ہزار 680 روپے تھی - پرچیز سیل محکمہ زراعت نے اخبار کے ذریعے ٹینڈر طلب کیے جس میں 9 فرموں نے حصہ لیا۔ ان فرموں کے ارسال کردہ ٹینڈر چیک کیے گئے جس کے مطابق اصلی پرزہ جات کی سپلائی کے لیے مینوفیکچر کا گارنٹی سرٹیفکیٹ ہونا ضروری قرار دیا گیا تاکہ میشو کے اصلی پرزہ جات خرید کیے جا سکیں اور بلڈوزروں کی کارکردگی بڑھائی جا سکے - گارنٹی سرٹیفکیٹ صرف جعفر برادرز جو کہ میشو کے واحد با اختیار ڈیلر ہیں انھوں نے سپلائی کیا جبکہ باقی تمام فرمیں یہ سرٹیفکیٹ مہیا نہیں کر سکیں۔ دریں حالات اصلی پرزہ جات کی فراہمی کے لیے میسرز جعفر برادرز پرائیویٹ لمیٹڈ کو یہ کنٹریکٹ نمبر 807/Agri- F دے دیا گیا - کنٹریکٹ دینے سے پہلے محکمہ زراعت کی سٹینڈنگ پرچیز کمیٹی نے کئی بار محکمہ خزانہ کی شمولیت کے ساتھ میسرز جعفر برادرز پرائیویٹ لمیٹڈ سے Purchase Manual کے تحت negotiate, meetings کیں اور پرزہ جات کے نرخ کم کرانے بعد ازاں محکمہ خزانہ کی باقاعدہ منظوری کے ساتھ یہ کنٹریکٹ جاری کیا گیا۔ جناب سپیکر ! میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ محرک نے 20-11-96 کے بعد کی بات کی ہے لیکن اس سے پہلے 15-08-96 سے ان پرزہ جات کی خرید کے لیے محکمے نے کارروائی شروع کی تھی اور محکمے نے پہلا اشتہار 22-08-96 کو دیا۔اس کے بعد 10-09-96 کو ٹینڈر کھولے گئے۔ 07-10-96 کو ان کی پڑتال کی گئی جس میں پرچیز کمیٹی کے ارکان بھی شامل تھے اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کے نمائندے بھی موجود تھے ان کی موجودگی میں ان کی سکروٹنی کی گئی۔ 31- اکتوبر کو دوبارہ سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ ہوئی اور اس میں وہی شرط کہ جس میں مینو فیکچرنگ گارنٹی سرٹیفکیٹ مہیا کرنا تھا تمام فرموں سے کہا گیا کہ آپ وہ سرٹیفکیٹ پیش کریں۔ فرموں نے وہ سرٹیفکیٹ پیش نہ کیے اور 03-11-96 کو جناب سپیکر! تمام ٹینڈرز منسوخ کر دیے گئے۔ اس کے بعد 20-11-96 کو دوبارہ ٹینڈر اخبارات میں آئے - یا جس کے متعلق ممبر مذکور نے یہ کہا ہے کہ صرف ایک فرم کو کیوں دیا گیا - 20 نومبر کے بعد یہ کارروائی ہوئی کہ 05-12-96 کو جانچ پڑتال کی گئی اور پھر فرموں سے مینو فیکچرنگ گارنٹی سرٹیفکیٹ مہیا کرنے کے متعلق کہا گیا۔ 09-12-96 کو میسرز جعفر برادرز لمیٹڈ کے سوا کوئی فرم مینو فیکچرنگ گارنٹی سرٹیفکیٹ مہیا نہ کر سکی

اور جعفر برادر کو ریٹ کم کرنے کے لیے کہا گیا 11-12-96 کو جعفر برادر نے ریٹ کم کر دیے اور سٹینڈنگ کمیٹی نے کنٹریکٹ منظور کیا اور 4-1-97 کو محکمہ خزانہ پنجاب نے اس کنٹریکٹ کی منظوری دی ۔ کنٹریکٹ بذریعہ 807/agriculture/f/928 جاری کر دیا گیا' جس میں محکمہ نے پرزہ جات مہیا کرنے کی آخری تاریخ 30-5-97 بتائی گئی ۔ جناب سپیکر ! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہاں پر ممبر مذکور نے جن خدشات کا اظہار کیا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ غلط فہمی کی بنیاد پر کیا گیا ہے ۔ جس طرح میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ ساری کارروائی دو دفعہ ہوئی ہے ۔ اخبارات میں باقاعدہ اشتہارات دیے گئے ہیں 9 فرموں نے اس کے لیے apply کیا اور اس کے بعد نو میں سے ایک کو ہم نے ٹینڈر دیا ہے ۔ جناب سپیکر میں یہ سمجھتا ہوں کہ محکمے کے مفاد کو قطعاً نظر انداز نہیں کیا گیا بلکہ اس کو مد نظر رکھا گیا ہے اور اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ جس بھی شخص کو ٹینڈر دیے جا رہے ہیں وہ کم قیمت والے ہی کو دیے جائیں ۔لیکن جناب سپیکر اس کے لیے یہ شرط ضروری تھی کہ اس فرم کو ٹینڈر دیا جائے جو مینو فیکچرنگ گارنٹی دے سکے ۔ اور وہ صرف ایک فرم نے دی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ جناب سپیکر آپ مجھ سے بہتر اس بات کو جانتے ہیں کسی بھی محکمے کی طرف سے اور کسی بھی کنٹریکٹ کی منظوری اگر محکمہ خزانہ دیتا ہے تو وہ مکمل چھان بین کے بعد دیتا ہے اور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ کہیں کسی قانون یا ضابطے کی خلاف ورزی تو نہیں ہوئی ۔ اس سلسلے میں محکمہ خزانہ نے مکمل چھان بین کے بعد اس کی منظوری دی ہے ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ میری اس وضاحت کے بعد ممبر مذکور اس تحریک کو پریس نہیں کریں گے ۔ جناب سپیکر میری یہی استدعا ہے ۔

میاں عبدالستار : جناب والا ! اس سلسلے میں تھوڑی سی گزارش کروں گا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : فرمائیے ۔

میاں عبدالستار : جناب والا ! میری یہ گزارش ہے کہ میری جو معلومات ہیں اس کے مطابق کچھ اور کمپنیوں نے بھی مینو فیکچرنگ سرٹیفکیٹ دیے تھے اس سلسلے میں وزیر صاحب اگر مناسب سمجھیں تو انکوائری کروا لیں ۔ یہ نہ ان کا ذاتی مسئلہ ہے اور نہ ہی میرا ذاتی مسئلہ ہے ۔ اخبارات میں اس کی خبریں آئیں تو میں نے اپنے طور پر اس کی investigation کی اور کچھ ثبوت بھی اکٹھے کیے ہیں ۔ یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے کہتے ہیں کہ جو ٹینڈر دوسرے لوگوں نے بھرے ہیں وہ ایک کروڑ روپے میں اس وقت سامان آتا تھا اور اب یہ اڑہائی کروڑ میں آ رہا ہے ۔ آپ اس کی تحقیقات کروا لیں ۔ میں یہ

عرض کروں گا کہ یہ قومی خزانے کے ضیاع کا مسئلہ ہے اور حکومت کو اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔ بے شک اس کے لیے وہ سیکرٹری ایگریکلچر کو اس کے لیے کہہ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میاں صاحب آپ ایسا کریں کہ آپ بعد میں وزیر صاحب سے مل لیں اور جو آپ کے پاس facts ہیں' ان کی روشنی میں آپ انکوائری کروا لیں گے۔

میاں عبدالستار ، جناب والا ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، پیر سید عارف حسین بخاری صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔ میاں عبدالستار صاحب

اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور لائبریری سائنس اور جغرافیہ کے پروفیسروں کی اسامیوں کا خاتمہ

میاں عبدالستار ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور نے قواعد وضوابط کو پس پشت ڈال کر ذاتی عناد کی خاطر شعبہ لائبریری اینڈ انفرمیشن سائنس اور شعبہ جغرافیہ کی پہلے سے موجود سکیل نمبر 20 کی اسامیاں جن پر پروفیسر صاحبان پہلے سے کام کر رہے تھے نئے بجٹ 98-1997 ، سے ختم کر دی ہیں۔ اس کی وجہ وائس چانسلر جو کہ اس یونیورسٹی کے صرف چند دن کے مہمان ہیں اپنی ذاتی پسند اور ناپسند کو ملحوظ رکھتے ہوئے چند افراد کے خلاف انتقامی کارروائی کی ہے جس کی وجہ سے پوری یونیورسٹی میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی ملتوی کرکے اس اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر قانون

وزیر قانون وپارلیمانی امور ، جناب سپیکر ! شعبہ جغرافیہ اور شعبہ لائبریری و انفرمیشن سائنس اور اب سائنس کے مذکورہ اساتذہ کو جو پہلے ہی گریڈ 19 میں کام کر رہے تھے اب بھی گریڈ 19 میں کام کر رہے ہیں ان کو ختم نہیں کیا گیا۔ گزشتہ بجٹ میں مذکورہ شعبہ جات میں پروفیسر سکیل نمبر 20

کی نئی اسامیوں کی تخلیق تجویز کی گئی تھی مگر مالیاتی منصوبہ بندی کمیٹی اور سنڈیکیٹ کی ہدایت پر یہ معاملہ محکمہ مالیات حکومت پنجاب کو ارسال کیا گیا جنہوں نے شرط عائد کی کہ چونکہ اسامیوں کی تخلیق پر پابندی ہے لہٰذا اس ضمن میں یونیورسٹی گرانٹ کمشن اسلام آباد سے اجازت لی جائے ۔ یہ معاملہ یونیورسٹی گرانٹ کمشن کو ارسال کیا گیا ۔ آخر کا ر انہوں نے چٹھی نمبری FP 2/97/10-2 مورخہ 5-01-97 کو مطلع کیا کہ وزارت تعلیم نے تجویز سے اتفاق نہیں کیا ۔ اندریں حالات ان اسامیوں کی 1997-98ء کے بجٹ میں گنجائش نہیں رکھی گئی ۔ جس کی مالیاتی ومنصوبہ بندی کمشن اور سینڈیکیٹ نے توثیق کی ہے ۔ جناب سپیکر! یہاں میں یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ سنڈیکیٹ کے اجلاس میں موجود 13 اراکین میں سے ایک معزز جج لاہور ہائی کورٹ، یونیورسٹی گرانٹ کمشن محکمہ مالیات ، محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کے نمائندے بھی شامل ہوتے ہیں ۔ لہٰذا نئی آسامیوں کی تخلیق کرنا وائس چانسلر کے اختیار میں نہیں بلکہ ان کی منظوری مجاز اتھارٹی دیتی ہے ۔ تاہم یونیورسٹی گرانٹ کمشن جب بھی نئی اسامیوں کی تخلیق کی اجازت دیں گے مذکورہ اسامیوں کی تخلیق کی تجویز سینڈیکیٹ کو دوبارہ پیش کر دی جائے گی ۔ جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تأثر غلط فہمی کی بنیاد پر ہے کہ وائس چانسلر نے ذاتی عناد کی بنیاد پر ان اسامیوں کو ختم کرنے یا اپ گریڈ کرنے کے لیے کوئی کارروائی کی ہے ۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ رولز اور ریگولیشن کے مطابق جو بات ان کو اجازت دیتی تھی وہ انہوں نے کی ہے اور اس تمام کارروائی کی سینڈیکیٹ نے منظوری دی ہے ۔ جس طرح میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ اس سینڈیکیٹ میں ایک معزز جج لاہور ہائی کورٹ بھی ہوتے ہیں اور یہ ایک سپریم باڈی ہے ، اور اس باڈی سے اس بات کی توقع کرنا کہ کسی کو ذاتی عناد کا نشانہ بنایا جائے گا یہ غلط فہمی کی بنیاد پر ہو سکتا ہے ۔ لہٰذا میں آپ کے توسط سے اپنے معزز رکن بھائی سے استدعا کروں گا کہ وہ اس تحریک کو پریس نہ کریں ۔

میاں عبدالستار ، جناب والا!میں اس میں تھوڑی سی گزارش کرنا چاہوں گا

جناب ڈپٹی سپیکر ، فرمائیں ۔

میاں عبدالستار ، جناب والا!جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ فنڈز نہیں ہیں ۔ جناب والا!وہاں پر اور بھی بھرتیاں کی گئی ہیں اور ایڈہاک بنیادوں پر بھی بھرتیاں کی گئی ہیں اگر فنڈز موجود نہیں تھے تو پھر وہ بھرتیاں کیسے کی گئی ہیں ۔ ایک اور بھی وہاں سلسلہ چلا ہوا ہے کہ وائس چانسلر

موصوف کے برادرنسبتی مسٹر محمود بھٹی ایڈووکیٹ جو کہ یونیورسٹی کے قانونی مشیر ہیں ۔ اس وقت تقریباً سو سے زیادہ مقدمات کورٹ میں موجود ہیں ۔ ظاہر ہے کہ یہ لوگ بھی کورٹ میں گئے ہیں ۔ قانونی مشیر صاحب کو بھی بالواسطہ فائدہ پہنچ رہا ہے ۔ جناب والا! اس مسئلے کو 1996 ، میں قائد حزب اختلاف میاں شہباز شریف نے بھی یہاں اٹھانے کی کوشش کی تھی تو اس وقت میاں منظور موہل اس چیئر پر تھے جہاں آپ تشریف رکھتے ہیں ۔ چونکہ ان کی بیگم صاحبہ جو ڈپٹی ڈی ای او تھیں اور تھرڈ ڈویژن تھیں پالیسی کے تحت ان کو داخلہ بھی نہیں مل سکتا تھا اور تازہ تازہ انہوں نے ایم اے میں داخلہ دلوایا تھا ۔ انہوں نے اس مسئلے کو یہاں زیر بحث نہیں لانے دیا اور یہاں پر جھڑپ بھی ہوئی تھی ۔ اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ وزیر صاحب اس سارے معاملے کی تحقیقات کروا لیں ۔ معاملہ اس طرح نہیں ہے جس طرح وزیر موصوف فرما رہے ہیں بلکہ اس میں سے خاصی بے قاعدگیاں نکلیں گی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے آپ وزیر موصوف سے مل لیں اگر آپ کے پاس مزید کوئی facts ہیں تو ان کو آپ بتائیں پھر اس مسئلے پر بات ہو جائے گی ۔

وزیر قانون (راجہ محمد بشارت) ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں عرض کروں کہ وہ حقائق جن کا انھوں نے اپنی تحریک میں ذکر فرمایا تھا۔ ان کا جواب میں نے دے دیا ہے ۔ یہ ابھی چند نئے حقائق فرما رہے ہیں وہ اس سلسلے میں مجھ سے مل لیں۔ میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر بھی ان کی تسلی کراؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں یہی ان سے عرض کیا ہے کہ وہ آپ کو مل لیں گے ۔

جناب سمیع اللہ چودھری، جناب والا! اسی حوالے سے میں آپ کی خدمت میں ایک مسئلہ ' بہاول پور اسلامیہ یونیورسٹی کے سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں جو کہ وائس چانسلر سے متعلق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ۔

جناب سمیع اللہ چودھری ، سر! اس میں گزارش یہ ہے کہ وائس چانسلر بہاول پور کی مدت جو تھی وہ ختم ہو چکی ہے۔ وہ اب اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کے وائس چانسلر نہیں رہے ۔ لیکن جناب والا! گزارش یہ ہے کہ وہ ابھی تک وائس چانسلر کے اختیارات اور سہولیات کو استعمال میں لا رہے ہیں۔

وہ جو benefits ، گاڑیاں ہیں اور یونیورسٹی کے دیگر معاملات کو وہ اسی طرح سے چلا رہے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اس سلسلے میں بھی سخت ایکشن لیا جائے۔ اور وہ جو اختیارات کا ناجائز استعمال کر رہے ہیں انھیں روکا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ دیکھ لیں اب بات کافی سنجیدہ ہے اگر ایسے ہے تو آپ اس کی تحقیقات کروائیں۔

وزیر قانون، جی بالکل ٹھیک ہے کروائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ایسے حقائق لاءمنسٹر صاحب کو بتائیں۔جناب احمد خان بلوچ صاحب۔نمبر 31

لودھراں کے قریب پل مائنز جگو والا کے ٹوٹنے سے آمدورفت میں تعطل

جناب احمد خان بلوچ، جناب سپیکر ۔ شکریہ ۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مائنز جگو والا کے پل نزد بستی منہاس اچانک ٹوٹ گئی ہے ۔ موضع منہاس تحصیل وضلع لودھراں کے علاوہ تقریباً دس بارہ مواضعات اور ہیں جن کی آمد و رفت ایک ماہ سے معطل ہوچکی ہے اس پل سے ان مواضعات کے لوگ بسوں کے ذریعے ، ویگنوں کے ذریعے ، موٹر سائیکل اور تانگوں وغیرہ کے ذریعے لودھراں شہر میں عدالتوں کے کام کاج ، علاج معالجے اور خرید و فروخت کے لیے آتے جاتے تھے ۔ اس پل کے اچانک ٹوٹ جانے سے لوگوں میں سخت پریشانی کی لہر دوڑ گئی ہے ۔ محکمہ والوں کو اطلاع دی گئی ہے ، محکمہ والوں نے کوئی توجہ نہ دی ہے ۔ جس سے لوگوں میں سخت بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا اس ایوان کی کارروائی معطل کرکے اہمیت عامہ کے مسئلے پر فوری غور فرمایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاءمنسٹر صاحب!

وزیر قانون، شکریہ جناب سپیکر۔ فاضل ممبر نے اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مندرجہ ذیل مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کاروائی ملتوی کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مائنز جگووالا کے پل کے قریب بستی منہاس اچانک ٹوٹ گئی ہے ۔ موضع منہاس تحصیل و ضلع لودھراں کے علاوہ تقریباً دس بارہ مواضعات اور ہیں جن کی آمد و رفت ایک ماہ سے معطل ہوچکی

ہے اس پل سے ان مواضعات کے لوگ بسوں، ویگنوں کے ذریعے، موٹر سائیکل اور تانگوں وغیرہ کے ذریعے لودھراں شہر میں عدالتوں کے کام کاج، علاج معالجے اور خرید و فروخت کے لیے آتے جاتے تھے۔ اس پل کے اچانک ٹوٹ جانے سے لوگوں میں سخت پریشانی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ جس سے لوگوں میں سخت بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ اس بارے میں گزارش ہے کہ مذکورہ پل جو کہ برجی 22130 جگو والا مائنر پر واقع ہے اور شکستہ حالت میں موجود ہے۔ اس کی ضروری مرمت کا تخمینہ تقریباً ایک لاکھ روپیہ لگایا گیا ہے۔ اور اسے آئندہ مالی سال یعنی 98-1997ء میں ترجیحی بنیادوں پر مرمت کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں محکمے کو ضروری ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس پل پر جلد ہی مرمت کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ assurance کے بعد معزز ممبر اپنی تحریک کو پریس نہیں فرمائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بلوچ صاحب! میرے خیال میں surety مل گئی ہے یہ اگلے سال ہوجائے گا۔

جناب احمد خان بلوچ، ٹھیک ہے سر میں راجہ صاحب کی یقین دہانی پر اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب میاں عبدالستار صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 32

احتسابی عمل میں سست روی

میاں عبدالستار، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب کا احتسابی عمل نہ ہونے کے برابر ہے۔ تمام محکمہ جات میں کرپشن کی انتہا ہوچکی ہے۔ سابق ادوار میں صوبہ میں کرپشن میں ملوث افراد کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی گئی ہے۔ حتیٰ کہ اس وقت تک پنجاب کا احتساب کمشنر بھی تعینات نہیں کیا گیا اور نہ ہی محکمہ جات میں احتسابی عمل تیز کرنے کے لیے کوئی Cells بنائے گئے ہیں جس سے عوام میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی معطل کرکے اس اہم مسئلہ پر فوری بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر قانون، شکریہ جناب والا! وفاقی حکومت کی ہدایت کے مطابق صوبائی حکومت نے محکمہ امور داخلہ

کی زیر نگرانی صوبائی انٹی کرپشن سیل مورخہ 27-11-1996 کو قائم کیا تھا۔ اس Cell کے سربراہ ایک ڈائریکٹر جنرل ہیں۔ اور اس Cell نے اب تک متعدد بدعنوانیوں کے کیس جناب چیف احتساب کمشنر اسلام آباد کو برائے مزید کارروائی ارسال کیے ہیں۔ ان میں کئی سیاست دان اور سرکاری افسران شامل ہیں۔ اس وقت بھی اس Cell میں چندکیس زیر غور ہیں۔ یہ Cell چیف احتساب کمشنر اور احتساب Cell اسلام آباد کے بھیجے گئے مقدمات کی تفتیش بھی کرتا ہے۔ مزید برآں وفاقی حکومت کی ہدایت پر ہرصوبائی محکمہ میں احتسابی سیل قائم کیے گئے ہیں جن کے انچارج محکمہ کے ایڈیشنل سیکرٹری یا ڈپٹی سیکرٹری ہیں۔ یہ Cell اپنے اپنے محکمہ جات میں بدعنوانی کی شکایات وصول کرتے ہیں اور ان پر ضروری کارروائی کے لیے صوبائی انٹی کرپشن سیل یا محکمہ انسداد رشوت ستانی کو ارسال کرتے ہیں۔ یہاں تک ممبر مذکور کا یہ استدلال کہ صوبائی حکومت میں جن محکموں میں کرپشن پائی جاتی ہے۔ ان میں اس کرپشن کے ازالے کے لیے حکومت کو اپنی کوششوں کو تیز کرنا چاہیے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کلی طور پر ان سے اتفاق کرتا ہوں اور ان کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے جو احتسابی عمل شروع کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔ اور اس عمل کو تیز بھی کیا جائے گا۔ اور جن خامیوں کی معزز ممبر نے نشان دہی کی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے ازالے کے لیے بھی صوبائی حکومت کارروائی کرے گی۔ میں ممبر مذکور سے گزارش کروں گا کہ وہ اس یقین دہانی کے بعد اپنی تحریک التوائے کار کو پریس نہیں فرمائیں گے۔ اور میں انھیں ایک دفعہ پھر یقین دلاتا ہوں کہ ان کے مشورے یا جن کوتاہیوں کی انھوں نے نشان دہی کی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ انھیں دور کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر. جی میاں صاحب!

میاں عبدالستار ، جناب والا۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے یہ بڑا اہم مسئلہ ہے ۔ اور ہم پوری انتخابی مہم میں چیخ چیخ کر کہتے رہے ہیں کہ احتساب ہونا ہے۔ میں بجا طور پر یہ کہتا ہوں کہ مرکز میں احتساب کی کارروائی خاصی تیز ہے۔ اور یہ بات خوش آئند ہے۔ صوبے میں یہ پوزیشن نہیں۔ جس Cell کی یہ بات کر رہے ہیں ' چیف منسٹر ہاؤس میں بھی ایک Cell بنا ہوا ہے۔ وہاں پر میں نے متعدد چیزیں دی ہیں مگر کسی ایک پر بھی کارروائی نہیں ہوئی۔ یہ احتساب کی رفتار انتہائی سست ہے یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اس میں کوتاہی ' ہمیں مستقبل میں وارا نہیں کھاتی۔ ازراہ کرم کیبنٹ

اس پر غور فرمائے اور اس احتساب سے اس کو تیز کرنے کے لیے کوشش کرے۔ اس کو تیز کرنے کے لیے واضح ثبوت دئیے ہیں، کئی ڈیپارٹمنٹس کے ثبوت دئیے ہیں، اتنے واضح ثبوت ہیں کہ جن پر میں سمجھتا تھا کہ دنوں میں پرچے ہو جائیں گے۔ ان کے خلاف دنوں میں کارروائی ہو جائے گی۔ واضح ثبوت دینے کے باوجود، انکوائری رپورٹس آنے کے باوجود بھی اس پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔ اس سلسلے میں، میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو توجہ کرنی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شکریہ۔ 33 نمبر بھی آپ کی ہے۔ میاں عبدالستار صاحب۔

سودی کاروبار کرنے والوں کا غریب عوام کو لوٹنا

میاں عبدالستار: بسم اللہ الرحمن الرحیمo

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ غیر قانونی سودی کاروبار کرنے والوں نے عوام کا جینا حرام کر دیا ہے۔ اس شہر میں کئی hire purchase dealer اس غیر قانونی دھندے میں ملوث ہیں، کچھ ایجنسیاں موٹر سائیکل، موٹر کار سود پر دے کر حتیٰ کہ کچھ ایجنسیاں اور کاٹن فیکٹریوں کے مالکان، زمین داروں اور کاشت کاروں کو کیڑے مار ادویات، کھاد اور بیج وغیرہ بھی سود پر دیتے ہیں۔ جن کی شرح سود 4 % ماہانہ یعنی 48 % سالانہ سے لے کر 10 % ماہانہ یعنی 120 % سالانہ ہے۔ ان سود خوروں نے بالخصوص چھوٹے شہروں، قصبوں اور دیہات میں عوام کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اہمیت عامہ کے اس مسئلہ میں ایوان کی کارروائی معطل کرکے فوری بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سردار صاحب۔

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): اس تحریک التواء میں فاضل رکن نے عمومی انداز میں غیر قانونی سودی کاروبار کا ذکر کیا ہے تاہم کسی ایک واضح مسئلے کا حوالہ نہیں دیا۔ پنجاب اسمبلی کے قواعد و ضوابط کار مجریہ 1997ء کے قاعدہ (1)83 کے مطابق تحریک التوائے کار پیش کرنے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط پر پورا اترنا ضروری ہے۔ (الف)۔ اس میں کوئی واحد مخصوص معاملہ اٹھایا گیا ہو۔ (ب)۔ معاملہ فوری اہمیت عامہ کا حامل ہو۔ (ج)۔ معاملہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے مسئلے سے متعلق ہو۔ جناب والا! یہ ایک عمومی بات کی گئی ہے۔ اور ان شرائط میں سے کسی ایک شرط پر بھی یہ تحریک

التوائے کار پوری نہیں اترتی۔ اس کے باوجود میں یہ سمجھتا ہوں کہ فاضل رکن کا اٹھایا ہوا مسئلہ صوبہ بھر میں ہے لیکن یہ فوری نوعیت کا نہیں، کسی ایک اہم واقعہ سے متعلق نہیں اس لیے میں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ اگر یہ کہیں اس قسم کی غیر قانونی کارروائی کر سکتے ہوں تو اس کا نوٹس لینے کے لیے تو ہم ہر وقت آمادہ ہیں لیکن کسی ایک مسئلے کی طرف ان کی تحریک التوائے کار نہیں ہے لہذا اس کو یہ press نہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! آپ نے جو رولز کا حوالہ دیا ہے اس کے مطابق واقعی یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی اور پیش نہیں ہو سکتی لیکن میں ذاتی طور پہ آپ سے گذارش کروں گا اور جیسے آپ بھی جانتے ہیں یہ معاملات کافی حد تک ہیں۔ وزیر قانون صاحب سے مل کر ان کا کوئی تدارک سوچیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں نے تو خود عرض کیا ہے کہ اگر کسی خصوصی واقعہ کی طرف، کسی ایجنسی کی طرف، کسی شخص کی نشان دہی کریں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ان سے مل لیجیے رولز کے تحت تو یہ بنتی نہیں۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، اس میں مجھے دو منٹ بات کرنے دیجیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جو تحریک رولز کے تحت بنتی نہیں اس پہ آپ بات نہیں کریں گے۔ آپ ان کو مل لیجیے اگر آپ ان کے نوٹس میں کوئی specific واقعہ لائیں گے یا آئندہ کوئی specific واقعہ کی بنیاد پر آپ کوئی ایسی چیز لے آئیں گے۔۔۔۔

وزیر خزانہ، ہم اس پہ ان شاء اللہ فوری نوٹس لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، میاں صاحب! آپ پلیز۔ میں اس کو رول آؤٹ کرتا ہوں، میں اس کو رول آؤٹ کرتا ہوں۔ جناب عثمان ابراہیم صاحب!

ٹھیکیدار کی عوام سے چھجہ ٹیکس کی غیر قانونی وصولی

جناب عثمان ابراہیم، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ نے ٹھیکہ چھجہ برائے سال 1996-97، عرصہ ایک سال کے لیے بذریعہ

تحریری معاہدہ مورخہ 05-08-96 شیخ ذوالفقار احمد کو دیا۔ شیخ ذوالفقار احمد ٹھیکے دار کے کارپوریشن کو ٹھیکے کی اقساط دینے کی بجائے دیوانی عدالت سے دسمبر 1996ء میں حکم امتناعی عارضی حاصل کر لیا کہ کارپوریشن اقساط وصول کرنے اور ٹھیکہ منسوخ کرنے سے باز رہے۔ حکم امتناعی حاصل کرنے کے بعد شیخ ذوالفقار احمد ٹھیکے دار نے چھجہ ٹیکس کی عوام سے وصولی جاری رکھی اور اس ضمن میں لاکھوں روپے عوام سے وصول کیے' جب کہ کارپوریشن کو اقساط کی ادائیگی بند کر دی۔

یہ امر باعث حیرت ہے کہ ایڈمنسٹریٹر کارپوریشن شیخ عبدالستار نے دیوانی عدالت کے اس حکم امتناعی عارضی کے خلاف کوئی اپیل دائر نہ کی۔ بلکہ دوران سماعت دعوی مورخہ 26-02-97 کو شیخ ذوالفقار احمد ٹھیکے دار سے ایک دوسرا تحریری معاہدہ کر لیا جو کہ سراسر غیر قانونی تھا۔ کیونکہ شیخ ذوالفقار احمد کو ٹھیکہ بمطابق تحریری معاہدہ مورخہ 05-08-96 دیا گیا تھا اور اس تحریری معاہدہ کی شق نمبر 9 کے تحت فریقین کے درمیان اختلاف رائے کی صورت میں کمشنر گوجرانوالہ سے رجوع کیا جائے گا' جس کا ثالثی فیصلہ حتمی تصور ہوگا اور کمشنر کے فیصلہ کے خلاف کسی عدالت میں اپیل نہ ہوگی۔ تحریری معاہدہ 05-08-96 کے تحت ایڈمنسٹریٹر کمشنر گوجرانواہ سے رجوع کرنے کا مجاز تھا۔ لیکن کوئی دوسرا معاہدہ از خود کرنے کا مجاز نہ تھا۔ اسی طرح شیخ ذوالفقار احمد ٹھیکے دار دیوانی عدالت میں دعوی کرنے اور حکم امتناعی عارضی حاصل کرنے کا جواز نہ تھا۔

ایڈمنسٹریٹر شیخ عبدالستار نے اس تحریری معاہدہ سے چشم پوشی کرتے ہوئے نہ تو سیشن کورٹ میں اپیل دائر کی اور نہ گوجرانوالہ سے رجوع کیا اور بالواسطہ شیخ ذوالفقار احمد ٹھیکے دار کو موقع فراہم کیا کہ وہ کارپوریشن کو اقساط کی ادائیگی کیے بغیر عوام سے چھجہ ٹیکس وصول کرتا رہے۔ ایڈمنسٹریٹر نے اس چشم پوشی پر قانونی پردہ ڈالنے کے لیے مورخہ 14-03-97 کو دیوانی عدالت میں درخواست دائر کی کہ ٹھیکے دار تحریری معاہدہ 05-08-96 کی شق نمبر 9 کے تحت کمشنر گوجرانوالہ سے رجوع کرنے کا پابند ہے۔ لہذا اس مقدمہ کی سماعت روک دی جائے۔ ایڈمنسٹریٹر کے طرز عمل سے صاف ظاہر ہے کہ اس نے حکم امتناعی عارضی کے خلاف اپیل نہ کر کے' کمشنر گوجرانوالہ سے رجوع نہ کر کے اور دوران سماعت ایک دوسرا غیر قانونی معاہدہ کر کے ٹھیکے دار کو موقع فراہم کیا کہ وہ کارپوریشن کو اقساط کی ادائیگی کیے بغیر چھجہ ٹیکس وصول کرتا رہے۔ ایڈمنسٹریٹر کے اس طرز عمل سے عوام میں شدید ردعمل پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلہ پر بحث

کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بیرسٹر صاحب! چونکہ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے اس کا جواب آپ کو کل دے دیا جائے گا۔

(اس مرحلے پر ٹھیک 11 بج کر 36 منٹ پر بیرسٹر عثمان ابراہیم ایم پی اے بحیثیت چیئرمین کرسیٔ صدارت پہ متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین، اب ہم غیر سرکاری اراکین کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ دستی صاحب۔

سردار امجد حمید خان دستی، آپ نے تحریک التوائے کار پیش کی تھی اور اب آپ سپیکر کی گدی پہ براجمان ہیں۔ "آپے میں رجی کجی، آپے میرے بچے جیون"۔

تحریک التوا، پڑھ دیجیے اس پہ فیصلہ بھی آپ صادر فرما دیجیے۔

جناب چیئرمین، دستی صاحب! تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے اور اب ہم غیر سرکاری اراکین کی کارروائی شروع کر رہے ہیں تو ایک مسودہ قانون میاں عبدالستار۔۔۔۔۔

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی، سعید اکبر صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! جیسا کہ پچھلے دنوں آپ اس کرسی پہ تشریف فرما تھے اور آپ نے ایک رکن کو جناب سپیکر کہہ کر پکارا۔ آج بھی آپ یہ فرما رہے ہیں کہ میں غیر سرکاری اراکین کی کارروائی شروع کرتا ہوں۔ یہ غیر سرکاری کارروائی ہو گی غیر سرکاری اراکین نہیں ہوں گے۔

مسودہ قانون

جناب چیئرمین، سعید اکبر صاحب! اب ہم غیر سرکاری اراکین کی کارروائی شروع کرتے ہیں میں دوبارہ repeat کر رہا ہوں اس وقت اس کی تصحیح ہو چکی تھی اور اب ہم غیر سرکاری اراکین کی کارروائی شروع کرتے ہیں میں نے اس وقت صحیح لفظ بولا تھا۔ ایک مسودہ قانون میاں عبدالستار پی پی- 234 کی طرف سے ہے وہ اسے پیش کریں گے۔ میاں عبدالستار صاحب!

مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون، مقامی حکومت و دیہی ترقی، پنجاب مصدرہ 1997ء

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

I beg to move that leave may be granted to introduce the Punjab Local Government Ordinance Amendment Bill 1997. (Bill No.19 of 1997)

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ مسودہ قانون ترمیم ہنگامی قانون مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1997ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

اب سوال یہ ہے کہ،

مسودہ قانون ترمیم ہنگامی قانون مقامی حکومت پنجاب
مصدرہ 1997ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

اب میاں عبدالستار صاحب اپنا بل پیش کریں گے۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ، میں حکومت کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے پرائیویٹ ممبرز کو پرائیویٹ بلز کے لیے encourage کیا ہے میں ان کا انتہائی مشکور ہوں-----

I introduce the Punjab Local Government Ordinance (Amendment) Bill 1997.

جناب چیئرمین، مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1997ء پیش کر دیا گیا ہے۔ چونکہ اسمبلی کی مجالس قائمہ ابھی تشکیل نہیں ہوئیں۔ اس لیے متذکرہ مسودہ قانون پہلے سے تشکیل شدہ مجلس خصوصی نمبر 1 کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جو اپنی رپورٹ دو ماہ تک ایوان میں پیش کرے گی۔

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب چیئرمین، اب ہم مفاد عامہ سے متعلق قراردادوں کو لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد جناب احمد خان بلوچ کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں گے۔جناب احمد خان بلوچ صاحب۔

1985ء سے چلنے والے پبلک کال آفیسز پر نئی پالیسی کی شرائط عائد نہ کرنے کی تجویز

جناب احمد خان بلوچ، جناب سپیکر! شکریہ۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ جو 1985 PCO، یا اس سے پہلے کے چل رہے ہیں ان PCO's کو نئی پالیسی کی شرائط میں شامل نہ کیا جائے بلکہ جو معاہدہ اس وقت پبلک اور محکمہ کے درمیان تحریری ہوا تھا' اس کے تحت چلنے دیا جائے۔ نیز نئی پالیسی کا اطلاق نئے PCO لگانے والوں پر ہو"۔

جناب چیئرمین، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔

"کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ جو 1985 PCO، یا اس سے پہلے کے چل رہے ہیں ان PCO's کو نئی پالیسی کی شرائط میں شامل نہ کیا جائے بلکہ جو معاہدہ اس وقت پبلک اور محکمہ کے درمیان تحریری ہوا تھا' اس کے تحت چلنے دیا جائے۔ نیز نئی پالیسی کا اطلاق نئے PCO لگانے والوں پر ہو"۔

چونکہ اس قرارداد کی کسی نے مخالفت نہیں کی ۔ اس لیے سوال یہ ہے کہ

"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ جو 1985 PCO، یااس سے پہلے کے چل رہے ہیں ان PCO's کو نئی پالیسی کی شرائط میں شامل نہ کیا جائے بلکہ جو معاہدہ اس وقت پبلک اور محکمہ کے درمیان تحریری ہوا تھا' اس کے تحت چلنے دیا جائے۔ نیز نئی پالیسی کا اطلاق نئے PCO

لگانے والوں پر ہو"۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب چیئرمین، جناب میاں عبدالستار صاحب اپنی قرارداد پیش کریں گے۔

ملک میں شراب بنانے پر پابندی عائد کرنا

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں شراب بنانے پر پابندی لگائی جائے اور شراب بنانے کے تمام کارخانے بند کر دیے جائیں"۔

جناب چیئرمین، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے،

"کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں شراب بنانے پر پابندی لگائی جائے اور شراب بنانے کے تمام کارخانے بند کر دیے جائیں"۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں اس کو oppose کرتا ہوں۔ محض اس لیے کہ میں صوبائی حکومت کی اس سلسلے میں جو پالیسی ہے اور جو صوبائی حکومت نے اس وقت تک جو اقدامات کیے ہیں' ان کی تشریح کے لیے۔

جناب چیئرمین، میاں عبدالستار صاحب اپنی قرارداد کے حق میں تقریر کریں۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ گزارش یہ ہے کہ جس وقت میں نے قرارداد پیش کی تھی۔ ظاہر ہے کہ ہم الیکشن میں رہے ہیں تو اس وقت بھی ہم یہ نعرے لگاتے رہے ہیں کہ اسلامائزیشن کریں گے۔اسلامی نظام لائیں گے۔ اس سوچ کے تحت میں یہ قرارداد اسمبلی میں لایا تھا کہ اس سلسلے میں------

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب!

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! یہ بڑی اہم قرارداد ہے۔ اس لیے میں اس قرارداد کی تائید

میں قرآن و حدیث کی روشنی میں کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ ہم مسلمان ہیں اور ہمارا ایوان بھی مسلمانوں کا ہے ایوان کے سامنے قرآن و حدیث کی روشنی میں اس پر ضرور بحث ہونی چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ------

جناب چیئرمین، مولانا صاحب تشریف رکھیں۔آپ کو موقع دیا جائے گا۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، تو میری صرف اتنی گزارش تھی کہ ہم نے وعدہ کیا تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت کوئی ایسا فیصلہ کرے تو میرے خیال میں ہمارا ایک الیکشن کا وعدہ ایفا ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین، مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! ہر مسئلہ کو ہمیں قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھنا چاہیے۔ اگر ہم اللہ کی نصرت اور مدد چاہتے ہیں تو اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کرنے سے نہیں آ سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے آ سکتی ہے۔

شراب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام الخبائث فرمایا اور ام اکبر الکبائر کہا کہ یہ سب برائیوں کی جڑ ہے اور سب سے بڑا گناہ ہے۔ جب کوئی شراب کا استعمال کرتا ہے تو اس کی عقل اور ہوش و حواس گم ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ عربی میں خمار خمر میں سے ہے' خمار اوڑھنے کو کہتے ہیں' پردے کو کہتے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو اسے پیئے گا اس کی عقل پر پردہ پڑ جائے گا۔

قرآن کریم کا واضح حکم ہے کہ یا ایھا الذین امنوا انما الخمر و المیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ۔ کہ شراب' جوا اور تیر یہ پلید اور ناپاک ہیں' شیطانی عمل ہیں۔ تم اس سے بچو فاجتنبوہ اللہ کا حکم اس سے بچنے کا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دس آدمیوں پر شراب کی وجہ سے لعنت ہوتی ہے۔ اللہ کی لعنت کے معنی ہیں پھٹکار اور جس پر خدا کی لعنت ہو اور جس ملک پر خدا کی رحمت کی بجائے خدا کی لعنت برس رہی ہو۔ اس سے خیر کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن لیں۔ لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخمر عشرۃ حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے شراب کے بارے میں دس آدمیوں پر لعنت کی ہے۔ عاصرھا شراب نچوڑنے والا' ومعتصرھا اور اس شراب کا بنانے والا' وشاربھا پینے والا' و ساقیھا پلانے والا' وحاملھا اس کو اٹھانے والا' والمحمولۃ الیہ اور جس کے لیے لائی جائے' و بائعھا اور اس کا بیچنے والا' ومبتاعھا اور اس کا خریدنے والا' وواھبھا اور اس کو مفت دینے والا' واکل ثمنھا اور اس کی قیمت کھانے والا یہ دس قسم کے آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گنوائے جو شراب کے ساتھ کسی نہ کسی طریقہ سے ملوث ہیں۔ ان پر خدا کی لعنت اور پھٹکار پڑتی ہے۔ اگر ہمارے ملک میں شراب کے کارخانے چل رہے ہیں' شراب بن رہی ہے تو ہم سارے کے سارے لعنت کے مستحق ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شراب نوشی کرتا ہے' شراب نوشی بت پوجا کے برابر ہے۔ آپ نے فرمایا عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدمن الخمر کعابد وثن (شراب پینے والا ایسا ہے جیسے بت کی عبادت کرنے والا) تو اس گناہ کو شرک کے برابر قرار دیا گیا۔ آگے ارشاد فرمایا عن ابی موسی (الاشعری) انہ کان یقول ما ابالی شربت الخمر اوعبدت ھذہ الساریۃ دون اللہ تعالیٰ حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس بات کی پروا نہیں کرتا کہ شراب پی لی جائے یا اس ستون کی پوجا کر لی جائے۔ شراب پینا اور ستون کی پوجا کرنا ایک برابر ہے۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ من زنی او شرب الخمر نزع اللہ منہ الایمان کمایخلع الانسان القمیص من راسہ۔ جس نے زنا کیا یا شراب پی اور اس کا ایمان اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح انسان اپنی قمیص اتار دیتا ہے۔ دوسری حدیث میں فرمایا من شرب الخمر خرج نور الایمان من جوفہ جو شراب پیتا ہے اس کے دل سے نور ایمان ختم ہو جاتا ہے۔

اسی طرح اور بہت سی احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت کی اور اس کی خرابی بیان کی ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا من کان یؤمن باللہ و الیوم الاخر فلا یشرب الخمر من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلا یجلس علیٰ مائدۃ یشرب علیھا الخمر جو شخص اللہ اور قیامت پر یقین رکھتا ہے وہ شراب کو ہرگز نہ پیے اس کو ایسی مجلس میں بھی نہیں بیٹھنا چاہیے' جس مجلس میں دستر خوان پر شراب پڑی ہو۔

(حوالہ جات، شراب خانہ مصنف حضرت مولانا محمد اجمل مکتبہ اشاعت اسلام)

اسی طرح آپ نے مزید فرمایا،

من شرب الخمر فی الدنیا فمات وھو یدمنہا لم یشربہا فی الآخرۃ

جس نے دنیا میں شراب پی' قیامت کے دن شراب طہور سے محروم رہے گا۔ ایک اور حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا،

علی اللہ عہد ذمہ داری ہے' عہد ہے---

جناب چیئرمین، جناب لاءمنسٹر' پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے ابتداء میں یہ گزارش کی تھی کہ بحیثیت ایک مسلمان کے ہمارا ایمان ہے اور جو کچھ مولانا صاحب ارشاد فرما رہے ہیں کسی طور پر بھی ہمیں اس سے اختلاف نہیں' نعوذ باللہ۔ لیکن میں نے اس میں صرف آئینی پوزیشن واضح کرنے کے لیے جناب سے اجازت چاہی تھی۔ تو وہ میں عرض کرنا چاہتا تھا اور مولانا صاحب ساری تقریر پڑھ کے فرما رہے ہیں۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ مجھے دو منٹ کے لیے موقع دیا جائے۔ یہ کوئی ایسا متنازع مسئلہ تو ہے نہیں جس پر اتنی زیادہ بحث کی جائے' کیونکہ جو کچھ وہ فرما رہے ہیں بحیثیت ایک مسلمان کے وہ ہمارا ایمان ہے اور اس سے مکمل طور پر اتفاق ہے۔

جناب چیئرمین، مولانا صاحب! لاءمنسٹر فرما رہے ہیں -----

مولانا منظور احمد چنیوٹی، ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمیں سر تسلیم خم کرنا چاہیے۔ اگر وزیر قانون صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ ہم ان باتوں کو مانتے ہیں' جانتے ہیں تو اس قرارداد کے پاس کرنے میں کیا رکاوٹ ہے۔ آپ نے تو قرارداد مرکز کو کرنی ہے۔

جناب چیئرمین، مولانا صاحب! انھیں موقع دیا جائے کہ وہ بتائیں کہ اس میں کیا رکاوٹ ہے۔ وہ سر تسلیم خم تو کرتے ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ لاءمنسٹر صاحب کو موقع دیا جائے کہ وہ بتائیں کہ اس میں کیا رکاوٹ ہے۔ جناب لاءمنسٹر۔

جناب محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، بہتر یہ تھا کہ پہلے میری بات سنی جاتی اس کے بعد آپ وزیر قانون صاحب

کو موقع دیتے۔ میں صرف ایک دو احادیث اور سنانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، صدیق سالار صاحب!

جناب محمد صدیق سالار، شراب کو ام الخبائث کہا گیا ہے۔ اور مولانا صاحب یہ بھول گئے ہیں کہ یہ کہہ دیتے کہ اللہ کے فرشتے جب زمین پر آئے تو وہ شراب پی کر بہک گئے۔ شراب اتنا بڑا جرم ہے کہ انسان اس کو پی کر بہک جاتا ہے۔ میں اس کی پرزور حمایت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، جناب لاءمنسٹر۔ مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ ایک منٹ بعد آپ کی باری پھر آئے گی۔

وزیر قانون، شکریہ' جناب سپیکر!

جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ جس وقت محرک نے یہ تحریک پیش کی تو اس وقت بھی میں نے گزارش کی تھی کہ اس سلسلے میں قطعی طور پر حکومت پنجاب کو کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن اس سلسلے میں چند ایک آئینی اور قانونی پیچیدگیاں تھیں جن کا میں یہاں پر اظہار کرنا چاہتا تھا۔ جو کچھ مولانا فرما رہے تھے' میں سمجھتا ہوں بحیثیت مسلمان ہمارا ایمان ہے اور میں کلی طور پر اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن اس وقت پنجاب میں جو صورت حال ہے وہ یہ ہے کہ پورے پنجاب میں صرف ایک کارخانہ ایسا ہے جو شراب بناتا ہے۔ اور یہ حسن اتفاق ہے کہ وہ کارخانہ کسی مسلمان کا نہیں۔ وہ ایک غیر مسلم کا کارخانہ ہے۔ اس وقت آئینی پوزیشن یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل۔ 18 کے مطابق پاکستان کے تمام غیر مسلم شہریوں کو مسلمان شہریوں کی طرح تجارت اور کاروبار کی مکمل آزادی ہے اور اس میں کوئی رخنہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ پنجاب میں شراب بنانے کا صرف ایک کارخانہ مری بریوری کے نام سے کام کر رہا ہے جس کے مالک ایم پی بھنڈارہ ہیں جو اسی معزز ایوان کے سابقہ رکن ہیں۔ وہ غیر مسلم ہیں اور پارسی مذہب کے پیروکار ہیں۔ پارسی مذہب میں نہ تو شراب بنانے پر پابندی ہے اور نہ ہی اس کی خرید و فروخت پر' بلکہ عیسائی اور ہندو مذہب کی طرح پارسی مذہب میں بھی مذہبی تہواروں پر شراب استعمال کرنے کی مکمل آزادی ہے۔ اندریں حالات اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل۔ 18 کے تحت پاکستان کے کسی شہری کو چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم' اپنے کاروبار کے سلسلے میں حاصل آزادی سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ اس حوالے

سے مزید عرض ہے کہ شراب بنانا' فروخت کرنا' یا اسے استعمال کرنا مسلمانوں کے لیے ممنوع ہے اور ملک میں رائج حدود آرڈر کے تحت قابل سزا ہے۔ مزید برآں غیرمسلموں کے لیے بھی شراب کا سرعام استعمال ممنوع ہے۔ مندرجہ بالا اتباع کے ساتھ پاکستان کے تمام غیرمسلم شہریوں کو شراب بنانے' فروخت کرنے اور استعمال کرنے کی آئینی آزادی حاصل ہے۔ جناب سپیکر! میں یہاں یہی گزارش کرنا چاہتا تھا کہ یہ حسن اتفاق ہے کہ پنجاب میں صرف اس وقت' جیساکہ میں نے گزارش کی ہے کہ ایک کارخانہ ہے ----

جناب رستم سی۔ قیصر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، لاءمنسٹر صاحب بات ختم کرنے والے ہیں۔ پہلے بات ان کی سن لیں۔

جناب رستم سی۔ قیصر، جناب چیئرمین! وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ غیرمسلموں کو اس کی اجازت ہے۔ میں یہ بتاتا ہوں کہ ہمارے کرسچئین مذہب میں اس کی بالکل پابندی ہے۔ صرف غیرمسلموں کو پرمٹ جاری کیے جاتے ہیں لیکن *********۔ ہمارے غریب لوگ تو دو وقت کی روٹی نہیں کھا سکتے وہ شراب کہاں سے پئیں گے؟ یہ صرف پرمٹ جاری کیے جاتے ہیں اپنی عیاشی کے لیے۔ تو میں اس کی تردید کرتا ہوں اور ہمارے مذہب میں اس کو بڑی سختی سے منع کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ لکھا ہوا ہے کہ کوئی شرابی خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا' یعنی جنت میں نہیں جا سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین) تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ہمارے مذہب میں شراب جائز قرار دی گئی ہو۔

جناب چیئرمین، جناب پیٹر گل پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب رستم سی۔ قیصر، جناب' میں اس قرارداد کی پُر زور حمایت کرتا ہوں اور مطالبہ کرتا ہوں کہ شراب خانے اور شراب کے پرمٹ فوری طور پر بند کیے جائیں اور کرسچیئنز کے' غیرمسلموں کے جتنے پرمٹ بنے ہوئے ہیں ان کو فوری طور پر بند کریں۔ کیونکہ ہماری غریب قوم کو تو دو وقت کی نہیں ملتی وہ شراب کہاں سے پئیں گے؟ **

جناب چیئرمین، پیٹر گل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ چیمہ صاحب! آپ کو بھی موقع ملے گا' آپ تشریف رکھیں۔

(*** بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب پیٹر گل، جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین، مولوی غیاث الدین صاحب! ابھی آپ کی تقریر ریکارڈ نہیں ہو رہی۔ آپ کو وقت دیا جائے گا۔ اس وقت آپ کی تقریر ریکارڈ بھی ہو گی۔ جناب پیٹر گل صاحب۔

جناب پیٹر گل، جناب چیئرمین! میں 1985ء سے اس ایوان کا ممبر آ رہا ہوں۔ 1985ء میں بھی ہم نے یہ قرارداد پیش کی تھی۔ جب بھی یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ غیرمسلم مذہب میں شراب پینی جائز ہے جب کہ ہمارے مذہب میں' جیسا کہ رستم قیصر صاحب نے فرمایا' انھی کی تائید کرتے ہوئے کہ ہماری بائبل مقدس میں حوالے کے ساتھ یہ لکھا گیا ہے کہ کوئی نشہ آور چیز ہمارے مذہب میں جائز نہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) لیکن اتنی قرارداد میں پیش ہونے کے باوجود ہم نے اس کی مخالفت کی ہے لیکن پھر بھی ہماری آڑ لے کر شراب پرمٹ جاری کیے جاتے ہیں۔ ان کا شراب پرمٹ جاری کرنے کا کوئی criteria نہیں۔ اس لیے اس شراب کی قرارداد کی ہم پوری طرح حمایت کرتے ہیں کہ جلد از جلد صرف شراب خانے ہی بند نہ کیے جائیں' بلکہ پرمٹوں پر بھی پابندی عاید کی جائے تاکہ کوئی مسیحی' کوئی غیرمسلم شراب نہ خرید سکے' نہ بیچ سکے۔

نمبر2 جب آپ کے مذہب میں شراب حرام ہے تو شراب تو ہم لوگ نہیں بناتے۔ شراب ہم لوگ نہیں بیچتے۔ آپ کا محکمہ ہے ********************************** اس لیے میری استدعا یہ ہے کہ جب تک سپلائی بند نہیں ہوگی اس وقت تک کوئی بھی غیرمسلم پرمٹ بنائے گا اور وہ خریدے گا بھی۔ اس لیے جب تک سپلائی لائن نہ بند ہو اس وقت تک یہ پرمٹ بند نہیں ہو سکتے۔ میری استدعا ہے کہ پرمٹوں' ہوٹلوں اور اپنے محکمے میں پابندی لگائی جائے کہ آئندہ نہ کوئی شراب پرمٹ بنے اور نہ شراب سپلائی ہو۔ تھینک یو۔

جناب چیئرمین، پیٹر گل صاحب! آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یہ جو قرارداد پیش کی گئی ہے اس میں پرمٹ کا ذکر نہیں ہے۔ جناب اعظم چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ۔

جناب رستم سی۔ قیصر، صرف ایک منٹ کی بات ہے۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ آپ ہر وقت نہیں بول سکتے۔ آپ کو وقت دیا گیا ہے۔ بعد

(*** بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

میں آپ کی باری آئے گی تو آپ بولیں۔ اعظم چیمہ صاحب! آپ شروع کریں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! جو قرارداد پیش کی گئی ہے اس پر فاضل محرک نے بھی کچھ کہا اور باقی دوست احباب بھی اس بارے میں اظہار خیال کر رہے ہیں۔ جہاں تک ہمارے کرسچین بھائیوں کا تعلق ہے' وہ بھی اپنے بارے میں یا اپنے مذہب کے بارے میں کچھ فرما رہے ہیں۔ ہم ان کی قدر کرتے ہیں۔ لیکن جہاں تک ایک فاضل دوست نے مسلمان کا لفظ استعمال کیا کہ مسلمان پیتے ہیں یا مسلمان بیچتے ہیں تو یہ قابل اعتراض لفظ ہے۔ اس کو ریکارڈ سے بھی حذف کیا جائے۔ مسلمان شراب پینے والے پر بھی لعنت بھیجتا ہے اور پرمٹ لینے والے پر بھی لعنت بھیجتا ہے۔ مسلمان کا نام استعمال کرنے سے میرے برادران کو اجتناب کرنا چاہیے تھا۔ باقی کون خریدتا ہے' کس کے پرمٹ ہیں' حکومت اس بات کا تدارک کرے گی۔ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ اگر ایسی بات ہے تو وہ لسٹ شائع کی جائے۔ جہاں تک دوسرے مذاہب کے غیرمسلموں کا نام استعمال کیا گیا ہے تو انھیں اس بات سے allergic نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اس بات پر اگر معزز وزیر نے یہ لفظ استعمال کیا ہے یا حکومت کی طرف سے جواب آیا ہے تو اس سے مراد کرسچین نہیں۔ کئی لوگ دوسرے مذاہب کے غیر مسلم ایسے بھی ہیں جو شراب پیتے ہیں۔ یعنی میں اگر نام لوں گا تو کوئی تیسرا آدمی اٹھ کھڑا ہو گا اور اس طرح ایک نیا تبصرہ شروع ہو جائے گا لیکن ان کا اشارہ ان کی طرف نہیں تھا۔

جناب چیئرمین! میری صرف عرض یہ ہے کہ مسلمان کے لفظ کو حذف کیا جائے اور آئندہ اس قسم کی بات نہ کی جائے۔ ہم ان سے محبت کرتے ہیں۔ یہ ہمارے بھائی ہیں۔ ہم ان کی عزت کرتے ہیں اور مذہب کے لحاظ سے بھی ان کا احترام کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین، چیمہ صاحب بجا فرما رہے ہیں۔ چیمہ صاحب نے جن الفاظ کی نشان دہی کی ہے ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔ عمر فاروق صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تھے؟

حاجی ملک عمر فاروق، جی۔

جناب چیئرمین، جی' فرمائیں۔

حاجی ملک عمر فاروق، جناب سپیکر! میں نے بھی یہی گزارش کرنی تھی کہ جو مسلمان لفظ استعمال کیا گیا ہے اسے حذف کیا جائے کیونکہ اس طرح پاکستان کے تمام مسلمانوں کے لیے اچھی بات

نہیں تھی۔ ہم اپنے فاضل دوست کا احترام کرتے ہیں۔ ان کے مذہب کا بھی احترام کرتے ہیں۔ چیمہ صاحب نے جو نشان دہی کی ہے میری بھی یہی گزارش تھی۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، مولوی غیاث الدین صاحب!

مولوی غیاث الدین، شکریہ جناب سپیکر!

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! کیا آپ اس پر ڈسکشن کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین، نہیں' پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! لاءمنسٹر صاحب اس پر بریفنگ دے رہے ہیں۔ وہ بیان فرما رہے ہیں۔ ان کی سٹیٹمنٹ آ جائے تو اس کے بعد آپ ڈسکشن شروع کروائیں۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ڈسکشن کروا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، مولوی غیاث الدین صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں یا اس پر ڈسکشن کرنا چاہتے ہیں؟

مولوی غیاث الدین، جی' میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب چیئرمین، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر تو مخصوص ہوتا ہے۔ آپ نے چیمہ صاحب سے بھی تقریر کروا دی۔ اب مولوی غیاث الدین صاحب سے تقریر کروائیں گے۔

جناب چیئرمین، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

مولوی غیاث الدین، جناب سپیکر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر صرف یہی بات عرض کرنی ہے کہ اس قرار داد میں جو صرف شراب بنانے یا بیچنے پر پابندی ہے' میں اس میں ترمیم کے چند لفظ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ شراب ہی نہیں بلکہ ہر نشہ آور چیز جو سکر دینے والی ہے کیونکہ شراب بھی حرام ہے اس لیے کہ اس میں سکر ہے لہذا ہر نشہ دینے والی چیز کے بنانے اور اس کے بیچنے پر پابندی ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین، مولوی صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔ لاءمنسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے ابتداء میں ہی گزارش کی تھی کہ اگر یہ بحث چل نکلے گی تو بات بہت دور چلی جائے گی۔ میں جو وضاحت کرنا چاہتا تھا وہ minorities کے constitution میں جو rights ہیں جن کو ہم نے preserve کیا ہے اس حوالے سے میں بات کرنا چاہتا تھا کہ ان کے کچھ حقوق ایسے ہیں جن کی آئین ذمہ داری لیتا ہے اور جن کا انھیں تحفظ فراہم کرتا ہے۔ میں یہاں یہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ معزز ایوان محسوس کرتا ہے کہ اس قرار داد کو منظور ہونا چاہیے تو میری استدعا یہ ہو گی کہ مینارٹیز کے تمام ارکان کو اس میں شامل کیا جائے۔ محرک کو بھی شامل کیا جائے۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کو بھی شامل کیا جائے۔ ان پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے جو کہ ایک comprehensive قرار داد لے کر آئے۔ مجھے اس پر قطعی طور پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین، یہ ٹھیک ہے۔ لاء منسٹر صاحب کی تجویز مناسب ہے۔ اس پر ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے جس کے ممبران پھر ابھی میں announce کر دوں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جی، کر دیں۔

جناب چیئرمین: اس کمیٹی میں یہ ممبران شامل ہوں گے۔

جناب لاء منسٹر ' چودھری محمد اعظم چیمہ صاحب' مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب 'مولوی غیاث الدین صاحب ' میاں عبدالستار صاحب اور مینارٹیز کے تمام ارکان شامل ہوں گے۔ کافی بڑی کمیٹی ہو گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ کافی ہے۔ تو اب یہ مسئلہ ختم ہو گیا۔ یہ کمیٹی بن چکی ہے۔

جناب رستم سی۔ قیصر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں ۔ اب یہ مسئلہ آپ کمیٹی میں پیش کریں۔ یہ جو میں نے ابھی کمیٹی بنائی ہے اس کے آپ ممبر ہیں۔ جب یہ کمیٹی ایک متفقہ قرار داد لانے کے لیے meet کرے گی تو اس میں آپ اپنی طرف سے پیش کریں۔

جناب رستم سی قیصر، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست چیمہ صاحب نے کہا کہ انھوں نے غیر مسلم کا لفظ استعمال کیا ہے۔ حالانکہ سارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں انھوں نے واضح طور پر پڑھا ہے کہ "عیسائی مذہب میں بھی شراب پینا جائز ہے"۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے کمیٹی کی بات کی ہے۔

جناب رُستم سی قیصر، تو میں وزیر موصوف سے آپ کی وساطت سے یہ بات پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کہاں پر لکھا ہوا ہے کہ عیسائی مذہب میں شراب پینا جائز ہے؟

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں ۔ اب یہ کمیٹی بن چکی ہے۔ آپ ایسے تو نہ کریں۔ اسمبلی کا جو نظام ہے وہ قواعد و ضوابط کے تحت چلایا جاتا ہے۔ اب ایک کمیٹی بن چکی ہے۔ آپ نے اس قرار داد کے سلسلے میں جو بھی بات کرنی ہے اس کمیٹی میں کریں اور ایک متفقہ قرار داد لے آئیں۔

جناب سمیع اللہ چودھری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جناب سمیع اللہ صاحب!

جناب سمیع اللہ چودھری، جناب سپیکر! میں اس قرار داد کے بارے میں تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گا۔۔۔

جناب چیئرمین، نہیں، سمیع اللہ صاحب قرار داد پہ تو اب بات ہی ختم ہو گئی ہے۔ اب کمیٹی بن چکی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی، جناب سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ شاید اس اجلاس میں اگلا پرائیویٹ ممبرز ڈے نہ آ سکے کیونکہ اس وقت تک شاید اجلاس ملتوی ہو جائے۔ تو میری اس میں submission ہے کہ کل ہی یہ قرار داد لائی جائے اور اس کو through کیا جائے۔

جناب چیئرمین، آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر مفروضے پر مبنی ہے۔ آپ نے شاید کا لفظ استعمال کیا ہے۔ پرائیویٹ ممبرز ڈے سوموار کو آرہا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! اس میں ہمیشہ سے ایسا ہے کہ جو important resolution ہوتے ہیں ان کو دوسرے دن لایا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین، دیکھیں جی، سعید اکبر صاحب! یہ تو اس کمیٹی پر منحصر ہے وہ چاہے ابھی باہر بیٹھ کر بنا لیں۔ ہمیں تو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ ابھی تو اڑھائی بجے تک اجلاس چل رہا ہے۔ یہ کمیٹی

جو میں نے بنائی ہے۔ وہ ابھی لابی میں بیٹھ جائے اور adopt کرے۔ اس میں کیا اعتراض ہے۔ جناب' فرمائیں۔

جناب محمد افضل خان، شکریہ' جناب چیئرمین! آپ نے یہ بہت اچھا فیصلہ کیا کہ ایک کمیٹی بنا دی اور اس کمیٹی کی خدمت میں' میں دو points دینا چاہوں گا۔ ایک تو چونکہ فیکٹری لگی ہوئی ہے اور چل رہی ہے۔ یہ کمیٹی اس فیکٹری کے مالکان کو یہ مشورہ دے کہ اس کو شراب کی بجائے میتھلیٹڈ سپرٹ بنانے کے لیے استعمال کر لیں اس طرح ان کی investment بھی ضائع نہیں ہو گی اور شراب بھی نہیں بنے گی۔ میتھلیٹڈ سپرٹ ہم امپورٹ کرتے ہیں اور وہ شراب کا ایک process کم ہے۔ اس کی ہمارے ملک میں کھپت ہو جائے گی۔ اگر وہ یہ کہیں کہ ہماری investment کا نقصان ہو گا تو وہ بڑی آسانی سے میتھلیٹڈ سپرٹ بنانے کے کام آ سکتی ہے۔ دوسرا میں اس کمیٹی کو مشورہ یہ دوں گا کہ جہاں تقریباً مکمل ہاؤس نے اس چیز کی نشان دہی کر دی کہ شراب ملک میں نہیں بننی چاہیے تو وہ صاحب جو اس کے مالک ہیں وہ اس ایوان کے سابق رکن ہیں تو ان سے یہ خصوصی درخواست کی جا سکتی ہے کہ اس پورے ہاؤس کی خوشی کی خاطر' ہمارے صوبہ کی خوشی کی خاطر وہ اپنے کاروبار کو تبدیل کر لیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ اب چونکہ کمیٹی بن چکی ہے تو کمیٹی سے متعلق جو بھی سوال ہیں وہ آپ اسی وقت کریں۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، سلطان عالم صاحب! یہ کمیٹی سے متعلق تو پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے؟

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، اسی سلسلے میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ یہ اب ایک کمیٹی formulate کر دی گئی ہے اور اس نے اس بات کو دیکھنا ہے۔ اس قرارداد کے مطابق میں اتنی بات آپ سے عرض کروں گا کہ اگر صرف ریفرنس یہی رہتا ہے کہ شراب بنانے اور اس کے کارخانوں کو بند کر دیا جائے تو اس سے اس قرارداد کی روح پوری طرح سے مکمل نہیں ہو سکے گی۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس کے اندر ایسی تمام منشیات جو کہ بنائی جاتی ہیں اور جن سے متعلق کارخانے ہیں یا جو فروخت کرتے ہیں۔ شراب سے زیادہ خطرناک چیزیں بھی موجود ہیں۔ مثال کے طور پر

ہیروئن اور اس قسم کی دوسری چیزیں ہیں۔ تو ان کو بھی اس قرارداد میں شامل کیا جائے تاکہ کمیٹی ان تمام باتوں کا بھی تفصیلی جائزہ لے سکے۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ مولوی سلطان عالم صاحب کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر دیا جائے، سمیع اللہ چودھری صاحب کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر دیا جائے اور عمر فاروق صاحب کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر دیا جائے۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے۔

جناب پیٹر گل، جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ اس کمیٹی کے کون کون سے ممبر ہیں؟

جناب چیئرمین، اس کمیٹی کے ممبر یہ ہیں،

1۔ تمام مینارٹیز کے ممبر

2۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب۔

3۔ فاروق عمر صاحب۔

4۔ مولوی غیاث الدین صاحب۔

5۔ چودھری محمد اعظم چیمہ صاحب۔

6۔ مولوی محمد سلطان عالم انصاری صاحب۔

7۔ سمیع اللہ چودھری صاحب۔

8۔ میاں عبدالستار صاحب۔

9۔ لاءمنسٹر صاحب۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! اس کے بارے میں ابھی میٹنگ کرلیں؟

جناب چیئرمین، آپ ابھی meet کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! اس کمیٹی کے لیے وقت مقرر کر دیں۔

جناب چیئرمین، آپ ابھی meet کریں۔ آپ وزیر قانون صاحب سے رابطہ کرلیں۔

خواجہ محمد اسلام، جناب والا! میری گزارش ہے کہ افضل خان صاحب کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر لیا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی ۔ سیکرٹری صاحب افضل خان صاحب کا نام بھی اس میں شامل کریں۔

اگلی قرارداد میری ہے ۔ میں اسے pend کرتا ہوں ۔ اسے اب تھوڑی دیر کے بعد لیں گے ۔ اس سے اگلی قرارداد چودھری محمد صفدر شاکر صاحب کی ہے ۔ وہ اسے پیش کریں ۔ چودھری محمد صفدر شاکر صاحب!

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ آپ وزیر قانون کو ہدایت کریں کہ آج ہی اس کی میٹنگ کریں تاکہ کل رپورٹ پیش ہو جائے ورنہ یہ پھر اگلے اجلاس تک اسی طرح چلا جائے گا ۔ یہ مسئلہ تو واضح ہے اور دو اور دو چار کی طرح کا ہے اس پر کسی میٹنگ کی ضرورت نہیں جو اس قرارداد کی مخالفت کریں گے وہ خدا کے عذاب کو دعوت دیں گے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی ممبر اس قرارداد کی مخالفت کرے گا یا اس کو oppose کرنے کی جرأت کرے گا ورنہ آپ اس ایوان میں اس بارے میں ووٹنگ کرائیں، تاکہ پتہ چلے کہ شراب کے حامی کون کون ہیں ۔ اس کی کون کون حمایت کرتا ہے

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے ۔ مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میرے سب بھائیوں نے واضح کر دیا ہے کہ شراب ہر مذہب میں حرام ہے ۔ ہر مذہب میں اس کی تعمیل کی گنجائش نہیں ۔

ملک میں مکمل اسلامی نظام کا نفاذ

چودھری محمد صفدر شاکر: جناب سپیکر! میں قرارداد پیش کرتا ہوں ۔ کہ اس ایوان کی رائے ہے۔

"کہ صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ملک کی بقاء، استحکام اور سالمیت کے لیے فوری طور پر مکمل اسلامی نظام نافذ کیا جائے ۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے ۔

"کہ صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ملک کی بقاء، استحکام اور سالمیت کے لیے فوری طور پر مکمل اسلامی نظام نافذ کیا جائے ۔"

(کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی)

جناب چیئرمین، اب سوال یہ ہے۔

"کہ صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ملک کی بقاء، استحکام اور سالمیت کے لیے فوری طور پر مکمل اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

وزیر قانون، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے ہم ایک issue پر بات کر رہے تھے اب چونکہ چودھری محمد صفدر شاکر صاحب کی یہ تجویز آ گئی ہے اور اس سے پورے ہاؤس نے متفقہ طور پر اتفاق کیا ہے اور وفاقی حکومت سے سفارش کر رہے ہیں کہ ملک میں مکمل طور پر اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں کمیٹی جو سفارشات پیش کرے گی کہ شراب پر پابندی یا اس کی تیاری پر تو پابندی ہے یہ ساری کی ساری باتیں اس میں cover ہو جائیں گی۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں وزیر قانون صاحب نے بجا فرمایا ہے کہ کمیٹی نے جو قرارداد پیش کرنی تھی وہ چیز اب اس میں آ چکی ہے۔ تو اس کمیٹی کی اب ضرورت نہیں رہی۔

اگلی قرارداد جناب رانا ثناء اللہ خان صاحب کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

آئین کی دفعہ 62 میں ذیلی دفعہ کا اضافہ

رانا ثناء اللہ خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں۔ کہ اس ایوان کی رائے ہے

" کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ پارلیمنٹ آئین میں ترمیم کرے اور آئین کی دفعہ 62 میں اس ذیلی دفعہ کا اضافہ کیا جائے کہ "کوئی شخص جس کے خلاف کرپشن یا خورد برد کا الزام ہو جو بادی النظر میں درست پایا جائے اور جس میں ریگولر انکوائری زیر عمل ہو یا اس کے خلاف انہی الزامات کی بنا پر کوئی مقدمہ، ریفرنس یا پٹیشن زیر سماعت (subjudice) ہو یا وہ کسی عدالت مجاز سے انہی الزامات کے تحت سزا پا چکا ہو اور اس کی اپیل اعلیٰ عدالتوں میں زیر سماعت (pending) ہو اس وقت تک پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی کے الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتا جب تک وہ مذکورہ انکوائری، مقدمہ، ریفرنس

یا پٹیشن میں متذکرہ الزامات سے بری الذمہ قرار نہ دے دیا جائے۔"

جناب چیئرمین، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔

"کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ پارلیمنٹ آئین میں ترمیم کرے اور آئین کی دفعہ 62 میں اس ذیلی دفعہ کا اضافہ کیا جائے کہ "کوئی شخص جس کے خلاف کرپشن یا خورد برد کا الزام ہو جو بادی النظر میں درست پایا جائے اور جس میں ریگولر انکوائری زیر عمل ہو یا اس کے خلاف انہی الزامات کی بنا پر کوئی مقدمہ، ریفرنس یا پٹیشن زیر سماعت (subjudice) ہو یا وہ کسی عدالت مجاز سے انہی الزامات کے تحت سزا پا چکا ہو اور اس کی اپیل اعلیٰ عدالتوں میں زیر سماعت (pending) ہو اس وقت تک پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی کے الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتا جب تک وہ مذکورہ انکوائری، مقدمہ، ریفرنس یا پٹیشن میں متذکرہ الزامات سے بری الذمہ قرار نہ دے دیا جائے۔"

MINISTER FOR LAW: I oppose it, sir.

جناب چیئرمین: جی رانا صاحب! آپ اپنی قرارداد کے حق میں تقریر کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ احتساب کا نظام موثر ہو اور لوگوں کا اس پر اعتماد ہو اور لوگوں کو احتساب ہوتا ہوا نظر آئے تو اس قرارداد کا منظور کیا جانا بہت ضروری ہے اور اس کے مطابق ترمیم ہونی چاہیے کیونکہ جب تک ہم ان معزز اداروں کو جو منتخب ادارے ہیں جو عوام کی حاکمیت reflect کرتے ہیں جب تک ہم ان کو کرپٹ عناصر سے اور کرپشن سے پاک نہیں کریں گے اس وقت تک نہ تو یہ ادارے باوقار بن سکتے ہیں اور نہ ہی ان اداروں کا اعتماد بحال ہو سکتا ہے اور نہ ہی جمہوری اقدار پنپ سکتی ہیں اور استحکام پا سکتی ہیں۔ جناب سپیکر! ایسے لوگ جن کے خلاف انکوائریز ہیں جن کے خلاف مقدمات ہیں، جن کے خلاف ریفرنسز ہیں ان کی تعداد اگر پورے ملک (چاروں صوبائی اسمبلیاں اور دونوں ہاؤسز آف پارلیمنٹ ہیں) میں دیکھیں تو وہ چند ہیں زیادہ سے زیادہ وہ پندرہ بیس آدمی ہیں لیکن ان کی وجہ سے پورے ہاؤسز پر کرپشن اور بدعنوانی کا الزام آتا ہے۔ اور انکوائریز کا مسئلہ یہ ہے کہ اول اس ملک میں کسی کے خلاف انکوائری initiate ہی نہیں ہوتی اور اگر کسی کے خلاف انکوائری initiate ہو جائے تو وہ پھر conclude نہیں ہوتی۔ ایک افسر اگر

انکوائری کی رپورٹ اس متعلقہ آدمی کے خلاف گرتا ہے تو وہ انکوائری بدل کر دوسرے آفیسر کے پاس چلی جاتی ہے اس کے بعد پھر تیسرے کے پاس، پھر چوتھے کے پاس اور اس وقت تک وہ انکوائری مختلف آفیسرز اور دفاتر کا چکر لگاتی رہتی ہےجب تک کہ کوئی ایسا افسر انکوائری افسرمقرر نہیں ہو جاتا جو مک مکا کر کے وہ کہتا ہے کہ جناب یہ سارا کچھ جھوٹ تھا۔ اور پھر اگر انکوائری مکمل ہو بھی جائے پھر جب وہ معاملہ کسی عدالت میں آجاتا ہے تو وہاں پر جس شخص کے خلاف وہ معاملہ ہوتا ہے اسے پتہ ہوتا ہے کہ جب فیصلہ آئے گا تو میرے خلاف آئے گا تو پھر وہ مختلف حیلوں بہانوں سے اس معاملے کو delay کرتا ہے، کبھی engage کرنے کا بہانہ۔ کبھی اجلاس ہونے کا بہانہ، کبھی بیماری کا بہانہ، کبھی بیرون ملک جانے کا بہانہ، اور اس طرح سے ہوتے ہوتے اسمبلی کا tenure ختم ہو جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! tenure ختم ہو جاتا ہے اور وہ جو مقدمہ ہے اور جو ریفرنس ہے وہ decide نہیں ہوتا اور وہ معاملہ سال ہا سال چلتا رہتا ہے۔ اس کی میں آپ کو تازہ ترین مثال یہ دوں گا کہ جو احتساب آرڈیننس care take دور میں نافذ ہوا تھا اس میں باقاعدہ یہ بات، یہ condition ہے کہ جس آدمی کے خلاف بدعنوانی کا اور کرپشن کا ریفرنس دائر ہو گا اسے ساٹھ دن میں conclude کیا جانا ہے اور ساٹھ دن کے بعد غالباً پھر 30 دن ہیں کہ اس کی سپریم کورٹ میں اپیل ہونی ہے۔ اب جتنے ریفرنسز دائر ہوئے ہیں ان میں سے ایک بھی ریفرنس ان ساٹھ دنوں میں decide نہیں ہوا۔ اس کے decide نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ حاضر نہیں ہوتے۔ گواہان کو روک لیتے ہیں، کبھی بیماری کا سرٹیفکیٹ دے دیا یا کبھی اور چیز کا سرٹیفکیٹ دے دیا اس کے بعد صرف ایک کیس decide ہوا ہے اس میں جو متعلقہ شفیع شاہانی صاحب تھے وہ سپریم کورٹ سے bail پر ہیں اور ان کا معاملہ سپریم کورٹ میں بھی ان تیس دنوں میں بھی decide نہیں ہوا۔ ایڈووکیٹ صاحب ہیں وہ درخواست دے دیتے ہیں کہ میں چھٹیاں گزارنے بیرون ملک جا رہا ہوں لہٰذا مجھے جناب ڈیڑھ ماہ کی چھٹی چاہیے اس طرح سے یہ معاملہ delay ہوتا ہے اور بدنام ہم سب ہوتے ہیں ایک آدمی کا قصور ہوتا ہے یا پورے ملک میں دس آدمیوں کا گناہ ہوتا ہے بدنام ہزار آدمی ہوتے ہیں۔ اس لیے میری یہ submission ہے۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ جس آدمی کے خلاف الزام آئے کہ وہ آدمی

کرپٹ ہے ' اس نے بدعنوانی کی ہے ۔ اس نے لوٹ کھسوٹ کی ہے ۔ اس نے اس ملک کے وسائل کو لوٹا ہے ۔ جب تک وہ خود کو اس الزام سے بری الذمہ ثابت نہ کر دے اس وقت تک وہ اس ہاؤس میں نہ پہنچے نہ وہ اس میں بیٹھنے کا وہ حق دار ہوگا۔ اس کے بغیر احتساب کے نظام جس کے بارے میں عوام میں یہ تاثر عام ہے کہ احتساب ہوتا نظر نہیں آ رہا اور احتساب مؤثر نہیں ہے ۔ تو پھر یہی کچھ ہو گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ کی یہ commitment ہے کہ اس ملک سے ' اس ملک کے عوام سے ہم احتساب کا ایک مؤثر نظام لائیں گے ۔ اور ہمارے ملک کے جو حالات ہیں اور جو پچھلے تین سال سے ہوتا رہا ہے اب ہمیں اس قسم کی dire steps لینے چاہئیں کہ جس آدمی پر بھی الزام آئے کہ اس نے کرپشن کی ہے ' بدعنوانی کی ہے وہ اس ہاؤس میں آنے سے پہلے ' اس ہاؤس کا الیکشن لڑنے سے پہلے خود کو ثابت کرے کہ اس نے کرپشن نہیں کی اور وہ بے گناہ ہے ۔ پھر جو یہ سات دن یا تیس دن کی شرط ہے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہر فیصلہ ہر ریفرنس سات دن میں decide۔ چونکہ جس کے خلاف الزام ہو گا اسے خود اس بات کی جلدی ہو گی کہ میں نے اسے سات دن میں decide کرواتا ہے اور اس کے بعد میں نے الیکشن لڑنا ہے یا ہاؤس میں جا کے بیٹھنا ہے ۔ ورنہ کوئی معاملہ بھی نہ سات دن میں decide اور نہ وہ سال میں decide ہوگا۔ اس سے سارے جمہوری ادارے ' یہ معزز ایوان بھی بدنام ہوں گے ' سیاست دان بھی بدنام ہوں گے اور عوام کا اعتماد اس نظام پر نہیں رہے گا ۔ اور یہ ہماری commitment ہے ' پاکستان مسلم لیگ کی commitment ہے ' موجودہ حکومت کی commitment ہے ۔ اگر میں یہ کہوں تو یہ غلط نہ ہو گا کہ یہ جو بھاری مینڈیٹ ہمیں ملا ہے ۔ خدا کی قسم یہ اس کرپشن کے خلاف ری ایکشن کی بھی ایک شکل ہے جو تین سال تک ہوتی رہی ہے ۔ اگر ہم نے اس کو روکنے کے لیے اس قسم کی steps نہ لیے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے مینڈیٹ سے اور عوام کے اس اعتماد سے غداری کریں گے جو عوام نے ہم پر کیا ہے ۔ شکریہ' جناب سپیکر !

مولوی غیاث الدین :۔ میرے فاضل دوست نے قرارداد میں یہ کہا کہ جس پر کرپشن کا الزام لگ جائے ۔ گزارش یہ ہے کہ قانون پہلے ہی موجود ہے کہ اخلاقی جرم میں جو سزایافتہ ہو وہ الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتا ۔ باقی رہی بات الزام کی ۔ تو اگر یہ قرارداد منظور ہو جائے تو الزام تو ہر گورنمنٹ اپنے مخالف پر لگا دے گی ۔ اور الزام لگانے کے ساتھ الیکشن میں حصہ نہ لینا بہت بڑی زیادتی ہو گی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مولوی صاحب! کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بول رہے ہیں؟ سن بھی لیا کریں کہ چیئر کیا پوچھ رہی ہے۔ جب آپ اتنے جوش سے بات کرتے ہیں تو ادھر بھی توجہ فرمائیے۔ کیا یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تھا؟

مولوی غیاث الدین، جی ہاں!

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب اختر محمود، جناب سپیکر ' آپ کی اجازت سے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ جو قرارداد ایوان میں پیش کی گئی ہے -

جناب ڈپٹی سپیکر ، کیا آپ اس پر تقریر فرمانا چاہتے ہیں۔

جناب اختر محمود، جی ہاں!

جناب ڈپٹی سپیکر ، فرمائیے!

جناب اختر محمود ، جناب سپیکر! اس کے حوالے سے میں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں تک معزز رکن کے اس قرارداد کے محرک جذبے کا تعلق ہے میں اس جذبے کو سراہنے کے باوجود اس قرارداد کی اس حوالے سے مخالفت کر رہا ہوں کہ جناب! ہمارے ملک میں جو اس وقت پولیٹیکل کلچر موجود ہے وہاں پر تمام سیاسی لیڈر اور سیاسی پارٹیاں دوسرے پر الزامات اور جوابی الزامات لگانے میں کسی بھی امر سے دریغ نہیں کرتیں۔ مجھے کہنا یہ ہے کہ اس وقت جو ملک کا رائج قانون ہے اس میں بڑے واضح الفاظ میں یہ بات موجود ہے کہ جب تک الزام آخری سطح پر ثابت ہو کر وہ ملزم مجرم نہ قرار پا جائے اس وقت تک اس کے بنیادی حقوق محفوظ رہنے چاہییں ۔ چنانچہ محض الزام کی بنیاد پر کسی شخص کو الیکشن میں حصہ لینے سے اگر روکا گیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس ملک میں کوئی بھی شخص ان مقدس اور محترم ایوانوں تک نہیں پہنچ سکے گا۔ ہر حریف اور مخالف پر الزامات کی بوچھاڑ کر دیں گے۔چنانچہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب الزام لگے اس الزام کو متعلقہ عدالت مکمل کارروائی کے بعد اس شخص کو مجرم قرار دے ۔اپیل کے مختلف مراحل جب تک طے نہ ہو جائیں اس وقت تک محض الزام کی بنیاد پر کسی شخص کو الیکشن میں حصہ لینے سے روکنے سے نہ صرف یہ کہ آئین میں دیے گئے اس کے بنیادی حقوق متاثر ہوں گے بلکہ یہ خود ملک کے آئین اور قانون کی بنیادی روح اور سپرٹ سے بھی متصادم ہو

۔ چنانچہ اس قرارداد کو ان الفاظ میں لایا جائے کہ جب کسی عدالت کی [illegible]
مجرم قرار دے دے ' ضابطے کی تمام کارروائی اور evidence آنے کے بعد اور جب وہ اپیل کے تمام حقوق استعمال کر چکے اورجب فائنل اپیل میں بھی وہ شخص کرپشن ' بد دیانتی یا خیانت مجرمانہ یا قومی املاک کو نقصان پہنچانے یا اس کے غلط استعمال کا مرتکب قرار پایا جائے تو صرف اسی صورت میں انتخابات میں حصہ لینے سے باز و ممنوع رکھا جا سکتا ہے ۔ اس سے پہلے پہلے اگر ہم نے کوئی ایسی قرارداد adopt کی تو اس کے نتیجہ میں ہم پورے ملک میں اپنے رائج شدہ آئین اور قانون سے متصادم ایک قرارداد منظور کرانے کے مرتکب ہوں گے ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکر گزار ہوں ۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میرے دونوں فاضل دوستوں اختر محمود صاحب نے اور مولوی صاحب نے محض الزام کی بات کی ہے ۔ جب کہ میری قرارداد میں محض الزام کی بات نہیں ہے ۔ بلکہ یہ ہے کہ جو الزام بادی النظر میں درست پایا جائے اور ریگولر انکوائری زیرعمل ہو اور اس کے بعد یہ ہے کہ اس کے خلاف مقدمہ ' ریفرنس ' پٹیشن subjudice ہو اور وہ کسی مجاز عدالت سے انہی الزامات کے تحت سزا پا چکا ہو ۔ بات صرف یہ ہے کہ اس کی اپیل صرف اعلیٰ عدالت میں ہو ۔ جناب سپیکر! ہمارے ملک کا نظام ایسا ہے کہ ایک آدمی کو اگر سیشن کورٹ سے پچیس سال کی سزا قید ہوتی ہے جب اس کی اپیل سپریم کورٹ میں فائنل ہوتی ہے اس وقت وہ عمر قید کی سزا بھگت کے گھر آ چکا ہوتا ہے ۔ اگر اس طرح سے کرپشن کو روکنا ہے تو پھر تو وہ نہیں رکے گی ۔ پھر اگلے الیکشن کا بھی کوئی ریفرنس decide نہیں ہو گا۔ میری مراد کسی کے الزام دینے سے نہیں ہے ۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر ، مولوی محمد سلطان عالم صاحب !

مولوی محمد سلطان عالم ، جناب سپیکر! میں بہت مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم معاملہ پر مجھے اظہار خیال کا موقع عطا فرمایا ۔ یہ قرارداد جو آج اس معزز ایوان کے سامنے پیش کی گئی ہے اس کے نتیجے میں میری مخلصانہ رائے میں ایک ایسا سسٹم قائم ہو گا اور ایک ایسا ماحول پیدا ہو جائے گا کہ جس سے ہمارے معاشرے میں اور خاص طور پر سیاسی حلقوں میں بے انداز frustration پیدا ہو گی ۔ یہ جو قرارداد ہے اس کے سلسلہ میں میں پہلے تو عرض کروں گا کہ فاضل ممبر نے فرمایا کہ " جس پر الزام ہو اور بادی النظر میں درست پایا جائے " اس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ جب کوئی شخص عدالت میں

آ کر ایک استغاثہ بھی دائر کرتا ہے تو اور میں مخالف فریق یعنی الزام علیہ کو طلب کر لیا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ بادی النظر میں وہ الزام اس کے خلاف ہے اور اس نے اس میں صفائی پیش کرنی ہے ۔ اس مرحلے پر وہ الیکشن لڑنے اور سیاست میں حصہ لینے سے disqualify ہو جائے گا ۔ اس کے علاوہ اس میں جو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں ۔ "جس کے خلاف کرپشن یا خورد برد " لفظ یا اور " اور" میں بڑا فرق ہوتا ہے ۔ آگے آپ ملاحظہ فرمائیں ۔ "جو بادی النظر میں جرم ثابت ہو اور جس کے خلاف ریگولر انکوائری زیر عمل ہو ۔ یا اس کے خلاف ' یہاں "اور" کا لفظ نہیں ہے ۔ یا اس کے خلاف انہی الزامات کے تحت مقدمہ' ریفرنس یا پٹیشن زیر سماعت ہو ۔ مقدمہ تو عدالت میں ہو سکتا ہے ۔ ریفرنس کسی اتھارٹی کے پاس ہو سکتا ہے یا arbitrator کے پاس ہو سکتا ہے اور پٹیشن کسی بھی محکمے کے پاس ہو سکتی ہے ۔ اس کا اتنا wide scope ہے کہ جس کے تحت اس صوبے کا کوئی بھی شخص الیکشن میں حصہ لینے کا حق دار نہیں رہے گا ۔ اس کے علاوہ میں عرض کروں گا کہ یہ جو قرارداد آئین پاکستان میں دیے گئے بنیادی حقوق کی یکسر نفی کرتی ہے ۔ آئین پاکستان کے تحت جو ہمارے basic rights guarantee کیے گئے ہیں بنیادی حقوق محفوظ کیے گئے ہیں ان کے تحت کسی شخص کو بھی الیکشن میں حصہ لینے ' سیاست میں حصہ لینے سے اس وقت تک باز نہیں رکھا جا سکتا تاوقتیکہ اس کے خلاف الزام مکمل عدالتی نظام یہ نہ کہہ دے کہ وہ شخص اس کرپشن 'اس بدعنوانی اور اس جرم کا مجرم ہے ۔ صرف الزام کی بنیاد پر کسی شخص کو مجرم قرار دے دینا ہمارے آئین پاکستان کی نفی کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میں عرض کروں گا کہ Islamic jurisprudence کے تحت ہمارا آئین بنایا گیا ہے اس میں بھی یہ کلازز موجود ہیں' precedents اور ایسے فیصلے خلفائے راشدین سے لے کر آج تک موجود ہیں کہ محض الزام کی بنیاد پر کسی شخص کو ملزم نہیں ٹھہرایا جا سکتا ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کو عرض کروں گا کہ اسلامی نظام ' اسلامی jurisprudence جس کے تحت یہ ہمارا آئین پاکستان بنایا گیا ہے وہاں بھی یہ کلازز موجود ہیں ' precedents ہیں ' ایسے فیصلے موجود ہیں خلفاء راشدین کے زمانے سے لے کر آج تک جہاں کہیں بھی اسلامی حکومت رہی ہے یہی ہوتا رہا ہے کہ محض الزام کی بنیاد پر کسی شخص کو ملزم نہیں ٹھہرایاجا سکتا ۔چنانچہ یہ قرارداد نہ صرف اسلامی نظام ' اسلامی jurisprudence کی ' اس کے بنیادی نکات کی نفی کرتی ہے بلکہ ہمارے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت جو بنیادی حقوق محفوظ کیے گئے

ہیں اس کی نفی کرتی ہے ۔ اس کے علاوہ میں آپ سے عرض کروں گا کہ ہمارے judicial system میں ' قانونی نظام میں اس طرح کے بہت سے قوانین موجود ہیں جہاں پر اسی چیز کو ' اسی قرار داد کے تحت جتنے بھی مقدمات ہوتے ہیں ' الزامات ہوتے ہیں ان میں اگر کوئی شخص مجرم ثابت ہو جائے ' عدالتیں کہہ دیں کہ یہ شخص مجرم ہے تو وہ الیکشن میں حصہ لینے کا حق دار نہیں رہتا ' کسی public office کو hold کرنے کا حق دار نہیں رہتا ۔ ان قوانین کی موجودگی میں ' ہمارے آئین میں موجود دفعات کے تحت میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد قطعی غیر ضروری ہے اور اس پر مزید کسی کارروائی کی ضرورت نہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک عمر فاروق صاحب!

حاجی ملک عمر فاروق : جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے یہ جو قرارداد پیش کی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ" انکوائری الزامات کی بنیاد پر اگر اس کے خلاف ہو اور درست پائے جائیں تو اسے نااہل کر دیا جائے" میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ بات قطعاً مناسب نہیں کہ کسی الزام کی بنیاد پہ کسی آدمی کو الیکشن میں حصہ نہ لینے کا پابند کیا جائے کیونکہ سپیئر عدالت میں جانا ' appeal میں جانا ایک بنیادی حق ہے۔ یہ right of appeal کو سلب کرنے والی بات ہے ۔ اکثر دیکھا گیا ہے اور میرے فاضل دوست کو بھی اس چیز کا علم ہو گا کہ بعض اوقات مخالفین جھوٹے الزامات لگاتے ہیں۔ ہمارے قائد میاں نواز شریف پر بھی جھوٹے الزامات لگے ' عدالتوں میں گئے لیکن apeal میں وہ الزامات درست ثابت نہ ہو سکے تو ایسی صورت حال میں ایک جھوٹے الزام کی بنیاد پر انکوائری میں لے کر جانا اور کسی سیاسی دباؤ میں ' کسی authority سے اس کے خلاف فیصلہ کروانا اور چونکہ ایک انکوائری افسر یا ادارے نے اس کے خلاف فیصلہ دیا ہے لہٰذا وہ الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتا یہ بات نامناسب ہے اور میں اس قرار داد کی اس بنیاد پر مخالفت کرتا ہوں یہ قانون تو پہلے سے موجود ہے کہ اگر کوئی apeal میں جا کر ' final authority میں جا کر بھی ملزم ثابت ہو جائے اور مجرم بن جائے ' پھر بے شک وہ قومی اسمبلی کا ممبر ہو یا کسی ادارے کا افسر ہو تو اس کی رکنیت automatically ختم ہو جائے گی ۔ مجرم ثابت ہونے کے بعد اس کی رکنیت 'اس کی حیثیت ختم ہو جاتی ہے' تو میں اپنے دوست سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس قرار داد کو واپس ہی لے لیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! یہ قرار داد جو پیش کی گئی ہے اس میں ایک انتقامی کارروائی کا راستہ کھولنے والی بات ہے کہ جب بھی کوئی چاہے گا کہ میں اپنے مخالف فریق کو الیکشن لڑنے سے روکوں تو وہ ایک درخواست دائر کر دے گا اور اس قرارداد کے پاس ہونے کے بعد جب تک اس درخواست کا فیصلہ نہیں ہو جاتا بے شک وہ بے گناہ ہو یا گناہ گار ہو وہ الیکشن نہیں لڑ سکے گا۔ جناب والا! اس میں لکھا گیا ہے کہ " اس پر الزام ہو ' انکوائری چل رہی ہو ' مقدمہ ہو ' referenceہو ' petition ہو تو اس کو الیکشن لڑنے سے روک دیا جائے " ۔ جناب والا! یہ تو انتقامی کارروائی کرنے کا ایک راستہ ہو گا ۔ قانون میں بھی اسے ملزم نہیں گردانا جاتا جب تک کہ جرم ثابت نہ ہو جائے وہ الزام علیہ کہلواتا ہے ملزم نہیں کہلواتا ۔ ملزم اس وقت بنتا ہے جب اس کی petition کا فیصلہ اس کے خلاف ہو جائے اور پھر apeal کا حق بھی اسے قانونی طور پر حاصل ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو ______ ہمارے ہاں ایسا بھی ہوتا ہے کہ شیخ رشید جیسے محب وطن کو سات سال کی سزا سنا دی گئی اور اگر apeal کی گنجائش نہ ہوتی اور اسے وہاں پر بری نہ کیا جاتا تو ان کی قرارداد کی رو سے وہ ہر حالت میں الیکشن لڑنے سے فارغ تھے ۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ انتقامی کارروائی کا راستہ کھولنے کا ایک ذریعہ بن جائے گا اور صحیح آدمی بھی الیکشن لڑنے سے رہ جائیں گے کیونکہ ان کا کوئی مخالف جب ان کے خلاف کوئی جھوٹی درخواست بھی دائر کر دے گا تو انھیں الیکشن سے روک دیا جائے گا ۔ لہٰذا اس قرار داد کو پاس نہ کیا جائے ۔ مہربانی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون : جناب سپیکر! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا ۔ جس طرح کہ یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور جس طرح معزز اراکین اسمبلی نے اس قرار داد کے خلاف اپنی رائے ' اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے میں ان کے خیالات سے مکمل طور پر اتفاق کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس قرار داد ____ معزز رکن نے یہ فرمایا ہے کہ بادی النظر میں ' میں سمجھتا ہوں کہ اگر بادی النظر میں اس قرار داد کو ہی دیکھ لیا جائے تو صرف الفاظ کے حوالے سے بھی یہ کسی طرح اس بات کے لیے qualify نہیں کرتی کہ اس کو منظور فرمایا جائے ۔ جناب سپیکر! یہاں لکھا گیا ہے کہ " کوئی شخص جس کے خلاف کرپشن یا خورد برد کا الزام ہو " میں سمجھتا ہوں ' جس طرح اختر محمود صاحب نے فرمایا ہے کہ آج جو ہمارے معاشرے میں ایک political culture بن چکا ہے اس کے تحت تو الزامات

کسی شخص پر نہیں لگائے جاتے ؟ جناب سپیکر! آپ خود انتخابات کے مرحلے سے گزر کر آئے آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب کاغذات نامزدگی پر اعتراضات ہوتے ہیں تو ایسے ایسے اعتراضات بھی لگائے جاتے ہیں ' مخالفین لگاتے ہیں ' امیدوار ایک دوسرے پر لگاتے ہیں، جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا اور اگر صرف ان الزامات کو بنیاد بنا کر یہ فیصلہ کر لیا جائے کہ کوئی شخص انتخاب میں حصہ لینے کے لیے نا اہل ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طور پر بھی بات درست نہیں ہو گی ۔ دوسرا یہاں پر mover نے یہ کہا ہے کہ " جس شخص کے خلاف regular یا ویسے ہی انکوائری زیر عمل ہو " ----- جناب والا! انکوائری کا basic concept یہ ہے کہ ایک معاملے کی تحقیق کرنا کہ وہ غلط ہے یا صحیح اور صرف انکوائری کے pending ہونے کی بناء پر اس کو disqualify کر دیا جائے اور اس پر پابندی لگا دی جائے کہ وہ انتخابات میں حصہ نہیں لے سکتا میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط ہو گا ۔ جناب سپیکر! یہاں پر معزز رکن نے یہ فرمایا ہے کہ اگر ہم نے احتساب کا یہی سلسلہ جاری رکھا تو پھر شاید ہم اگلے انتخابات تک بھی اس بات کا تعین نہ کر سکیں کہ ہم نے corrupt افراد کو الیکشن میں حصہ لینے سے کس طرح روکنا ہے ۔ یہاں میں یہ ضرور عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر ہم نے یہاں پر یہ سلسلہ شروع کر دیا کہ انکوائری pending ہونے پر ' محض الزام کی بنیاد پر کسی کو الیکشن سے روکا گیا تو پھر وہ شخص کبھی بھی، کسی بھی انتخاب میں حصہ نہیں لے سکے گا کیونکہ مخالف ہر شخص کے ہوتے ہیں ۔ آپ کے بھی مخالف ہیں ' ہمارے بھی مخالف ہیں ' لوگ نظریات کے مخالف ہوتے ہیں ' ذات کے مخالف ہوتے ہیں اور ہمارے معاشرے میں مخالفت کا ایک سلسلہ چلتا ہے لیکن اس میں اگر یہ تصور کر لیا جائے کہ کوئی شخص کسی کے خلاف درخواست دے دے تو اس کو نا اہل قرار دے دیا جائے تو یہ انتہائی زیادتی کی بات ہو گی ۔ یہاں میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے کہا کہ " جب تک اعلیٰ عدالتوں میں زیر سماعت یا pending apeal ہو " تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس لحاظ سے بھی درست نہیں ہے کہ آئینی طور اور قانونی طور پر اگر کسی شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ اس کے خلاف جو الزامات ہیں یا کسی ماتحت عدالت نے اس کے خلاف فیصلہ کیا ہوا ہے اور وہ اس فیصلے کے خلاف apeal میں گیا ہوا ہے تو یہ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ عدالتیں بعض اوقات اس طرح بھی کرتی ہیں کہ ماتحت عدالت کے فیصلے کو معطل کر دیا جاتا ہے اور اس کو right دیتی ہیں کہ وہ اپنی political activities کو جاری رکھے اور جو عمل وہ کرنا چاہتا ہے اس میں کوئی خلل واقع نہ ہو ۔ اس لیے میں اپنے معزز ممبر کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ معزز ممبران اسمبلی کے خیالات سننے کے

بعد ' میری گزارشات کے بعد وہ ہمارے ساتھ اتفاق کریں گے اور اپنی اس قرار داد کو press نہیں فرمائیں گے ۔ شکریہ ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ وزیر موصوف نے political culture کے حوالے سے جو بات فرمائی ہے کہ ہمارے ہاں political culture ایسا بن گیا ہے کہ ہم الزامات لگاتے ہیں ہم انتقامی کارروائیاں کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے بیان اور آصف زرداری کے بیانات جو اخبارات میں چھپتے ہیں ان میں کیا فرق ہے؛ جس آدمی نے تین سال تک اس ملک کو لوٹا اور پورا ملک اس بات کا گواہ ہے ' پوری دنیا اس بات کی گواہ ہے وہ بھی یہی کہہ رہا ہے کہ جناب یہ political culture ہے۔ انتقامی کارروائی ہے ' مجھ پر الزامات لگائے جا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! جن لوگوں نے اقتدار کی کرسی پر آ کر بیٹھنا ہے میں نے یہ قرار داد اس واقع کی بنیاد پر پیش کی ہے یہ واقع تمام مستند کتابوں میں ہے ' مولوی صاحب نے بھی بات کی ہے دوسرے دوستوں نے بھی اسلام کے حوالے سے بات کی ہے ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر رسول پر بیٹھے تھے اور جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے تو ایک بدو نے اٹھ کر کہا کہ آپ کے پاس یہ دوسری چادر کہاں سے آئی؛ جبکہ تمام مسلمانوں کو ایک ایک چادر ملی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیچے اتر آئے اور نیچے آ کر وضاحت کی کہ دوسری چادر میرے بیٹے کی تھی جو اس نے مجھے دے دی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دوبارہ منبر رسول پر بیٹھے تو کہا کہ اس وقت تک جب تک میں یہ الزام اپنے اوپر غلط ثابت نہ کر دیتا ' اس کی وضاحت نہ کر دیتا یہاں پر بیٹھنا میرے لیے جائز نہیں تھا۔ یہ اقتدار کی کرسی ہے اگر لوگوں پر الزام آتا ہے ' جن لوگوں پر بھی الزام آتا ہے ۔ اس ملک میں بہت سے neat and clean لوگ ہیں جن کے اوپر کوئی انگلی بھی نہیں اٹھا سکتا ۔ کیا ان لوگوں نے کوئی ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ انھوں نے الیکشن لڑنے ہیں؟ ٹھیک ہے جس پر الزام آئے گا اور وہ کسی ریفرنس اور کسی اتھارٹی کے حوالے سے درست ثابت ہوتا ہے تو وہ الیکشن میں حصہ نہ لے ۔ اگلی دفعہ لے لے اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دلوائے' انکوائری کو جلدی conclude کرائے ۔ یہ نہیں کہ کبھی وکیل کا بہانا اور کبھی کوئی بہانا اور دو دو چار چار پانچ پانچ سال انکوائری چلتی رہتی ہے ۔ اس لیے میں صدق دل سے یہ سمجھتا ہوں اور مجھے اس بات پر اعتماد ہے کہ جیسے راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ ہمارے ہاں political culture بن چکا ہے ۔

ہمارے ہاں کرپشن کا بھی یہی کلچر بن چکا ہے کہ ہم جی بھر کر لوٹتے ہیں اور اس کے بعد جب ہم پر الزام لگتا ہے تو ہم مظلوم بن جاتے ہیں کہ جناب یہ تو ہمارے اوپر الزام ہے ۔ یہ تو ہمارے خلاف انتقامی کارروائی ہو رہی ہے ۔ ہمارے ہاں یہ جو کرپشن کا کلچر بن چکا ہے اس کے ازالے کے لیے جب تک ہم اس قسم کے dire steps نہیں لیں گے اس وقت تک سدباب نہیں ہوگا۔ یہ جو ہمارا مروجہ آئینی اور قانونی نظام چل رہا ہے جس کا حوالہ محترم لاءمنسٹر صاحب دے رہے ہیں اس سے آج تک کوئی رزلٹ نہ برآمد ہوا ہے اور نہ آئندہ ہو گا۔ یہ صحیح بات ہے حق بات ہے جو میں نے کہہ دی ہے آگے ممبران کی مرضی ہے کہ وہ اسے through کرتے ہیں یا نہیں؟

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب ڈپٹی سپیکر، اس مسئلے پر لاءمنسٹر صاحب نے فرما دیا ہے ۔ ان کی بات ہو گئی ہے ۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ پارلیمنٹ آئین میں ترمیم کرے اور آئین کی دفعہ 62 میں اس ذیلی دفعہ کا اضافہ کیا جائے کہ کوئی شخص جس کے خلاف کرپشن یا خورد برد کا الزام ہو اور جو بادی النظر میں درست پایا جائے اور جس میں ریگولر انکوائری زیرعمل ہو یا اس کے خلاف انہی الزامات کی بناء پر کوئی مقدمہ ' ریفرنس یا پٹیشن زیر سماعت ہو یا وہ کسی عدالت مجاز سے انہی الزامات کے تحت سزا پا چکا ہو اور اس کی اپیل اعلیٰ عدالتوں میں زیر سماعت ہو اس وقت تک پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی کے الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتا جب تک کہ وہ مذکورہ انکوائری ' مقدمہ ' ریفرنس یا پٹیشن میں متذکرہ الزامات سے بری الذمہ قرار نہ دے دیا جائے ؟

(قرار داد نامنظور ہوئی)

گوجرانوالہ میں ہوم اکنامکس کالج کا قیام

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب عثمان ابراہیم صاحب اپنی قرار داد پیش کریں۔

میاں عثمان ابراہیم ، شکریہ' جناب سپیکر ! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ گوجرانوالہ میں ہوم اکنامکس کالج کے قیام کی سکیم کو اگلے مالی سال 98-1997 ء کے بجٹ میں شامل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ گوجرانوالہ میں ہوم اکنامکس کالج کے قیام کی سکیم کو اگلے مالی سال 98-1997ء کے بجٹ میں شامل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ گوجرانوالہ میں ہوم اکنامکس کالج کے قیام کی سکیم کو اگلے مالی سال 98-1997ء کے بجٹ میں شامل کیا جائے۔

(قرار داد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

عام بحث

کرپشن کے خاتمے کے موضوع پر بحث

DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the motion for general discussion from Ch. Shahid Akram Bhindar. He may move it.

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر ! میں اس motion کو move کرنے سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر ! میری گزارش یہ ہے کہ میں نے اس ماہ کی 15 تاریخ کو ......

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر ، میں نے اس ماہ کی 15 تاریخ کو ایک motion move کی تھی For amendment of the Rules of Procedure of Punjab Assembly اور مجھے جو چٹھی ملی جس پر کل کی تاریخ میں دستخط ہیں حالانکہ اس میں سات دن کا نوٹس چاہیے تھا اور وہ آج کے ایجنڈے میں شامل ہونی چاہیے تھی لیکن ان ترامیم کو آج کے ایجنڈے میں شامل نہیں کیا گیا اور جو Rule 194 quote کیا گیا ہے صرف 194 لکھا ہے اس پر کسی سب سیکشن کا ذکر نہیں کیا گیا ۔ بہرحال میں اسی سیکشن کو بھی لے لوں تو میری گزارش یہ ہے کہ میرے نوٹس میں سات دن کا نوٹس ہونا چاہیے تھا اور دس دن کے بعد اس کو reject کیا گیا ہے ۔ لاء کے مطابق تو میں نے سات دن کا نوٹس دینا تھا اور سات دن بعد اس کو ایجنڈے میں شامل کیا جانا لازمی تھا۔ اب ہوا یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ

بھی adopt کروائی ہے ۔ جناب والا ! گورنمنٹ نے تو دو دن کے نوٹس پر ـــــــ حالانکہ substantive motion کے لیے ان کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ 15 دن کا نوٹس دیتے ۔ لیکن گورنمنٹ نے دو دن کے نوٹس پر اپنے substantive motion کو move کر لیا اور مجھ پر یہ condition لگائی جا رہی ہے کہ new rules کے مطابق آپ کا 15 دن کا نوٹس چاہیے ۔ جناب والا ! میرا 15 تاریخ کا نوٹس اس وقت کے رولز کے مطابق تھا اور جو کل amendment ہوئی ہے اس کو آپ کسی صورت میں بھی retrospective effect نہیں دے سکتے ۔ وہ 25 تاریخ کے بعد لاگو ہوئی ہے اس سے پہلے تو آپ نے اس کو retrospective effect نہیں دیا ۔ تو میری گزارش ہے کہ ان ترامیم کو ایجنڈے میں آنا چاہیے تھا ۔ وہ ترامیم آج کے ایجنڈے میں شامل کیوں نہیں کی گئیں؟ میں اس پر آپ کی رولنگ چاہتا ہوں ۔ آپ ذرا رولنگ فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں کل اس پر آپ کو رولنگ دے دوں گا ۔ ابھی اس کو محفوظ کر رہا ہوں بعد میں بتا دوں گا۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر ، جناب سپیکر ! در اصل بات یہ تھی کہ وہ آج کے پرائیویٹ ممبر ڈے میں ان ترامیم کو لانا ہی نہیں چاہتے تھے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مجھے ابھی سیکرٹری صاحب بتا رہے ہیں کہ جناب سپیکر نے اس پوائنٹ پر رولنگ دے کر آپ کو convey بھی کر دیا ہے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر ، جناب سپیکر ! میں وہی تو بات کر رہا ہوں کہ میرے سات دن کا نوٹس تھا اور اسے reject نہیں کیا جانا چاہیے تھا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جب رولنگ آ گئی ہے تو اب پھر کیسے کریں گے ؟

چودھری شاہد اکرم بھنڈر ، جناب والا ! وہ رولنگ نہیں ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، دوبارہ consider کر لیتے ہیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر ، گزارش یہ ہے کہ اس کے لیے پھر fresh notice دینا پڑے گا ۔ حالانکہ میرا پچھلا notice treat ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، سپیکر صاحب نے جو رولنگ دے کر آپ کو convey کیا ہےاس کے باوجود اگر آپ چاہتے ہیں تو دو ہی صورتیں ہیں یا تو اس کو دوبارہ consider کر لیتے ہیں اور پھر اس صورت میں تو میں رولنگ دے ہی نہیں سکتا کیونکہ already سپیکر صاحب نے رولنگ دے دی ہے ۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر ! میں تو کہتا ہوں کہ آپ اس پر رولنگ دیں آپ اس پر retrospective effect تو نہیں دے سکتے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چلیں اس پر بعد میں بات کر لیں گے ۔ابھی آپ اس کو move نہیں کرتے ؟

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، آپ نے رولنگ کے لیے اسے pending کر لیا ہے ۔ ٹھیک ہے جناب ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تو کیا آپ ابھی اس کو move نہیں کر رہے ؟

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، کس کو جناب ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس motion کو ؟

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب والا ! میں motion تو move کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، فرمائیے ۔ یہی تو میں عرض کر رہا ہوں لیکن آپ نے کہا کہ وہ pending ہے ۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، نہیں نہیں ۔ اس کو نہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بسم اللہ کیجیے ۔

CH SHAHID AKRAM BHINDER: I move that the situation pertaining to the corrupt practices prevalent in the Province may be discussed with a view to finding out ways and means for its elimination and affecting a sound method of accountability.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is that the situation pertaining to the corrupt practices prevalent in the Province may be discussed with a view to finding out ways and means for its elimination and affecting a

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی رانا ثناء اللہ صاحب نے ایک resolution move کیا تھا وہ بھی corrupt practices کے بارے میں تھا لیکن میں نے اس وقت یہ point out نہیں کیا کہ میری یہ motion آ رہی ہے ان کی discussion اس میں بھی ہو سکتی تھی ۔ بہرحال میری اس میں گزارش یہ ہے کہ اس وقت صوبہ میں جو corrupt practices اور کاروبار زور و شور سے جاری ہے اس کے لیے یہاں بیٹھ کر طریقہ کار ڈھونڈنا چاہیے کہ کرپشن کو کیسے روکا جا سکتا ہے minimize کیسے کیا جا سکتا ہے ۔ کیونکہ کرپشن سے متعلق قانون 1947 ء سے چلا آ رہا ہے لیکن وہ قانون اتنا مؤثر ثابت نہیں ہوا ۔ اس میں کیا نقائص تھے کیا نقائص ہیں اس میں وقتاً فوقتاً ترامیم بھی ہوئیں یا نہیں۔ لیکن اس کی جو effectiveness ہے، وہ آپ بھی جانتے ہیں عوام بھی جانتے ہیں ۔ سارے دوست جانتے ہیں کہ وہ قانون اس ملک و قوم کے لیے کتنا helpful رہا ہے یا نہیں۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ ایک احتساب بل لایا جائے ۔ حالیہ مسلم لیگ کی حکومت نے ، فیڈرل گورنمنٹ نے قومی اسمبلی میں ایک احتساب بل پیش کیا اور اس بل کے مطابق اب proceedings بھی جاری ہیں ۔ احتساب بل کے بعد کل پنجاب اسمبلی نے صوبائی محتسب کا بل بھی پاس کیا ۔ اس صوبے میں اس ملک میں جو کرپشن ہے اور corrupt practices ہیں اس کو ختم کرنے کا ایک طریقہ ہے اور یہ ادارہ بھی ہمیں کافی مدد دے گا ۔ جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ mal practices, corrupt practices, irregularities, violation of different rules اور ایک عام آدمی کو اپنے کام کاج کے سلسلے میں کرپشن کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس سلسلے میں ہم کوئی طریقہ کار وضع کریں ۔ اس کے لیے ہم کوئی قانون بنائیں یا قانون میں ترمیم کریں یا کوئی اور طریقہ کار اپنائیں جس سے عوام کو relief مل سکے ۔ اس سلسلے میں اگر آپ نظر دوڑائیں تو آپ دیکھیں گے کہ حکومتی اداروں میں بھی کافی revenue leakage ہے۔ آپ رجسٹریشن برانچوں کا طریقہ کار دیکھیں وہاں پر سٹیمپ ڈیوٹی کو evade کیا جاتا ہے۔ کیونکہ corruption prevalent ہے ، سٹیمپ ڈیوٹی کی بچت کر کے حکومت کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ اس طرح اور بھی بہت سے طریقہ کار کرپٹ لوگوں نے ایجاد کیے ہوئے ہیں جس سے revenue میں کمی ہوتی

ہے اور گورنمنٹ کے خزانے میں وہ پیسے جمع نہیں ہوتے ۔ evasion of taxes کو لے لیں اور evasion of taxes میں پراپرٹی ٹیکس بھی آتے ہیں ۔ بلکہ محکمہ بھی اس میں شامل ہوتا ہے اور وہ evasion of taxes کرواتا ہے اور یہ سارا evasion گورنمنٹ کو revenue کا نقصان ہے ۔ اسی طرح پولیس کے محکمے میں بھی جو کرپشن ہے اور پولیس اپنے laws پر غلط طریقے سے عمل درآمد کرواتی ہے ۔ اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ کرپشن پاکستان میں ایک ناسور ہے جس کو ہم سب دوستوں کو ہر حالت میں مل بیٹھ کر ختم کرنا چاہیے اور جڑ سے اکھاڑنا چاہیے تاکہ صوبہ پنجاب کو اور اس معاشرے کو پاکستان کو پھلتا پھولتا دیکھیں ۔ اچھی حکومت اور اچھی انتظامیہ اگر اچھے کام کریں گے تو لوگ بھی تعریف کریں گے دنیا بھی دیکھے گی کہ پاکستان میں اچھے کام ہو رہے ہیں اور اس طرح بیرون ملک سے سرمایہ بھی پاکستان میں آئے گا اور یہاں پر سرمایہ کاری بھی ہوگی ۔ اسی میں ملک کی نیک نامی ہے اور پاکستانی قوم کی بھی نیک نامی ہے ۔ بہت بہت شکریہ۔

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین بیرسٹر عثمان ابراہیم کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین ، وزیر قانون صاحب آپ کچھ فرمائیں گے ؛ وزیر قانون سے پہلے اگر کوئی اور معزز رکن اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں ۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب والا ! کرپشن نے تو ہمارے سارے معاشرے کو چاہے وہ سرکاری معاشرہ ہو یاسیاسی معاشرہ ہو بری طرح سے تباہ کر کے رکھ دیا ہے ۔ جناب سپیکر ! میرے فاضل بھائی نے کہا ہے کہ اس کے لیے قانون سازی ہونی چاہیے ۔ میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ کرپشن کو روکنے کے لیے بے پناہ قوانین بنے ہوئے ہیں' کرپٹ سیاست دانوں اور کرپٹ سرکاری ملازمین کو بد ترین سزائیں دے کر عبرت کا نشان بنانے کے لیے بے پناہ قانون بنے ہوئے ہیں۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ان قوانین پر عمل درآمد نہیں ہوتا ۔ انصاف وہ جس کا وقت پر اجراء کر دیا جائے ۔ دیر کا انصاف' انصاف نہیں دے سکتا ۔ آج آپ اخبارات میں پڑھیں کہ ہزاروں اور لاکھوں کیس عدالتوں میں پڑے ہوئے ہیں ۔لوگوں کی پیشیاں بھگتتے بھگتتے جوتیاں ٹوٹ گئی ہیں اور کئی کئی سال سے کیس زیر التواء پڑے ہوئے ہیں جن کو ابھی تک انصاف نہیں مل رہا ۔ لہٰذا میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں قوانین میں تبدیلی کی بجائے انصاف کے تقاضے پورے

کرنے کے لیے جلد ازجلد انصاف مہیا کرنے کے مواقع فراہم کیے جائیں - جناب والا ! جہاں تک میرے فاضل بھائی نے revenue کی collection کی بات کی ہے- میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی محکمہ ایمان داری اور ذمہ داری کے ساتھ اپنی ڈیوٹی سرانجام دے تو پھر یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ سالانہ ہدف جو اس محکمے کو revenue اکٹھا کرنے کے لیے دیا گیا ہے وہ پورا نہ ہو سکے - جناب سپیکر ! میں صحیح اعداد وشمار تو آپ کو نہیں دے سکتا لیکن میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس مالی سال کے اختتام تک بہت سے محکمے کروڑوں روپے کے اہداف پورے نہیں کر سکے - جناب والا! یہ بڑی بدقسمتی ہے اگر یہ محکمے ریونیو اکٹھے نہیں کریں گے تو ملک میں کس طرح سے ترقی ہوگی ملک کا پہیا کس طرح سے چلایا جا سکے گا - اس لیے جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ بڑی مثبت قرار داد ہے ، تجویز ہے کہ جتنے بھی سرکاری محکمہ جات ہیں ان کے ریونیو کے اہداف پوری ایمان داری کے ساتھ پورے کرنے چاہییں تا کہ ملک میں ترقی کا دور دورہ ہو سکے - بہت بہت شکریہ -

راجہ جاوید اخلاص ، پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ فاضل رکن جناب چودھری شاہد اکرم بھنڈر نے جو تحریک پیش کی ہے یہ انتہائی مبہم اور غیر واضح ہے اور اس میں تو انہوں نے کسی خاص مسئلے کے متعلق نشان دہی نہیں کی - آپ یہ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ تحریک پیش کریں گے کہ صوبہ میں پھیلی ہوئی بدعنوانی کے خاتمہ کے لیے وسائل اور ذرائع تلاش کرنے اور احتساب کا ایک ٹھوس نظام رائج کرنے کی غرض سے اس صورت حال پر بحث کی جائے - یعنی کون سی ایسی صورت حال درپیش ہے جس پر یہ بحث کرنا چاہتے ہیں -

جناب چیئرمین ، راجہ صاحب یہ عام بحث کے لیے ہے اور وہ ہو رہی ہے -

راجہ جاوید اخلاص ، جناب والا اس میں انتہائی ابہام ہے - اور پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ -----

جناب چیئرمین ، راجہ صاحب یہ general discussion کے لیے تحریک پیش کی گئی ہے Pertaining to Corrupt Practices صوبے میں جو بدعنوانی ہوئی ہے اس پر ہے-

راجہ جاوید اخلاص ، اور جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت انتہائی سنجیدگی کے ساتھ اقدامات کر رہی ہے -

جناب چیئرمین ، آپ اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں یا پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

راجہ جاوید اخلاص، صرف دو منٹ کے لیے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔

راجہ جاوید اخلاص، میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت جس دن سے برسر اقتدار آئی ہے ۔ تو اس دن سے بڑی سنجیدگی کے ساتھ کرپشن کے اس ناسور پر قابو پانے کے لیے بڑے اقدامات کیے جا رہے ہیں اور اس بات کا واضح ثبوت موجود ہے کہ قومی اسمبلی میں بھی قانون سازی کے لیے بات ہو رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلا موقع ہے کہ 1990 ء سے لے کر آج تک جتنی بھی منتخب حکومتیں گزری ہیں۔ ان کے خلاف اور سرکاری ملازمین کے خلاف یا جس سطح پر بھی کرپشن کے نشانات موجود ہیں ان لوگوں کے احتساب کے لیے باضابطہ کارروائی ہو رہی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ صوبے اور مرکز میں احتسابی نظام کا عمل معرض وجود میں آچکا ہے۔ اور کل ہی ہم نے صوبائی محتسب کے ادارے کے لیے قانون سازی کا بل پاس کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت مرکزی اور صوبائی سطح پر پہلے ہی بڑے واضح طور پر یہ اقدامات کر رہی ہے۔ ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب وزیر اعظم پاکستان اور میاں محمد شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہ motive اور mission ہے کہ صوبے اور ملک میں سے کرپشن کے خاتمے کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں گے اور اس سلسلے میں حکومت اپنی ذمہ داری پوری کر رہی ہے۔ شکریہ جناب!

جناب چیئرمین، شکریہ۔ جی ــ

مولوی محمد سلطان عالم، جناب والا! یہ قرار داد جو آج پیش ہوئی ہے ۔ یہ اس بات کی سوچ پیدا کرنے کے لیے پیش کی گئی ہے جس کی میں پرزور حمایت کرتا ہوں۔ کہ ہم اس mandate کو ' اس ووٹ کو ' اس اعتماد کو جو عوام نے ہمیں دیا ہے ۔ اس ایوان میں آنے کے لیے ہم نے لوگوں سے جو وعدے کیے ہیں اور لوگوں نے جو ہم سے توقعات وابستہ کی ہیں ' اس میں ان کی سب سے پہلی توقع اور خواہش یہی ہے کہ اس ملک سے کرپشن کا خاتمہ کیا جائے ' بدعنوانی کا خاتمہ کیا جائے۔ بے شک یہ حکومت اس سلسلے میں نہایت ہی اہم اور دور رس نتائج سامنے لانے والے اقدامات کر رہی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ ایوان حکومت کے ان اقدامات کے پیش نظر اس بات پر سوچنا چھوڑ دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا یہ فرض ہے اور ہم جس وعدے کے تحت بھی ووٹ حاصل کرکے

یہاں تک پہنچے ہیں اس کے تحت یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم مستقل طور پر اس بات کو سوچتے رہیں کہ کس طرح اس ملک سے بدعنوانی کا خاتمہ کرسکتے ہیں۔ اور یہ بات اس لیے بھی بہت ضروری ہے کہ پچاس سالہ تاریخ کے پیش نظر بے شمار محکمے بنائے گئے ' بے شمار اقدامات کیے گئے اور جتنے بھی اقدامات کیے گئے اور جتنے بھی محکمے بنائے گئے ' قوانین بنائے گئے اس میں سے بچ نکلنے کا راستہ ایسے بدعنوان تلاش کرتے رہے۔ جس وقت کوئی قانون بنایا جاتا ہے ' کوئی restriction لگائی جاتی ہے اس میں سے نکلنے کا راستہ بھی ہم میں موجود لوگ ' ہمارے عوام میں سے ہی موجود لوگ جو کرپشن کرنا چاہتے ہیں وہ اس کے راستے نکال لیتے ہیں۔ لہٰذا ایک اقدام لے کر ' ایک قانون بنا کر ' ایک باڑ لگا کر اس پر مطمئن نہیں ہو جانا چاہیے بلکہ مستقل طور پر اس بارے میں سوچتے رہنا چاہیے کہ کسی طرح بھی اس میں سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہ نکل آئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان کا فرض ہے کہ وہ اس بارے میں مستقل طور پر سوچتا رہے۔ میں آپ سے ایک بات اور عرض کرنا چاہوں گا کہ حکومت جو اقدامات کرتی ہے اس میں جو spade work کیا جاتا ہے جو summaries put up کی جاتی ہیں وہ محکموں کی طرف سے آتی ہیں۔ اس میں عوامی نمائندے ' بے شک منسٹر صاحب فیصلہ کرتے ہیں ' ہمارا جو ہیڈ بنتا ہے اس کے بعد اس میں ہمارے نمائندے موجود ہوتے ہیں لیکن بنیادی طور پر وہ summaries ڈیپارٹمنٹس سے بن کر آتی ہیں۔ سوچ پیدا ہوتی ہے ڈیپارٹمنٹ سے ' جس کو منسٹری کے level پر materilize اور finalise کیا جاتا ہے ۔ لیکن اگر کوئی سوچ اس ایوان کے ممبران کی طرف سے آئے گی تو وہ سوچ سراسر اور ایک دم سے عوامی سوچ ہوگی original سوچ ہوگی۔ ڈیپارٹمنٹس کے مفادات کو سامنے رکھ کر وہ سوچ نہیں ہوگی۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں جو بات کی جائے گی اور جو تجاویز پیش کی جائیں گی وہ ایک دم عوامی مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے original ہوں گی ' ان کا زیادہ اثر ہوگا اور ان سے زیادہ مفاد حاصل ہوسکے گا۔ اس کے علاوہ اگر حکومت کسی محکمے سے کوئی قانون بناتی ہے تو وہ systematic طریقے سے آتے ہیں۔ لیکن اس ایوان میں جو بات چیت کی جاتی ہے اس میں original thinking کا عمل دخل زیادہ ہوگا۔ اور اس میں زیادہ بہتر تجاویز پیش ہوسکیں گی۔ اس بحث سے میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کا فائدہ ہی ہوگا ایوان کا وقت ضائع نہیں ہوگا۔ لہٰذا میں آپ سے عرض کروں گا کہ اس تجویز کو منظور کرتے ہوئے باقاعدہ اس پر بحث کے لیے تمام اراکین کو موقع دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب اختر محمود، (کھڑے ہوئے)

جناب چیئرمین، جناب آپ فرمائیں۔

جناب اختر محمود ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ فاضل محرک نے جو ایک تحریک اس ایوان میں پیش کی ہے اس سے ان کا ان corrupt practices کے حوالے سے concern ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ معزز ایوان صوبے میں اس وقت جو corrupt practices ہے اس کے بارے میں بہت تشویش رکھتا ہے۔ اور چاہتا یہ ہے کہ وہ practices نہ ہوں اور صوبے میں ایک بہتر فضا ہو اور ایک صاف ستھری انتظامیہ ہم صوبے کو دیں۔ دراصل جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ ایک سابقہ حکومت ' ہماری پچاس سالہ تاریخ کی سب سے زیادہ corrupt اور نا اہل حکومت جس نے ملک کے عوام میں جو بد دلی ' مایوسی کا ماحول پیدا کر دیا۔ الحمدللہ مسلم لیگ کی قیادت اور میاں محمد نواز شریف صاحب نے اس (پیپلز پارٹی کی)حکومت کے آنے کے فوراً بعد ان تمام باتوں کی مختلف اوقات میں نشان دہی کی ' اعدادو شمار اور باقاعدہ ریکارڈ کے حوالے سے یہ ثابت کیا کہ ہم پر ایک نااہل اور corrupt حکومت نے تمام اداروں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ جناب والا! آپ سے زیادہ کون اس بات سے واقف ہے کہ اگر قوم کی زندگی میں جینے کا بڑا مقصد ہو اور وہ کسی نصب العین سے وابستہ ہو تو وہ قوم کہلاتی ہے ورنہ وہ محض ہجوم آبادی بن جاتی ہے۔ جب کوئی قوم قومیت کی اس تاریخ کے حوالے سے محض ہجوم' آباد ہو تو ہر شخص اپنی ذات کے خول میں بند ہوجاتا ہے۔ اور اس کی سوچ کا حوالہ ذاتی اور خود غرضی کا حوالہ ہوتا ہے۔ یہی وہ بنیادی فرق ہے جو پچھلی حکومت نے اس قوم کے ساتھ کیا کہ اس کو تقسیم در تقسیم کے ایسے عمل سے دوچار کیا کہ جہاں پر شخصی اور ذاتی مفادات قومی مفادات پر حاوی ہوگئے۔ یہی وجہ ہے کہ میاں محمد نواز شریف صاحب وزیر اعظم پاکستان نے اور تمام مسلم لیگی قائدین نے جب ان تمام معاملات کی واضح ریکارڈ اور اعدادو شمار کے حوالے سے نشان دہی کی تو قوم میں ایک فکر' ایک جذبہ' ایک سوچ پیدا ہوئی اور ایک احتساب کی ایسی فضا پیدا ہوئی جس کے نتیجے میں گویا ہر قومی لیڈر کو احتساب کے عمل کو رواج دینے کی جدوجہد کا آغاز کرنا پڑا۔ چنانچہ آج آپ قوم میں جو mobilization دیکھتے ہیں ' آج آپ قوم میں احتساب کے حوالے سے ایک فضا دیکھتے ہیں ۔یہ ہمارے لیڈر ' فخر پاکستان میاں محمد نواز شریف صاحب کی اس سوچ کی دین اور پیداوار ہے کہ جس نے قوم کو

قائد اعظم رحمۃُ اللہ علیہ اور علامہ اقبال رحمۃُ اللہ علیہ کے متعین کردہ ان مقاصد کے تحت ایک نصب العین، ایک سوچ، ایک جہت اور ایک سمت دی جائے، ایک sense of direction دی جائے۔ چنانچہ اسی حوالے سے 3 فروری 1997ء کو ایک خاموش انقلاب اس وطن میں آیا۔ اس خاموش انقلاب میں ایک corrupt اور ایک نا اہل حکومت کو اٹھا کر باہر پھینک دیا۔ اور ایک صاف ستھری انتظامیہ کے حصول نے اور جس کے بنیادی مقاصد میں قوم کو بہتر سوچ اور جہت دینا، ایک صاف ستھری انتظامیہ دینا، احتسابی عمل کو transparent کرنا۔ چنانچہ ہم نے کل یہاں پر جو قانون منظور کیا وہ بھی اسی بات کا شاخسانہ ہے اور اسی بات کے حوالے سے کہ جب میاں محمد نواز شریف اور ہماری مسلم لیگ جب اپوزیشن میں تھے تو اس وقت انھوں نے قومی اسمبلی میں بھی ایک متفقہ اور comprehensive مسودہ قانون پیش کیا تھا جس کو انھوں نے اپنی اکثریت کے بل بوتے پر منظور نہ ہونے دیا۔ آج ہم میاں شہباز شریف صاحب کی قیادت میں جو جدوجہد کر رہے ہیں، جو مختلف کمیٹیاں کام کر رہی ہیں، جن میں law and order situation review کیا جا رہا ہے جس میں مختلف قوانین کو منضبط کیا جا رہا ہے جس میں سوچ کی نئی راہیں متعین کی جا رہی ہیں اور ان چار پانچ ماہ میں قوم ایک واضح فرق محسوس کر رہی ہے کہ ہم نے منزل کی نشان دہی بھی کر دی ہے اور جیسا کہا جاتا ہے Where there is will there is a way اب جب کہ ہم نے یہ نیت اور تہیہ کر لیا ہے تو پوری قوم کو آج یہ پیغام پہنچ چکا ہے۔ آج تمام ادارے، ان کے سربراہان اور ان کے افسران اس بات کو جان چکے ہیں کہ مسلم لیگ کی قیادت، مسلم لیگ کی حکومت کسی طور پر بھی اس corrupt practice کو مزید رواج دینے کی روادار نہیں۔ ہم نے تہیہ کر لیا ہے کہ ان شاء اللہ کرپشن کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیں گے اور پچھلی حکومت اور ہماری اس حکومت میں یہی وہ بنیادی فرق ہے کہ ہم نے قوم کو جہت بھی دی، منزل بھی دی ہے، نصب العین بھی دیا ہے اور ہماری قیادت اور ہمارے ساتھی شبانہ روز اس بات کے لیے کوشش کر رہے ہیں کہ اب ان شاء اللہ اس وطن میں ادارے ان قوانین کے تابع کام کریں گے جو قوانین ان اداروں کے لیے بنائے گئے ہیں اب کرپشن کے خلاف انضباطی کارروائی نہایت ہی باوقار انداز سے آگے بڑھے گی اس لیے کہ اب کرپشن کی سرپرستی کرنے والا کوئی شخص وزیر اعظم ہاؤس میں بیٹھا ہوا نہیں ہے، اب کرپشن کی سرپرستی کرنے والا کوئی شخص وزیر اعلیٰ ہاؤس میں بیٹھا ہوا نہیں ہے، اب کرپشن کی سرپرستی کرنے والا کوئی شخص اس ایوان کے اندر بیٹھا ہوا نہیں ہے اور یہی وہ بنیادی فرق ہے۔ میں

ان الفاظ کے ساتھ فاضل محرک کے اس جذبے کو سراہتے ہوئے ان شاء اللہ پوری قوم کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اب corrupt practices نہ صوبے میں، نہ وطن میں، نہ وطن کے کسی حصے میں، نہ اس کے کسی ادارے میں اب جاری نہیں رہ سکتیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ خان صاحب! تشریف رکھیں۔ پریس گیلری سے ایک نوٹ آیا ہے جو بڑا افسوس ناک واقعہ ہوا ہے کہ این این آئی کے ایک رپورٹر کو ایک سارجنٹ نے نہ صرف مارا بلکہ اس کے خلاف پرچہ بھی درج کر دیا گیا ہے تو اس سے پہلے بھی ایسا ہی ایک مسئلہ ہاؤس میں پیش ہوا تھا۔ سپیشل برانچ نے ایک پریس رپورٹر سے بدسلوکی کی تھی اور میرا خیال ہے کہ سپیکر صاحب نے اپنے چیمبر میں ایک طریقہ کار طے کیا تھا تو میں وزیر قانون صاحب سے گذارش کروں گا کہ یہ بڑا serious مسئلہ ہے اس کو ہاؤس سے فارغ ہونے کے فوراً بعد take up کریں اور جس سارجنٹ نے یہ بدسلوکی کی ہے اس کو قرار واقعی سزا دلوائیں، اس کا نوٹس لیں اور جو پرچہ درج ہوا ہے اس کے متعلق بھی نوٹس لیں کہ کس بنیاد پر وہ پرچہ درج کیا گیا ہے تو آپ اس کا فوری نوٹس لیں۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! اس واقعہ کی مجھے بھی ابھی ابھی یہاں پہ اطلاع ملی ہے یہاں سے فارغ ہوتے ہی اس بات کا نوٹس لیا جائے گا اور دیکھا جائے گا کہ واقعہ کیا ہوا ہے؟ اور اس وقت تک پولیس نے اس سلسلے میں کیا کارروائی کی ہے؟ یہ چیک کرنے والی بات ہے لیکن جناب! نے اس سے پہلے کا واقعہ جس کی نشان دہی فرمائی ہے اس سلسلے میں کارروائی ہو چکی تھی۔ پولیس کے دونوں اہل کاروں کو معطل کیا گیا تھا اس کے بعد سپیکر صاحب نے پریس گیلری کے عہدے داران کے ساتھ میٹنگ کی تھی اور اس میٹنگ میں اس معاملے کو ختم کر دیا گیا تھا۔ چونکہ میں ابھی ہاؤس میں موجود ہوں آج کے اس واقعہ کے بارے میں کوئی علم نہیں۔ میں اس کی مکمل چھان بین کرنے کے بعد جناب! کو رپورٹ پیش کر دوں گا۔

جناب چیئرمین، آپ اس واقعے کی بھی انہی خطوط پر کام کریں اور باقاعدہ میٹنگ کریں اور اگر وہ واقعی قصور وار پایا گیا تو اس کے خلاف بھی ایکشن لیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں ---

جناب چیئرمین، جناب سعید اکبر صاحب۔ خواجہ صاحب! ---

خواجہ ریاض محمود، جناب چیئرمین! پریس نے واک آؤٹ کر دیا ہے ابھی گھنٹہ' ڈیڑھ گھنٹہ تک اجلاس ہے۔ فوری طور پر ہمارے دو وزراء کرام بھیجے جائیں تاکہ وہ پتا کریں کہ کیا صورت حال پیدا ہوئی ہے تاکہ پریس واپس آ سکے اور کارروائی میں حصہ لے سکے۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ اعظم چیمہ صاحب' خواجہ صاحب' ملک سلیم اقبال صاحب اور رانا اقبال صاحب آپ تشریف لے جائیں آپ expert ہیں پریس والوں سے آپ کے تعلقات بھی بہت اچھے ہیں تو آپ ابھی جا کر ان کو یقین دہانی کرائیں کہ جناب وزیر قانون نے On the floor of the House یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ اس معاملے کو take up کریں گے اور اگر وہ سارجنٹ قصور وار پایا گیا تو اس کے خلاف باقاعدہ ایکشن لیا جائے گا تو آپ ابھی جائیں اور ان سے بات کریں۔

جناب سعید اکبر صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! جو آپ نے ابھی اس واقعے کی نشان دہی فرمائی ہے اور اس کے بارے میں وزیر قانون صاحب نے بھی ہاؤس کو بھی assure کیا ہے کہ ہم اس کے متعلق بات کریں گے۔

جناب چیئرمین! میں آپ سے یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ تین چار مہینوں میں ہمارے ابھی دو تین اجلاس ہوئے۔ آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے میری یہ گذارش ہے کہ اس طرح کے دو تین واقعات ہو چکے ہیں۔ پریس ایک بہت ہی اہم ادارہ ہے جو اس ہاؤس کی کارروائی کو منظر عام پہ لاتا ہے اور لوگوں تک ہماری آواز پہنچاتا ہے وہ میری آواز ہو' وزیر قانون صاحب کی ہو۔ ہمیں اس بات کی تحقیق کرنی چاہیے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ روزانہ ایسے واقعات کیوں ہوتے ہیں؟ معزز ممبران تشریف لے گئے ہیں ان کو منا کر لے آئیں گے یہ دوسرا تیسرا واقعہ ہے اور گورنمنٹ بنچز کے حضرات کو اگر یہاں معافی مانگنا پڑتی ہے تو بجائے اس کے کہ ہم روز معافی مانگیں اس کی بنیادی وجہ کا پتا کر کے ہم ان کو اس بات کا تحفظ دیں کہ وہ یہاں رپورٹنگ کرنا چاہتے ہیں اور ان کے رپورٹنگ کے حق میں کیوں مداخلت کی جاتی ہے اور ان کو کیوں پریشان کیا جاتا ہے؟ میں اس واقعہ کی مذمت کرتے ہوئے آپ کی وساطت سے یہی گذارش کروں گا کہ جناب وزیر قانون اپنی پوری فراست سے آئندہ ایسے واقعات کو روکیں کہ مستقبل میں ایسا واقعہ نہ ہو جس کی وجہ سے ہمارے

س اجلاس کی کارروائی میں لرزش ہوتی ہے۔ پریس نے ابھی واک اوٹ کیا ہوا ہے اور یہ بات صرف گورنمنٹ یا صرف اپوزیشن کے لیے نہیں بلکہ ہمارے اس ادارے کے لیے بدنامی کا باعث بنتی ہے ہمیں ایسے واقعات کو کنٹرول کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین، جناب وزیر قانون اس کی یقین دہانی کرا چکے ہیں---

وزیر قانون، جناب چیئرمین! میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں معزز رکن کو شاید غلط فہمی ہوئی ہے وہ بات کو پوری طرح سمجھ نہیں سکے ہیں کہ واقعہ اسمبلی چیمبرز کے اندر نہیں ہوا ہے جس کی جناب نے ابھی نشان دہی فرمائی ہے یا جس کی ابھی اطلاع ملی ہے یہ واقع لاہور کے کسی تھانے میں ہوا ہے۔ اسمبلی میں یہ واقع نہیں ہوا' یہ شہر میں ہوا ہے ہم اس کی تحقیقات کریں گے اور جو بھی صورت حال ہوگی جناب! کے سامنے پیش کی جائے گی اور جس طرح انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ اسمبلی کی رپورٹنگ کرتے ہیں ہم اس میں رکاوٹ نہ ڈالیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ اسمبلی کا واقع ہی نہیں ہے اسمبلی سے باہر کا واقع ہے اور میں پہلے بھی گذارش کر چکا ہوں کہ ان شاء اللہ اس کا تدارک کیا جائے گا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! وزیر قانون صاحب نے صحیح فرمایا میں نے یہ کہا کہ جب بھی کسی کے خلاف کارروائی اس ہاؤس میں ہو یا باہر اگر اس کی وجہ سے اس ہاؤس کی رپورٹنگ میں کوئی خلل پڑتا ہے تو اس وجہ سے اس ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ جو لوگ یہاں مفید اور بہترین گفتگو فرماتے ہیں اور جو چاہتے ہیں کہ جو یہاں ان کی نمائندگی کرتے ہیں ان کی گفتگو پبلک تک پہنچے تو جہاں بھی کوئی واقعہ ہوتا ہے تو اس کا اثر اس ادارے کے تمام اراکین پر جہاں پر بھی وہ کام کر رہا ہوتا ہے وہاں ہوتا ہے جس کی وجہ سے ابھی پریس نے واک آؤٹ کیا ہے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ تھا۔

جناب چیئرمین، شکریہ' جی۔ خواجہ محمد اسلام صاحب۔

خواجہ محمد اسلام، شکریہ' جناب چیئرمین! میں اس قرارداد کے فاضل محرک کی پرزور حمایت کرتا ہوں اور جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے معاشرے کی یہ کتنی بدقسمتی ہے کہ ہمیں کرپشن مافیا کے خلاف اس معزز ایوان میں قراردادیں پیش کرنی پڑ رہی ہیں جب کہ ان کی تعداد میرے خیال میں صرف 00.1 فی صد بھی نہیں۔ جناب چیئرمین! انصاف اور احتساب کا انداز یہ ہونا چاہیے کہ وہ نظر

آئے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اج ہمارے اس ملک اور اس معاشرے میں میں پاکستان کی ب [illegible] کو خراج تحسین پیش کروں گا کہ جنہوں نے 3 فروری کو اپنے باشعور ہونے کا اور اس کرپشن سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے سابقہ بدعنوان اور کرپٹ حکومت سے جس برے انداز میں انہوں نے اپنی نفرت کا اظہار کیا ہے۔ یہ بات ثابت ہے کہ آج پاکستان کا ہر شہری' آج اس ملک کی عوام کرپشن سے اس ملک کو چھٹکارا دلانا چاہتی ہے۔ جناب سپیکر! رہ گئی بات قانون سازی کی تو ہمارے قانون میں جہاں کہیں خلا ہے اس کو پر کرنا چاہیے اور ہمیں چاہیے کہ ہم آنے والے وقت میں اس ملک سے کرپٹ اور بدعنوان جو کہ ایک مافیا کی شکل میں میرے ملک کو چمٹے ہوئے ہیں۔ اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ' اس ملک پاکستان کی بقا کے لیے ' پاکستان کی استقامت کے لیے بہتر سے بہتر قانون سازی کی جائے۔ میں اسی بات پر اپنے اس فاضل محرک کی پرزور حمایت کرتا ہوں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔

جناب چیئرمین، جناب افضل خان صاحب۔

جناب محمد افضل خان، شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس اہم موضوع پر جو قرارداد آئی ہے۔ یہ بہت خوش آئند بات ہے۔ لیکن جو کرپشن کا جن ہے اس پر ہم دھواں دار تقریریں کر کے یا یہ کہہ کر کہ ہم کرپشن کے خلاف ہیں۔ ہم اسے دور نہیں کر سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے 4/5 ماہ کے اندر کوئی ایسا pertinent قدم ابھی تک نہیں اٹھایا گیا جو اس کو ختم کرنے کے سلسلے میں ایک مثبت قدم ہو۔ اس سلسلے میں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ ایک بہت بڑا جن ہے۔ جس کی ابھی تک سمجھ نہیں آئی کہ اس کو ہاتھ کہاں سے ڈالنا ہے۔ کرپشن ہر ڈیپارٹمنٹ میں ہے' ہر شعبے میں ہے اور ایک فارمولے کے تحت پورے ملک کے لیے کرپشن کا ایک ہی حل نہیں ہو سکتا۔ ہمیں ہر شعبے کے لیے identify کرنا ہو گا کہ کہاں پر کس قسم کی کرپشن ہے اور اس کے بارے میں ہمیں پالیسی بنانی پڑے گی۔

جناب چیئرمین! میں 2/3 پوائنٹس پر عرض کرنا چاہوں گا کہ جو کرپشن کے جز ہیں۔ ایک تو ہم نے میرٹ پالیسی adopt نہیں کی اور یہ بہت بڑی کرپشن ہے۔ جب ہم ایک پودا ہی غلط لگائیں گے تو وہ پودا بڑھ کر کبھی آپ کو اچھا پھل نہیں دے سکتا۔ ہم اگر ہر جگہ میرٹ پر ایک واضح پالیسی رائج کر دیں تو اس طرح سے ہم کرپشن کو دور کر سکتے ہیں۔ دوسرا میں سمجھتا ہوں کہ سروس سٹرکچر جو

ہماری گورنمنٹ کے ملازمین کا ہے اور بالخصوص افسران کا ہے۔ کسی ادارے میں کرپشن کا ذمہ دار اس ادارے کا سربراہ ہوتا ہے۔ وہ نااہل ہوتا ہے یا وہ کرپٹ ہوتا ہے۔ اسی لیے اس ادارے کے اندر کرپشن ہوتی ہے لیکن ہم نے جو پروموشن کا سٹرکچر بنایا ہے۔ جو گریڈ 17 میں خوش قسمتی ' بدقسمتی' غلطی یا صحیح طریقے سے بھرتی ہو جاتا ہے وہ سیڑھی چڑھتا جاتا ہے اور اس کے لیے کوئی screening process نہیں ہے۔ گریڈ 17 سے 18 میں جانے کے لیے کوئی امتحان کا طریقہ رائج نہیں ہے کہ ہم نے یہاں سے 70 فی صد لوگ 18 میں لے کر جانے ہیں اور 18 سے 19 میں لے جانے کے لیے کوئی fixed quantity نہیں کہ ہم نے 50 فی صد لوگ اوپر لے کر جانے ہیں اور باقی 50 فی صد کو screen out کر دینا ہے۔ اس طریقے سے جب تک ہم screen out کر کے میرٹ کو اوپر نہیں لے کر جائیں گے تو ہمیں اچھے manager ' اچھے professional leaders نہیں ملیں گے۔ ہم نے نہ ٹریننگ اور نہ اس کی بنیاد پر پروموشن دینے کا معیار رکھا ہے۔ اگر پاکستان میں کسی شعبہ میں یہ structure موجود ہے تو وہ صرف پاکستانی فوج میں ہے۔ کچھ لوگ میجر کے رینک پر ریٹائر کر دیے جاتے ہیں اور ان کو یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ اسی کے اہل تھے اور ان کو بھی پتہ ہوتا ہے کہ ہم آگے کے امتحان پاس نہیں کر سکے۔ اس طرح سے جب تک ہم میرٹ کو اپنے civil structure میں نہیں لائیں گے میں سمجھتا ہوں کہ ہم کرپشن کو دور نہیں کر سکتے۔ اسی طرح سے جو دوسرا سب سے اہم قدم میں سمجھتا ہوں اس سلسلے میں ہمیں اٹھانا ہو گا کہ ہمیں گورنمنٹ کا size reduce کرنا ہوگا۔ ہمیں ایسے ادارے ختم کرنے ہوں گے جو پرائیویٹ سیکٹر میں بخوبی سرانجام دیا جا رہا ہے۔ ابھی آج ایوان میں سپیئر پارٹس کے بارے میں بحث ہو رہی تھی۔ جو بلڈوزر ہم کرائے پر چلاتے ہیں۔جناب والا! یہ چوری کے دروازے ہیں۔ ہم نے کبھی یہ calculate نہیں کیا کہ سرکاری بلڈوزر کی فی گھنٹہ کتنی قیمت پڑتی ہے۔ اس کے اوپر سپیئر پارٹس پر کتنا پیسہ چوری ہوتا ہے۔ ہم نے اربوں کروڑوں روپے گنوائے اور پھر اس چیز کا احساس کیا کہ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن گھاٹے کا سودا ہے اور ہم مزید اربوں کروڑوں روپے گنوا کے ایک دن realize کریں گے کہ ہمارا ایگریکلچر انجینئرنگ کا شعبہ جو ہے وہ بھی ایسا ہے' کیوں نہ ہم پرائیویٹ سیکٹر سے بلڈوزر کرائے پر لے کر چلائیں۔ اسی طرح سے جناب والا!میں عرض یہ کرنا چاہتا تھا کہ ہمیں اس بہت بڑے جن کے ٹکڑے کرنے پڑیں گے اور ہر ڈیپارٹمنٹ کی حد تک اس میں پلاننگ کرنی پڑے گی اور اس کے لیے task forces بنانی پڑیں گی

اور اس کے لیے حل ڈھونڈنے پڑیں گے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی صدیق سالار صاحب۔

جناب محمد صدیق سالار، یہاں کرپشن کی مدتوں سے یہی بات چل رہی ہے۔ 1985ء سے ہم نے بھی سنی۔ بات یہ ہے کہ کیا ہم قانون بنا نہیں سکتے؟ ہمارے نزدیک ایک ملک سعودی عرب ہے۔ اس کے بنے ہوئے قوانین کو دیکھ رہے ہیں کہ ایک چھوٹا سا سپاہی جس کو "شرتا" کہتے ہیں اس کی انگلی اٹھ جائے تو گورنر کی گاڑی کھڑی رہتی ہے۔ اگر اس کی انگلی گھوم جائے تو وہاں کے شاہ کی گاڑی بھی اس طرف چل جاتی ہے۔ سر! اگر ہمیں رشوت کے لیے قانون بناتے وقت کوئی دقت یا تکلیف ہے تو ہمیں سعودیہ سے بنے بنائے قانون، رشوت کو ختم کرنے کے لیے لے آنے چاہییں۔

جناب چیئرمین، جناب محمد عظیم گھمن صاحب۔

چودھری محمد عظیم گھمن، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج اس معزز ہاؤس کے اندر جس موضوع پر بحث ہو رہی ہے۔ یہ ہمارے ملک پیارے پاکستان کا ایک بہت بڑا المیہ بن چکا ہے کہ یہاں پر جن لوگوں نے کرپشن کے ذریعے اپنے کاروبار کو چلایا' اپنے ہر شعبہ زندگی میں اس کو اپنایا' یہ ان لوگوں کے لیے جو کرپٹ لوگ ہیں ان کے لیے کہ طرۂ امتیاز بن چکا ہے۔ وہ کرپشن کو اپنا ایک قانونی حق تصور کرتے ہیں تو جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہوں گا کہ یہ ملک جس کی بنیادوں میں ہمارے----

جناب چیئرمین، گھمن صاحب ایک منٹ کے لیے تشریف رکھیے' چیمہ صاحب ایک کام کے لیے گئے تھے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، آپ کی ہدایت کے مطابق خواجہ صاحب' ملک صاحب ہم صحافی برادران کے پاس گئے تھے۔ انھوں نے جو باتیں کی ہیں۔ وہ سننے کے بعد ہر شریف آدمی یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ حق پر ہیں اور جو صحافی پکڑا گیا ہے۔ اس کا قصہ اس طرح ہے کہ صبح ایک تانگہ آ رہا تھا' اس تانگے والے کو پولیس انسپکٹر جو ڈیوٹی پر تھا اس نے روکا اور اس کوچوان کو مارا' اس تانگے میں ایک عورت بھی سوار تھی اس کو بھی مارا۔ یہ صحافی پاس سے گزر رہا تھا۔ جب اس نے مداخلت کی کہ یہ ان کو کیوں مار رہا ہے۔ اس کو بھی پیٹا اور پیٹنے کے بعد اس کو وہ تھانے لے گئے اور تھانے لے جا کر الٹا اس؛

پرچہ لیا کہ اس نے سرکاری وردی کو ہاتھ لگایا ہے' متبرک چیز ہے وہ پھٹ گئی اور انسپکٹر کے ساتھ زیادتی ہوئی یعنی کاغذات میں انسپکٹر مظلوم ہو گیا۔ یہ قصہ سننے کے بعد ہر شریف آدمی یہ محسوس کرتا ہے کہ اگر اختیارات ہیں' اگر روزنامچہ پاس ہے' درج کرنے کا قانون ہے' حوالات ہے تو انھوں نے یہ سارا معاملہ کر لیا باقی آدمیوں کا توکوئی حال نہیں۔ میری اور میرے ساتھیوں کی جو آپ کے فرمان کے مطابق وہاں گئے تھے۔ صحافی برادران کا مطالبہ بھی یہ ہے کہ جناب سپیکر! لاءمنسٹر صاحب مہربانی کریں متعلقہ تھانے' ایس۔ایس۔پی یا ڈی۔ایس۔پی کو فون کریں کہ اس صحافی کو فی الفور رہا کیا جائے اور اس کو یہاں بھیجا جائے۔ کل لاءمنسٹر صاحب صحافیوں کے ساتھ مل کر ان کی بات سن لیں۔ اگر واقعی کہانی اسی طرح ہے تو یقینی طور پر یہ بدنامی کا باعث ہے۔ ہماری حکومت ہے' ہم حکومت میں ہیں اور بہت بڑا مینڈیٹ ہے۔ ہم اس قسم کی بدنامی لینے کو تیار نہیں' اور اس قسم کی کالی بھیڑیں جو کہ اپنی انا کے مسئلے پر اپنے اختیارات سے تجاوز کریں گی اور اس بہانے سے اپنی وردی کو خود پھاڑ کر اپنے روزنامچے کی طاقت پہ اگر وہ غلط طور پر استعمال کریں گی تو نہ صرف ان لوگوں کی ہم مذمت کرتے ہیں بلکہ ان لوگوں کے خلاف کارروائی کی بھی عالی جاہ ہم گزارش کرتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ میں آپ کی وساطت سے صحافی برادران سے عرض کروں گا کہ وہ گیلری میں تشریف لے آئیں اور لاءمنسٹر صاحب خود یا اپنے کسی پرائیویٹ سیکرٹری کو ابھی یہ حکم فرمائیں تاکہ ان کا بندہ release ہو جائے۔ وہ یہاں آئے۔ اس کی کہانی یہ سنیں۔ باقی لاءمنسٹر صاحب اس بارے میں جو وضاحت فرمانا چاہتے ہیں وہ ان سے سن لیں۔ اور جو بات ہوئی ہے وہ ہم نے آپ سے عرض کر دی۔

جناب چیئرمین، جناب لاءمنسٹر! اس سے پہلے کہ آپ کچھ کہیں میں اپنے صحافی بھائیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ واپس گیلری میں تشریف لے آئیں تاکہ وہ لاءمنسٹر کی یقین دہانی' یا جو کچھ وہ فرمانا چاہتے ہیں وہ اپنے کانوں سے سنیں۔ بہر حال' فرمائیں' جناب لاءمنسٹر!

وزیر قانون، جناب سپیکر! جن خیالات کا اظہار جناب اعظم چیمہ صاحب نے کیا ہے' ظاہر ہے یہ باہر جا کر ہمارے صحافی بھائیوں سے ملے ہیں' ان کے خیالات سنے ہیں اور انھوں نے اپنا نقطۂ نظر انھیں جتایا ہے کہ ان کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے۔ میں اس سے پہلے بھی جناب کے حکم پر یہ عرض کر چکا تھا کہ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد فوری طور پر اس مسئلے کو take up کیا جائے گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ

اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ کسی صحافی بھائی کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہو۔ میں اب ایک دفعہ پھر جناب کو یقین دلاتا ہوں اور معزز ایوان کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد ابھی ابھی' ادھر ہی' اسی دفتر میں بیٹھ کر اپنے صحافی بھائیوں سے' جو موجود ہیں' ان سے بات کروں گا اور ان کی موجودگی میں متعلقہ پولیس حکام سے رابطہ کر کے ان کی بات سن کر جو بھی مناسب اقدام ہوگا وہ اٹھایا جائے گا' خواہ ہمیں اس کے لیے وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی رابطہ کرنا پڑے۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ صحافی برادری کے کسی بھی بھائی کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہو۔

جناب چیئرمین، جناب لاءمنسٹر! میرا خیال ہے کہ آپ متعلقہ سارجنٹ کو پہلے بلائیں۔ اس کو بھی ابھی بلالیں تاکہ اس کی موجودگی میں اور اس کے بعد ایکشن لیا ہے undo کرنے کے لیے---

وزیر قانون، جناب سپیکر! جو چٹ مجھے ملی تھی اس کے مطابق یہ ہوا ہے کہ پرچہ ہو چکا ہے' بندہ گرفتار ہو چکا ہے' اس لیے اس متعلقہ تھانے کے انچارج کو' یا متعلقہ تھانے کے ایس پی کو بلا کر یہیں چیمبر میں ہی بات کی جائے گی۔

جناب چیئرمین، اور یہ جو پرچہ ہوا ہے اس کو بھی undo کرنے کے لیے لیگل طریقہ اختیار کیا جائے۔ ملک سلیم اقبال صاحب۔

ملک سلیم اقبال: ہم پریس گیلری میں گئے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ واقعہ نہایت ہی افسوس ناک اور دل خراش ہے۔ اور ہماری ان کے ساتھ commitment ہے کہ ہم ابھی فون کر کے اس صحافی بھائی کو تھانے سے release کروائیں گے۔ میں آپ کی وساطت سے لاءمنسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ کی میٹنگ اس کے بعد ضرور ہونی چاہیے' جو ہوگی' جو commitment انھوں نے on the floor of the House کی ہے۔ لیکن اس سے پہلے کسی کی ڈیوٹی لگائیں کہ وہاں فون کر کے اس صحافی بھائی کو فوری طور پر release کروا کر اس ہاؤس میں بھجوایا جائے۔

جناب چیئرمین، لاءمنسٹر صاحب! میرے خیال میں آپ نے سن لیا ہے۔ چونکہ وہ commitment دے کر آئے ہیں تو آپ فون کر کے متعلقہ تھانے کے انچارج کو یہاں بلائیں' یا ایس پی کو بلائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ قانونی طریقہ سوچیں کہ کس طرح اس صحافی بھائی کو آپ نے آج ہی ریلیز

کرواتا ہے۔ محمد سیم من صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

چودھری محمد عظیم گھمن، جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ یہ ملک خداداد پاکستان ہم نے لاکھوں قربانیاں دے کر حاصل کیا۔ اس ملک کی بنیادوں میں ان جوانوں کا خون شامل ہے۔ ہماری ماؤں بہنوں کی عصمتیں شامل ہیں۔ جناب سپیکر! اس ملک کو ہم نے ایک لازوال داستان رقم کرنے کے بعد حاصل کیا۔ آج وہ پیارا ملک اس المیے سے دوچار ہے کہ موجودہ حکومت کے آنے سے پیشتر یہ کرپشن کی ایک دلدل میں پھنس چکا تھا اور اس کرپشن مافیا نے ـــــ یہ افسانہ نہیں' ایک حقیقت بیان کر رہا ہوں کہ اس ملک کے عام شہری' اس ملک کے باسی یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے تھے کہ نعوذ باللہ یہ لفظ اپنے کانوں سے سنے ہیں کہ اب یہ ملک (نعوذ باللہ) ٹوٹ جانا چاہیے۔ کیوں لوگ یہ لفظ کہتے تھے؟ اپنی زبان پہ یہ لفظ کیوں لاتے تھے؟ جناب سپیکر! وہ اس لیے کہ ان کا مقصد یہ تھا کہ ہم نے یہ ملک اپنے

جناب چیئرمین، جناب گھمن صاحب! ایک منٹ۔ میرے خیال میں ملک سلیم اقبال صاحب! صحافیوں کی طرف سے دوبارہ چٹ آئی ہے کہ وہ اپنا بائیکاٹ جاری رکھیں گے۔ تو میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ دوبارہ جا کر انھیں بتائیں کہ جناب لاءمنسٹر نے دوبارہ یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ ابھی متعلقہ افسران کو یہاں طلب کریں گے اور آج ہی پریس رپورٹر کی رہائی کو یقینی بنائیں گے۔ آپ ذرا ان سے جا کر بات کرلیں۔ میری خواہش تھی کہ وہ پریس گیلری میں آ جاتے اور خود اپنے کانوں سے سن لیتے۔

ملک سلیم اقبال، اس سے پہلے ہماری صحافی دوستوں سے بات ہوئی ہے' اس میں ہماری commitment تھی کہ ہم ابھی on the floor of the House یہ commit بھی کریں گے اور ٹیلی فون بھی کروائیں گے۔ ان کی commitment یہ تھی کہ جس وقت آپ on the floor of the House یہ commitment دیں گے' ہم گیلری میں واپس آ جائیں گے۔ تو میں وہاں جانے کے لیے بھی تیار ہوں' میرے دوست بھی جانے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں اور میں آپ کی وساطت سے صحافی بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ اس commitment کے تحت وہ گیلری میں تشریف لائیں اور اس کارروائی کا حصہ بنیں۔

جناب چیئرمین، جناب لاءمنسٹر! میرے خیال میں آپ کسی کی ڈیوٹی لگائیں' ٹیلی فون تو آپ ا
طور پر کروائیں۔ مولوی سلطان عالم صاحب۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جب
معزز ممبران پریس گیلری میں گئے اور ان سے بات چیت کی اور وہاں ایک commitment کر
آئے ہیں اور اس کے بعد بادی النظر میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پولیس کے اہل کاران نے ز
کی ہے۔ اس کے بعد جس شخص سے زیادتی ہوئی ہے' جس کے خلاف مقدمہ کیا گیا ہے' اگر وہ ا
منٹ بھی تھانے میں ناجائز custody میں رہتا ہے تو یہ اس کے ساتھ بھی زیادتی ہے' بلکہ میں س
ہوں کہ اس کا effect پورے ایوان پر ہو رہا ہے' واک آؤٹ کی صورت میں' پورے ایوان کا استح
اس سے مجروح ہوتا ہے۔ تو میں گزارش کروں گا کہ مزید کارروائی جاری رکھنے سے پہلے اس سلسلے'
مناسب کارروائی کی جائے۔اس لیے کہ ہمارے معزز ممبران نے ان کے ساتھ commitment کی ہے

جناب چیئرمین، اس میں لاءمنسٹر صاحب ایکشن لے رہے ہیں۔ جناب لاءمنسٹر!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے آپ کے حکم کے مطابق ابھی ایس پی متعلقہ کو یہاں بلایا ہے
جیسے ہی وہ یہاں پہنچ جاتے ہیں میں یہاں سے اٹھ کر ابھی ان سے بات کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے اب صحافی بھائیوں کو واپس آ جانا چاہیے اور اسمبلی کی رپورٹنگ شرو
کر دینی چاہیے۔

ملک سلیم اقبال، جناب سپیکر! ایس پی تو ان کے حکم کے تحت یہاں آ جائیں گے۔ بات ہے اس
صحافی کو اس وقت تھانے سے فارغ کروانے کی' اس صحافی کو ریلیز کروانے کی۔ جو بھی قانو
کارروائی انھوں نے کی ہے اس کے متعلق جو ایس پی صاحب یہاں بتائیں گے وہ تو یہاں ort out
ہو جائے گا۔ لیکن جو ان کی شرط تھی اور ہماری commitment تھی کہ ہم ابھی اس صحافی بھائی کو ریلیز
کروانے کے لیے ٹیلی فون کرواتے ہیں۔ تو ایس پی کے متعلق تو آپ کی بات درست ہے۔ وہ اپنی جگ
پر ہے۔ لیکن اس کا جو پہلا حصہ ہے اس صحافی کے متعلق' اس کی commitment جو ہے وہ onour
ہونی چاہیے' صحافی بھائیوں کی commitment ہے کہ جب آپ on the floor of the House یہ
commitment کریں گے جو کہ لاءمنسٹر کر چکے ہیں' ان کو اپنی پریس گیلری میں تشریف لانا چاہیے۔

جناب چیئرمین، لاءمنسٹر یہ یقین دہانی کرا چکے ہیں۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر جناب۔ جناب سپیکر! میں نے شوکت داؤد صاحب سے گزارش کی ہے کہ اس وقت ایوان میں جو معاملہ زیر بحث ہے اور جو کارروائی ہو رہی ہے وہ اس کو نمٹائیں گے۔ میں جناب کے حکم کے مطابق ابھی باہر جا کر یہ معاملہ sort out کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے جی۔ چیمہ صاحب! میرا خیال ہے کہ اب آپ جائیں اور انھیں صورت حال سے آگاہ کریں کہ جناب لاءمنسٹر خود تشریف لے گئے ہیں تاکہ وہ واپس تشریف لے آئیں۔ جناب محمد عظیم گھمن صاحب۔

چودھری محمد عظیم گھمن، جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ پچھلے تین سالہ دور کے اندر جب ہر طرف مایوسیوں کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ جب اس ملک کا نوجوان مایوسیوں کی دلدل میں پھنس چکا تھا۔ تو میں بقول اقبال یہ کہنا چاہوں گا کہ جب دن کے اجالے رات کی تاریکیوں سے بھی تاریک ہو جائیں' جب راہ بر راہ زن بن جائیں تو انقلاب آیا ہی کرتے ہیں تو جناب سپیکر! میاں محمد نواز شریف صاحب کی قیادت میں وہ انقلاب آ چکا ہے اور اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے قائد محترم نے احتساب کے عمل سے اس ملک سے کرپشن کے خاتمے کا آغاز کر دیا ہے۔ اس میں اور مزید بہتر اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے۔ ہم سب بحیثیت پارٹی یہ تو نعرہ لگاتے ہیں کہ،

نواز شریف تیرا اک اشارہ   حاضر حاضر لہو ہمارا

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم اپنے قائد کی آواز میں کہاں تک آواز سے آواز ملا کر چل رہے ہیں۔ کہاں تک ہم اپنے قائد کے قدم سے قدم ملا کر چل رہے ہیں۔ میاں نواز شریف صاحب نے اور میاں شہباز شریف صاحب نے جو بہتری کی طرف قدم اٹھایا ہے' ہمیں بطور ایک ٹیم ورک ان کے راستے میں ہر آنے والی رکاوٹ کو دور کرنا ہو گا۔ کرپشن اور مافیا کے ایک ایک رکن کی نشان دہی ہمیں کرنی ہو گی۔ تب کہیں جا کر اس صوبہ کے اندر سے کرپشن کا خاتمہ ہو گا۔

جناب سپیکر! آج میاں شہباز شریف صاحب نے صوبے کے اندر سب سے پہلے جو کرپشن کے خاتمے کے لیے قدم اٹھایا ہے وہ یہ ہے کہ اس موجودہ پولیس میں میرٹ پر بھرتیاں ہوں گی' یہ کرپشن کے خاتمے کے لیے ان کا پہلا قدم ہے۔ میں اس سلسلہ میں میاں شہباز شریف صاحب کو

مبارک باد پیش کرتا ہوں کیونکہ میں نے اپنے کانوں سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اس سر کے پاس، جس نوجوان کے پاس ڈگری تو ہوتی تھی، کسی غریب کا بچہ اپنے باپ کے خون پسینے کی کمائی سے تعلیم حاصل تو کرتا تھا لیکن اگر اس کے پاس سفارش یا پیسہ نہیں ہوتا تھا تو اس کو نوکری نہیں ملتی تھی تو آج وہ وقت آن پہنچا ہے کہ جو آغاز ہماری حکومت نے کر دیا ہے، ہمیں یہ چاہیے کہ اپنی حکومت کے ساتھ شانہ بشانہ، قدم سے قدم ملا کر کرپشن کے خاتمے کے لیے میدان عمل میں نکلیں یہاں پر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ رزق حلال کے ذریعہ سے نہیں، رزق حرام کے ذریعہ سے اپنے بڑے بڑے محلات تعمیر کر کے بڑی بڑی گاڑیاں خرید کر اس ملک میں انصاف بھی خریدتے ہیں۔ اس ملک کے بڑے بڑے افسروں کو بھی خرید لیتے ہیں تو اس ملک کے ساتھ، اس ملک کے غریبوں کے ساتھ اس ملک کے عام لوگوں کے ساتھ بہت زیادتیاں ان لوگوں نے کی ہیں جن کا نام کرپشن مافیا ہے اور کرپشن مافیا کو ختم کرنے کا ذریعہ صرف ایک ہی ہے کہ ہم سب کو میدان جہاد میں کرپشن کے خلاف نکلنا ہو گا اور اپنے قائد کے قدم سے قدم ملا کر چلنا ہو گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب احمد خان بلوچ صاحب۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! آپ کا شکریہ۔ میں اس تحریک کی تائید کرتا ہوں۔ ہمارے بجٹ میں اربوں روپے ترقیاتی فنڈ کے لیے رکھے گئے ہیں لیکن ہمیں ڈر اس بات کا ہے کہ یہ اربوں روپے ترقیاتی کاموں پر خرچ نہیں ہوں گے بلکہ ان میں سے کم از کم پچاس فیصد کرپشن اور کمشن کی نذر ہو جائیں گے۔ یہ پورا بجٹ جو ترقیاتی کاموں کے لیے رکھا گیا ہے اگر صوبے میں خرچ کر دیا جائے تو حقیقت یہ ہے کہ صوبے کا رنگ ہی بدل جائے۔

جناب والا! ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ ہمارے ملک اور صوبہ میں کرپشن کے لیے قانون موجود ہے۔ سزا و جزا بھی موجود ہے لیکن ہمارے قانون اتنے کمزور ہیں اور اتنے نرم ہیں کہ جو صحیح ملزم ہوتا ہے اور جو کرپٹ آدمی ہوتا ہے اسے سزا نہیں مل سکتی۔ جس کی مثال یہ ہے کہ ایک مجسٹریٹ انٹی کرپشن کے ڈی۔ ایس۔ پی کے ساتھ، انسپکٹر کے ساتھ جا کر چھاپہ مارتا ہے اور کرپٹ آدمی کو رنگے ہاتھوں پکڑتا ہے تو مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ مجسٹریٹ کے چھاپے کے بعد اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ خود مجسٹریٹ جا کر اسے پکڑتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ اس آدمی کی ضمانت ہو جاتی

ہے اور وہ بھی باہر آ جاتا ہے اور اس کے فیصلے کو بھی کئی سال لگ جاتے ہیں۔ اس سے اہم اور شہادت کیا ہو سکتی ہے لیکن اس سے یہی ہوتا ہے کہ کرپشن کرنے والوں کے حوصلے بلند ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر مجسٹریٹ نے بھی ہمیں پکڑا ہے تو وہ پھر بھی باہر آ گئے ہیں۔ پھر وہ پہلے سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر کرپشن کرتے ہیں۔

جناب والا! سعودی عرب بھی ہمارے مسلمانوں کا ایک ملک ہے اور ہم سب اس کے پیروکار ہیں۔ وہاں پر اگر نماز کا ٹائم ہو جائے تو دکانیں کھلی رہتی ہیں۔ دکانیں بند نہیں ہوتیں۔ وہاں کوئی چوری نہیں ہوتی۔ اس ملک میں کوئی بدعنوانی نہیں کرتا۔ کوئی کرپشن نہیں کرتا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی وجہ ہے کہ ان میں ایک سخت سزا مقرر ہے اور وہ سزا دینے میں تاخیر نہیں کرتے۔ وقت ضائع نہیں کرتے۔ اگر موقعہ پر آدمی پکڑا جاتا ہے تو آٹھ دنوں کے اندر' جمعہ کے جمعہ ہی عدالت لگا کر اس کو سزا و جزا دے دیتے ہیں۔ اگر چور ہے تو اس کے ہاتھ کاٹ دیتے ہیں۔ کسی نے کرپشن کی ہے' بدعنوانی کی ہے اور پکڑا گیا ہے تو اسے آٹھ دن کے اندر ہی سزا و جزا مل جاتی ہے۔ اس سے وہاں پر جرم نہیں ہوتے۔ ہمارے ہاں کرپشن کیوں زیادہ ہے؟ ہماری بدنصیبی اس سے زیادہ اور کیا ہے کہ ہمارا ملک پاکستان کرپشن میں دنیا میں دوسرے نمبر پر آ گیا ہے۔ اس سے ہماری اور بدنصیبی کیا ہو سکتی ہے۔ میں اس تحریک کے اس لیے حق میں ہوں کہ اس پر ضرور بحث کریں۔ اس کے ذرائع اور اس کی وجوہات ہمیں ضرور تلاش کرنی چاہییں۔ اس کا حل ہمیں ضرور تلاش کرنا چاہیے کہ اس سے ہمارا ملک دنیا میں بدنامی کا باعث ہے کہ ہم دوسرے نمبر پر ہیں لیکن جب تک ہم اس کی سزا کو سخت نہیں کریں گے' ان کرپٹ آدمیوں کو جو موقعہ پر مجسٹریٹ پکڑتا ہے ان کو تو اسی دن سزا ہونی چاہیے یا دو دن کے وقفے سے ان کو ایسی سخت سے سخت سزا دینی چاہیے' ان کو تو چوراہوں میں لٹکا دینا چاہیے تاکہ دوسروں کے لیے وہ عبرت بنیں اور کرپشن کرنے والے آئندہ کے لیے جرأت ہی نہ کریں لیکن سالہا سال گزرنے کے بعد جب انھیں سزا نہیں ہوتی تو ان کے حوصلے پہلے سے زیادہ بلند ہوتے ہیں۔

جناب والا! ہم اپنے وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ صاحب کے مشکور ہیں کہ وہ اس معاملے میں کوشش کر رہے ہیں کہ کرپشن اور کمشن کا سلسلہ ختم ہو اور اللہ تعالیٰ انھیں کامیاب کرے لیکن ان کے لیے جب تک ہم کرپشن اور کمشن کے لیے جو قوانین بنائے ہیں ان کو سخت نہیں کریں گے'

ان لوگوں کو چوراہوں میں نہیں لٹکائیں گے تب تک یہ کرپشن ختم نہیں ہو گی۔ میری اس معاملے میں تجویز ہے کہ اس کے لیے سخت سے سخت قانون بنائیں تاکہ ہمارے ملک سے کرپشن ختم ہو۔ مہربانی، شکریہ۔

جناب چیئرمین، اب جناب شوکت داؤد صاحب گورنمنٹ کا نقطۂ نظر پیش کریں۔

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)، شکریہ جناب سپیکر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ پچھلی حکومت کی غلط پالیسیوں اور لوٹ کھسوٹ کی وجہ سے ملک میں بدامنی پھیلی اور اداروں کی ساکھ کو جس بری طرح تباہ کیا گیا یا متاثر ہوئی اس سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوا اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی معاشرے کو صحیح خطوط پر چلانے کے لیے، مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے، اس کی معاشی حالت کو بہتر بنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، رفیق حیدر لغاری صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! آپ کورم کی صورت حال دیکھ لیں اور اس کے باوجود کارروائی جاری ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ کورم پورا کرا لیں پھر اس کے بعد کارروائی کو جاری رکھیں۔

جناب چیئرمین، آپ کورم کی نشاندہی کر رہے ہیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جی۔

جناب چیئرمین، گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی۔ کورم نہیں تھا) کورم نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔(گھنٹیاں بج رہی ہیں)

جناب چیئرمین، گنتی کی جائے۔ گنتی کی گئی۔ کورم پورا تھا کورم پورا ہے۔جناب شوکت داؤد صاحب

وزیر مال، جناب سپیکر! میں کہہ رہا تھا کہ پچھلی حکومت کی غلط اقتصادی پالیسیوں کی وجہ سے اور اداروں کو تباہ کرنے کی وجہ سے ملک کی جو صورت حال ہوئی وہ ناگفتہ بہ ہے۔ لیکن جب تین فروری کے الیکشن میں عوام نے پاکستان مسلم لیگ کو اور میاں نواز شریف صاحب کو مینڈیٹ دیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو مینڈیٹ میاں صاحب کو ملا وہ اسی کرپشن کے خلاف ملا اور لوگوں کو اعتماد تھا کہ پاکستان

مسلم لیگ کی حکومت برسر اقتدار آئے گی اور نہ صرف اس کرپشن کا خاتمہ کرے گی بلکہ ملک سے بے روزگاری کا خاتمہ کرے گی اور ملک میں امن عامہ کی صورت حال جو انتہائی خراب ہو چکی ہے اسے بہتر کرے گی ۔ الحمد اللہ پاکستان کی مسلم لیگ کی حکومت نے آتے ہی صوبہ پنجاب کی سطح پر میاں شہباز شریف کی قیادت میں ایسے اقدامات کرنے شروع کیے کہ ہم نے اپنی ترجیحات میں سب سے پہلے یہ اقدام کرنے کی کوشش کی کہ جو کرپٹ لوگوں کا احتساب کیا جائے اور ایسے افسران کو جو کلیدی عہدوں پر فائز ہیں ان کو وہاں سے ہٹایا جائے اور ہماری موجودہ حکومت اس پالیسی پر اب بھی گامزن ہے اور اسی پالیسی کے تحت ہم نے سفارش سے ہٹ کر میرٹ پر نہ صرف تعیناتی اور بھرتی پالیسی کو مرتب کیا ہے بلکہ میں صاحب نے ٹرانسفر پالیسی بھی یہی رکھی ہے کہ ایسے لوگوں کو کلیدی عہدوں پر لگایا جائے جن کی integrity doubtful نہیں ہے ۔ جو honest and competent ہیں اور اس کے علاوہ ہم نے پولیس رولز کو تبدیل کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنائی ہے کیونکہ عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ شکایات آتی ہیں کہ پولیس میں کرپشن پائی جاتی ہے ۔ پولیس میں reforms لانے کے لیے ایک کمیٹی قائم کر دی گئی ہے جو اپنی سفارشات مرتب کر رہی ہے ۔ ان شاء اللہ جب اس کی سفارشات آئیں گی تو ان پر عمل درآمد کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ نہ صرف ملکی سطح پر بلکہ صوبے کی سطح پر بھی احتسابی بورڈز بنائے جا رہے ہیں جن میں ایسے افراد کو شامل کیا جا رہا ہے جو سیاسی وابستگیوں سے بالا تر ہو کر ایسے لوگ جن کی شہرت اچھی ہے جو دیانت دار ہیں ان لوگوں کو احتسابی بورڈوں میں شامل کیا جا رہا ہے اور حکومت ڈویژنل سطح پر، ضلعی سطح پر اور تحصیل کی سطح پر ایسی کمیٹیاں بنا رہی ہے تا کہ کرپشن کو ختم کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ کرپشن اسی وقت فروغ پاتی ہے جب کسی سوسائٹی میں اقتصادی حالات بہتر نہ ہوں ۔ موجودہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ ایسی reforms کی جائیں جن سے نہ صرف صنعتی بلکہ زرعی شعبے میں بھی انقلاب برپا کیا جائے اور اسی پالیسی کو آگے بڑھاتے ہوئے موجودہ حکومت نے اس موجودہ بجٹ میں بھی ایسی ترجیحات رکھی ہیں جن سے ان شاء اللہ العزیز جلد ہی ہمارے صوبے میں زرعی اور صنعتی انقلاب آئے گا بے روزگاری کا خاتمہ کیا جائے گا اور ان شاء اللہ العزیز عوام کے تعاون سے اور ان کمیٹیوں کے تعاون سے ایسے لوگوں کا محاسبہ کیا جائے گا جو کرپشن میں involve ہیں ۔ اور یہ حکومت کا اعلان ہے کہ کرپٹ آدمی

چاہے جتنا بھی با اثر ہو اس کو ان شاء اللہ spare نہیں کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ایک چیف منسٹر انسپکشن ٹیم (CMIT) ہے۔ جس کا بھی یہی فنکشن ہے۔ جہاں کرپشن کی شکایت ملتی ہیں وہاں تحقیقات کی جاتی ہیں۔ اور اس کی روشنی میں جو قانونی کارروائی کی جارہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ موجودہ حکومت نے آتے ہی جو اقدامات کیے اس میں یہ اقدام بھی واضح تھا کہ عوام کی متعلقہ افسران تک approach ہونی چاہیے۔ جس کی مثال موجودہ وزیر اعظم میاں نواز شریف صاحب نے یہ دی کہ خود عوام سے ٹیلی فون پر رابطہ قائم کیا۔ بلکہ انھوں نے وزرائے کرام کو ہدایات جاری کیں، سیکرٹری صاحبان کو ہدایات جاری کیں اور یہ اخبارات میں یہ advertise کیا گیا کہ ایک مخصوص ٹائم متعلقہ افسر عوام کی شکایات سنے گا۔ اور ہمارے دیکھنے میں آیا ہے کہ اس سے عوام کے کافی مسائل حل ہو رہے ہیں۔ اور کرپشن کے خاتمے کے لیے یہ موٹے موٹے اقدامات تھے۔ ان شاء اللہ العزیز مزید بھی ان سفارشات کی روشنی میں جو کہ آج ایوان میں پیش ہوئی ہیں اور جو کمیٹیاں بنائی جا رہی ہیں اس کے لیے ان شاء اللہ اقدامات ہوں گے اور ان شاء اللہ حکومت کا یہ ارادہ ہے کہ اس ملک سے اور اس صوبے سے کرپشن کے خاتمے کے لیے ہر وہ قدم اٹھائیں گے جو ہمارے بس میں ہے۔ ان شاء اللہ آپ جلد دیکھیں گے کہ صوبے سے کرپشن اور بدعنوانی کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ شکریہ!

جناب محمد افضل خان، جناب چیئرمین، پوائنٹ آف آرڈر! وزیر مال صاحب نے کہا کہ کرپشن اس لیے ہوتی ہے کہ اقتصادی حالات بہتر نہیں ہیں۔ میں ان کی اس سوچ سے اتفاق نہیں کرتا۔ جناب چیئرمین کرپشن زیادہ تر اس لیے ہوتی ہے کہ اس کے مواقع اور loop holes موجود ہوتے ہیں۔ اور ان پہ قانون کی گرفت نرم ہوتی ہے۔ اقتصادی حالات تو بہت ملکوں کے خراب ہیں لیکن کرپشن اس پہ depend نہیں کرتی۔ اس کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ ہمارے بے شمار ایسے لوگ جو چوری کر کے پیسے کے انبار لگا لیتے ہیں وہ روٹی کپڑے سے غریب نہیں ہیں بلکہ وہ نیت سے غریب ہیں۔ اقتصادی حالات کا اس میں کم دخل ہے اور قانون کی گرفت کا کمزور ہونا اور loop holes کا موجود ہونا کرپشن کے لیے زیادہ ذمہ دار ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین، اب اجلاس کل صبح 9-00 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

جمعۃ المبارک' 27۔ جون 1997ء

(آدینہ' 21۔ صفر المظفر 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح ساڑھے نو بجے زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ
مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ
مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ
الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾

سورۃ المآئدہ آیت نمبر 15 تا 16

اے کتاب والو بے شک تمھارے پاس ہمارے یہ رسول تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں اور بہت سی معاف فرماتے ہیں بے شک تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے اسے جو اللہ کی مرضی پر چلا سلامتی کے ساتھ اور انھیں اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اپنے حکم سے اور انھیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ o

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس ہاؤس کی نشست کم از کم پانچ گھنٹے ہونی چاہیے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے آج جمعۃ المبارک ہے اور آپ کو بارہ ساڑھے بارہ بجے تک اجلاس ختم کرنا ہوگا۔ یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ قواعد کے تحت آپ اس وقت کو کم اور زیادہ کر سکتے ہیں۔ یہ اختیار آپ کو ضرور ہے۔ لیکن جو بھی اختیار ملتا ہے اس کو ہمیشہ مثبت سمت میں لے کر جانا ہوتا ہے۔ جناب والا! دس بج چکے ہیں، گیارہ، بارہ اور ایک، اگر ایک بجے تک آپ چلاتے ہیں تو پھر تین گھنٹے اجلاس چلے گا۔ میری خواہش ہے کہ اجلاس ساڑھے بارہ بجے تک چلے، کیونکہ لوگ تیاری کر کے جمعۃ المبارک کی نماز کے لیے ایک بجے تک مساجد میں جاتے ہیں اور مختلف مساجد میں ایک بجے کے بعد جمعۃ المبارک کی نماز شروع ہو جاتی ہے۔ تو آج ضمنی بجٹ پر بحث بھی ہے اور آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس میں ہمارے تمام دوست کیسے حصہ لے سکیں گے۔ آپ ٹائم نوٹ کر لیں۔ تو میری آپ سے یہ استدعا ہوگی کہ آپ صبح کا اجلاس ساڑھے بارہ بجے ختم کر کے پھر تین بجے دوبارہ بلا لیں تاکہ ہمارے تمام دوست اس ضمنی بجٹ پر سیر حاصل بحث کر سکیں جو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ان ممبران کا حق ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ جی، تشریف رکھیں۔ یہ بات واقعی ٹھیک ہے کہ اجلاس ٹائم پر شروع ہونا چاہیے تھا لیکن جہاں تک بحث میں حصہ لینے کے بارے میں اپوزیشن کے ممبران کا تعلق ہے تو ان شاء اللہ انھیں پورا وقت دیا جائے گا اور میری تمام ممبران سے گزارش ہوگی کہ آج پوائنٹ آف آرڈرز نہ ہی آئیں تو بہتر ہے، میں کہنے والا تھا کہ پوائنٹ آف آرڈر کم آئیں لیکن نہ ہی آئیں تو بہتر ہے تاکہ آج جو ضمنی بجٹ پر بحث ہے اس کے لیے زیادہ وقت مل سکے۔

استحقاق

کاٹن ریسرچ آفیسر رحیم یار خان کا ایم پی اے کے ساتھ ہتک آمیز سلوک

جناب سپیکر۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ اگر تحاریک استحقاق بھی آپ نے ملتوی کرنی ہوں تو اس کے لیے ہاؤس کی رائے معلوم کرنا پڑے گی۔ لیکن لے لیتے ہیں' کیونکہ میرا خیال ہے کہ صرف دو ہی ہیں۔ اس میں سب سے پہلے میاں امتیاز صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ یہ کافی دنوں سے ملتوی چلی آ رہی ہے۔ اس کے بارے میں لاءمنسٹر صاحب نے بتانا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر! یہ جو تحریک استحقاق ہے یہ پیش ہو چکی تھی۔ میں نے اس کا جواب بھی دیا تھا اور طے یہ ہوا تھا کہ اس سلسلے میں متعلقہ محکمے کے جو افسران ہیں ان سے بات کرنے کے بعد اگر محرک مطمئن ہو جائیں تو پھر وہ اس کو واپس لے لیں گے۔ لیکن آج معزز رکن سے میری بات ہوئی ہے۔ وہ اس بات سے مطمئن نہیں۔ وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ محکمے کے افسران کا جو رویہ تھا اس سے ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور ان کی تسلی نہیں ہوئی' اس لیے محرک محکمے سے میٹنگ کے بعد بھی اور میری یقین دہانی کے بعد بھی اگر یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے پاس جانا چاہیے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر۔ سپیشل کمیٹی کے پاس' کیونکہ ابھی استحقاق کمیٹی بنی نہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جی' سپیشل کمیٹی کے پاس۔

جناب سپیکر۔ جی' امتیاز صاحب۔

میاں امتیاز احمد۔ جناب سپیکر! میں نے وزیر قانون صاحب سے بات کی تھی کہ محکمے کے افسران اور جس کے خلاف میں نے تحریک استحقاق پیش کی ہے اس نے اس کے بعد بھی کئی جگہوں پر بیٹھ کر کچھ ایسی باتیں بھی کی ہیں کہ ایسا کوئی معاملہ نہیں ہوا۔ اس نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میری تحریک استحقاق کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اس میں فیصلہ ہونا چاہیے کہ یہ

معاملہ کس طرح ہوا ہے اور کیوں ہوا ہے؟ مہربانی کر کے آپ اسے سپیشل کمیٹی کے سپرد کر دیں۔
جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ آپ بھی پریس کرتے ہیں اور لاءمنسٹر صاحب کو بھی اعتراض نہیں۔ تو اس تحریک استحقاق نمبر 3 کو سپیشل کمیٹی نمبر 2 کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اس کی رپورٹ ایک ماہ میں پیش کر دی جائے۔

جناب سپیکر، اب ہم اگلی تحریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ اس سے پہلے ایس۔ اے۔ حمید صاحب کی نمبر 8 پر ہے۔ یہ پی۔ آئی۔ اے کے ووچرز کے بارے میں ہے اور میرا خیال ہے کہ ابھی اس کے بارے میں کوئی واضح جواب نہیں آیا۔ اس کو آئندہ اجلاس تک pending رکھتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 9 مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے۔ مولانا صاحب نہیں آئے۔ پھر یہ lapse ہو گئی۔ چلیں، اس کو بھی Pending کر لیتے ہیں۔ مولانا صاحب کی تحریک استحقاق بھی Pending ہوئی۔

ضمنی بجٹ بابت 97 - 1996 پر عام بحث

جناب سپیکر، ہم اب ہم ضمنی بجٹ کے اوپر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ اپوزیشن کی طرف سے نام چٹ پر لکھ کر بھیج دیں کہ پہلے کون صاحب بولیں گے۔ سعید اکبر صاحب پہلے بات کریں گے؟ مجھے لکھ کر بھجوا بھی دیں۔ جی، سعید اکبر صاحب! آپ شروع کریں گے؟

جناب سعید اکبر خان، جی، میں شروع کروں گا۔

جناب سپیکر، جی، آپ شروع کیجیے۔

جناب سعید اکبر خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ مجھے آپ نے اس بحث میں حصہ لینے کے لیے موقع بخشا۔ جناب سپیکر! ضمنی بجٹ پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ آج ٹائم کم ہے اور ہمارے دوست اس میں بولنا چاہتے ہیں تو اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور آپ کی مدد کرتے ہوئے میں کوشش کروں گا کہ جتنا کم ٹائم لگ سکے اتنا ہی صرف کروں۔

جناب سپیکر! موجودہ گورنمنٹ کو عوام نے جس طرح سے ایک بھاری مینڈیٹ دیا ہے تو اسی طرح سے عوام تقاضا کریں گے کہ ان کے مسائل کا حل بھی اتنا ہی جلدی ہو جتنا انھوں نے بھاری مینڈیٹ اس گورنمنٹ کو دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس بات میں حق بجانب ہیں کیونکہ اس صوبے کے عوام نے تمام اختلافات کو ختم کرتے ہوئے اس دفعہ فیصلہ کیا کہ شاید ہماری تکالیف اسی بنیاد پر کم یا ختم ہوسکیں' جو اعتراضات ہمیشہ حکومتوں کے رہتے تھے کہ ہمارے پاس اتنی اکثریت نہیں کہ ہم ان مسائل کو حل کر سکیں۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جیسے عوام نے ان کو بھاری مینڈیٹ دیا ہے اور سابقہ حکومتوں کو جیسے مینڈیٹ ملتا تھا تو ان کو گریس پیریڈ عوام کچھ زیادہ دیا کرتے تھے لیکن اس گورنمنٹ کو گریس پیریڈ بھی عوام کم دیں گے۔ میرا خیال ہے کہ چھ ماہ سے بھی زیادہ نہیں دیں گے جب تک کہ ان کے مسائل حل کرنے کے لیے بہتر سمت کی طرف ان کے اقدامات نہ ہوتے۔ جناب سپیکر! آپ بخوبی آگاہ ہیں کہ موجودہ گورنمنٹ اور اس پارٹی کے الیکشن میں جو نعرے تھے وہ بھی کچھ اسی طرح کے تھے۔ میرٹ' احتساب' انصاف۔ اس سے پہلے کہ میں اس موضوع پر آؤں' میں بجٹ کی افادیت کے بارے میں تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گا۔

جناب والا! جب سے یہ بجٹ پیش ہونے لگے ہیں ان سے عام آدمی کی حالت روز بروز بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ قطع نظر اس کے کہ کون سی گورنمنٹ تھی' کس نے یہ بجٹ پیش کیا لیکن اس میں عام آدمی کے مسائل کے حل کی جو توقعات رکھی جاتی تھیں وہ پوری نہ ہوئیں۔ جو بھی بجٹ آیا جب اس نے اپنی ایک سال کی میعاد پوری کی تو اس کے بعد عام اور غریب آدمی کو جو رزلٹ ملا اس میں مہنگائی میں اضافہ ہوا' اس میں بے روزگاری میں اضافہ ہوا اور دوسرے مسائل میں بھی اضافہ ہوا۔ اب ہمیں یہ سوچنا ہوگا اور یہ بھی آپ نے دیکھا ہے۔ کہ جب بجٹ پیش ہونے کو آتا ہے اور ٹائم نزدیک سے نزدیک تر ہوتا ہے تو عام آدمی کے چہرے پر اداسی چھا جاتی ہے اور گھبراہٹ کا لمحہ اس پر طاری ہو جاتا ہے کہ پتا نہیں اس بجٹ میں اور کتنی مہنگائی ہو جائے ہمارے مسائل کتنے اور بڑھ جائیں۔ یہ ایک اندازہ لگایا جاتا ہے۔ کیونکہ تمام پچھلی روایات کے بارے میں جو دیکھا گیا ہے وہ

یہی ثابت ہوا۔ جناب والا! اگر میں یہ کہوں کہ 1980ء کے بعد ان کی حکومت ہے۔ 1985ء کے بعد تو یہ خود برسراقتدار رہے اور 1993ء تک بجٹ بھی پیش ہوتے رہے۔ تین سال کے عرصے میں ایک مخلوط پارٹی نے یہاں حکومت کی۔ اگر آپ اندازہ لگائیں اس صوبے میں موجودہ گورنمنٹ کی بڑا عرصہ حکومت رہی اور مسائل کو حل کرنے کی بھی ذمہ داری ان کی اتنی ہی زیادہ ہے جتنی انھوں نے اس صوبے پر حکومت کی ہے۔

جناب سپیکر! میں الیکشن مہم کے دوران میں عوام کے ساتھ وعدوں کی بات کر رہا تھا جس میں میرٹ ' احتساب ' انصاف کا نعرہ لگایا گیا۔ میری دعا ہے کہ ہم دیکھ سکیں کہ اس صوبے میں میرٹ بھی ہو' اس صوبے میں احتساب بھی ہو اور انصاف بھی۔ جناب سپیکر! مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ جب میں میرٹ کی بات کروں گا ' احتساب کی اور انصاف کی بات کروں گا تو وزیر موصوف جنھوں نے wind up کرنا ہے وہ ضرور یہ حوالہ دیں گے کہ جناب والا! سابقہ حکومت نے یہ کیا سابق حکومت نے وہ کیا۔ جناب والا! مجھے اس پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں۔ ضرور حوالہ دیں' لیکن میں یہ بات ان کو کہنا چاہوں گا کہ یہ حوالہ تو ضرور دیں لیکن اگر انھوں نے خرابیاں کیں تو ان کو رزلٹ مل گیا۔ اگر آپ نے اپنی جان ان ہی حوالوں سے چھڑانی ہے تو مجھے قوی یقین ہے کہ عوام آپ کی جان نہیں چھوڑیں گے۔وہ ضرور حساب لیں گے اور ہمیں پرانے حوالے دے کر اس بات کو ایسے نہیں ٹالنا چاہیے ۔

جناب والا! میرٹ کی بات کرتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ شاید موجودہ گورنمنٹ میرٹ کو اپنانے کی کوشش کر رہی ہو لیکن جو تین یا چار مہینوں میں آثار نظر آنے لگے ہیں مجھے لگتا ہے کہ دو تین مہینے کے بعد شاید یہ بھی میرٹ کی پالیسی کو جاری نہ رکھ سکیں ۔ اخبارات سے اور دوسرے ذرائع سے ہمیں جو اطلاع مل رہی ہے وہ یہی اطلاع ہے کہ جب اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کو تعینات کرنے کی بات ہے تو اس میں بھی میرٹ کو مدنظر نہیں رکھا گیا اور ان کی تقرری کر دی ۔ محکمہ قانون نے اس پر اعتراض کیا اور انھوں نے سمری بھیجی کہ جو اس عہدے کے لیے مطلوبہ قابلیت

ہے' جو آپ کے آرڈر اس کو یہ پورا نہیں کرتے ۔ اس کے بعد جناب سپیکر! پولیس کی بھرتی ہو رہی ہے اور میں پر امید ہوں کہ یہ میرٹ پر ہو گی لیکن یہاں جو آوازیں اور جو باتیں گردش کر رہی ہیں ان میں یہ بھی سنا جا رہا ہے کہ لسٹیں اقتدار والوں کو دکھائی جائیں ان کے آدمیوں کو اکاموڈیٹ کیا جائے یا کچھ نمبر ان سے لے کر یا ان سے کچھ آدمی لے کر بھرتی کیے جائیں ۔ جناب سپیکر! اگر سابقہ حکمرانوں نے بھی یہی کیا اور عوام نے ان کو پسند نہیں کیا اگر پھر آج اتنے بھاری مینڈیٹ والی حکومت بھی اسی ڈگر پر چلے تو مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ اتنا بھاری مینڈیٹ جہاں اپوزیشن کی تعداد بہت کم ہے' کا کیا فائدہ؟ میں یہ سمجھ سکتا ہوں کہ شاید سابقہ حکومت تھوڑی اکثریت کی بنیاد پر پریشر میں آجاتی ہو' اس حکومت کو کسی پریشر میں نہیں آنا چاہیے۔

جناب سپیکر! احتساب کی بات ہے۔ احتساب ہونا چاہیے ۔ جو بھی برسر اقتدار ہو' جو بھی اس ملک میں زیادتی کا مرتکب ہو اس کا احتساب ہونا چاہیے۔ جناب والا! میری یہ بھی اپیل ہے کہ احتساب بالکل شفاف ہونا چاہیے۔ نظر آئے کہ احتساب ہو رہا ہے۔ ان تین چار مہینوں میں جو احتساب شروع کیا گیا اس کو لوگوں نے مشکوک نظروں سے دیکھا ۔ اس پر لوگوں کے خدشات ہیں۔ اس پر لوگ انگلیاں اٹھا رہے ہیں۔ جناب والا! جو بھی ہم قانون بناتے ہیں' ایسا سمجھ لیا جاتا ہے کہ شاید ہم اس ملک میں ہمیشہ برسراقتدار رہیں گے۔1947ء سے لے کر آج تک بڑے بڑے طاقت ور حکمران آئے مگر آج ان کا نام و نشان نہیں۔ ایوب خان صاحب آئے وہ نہ رہے ۔ ذوالفقار علی بھٹو صاحب آئے وہ نہ رہے۔ ضیاء الحق صاحب آئے وہ نہ رہے اور میں یہاں اور مثال دوں گا کہ جن حکمرانوں نے اپنے دور میں دوسروں کے لیے قانون بنایا اللہ تعالیٰ کا یہ انصاف ہے کہ وہ اسی قانون کی زد میں خو آئے۔ ایوب خان نے ایم پی او۔16 کا قانون بنایا۔ یہ تاریخ گواہ ہے کہ انھی کا بیٹا اسی ایم پی او۔6 کے تحت بند ہوا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے Foreign Advocates کے پاکستان کی عدالتوں میں پیش ہونے پر پابندی لگائی۔ اس تاریخ نے دیکھا کہ انھی کو اس کی ضرورت پیش آئی اور وہ پیش نہ ہو سکے۔

جناب والا! اس طرح کے جو بھی قانون بنے ہیں ان کی زد میں وہی لوگ آئے ہیں ۔ آج احتساب بل اس ملک میں پاس ہوا ۔ اس احتساب کی کافی قسمیں بن چکی ہیں ۔ جہاں احتساب سیل ہے وہاں احتساب کمشنر ہے وہاں احتساب چیئرمین ہے وہاں احتساب کمیٹیاں ہیں ----

جناب سمیع اللہ چودھری، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر، یہاں یہی بات ہوئی تھی کہ پوائنٹ آف آرڈر کم سے کم ہوں تاکہ اجلاس کی کارروائی صحیح وقت پر ختم ہو۔

جناب سمیع اللہ چودھری، جناب والا! اسی سلسلے میں گزارش کرنی ہے کہ میرے موصوف دوست نے بجٹ کے اوپر ایک لمبی اور تفصیلی تقریر کر لی ہے-----

جناب سپیکر، میں نے ان کو اجازت دی ہے آپ تشریف رکھیں ۔ انھیں بولنے دیں ۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! احتساب 1990ء سے شروع ہوگا۔ یہ میری بات نہیں عوام کا تقاضا ہے کہ جو لوگ آج برسراقتدار ہیں یہ 1985ء میں بھی برسراقتدار تھے تو کیوں نہ احتساب 1985ء سے کیا جائے؟ احتساب کے معاملے کو شفاف بنانا ہوگا۔ احتساب کمشنر سیکرٹریٹ کو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کی طرز پر بنانا ہوگا۔ تاکہ اس میں حکومتی مداخلت نہ ہو سکے ۔ محتسب اعلیٰ کا دفتر سیکرٹریٹ نہیں بلکہ احتساب کی عدالت ہو۔ جناب والا! ہمارے ہمسایہ ملک انڈیا میں بھی سی بی آئی کی کارروائیاں آپ دیکھتے ہیں۔ اور آپ بھی اس کا جائزہ لیتے ہیں۔ ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ جیسے پوری مشینری اس کے آگے بے بس ہے۔ پوری حکومت اس کے سامنے بے بس ہے۔ وہ کسی کی بات سننے کے لیے تیار نہیں، چاہے کوئی سابقہ پرائم منسٹر ہو۔ آپ نے نرسیما راؤ کا حشر دیکھا ۔ اس کو کورٹ میں جانا پڑا ۔ اس کی پارٹی موجودہ حکومت میں پارٹنر ہے لیکن کوئی حکومت اس کی امداد نہیں کر سکی۔ چہ جائیکہ کورٹ اس کی کوئی مدد کرے۔ جناب سپیکر! آج کل انڈیا میں ایک بہت بڑا سکینڈل چل رہا ہے۔ جس کا نام "چارہ گھوٹالہ" ہے۔ اس میں بہار کا چیف منسٹر لالو پرشاد ہے جس کی پارٹی کا اس وقت پرائم منسٹر ہے۔ وہ بھی آج بے بس نظر آ رہا ہے اور اس کو جگہ نہیں ملتی کہ وہ کہاں اپنا

سر تاپیانے۔ اور وہ پریشان ہے اور کوئی حکومت اس کی امداد کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔ جناب سپیکر! اگر احتساب کرنا ہے تو اسی نوعیت کا ہونا چاہیے کہ کوئی آدمی اس پر انگلی نہ اٹھائے ۔ کوئی آدمی اس پر شک ظاہر نہ کرے۔ کوئی آدمی اسے مشکوک نہ سمجھے اور عوام کو تسلی ہو کہ جو بھی غلطی کرے گا چاہے' وہ اقتدار میں ہو چاہے کسی دوسرے پارٹی میں' اس کو یہ ادارہ گردن سے پکڑ لے گا۔ ہماری یہ خواہش ہے کہ اسی طرح ہونا چاہیے ۔

جناب سپیکر! اس صوبے میں اور پورے ملک میں جو پچھلے چار مہینے سے صورت حال ہے اس سے ہر آدمی امن عامہ کی حالت کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے۔ میں کراچی کا حوالہ ضرور دوں گا۔ کیونکہ اس کا ردعمل صوبہ پنجاب میں اور لاہور میں بھی ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! کتنے ظلم کی بات ہے پہلے تو دہشت گرد آ کر فائرنگ کر کے آدمیوں کو مار کر بھاگ جاتے تھے آج ایک اور ظلم کی داستان کھلی ہے کہ جن کو لوگ پسند نہیں کرتے ان کو پکڑ کے ایک گاڑی میں بند کر کے چوراہے پر' کسی سنسان جگہ پر نہیں بازار کے چوراہے میں ان کے ہاتھ پیچھے باندھ کر گولیوں سے بھون دیا جاتا ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں؟

جناب سپیکر! موجودہ قائد ایوان جس دن اس ایوان میں قائد ایوان منتخب ہو رہے تھے اسی دن جب وہ ہاؤس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے اٹھے اور ان کی تقریر کے دوران ان کو چٹ ملی کہ ملتان میں ایک سانحہ ہوا ہے جس میں آٹھ دس آدمی مارے گئے ہیں۔ یہ سلسلہ آج تک چل رہا ہے ۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس کے تدارک کے لیے آج تک کیا ہوا ۔ اس میں دو پہلو ہیں ۔ ایک تو ایڈمنسٹریٹو لیول پر اس کو ہم نے حل کرنا ہے دوسرا سیاسی بنیادوں پر اس کو ہم نے حل کرنا ہے ۔ جناب والا! ایڈمنسٹریشن اس ضمن میں زیادہ کارکردگی دکھائے تو یہ کوشش کرے گی کہ کوئی ملزم پکڑ لیا جائے اور اس کو پکڑ کر حوالات میں بند کر دیا جائے لیکن وہ اس دہشت گردی کو جڑ سے نہیں اکھاڑ سکتے ۔ یہ ہم سیاسی لوگوں کا کام ہے کہ اس کو بہتر انداز میں جس طرح سے بھی حل تلاش کریں۔ اس کا حل ایڈمنسٹریشن نے نہیں' سیاسی آدمیوں نے نکالنا ہے ۔ اور ہمیں یہ حل نکالنا ہوگا۔ بصورت دیگر قوم کا

اعتماد ہم سے اٹھ جائے گا۔ اور جو حشر ہو گا وہ تمام سیاسی عناصر کا ہوگا۔ اس میں یہ تمیز نہیں کہ کوئی اپوزیشن میں ہے یا گورنمنٹ میں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد کچھ اس صوبے کے مسائل ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں ان کو نظر انداز کیا گیا ہے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ شاید اس حکومت کا ایک نظریہ بن چکا ہے کہ کاشت کاروں کو ختم کرنا ہے۔ جناب سپیکر! اب ایک اور بل PIDA کے نام سے آرہا ہے ۔ جس کی اب میٹنگیں شروع ہو گئی ہیں ۔ اور وہ شاید اسی سیشن میں آ جائے اور پاس ہو جائے ۔ جو میری سمجھ میں آیا ہے اور جو مجھے اندازہ ہوا ہے وہ یہی ہے کہ یہ "PIDA" ہے ۔

"Privatisation of Irrigation and Death Warrant to the Agriculture."

اس کا یہی مطلب میں سمجھا ہوں ۔ جب PIDA آئے گا تو اس کو ہم دیکھیں گے۔ جناب والا! زراعت اس ملک کا بہت ہی اہم شعبہ ہےاور کافی لوگوں کا اس پر انحصار ہے۔ سابقہ دور میں سبسڈیز کے لیے ٹیوب ویل اور بیجوں کے لیے دو کروڑ 47 لاکھ روپے رکھے گئے تھے۔ اس دفعہ اس بجٹ میں صرف 23 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ کتنی بڑی زیادتی ہے۔ اور کاشت کاروں سے کہا جا رہا ہے کہ جو زراعت پرٹیکس لگا ہے وہ ہم آپ پر خرچ کریں گے۔جناب سپیکر! ایک اور بات جو میری سمجھ میں آیا ہے کہ یہ ٹیکس effort یہ کوشش پہ لگایا گیا ہے۔ کبھی کسی ملک میں یہ ہوا ہے کہ کسی کی کوشش پہ ٹیکس لگے۔ یہ پیداوار کے لیے کوشش ہے۔ جو ہم کاشت کاری کرتے ہیں، کھاد دیتے ہیں۔ یہ صرف کوشش ہے۔ اس کا رزلٹ ہمیں کوئی معلوم نہیں ہوتا۔ زراعت پر جو پہلے ہی ٹیکس لگے ہوئے ہیں۔ میں تمام کا ذکر نہیں کرتا۔ میں ویلتھ ٹیکس کا ذکر نہیں کرتا۔ میں لوکل ریٹ کا ذکر نہیں کرتا۔ میں ضلع کونسل ایکسپورٹ ٹیکس کا ذکر نہیں کرتا ۔ ادویات پر جو کسان ٹیکس دیتا ہے میں اس کا ذکر نہیں کرتا۔ جو کھاد پر کسان ٹیکس دیتا ہے اس کا ذکر نہیں کرتا ۔ میں عشر کی بات کرتا ہوں۔ میں یہی بات آپ کے گوش گزار کر کے آپ سے اجازت چاہوں گا۔ جناب والا! اس وقت

پنجاب میں 14 ملین ٹن گندم پیدا ہوتی ہے۔ اس کے پانچ فی صد کے حساب سے 4.2 عشر بنتا ہے۔ کاٹن 7 ملین گانٹھیں اس صوبے میں ہوتی ہیں۔ جس پہ 3.98 ملین عشر بنتا ہے۔ گنا اس ملک میں 45 ملین ٹن ہوتا ہے جس پہ عشر 1.35 ملین بنتا ہے۔ اگر ان تمام کو ملایا جائے تو یہ تقریباً 9.33 ملین عشر بنتا ہے۔ جناب سپیکر! 27 جنوری یا جون 1983ء میں عشر زکوٰۃ کا آرڈیننس آیا جو کہ 1986ء میں آئین کا حصہ بن گیا' یعنی اب وہ آئین کا حصہ ہے جس کی وجہ سے' جس کی رو سے یہ عشر اس صوبے کے زراعت پیشہ عوام پر لاگو ہے۔ میں نے اس کی جو calculation کی ہے وہ تقریباً 10۔ ملین بنتی ہے۔ جناب سپیکر! یہ بھی کسان کے ذمے ہے تو پھر اس کے بعد ایک اور ٹیکس لگا دیا گیا ہے جو کسان کی کوشش پہ ٹیکس ہے۔ آپ دنیا کے کسی ملک میں دیکھ لیں کہ کوئی بندہ کوشش کرے اور اس پر ٹیکس لگایا گیا ہو۔

جناب والا! اس کے علاوہ کسان' صنعت کار یا تاجر کے قرضوں کی جو شرح آپ دیکھیں گے کہ کسانوں نے 25 بلین قرضے لیے ہیں جب کہ صنعت کار کے ذمے 196 بلین روپے قرض ہے۔ آپ اس شرح کو دیکھیں۔ جناب سپیکر! کسان' زراعت پیشہ عناصر کل ٹیکس کا 42 فی صد بلا واسطہ یا بالواسطہ ادا کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: سعید اکبر صاحب! wind up کیجیے۔

جناب سعید اکبر خان: بس جناب' میں ایک منٹ میں wind up کرتا ہوں۔

جناب والا! total taxation کا 42 فی صد بلا واسطہ یا بالواسطہ ٹیکس کی صورت میں کسان دے رہا ہے اور اس کے ذمے جو loan ہے وہ 25 بلین ہے' جب کہ اس کے مقابلے میں تاجر پیشہ یا صنعت کار کے ذمے 196 بلین روپے کے قرضے ہیں۔ جناب والا! اس کے باوجود ایک غریب کاشت کار کی کوشش پہ ٹیکس لگا دیا گیا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ نہایت نامناسب ہے۔

جناب سپیکر! مجھے ابھی بات تو اور بھی کرنی تھی لیکن وقت کی کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنی بات یہیں پر ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ سعید احمد منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس: شکریہ جناب سپیکر!.......

مسودۂ قانون، ادارہ آب پاشی و نکاسیٔ آب، پنجاب مصدرہ 1997ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

راجہ جاوید اخلاص، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ مسودۂ قانون، ادارہ آب پاشی و نکاسی آب، پنجاب مصدرہ 1997ء مسودۂ قانون نمبر 14 بابت 1997ء کے بارے مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر، جی اجازت ہے؟ ممبران سے گزارش ہے کہ ذرا خاموشی اختیار کیجیے۔ صدیق سالار صاحب! براہ مہربانی ذرا خاموشی اختیار کیجیے۔

راجہ جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میں "مسودۂ قانون ادارہ آب پاشی و نکاسی آب پنجاب مصدرہ 1997ء مسودۂ قانون نمبر 14 بابت 1997ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں"

جناب سپیکر، مسودہ قانون...... رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔

ضمنی بجٹ بابت 97 - 1996ء پر عام بحث

(جاری)..........

جناب سپیکر: جی سعید احمد منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پہ بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اس سے پہلے بجٹ بابت سال 98-1997ء پیش کیا گیا اور اس پہ سیر حاصل بحث بھی ہوئی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو تجاویز treasury benches یا اپوزیشن کے ارکان نے دیں چاہیے تو یہ تھا کہ ان کی روشنی میں اس بجٹ کو wind up کیا جاتا اور مناسب ترامیم جو کہ اراکین نے دی تھیں، چاہے وہ treasury benches سے تعلق رکھتے تھے یا ان کا تعلق اپوزیشن سے تھا ان کی مناسب تجاویز کے بعد اس کو finalise کیا جاتا۔

لیکن میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی اور اسے ایک itine matter
لیتے ہوئے اکثریت کا سہارا لیتے ہوئے جو کہ موجودہ حکومت کے پاس ہے اسے اسی طریقے سے
پاس کر دیا گیا جس طرح کہ بیوروکریسی نے انھیں بنا کر دیا تھا۔ حالانکہ ان میں ایسی چیزیں
point out کی گئیں جن میں کافی تعداد تھا۔ رقوم، اعداد و شمار، دستاویزات جیسے دی گئی تھیں
حقائق اس سے مختلف تھے لیکن اس کی کوئی پروا نہ کی گئی۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں
پھر ضمنی بجٹ کی بھی وہی حالت ہوگی۔ اس پر بحث ہوگی، cut motions پہ ہم لوگ بولیں گے
جو کہ اپوزیشن کا حق بنتا ہے لیکن اس کا حشر بھی ویسا ہی ہوگا جیسا کہ main بجٹ کا ہوا ہے
جناب والا! بجٹ کی دستاویز محض اعداد و شمار کا مجموعہ نہیں ہوتی۔ اس میں عوام کو بتایا جاتا ہے
حکومت کی ترجیحات کیا ہیں۔ ان کے ٹیکسوں کا پیسہ کس طریقے سے استعمال کرنا ہے۔ قوم کو
سمت بتانا ہوتی ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ چاہے main بجٹ تھا یا ضمنی بجٹ ہے اس کی طرف
کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ اور پھر میں اگر وہ الفاظ استعمال کروں جسے میں نے gglary of
figures کہا تھا تو میرے حکومتی دوست اس کا برا مناتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں تھوڑا سا اس مو
سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے صحافی بھائیوں سے بھی ایک دوستانہ شکوہ کروں گا کہ انھوں نے حکومت
کے vis-a-vis اپوزیشن کو وہ coverage نہیں دی جو کہ انھیں دینی چاہیے تھی۔ جناب سپیکر! ا
ٹیلی ویژن یا ریڈیو پر اپوزیشن کا black out ہو تو اسے ہم بھی اور لوگ بھی محسوس نہیں کرتے
کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ سرکاری ادارے ہیں اور پھر یہ کہ ان کے لیے یہی کافی ہے کہ لوگ ان
پہلے ہی اعتماد نہیں کرتے لیکن جمہوریت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اگر ہمارے صحافی بھا
جن کا اخبارات سے تعلق ہے وہ اس اپوزیشن، بے شک چھوٹی ہی سہی لیکن یہ اپوزیشن کوشش
رہی ہے کہ پنجاب کا معاملہ وہ عوام کے سامنے بھرپور انداز میں پیش کرے۔ تو میں ان سے یہ گزارش
کروں گا، استدعا کروں گا کہ وہ اپوزیشن کو proper coverage ضرور دیں۔

جناب سپیکر! ہمارے سامنے جو ضمنی بجٹ ہے اس کی دکھ بھری کہانی بھی بہت طویل
ہے لیکن اگر طوالت میں جایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح آپ نے آج کا یہ وقت مقرر کیا ہے
وہ شاید اس کے لیے ناکافی ہو۔ اپوزیشن اور treasury benches سمیت شاید سب کو اس بات
موقع بھی نہ ملے کہ وہ اپنے تاثرات، اپنے جذبات ایوان میں پیش کر کے اپنے constituents
کم از کم یہ بتا سکیں کہ یہ ضمنی بجٹ کس طریقے سے پیش ہوا، اس میں کیا اعداد و شمار ہیں، کو

شماریات ہیں ...... جناب سپیکر! مجھے پوائنٹ آف آرڈر کی آواز آئی ہے......
جناب سپیکر: میرے خیال میں کوئی بھی دوست پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں اپنے دوستوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی روایات کے مطابق اگر کہیں سے پوائنٹ آف آرڈر کی آواز آئے تو جو بول رہا ہوتا ہے اس کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ فوراً اپنی بات روک دے اور بیٹھ جائے۔ تو اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے میں کہہ رہا تھا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے جو نئے دوست ہیں ان کو ان روایات کا ابھی علم نہ ہو۔ ان شاء اللہ آہستہ آہستہ علم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! ضمنی بجٹ میں دو بڑی رقوم دو مدوں میں نظر آ رہی ہیں۔ ایک محکمہ پولیس میں اور دوسری گندم اور چینی کی subsidy کے سلسلے میں ہے۔جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ اس کی بجٹ سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ صفحہ نمبر 8 پر سیریل 4 اور 7 میں پولیس نے نئی گاڑیوں کی خرید پر اخراجات کی منظوری مانگی ہے۔جناب والا! آپ نے پچھلے دنوں اخبارات میں دیکھا ہوگا کہ شادمان میں ایک پولیس موبائل جس کو ایک پولیس آفیسر ہی چلا رہا تھا، ایک رکشہ ڈرائیور کو کچل دیا جس پر کافی احتجاج ہوا۔ لوگ سڑکوں پر نکلے۔ جناب والا! پولیس کے لیے جو گاڑیاں خریدی گئیں اور اب جن کے لیے منظوری درکار ہے اگر یہ لوگوں کو کچلنے کے لیے استعمال ہوتی ہیں تو میں آپ کی وساطت سے اس ایوان سے استدعا کروں گا کہ اس منظوری کو رد کریں اور پولیس نے جو یہ اخراجات مانگے ہیں یہ نہ دیے جائیں۔ جناب والا! یہ تو ایک پولیس سٹیٹ بن کر رہ گئی ہے اور پھر لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال آپ کے سامنے ہے۔ میں نے Cut Motion پر پولیس پر بات کرتے ہوئے بھی عرض کیا تھا کہ چوری، ڈکیتی sectarian violence یہ سب چیزیں اپنے عروج پر ہیں۔ میرے بھائی سعید اکبر خان نے جس طرح آپ کو بتایا یہ واقعی صرف پولیس کا کام نہیں، بلکہ اس میں policy matters involved ہیں اور یہ حکومت وقت کا کام ہے کہ وہ sectarian violence کے لیے دینی جماعتوں کے ساتھ مل بیٹھ کر کوئی فیصلہ کرے۔جناب سپیکر! یہ violences ہو رہے ہیں۔ میں نے اس وقت عرض کی تھی کہ حکومت نے لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ non priority programme میں رکھا ہوا ہے۔ جناب سپیکر! آپ نے کتاب پڑھ کر بجا فرمایا تھا کہ حکومت نے لاء اینڈ آرڈر کی مد میں پیسہ تو زیادہ رکھا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ حکومت نے اسے priority میں رکھا

ہے یا non priority میں رکھا ہے ؛ صرف رقم بڑھا دینا ' اس سے گاڑیاں خریدنا یا وائرلیس سیٹ خریدنا اور وہ گاڑیاں جو کہ عوام کو کچلنے کے لیے استعمال کی جائیں اس کو priority نہیں کہا جا سکتا۔ اور پھر آپ نے دیکھا کہ کتنی ہی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں جن میں علمائے کرام' بیوروکریٹس اور پولیس آفیسرز sectarian violence کی نذر ہوئے۔ لیکن حکومت کے جسم پر جوں تک نہیں رینگی ۔ جناب سپیکر ! اب آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ ہمارے ملک میں امن و امان کی صورت حال یہ ہے کہ دوسرے ممالک سے لوگوں نے ہیلی کاپٹر پر آ کر یہاں سے بندے اٹھانا شروع کر دیے ہیں۔ اب آپ خود دیکھیں کہ حکومت کتنی بے بس ہے کہ غیر ملک سے آدمی ہیلی کاپٹر پر آئیں اور بغیر وارنٹ کے بغیر کسی اجازت کے وہ یہاں سے آدمی اٹھا کر چلے جائیں اور وہ آدمی جس کو آئین کے تحت بے پناہ تحفظات بھی حاصل ہیں۔ تو کیا ہم یہ سوچیں کہ آئندہ بھی----

جناب محمد افضل خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی فرمائیے ۔

جناب محمد افضل خان، جناب سپیکر ! میرے فاضل دوست نے کہا ہے کہ بغیر اجازت اٹھا کر لے گئے ۔ کیا ان کے پاس کوئی ثبوت موجود ہے کہ وہ بغیر اجازت اٹھا کر لے گئے؟

جناب سپیکر ، نہیں رہنے دیں ۔ ویسے بھی یہ وفاقی مسئلہ ہے اس لیے اس کو یہاں پر discuss کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر ! یہ معاملہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے لیکن میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیونکہ یہ معاملہ اعلیٰ عدالتوں میں pending ہے اور دیکھتے ہیں کہ اعلیٰ عدالتیں اس کا کیا فیصلہ کرتی ہیں؛ لیکن جتانے کا مقصد صرف یہ تھا کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال بالکل ہی ابتر ہو چکی ہے۔

جناب والا! ضمنی بجٹ کے صفحہ نمبر 8 پر سیریل نمبر 6 میں رینجرز کے لیے 8 لاکھ 30 ہزار روپے بطور الاؤنسز کی منظوری مانگی گئی ہے۔جناب والا ! پولیس کے عظیم الشان محکمے پر ہوش رہا اخراجات اور پھر اس کا حال یہ کہ پولیس معاملات کو خود tackle نہیں کر سکتی اور جیسا میں نے عرض کیا کہ محرم کے لیے مسلح افواج کو بلایا گیا اور پھر لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو کنٹرول کرنے کے لیے رینجرز کو بلایا گیا ۔ وفاقی حکومت نے ویسے بھی رینجرز کے لیے علیحدہ پیسہ رکھا ہوا ہوگا لیکن یہاں

صوبے کے بجٹ سے اتنی heavy amount دی گئی۔ اگر یہ پیسہ development sector پر خرچ ہوتا تو ہمارے عوام کو فائدہ ہوتا تو بتانے کا مقصد یہ ہے کہ اس صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال بالکل ہی ابتر ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر! اسی طریقے سے صفحہ 10 پر سیریل 15 میں فرنیچر کی خریداری کے لیے منظوری مانگی گئی ہے۔ تو آپ خود دیکھیں کہ development کا کیا حال ہے؟ لاء اینڈ آرڈر کا کیا حال ہے؟ اور پھر ضمنی بجٹ میں جو رقوم مانگی جاتی ہیں یہ تو ایمرجنسی کی صورت میں مانگی جاتی ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ فرنیچر خریدنے کے لیے کوئی ایمرجنسی ہو گی۔ اگر اسی طریقے سے پیسے مانگے گئے یا منظوریاں مانگی گئیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے صوبے کا حال پہلے ہی برا ہے مزید برا ہو جائے گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کو منظور نہ کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر! پھر دیکھیں کہ بجٹ کے صفحہ نمبر 24 پر گندم کی خرید کے لیے ایک ارب 73 کروڑ روپے کی گرانٹ منظور کرنے کے تجویز دی گئی ہے۔ جناب والا! یہ کتنے دکھ کی بات ہے کہ اس دفعہ آٹا بالکل نایاب رہا اور میں اس چیز سے بالکل اتفاق نہیں کروں گا جیسا کہ حکومتی بنچز سے اور حکومتی وزراء سے بار بار یہ بات سامنے آئی کہ انھوں نے اس کو پچھلی حکومتوں پر ڈال دیا۔ جناب سپیکر! جواب حکومت وقت نے دینا ہوتا ہے اور پچھلی حکومت تو غالباً پچھلے ستمبر اکتوبر میں ہی ختم ہوگئی تھی۔ اس کے بعد اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی اور کا قصور ہے تو انھیں کہہ دینا چاہیے تھا کہ وہ نگران حکومت کا قصور تھا یا انھیں کہہ دینا چاہیے تھا کہ انھوں نے آٹے پر توجہ نہیں دی، لوگوں پر توجہ نہیں دی بلکہ اپنے اقتدار کی خوشی میں انھوں نے اور بہت سارے کام کیے۔ انھوں نے اپنے مدمقابل یا اپنے opponents کو تشدد کا نشانہ بنانے کے لیے ان پر مقدمات درج کرنے کے لیے آفیسرز کو ہتھکڑیاں لگانے اور اس قسم کی باقی باتوں پر زیادہ توجہ دی لیکن انھوں نے آٹے کی طرف توجہ نہ دی یہ نہ دیکھا کہ آٹے کا ذخیرہ یا گندم کا ذخیرہ کم ہو چکا ہے۔

جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آٹے کا تعلق زراعت کے ساتھ ہے۔ ہم یہاں بات تو Asian Tiger بننے کی کرتے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے اسے کوریا اور Asian Tiger بنانے کا مصمم ارادہ کر رکھا ہے۔ تو کیا Asian Tiger آٹا کھاتا ہے؟ کیا Asian Tiger عوام کا خون چوستا ہے؟ یہ وہ باتیں ہیں جو ہمیں درد دل سے سوچنی

چاہییں اور پھر میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ محکمہ زراعت میں ایک سیکٹر agriculture extension کا ہوتا ہے۔ پہلے ایک ڈائرکٹر جنرل ہوتا تھا جو کہ پورے پنجاب کے لیے ہوتا تھا۔ لیکن اب ایک ڈائرکٹر جنرل ایکسٹینشن ساؤتھ زون کے لیے مقرر کیا گیا ہے اور آپ حیران ہوں گے کہ وہ ڈائرکٹر جنرل کنٹریکٹ پر ایک pesticide company سے لیا گیا ہے اور اس کمپنی کا نام Agrioo ہے۔ جناب والا! یہاں محکمہ زارعت میں اتنی بے چینی ہے اور مایوسی پھیلی ہوئی ہے کہ کیا ہمارے پاس اپنے agriculture experts نہیں ہیں؛ میں کہتا ہوں کہ جتنے PHDs یا پڑھے لکھے ہمارے محکمہ زراعت میں ہیں شاید ہی کہیں ہوں۔ اور پھر مزے کی بات یہ ہے کہ اس کی تنخواہ جو کہ ایک لاکھ روپیہ ماہانہ رکھی گئی ہے وہ بھی وہی کمپنی ادا کرے گی۔ جناب سپیکر ! آپ دیکھیں کہ اس کی loyalty کس کی ہوگی؛ وہ حکومت کے ساتھ loyal ہوگا یا اپنی pesticide company کے ساتھ؟ جناب والا! اس نے تو اپنی pesticide company کے مفاد کے لیے کام کرنا ہے۔ اس نے لوگوں کو یہ ترغیب دینی ہے کہ اس pesticide copmany کے components خریدے جائیں۔ جناب سپیکر! یہ تو اسی طریقے سے ہے جیسا کہ اندھے کو اندھیرے میں دور کی سوجھی۔ جناب سپیکر! اگر یہ اسی طریقے سے ہوا اور پھر صرف یہ نہیں Director Pesticides ہوتا ہے۔ جناب والا! وہ بھی حکومتی عہدے دار ہوتا ہے اس دفعہ اس میں بھی تبدیلی لا کر ایک دوسری پرائیویٹ کمپنی سیبا گائیگی کا ایک عہدے دار بطور ڈائرکٹر کنٹریکٹ پر رکھ لیا گیا ہے ۔ جناب سپیکر ! مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ ان کی پالیسیوں میں کیا تضاد ہے ' پھر کہتے ہیں کہ آٹے کی کمی پچھلی حکومت کی وجہ سے ہوئی ہے۔ جناب سپیکر اگر پالیسیاں اسی طریقے سے بنیں گی تو اس کے نتائج بھی اسی طریقے سے ہوں گے۔ جناب سپیکر ! مجھے اب یہ بھی پتا چلا ہے کہ جہاں ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کے حکومتی عہدے داروں نے شور مچایا ہے۔ باقی pesticides کمپنیوں نے بھی عدالت میں ایک writ دائر کر دی ہے اور فی الحال اس پر stay ہوگیا ہے۔ جناب والا! میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ کمپنیوں کے آدمی رکھنا گورنمنٹ کی کیا پالیسی ہے ؟ جناب سپیکر ! غیر ممالک میں تو جب اس قسم کے بحران پیدا ہوتے

ہیں یعنی آئا نہ ملے امن عامہ کی صورت حال خراب ہو جائے اور حکومت ایسی صورت حال کو قابو نہ کر سکے تو وہاں پر حکومتیں مستعفی ہو جایا کرتی ہیں ۔ لیکن جناب سپیکر یہاں ابھی یہ رواج نہیں ہے۔ میں صرف اسی حکومت کے حوالے سے یہ بات نہیں کر رہا۔ میں ایک جنرل حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ چاہے۔ کوئی پارٹی ہو، کسی پارٹی کی حکومت ہو یہاں پرمستعفی نہیں ہوتی ۔ جناب والا! جب آٹے کی طرح کے بحران پیدا ہوں یا امن عامہ کی صورت حال بہت خراب ہو تو حکومت وقت کو voluntarily مستعفی ہو جانا چاہیے ۔ جناب سپیکر ! پھر آپ دیکھیں گے کہ اسی ضمنی بجٹ میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لیے بھی کافی سارا پیسہ مانگا گیا ہے جس کو میں سمجھتا ہوں کہ رد کرنا چاہیے ۔ جناب سپیکر پلیٹو نے کہا تھا کہ اور میں آپ سے انگریزی میں بات کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

Plato said: "Ruin comes when the trader whose heart is lifted up by wealth, becomes a ruler or when the General uses his army to establish a military dictatorship; the producer is at his best in the economic field, the warrior is at his best in the battle-field but they are both at their worst in public office "

Mr Speaker, when the whole state is ill, should we not look for the service and guidance of the wisest and the bests?.

Thank you, Mr. Speaker.

جناب سپیکر ، پیر سید مسعود عالم صاحب!

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق pending ہے ۔ پہلے اس کو پیش کرنے دیں ۔

جناب سپیکر ، تحریک استحقاق کا وقت ختم ہو چکا ہے ۔ آپ نہیں تھے اور وہ pending ہو گئی ہے ۔ جناب مسعود عالم صاحب!

پیر سید مسعود عالم شاہ ، بسم اللہ الرحمن الرحیم٥

شکریہ' جناب سپیکر ! حسب روایات اس دفعہ بھی بجٹ کے لیے اسی طرح کوشش کی گئی کہ یا تو ٹیکس فری بجٹ ہو یا اس میں بہت nominal taxes لگیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تاریخی بجٹ ہے لیکن اس لحاظ سے نہیں کہ یہ ٹیکس فری بجٹ تھا یا اس میں بہت کم ٹیکس لگے ۔ جناب سپیکر ! یہ اس لحاظ سے تاریخی بجٹ ہے کہ اس میں اربوں روپے کے ٹیکس لگا دیے گئے ہیں اور افسوس اس بات کا ہے کہ صرف agriculture sector پر ٹیکس لگائے گئے ہیں ۔ یہی روایات چلی آئی ہیں کہ حکومتی بنچوں سے بجٹ پیش کرنے کے بعد مبارک بادیں پیش کی جاتی ہیں اور بجٹ کو سراہا جاتا ہے ۔ اب بھی فرق صرف یہ رہا ہے کہ اکثر ممبران نے مبارک بادیں پیش کیں اور اس کے ساتھ ہی اپنے علاقے کے ترقیاتی پروگرام کے لیے جو فنڈز نہیں ملے' اس کے بھی شکوے ساتھ ساتھ کیے ہیں ۔ جس سے یہ تاثر ملا کہ اس سے حکومتی پارٹی کی طرف سے بھی بجٹ کو تھوڑا بہت condemn ضرور کیا گیا ہے ۔ جناب سپیکر! ایگریکلچر ٹیکس کے حوالے سے میں گزارش کروں گا کہ ایگریکلچر سیکٹر پہلے ہی ایک آبیانہ دے رہا ہے' ویلتھ ٹیکس اس نام سے لگایا گیا کہ 83 فی صد جو زمین دار ہیں ان سے ہٹ کر جن کی holding so called جو 17 فی صد کہا ہے وہ ویلتھ ٹیکس دیں گے ۔ اس ویلتھ ٹیکس کی شرح بھی جناب سپیکر! within a year چار گنا کر دی گئی ۔ جناب والا! اس طرح یہ زرعی ٹیکس لاگو ہوا' کچھ عرصہ پہلے اس کو بھی revised کیا گیا جو کہ ساڑھے سات ایکڑ یونٹ بنا دیے گئے۔ جناب سپیکر! میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ زرعی ٹیکس ایک دفعہ لگنے سے revised ہوتا رہے گا اور اس کی شرح بڑھتی رہے گی اور اس میں چھوٹے یونٹ بھی شامل ہو جائیں گے۔ چونکہ یہ ٹیکس ایک دم لگایا گیا ہے ہمارے علاقے میں joint family system ہے۔ کسی کے نام زمینیں ٹرانسفر نہیں ہوتیں۔ لیکن اب یہ ٹرانسفر ہوں گی ۔ لوگ اپنے بچوں کو دیں گے۔ جس سے بڑے بڑے یونٹ کم ہو جائیں گے اور جب یونٹ کم ہو جائیں گے تو گورنمنٹ کے ہدف پورے نہیں ہوں گے ۔ اگر انہوں نے ڈیڑھ ارب روپے کا ہدف رکھا ہے تو اگلے سال جب یونٹ کم ہو جائیں گے تو ڈیڑھ ارب کا ہدف پورا نہ ہونے کی صورت میں انہیں اپنی پالیسی revised کرنی

پڑے گی اور انہیں کم یونٹوں پر ٹیکس لگانے پڑیں گے ۔ جناب سپیکر ! دو سال پہلے قومی اسمبلی میں بھی زرعی ٹیکس پر بات ہوئی تو وہاں ایک کمیٹی بنائی گئی اور اس میں ملک کے نامور economist بیٹھے۔ انہوں نے یہ متفقہ رائے دی کہ ساڑھے آٹھ سو روپے فی ایکڑ پہلے ہی بالواسطہ طور پر farmer pay کر رہا ہے ۔ انہوں نے اس چیز کو condemn کیا اور انہوں نے کہا کہ یہ پاکستان کی backbone ہے اور اس کو promote کرنا چاہیے۔ اس کو discourage نہیں کرنا چاہیے ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ انڈیا میں کسانوں پر بہت کم ٹیکس لگائے گئے ہیں' جب کہ انڈیا کے مقابلے میں یہاں پر زرعی ٹیکس اور دوسرے ٹیکس ایگریکلچر سیکٹر پر دگئے ہیں ۔ جناب والا! میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جب ایگریکلچر سیکٹر پر اتنی heavy taxation کی گئی تو یہ امید بھی کی جا رہی تھی کہ so called 83% farmers ہیں۔ کم ازکم ان کو benefits دیے جائیں گے اور ایگریکلچر کو promote کرنے کے لیے funds دیے جائیں گے اور چھوٹے کاشت کاروں کو benefits دیے جائیں گے۔ لیکن جناب سپیکر! مجھے یہ افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ یہی 83 فی صد زمین دار جب کسی ادارے میں اپنے loan کے لیے apply کرتے ہیں تو انہیں یہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ آپ کی زمین پوری نہیں' آپ کے یونٹس کم ہیں آپ repay نہیں کر سکتے ۔ جناب سپیکر! ان کو loans نہیں دیے جاتے ۔ ان کو جتنے بھی ایگریکلچرل ادارے ہیں جو ٹیکنالوجی فراہم کرتے ہیں وہ صرف بڑے بڑے یونٹس پر اپنے نمائشی plot بنا دیتے ہیں جب کہ چھوٹے چھوٹے کاشت کار اس سے مستفید نہیں ہوتے۔ اس طرح جناب سپیکر! جب تک چھوٹے کاشت کاروں کو ٹیکنالوجی-----

جناب سپیکر ، آرڈر ۔ آرڈر۔ خاموشی اختیار کریں۔

پیر سیدمسعود عالم شاہ ، ٹیکنالوجی اور مشینری فراہم نہیں کی جائے گی تو ہمارے ملک کی production نہیں بڑھے گی۔ جب چھوٹے کاشت کاروں کو قرضہ دیا ہی نہیں جاتا تو وہ ٹریکٹر یا implements کہاں سے provide کریں گے ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ گزارش

کروں گا کہ چھوٹے زمین داروں کے لیے کم ازکم یہ پالیسی بنائی جائے کہ ان کے لیے ایگریکلچرل مشینری اور ٹیکنالوجی فراہم کی جائے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب براہ مہربانی خاموشی اختیار کریں۔

پیر سید مسعود عالم شاہ: جناب والا! اس کے ساتھ ہی میں یہ گزارش کروں گا کہ چھوٹے چھوٹے زمین دار جن کے ایک ایکڑ دو ایکڑ یا چار ایکڑ یا بہت کم یونٹس ہیں وہ بڑی بڑی cash crops نہیں لگا سکتے۔ وہ صرف اپنا گزارہ ٹماٹر، سبز مرچ، سبزی یا تربوز وغیرہ بیچ کر کرتے ہیں۔ جب کہ ان چھوٹی اشیاء small species کے لیے گورنمنٹ کی طرف سے کوئی established markets نہیں۔ جو بھی مارکیٹیں ہیں وہ پرائیویٹ ہیں اور وہ ان کو blackmail کرتے ہیں۔ اگر اشیاء وافر مقدار میں آ جاتی ہیں تو وہ اپنے من پسند ریٹ دیتے ہیں اور اگر اشیاء کی کمی ہوتی ہے تو وہ صحیح ریٹ دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی جناب سپیکر! چھوٹی اشیاء کو promote کرنے کے لیے خاص طور پر 83 فی صد زمیندار جس کے متعلق آپ کے ہاؤس سے ہی کہا گیا ہے ان کے لیے کوئی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ تک نہیں۔ اگر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ہیں تو cotton seeds کے لیے ہیں، wheat seeds کے لیے ہیں اس کے ساتھ ہی جناب سپیکر! میں seed کی طرف آؤں گا کہ seed کی subsidy چونکہ کم کر دی گئی ہے اور اس میں سو سے زیادہ پرائیویٹ کمپنیاں رجسٹر ہو چکی ہیں، اس کو معیاری بنانے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔ اور پچھلی حکومتوں نے بہت سارے ٹیوب ویل promote کیے ہیں۔ اور یہ ہاؤس میں بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ جتنے بھی سکارپ ٹیوب ویلز لگائے گئے تھے ان میں سے 60 اور 70 فی صد out of order ہیں۔ وہ چل نہیں رہے انھیں پرائیویٹ سیکٹر میں نیلام کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! اگر یہ فنڈز پرائیویٹ entrepreneurs کو دیے جاتے تو ملک میں ٹیوب ویل بہت زیادہ instal ہوتے۔ اور water logging کا جو problem ہے اس میں بھی کافی کمی آتی۔ جناب سپیکر! wheat کو promote کرنے کے لیے پچھلی حکومتوں نے ٹریکٹر سکیم نکالی اور اس competition میں زمین خالی چھوڑ دی گئی۔ double crop کا pattern ختم ہوا۔ اور wheat produce لینے کے لیے زیادہ

سے زیادہ زمین داروں میں competition آیا۔ اور زمین داروں کو ٹریکٹرز دیئے گئے۔ اسی طرح کی زمین خوراک کے بحران کی حالت میں introduce کی جانے تاکہ agriculture sector کو promote کیا جائے۔ جناب والا! 74-1973ء میں جو wheat seed import کیا گیا تھا وہ Russian State سے ہی آیا تھا۔ اور اس کا نام بھی میں کہنا چاہوں گا' کہ "چناب 70" اس کی capability چالیس من سے زائد تھی اور اس پر averages لی گئیں۔ لیکن آج 27 سال بعد wheat پر جو research ہوئی ہے یا promote ہوئی ہے' fertilize یا pesticide جو ہیں introduce کیے گئے ہیں۔ یہ average کم ہو کر 22 من پہ آ چکی ہے۔ جناب سپیکر! دنیا آگے کی طرف ترقی کر رہی ہے۔ لیکن ایگریکلچر سیکٹر اس طرف نظر کرم نہیں کرتا۔ جناب سپیکر! wheat کے حوالے سے میں سعودی عرب کو quote کرنا چاہوں گا۔ کہ یہ ایک ایسا ملک ہے جہاں بہت زیادہ گرمی پڑتی ہے۔ اور بنیادی طور پر یہ oil producing country ہے۔ یہاں ایگریکلچر بہت کم ہے۔ لیکن وہاں بہتر میکنالوجی کی بنیاد پر آج سے دس سال پہلے تک ایک سو من سے زیادہ پر ایکڑ average لی جاتی رہی ہے۔ لیکن پاکستان میں بجائے average بڑھنے کے یہ average half تک آچکی ہے۔ جناب والا! سعودی عرب میں sprinkle system کے ذریعے اور drip سسٹم کے ذریعے crops کو fertilizer اور پانی دیا جاتا ہے۔ جہاں اتنا زیادہ temprature ہو وہاں ایک تو sprinkle system سے humane atmosphere create ہوتا ہے۔ اور اس سے ہماری wheat promote ہوتی ہے۔ خاص طور پر ہمارا Southern Punjab جہاں ریگستانی علاقہ ہے وہاں بھی بہت خشکی اور گرمی پائی جاتی ہے۔ اور حکومت کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو بغیر سود قرضے دے۔ اور sprinkle system کو introduce کرے۔ تاکہ گندم کی پیداوار زیادہ سے زیادہ لی جا سکے۔ اور drip system کے ذریعے ہم جو fertilizer crops کو دیتے ہیں وہ fertilizer بھی ہماری کم use ہوگی اور beneficial بھی زیادہ رہے گی۔ جناب سپیکر! میں اسی sprinkle system کے حوالے سے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے جو hilly areas ہیں وہاں بھی حکومت اپنے expenses پر ان کے منصوبے بنائے اور وہاں پر cultivation ہونی چاہیے۔ وہاں جو چشمے ہیں ان کے reserves

بنائے جائیں اور ان کو sprinkle system کے ذریعے spray کیا جائے جس سے promote wheat
ہوتی ہے۔ اور اس سے ہمارے foreign exchage میں بھی اضافہ ہو گا۔

جناب والا! میں کاٹن کے حوالے سے پچھلے چند سالوں کو quote کروں گا۔ کہ کاٹن پچھلے تین سال سے cash crop نہیں رہی بلکہ وہ ہمارے deficit میں جا رہی ہے۔ کبھی وائرس roblem آتا ہے کبھی rains زیادہ ہو جاتی ہیں۔ آپ محکمہ موسمیات کی فگرز بھی دیکھ لیں m-expected rains بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ (انگریزی لفظ pest attacks---۔ بڑھ گئے ہیں اور flood پچھلے دو سالوں میں comparatively زیادہ آنا شروع ہوئے ہیں۔ جس سے کاٹن cash crops نہیں رہی۔ او جس بنیاد پر یہ ٹیکس لگایا جا رہا ہے یا 40 من تک quote کیا جا رہا ہے یہ چار پانچ سال پرانی باتیں quote کی جا رہی ہیں۔ اور اسی طرح میں sugarcane کے بارے میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں Upper Punjab میں Northern Punjab میں بارشیں comparatively زیادہ ہوتی ہیں۔ humidity atmosphere زیادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح سندھ میں water table اوپر ہے۔ اور گنا کے لیے یہ دو جگہیں ideal places ہیں۔ لیکن Southern Punjab میں چونکہ خشکی ہے اور وہاں گنا average اتنی نہیں آتی۔ یہ ایک average کو quote کرکے پورے پنجاب پر یکساں ایگریکلچر ٹیکس لگایا گیا ہے جو سراسر زیادتی ہے۔ جناب والا! میں اسی ضمن میں water logging اور salinity کے حوالے سے گزارشات پیش کرنا چاہوں گا۔ کہ water logge area کی کوئی op introduce نہیں کی گئی۔ جب کہ وہاں پر سبزی کاشت ہوتی ہے جو زمینیا plants کی roots کہلاتی ہیں۔ ا کو بھی promote کیا جاسکتا ہے۔ کنول کے پھول کی roots ہوتی ہیں۔ اور ater logging areas میں جب crops نہیں ہوتیں تو گورنمنٹ اپنے expenses سے وہاں fish ponds بنا دے تاکہ water table کم ہو اور fish کو بھی promote کیا جاسکے۔ (گھنٹی -----) اسی طرح جناب سپیکر! desert areas میں وہاں جب بارشیں ہوتی ہیں تو خود رو mushroom fungus ہو جاتی ہے وہاں کے لوکل لوگ mushroom پہ گزارا کرتے ہیں ' ان کی marketing کرتے ہیں۔ لیکن

پچاس سال ہو چلے ہیں کہ desert areas کے لیے جو تین سال کے بعد production دیتی ہے۔ اس کے علاوہ mushroom پہ کوئی ریسرچ نہیں ہوئی۔ اور اس کو introduce نہیں کیا گیا۔ جناب والا! باغات کے حوالے سے کہ ان پر بہت heavy taxes عائد کر دیے گئے ہیں۔ باغات کی پوزیشن بھی پچھلے تین چار سالوں سے یہی رہی ہے کہ بارشیں غیرمتوقع ہو رہیں ۔ پھپھوندی پر آج تک کوئی دوائی introduce نہیں کی گئی اگر کی گئی ہے تو وہ مؤثر نہیں رہی۔ اور آندھیاں schedule سے زیادہ آ رہی ہیں۔ ثمر وہاں ہے ہی نہیں۔ اور باغات میں crops نہیں ہوسکتیں۔ یہ نہیں کہ ہم ان سے benefit لے رہے ہیں۔ جب اس پر پھل نہیں ہوتا اور اس کا صحیح ریٹ نہیں ملتا اس کے باوجود ہمیں اس پر ٹیکس دینا پڑے گا۔ اور اس پر آبیانہ بھی double لیا جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ باغات exempted ہیں۔ شکریہ جناب والا!

جناب سپیکر، شکریہ سعید عالم صاحب ۔ اب معظم وٹو صاحب ۔ تشریف نہیں رکھتے۔ نواب زادہ منصور احمد خان صاحب۔

نواب زادہ منصور احمد خان، شکریہ جناب سپیکر! آج مجھے آپ کے تیور کچھ صحیح معلوم نہیں ہو رہے۔ مجھے اندازہ ہے کہ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت حکومتی اراکین کو اس debate میں حصہ لینے پر قدغن لگا کر خاموشی کے ساتھ آپ نے صرف اور صرف اپوزیشن کو exhaust کرنے کا۔

جناب سپیکر، کمنٹ۔ ایک تو آپ کو بولنے کا پورا وقت دیا جاتا ہے۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جی ہاں! یہ تو آپ کہیں گے۔

جناب سپیکر، پھر آپ اعتراض بھی کرتے ہیں۔

نواب زادہ منصور احمد خان، لیکن آپ کے تیور کیوں خراب ہیں؟

جناب سپیکر، اور سب سے پہلے آپ کو ٹائم دیا جا رہا ہے۔

نواب زادہ منصور احمد خان، یہ تو آپ کی مہربانی ہے ۔ آپ کی تو بے پناہ نوازشیں ہیں۔

جناب سپیکر، آپ پھر اپنی بات کریں ۔ دوسری نمائندگی رہنے دیں۔

نواب زادہ منصور احمد خان، تھوڑی سی آپ کی بات ہوجانے تو کیا فرق پڑتا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں بڑی مہربانی ۔ اپنی حد تک ہی محدود رہیں بلکہ ضمنی بجٹ تک ہی محدود رہیں۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جی ہاں ضمنی بجٹ ، ضمنی بجٹ۔ جناب والا! آج جس طرح میں عرض کررہا تھا کہ اپوزیشن سے ہی سپلیمنٹری بجٹ پر debate کروانے کے بعد پنجاب کے ساڑھے سات کروڑ عوام کے لیے جو جہاں کھچڑی پک چکی ہے۔ اور آپ نے رولز کو معطل کر کے جو جھٹکا لگانا ہے۔جناب اس کا مجھے بخوبی اندازہ ہے۔ میں نے تو شروع دن سے ہی بارہا ذکر کیا ہے-میں آج بھی اس بات کو دہراتا ہوں کہ ہمارے موجودہ حکم ران جو ہیں ان سے کوئی نیک ، اچھے کام کی توقع کرنا عبث ہے۔ ان کا صرف اور صرف کام اسی قسم کے سیاہ قوانین لانا ہے۔ آپ جناب سپیکر! ملاحظہ فرمائیں کہ موجودہ حکم رانوں نے پنجاب کی ساڑھے سات کروڑ عوام کو کیا کیا تحفے دیے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کو bad to worse کرنے کا بہترین تحفہ دیا۔ جناب والا! Sectarian violence کو عروج پر پہنچانے کا ایک دوسرا تحفہ دیا۔ اور وہ sectarian violence جناب والا! جو PDF حکومت کے دور میں، جس کی ایک بہترین حکمت عملی ، بہترین پالیسی میثاق امن کے نام سے جاری کیا اس سے sectarian violence تقریباً ختم ہو چکی تھی لیکن موجودہ حکومت نے ایسے اقدامات ہی نہیں کیے کہ جس سے sectarian violence سے قابو کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر! ایک اور تحفہ زراعت پر زرعی انکم ٹیکس لگانے کا ہے۔ آج پھر PIDA کا جھٹکا آ رہا ہے۔ جناب سپیکر! اقتصادی بدحالی، جس کا موجودہ حکم رانوں نے ابھی تک سمت کا تعین نہیں کیا اور جناب سپیکر! جس کے لیے ابھی تک کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ اس وقت تک موجودہ حکم رانوں کی مذاکراتی ٹیموں نے باہر جا کر یا ملک کے اندر جتنے بھی مذاکرات کیے ہیں سب ناکام رہے ہیں پھر پی ڈی ایف حکومت کے دور میں جن 40 ہزار سے زائد افراد کو صرف پنجاب کے مختلف محکموں میں ملازمتیں ملی تھی انہیں terminate کر دیا گیا۔ پنجاب کی عوام کو یہ ایک کو تحفہ ملا۔ پھر شادی کے کھانوں پر قدغن لگا کر میرج ہال سے وابستہ لاکھوں افراد کو بے روز گار کر دیا یہ

ایک اور تحفہ ملا اور اب جیسے شروع میں ہی میں نے عرض کیا کہ اب PIDA کی باری ہے قانون کے مطابق کسی بھی بل کے لیے تین دن چاہییں لیکن وہ جھٹکے کی نذر ہو گا اور جناب سپیکر! یہ صرف ایک عالمی ادارے کو خوش کرنے کے لیے آپ یہ اقدامات بہت جلدی کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن یاد رکھیے ایک سرائیکی کی مثال ہے جسے میں اردو میں کوڈ کروں گا۔

"کہ اپنے خاوند کو تو قتل کرے گی۔ لیکن اگر یار نے تیرے ساتھ وفا نہ کی تو پھر تیرا کیا بنے گا؟"

جناب سپیکر! آپ یہ اتنے سیاہ بل تو لے آئیں گے آپ نے آئی ایم ایف کو تو خوش کر لینا ہے۔ آپ نے ورلڈ بنک کو بھی خوش کر لینا ہے لیکن اگر آپ کو خیرات نہ ملی اگر آپ کو قرضہ جات نہ ملے تو پھر کیا بنے گا۔ آپ نے گھر کے "بھانڈے" بیچ بیچ کر کتنی دیر گزارہ کرنا ہے۔ جناب سپیکر! میں نے جس طرح عرض کیا سمت کا ابھی تک کوئی تعین نہیں ہے۔ ابھی تک سرکاری طور پر کوششیں فائدہ مند ثابت نہیں ہوئیں۔ ان میں ہمیں کہیں بھی کوئی ایسی بات نہیں مل رہی۔ کوئی ایسی نشان دہی نہیں مل رہی۔ (قطع کلامیاں) پھر ہمیں آٹے کا بھی تو تحفہ ملا اور بہت بڑا تحفہ ملا اور پھر دو تین ماہ کے بعد دوبارہ یہ تحفہ آنے والا ہے تو یہ سب بے شمار تحفے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اپنے آپ کو ضمنی بجٹ پر ہی confine کرتا ہوں اور اس میں سب سے پہلی شق on going development programmes کی ہے۔ سابقہ حکومتی دور میں 50 فی صد سے زائد 70 فی صد، 80 فی صد منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں لیکن بقایا 20.30 فی صد جو ادھورے ہیں اس کے لیے بجٹ میں پرووژن تو ہیں فنڈز کو مختص بھی کیا ہے لیکن جناب سپیکر! مجھے خدشہ ہے کہ ان ترجیحات کو تبدیل کر دیا جائے گا اور جو منصوبہ جات پی ڈی ایف دور کے بن رہے تھے اور چونکہ پی ڈی ایف حکومت اپنے دور میں منصوبے بنا رہی تھی تو اسی لیے عوام کو اس چیز کی بھی سزا دینی ہے اور اس لیے ان منصوبہ جات کو مکمل نہیں کیا جائے گا یہ بھی میرا خدشہ ہے۔ جناب سپیکر! میں نے جس طرح پہلے بھی عرض کیا ہے پلاننگ کا فقدان ہمیشہ سے ہی ان حکمرانوں میں ہے آپ بدقسمتی

ملاحظہ فرمایے کہ موٹروے کا پراجیکٹ جس کی estimated cost تقریباً 40 ارب روپے کے لگ بھگ ہے اس کو ترجیح دی گئی ہے جب کہ بدقسمتی یہ ہے کہ پنجاب کی تمام شاہرائیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں جہاں میلوں لمبی ٹریفک گھنٹوں جام رہتی ہے پبلک کو تکلیف ہوتی ہے لیکن حکم رانوں کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ جناب سپیکر! اگر farm . to market roads کی طرف توجہ دی جاتی اگر ان شاہراہوں کی مرمت اور انہیں دوبارہ بنانے کے بارے میں خیال کیا جاتا تو جناب سپیکر! آپ کے سامنے ہے کہ 40 ارب روپے کی رقم کوئی تھوڑی رقم نہیں ہے اس سے پنجاب کی اکثرو بیشتر شاہرائیں بن چکی ہوتیں۔

جناب سپیکر! جہاں ایجوکیشن سیکٹر میں سکول موجود ہیں' بلڈنگ نہیں وہاں ایجوکیشن کی ان بلڈنگز پر' ان کے کمرے اور چاردیواری پر اور ان کی واٹر سپلائی پر زور دینے کی بجائے انہوں نے ایک چیز کو ایک مد کے اندر allocate کر دیا ہے تاکہ اسے defend کیا جا سکے۔ لیکن اس طرح سوچنے والی بات قطعاً نہیں ہے۔ ان کی کسی بھی اپنی پارلیمانی میٹنگ میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ حکومتی اراکین سے رائے لی گئی ہو' مشورہ لیا گیا ہو اور پھر ان کی قیمتی آراء کے مطابق بجٹ پہ ان کی تجاویز کو شامل کیا گیا ہو' ایسا نہیں ہوا۔ اور جناب سپیکر! آپ دیکھیے پھر یہ میرے بھائی معزز اراکین اسمبلی' یہ میرے بے زبان بھائی پھر ایک مرتبہ آپ کے اشاروں پر اپنے سیاسی مستقبل کو قربان کرتے ہوئے پھر یہ بے چارے "آئیز" اور "نوز" کے چکر میں پڑ جائیں گے اور پھر PIDA کا بل اسی طرح ہی نکل جائے گا۔

جناب سپیکر! میں یہاں اقتصادی بدحالی کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ بنک دیوالیہ ہو چکے ہیں یہاں تک کہ سٹیٹ بنک بھی تقریباً دیوالیہ ہو چکا ہے اور ان کے پاس کوئی پیسہ نہیں۔ حکومت پنجاب کے پاس اگلے دو مہینے کے لیے ملازمین اور افسران کو تنخواہیں دینے کے لیے پیسہ نہیں۔ پھر جناب سپیکر! یہ دیکھیے کہ ہمارے معزز اراکین اسمبلی کے لیے ایک اجلاس کے علاوہ ان کے allowances, salaries وغیرہ کے لیے کہیں بھی تعین نہیں کیا اور پھر جناب سپیکر! سالانہ بجٹ

پر بھی آپ نے دیکھا کہ جس وقت یہاں سے کہا گیا کہ ہم نے جو زرعی انکم ٹیکس لگایا ہے اس کی تمام آمدنی جو تقریباً ایک ارب چالیس کروڑ روپے کے لگ بھگ ہو گی وہ ہم تمام ایگریکلچر پر لگائیں گے۔ آپ حکمرانوں کا غیر سنجیدہ پن ملاحظہ فرمائیں کہ بجٹ میں کسی جگہ بھی انہوں نے reflect نہیں کیا کہ یہ زرعی آمدنی جس کا انہوں نے تقریباً ایک ارب چالیس کروڑ بتایا ہے کسی بھی جگہ آمدنی کے حساب سے نہیں دکھایا گیا۔ کسی جگہ یہ نہیں بتایا گیا کہ اسے کس انداز میں خرچ کیا جائے گا اور جناب سپیکر! میں نے اس روز بھی اپنی تقریر میں یہاں کہا تھا کہ پنجاب کے کسان، کاشت کار سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں اور میں نے یہاں تک بھی عرض کیا تھا کہ ملتان اور ملتان کے گرد و نواح کے کسان کاشت کاروں نے درخت کٹوا کر اپنا احتجاج lodge کیا ہے اور اس وقت بھی وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ ایسا نہیں ہو سکتا اور اگلے روز اخباروں میں تصویروں کے ساتھ یہ بات نمایاں طور پر چھاپی گئی کہ کسان کاشت کار درخت کٹا کر اپنا احتجاج، اپنا protest lodge کر رہا ہے۔

جناب سپیکر! پھر ایسا سیاہ بجٹ جس پر تقریباً چار ارب کے ٹیکس لگائے گئے ہوں اور پھر یہ کہا جائے کہ ایسا بجٹ عوامی امنگوں کے مطابق ہے جناب سپیکر! یہ بڑے ظلم اور زیادتی کی بات ہو گی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسا سیاہ بجٹ جس میں عوام کا خیال تک نہیں رکھا گیا۔ ان کے بارے میں سوچا تک نہیں گیا اور پھر جس میں ہمارے تمام معزز اراکین اسمبلی جنھوں نے اپنے اپنے حلقہ جات میں جانا ہے اور اپنے اپنے حلقہ نیابت میں انھوں نے ڈویلپمنٹ پروگرامز کرانے ہیں ان کے سکولوں کی پوزیشن، ان کے ہسپتالوں کی پوزیشن، ان کے B.H.U's کی پوزیشن، ان کے R.H.C's کی پوزیشن اور پھر جناب سپیکر! ڈرینج، سیوریج کے بارے میں کسی قسم کا کوئی پلان تیار نہیں کیا گیا۔ اور جناب سپیکر! جہاں ڈویلپمنٹ پروگرام ناپید ہوں، جہاں ہمارے ان معزز اراکین اسمبلی کے لیے کسی قسم کا حلقے میں جانے والا حساب نہ ہو، اگر ان کی face saving نہ کی جائے تو پھر ایسے سیاہ قوانین کو یہاں بنانے کے بعد جناب سپیکر! آپ خود فرمائیں یہ کہاں جائیں گے۔ میرے یہ بے زبان دوست، میرے بے زبان بھائی، معزز اراکین اسمبلی یہ کہاں جائیں گے۔ کل 28 تاریخ ہے، cut

motions کے بعد غالباً آپ نے اجلاس کو ختم کرنا ہے۔ اس اجلاس کے بعد یہ گھروں کو تو نہیں سکیں گے۔ یہ پھر شاید کسی اور جگہ جائیں' جہاں پبلک ان کا پیچھا نہ کر سکے۔ جناب سپیکر! میر استدعا یہ ہوگی کہ اس ضمنی بجٹ میں بھی سالانہ بجٹ کی طرح الفاظ کا' اعدادوشمار کا ہیر پھیر گیا ہے۔ اس ضمنی بجٹ کو reject کیا جائے اور اس کے بارے میں میں آخر میں ایک بات وزیر خزانہ کی خدمت عرض کروں گا کہ جس طرح انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ پنجاب کا بہترین ا شان دار بجٹ ہے' عوامی امنگوں کے مطابق بجٹ ہے تو میں اس کا جواب میں اقبال عظیم کے ایک شعر کے ساتھ ہی میں ختم کرتا ہوں کہ

اقبال پھر سنا ہے کہ آنے کو ہے بہار
یہ بات ہم نے پہلے بھی اکثر سنی تو ہے

شکریہ' جناب سپیکر!

جناب سپیکر، شکریہ۔ منصور احمد خان صاحب۔ سردار رفیق حیدر لغاری صاحب' تشریف نہیں رکھتے۔ ا محمود ایڈووکیٹ صاحب!

جناب اختر محمود ایڈووکیٹ، جناب سپیکر! میں آپ کا بےحد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اظہ خیال کا موقع فراہم کیا۔ جناب ابھی اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے کچھ ممبران وہی گھسی پٹی اور روایۃ باتیں کر رہے تھے کہ جب کسی کے پاس کہنے کے لیے کچھ نہ ہو تو وہ پھر اسی قسم کی باتوں میں محض اپنا وقت ضائع کرتا ہے۔ ہم چاہتے تو یہ تھے کہ وہ بجٹ پر اور ضمنی بجٹ پر اظہار خیال کرتے ہو۔ کچھ concrete proposals کے ساتھ ریکارڈ کے حوالے سے' اعدادوشمار کے حوالے سے گفتگ فرماتے۔ مگر انھیں پہلے سے احساس تھا اور جب انسان کے ضمیر میں خلش ہو تو پھر وہ کچھ مفروضوں باتیں کیا کرتا ہے اور ایسے ہی مفروضے ہمارے محترم معزز اراکین نے یہاں پر بیان فرمائے۔ انھیں اس بات کا یقینی طور پر احساس ہے کہ 3 فروری کو اس ملک میں ایک خاموش انقلاب آیا اور اس انقلاب میں میرے وطن کے لوگوں نے اپنی امنگوں کی ترجمانی کا فرض ایک ایسی قیادت کو سو

جس کی اس پاک وطن میں قائد اعظم اور علامہ اقبال کے ان اساسی نظریات کے حوالے سے جدوجہد کرنا ہے۔ جو قوم کو بھولا ہوا سبق یاد دلانے کی جدوجہد کر رہے ہیں اور میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جناب والا! اگر قوموں کی زندگی میں مقصدیت ہو، نصب العین ہو، قیادت کے اخلاص عمل کے حوالے سے جدوجہد کر رہی ہو تو وہ قوم ہوتی ہے ورنہ وہ محض ہجوم آبادی ہوتی ہے اور ایک ایسی ہجوم آبادی میں ہر شخص اپنی ذات کے خول میں بند ہو جاتا ہے اور اس کی سوچ کا حوالہ خود غرضی کا حوالہ ہوتا ہے۔ ذات کا حوالہ ہوتا ہے اور اس کی ایک تازہ ترین مثال ہمیں پچھلے ساڑھے تین سالہ دور میں ملی کہ جب وزیر اعظم ہاؤس میں بیٹھ کر، وزیر اعلیٰ ہاؤس میں بیٹھ کر لوگوں نے کرپشن کی بددیانتی کی اور ملکی اور وہ حکمران اپنے دور میں قومی املاک کو غصب کرنے اور اداروں کو برباد کرنے کی سعی اور جدوجہد کرتے رہے اور اس میں وہ اس درجہ کامیاب ہوئے کہ 3 فروری سے پہلے قوم مایوسی کی ایسی دلدل میں پھنسی ہوئی تھی کہ جسے کوئی راہ نظر نہیں آ رہی تھی کہ ایسے میں قائد محترم میاں محمد نواز شریف کی مجاہدانہ للکار نے پوری قوم کو مسلم لیگ کے منشور پر، مسلم لیگ کے پروگرام پر، مسلم لیگ کی قیادت کے سبز ہلالی پرچم تلے جمع کیا اور آج ہمیں اس بات کا اعزاز حاصل ہے کہ قومی سطح پر پیش کیا جانے والا بجٹ اور صوبے کی سطح پر پیش کیا جانے والا بجٹ ایک سمت ایک جدوجہد ایک sense of direction، ایک جہد اور ایک نصب العین کو اپنے ساتھ لیے ہوئے ہے اور وہ نصب العین ایک روشن، تابناک، خوش حال پاکستان کا ہے۔ ایک روشن مستقبل کا ہے۔ جو درد ان کے پیٹ میں اٹھ رہا ہے وہ اس لیے اٹھ رہا ہے کہ ہم نے قومی سطح پر ایک tax free بجٹ پیش کیا ہے۔ جس کی وہ توقع نہیں کر رہے تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ بجٹ آئے گا اور اس کے بعد ہنگامے ہوں گے۔ مختلف طبقہ ہائے فکر میں گویا اس قسم تڑپ پیدا ہو جائے گی کہ جو شاید قومی اداروں کو بہا کر لے جائے۔ لیکن ہماری قیادت نے ان کے عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ پنجاب میں جو بجٹ آیا وہ بھی اسی نصب العین اور اسی sense of direction کا ایک جیتا جاگتا ثبوت، نمونہ تھا اور محترم شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ جناب کھوسہ صاحب یقیناً ہم سب کی

مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اس بجٹ میں اس طبقے کو گویا زیربار کیا ہے کہ جو طبقہ اس بات کا متحمل ہو سکتا ہے۔ غریبوں کے لیے اس بجٹ میں مراعات ہیں' غریبوں کے لیے ایک روشن سحر کی نوید ہے' غریبوں کے لیے منزل مراد کا حصول ممکن بنایا گیا ہے۔ اور اب جبکہ غریب آبادی کے لیے ہماری مرکزی حکومت نے آٹا کوپن کی بات کی تو ابھی جو صاحب تقریر فرما رہے تھے انھوں نے سرائیکی زبان میں آٹے کوپن کا یعنی آٹے کی بھیک مانگ کا نام دے کر ان غریبوں کا تمسخر اڑایا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انھیں غریب سے کوئی دلچسپی نہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انھیں صوبے کے عوام کے روشن اور بہتر مستقبل سے دلچسپی نہیں۔ وہ حالات جو وہ چھوڑ کر گئے' وہ کرپشن جو وہ برپا کر کے گئے' وہ حالات جو اس وطن میں پیدا کر کے گئے' وہ مایوسی اور بددلی کی فضاء جو اس وطن میں وہ چھوڑ کر گئے۔ ہم نے اس بات کا تہیہ کیا ہوا ہے کہ ان شاء اللہ اس وطن کو اس کا حق دلا کر رہیں گے۔یہاں کے عوام کو ایک روشن مستقبل دے کر رہیں گے۔

سوال کرتے ہیں ملے جواب ہیں ہم لوگ
نئی سحر کے نئے آفتاب ہیں ہم لوگ
یہ فیصلہ ہے وطن کو سجا کے دم لیں گے
جو چل پڑے ہیں تو منزل پہ جا کے دم لیں گے

میں آپ کا بہت شکرگزار ہوں۔

جناب سپیکر، شکریہ' جی اختر محمود ایڈووکیٹ صاحب! ملک احمد علی اولکھ صاحب!

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، صدیق سالارصاحب ایک منٹ کے لیے تشریف رکھیں ۔ مجھے بات کرنے دیں۔ اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ وہ ممبران جو کہ بجٹ کے اوپر بالکل بات نہیں کر سکے تو انھیں پہلے موقع دیا جا رہا ہے۔ آپ نے بجٹ کے اوپر پوری تقریر کی' اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر کے اوپر پوری تقریر کی' تو مہربانی اب ٹائم بہت کم ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار، صرف ایک منٹ۔ بات یہ ہے کہ اس اسمبلی میں ہم جو زبان استعمال

کرتے ہیں اس سے ہٹ کر اگر کسی کو انگریزی میں تقریر کرنی ہو تو اسے آپ سے اجازت لینی ہوتی ہے۔ مگر میں حیران ہوں کہ جہاں ہم 80 فی صد انگریزی نہیں جانتے وہاں بجٹ کا ہر حصہ' قانون کی ہر چھوٹی سی بات' خواہ وہ انہار کی ہو' انگریزی میں ہم سب کو دی جاتی ہے جو ہم سب پڑھ نہیں سکتے۔ آئندہ اسمبلی کو ہدایت کریں کہ وہ ممبران کو جو کچھ بھی ہو' خواہ وہ بجٹ کی بڑی کاپی ہو' اردو میں پیش کیا کریں تاکہ ہم سب اس زبان کو پڑھ لیں جو اسمبلی کی بنائی ہوئی اور بولی جانے والی زبان ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ کہہ دیا ہے۔ احمد علی اولکھ صاحب۔

ملک احمد علی اولکھ (پی پی۔ 217 'لیہ): جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر گفتگو کرنے کی اجازت بخشی۔

جناب سپیکر! ریاست کے تین اہم ادارے ہیں جو ایک ریاست کے ستون کے طور پر کام کرتے ہیں، مقننہ' عدلیہ اور انتظامیہ۔ جناب سپیکر! مقننہ کا کردار آپ بہتر طور پر جانتے ہیں۔ ہماری پارلیمانی تاریخ پر نگاہ ڈالی جائے تو گزشتہ ادوار میں میرے خیال میں کوئی ٹھوس کام نہیں کیا گیا جو کہ مقننہ کو کرنا چاہیے تھا۔ عدلیہ کے روز کے معاملات بھی آپ دیکھ رہے ہیں۔ وہ بھی اس طرح کام نہیں کر رہی جس طرح کرنا چاہیے تھا۔ انتظامیہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ آج جب ہماری قومی تاریخ کے پچاس سال مکمل ہونے کو ہیں ہمیں اپنے ماضی کی طرف نگاہ دوڑا کر دیکھنا پڑے گا کہ ہمارے یہ ادارے کیوں کمزور ہوئے اور کہاں کہاں خامیاں اور نقائص ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ قوم نے ہمیں منتخب کر کے ان ایوانوں میں اپنے مسائل کے حل کے لیے بھیجا ہے۔ پوری قوم انتہائی پریشان ہے۔ مہنگائی' غربت' بے روزگاری اور آبادی کا بڑھتا ہوا سیلاب قوم کے بہت بڑے مسائل ہیں جن کے لیے قوم اپنے منتخب نمائندوں سے توقع کر رہی ہے کہ وہ ان کے مسائل کا حل تلاش کریں گے۔ ہوتا یہ رہا ہے کہ جن اداروں کو قوانین کا نفاذ کرنا ہوتا ہے وہ تو قانون بناتے رہے ہیں اور جنھوں نے قانون بنانا تھا وہ نفاذ کے کام پر لگے رہے ہیں۔

میں یہ عرض کروں گا کہ ہمیں اس سمت' معاملات کو درست طرف لے جانا ہو گا۔

جناب سپیکر! آج پوری قوم ملک میں سماجی انصاف کے لیے ہماری طرف دیکھ رہی ہے۔ سماجی انصاف فراہم کرنے کے لیے ہمیں اپنے رویوں میں تبدیلی لانا پڑے گی۔ پہلے جب ہم دوسروں کے احتساب کی بات کریں گے تو ابتداً ہمیں اپنے احتساب سے کرنی پڑے گی۔ ہمارے حلقے کے عوام نے ہمیں منتخب کر کے ہمیں ایک رول دیا ہے' کیا ہم اپنا وہ رول' اپنے فرائض پوری دیانت داری اور ذمہ داری سے اس سپنس اور سپرٹ کے ساتھ ادا کر رہے ہیں جس کا قوم ہم سے تقاضا کرتی ہے۔ جناب سپیکر! قومی معاملات میں ہمارے اندر یک جہتی' تعاون اور اعتماد کی فضا نہیں ہے۔ ہم بعض اوقات تنقید برائے تنقید کرتے ہیں اور مسائل کو گڈمڈ کر دیتے ہیں اور ہمارا معیار دہرا ہو گیا ہے۔ آج کالا باغ ڈیم کا مسئلہ ہماری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ ہماری ستر فی صد آبادی دیہاتوں میں بیٹھی ہے۔ وہ ہمیشہ نظر انداز ہوتی رہی ہے۔ وہ توقع کر رہی ہے کہ تمام طبقات کو سماجی انصاف فراہم کیا جائے۔ جہاں جہاں محرومیاں ہیں' ان کو ان کا حق دلایا جائے اور جہاں جہاں لوگوں کو نظر انداز کیا گیا ہے ان کو ان کا حق ملنا چاہیے۔ جناب سپیکر! حکومت کو بجٹ بنانے کے وقت اپنی ترجیحات مقرر کرنی ہوتی ہے اور اس کے لیے سنجیدہ کوشش کرنی ہوتی ہے کہ آئندہ سالوں میں اپنے صوبے کا انتظام چلانے کے لیے ہماری کیا ترجیحات ہوں گی جس کے مطابق ہم کام کریں؟

جناب سپیکر! ہاؤس in order کریں۔

جناب سپیکر: جی' اوکھ صاحب!

ملک احمد علی اولکھ: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ ہمیں اپنی ترجیحات مقرر کرنے کے لیے دیکھنا چاہیے کہ ہم نے مستقبل کے لیے کیا کیا ترجیحات مقرر کی ہیں اور ہمارے کیا کیا قومی مسائل ہیں۔ کالا باغ ڈیم فوری توجہ کا طالب ہے۔ اسی طرح جو طبقے آج تک پچاس سالوں میں محروم ہوتے رہے ہیں ان کو ان کا حق دلانے کے لیے ہمیں یہاں پر سنجیدہ سوچ اختیار کرنی پڑے گی۔ جناب سپیکر! ہماری انتظامی مشینری کا کیا حال ہے' وہ کس حد تک زنگ آلود ہو چکی ہے' کس حد تک

مفلوج ہو چکی ہے۔ اس کی حالت یہ ہے کہ ہمارے صوبائی محکموں کے سربراہان سیکرٹری صاحبان ہیں۔ سیکرٹری زراعت نے تو آسٹریلیا کے کھیت دیکھے ہوں گے۔ امریکہ کے کھیت دیکھے ہوں گے۔ لیکن بدقسمتی سے اپنے ملک کے کھیت دیکھنے کا اسے موقع نہیں ملا ہوگا۔ سیکرٹری آب پاشی نے نقشوں پر تو نہروں کا نظام دیکھا ہوگا۔ لیکن اس کو یہ وقت نہیں ملا ہوگا کہ وہ جا کر صوبے کے اندر نہری نظام کا معائنہ کرے کہ کہاں کہاں خرابی ہے اور کہاں درست کرنا ہے؟ جناب سپیکر! بورڈ آف ریونیو ہے۔ ہمارے صوبہ پنجاب میں پچھتر فی صد مسائل جو عدالتوں میں چل رہے ہیں وہ محکمہ مال کے پیدا کردہ ہیں۔ بورڈ آف ریونیو کے ممبران ہیں۔ وہ ان تنازعات کو نمٹانے کے لیے یہاں بورڈ آف ریونیو کی عمارت میں تو بیٹھ کر مسائل حل کر رہے ہوں گے۔ لیکن نچلی سطح پر دیہاتوں اور قصبوں میں جو غریب دیہی کاشت کار محکمہ مال کی چیرہ دستیوں کا شکار ہیں اس کے حل کے لیے بورڈ آف ریونیو نے کوئی حل تلاش نہیں کیا ہوگا۔ جناب سپیکر! میں کس کس محکمے کا نام لوں۔ پولیس ہے' وہ مفلوج ہو چکی ہے۔ محکمہ مال مفلوج ہو چکا ہے۔ ہمیں آج یہاں بیٹھ کر صرف یہ نہیں کہ ہم یہاں آئے ہیں' عوام نے ہمیں بھیجا ہے جو ہماری طرف دیکھ رہے ہیں ان کے مسائل حل کرنے کے لیے ہمیں ترجیحات مقرر کرنی ہوں گی۔ ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ جو ہو چکا سو ہو چکا' سابقہ حکومت نے جو کچھ ملک اور صوبے کے ساتھ کیا' میرے خیال میں اس کو بار بار دہرانا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ وہ اخبارات اور ہمارے اراکین اسمبلی گواہ ہیں کہ سابقہ ادوار میں کیا ہوتا رہا؟ لیکن آج قوم نے جو بھاری مینڈیٹ دے کر ہماری جماعت مسلم لیگ سے توقعات وابستہ کی ہیں ان کو پورا کرنے کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں پارلیمانی گروپ بنانے چاہئیں' پارلیمانی کمیٹیاں تشکیل دینی چاہئیں جو سارا سال سٹڈی کریں کہ ہمارے صوبے میں کون کون سے علاقے محرومیوں کا شکار رہے ہیں۔ کون کون سے طبقوں کو محروم کیا گیا۔ کون کون سے علاقے اور لوگوں کو قومی وسائل سے صحیح حصہ نہیں ملا۔ اس پر سٹڈی کرنے کے لیے ایک پارلیمانی گروپ تشکیل دیا جانا چاہیے۔ ہم ماضی میں بے شمار پارلیمانی گروپ باہر کے ممالک میں دوروں پر تو بھیجتے رہے ہیں۔ لیکن ہم اپنے ملک کے اندر' اپنے صوبے کے مختلف علاقوں کے اندر

اپنے شہریوں کے مسائل سے صحیح طور پر آگاہ نہیں ہیں کہ ہم بجٹ بناتے وقت یہ ترجیحات قائم کر سکیں کہ کہاں کہاں فنڈ زیادہ درکار ہیں اور کہاں کم درکار ہیں اور ان علاقوں کو at par لانے کے لیے ہمیں کیا کیا تجاویز پیش کرنی چاہییں۔ جناب سپیکر! اسی طرح میں یہ عرض کروں گا کہ شعبۂ زراعت ہے۔ ماضی میں اخبارات میں آتا رہا کہ یہ ٹیکس نہیں دیتے۔ اور شہری اور دیہاتی کی تفریق کا چرچا ہوا اور پریس نے ان باتوں کو بہت اچھالا۔ پچھلے سال شوگر ملوں کے حوالے سے اشتہار آیا کہ جناب باہر سے شوگر امپورٹ کی جا رہی ہے۔ مجھے دکھ سے کہنا پڑتا ہے۔ جن کی طرف سے اخباروں میں اشتہار آیا میں ان کو کہنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس رسیدیں پڑی ہیں' پانچ پانچ چار چار سالوں سے ان کو اپنے گنے کی ادائیگی نہیں کی گئی۔ چینی انھوں نے بنا لی جو کروڑوں روپے کی بنی۔ لیکن کاشت کاروں کو گنے کی ادائیگی چار چار سال سے نہیں ہوئی۔ جناب سپیکر! آج آپ یہ دیکھیں کہ جنوبی پنجاب میں تقریباً 8 لاکھ گانٹھ کپاس کا کوئی خریدار نہیں اور اگر 8 لاکھ گانٹھ کپاس کا کوئی خریدار نہیں تو پھر یہ نقصان کس کا ہے؟ وہ ہمارے کاشت کار کا ہے۔ کاشت کار کون ہے؟ کاشت کار کے ذمہ تو صرف یہ فرض ہے' اس کی ڈیوٹی یہ ہے کہ وہ آپ کے لیے تقریباً ایک کروڑ 50 لاکھ ٹن گندم پیدا کر رہا ہے' وہ چاول پیدا کر رہا ہے' وہ آپ کی انڈسٹری کو چلانے کے لیے شوگر کین کی شکل میں اور کپاس کی شکل میں خام مال فراہم کر رہا ہے۔

جناب سپیکر، ملک صاحب wind up کریں۔

ملک احمد علی اولکھ، میں ختم کرتا ہوں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ اس کے لیے کوئی سٹڈی گروپ ہونا چاہیے کہ جو 30 ارب کی کپاس کاشت کار کی تباہ ہوئی اس پر کوئی انکوائری ہونی چاہیے۔ پھر جو سیلابوں میں زمین داروں کی جو فصلیں تباہ ہوئیں اس کے لیے انکوائری ہونی چاہیے کہ ان کا ازالہ کس طرح کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت بڑے اہم اقدامات کر رہی ہے۔ ٹریکٹر پر ڈیوٹی کم کی گئی ہے' پیکج دیے گئے ہیں اور گندم کی قیمت میں اضافہ کیا گیا ہے۔ لیکن میں یہ درخواست

کروں گا کہ ان اقدامات کے علاوہ یہاں پر اور بھی انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے۔ جب تک زراعت کے لیے آپ انقلابی اقدامات نہیں کریں گے تب تک ملک کی زراعت نہیں سدھرے گی، ملک کی معیشت بھی نہیں سدھرے گی اور ملک ترقی نہیں کر سکے گا۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ حاجی ملک عمر فاروق صاحب!

حاجی ملک عمر فاروق: شکریہ، جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف صاحب اور محترم وزیر خزانہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے دن رات محنت کی اور ایک اچھا اور کامیاب بجٹ پیش کیا۔

جناب سپیکر! یقیناً آج ہمارا ملک کئی مسائل سے دوچار ہے جن میں سرفہرست ملک کے اندر معاشی صورت حال پوری قوم کے سامنے ہے۔ ایسے حالات میں ایسا بجٹ پیش کرنا جو کہ غریب عوام کی امنگوں کا ترجمان ہو اور غریب عوام پر ٹیکس نہ لگا کر اور ایک مخصوص طبقے پر جو ٹیکسز لگائے گئے ہیں اس سے یقیناً ہماری حکومت کی، ہماری جماعت کی اور ہمارے قائد کی غریب دوستی اور غریب عوام سے کیے ہوئے وعدے کی تکمیل نظر آتی ہے کہ آج جبکہ پورے ملک میں غریب عوام اور مزدور طبقے کی یہ آواز سنائی دے رہی ہے کہ جاگیردار طبقہ، ملک کا سرمایہ دار طبقہ اسمبلیوں میں غریب عوام کے ووٹ لے کر اپنے حقوق کا تحفظ اور اپنی مراعات کی خاطر متفق ہوتے ہیں، غریب عوام پر ٹیکسز لگا کر اور مہنگائی کے بوجھ تلے دبا کر استحصال کیا جاتا ہے۔ آج میرے قائد میاں شہباز شریف صاحب نے اس طبقے پر ٹیکس لگائے جن کے خلاف یہ نظریہ قائم ہو چکا تھا کہ آج قوم کے ذہنوں میں ایک نئی امید ابھر کر آئی ہے کہ نہ صرف غریب عوام پر ٹیکس لگا کر، غریب عوام کو مہنگائی دے کر ان کے ساتھ زیادتی کی جاتی ہے بلکہ آج میں سمجھتا ہوں کہ پوری اسمبلی میں، ہمارے پورے ہاؤس میں اگر ٹیکسز لگے ہیں تو میرے تمام معزز ممبران زمین دار بھائیوں پر لگے ہیں۔ چھوٹا زمین دار اس سے مستثنیٰ ہوگیا ہے۔ آج اگر گاڑیاں بڑے لوگوں کے پاس، سرمایہ داروں کے پاس ہیں تو ان کے پاس اللہ کے دیے ہوئے وسائل

ہیں، اگر ٹیکسز لگے ہیں تو ان پر لگے ہیں۔ بڑے گھروں پر ٹیکسز لگے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان لوگوں پر ٹیکسز لگے ہیں جو اس کے مستحق ہیں۔ زرعی ٹیکس میں چھوٹے زمین دار کو مستثنیٰ قرار دے کر بڑے زمین دار سے ٹیکس لے کر زرعی پالیسی سے حاصل ہونے والی آمدن دوبارہ اسی فیلڈ میں اور اسی شعبے میں خرچ ہوگی اور یقیناً جب زرعی ٹیکس سے حاصل ہونے والی آمدنی اس پنجاب کے کاشت کار پر خرچ ہوگی تو پھر اس کی زراعت ترقی کرے گی۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب سپیکر! عموماً یہاں پر یہ بات ہوتی ہے کہ بڑا زمین دار۔ تین دفعہ زرعی اصلاحات ہو چکی ہیں اور دونسلیں ہو چکی ہیں۔ پنجاب میں کم از کم کوئی بڑا زمین دار نہیں ہے، نہ کوئی جاگیردار ہے۔ اس کے متعلق میں وضاحت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بار بار جو کہا جاتا ہے کہ بڑا جاگیردار۔ تو یہ کسی ایک آدمی کا نام لے دیں کہ پنجاب میں کون سا بڑا جاگیردار ہے؟ کسی کی بھی اب زمین دو مربع سے یا چار مربع سے زائد نہیں۔ یہاں پر کوئی بھی بڑا زمین دار نہیں ہے۔

جناب سپیکر، چلیں ٹھیک ہے۔ ان کا اپنا نقطۂ نظر ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس میں گزارش کروں گا کہ جو لوگ یہ ذکر فرماتے ہیں وہ پہلے جائزہ لے لیں کہ یہاں پر کوئی بھی بڑا جاگیردار نہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی ہاں، ذرا مختصر ٹائم بھی کم ہے۔

حاجی ملک عمر فاروق، جناب سپیکر! ایسے حالات میں اس بجٹ کو یقیناً کامیاب بجٹ کہا جا سکتا ہے اور یہ کامیاب بجٹ ہے۔ میں اس کامیاب بجٹ پر قائد ایوان اور وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، (گھنٹی بجائی گئی) جی۔ ہو گئی، ہو گئی مبارک باد۔

حاجی ملک عمر فاروق، جناب سپیکر! میں آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارا علاقہ ایک صنعتی علاقہ ہے۔

اس کے کئی مسائل ہیں لیکن میں جناب وزیر خزانہ اور قائد ایوان سے گزارش کروں گا کہ وہاں پر جو ٹیکنیکل تعلیم کے لیے ایک خاص رقم مختص کی گئی ہے اس سے ہمارے علاقے کو خصوصی طور پر مدنظر رکھا جائے۔ انہی الفاظ سے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ سمیع اللہ چودھری صاحب۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! یہ میرے پاس ایک کارڈ ہے۔ آپ کی وساطت سے میں گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے اوپر لکھا ہوا ہے Not valid for Executive Lounge - یہ ایئرپورٹ کے لیے ایم۔ پی۔ ایز حضرات کو کارڈ جاری ہوئے ہیں اور ان پرخصوصی طور پر یہ چیز باور کرائی گئی ہے کہ Not valid for Executive Lounge ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ ہماری insult بھی ہے اور تضحیک بھی۔

جناب سپیکر، یہ insult والی بات نہیں۔ ایگزیکٹو لاؤنجز جو ہیں جب یہ وی۔ آئی۔ پی والا سلسلہ چلا تھا تو وہاں پر یہ ایگزیکٹو لاؤنج کو استعمال کرنے والا سلسلہ سب کے لیے بند ہو چکا ہے۔ وہاں آپ جا سکتے ہیں اور 200 روپیہ دے کر وہاں کوئی بھی جا سکتا ہے۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! اگر میں 200 روپیہ دے کر ایگزیکٹو لاؤنج میں جا سکتا ہوں تو پھر اس کارڈ پر لکھنے کی کیا ضرورت ہے؟

جناب سپیکر، وہ اس لیے کہ پہلے اسی کارڈ کے اوپر لکھا ہوا تھا کہ آپ وی۔ آئی۔ پی لاؤنجز استعمال کرسکتے ہیں۔ وہ انھوں نے ختم کیا ہے۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! یہ ایسی چیز نہیں ہے۔

جناب سپیکر، بہرحال آپ اس سلسلے میں لاءمنسٹر صاحب سے بات کرلیں۔ ٹائم بہت کم ہے اور ابھی بجٹ پر کافی بات ہونی ہے اور پھر جمعہ کا بھی ٹائم ہے۔ آپ اس سلسلے میں لاءمنسٹر صاحب سے مل

لیں۔ شکریہ۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! دوسری چیز آپ کے گوش گزار کرنی ہے کہ ایم۔ این۔ ایز حضرات کو بلیو پاسپورٹ دیے جاتے ہیں جبکہ ایم۔ پی۔ ایز حضرات کو نہیں دیے جاتے۔

جناب سپیکر، جی ہاں' وہ میں نے لکھ کر بھیجا ہوا ہے۔ پہلے بھی یہ مسئلہ سامنے آیا تھا تو وہ میں نے لکھ کر بھیجا ہوا ہے اور آپ بھی چیف منسٹر صاحب سے بات کریں۔ میں نے بھی بات کی ہے کہ اسی طرح تمام ایم۔ پی۔ ایز کو بھی بلیو پاسپورٹ ملنے چاہئیں۔ میں نے آپ کی طرف سے لکھ کر بھی بھیجا ہے۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! میری یہ بھی گزارش ہے کہ اس چیز پر بھی ایکشن لیا جائے کہ اس کارڈ کے اوپر ایسا کیوں لکھا گیا ہے۔ آپ خود دیکھ لیں کہ یہ اچھی چیز نہیں ہے کہ اس کارڈ کے اوپر ایم۔ پی۔ اے کے لیے لکھا ہوا ہو کہ Not valid for Executive Lounge ۔ حالانکہ ایم۔ پی۔ اے 200 روپیہ دے کر ایگزیکٹو لاؤنج میں جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' ایگزیکٹو لاؤنج کا جو کارڈ ہے وہ ایم۔ این۔ ایز کے لیے بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ اس کے اوپر بھی یہی لکھا ہوا ہے۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! میرا مطلب تو یہ تھا کہ یہ اچھی چیز نہیں۔ ہم اتنا بڑا عوام کا مینڈیٹ لے کر آتے ہیں۔ اس ہاؤس میں بیٹھے ہیں اور پورے پنجاب کی ہم supervision کر رہے ہیں۔ اس کے بعد بھی ہم ایگزیکٹو میں نہیں آتے تو پھر اس کا کیا مطلب ہے؟

جناب سپیکر، لاءمنسٹر صاحب آئیں گے تو پھر بات کر لیں۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! ہمیں ایگزیکٹو بننے کا شوق نہیں ہے لیکن یہ indicate کیا گیا ہے اور اس طرح یہ بات pinch کرتی ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ لاءمنسٹر صاحب سے بات کریں۔ وہ جب آئیں گے تو میں بھی ان سے بات کروں گا۔ جی سمیع اللہ چودھری صاحب۔

جناب سمیع اللہ چودھری، شکریہ جناب والا!

سر مقتل پہ صدا دی ہم نے
دل کی آواز سنا دی ہم نے
پہلے اک روزن در توڑا تھا
اب کے بنیاد ہلا دی ہم نے

جناب والا! قومی اور صوبائی حکومت کے اس بجٹ سے صوبائی اور قومی معیشت ترقی کی طرف گامزن ہوگئی ہے۔ بجٹ پیش ہونے سے پہلے ملک اور صوبے کی غریب عوام سہمی ہوئی ہوتی تھی اس مرتبہ بھی سازشی ٹولے، سابق لوٹے اپنے سائبان تلے اکٹھے ہو کر بجٹ کو جواز بنا کر تحریک چلانے کے آغاز کا سوچ رہے تھے لیکن جب بجٹ پیش ہوا تو ان کی امیدوں پر پانی پھر گیا

جناب والا! آج جب ہم ضمنی بجٹ کے اوپر نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں سابق حکومت کا سیاہ کارنامہ اور سیاہ باب نظر آتا ہے۔ سابق حکومت نے جس طرح سے قومی خزانے کو لوٹا جس طرح سے غریب عوام کی کمائی کو لوٹا اس کی مثال آج سے پہلے کبھی نہیں ملتی۔ میں آپ کی خدمت میں یہ سپلیمنٹری بجٹ کی کتاب کے حوالے سے صفحہ نمبر 44 پر دیے گئے گورنر ہاؤس کے اخراجات، چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے اخراجات کا ذکر کروں گا۔ سب سے بڑی بات یہ کہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب نے بی۔ ایم۔ ڈبلیو اور مرسڈیز کاروں کی maintenance پر پانچ لاکھ اسی ہزار روپے کی رقم خرچ کی اور اسی طریقے سے سینئر منسٹر نے اپنے دفتر کے لیے 4 لاکھ اور 24 ہزار روپے کا فرنیچر خریدا اور اسی طرح سے انہوں نے مرسڈیز خریدنے کا کمیشن 70 ہزار روپے ادا کیا اور اسی طرح سے انھوں نے medical facilities کے حوالے سے میڈیکل فنڈز کو جس طرح سے اڑایا بیرون ملک علاج کے اوپر جس طرح انھوں نے پیسہ خرچ کیا شاہ نواز چیمہ صاحب نے 4 لاکھ 74 ہزار روپے اپنے medical treatment کے لیے خرچ کیے۔ غلام عباس صاحب جو Anti Corruption کے منسٹر تھے انھوں نے 6 لاکھ اور 21 ہزار روپیہ خرچ کیا یہ سابق حکومت کے کارناموں کی ایک طویل داستان ہے یہ ایک طویل فہرست ہے جو انھوں نے خزانے پر بوجھ ڈالا اور جس طرح سے خزانے کو لوٹا۔ وزیراعلیٰ

پنجاب جناب عارف نکئی صاحب نے اس صوبے کے غریب عوام کی کمائی سے 19۔ لاکھ روپے کا عمرہ ادا کیا اور واپسی پر آتے ہوئے 9 لاکھ روپے کی اپنی نواسی کے لیے گڑیا خریدی۔ان لوگوں نے جو یہ اخراجات کیے۔ صوبے کے غریب لوگوں کا خون نچوڑ کر یہ سارا پیسہ انھوں نے اپنی عیاشیوں پر خرچ کر دیا۔ جناب والا! بجٹ پر بحث کرتے ہوئے ہماری اپوزیشن کے ایک دوست نے یہ کہا کہ جناب اخراجات انتہائی کم کر دیے گئے ہیں ۔ انہوں نے بجٹ کی کتاب کے صفحہ نمبر 511 کا حوالہ دیا اور پنجاب نرسنگ ہیلتھ سکول کے بارے میں کہا کہ جناب 97-1996ء میں 231 پوسٹوں کے لیے 1۔ ارب 32 کروڑ اور 23 ہزار روپے رکھے گئے لیکن اس مرتبہ 98-1997ء میں اتنی ہی اسامیوں کے لیے 84 کروڑ 62 لاکھ روپے رکھے گئے اور اسی طرح انہوں نے ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کی مثال quote کرتے ہوئے کہا کہ 97-1996ء میں 7518 اسامیوں کے لیے 29 کروڑ 31 لاکھ روپیہ رکھا گیا اور اسی طرح 98-1997ء میں اتنی ہی اسامیوں کے لیے 24۔ کروڑ 60 لاکھ روپیہ رکھا گیا یعنی کہ چار کروڑ کم کر دیا میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اسی طرح انھوں نے ماحولیات کے محکمے میں تنخواہوں کا ذکر کرتے ہوئے 2۔ کروڑ 21 لاکھ میں سے ایک کروڑ 21 لاکھ روپیہ کم کر دیا میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت نے ، ہم لوگوں نے اس ملک کا ' اس صوبے کا ایک ایک پیسہ' ایک ایک روپیہ بچانے کا اور صحیح کاموں پر صرف کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے ہم نے عزم کر رکھا ہے 7۔ کلب وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات آج سے پہلے 55 ہزار سے 60 ہزار روپے روزانہ کے ہوتے تھے لیکن آج 7۔ کلب وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات دو ہزار سے پچیس سو روپے تک کے ہو کر رہ گئے ہیں اور اسی طرح وزیراعظم ہاؤس میں بھی جو اخراجات 634 فی صد ماہانہ تھے وہ کم ہو کر اب 198 فی صد ہو گئے ہیں ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جو فضول اخراجات ہیں انھیں ختم کر دیا جائے اور زیادہ سے زیادہ پیسے ملک کی ترقی کے لیے اور اس صوبے کی ترقی کے لیے خرچ کیے جائیں۔

جناب والا! بجٹ میں تعلیم کے لیے 3۔ کروڑ اور 26 لاکھ روپے رکھے گئے ان میں سے ٹاٹ سسٹم کے خاتمے کا جو ایک سلسلہ شروع ہوا ہے اس سے تعلیمی معیار بڑھے گا۔ دوسری طرف فنی

تعلیم میں تین ارب روپیہ رکھا گیا ۔ جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ فنی تعلیم کے لیے زیادہ پیسہ ہونا چاہیے تھا۔ آج سے پہلے 1960ء سے لے کر 1970ء تک جب ہم دیکھتے ہیں' جب ہم newly industrialized countries سے اپنا موازنہ کرتے ہیں تو 1960 اور 1970ء کے درمیان ان کا literacy rate -----

جناب سپیکر: جی ۔ اب مختصر کیجیے ۔

جناب سمیع اللہ چودھری: جناب میں صرف ایک منٹ لوں گا۔

اور ان کا جی۔ این۔ پی ریٹ پاکستان سے ایک آدھ فی صد کم ہوا کرتا تھا لیکن آج جب ہم نظر دوڑاتے ہیں تو ہمارا literacy rate انتہائی کم ہو چکا ہے ۔ ہمارا جی ۔ این ۔ پی ۔ ریٹ آپ کے سامنے ہے میری آپ سے گزارش ہے کہ جناب فنی تعلیم کے لیے جو تین ارب روپیہ مخصوص کیا گیا ہے اسے بڑھایا جائے ۔ جو newly industrialized countries ہیں انھوں نے صرف اور صرف اپنی فنی تعلیم میں ترقی کی ہے وہ اپنے پرائمری ایجوکیشن سسٹم میں تبدیلی لائے ۔ انھوں نے پرائمری لیول ہی سے ٹیکنیکل ایجوکیشن کو متعارف کرا دیا ہے جس وجہ سے آج وہ لوگ آپ کے سامنے ہیں۔ کوریا کا حال آپ کے سامنے ہے' تائیوان کا حال آپ کے سامنے ہے ' انڈونیشیا کا حال آپ کے سامنے ہے اور پاکستان کا حال بھی آپ کے سامنے ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ٹیکنیکل ایجوکیشن کے لیے فنڈ بڑھایا جائے ۔

جناب والا! میں دوسری گزارش کروں گا کہ بی ۔ ڈی ۔ اے بہاول پور کے لیے اس دفعہ جو فنڈ مخصوص ہوا ہے وہ دو کروڑ روپیہ کر دیا گیا ہے۔ ماضی میں یہ پانچ کروڑ روپے کے لگ بھگ تھا۔

جناب سپیکر: نہیں بس اب کافی بات ہو چکی ہے ۔ وقت بہت کم ہے ۔ شکریہ جی ۔ آپ تشریف رکھیں میں نے آپ کو کافی وقت دیا ہے ۔

جناب سمیع اللہ چودھری: جناب والا! آخر میں صرف ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ بہاول پور کا حال اس وقت اتنا برا ہو چکا ہے وہاں کا سیوریج سسٹم اتنا ناکارہ ہو چکا ہے کہ لوگوں نے وہاں پر

لکڑی کے پھٹے رکھے ہوئے ہیں جنہیں وہ استعمال کر کے اپنے اپنے گھروں کو پہنچتے ہیں ۔ تو آپ سے گزارش یہ ہے کہ پی ڈی اے کے فنڈ کو بڑھایا جائے ۔ اور آخر میں میں یہ گزارش کروں گا-----

جناب سپیکر، آپ کے کتنے آخر ہیں؟

جناب سمیع اللہ چودھری ، جی جناب۔

جناب سپیکر، آپ کے کتنے آخر ہیں؟

جناب سمیع اللہ چودھری ، جناب والا! صوبے اور ملک کے دور دراز علاقوں میں جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان تک آواز پہنچانے کا صرف ایک ہی میڈیا ہے اور ہمارے پریس میڈیا کے صحافی حضرات کے بارے میں روز سنا جاتا ہے کہ کبھی اسمبلی کے اندر اور کبھی اسمبلی کے باہر پولیس اور سکیورٹی کے اہل کار ان سے زیادتی کرتے ہیں تو اس سلسلے میں کوئی زبردست اور موثر قدم اٹھائیں ۔

جناب سپیکر، آپ ان کا خیال رکھ رہے ہیں ۔ وہ بھی آپ کا خیال رکھیں گے ۔ شکریہ ۔

سردار صاحب! آپ اب wind up کریں گے ۔

وزیرخزانہ ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ہے کہ میں اپوزیشن کی طرف سے جو یہاں اعتراضات کیے گئے ہیں ان کا جواب دوں ۔ لیکن بنیادی طور پر میں بالکل مختصر سی بات کروں گا کہ اپوزیشن کی طرف سے supplementary budget کی allocations پر جو اعتراضات بالکل بے بنیاد ہیں ۔ یہاں پر pages کا حوالہ دیا گیا میں نے ان کا مطالعہ کیا ہے ۔ صفحہ نمبر 7 پر پولیس کی مد میں جو expenditure دکھایا گیا ہے اس کا یہاں budget speech میں ذکر آ چکا ہے وہ پولیس کو نئے vehicles provide کرنے کے لیے ہے اور ان کی mobility زیادہ effective بنانے کے لیے ہے اور پھر جنرل الیکشنز میں جو ان پر اخراجات ہوئے اور محرم کی سکیورٹی کے دوران اخراجات ہوئے ۔ اس کے بعد صفحہ 10 کا ذکر کیا گیا ۔ اس میں بھی صرف essential furniture provide کرنے کے لیے صرف 9 لاکھ روپے کی رقم خرچ کی گئی ۔ کوئی

اتنی بڑی رقم نہیں ہے۔ صفحہ 24 کا ذکر کیا گیا۔ اس پر ایک ارب 73 کروڑ گندم کی خریداری کے لیے رکھا گیا ہے۔یہ کچھ ایڈیشنل اس لیے ہو گیا ہے کہ گندم کی قیمت میں اضافہ ہوا اور پھر جو امپورٹ کرنے کے ٹارگٹ کو بھی بڑھایا گیا ہے۔ یہاں اپوزیشن کی طرف سے میرٹ کی بات ہوئی' احتساب کی بات ہوئی۔ انصاف کی بات ہوئی اور یہ کہا گیا کہ اگر ان چیزوں کو یقینی نہ بنایا گیا تو جیسے پہلی حکومتوں کے ساتھ ہوا ہے۔ اس سے شاید وہ اپنی حکومت کی طرف غالباً اشارہ کر رہے تھے۔ اس حکومت کا بھی وہی حشر ہوگا۔ جناب سپیکر! اس حکومت کو بہت اچھی طرح احساس ہے اور روز اول سے جس دن سے پنجاب کی حکومت نے میاں شہباز شریف صاحب کی قیادت میں یہاں فنکشن کرنا شروع کیا ہے ان چیزوں کا خاص طور پر خیال رکھا جا رہا ہے۔ یہاں پولیس کی بھرتی کا ذکر کیا گیا۔ کہتے تو ہیں کہ میرٹ پر بھرتی ہو رہی ہیں۔ باقی سب مفروضہ تھا۔ نہ انھوں نے کوئی مثال پیش کی اور نہ کوئی ٹھوس ثبوت پیش کیا۔ بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ ہمارے اپنے سرکاری بنچوں کے اراکین میں تشویش کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ پولیس کی بھرتی ان کی سفارشات پر نہیں کی گئی۔ اور خالصتاً میرٹ پر کی جا رہی ہے۔ اور پھر اب تو سارا ملک سن چکا ہے' ساری قوم سن چکی ہے کہ اے ایس آئیز اور انسپکٹر جو کہ پہلے سیاسی طور پر بھی بھرتی کیے جاتے تھے اب وہ سارے کے سارے پنجاب پبلک سروس کمشن کے سپرد کر دیے گئے ہیں۔

یہاں احتساب کے حوالے سے یہ کہا گیا کہ لوگ انگلیاں اٹھا رہے ہیں۔ جناب والا! صرف وہ انگلیاں اٹھا رہے ہیں کہ جو احتساب کی زد میں آئیں گے۔ اور وہ انھیں کی صفوں میں سے ہیں جنھوں نے دو دو کروڑ روپے 7 کلب روڈ کی ڈیکوریشن پر خرچ کیے ہیں۔ اور کئی کئی کروڑ روپے کمیونٹی سنٹر پر لگائے ہوئے ہیں۔ یہ وہی لوگ انگلیاں اٹھا رہے ہیں ورنہ 1985ء سے شروع کرنے میں حکومت کو قطعاً کوئی عار نہ تھی صرف یہ ہے کہ اس کو realistic بنانے کے لیے اس کو 1990ء سے شروع کیا گیا۔ 1990ء میں بھی مسلم لیگ کی حکومت تھی۔ صوبہ پنجاب میں بھی اور مرکز میں بھی اور اس کے بعد 1993ء میں پی پی پی کی حکومت آئی۔ دو پیریڈ لیے گئے ہیں۔ جس میں

جو بھی قصور وار ہوگا وہ ضرور احتساب کی زد میں آئے گا۔ اس میں خدانخواستہ کوئی یہ ارادہ نہیں تھا کہ 1985ء سے کرتے تو کسی کو چھوڑنے کی ضرورت تھی یا کسی کو معاف کرنے کی ضرورت تھی۔ یہاں بڑے بڑے لوگوں کا ذکر کیا گیا۔ ایوب خان اور بھٹو وغیرہ کا ذکر کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا ضمنی بجٹ سے تعلق نہیں تھا۔ جس کا میں جواب دینا مناسب بھی نہیں سمجھتا۔

کراچی کی موجودہ صورت حال کا یہاں ذکر ہوا۔ خیر اس کا تو صوبہ پنجاب سے تعلق نہیں۔ لیکن یہ کہا گیا کہ کراچی کے اثرات صوبہ پنجاب پر بھی شاید نمودار ہو سکتے ہیں۔ جناب والا! یہ حالات بہت پہلے سے بگڑے ہوئے ہیں۔ ان پر موجودہ مرکزی حکومت اور سندھ کی صوبائی حکومت مذاکرات سے اور اس وقت وہاں کے جو warring sections ہیں ان کو اکٹھا کرکے، ان کو میز پر بٹھا کر ان کی مفاہمت کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ایک وہ بھی extreme تھی جو ان کی حکومت نے اختیار کی تھی کہ قتل عام کر دیا اور بغیر کسی کو چالان کیے یا بغیر کسی پر کوئی کیس عاید کیے سر عام بھون ڈالتے رہے۔ لیکن وہ اس حکومت کی پالیسی نہیں ہے۔ ان شاء اللہ العزیز ان حالات پر قابو پا لیا جائے گا۔

پھر سب سے زیادہ stress یہاں PIDA کے قانون پر دیا گیا۔ اس کے بارے میں بہت سے لوگوں کے دلوں میں جن میں سرکاری اراکین بھی شامل ہیں شکوک و شبہات تھے اور پارلیمانی پارٹی میٹنگ کے دوران اور ویسے informal meetings کے دوران ایم پی اے صاحبان کو بریفنگ دی گئی۔ PIDA کا مقصد کیا ہوگا، اس کی کمپوزیشن کیا ہوگی۔ یہ اپوزیشن کی طرف سے ایک PIDA کے خلاف disinformation campaign چلائی گئی ہے۔ PIDA کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے چھوٹا یا بڑا کاشت کار فکر مند ہو۔ میں لفظ "کاشت کار" کہہ رہا ہوں۔ فکر مند ہو۔ PIDA کا اپنا مطلب نکالا گیا۔ اس کا مطلب Death warrant for Agriculturists جس کا PIDA سے دور کا بھی تعلق نہیں تھا۔ بلکہ کاشت کار کی participation in the management system of Punjab رکھی گئی ہے۔ اس کی کمپوزیشن جب بل ایوان میں پیش ہوگا تو آپ کے سامنے اور ایوان

کے سامنے آجائے گی۔ ہر سطح پر چاہے PIDA کی پراونشل اتھارٹی ہو یا ایریا واٹر بورڈ بنیں گے جو فی الحال ایک کینال کمانڈ پر رائج کیا جائے گا اور سات سال کے لیے اسی ایک کینال پر تجربہ کیا جائے گا اور اس تجربہ کی روشنی میں نتائج دیکھتے ہوئے اس کی extention یا rejection ہوگی ۔ اسی ہاؤس نے اس کو approve کرنا ہے اور اسی ہاؤس نے آئندہ بھی سات سال کے تجزیہ کے بعد اس کی منظوری دینی ہوگی یا اس کو reject کرنا ہوگا۔ اس میں بل کی وضاحت ہو جانے کے بعد مجھے اور کچھ کہنے کی ضرورت نہیں لیکن خصوصی طور پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ چاہے Provincial Irrigation Development Authority ہو یا اس کے نیچے جو Area Water Board کام کریں گے ۔ اس میں ممبران کی اکثریت کاشتکاروں کی ہوگی۔ اور اس سے زیادہ اور بہتر کیا نظام ہو سکتا ہے کہ جس نظام کے بارے میں آج شکایات ہیں کہ ایکسیئن' ایس ڈی او اور اوورسیئر مل بھگت کر کے بڑے لوگوں کے اشاروں پر رشوت لے کر نہر کاٹ دیتے تھے۔ پانی غلط استعمال کرتے ہیں یا چوری کر لیتے ہیں اور ٹیل کے لوگوں تک پانی نہیں پہنچتا یا چھوٹے کاشت کاروں کو ان کا صحیح حق نہیں ملتا ۔ اس میں یہ خاص طور پر ensure کیا گیا ہے ۔ خاص طور پر ایریا واٹر بورڈ کی ممبرشپ میں تین ایسے ممبران ہوں گے جو ٹیل کے کاشت کاروں میں سے ہوں گے تاکہ وہ اپنے حقوق کا خود جائزہ لے سکیں اور حفاظت کر سکیں۔

جناب سپیکر! یہاں جناب سید احمد منیس نے محکمہ زراعت میں کنٹریکٹ پر رکھے گئے ا یک شخص کا ذکر کیا ہے۔ اس کی تقرری واقعی 24 مئی 1992ء میں ہوئی تھی ۔

(اس مرحلہ پر جناب قائد ایوان ایوان میں تشریف لائے)

لیکن اس کی تقرری کو ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا گیا تھا ۔ اور ہائی کورٹ نے اس تقرری کو معطل کر دیا ہے ۔ وہ اس وقت فنکشن نہیں کر رہا اور نہ ہی وہ محکمہ زراعت کی پے رول پر ہے۔ وہ اسی pesticide کمپنی کے پے رول پر ہے ۔

جناب سپیکر! یہاں اور بھی کچھ ایسی باتیں کی گئیں ، سرائیکی کی مثالیں بھی دی گئیں۔

کہ "خاوند کو تو قتل کر دو گی اگر یار نے چھوڑ دیا تو پھر کیا کرو گی۔" یہ ایسی باتیں ہیں کہ جن کا نہ ضمنی بجٹ سے کوئی تعلق ہے اور نہ ان کا جواب دینا یہاں مناسب ہے۔

افسوس اس بات کا ہوا کہ موٹر وے کو یہاں ہدف تنقید بنایا گیا اور کہا گیا کہ موٹر وے کی کیا ضرورت ہے کہ فارم ٹو مارکیٹ روڈ ہی بنا دیتے تو بہتر تھا۔ صوبہ بھر میں فارم ٹو مارکیٹ روڈ جو جال بچھا ہے جناب سپیکر! وہ کریڈٹ بھی پاکستان مسلم لیگ کی حکومت کا ہے۔ 1985 سے 1993ء تک فارم ٹو مارکیٹ روڈز کا جال بچھایا گیا وہ پاکستان مسلم لیگ کی حکومت نے بچھایا۔ اور اب اس کو منقطع تو نہیں کیا۔ اس کو کوئی abandon تو نہیں کیا۔ وہ اب بھی پروگرام جاری و ساری رہے گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ موٹر وے کے بغیر کوئی ملک ترقی کر سکتا ہو اور زراعت ' انڈسٹری اور ترقی کے ٹارگٹ پورے کر سکتا ہو۔

مسودۂ قانون، دی پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی مصدرہ 1997ء پر بحث و منظوری

جناب سپیکر: سردار صاحب! شکریہ۔

MINISTER FOR LAW: Mr. Speaker, I request that as required by Rule 32(2-B) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, the Speaker may kindly grant leave for consideration at once of the Punjab Irrigation and Drainage Authority Bill, 1997.

MR SPEAKER: It has been proposed by the Minister for Law and Parliamentary Affairs that the Punjab Irrigation and Drainage Authority, Bill 14 of 1997 may be brought under consideration today. Under Sub-rule 2(b) of Rule 32 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, I do grant leave for moving of appropriate motion in respect of the said

Bill.

Minister for Law'

MINISTER FOR LAW: Mr. Speaker, I move that the requirement of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be suspended for the consideration at once of the Punjab Irrigation and Drainage Authority Bill 1997.

جناب سعید احمد خان منیس جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس: جی ہاں۔

جناب سپیکر: جی فرمایئے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! جو Bill پیش ہو رہا ہے یہ ابھی circulate کیا گیا ہے اور رولز کے مطابق اسے بزنس پر لانے کے لیے three clear days چاہئیں۔ جناب سپیکر! ایسی کون سی ایمرجنسی ہے کہ اسے آج ہی اسی وقت منظور کرنا ہے؟

جناب سپیکر: ایک سیکنڈ، آپ ابھی تشریف رکھیں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج کا جو ایجنڈہ ہے یہ اس کے اوپر نہیں ہے اور مزید آپ نے یہ کہا ہے کہ اس کے لیے تین دن کا نوٹس ہونا چاہیے۔ سعید منیس صاحب! Rule 32 sub-rule 2(b) کے تحت میں انھیں allow کر سکتا ہوں لہذا میں نے ان کو allow کیا ہے اور اسی لیے وہ پڑھ رہے ہیں۔ جی وزیر قانون صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس: کیا وزیر قانون صاحب! اس کو lay کر رہے ہیں؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! رولز کی suspension کے لیے میں نے پڑھ دیا ہے۔

MR SPEAKER: The motion moved is that the requirement of Rule 95(3) of the

Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be suspended for purposes of immediate consideration of Punjab Irrigation and Drainage Authority Bill 14 of 1997.

جناب سعید احمد خان منیس : Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: منیس صاحب! آپ اسے oppose کرتے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس: جی ہاں میں oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا آپ اس کے اوپر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس : جی ہاں میں نے بات کرنی ہے تو oppose کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے ۔

جناب سعید احمد خان منیس : جناب سپیکر! یہ ایک بہت ہی important bill ہے جس کو اس طریقے سے bulldoze کر کے آپ کیوں لانا چاہتے ہیں؟ ایسی کوئی ایمرجنسی نہیں کہ رولز کو suspend کیا جائے ۔ یہ ابھی circulate ہوا ہے اور Rules of Procedure کے مطابق جو بات آپ کر رہے ہیں اگرچہ وہ اس میں موجود ہے لیکن یہ بھی موجود ہے کہ Rules of Procedure کے مطابق اس کو clear three days دینے چاہئیں تاکہ لوگ اس کو پڑھ سکیں ' اچھی طرح سمجھ سکیں' اس پہ سیر حاصل بحث ہو سکے ۔ تو جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس طریقے سے آپ رولز suspend کر کے اس کو bulldoze نہ کریں ۔ آپ موقع دیں تاکہ ہم اس کو پڑھ سکیں' اپوزیشن کے ممبران پڑھ سکیں اور treasury benches کے ممبران بھی پڑھ سکیں صرف یہ نہیں ہوتا کہ اگر ایک پارٹی کی اکثریت ہے تو وہ اپنی پارلیمانی پارٹی میں اس کو زیر بحث لا کر ' رولز suspend کر کے سب کچھ کر کے آج ہی کر لیں۔ جناب والا! ایسی کوئی ایمرجنسی نہیں ہے کہ اس کو اگر آج نہ کیا جائے گا تو خدانخواستہ صوبے پہ کوئی آفت آ پڑے گی ۔ آپ اس میں three clear days دیں' اس کو list of business پہ لے آئیں اس کے بعد اس پر سیر حاصل

بحث ہونے دیں اور اس کے بعد جو کچھ کرنا ہے کریں کیونکہ آپ کے پاس اکثریت تو موجود ہے اور یہ پاس تو ہو جانا ہے۔ یہ کاشت کاروں کی بات ہے ' already زرعی ٹیکس کا نفاذ ہو گیا ہے ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ابھی کچھ لوگوں کے پاس اخبارات کے تراشے موجود ہیں' circulate ہوتے ہیں' لوگوں نے کافی agitate کیا ہے ' اس کے خلاف agitate کر رہے ہیں ۔ باغوں پہ جو ٹیکس لگا ہے اس پر لوگ agitate کر رہے ہیں' لوگ اپنے باغ کٹوا رہے ہیں ۔ جناب سپیکر! بہتر ہوگا کہ آپ ان رولز کو suspend نہ کریں اور اس ہاؤس کو موقع دیں کہ اس پر سیر حاصل بحث ہو سکے پھر اس کے بعد اسے consider کریں۔ جناب سپیکر! اگر آپ نے اسی طرح سے ہی کرنا ہے کہ آپ نے رولز ہی suspend کرنے ہیں ' آپ نے موقع نہیں دینا تو پھر اسے اس ہاؤس میں لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر آپ وہیں اپنے ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر ' الحمرا آرٹس کونسل میں بیٹھ کر ہی پاس کر لیا کریں یہاں پھر لانے کی ضرورت ہی نہیں ہے ۔ جناب سپیکر! میں مزید یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ bent upon ہیں کہ آپ نے رولز suspend ہی کرنے ہیں جیسا کہ آپ یہ question put کر چکے ہیں ' اگر آپ اسی طریقے سے ہی اسے bulldoze کرنا چاہتے ہیں تو پھر مجھے افسوس ہے کہ ہم ان کاشت کار بھائیوں کے حق میں جن کا ہمیں بے حد احساس ہے اس کارروائی کا حصہ نہیں بننا چاہتے ' پھر ہم احتجاجاً boycott کرتے ہیں اور ہم walk out کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے معزز ممبران ایوان سے walk out کر گئے)

ملک سلیم اقبال: جناب سپیکر! مجھے ایسے لگتا ہے کہ میرے فاضل دوست bulldozing کے سخت خلاف ہیں۔

جناب سپیکر: بہرحال یہ تو ان کی اپنی مرضی پر ہے ۔ میں نے انھیں اسی لیے موقع دیا تھا اور پھر وہ ابھی amendment move کر سکتے تھے' اس پر بول بھی سکتے تھے۔ میں نے انھیں بولنے کی اجازت بھی دی ہے ۔ اب اگر وہ بولنا ہی نہیں چاہتے تو ان کی مرضی ہے ۔ وزیر قانون صاحب! آپ اس سلسلے میں کچھ فرمائیں گے؟

وزیر قانون : جناب والا! میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ آپ نے درست فرمایا ہے کیونکہ ابھی تو ہم

rules کی suspension کی بات کر رہے تھے اور اس حوالے سے ہاؤس کی consent درکار تھی اور ہاؤس کی approval سے رولز suspend ہونے تھے ۔ یہ قطعی طور پر غلط ہے کہ ہم اس کو bulldoze کرنا چاہ رہے ہیں لیکن جہاں تک اس کی urgency کا تعلق ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ گزشتہ تین سالوں میں یہ ملکی حالات اور بالخصوص اس صوبے کے حالات کو اتنا خراب کر کے چھوڑ گئے ہیں کہ اس کے لیے ہمیں انقلابی اقدامات اٹھانے پڑتے ہیں ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آج اس بل کا پاس ہونا اس لیے بھی ضروری ہے کہ یہ ہمارے صوبے کی ضرورت ہے اور ہمارے صوبے کی معیشت کے لیے ' ہمارے صوبے میں جو زرعی آبادی ہے ' جن کا تعلق زراعت کے شعبہ سے ہے ان کی معیشت کو سنبھالا دینے کے لیے یہ بل ہم پاس کر رہے ہیں اور اسی لیے اس کو ہم نے آج اس ایوان میں پیش کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے کیونکہ اگر ہم اس میں لیٹ ہوتے ہیں تو انھیں اس بات کی تو کوئی پرواہ نہیں ہے کیونکہ جس طرح انھوں نے گذشتہ تین سال گزار دیے ہیں آئندہ کے لیے بھی وہ اسی طرح وقت گزارنا چاہتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ہمارے ملک اور صوبے کی یہ ضرورت ہے اور اس ضرورت کے پیش نظر ہم اس بل کو پیش کر رہے ہیں اور میری جناب سے استدعا ہوگی کہ جیسے میں نے گزارش کی ہے اس کو پیش کرنے کی اجازت فرمائی جائے ۔ شکریہ ۔

جناب سپیکر: میں یہ بات کر رہا تھا کہ جب ہم انھیں بولنے کا موقع دے رہے تھے ...... ایک تو Rules of Procedure کے مطابق بھی میں نے انھیں موقع دیا تھا کہ آپ اس کے اوپر بات کر لیں' آپ amendment بھی move کر سکتے ہیں اور پھر انھوں نے بات بھی کی ہے اور بات کرنے کے بعد walk out کر گئے ہیں ۔ ابھی مزید ایسی stages آنے والی ہیں جن پر انھیں بولنے کے لیے کئی مواقع مل سکتے تھے ۔ بہرحال اگر وہ بولنا ہی نہیں چاہتے تو یہ ان کی اپنی مرضی ہے ۔ لیکن میرے خیال میں اگر کوئی دو ساتھی' دو ممبران جائیں اور ان کو منا کر لے آئیں تو زیادہ بہتر ہے۔ میں ایس اے حمید صاحب ' عمران مسعود صاحب اور صاحبزادہ فضل کریم صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ تشریف لے جائیں اور ان کو منا کر واپس لائیں ۔

وزیر تعلیم(چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر ! اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی !

وزیرتعلیم، جناب سپیکر ! اپوزیشن کے فاضل ممبر جو الزامات لگا رہے تھے اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کے بارے میں صرف دو منٹ میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر، جی اجازت ہے۔

وزیرتعلیم، جناب سپیکر ! بڑے دکھ کی بات ہے کہ وہ ابھی ابھی فرما رہے تھے کہ یہ بل پیش کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اور اس پر ایمرجنسی کیا ہے ؛ جناب والا! میں تمام معزز ایوان کے سامنے بڑی مودبانہ گزارش کروں گا کہ پچھلے تین سالوں میں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ اور اس structure کے ساتھ جو کیا گیا اس کو no man's land declare کر دیا گیا اس کا کوئی والی وارث نہیں تھا۔ یہاں سارے زمین دار بیٹھے ہوئے ہیں آپ ان سے پوچھیں کہ کون سا راجباہ صحیح صورت حال میں ہے ؛ کون سی نہر صحیح صورت حال میں ہے ؛ جناب والا ! سارے موگے توڑ دیے گئے، سارا structure تباہ و برباد کر دیا گیا BS link 1 گر گئی ہے MR link گر گئی ہے اس کا پورا structure نیچے گر گیا ہے لیکن اس کی maintenance کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی اور اگر توجہ کی گئی ہے تو وہ صرف اپنا پیٹ پالنے اور لوٹ کھسوٹ کی طرف کی گئی ہے۔ اتنا برا حال کرنے کے بعد وہ کہتے ہیں کہ اس کی ایمرجنسی کیا ہے؛ جناب والا ! پاکستان کے اندر جو trial drainage system شروع ہو رہا ہے جس کے لیے صرف پنجاب کو 30 ارب روپیہ ملنا ہے۔ اس پر ہمیں ایسا soft loan ملنے والا ہے جن شرائط پر دنیا میں loan مل ہی نہیں سکتا۔ ہم ایسے فائدے مند بل کی بات کر رہے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ اس کی ضرورت کیا ہے اور اس کی ایمرجنسی کیا ہے۔ جناب والا ! اس کا صرف ڈیڑھ فی صد interest ہے دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہمیں اس پر اتنی بڑی grant مل رہی ہے اور یہ اس کو تباہ و برباد کرنا چاہ رہے ہیں ۔ ہم نے یہ 35 سالوں میں واپس کرنا ہے اور یہ ایسی باتیں کر رہے ہیں کہ انھیں قومی مفاد کا کوئی خیال ہی نہیں پنجاب کے لوگوں کا کوئی خیال ہی نہیں۔جناب والا ! جیسے جسم کے اندر روح ہوتی ہے ایسی ہی زراعت کے اندر پانی کی کیفیت ہے اور اگر ہم اس پانی کے متعلق بہتری کا سامان پیدا کرنا چاہتے ہیں اور

زمین دار کو اس میں involve کرنا چاہتے ہیں اس کی participation کرنا چاہتے ہیں تو یہ اس بل کی مخالفت کر رہے ہیں اور واک آؤٹ کر رہے ہیں۔ جناب والا! مجھے ان کے رویے پر بڑا افسوس ہوا ہے اور بڑا دکھ ہوا ہے کہ پاکستان اور صوبہ پنجاب کی عوام کے متعلق ان کی کیا سوچ و بچار ہے اور یہ پنجاب اسمبلی میں اپنا کیا positive role play کر رہے ہیں؛ انھیں چاہیے کہ participate کریں اور اگر ان کے پاس کوئی argument ہیں تو بات کریں ہم ان کو جواب دیں گے ۔ آپ نے پہلے بھی دیکھا کہ ان کا اسمبلی کے اندر کیا رویہ ہے اور یہ کون سا اپوزیشن کا role play کر رہے ہیں؛ کون سی تیاری کر کے آتے ہیں؛ویسے کہتے ہیں کہ ہم بائیکاٹ کر رہے ہیں بائیکاٹ کر رہے ہیں یہ کوئی طریقہ نہیں ہے ۔

جناب سپیکر ، میرے خیال میں اپوزیشن کے رکن جناب سعید احمد خان منیس جو فرما رہے تھے کہ آپ نے بڑی جلدی میں کیا ہے ۔ یہ بل 11 جون کو سٹینڈنگ کمیٹی کو refer ہوا تھا 20 جون کو سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ ہوئی اور وہاں اس کے اوپر اچھی طرح غور ہوا اور اس کے بعد آج یہ ہاؤس کے اندر آیا ہے تو اس میں جلدی والی تو کوئی چیز نہ رہی ۔بہر حال میں question put کرتا ہوں۔

آوازیں، تھوڑا سا دیکھ لیں۔

جناب سپیکر ، ابھی دیکھ لیں ----- کیونکہ آج جمعہ بھی ہے ۔ ویسے آگے اور موقع بھی آنے کا اگر وہ اس میں کوئی amendments لانا چاہیں گے تو ان کے پاس موقع ہے ابھی clause by clause discussion ہونی ہے اس سے پہلے بھی موقع ہے ۔

وزیر لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان)،جناب سپیکر ! اگر اجازت ہو تو میں کچھ گزارش کروں؛

جناب سپیکر ،جی رانا صاحب!

وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب سپیکر ! ہمارے یہ دوست جو اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں انھوں نے جو PIDA بنایا تھا اس کے خدشات کا ان کو پتا تھا کہ اس میں کسان کی بہتری کے لیے کچھ نہیں تھا لیکن اب ہماری موجودہ حکومت جو PIDA introduce کروا رہی ہے اس میں کسانوں کی بہتری ان کی فلاح و بہبود اس طرح سے بہتر ہے کہ کسانوں کو اس میں involve

کیا گیا ہے جبکہ پہلے جو PIDA یہ بنانا چاہتے تھے اس کا مقصد کسانوں کے ذہن میں اور ہمارے ذہن میں بھی یہی تھا اور ان کو بھی یہی پتا تھا کہ یہ پانی کو privatize کیا جا رہا ہے ۔ حقیقت میں یہ بات نہیں ہے اب ہماری حکومت نے اس میں privatization کی بات نہیں کی بلکہ یہ اتھارٹی اس لیے بنائی جا رہی ہے کہ اس میں کسانوں کو زیادہ سے زیادہ involve کر کے ان کو پانی کا زیادہ سے زیادہ مفاد پہنچایا جائے۔ لیکن ان کے ذہن میں یہ پرانی بات ہے جس کی وجہ سے وہ oppose کرنا چاہتے تھے اور میرے خیال میں ابھی تک ان کو PIDA کے متعلق پورا علم بھی نہیں ہے ۔ اگر وہ یہاں سامنے آکر بیٹھیں ہماری بات سنیں اور اس کو oppose کریں جو وہ چاہتے ہیں کہ ایسی بات یہاں نہ ہو جو قوم کے مفاد میں نہ ہو یقیناً ہم وہ بات نہیں کرنا چاہتے ۔ ان میں اتنا حوصلہ ہونا چاہیے کہ ہماری بات سنیں۔

جناب سپیکر: شکریہ' رانا صاحب! جناب وزیراعلیٰ صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب وزیراعلیٰ: شکریہ جناب سپیکر ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ۔محترم سعید منیس صاحب نے جو یہ پوائنٹ اٹھایا کہ اس بل کو پاس کروانے میں کیا جلدی ہے۔ جناب سپیکر ! قوموں کی زندگی میں بعض اوقات ایسے موڑ آیا کرتے ہیں جس سے کہ قوموں کی تاریخ بنتی ہے یا خدا نخواستہ بگڑتی ہے ۔ آج اس بل کے حوالے سے جو سب سے پہلے اور سب سے اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ اس PIDA کے ذریعے اور Area Water Board کے ذریعے پانی کی distribution اور tails پر پانی کو پہنچانا جس کے بارے میں یہ پورا ہاؤس سراپا احتجاج ہے کہ محکمہ آب پاشی کی ملی بھگت سے tail پر غریب کاشت کار کو پانی نہیں ملتا' موگھوں پر پانی چوری ہوتا ہے ' 40 فی صد پانی غائب ہوتا ہے' جتنا آبیانہ وصول ہونا چاہیے وہ نہیں ہوتا جس کے ذریعے زراعت اور آب پاشی کے نظام کو فروغ دیا جائے۔جناب سپیکر ! آج اس بل کے ذریعے ہماری تاریخ میں ایک موقع آیا ہے کہ ایک انقلابی تبدیلی لے کر آئیں اور میں سمجھتا ہوں کہ دنیابھر میں آج آپ امریکہ جاتے ہیں تو وہاں پر sheriff بھی پبلک کے ووٹ سے منتخب ہوتا ہے ۔ اس لیے کہ وہاں پر سالہا سال کے تجربے کے ذریعے اس بات کو تسلیم کر لیا گیا ہے کہ public participation کے بغیر نظام کو بہتر طور پر نہیں

چلایا جا سکتا، کرپشن کو weed out نہیں کیا جا سکتا، inefficiency کو ختم نہیں کیا جا سکتا ۔ جناب سپیکر ! یہی بل آج اس بات کی نوید دے رہا ہے کہ ہم اس کے ذریعے ' کاشتکار کی majority کے ذریعے جو participatory process ہے ہم اس کو لے کر آ رہے ہیں ۔ نہ صرف ان کی بھرپور نمائندگی ہے بلکہ کاشت کار کی majority کے ذریعے وہاں پر فیصلے ہوں گے اور پھر جب آج کاشت کار اس بات کی شکایت کرتاہے' جب یہ ایوان اس بات کا احتجاج کرتا ہے کہ ایس ڈی او ' ایکسین جو لوگ کرپٹ ہیں میں ان کی بات کر رہا ہوں اور جو لوگ کرپٹ نہیں ہیں میں ان کی بات نہیں کر رہا کہ ان کے ذریعے ان کی ملی بھگت سے پانی چوری ہوتا ہے اور پانی tail پر نہیں پہنچتا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کے ذریعے ہم نے اس بات کو guarantee کر دیا ہے کہ Area Water Board میں کاشت کار majority میں ہوں گے اور وہ کاشت کار جو majority میں ہوں گے ان میں کم ازکم کاشت کاروں کے تین ممبر tails سے ہوں گے تاکہ وہاں پر پانی کی تقسیم کا ایک منصفانہ نظام ہو ۔ یہاں پر کاشت کار اور زراعت کے پیشہ سے منسلک معزز لوگ بیٹھے ہیں اور دیہاتوں میں بیٹھے ہیں وہ خود اس بات کی ذمہ داری قبول کریں اور اس بات کو ensure کریں کہ پانی کی تقسیم ایک عادلانہ نظام کے مطابق چل رہی ہے ۔میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر نظام نہیں ہو سکتا کہ ایس ڈی او ' ایکسین کی شکایت ہوتی ہے لیکن آج یہ اتھارٹی کاشت کار کےحوالے کی جا رہی ہے اور وہ ایس ڈی او ' ایکسین ' ایس ای ' مینجنگ ڈائریکٹر کاشتکار کے تابع ہوگا اور میں یہ نہیں مان سکتا کہ کوئی بھی فیصلہ کاشت کار ' کاشت کار کے مفاد کے خلاف کر سکے(نعرہ ہائے تحسین) ایک تو یہ بات تھی ۔ جناب والا! اب رہی بات جلدی کی۔ میں بڑی عاجزی سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ساڑھے تین سالہ دور میں میں کسی کا نام نہیں لیتا میں کسی کو یہاں پر target نہیں بناتا کیونکہ یہ ہماری سیاست کے اصولوں کے خلاف ہے کہ ہم کسی پر personal attacks کریں۔ لیکن یہ بات ایک مسلمہ حقیقت ہے انمٹ حقیقت ہے جس کو کسی بھی logic کے ذریعے نہیں مٹایا جا سکتا کہ ساڑھے تین سال میں وہ کرپشن ہوئی ہے کہ آج اس ملک کے اندر چور اور لٹیرا بھی اس کرپشن کو دیکھ کرشرمایا جا رہا ہے ۔چاہے وہ

محکمہ انہار ہو ' آب پاشی ہو' زراعت ہو اس دور حکومت میں لوٹ کھسوٹ کا وہ بازار گرم ہوا کہ 50 سالہ تاریخ میں اس کی اس سے بد ترین مثال نہیں ملتی ۔ اس لیے اگر آج ایک کرپٹ ایس ڈی او سے اور ایک کرپٹ ایکسین سے اختیار چھین کر کاشت کار کو دیے جا رہے ہیں تو ان کوکس بات کی تکلیف ہو رہی ہے۔ آج کاشت کار کو ہم وہاں پر با اختیار بنا رہے ہیں ۔ کیا یہ اس بل کی مخالفت کرکے کیا یہ تاثر دینا چاہ رہے ہیں۔ ہم کوئی بچے نہیں ہیں ہم اس بات کو سمجھتے ہیں کہ یہ کرپٹ ایکسین کو کرپٹ ایس ڈی اوز کو اس بل کو موخر کرکے اس بحث کو موخر کر کے' protect کر رہے ہیں ۔ جناب والا! ایک بات تو یہ ہے اور جناب سپیکر! دوسری جو سب سے بڑی اہم بات میں نے شروع میں کہی اور میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر رہا ہوں کہ قوموں کی تاریخ میں بعض موڑ آیا کرتے ہیں ۔ اگر ہم اس سے فائدہ اٹھائیں تو قوموں کی تقدیر بدل جایا کرتی ہے اور وقت گزر جائے تو پھر قومیں پچھتایا کرتی ہیں ۔ Time and tide wait for none. آج وقت ہے ۔ جناب سپیکر ! ہمیں 750 ملین ڈالر پر اور صرف ڈیڑھ فی صد پر جو یہ قرض مل رہا ہے۔

It is not a soft loan. It is a very soft loan and almost amounts to grant.

کہ ڈیڑھ فی صد پر 750 ملین ڈالر کا قرض ۔ آج کے زمانے میں جب کہ LIBOR کا ریٹ 7 فیصد ہے ۔ خوابوں میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی اور اگر آج اس نظام کے ذریعے جس کو ڈی سنٹرلائز کیا جا رہا ہے ' اس کو پرائیوٹائز کہنا میں سمجھتا ہوں کہ بڑی بد دیانتی ہے ۔

It is not privatization. It is decentralization. It is a participation but participation of 'Kashtkar', 'Zamindar' and farmers in the local areas.

ہم ان کو لوکل ایریا میں با اختیار بنا رہے ہیں اور فیصلے لاہور کی بجائے میاں چنوں ' خانیوال ' ڈیرہ غازی خان اور رحیم یار خان میں ہوں گے۔ جناب سپیکر! یہ ہے وہ نظام (نعرہ ہائے تحسین) It is not privatization at all. تو 750 ملین ڈالر کا یہ قرضہ ہے اور وہ بھی ڈیڑھ فیصد کے اوپر ۔ اس

سے آپ کی بڑی LBOD اور RBOD کی drains بنی ہے ۔ جس نے سیم و تھور کا مسئلہ حل کرنا ہے۔ اس کا ایک component یہ ہے کہ جناب through PIDA and through Water Boards ہم کاشت کار کو یہ نظام ان کے حوالے کریں گے کہ آئیے اور یہ چیلنج قبول کریں ۔ آج اگر ہم اس چیلنج کو قبول نہیں کریں گے تو پھر باہر قوم ہمیں یہ کہے گی کہ جناب کرپشن کو یہ support کرنا چاہتے ہیں اور نہ کہ ایک ایسے نظام کو جس کے ذریعے آپ کرپشن کو ختم کر سکیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ایک تاریخی موقع ہے اور پھر آخری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ agencies جنہوں نے یہ loan دینا ہے ان کا ہمیں ایک نوٹس آ چکا ہے کہ جناب اگر اس مہینے میں آپ اس کا فیصلہ نہیں کریں گے تو پھر ہم اس loan کو کہیں اور دے دیں گے ۔ یہ loan اگر خدا نخواستہ ہندوستان چلا جاتا ہے تو کیا یہ پاکستان کے مفاد کی بات ہوگی ؟ یا کسی اور ملک کو چلا جاتا ہے تو کیا یہ پاکستان کے کاشت کار کے مفاد میں بات ہو گی ۔ بڑی drains بنیں اور اس کے ذریعے آپ اس نظام کو بہتر بنائیں ۔ اس کے ذریعے آپ کاشت کار کو با اختیار بنائیں اور decentralize کریں ' یہ ہے جناب وہ hurry اور جلدی جس کے لیے ہم یہاں پر اکٹھے ہوئے ہیں اور اگر یہ hurry قومی مفاد میں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسی hurry کو ہمیں support کرنا چاہیے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر ، شکریہ ۔ میرے خیال میں اگر اپوزیشن کے پاس کوئی بہتر تجاویز ہیں اگر ان کے پاس کوئی ایسی ترامیم ہیں جو اس بل میں improvements کر سکتی ہیں تو میرے خیال میں آج یہاں وزیراعلیٰ صاحب بھی موجود ہیں ' متعلقہ وزیر بھی یہاں موجود ہیں ۔ ان کو اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا اگر وہ کوئی بہتر تجاویز دیں ۔ کسی بھی وقت ان کی بہتر تجاویز کو شامل کیا جا سکتا ہے ۔ بہرحال اگر یہ کہا جائے کہ ہم بیٹھنا ہی نہیں چاہتے یا ہم حصہ ہی نہیں لینا چاہتے تو یہ ایک علیحدہ بات ہے ۔ بہر حال کافی انتظار کے بعد میں question put کر رہا ہوں کیونکہ جمعہ کا بھی وقت ہونے والا ہے ---- The motion moved مگر ان صاحب اپوزیشن سے کیا بات ہوئی ہے ؟

میاں عمران مسعود، جناب والا! وہ آ رہے ہیں اگر آپ براہ مہربانی دو منٹ کے لیے انتظار کر لیں تو ابھی-----

جناب سپیکر ، ابھی ویسے ترمیم پیش کرنے کا اور بھی وقت ہے ۔ پہلے رولز معطل کرنے کی اجازت لے لیں ۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is -

> "That the requirement of the Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be suspended for purposes of immediate consideration of the Punjab Irrigation and Drainage Authority Bill, 1997 "

(The motion was carried.)

اب اس بل کی first reading ہے ۔ ایک منٹ اپوزیشن کو دیکھ لیں پھر ۔ وہ اس میں کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

وزیر زراعت ، جناب والا! جمعہ کی نماز کا وقت بھی ہونے والا ہے آپ کارروائی جاری رکھیں اگر انہوں نے شامل ہونا ہو گا تو ہو جائیں گے ۔

جناب ایاز امیر ، جناب والا! یہ اسمبلی کوئی black law تو نہیں پاس کر رہی ، ہم کوئی آئین کو معطل کرنے کا بل نہیں پاس کر رہے یہ صرف irrigation کے بارے میں بل ہے ۔ ہمیں اس میں کوئی اتنی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے کہ اگر اپوزیشن نہیں ہے تو ہم اس کے لیے انتظار کریں ۔

جناب سپیکر ، چلیں تھوڑا سا دیکھ لیتے ہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب والا ! ان کے پاس ابھی موقع ہے جس وقت بھی وہ ترمیم پیش کرنا چاہیں پیش کر سکتے ہیں ۔

جناب سپیکر ، میرے خیال میں وزیر قانون اور وزیر اعلیٰ کی اس یقین دہانی کے بعد کہ اگر کوئی

تجویز ہو گی تو وہ ان شاء اللہ آپ consider کریں گے۔

جناب وزیراعلیٰ ، جناب والا! آپ نے بالکل صحیح ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بل ہے اور جب یہ ایکٹ کی صورت اختیار کرے گا تو پورا سال ' جس طرح زرعی بل کے اوپر ہم نے ایکٹ پاس کیا تو میں نے ایکٹ پاس ہونے سے پہلے ایک کمیٹی چودھری اقبال صاحب کی سربراہی میں constitute کی جس کے 11 ممبر ہیں اور اس پر بعض بڑے valid اعتراضات ہمارے اس معزز ایوان کے ممبران کے حوالے سے ہوئے ۔ جناب بعض زمینیں بنجر ہیں ' سیم و تھور ہے ' اور ان کی production زرخیز علاقے کے مقابلے میں کم ہے ان تمام inter cases کو ان تمام disturbances کو یہ کمیٹی دیکھ رہی ہے غور کر رہی ہے اور ان شاء اللہ جوں ہی ان کی سفارشات آئیں گی ہم ترامیم اس بل میں خود لے کر آئیں گے ۔ اسی طرح آپ نے مناسب جواب فرمایا۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے ۔

جناب وزیر اعلیٰ ، اب اگر آپ اجازت فرمائیں تو ہم اس process کو complete کرتے ہیں اور جب بھی وہ چاہیں گے ابھی تجاویز لے کر آئیں گے تو ہم اس بل میں ترمیم لے آئیں گے ۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے ۔ میرے خیال میں وزیر اعلیٰ کی اس assurance کے بعد ہم first reading start کرتے ہیں ۔

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW: Sir, I move that the Punjab Irrigation and Drainage Authority Bill 1997, as recommended by the Special Committee, be taken into consideration at once.

MR SPEAKER: The motion moved is that the Punjab Irrigation and Drainage Authority Bill 14 of 1997 be taken into consideration at once.

(The motion was not opposed)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is -

That the Punjab Irrigation and Drainage Authority Bill 14 of 1997 be taken into consideration at once.

(The motion was carried.)

FIRST READING ENDS.

MR SPEAKER: Now, we take second reading.

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the qestion is -

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. An amendmen has been received in it from Minister for Law. He may move it.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move that for Clause 3 of the Bill the followin shall be substituted:-

"3. Composition of the Authority. - (1) The Authority shall consist o such number of members as may be notified by the Government.

(2) The Minister for Irrigation and Power shall be the Chairman o the Authority.

(3) Not less than six members shall be farmers and the number o

non-farmer members shall not exceed the number of farmer members.

(4) In the absence of the Chairman in a meeting the members present in the meeting may elect a member from amongst themselves to act as Chairman of the meeting."

MR SPEAKER: The motion moved is that for Clause 3 the following shall be substituted:-

"3. Composition of the Authority.-(1) The Authority shall consist of such number of members as may be notified by the Government.

(2) The Minister for Irrigation and Power shall be the Chairman of the Authority.

(3) Not less than six members shall be farmers and the number of non-farmer members shall not exceed the number of farmer members.

(4) In the absence of the Chairman in a meeting the members present in the meeting may elect a member from amongst themselves to act as Chairman of the meeting."

(The motion was not opposed)

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is -

That for Clause 3 the following shall be substituted:-

"3. Composition of the Authority.-(1) The Authority shall consist of

such number of members as may be notified by the Government

(2) The Minister for Irrigation and Power shall be the Chairman of the Authority.

(3) Not less than six members shall be farmers and the number of non-farmer members shall not exceed the number of farmer members.

(4) In the absence of the Chairman in a meeting the members present in the meeting may elect a member from amongst themselves to act as Chairman of the meeting."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the question is -

That Clause 3 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. An amendment has been received from Minister for Law. He may move it.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move that in Clause 14 of the Bill for sub-clause (1) the following shall be substituted:-

> "14. Establishment of Area Water Boards, etc.- (1) The Government may establish Area Water Boards and Farmers' Organizations and assign to them such functions as it may deem fit:
>
> Provided that the Area Water Boards shall comprise not less than eight members who shall be representatives of the farmers three out of whom shall be from the tail reaches of canals; the Chairman of the Area Water Boards shall be a representative of the farmers and the number of non-farmer members of the Boards shall not exceed the farmer members."

MR SPEAKER: The motion moved is that for sub-clause (1) the following shall be substituted:

> "14. Establishment of Area Water Boards, etc.- (1) The Government may establish Area Water Boards and Farmers' Organizations and assign to them such functions as it may deem fit:
>
> Provided that the Area Water Boards shall comprise not less than eight members who shall be representatives of the farmers three out of

whom shall be from the tail reaches of canals, the Chairman of the Area Water Boards shall be a representative of the farmers and the number of non-farmer members of the Boards shall not exceed the farmer members "

(The motion was not opposed)

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is -

That in Clause 14 for sub-clause (1) the following shall be substituted:-

"14 Establishment of Area Water Boards, etc.- (1) The Government may establish Area Water Boards and Farmers' Organizations and assign to them such functions as it may deem fit

Provided that the Area Water Boards shall comprise not less than eight members who shall be representatives of the farmers three out of whom shall be from the tail reaches of canals, the Chairman of the Area Water Boards shall be a representative of the farmers and the number of non-farmer members of the Boards shall not exceed the farmer members "

(The motion was carried.)

(اس مرحلہ پر اپوزیشن ہاؤس میں داخل ہوئی)

سردار رفیق حیدر لغاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! ہماری طرف سے سعید اکبر خان صاحب نے شروع میں آپ

سے یہی درخواست کی تھی کہ عجلت سے کام نہ لیا جائے۔ اور اس میں rules relax کرکے اس کو فوری طور پر منظور نہ کریں۔

وزیر قانون ، جناب والا! ریڈنگ کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔

سردار رفیق حیدر لغاری، ابھی چند دوست ہمارے پاس پہنچے ' انھوں نے ہم سے کہا کہ آپ چلیں ' ہم آپ کی بات آگے پہنچاتے ہیں۔ اس شرط پر ہم اندر آئے ہیں۔ اور ہم پھر یہی درخواست کریں گے کہ بعض جگہ پر ابھی یہ پیڈا کا بل پہنچا ہی نہیں ۔ اگر آپ اس کو پینڈنگ کرسکتے ہیں تو ٹھیک ہے otherwise پھر ہم participate نہیں کرسکتے۔

جناب سپیکر، سردار صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ نہیں جب question put ہو چکا ہو ' motion put ہو چکی ہو ۔ تو پھر اس پر آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر بھی valid نہیں بنتا۔ میں آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر rule out کرتا ہوں۔

MR SPEAKER: Now, the question is -

That Clause 14 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی)

جناب سپیکر، میرے خیال میں ان کے پاس اصل میں کوئی ترامیم نہیں' proper تجاویز نہیں جو وہ دینا چاہتے ہوں۔ جیسا کہ چیف منسٹر صاحب نے بھی کہا اور لاءمنسٹر صاحب نے بھی کہا کہ اگر وہ اس میں کوئی بہتری لا سکتے ہوں تو وہ ان کی ترامیم کو کھلے دل سے تسلیم کرنے کو تیار ہیں ۔ وہ اگر بعد میں بھی ترامیم لائیں' اور اس میں کوئی بہتری کی چیز ہوگی تو تب بھی اس میں آ سکتی ہے۔ چیف منسٹر صاحب نے اس کی assurance دی ہے۔ بہرحال یہ تو ان کی اپنی محنت پر منحصر ہے۔ یہ بل آج سے کوئی پندرہ دن پہلے کمیٹی کو refer ہوا تھا۔ انھیں اس بات کا علم ہونا چاہیے

تھا۔ بہرحال اب ہم کلاز نمبر 15 کو لیتے ہیں۔

CLUASE 15

MR SPEAKER : Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is-

That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 16

MR SPEAKER : Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is-

That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 17

MR SPEAKER : Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is-

That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 18

MR SPEAKER : Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is-

That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 19

MR SPEAKER : Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is-

That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUS 1

MR SPEAKER : Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is-

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR SPEAKER : Now, Preamble of the Bill is under ‹ -ideration. Since there is no amendment in it, the question is-

That Preamble of the Bill do stand r

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR SPEAKER : Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is-

That Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

THIRD READING

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:

That the Punjab Irrigation and Drainage Authority Bill, 1997 be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is :

That the Punjab Irrigation and Drainage Authority Bill (Bill No XIV) of 1997 be passed.

(The motion was not opposed.)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is :

That the Punjab Irrigation and Drainage Authority Bill (Bill No. XIV) of 1997 be passed.

(The motion was carried)

MR SPEAKER: The Bill is passed. Now, the session adjourns till tomorrow at 9.30 a.m.

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس)

ہفتہ' 28- جون 1997ء

(شنبہ'22- صفر المظفر 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں دس بجے صبح زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمے کی سعادت غلام رسول نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ۭ لَھَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْھَا مَا اکْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۪ وَاغْفِرْ لَنَا ۪ وَارْحَمْنَا ۪ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ﴿۲۸۶﴾

سورۃ البقرہ، آیت 286

اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت برداشت سے زیادہ احکام و نواہی کا مکلف نہیں کرتا۔ جس نے اچھا کیا اس کو اچھا بدلہ ملے گا اور جس نے برا کیا اس پر اس کا وبال ہوگا۔ اے ہمارے رب! ہم سے جو غلطیاں بھول چوک کر ہوئیں یا جان بوجھ کر ان پر ہمارا مواخذہ نہ فرمانا۔ اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈالنا جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے رب! جس بوجھ کے اٹھانے کی ہمیں طاقت نہیں وہ بوجھ ہم پر نہ ڈالنا اور ہمیں معاف فرما دے اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک و مولا ہے اور ہمیں قوم کفار پر فتح عطا فرما۔

وما علینا الا البلاغ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! اجلاس کا 9 بجے کا وقت ہوتا ہے۔لیکن معمول یہ ہے کہ عموماً 10 بجے کے قریب کارروائی شروع ہوتی ہے۔ آج سوا گھنٹہ لیٹ شروع ہو رہی ہے۔میری تجویز یہ ہے کہ یا تو وقت بدل کر 10 بجے رکھ دیا جائے اور یا پھر وقت کی پابندی کی جائے۔جو ممبران وقت پر آتے ہیں آخر ان کا بھی وقت قیمتی ہے۔ان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔اگر تو تاخیر سے ہی شروع ہونا ہے تو بجائے 9 بجے کے 10 بجے کا وقت رکھ لیا جائے۔ دس پندرہ منٹ کی تاخیر ہو جائے تو وہ کوئی بڑی بات نہیں۔ لیکن گھنٹے سوا گھنٹے کی تاخیر نامناسب ہے۔

وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ(رانا محمد اقبال خان)، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' رانا صاحب۔

وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب سپیکر! حضرت صاحب دوسروں کو تو دوش دے رہے ہیں لیکن کل ان کی تحریک استحقاق تھی ہم سب کو یاد ہے کہ حضرت صاحب یہاں تشریف نہیں رکھتے تھے۔ میرا خیال ہے کہ آج بھی یہ خود 10 بجے آئے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ ساڑھے نو بجے اجلاس شروع ہوتا ہے۔ تو ان کی آمد کا بھی انہی سے پوچھ لیجیے گا کہ جناب کتنے بجے تشریف لائے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، کوئی ممبر ذاتی مجبوری کی وجہ سے تاخیر سے آئے تو وہ اور بات ہے لیکن اجلاس ہی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تاخیر سے شروع ہو تو اس سے سارے ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' اجلاس وقت پر شروع ہونا چاہیے۔ تو آج کے اجلاس کا ٹائم 9 بجے نہیں ساڑھے نو بجے تھا۔ تو مولانا صاحب کی بات درست ہے کہ اجلاس ٹائم پر شروع ہونا چاہیے۔ کل میں نے ساڑھے نو بجے کے وقت کا اعلان کیا تھا۔

اسمبلی کے عملے کے لیے ایک ماہ کی اضافی تنخواہ کا اعلان

سردار امجد حمید خان دستی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، دستی صاحب۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! یہ روایت چلی آ رہی ہے کہ اگر اسمبلی کا عملہ پوری تندہی اور محنت سے بجٹ اجلاس کے دنوں میں کام کرتا رہے تو انھیں ایک ماہ کی اضافی تنخواہ دی جاتی ہے۔ اگر یہ روایت ہے تو اس دفعہ بھی اس کو قائم رکھا جائے۔

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! میں بھی اس سلسلے میں دستی صاحب کی تائید کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب ہم اپوزیشن میں تھے تو اس زمانے میں بھی ہم اپوزیشن سے کھڑے ہو کر انھی ملازمین کے لیے ایسا مطالبہ کرتے تھے۔ یہ ملازمین صوبہ پنجاب کی خدمت کرتے ہیں، آپ کی خدمت کرتے ہیں، اس ایوان کی خدمت کرتے ہیں اور اس دفعہ تو بڑی ریکارڈ لیجسلیشن ہوئی ہے۔ یہ مسلم لیگ حکومت کی کارکردگی ہے کہ کبھی بھی پنجاب کے اس ایوان میں اتنی لیجسلیشن نہیں ہوئی۔ لہٰذا ہم سب کی طرف سے یہ درخواست ہے کہ براہ مہربانی ان ملازمین کو ایک مہینے کی اضافی تنخواہ عطا کی جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ یہ تنخواہ والا مسئلہ تو فنانس منسٹر صاحب ہی بتا سکیں گے کہ ہمیشہ یہ روایت رہی ہے کہ اسمبلی کے عملے کو ایک ماہ کی اضافی تنخواہ ملتی رہی ہے۔ بہرحال، فنانس منسٹر ہی اس پر کچھ کہہ سکتے ہیں۔

وزیر خزانہ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، جناب سپیکر! آپ اعلان فرما دیں۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں یہ تو حکومت کی طرف سے ہے۔

وزیر خزانہ، میں آپ کو عرض کر رہا ہوں کہ آپ اعلان فرما دیں۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ پھر انھیں ایک ماہ کی اضافی تنخواہ دے دیں۔

وزیر خزانہ، ٹھیک ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، مہربانی۔

ملک آصف علی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ملک آصف صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ملک آصف علی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میری گزارش یہ ہے چونکہ معزز ممبران اپوزیشن موجود نہیں ہیں تو میں درخواست کروں گا کہ ہمارے سینئر وزراء صاحبان میں سے کوئی جائیں، آج اہم کارروائی کا دن بھی ہے، اگر وہ اس طریقے سے آ جائیں۔مہربانی۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں کل ہماری ایک ٹیم تھی، جس میں صاحبزادہ فضل کریم صاحب، عمران مسعود صاحب اور اس میں سلیم اقبال صاحب کو بھی شامل کر لیا جائے، پرانے منانے والوں میں یہ شامل ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ ان سے گزارش کریں کہ اب آ جائیں۔ ان کی کٹ موشنز بھی ہیں۔

ملک آصف علی: چونکہ آج کٹوتی کی تحریکیں بھی ہیں۔

جناب سپیکر: ویسے انھوں نے ایک دن کا ہی کہا تھا۔ شاید آج ویسے ہی لیٹ آ رہے ہوں۔

ملک آصف علی: نہیں۔ جناب والا! آج میں نے اخبار میں پڑھا ہے کہ شاید آج بھی وہ نہ آئیں۔

جناب سپیکر: تو صاحب زادہ صاحب! آپ پھر تکلیف کریں۔ ان کا پتا کروا لیں۔ عمران صاحب اور ملک سلیم اقبال صاحب بھی آپ کے ساتھ جا رہے ہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! صاحب زادہ فضل کریم صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ اگر آپ ارشد لودھی صاحب کو حکم فرما دیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ: مجھ سے سینئر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: لودھی صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ چکر لگا لیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اس دوران سیکرٹری صاحب رخصت کی درخواستیں پڑھیں گے۔

جناب محمد ثاقب خورشید

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد ثاقب خورشید ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

گزارش ہے کہ طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے 25 جون 1997ء کو حاضر نہ ہو سکا۔ براہ مہربانی ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

ملک نعیم الدین خالد

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ملک نعیم الدین خالد ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ 14 جون 1997ء کو بوجہ بیماری اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکا۔ براہ مہربانی ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

نشان زدہ سوال نمبر 344 کے بارے میں

مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر: جی بخاری صاحب۔

سید محمد عارف حسین بخاری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ سوال نمبر 344 پیش کردہ میاں عبدالستار ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: 31۔ جولائی تک یا اس سے بھی آگے۔

سید محمد عارف حسین بخاری: اجلاس آج ختم ہو گا۔ دس بارہ روز حلقوں میں رہیں گے۔

جناب سپیکر: کیوں جی اجازت ہے۔

(تحریک منظور ہوئی)

تحریک استحقاق

دربار شاہ برہان سے متعلق سوال نمبر 417 کے غلط جواب کی فراہمی

-----(جاری)

جناب سپیکر، اب تحریک استحقاق نمبر 9 مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے۔ وہ pending چلی آ رہی ہے۔ مولانا صاحب! آپ کی تحریک استحقاق ایک سوال کے بارے میں pending تھی کہ سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، تحریک استحقاق تو پڑھی گئی ہے اور وزیر اوقاف نے مہلت لی تھی۔

جناب سپیکر، آپ پڑھ چکے ہیں۔ pending ہوئی تھی۔ منسٹر صاحب کو جواب دینا ہے۔ مولانا صاحب! ابھی آپ تشریف رکھیں۔ جب میں کہوں گا تب کوئی بات آپ نے پوچھنی ہو تو پوچھ لیں۔ ابھی بیٹھ جائیں۔ جی' وزیر اوقاف۔

وزیر اوقاف، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے جو تحریک استحقاق جمع کروائی تھی میرے نقطہ نظر سے اس لحاظ سے درست تھی کہ محکمے کے بعض ذمہ دار افراد نے ہمیں misguide کیا اور ہم نے ہاؤس میں آ کر جو کچھ کہا۔ اس سے حقیقت کا کوئی تعلق نہ تھا۔ میں نے ازخود شیخ اللہ دتہ صاحب کو جو ڈائریکٹر اسٹیٹ اوقاف ہیں موقع پر چنیوٹ بھیجا اور انھوں نے ذاتی طور پر تحقیقات کیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ منیجر اوقاف نے غلط بیانی سے کام لیا تھا۔ اس غلط بیانی پر جو ہاؤس کا اور مولانا کا جو استحقاق مجروح ہوا تھا' میں نے اس پر منیجر اوقاف چنیوٹ کو معطل کر دیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ مولانا کو اس پر غور فرما لینا چاہیے کہ جو یہ کہتے تھے اس کے مطابق ہم نے کر دیا ہے۔ پانچ افراد اس پر ناجائز قابض تھے۔ ان کے خلاف بھی ان شاء اللہ تعالیٰ محکمانہ طور پر کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ منسٹر صاحب نے ان کے خلاف ایکشن لے لیا ہے جنھوں نے جواب غلط دیا تھا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، وزیر موصوف نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ جواب غلط دیا گیا تھا۔ اسی لیے انھوں نے فوری طور پر تحقیق کر کے اپنا عملہ بھیج کر منیجر کو معطل کیا اور معلوم ہوا ہے کہ جو چار

یا پانچ ناجائز قابضین تھے' جن کے اب انھوں نے نام دیے ہیں تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ غلط جواب دیا گیا اور ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اب یہ ایوان کی مرضی ہے کہ وہ ان کے سجدۂ سہو کو قبول کرے۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب! ایکشن تو ہوگیا' استحقاق کمیٹی کے پاس جاتی تو پھر بھی یہی ایکشن ہونا تھا جو انھوں نے پہلے ہی لے لیا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، یہ تو تسلیم ہو گیا ہے کہ جواب غلط تھا۔ اب انھوں نے جو سجدۂ سہو کر لیا اور اس کو معطل کر دیا اور آئندہ احتیاط کا وعدہ کیا ہے۔ اس پر میں press نہیں کرتا۔ لیکن یہ ایوان کا استحقاق ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ مولانا صاحب press نہیں کرتے' dispose of تصور کی جاتی ہے۔

ایک ہی تحریک استحقاق تھی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، ایک تحریک استحقاق اور ہے۔ وزیر قانون نے بھی غلط بیانی سے کام لیا ہے۔اس کے متعلق وہ تحریک استحقاق نہایت اہم ہے۔ میری استدعا ہے کہ اسے پیش کیا جائے۔

وزیر اوقاف، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر، ایک منٹ۔ وہ میں نے allow نہیں کی۔ اس میں کوئی ایسی بات ہاؤس میں لانے والی نہ تھی۔ جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر اوقاف، جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مولانا موصوف کو یہ علم ہونا چاہیے کہ جب کوئی سوال جاتا ہے تو محکمے کے ذمہ دار افراد اس کا جواب دیتے ہیں۔ جو جواب آتا ہے متعلقہ منسٹر اسی کے مطابق اس کا جواب دیتا ہے۔ تو انھیں کم از کم اس بات سے اجتناب کرنا چاہیے۔ حقائق کی درستی کے لیے عرض کروں کہ منسٹر غلط بیانی سے کام نہیں لیتا۔ جو وہ کہتے ہیں اس کے مطابق جواب دے دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ میں نے از خود ان کی پیش کردہ تحریک استحقاق کے مطابق ایکشن لیا۔ یہی گزارش کروں گا کہ انھوں نے جو لاءمنسٹر صاحب کے متعلق کہا ہے کہ انھوں نے غلط بیانی سے کام لیا' وہ ان کے شایان شان نہ تھا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' وہ بات ہو چکی۔

تحاریک التوائے کار

ایڈمنسٹریٹر، میونسپل کارپوریشن، گوجرانوالہ کے طرزعمل سے عوام میں شدید ردعمل

-----(بحث جاری)

جناب سپیکر، اب تحریک التواء لیتے ہیں۔ عثمان ابراہیم صاحب کی ایک تحریک التوائے کار نمبر 34 پینڈ نگ کروائی گئی تھی۔ راجا صاحب! اس کا کوئی جواب آیا ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! پینڈ نگ نہیں' انھوں نے یہ تحریک پڑھ دی تھی اور مجھے جواب دینا تھا۔

جناب سپیکر، جواب دینا ہے۔ اچھا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! جناب عثمان ابراہیم صاحب نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے اس کے مطابق انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ،

> میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ نے ٹھیکہ بھجہ برائے سال 97-1996، عرصہ ایک سال کے لیے بذریعہ تحریری معاہدہ مورخہ 5.8.96 شیخ ذوالفقار احمد کو دیا۔ شیخ ذوالفقار احمد ٹھیکے دار نے کارپوریشن کو ٹھیکے کی اقساط دینے کی بجائے دیوانی عدالت سے دسمبر 1996، میں حکم امتناعی عارضی حاصل کر لیا-----

جناب سپیکر! اس میں میری گزارش ہے کہ یہ بات درست ہے کہ یہ ٹھیکہ شیخ ذوالفقار احمد کو دیا گیا۔ لیکن یہ بات اس حد تک درست نہ ہے کہ ٹھیکیدار نے کارپوریشن کو اقساط نہیں دیں۔ بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ ٹھیکیدار نے محکمے کو پانچ اقساط جمع کروائی ہیں اور اس طرح اس نے 18 لاکھ 90 ہزار روپیہ میونسپل کارپوریشن کے اکاؤنٹ میں جمع کروایا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسی رقم کے سلسلے میں انکم ٹیکس کی 96 ہزار روپے کی رقم اس نے علیحدہ کارپوریشن کو جمع کروائی ہے۔ اس کے بعد ممبر مذکور نے یہ کہا ہے کہ جو دعویٰ ٹھیکیدار ایڈمنسٹریٹر کارپوریشن کے خلاف کیا تھا "ایڈمنسٹریٹر کارپوریشن شیخ عبدالستار نے دیوانی عدالت کے اس حکم امتناعی عارضی کے خلاف کوئی اپیل دائر نہ کی۔" جناب سپیکر! یہ بالکل درست ہے کہ کوئی اپیل دائر نہیں کی گئی۔ لیکن اس میں محکمے کی کوئی بدنیتی شامل نہ تھی' بلکہ مسئلہ یہ تھا کہ وہ ایک عارضی حکم امتناعی تھا' interim order تھا اور interim order کے تحت کارپوریشن کو اس میں پارٹی بنایا گیا۔ کارپوریشن پارٹی بنی اور اس کے بعد چونکہ سٹے آرڈر

کنفرم نہیں ہوا تھا' اس لیے محکمے نے اس کے خلاف اپیل دائر نہیں کی۔ لیکن اسی اثناء میں' انھوں نے یہ فرمایا ہے' کہ ٹھیکے دار کے ساتھ کارپوریشن نے ایک اور معاہدہ کر لیا جو کہ عدالت میں معاملہ زیر التواء ہونے کے باوجود۔ میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا بلکہ ٹھیکے دار نے میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ کو ایک undertaking دی تھی اور وہ undertaking یہ تھی کہ اس نے تقریباً پچاس لاکھ روپے کے چالان کارپوریشن میں جمع کروائے اور کہا کہ ان چالانوں کی جو رقم آئے گی وہ آپ وصول کر کے اور جو رقم اس کے ذمے بقایا تھی اس میں اس کو ضم کر لیا جائے۔ جناب سپیکر! اب اس میں صورت حال یہ ہے کہ 17.6.96 کو stay vacate ہو چکا ہے۔ دعویٰ ختم ہو چکا ہے۔ لیکن اس فیصلے کے خلاف ٹھیکے دار پھر اپیل میں چلا گیا ہے اور ایڈیشنل سیشن جج گوجرانوالہ کی عدالت میں اب آئندہ تاریخ پیشی 6.7.97 ہے۔ اس لیے میری جناب سے استدعا ہوگی کہ اگر ممبر مذکور یہ چاہتے ہیں کہ اس سلسلے میں' میں ان کی مزید تسلی کرواؤں تو آج بھی صبح ایڈمنسٹریٹر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ کو میں نے بلوایا ہوا تھا۔ میں نے اس سے یہ سارے حقائق معلوم کیے ہیں اور میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیے ہیں۔ لیکن اگر ممبر مذکور چاہتے ہیں تو ان کی اس سلسلے میں تسلی کروائی جا سکتی ہے اور مجھے اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ میرا فرض یہ بنتا ہے کہ ممبر مذکور جس طرح جی چاہیں' میں ان کی تسلی کروانے کے لیے تیار ہوں اور میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر محکمے کے ساتھ میٹنگ کے بعد' حقائق سامنے آنے کے بعد ان کا جو بھی اعتراض ہوگا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس اعتراض کو دور کیا جائے اور اگر کسی بھی محکمے کے فرد یا افسر نے کوئی بھی غیر قانونی کارروائی کی ہوگی تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ممبر مذکور کی اس کے باوجود تسلی نہ ہو تو جیسے جناب حکم فرمائیں گے' یا ممبر مذکور چاہیں گے ان کی تسلی کرائی جائے گی۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جی' عثمان ابراہیم صاحب۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! میں جناب لاءمنسٹر کا شکرگزار ہوں کہ انھوں نے بڑی فراخ دلی کے ساتھ اپنی طرف سے یقین دہانی کروائی ہے۔ لیکن آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ انھیں جو جواب آیا ہے' وہ سراسر حقیقت کے برعکس ہے۔ جناب سپیکر! یہ کہنا کہ عارضی سٹے کے لیے اپیل نہیں کی جاتی' تو آپ ایڈووکیٹ جنرل سے مشورہ لے لیں' کسی سے

مشورہ لے لیں کہ ایک ایسا سٹے جس سے کارپوریشن کی آمدنی متاثر ہوتی ہو' اس کے خلاف اپیل اس لیے نہ کرنا کہ وہ عارضی سٹے ہے اور عارضی سٹے چھ ماہ چلتا رہے اور یہ سمجھتے رہیں کہ وہ عارضی سٹے ہے ہم نے اپیل نہیں کی! دوسرے جناب سپیکر! انھوں نے بھی غلط بیانی کی ہے کہ ٹھیکے دار نے اٹھارہ لاکھ روپے کی اقساط جمع کروائی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نو لاکھ روپیہ ٹھیکے دار نے deposit دیا تھا۔ اور اس کے بعد یہ کہا تھا کہ وہ ہر مہینے تقریباً چار لاکھ روپیہ اقساط کی شکل میں جمع کروائے گا۔ تو ہو سکتا ہے تین اقساط انھوں نے جمع کروائی ہوں' نو لاکھ کو جمع کر کے انھوں نے اٹھارہ لاکھ کی رقم بنا لی ہے۔ جناب سپیکر! یہ بھی ان کی بالکل غلط بیانی ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ 27۔ فروری کو کوئی تحریری معاہدہ نہیں ہوا۔ تو میں وہ معاہدہ آپ کی خدمت میں جناب لاءمنسٹر کے لیے آپ کے توسط سے پیش کر سکتا ہوں۔ باقاعدہ تحریری معاہدہ ہوا ہے اور جناب سپیکر! یہ جو چھجہ ٹیکس لگایا گیا تھا' پورے پنجاب میں صرف گوجرانوالہ کارپوریشن میں یہ چھجہ ٹیکس لگایا گیا ہے۔ اس کی کوئی آئینی حیثیت نہیں۔ لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے ایڈمنسٹریٹر کو باقاعدہ چٹھی لکھی ہے کہ چھجہ ٹیکس قانون کے مطابق نہیں اور اسے فی الفور ختم کیا جائے۔ اور جناب سپیکر! جو 1996ء میں لوکل باڈیز ایکٹ پاس ہوا ہے اس کے سیکنڈ شیڈول میں چھجہ ٹیکس کا ذکر تک نہیں۔ ایک غیر قانونی ٹیکس لگایا گیا' غیر قانونی معاہدے کیے گئے اور اس کے دوران دوبارہ غیرقانونی معاہدہ صرف اس وجہ سے کیا گیا کہ ٹھیکے دار عوام سے روپیہ وصول کرتا رہے اور کارپوریشن کو قسطیں نہ دی جائیں۔ جناب سپیکر! اس کے بعد ہوا یہ کہ کچھ حقائق چھپائے بھی گئے ہیں۔ جب ایڈمنسٹریٹر کو پتا چلا کہ اب یہ مسئلہ آنے والا ہے' عوام کے علم میں آ گیا ہے ہو سکتا ہے اسمبلی میں آئے تو انھوں نے اسی عدالت میں ایک درخواست دی اور عدالت کو کہا کہ وہ جو Arbitration Clause ہے' جس کے تحت میں نے اپنی تحریک التواء میں لکھا ہے کہ وہ دعویٰ نہ کر سکتا تھا' تو انھوں نے کہا کہ Section 34, Arbitration Act کے تحت' کلاز۔9 کے تحت ٹھیکے دار کو دعویٰ نہیں کرنا چاہیے تھا' اسے کمشنر کے پاس جانا چاہیے تھا' لہٰذا' جناب سپیکر! ذرا غور کریں جو استدعا کی ہے ایڈمنسٹریٹر نے' اس نے کہا ہے کہ لہٰذا آپ اس مقدمے کی کارروائی روک دیں۔ جناب سپیکر! یہ غور طلب بات ہے کہ اس نے یہ نہیں کہا کہ یہ سٹے خارج کریں۔ اس نے کہا کہ اس مقدمے کی کارروائی روک دیں۔ لیکن جب عوام کو پتا چلا تو ایک نمبر مرچنٹس ایسوسی ایشن ہے' اس کے صدر نے فریق مقدمہ بننے کے لیے باقاعدہ درخواست دی

اور اس نے یہ استدعا کی عدالت سے کہ اس دعوے کو خارج کیا جائے' اور صدر' ممبر مرچنٹس ایسوسی ایشن کی درخواست پر عدالت نے یہ دعویٰ خارج کیا ہے۔ ایڈمنسٹریٹر کی درخواست پر دعویٰ خارج نہیں ہوا' ایڈمنسٹریٹر نے تو کہا تھا کہ اس پہ کارروائی آپ پینڈنگ کردیں۔ لیکن اب وہ غیر قانونی معاہدہ جس کی جناب لاءمنسٹر کو اطلاع دی گئی ہے کہ کوئی نہیں ہوا تھا اس معاہدے کو بنیاد بنا کر انھوں نے کارپوریشن کو نوٹس دیا ہے کہ ہم نے اپریل 1997ء تک پینسٹھ پینسٹھ لاکھ کے نوٹس عوام کو بھیجے ہیں جن کی انھوں نے ادائیگی نہیں کی۔ اب آپ اس معاہدے کے تحت اپنی رقم منہا کر کے بقایا 45 لاکھ روپیہ انھوں نے کارپوریشن سے الٹا ڈیمانڈ کیا ہے اور اس دو ماہ کے لیے وہ 25 لاکھ کے نوٹس اور بھیج رہے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں کارپوریشن کو لینے کی بجائے دینے پڑ رہے ہیں۔ پھر یہ جو نوٹس آ رہے ہیں یہ شیڈول کے مطابق نہیں ہے۔ شیڈول کے مطابق تو جو maximum slab ہے اس کے مطابق انھوں نے صرف فرضی نوٹس تیار کیے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ وہ غلط ہوں اور مجسٹریٹ ان کو خارج بھی کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود انھوں نے کارپوریشن کو اپنا کلیم دائر کیا ہے۔ تو میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس ہاؤس کی کمیٹی بنائیں' کیونکہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اس میں مالیاتی بدعنوانی شامل ہے۔ وہ کمیٹی پوری طرح اس کی تحقیق کرے کہ جب پورے پنجاب میں چنگی ٹیکس نہیں' قانون کے مطابق جواز نہیں کہ چنگی ٹیکس لگایا جائے تو گوجرانوالہ میں کیوں چنگی ٹیکس لگوایا گیا؛ اور اس کو کیوں موقع فراہم کیا گیا کہ وہ عدالت سے stay حاصل کرے؟

جناب سپیکر، عثمان ابراہیم صاحب اس میں ابھی جس طرح لاءمنسٹر صاحب نے پوزیشن کی وضاحت کی ہے۔ انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ ان کے پاس آ جائیں اور یہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر اس مسئلے کو sort out کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں ایک سیکنڈ کے لیے عرض کرنا چاہوں گا کہ میں نے بڑے واضح طور پر کہا تھا کہ اگر ممبر مذکور کی تسلی نہیں ہوئی تو میں ان کو بٹھا کر ان کی تسلی کروانا چاہتا ہوں اور اگر اس کو pending بھی کر لیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اس کو اس وقت تک pending رکھا جائے جب تک ان کی تسلی نہیں ہو جاتی۔ میں ان کی تسلی کروانا چاہتا ہوں۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ معزز ممبر نے بار بار یہ الفاظ دہرائے ہیں کہ میں نے غلط بیانی سے کام لیا ہے' حالانکہ میں نے جو بات بھی کی ہے ریکارڈ کے مطابق کی ہے اور یہ جس معاہدے کی بات

حل رہے ہیں اس کی بھی حل میرے پاس موجود ہے۔ اس لیے مجھے صرف اس بات پر اعتراض ہے کہ بار بار یہ کہنا کہ میں نے غلط بیانی کی ہے' یہ درست نہیں۔ میں پھر بھی اس تمام صورت حال کے باوجود ان کی تسلی کروانا چاہتا ہوں۔ پھر آپ جو فیصلہ فرمائیں گے وہ مجھے قبول ہو گا۔

جناب سپیکر، راجا صاحب' آپ ذرا خود اس کا جائزہ لیں اور انکوائری کروائیں۔ اس کو پھر pending کر لیا جائے؟

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے یہ کہا ہے کہ، " ڈیپارٹمنٹ نے غلط بیانی کی ہے"۔ میرا مطلب یہ نہیں تھا کہ لاءمنسٹر نے غلط بیانی کی ہے۔ ڈیپارٹمنٹ نے ان کو غلط انفرمیشن دی ہے' جو انھوں نے ہمیں بعد میں مہیا کی ہے۔ تو ٹھیک ہے آپ اسے pending کر لیں اور اس کے بعد ہم انکوائری کر لیں گے۔

جناب سپیکر، کیوں' راجا صاحب' ٹھیک ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک التوائے کار pending ہوئی۔ آگے ایس۔ اے۔ حمید صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 35 ہے۔ ایس۔ اے۔ حمید صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ تو یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، جناب سپیکر! آپ کی بات ٹھیک ہے۔ لیکن میں جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سپیکر، آپ جواب دینے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن یہاں پر ایس۔ اے۔ حمید صاحب ہی موجود نہیں ہیں۔ آپ تیاری رکھیں' وہ اگلے اجلاس میں دوبارہ دے دیں گے۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! پھر pending کر دیں۔

جناب سپیکر، نہیں' یہ تو ویسے بھی اگلے اجلاس تک dipose of ہو گی۔ چلیں اس کو dispose of کرتے ہیں۔

وزیر صحت، لیکن میں اس ضمن میں صرف ایک فقرے میں بات جتانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، اب اس کا کوئی فائدہ ہی نہیں --- جی خاکوانی صاحب۔

وزیرصحت ، جناب سپیکر! میں صرف ایک فقرے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وفاقی معاملہ ہے جو انھوں نے اٹھایا ہے۔ ادویات کی قیمتیں وفاقی حکومت fix کرتی ہے۔

جناب سپیکر، لیکن ابھی اس کو ہم take up ہی نہیں کر رہے۔

وزیرصحت ، بس، ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر، جی، ملک سلیم اقبال صاحب۔

ملک سلیم اقبال، جناب سپیکر! آپ کے حکم کے تحت ہم نے اپوزیشن سے رابطہ کیا ہے۔ اس وقت چھ میں سے صرف تین ممبران موجود ہیں اور ہماری اس گزارش کے بعد اب وہ فون کر رہے ہیں تاکہ وہ یہاں مکمل موجود ہوں۔ اس کے بعد ان کے ساتھ بات چیت کی جائے گی۔ تو چند منٹوں کے بعد ان شاء اللہ وہ بھی آ جائیں گے۔ اس کے بعد بات کر کے آپ کو بتا دیا جائے گا۔ ابھی تک وہ یہاں مکمل موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، مولانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! آج بجٹ اجلاس کا آخری دن ہے اور شاید اس کے بعد پتا نہیں اجلاس کب ہوگا۔ میری تحریک استحقاق جو بڑی اہم ہے۔ وزیر قانون صاحب نے شراب کے متعلق جو غلط معلومات دی ہیں میری استدعا ہے کہ اس تحریک کو آج ہی لیا جائے۔

جناب سپیکر، میں اس کے بارے میں بتا چکا ہوں کہ وہ اس سیشن میں نہیں آ رہی۔

عدالتوں کو مالی طور پر خود مختار کرنا

جناب سپیکر، آگے میاں عبدالستار صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 36 ہے۔ اب ہم اس کو لیتے ہیں۔ جی، میاں عبدالستار صاحب!

میاں عبدالستار (پی پی-234)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی

کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ ہذا کی مختلف عدالتوں میں ہزاروں مقدمات عرصۂ دراز سے زیر التواء ہیں۔ جہاں پہلے سول جج صاحبان پر دیوانی مقدمات کا بوجھ تھا وہاں پر دگنا بوجھ فوج داری مقدمات کا مزید ان پر ڈال دیا گیا ہے۔ یہ ایک عیاں حقیقت ہے کہ دیوانی عدالتیں سرکاری خزانے کے لیے آمدنی کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ اس مسئلے کا فوری حل عدالتوں کو مالی طور پر خودمختار کرنا اور سول جج صاحبان کو صرف اور صرف تصفیۂ طلب مقدمات سے منسلک کرنا ہے تاکہ وہ دل جمعی کے ساتھ عدل و انصاف کے مقدس فریضے کو انجام دینے میں منہمک اور مصروف رہیں۔ ان تمام حالات کی وجہ سے صوبے کے عوام سخت اضطراب میں ہیں۔ چونکہ مسئلہ اہمیت عامہ کا ہے' اس لیے اس پر غور کرنے کے لیے اسمبلی کی کارروائی معطل کر کے بحث کی جائے۔

جناب سپیکر: جی' لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، شکریہ جناب سپیکر۔ میاں عبدالستار صاحب کی تحریک التوائے کار عدلیہ سے انتظامیہ کی علیحدگی اس طرح ہے کہ عدلیہ کے دیرینہ مطالبات یہ تھے کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کیا جائے تاکہ ملک میں عوام کو انصاف مہیا ہو اور تاخیری حربے سے نجات ملے۔ چنانچہ اس ضمن میں پاکستان کی عدالت عظمیٰ نے ایک تاریخی فیصلہ مورخہ 29۔ جنوری 1996ء کو صادر فرمایا کہ جو عدلیہ کی انتظامیہ سے علیحدگی پر محیط ہے اور اس امر کی بھی وضاحت فرمائی کہ فیصلے کو 23۔مارچ 1996ء کو بہر صورت عملی جامہ پہنایا جائے اورکیس کی اہمیت کے پیش نظر صدر پاکستان نے ایک تفصیلی آرڈیننس مورخہ 20۔مارچ 1996ء کو جاری فرمایا جس کا اطلاق چاروں صوبوں پر یکساں ہوتا ہے۔ حکومت پنجاب نے بھی صدر پاکستان کے آرڈیننس کی روشنی میں نوٹیفکیشن ہائے تفصیلی جاری کیے۔ اس طرح عدلیہ سے انتظامیہ کا رشتہ مکمل طور پرمنقطع ہو گیا ہے اور انتظامیہ کے مجسٹریٹوں سے عدلیہ کےمتعلق فائلیں' مقدمات متعلقین کو بھیج دیے گئے ہیں۔ چونکہ یہ اقدام دستور پاکستان اور عدالت عظمیٰ کے فیصلے کی روشنی میں کیا گیا ہے' لہٰذا صوبائی حکومت کا اس میں کوئی اختیار نہ ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ محرک نے یہ کہا ہے کہ ہمارے سول جج صاحبان پر کام کا بوجھ ہے' اس لیے انھیں صرف دیوانی مقدمات کی حد تک رہنے دیا جائے اور ان کو دفعہ۔30 کےتحت' یا جوڈیشل مجسٹریٹ کے جو اختیارات ان کو دیے گئے ہیں وہ نہ دیے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک اس حقیقت کا تعلق ہے کہ مجسٹریٹ صاحبان اور سول جج صاحبان کے پاس

کام کا بوجھ ہے' ان کے پاس کیسز زیادہ ہیں اور اس کے نتیجے میں یہ بات ضرور رونما ہو رہی ہے کہ مقدمات کے فیصلوں میں تھوڑی تاخیر ہو جاتی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ حکومت اپنے وسائل کے مطابق نئے جج صاحبان بھی بھرتی کر رہی ہے' نئے جوڈیشل مجسٹریٹ بھی آ رہے ہیں اور ابھی تین چار دن پہلے کی بات ہے کہ چیف جسٹس پنجاب کا یہ بیان تھا کہ وہ ایک پیکج دے رہے ہیں جس کے مطابق عدالتیں مقدمات کا فیصلہ جلد کریں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ عدلیہ کو بھی اس بات کا احساس ہے کہ مقدمات کے فیصلے جلد ہونے چاہییں۔ حکومت کو بھی اس بات کا احساس ہے کہ مقدمات کے فیصلے جلد ہونے چاہییں۔ لیکن اس وقت اس بحث میں پڑنا کہ عدلیہ اور انتظامیہ کیوں الگ کی گئی اور اس بات کا تعین ہاؤس میں کرنا یا ہاؤس میں اس بات پر بحث کرنا کہ جج صاحبان کو کون سے مقدمات بھیجے جائیں' میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہوگا۔ اس لیے محرک کو میں اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ حکومت اپنے طور پر اس سلسلے میں کارروائی کر رہی ہے اور جو بھی ضروری اقدامات ہمیں اٹھانے پڑے' خواہ اس کے لیے ہمیں نئی عدالتیں قائم کرنی پڑیں' نئے جج صاحبان بھرتی کرنے پڑیں اور ججوں کی تعداد میں اضافہ کرنا پڑے۔ وہ ضروری اقدامات کیے جائیں گے تاکہ مقدمات کا فیصلہ جلد از جلد ہو۔ لیکن یہاں پر میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ اس وقت اس بحث میں نہیں پڑا جا سکتا کہ جج صاحبان کے پاس کون سے مقدمات بھیجے جائیں' اس لیے میں محرک کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ اپنی تحریک کو پریس نہ کریں اور ان کی جو شکایات ہیں یا خدشات ہیں ان کے ازالے کے لیے حکومت اقدامات کرے گی۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

میاں عبدالستار، جناب والا! وزیر قانون صاحب کہہ رہے ہیں میں ان کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں ۔ مگر میری گزارش یہ ہے کہ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ دیوانی مقدمات کو فوج داری مقدمات سے الگ کر دیا جائے۔ یہ تو ناممکن ہے۔ یہ تو صوبائی معاملہ ہے ہی نہیں۔ جناب مسئلہ صرف اتنا ہے کہ اس وقت تیرہ' تیرہ سو اور چودہ' چودہ سو مقدمات ایک ایک سول جج کے پاس پڑے ہیں ۔ جو لوگ جیل سے جاتے ہیں پہلے فوج داری مقدمات کا بوجھ ہوتا ہے کہ ان کو واپس جیل بھیجنا ہوتا ہے اور سول مقدمات ویسے کے ویسے پڑے رہتے ہیں اور چھ چھ مہینے کی پیشیاں پڑ رہی ہیں۔ جو اس وقت پوزیشن

ہے اس کے مطابق ججوں کی تعداد بڑھانا حکومت کا کام ہے۔ ہائی کورٹ کو اس وقت مالی خود مختاری مل چکی ہے' مگر ججوں کی تعداد بڑھانا' یہ حکومت پنجاب کرتی ہے۔ میری صرف اتنی submission ہے' حکومت سے میری صرف اتنی گزارش ہے کہ وہ ایک تعداد مقرر کر دیں کہ اتنی تعداد پر ایک سول جج ہوگا اور ہائی کورٹ کو یہ خود مختاری دے دیں' کیونکہ ہم نعرے مارتے آئے ہیں کہ جی' عدالتوں میں قتل کا جلد فیصلہ ہو جائے گا' ہم دو دن میں سزا دلائیں گے۔ جناب والا! یہ تاخیر صرف اس لیے ہو رہی ہے کہ مقدمات کا بہت زیادہ بوجھ ہے اور کسی مقدمے کا تصفیہ ہی نہیں ہو سکتا۔ تو میری صرف یہ گزارش ہے کہ یا ان کو آزادی دے دیں کہ وہ خود جتنی سیٹیں چاہیں بڑھا دیں۔

جناب سپیکر، ویسے عبدالستار صاحب! آپ کی یہ تحریک التوائے کار ویسے بھی نہیں بنتی۔ اس میں "recent occurrence" والا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ کے لیے بہتر تھا کہ آپ اس کو قرارداد کی شکل میں لاتے۔ یہ تو آپ کی تجویز ہے' یہ کوئی تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔ اور یہ رولز کے تحت بھی نہیں بنتی۔

میاں عبدالستار، جناب والا! میں تو اسے پریس بھی نہیں کر رہا۔ میں تو اس ایوان کی وساطت سے گورنمنٹ کے نوٹس میں ایک بات لانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میں اس کو پریس نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر، قاعدہ 83 (بی) اور (سی) کے تحت یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔

میاں عبدالستار، جناب' میں اس کو پریس نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔ اسے dispose of تصور کیا جاتا ہے۔

ترقیاتی فنڈز کی منصفانہ تقسیم

جناب سپیکر، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 37 میاں عبدالستار صاحب کی ہے۔ جی' میاں صاحب!

میاں عبدالستار ، بسم اللہ الرحمن الرحیم - جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب کے ترقیاتی فنڈ کی تقسیم کی ترجیحات مختلف علاقوں کے لیے مختلف ہیں جس میں پنجاب کے کم ترقیاتی علاقوں خصوصاً جنوبی

پنجاب میں اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ ترقیاتی فنڈز کی منصفانہ تقسیم کے لیے متعلقہ ضلع کی آبادی کو معیار بنایا جائے' کیونکہ صوبہ پنجاب کو بھی مرکز سے اس فارمولے کے مطابق فنڈز حاصل ہوتے ہیں۔ اس لیے ایوان کی کارروائی معطل کر کے اہمیت عامہ اس اہم مسئلے پر فوراً بحث کی جائے۔

جناب سپیکر، جی' سردار صاحب!

وزیر خزانہ ، جناب سپیکر! شکریہ۔ فاضل رکن کی یہ تحریک اسمبلی کے ضابطۂ کار نمبر 83 (سی) کے تحت ضروری ہے کہ تحریک کا تعلق کسی "حال ہی میں وقوع پذیر" واقعے سے ہو۔ موجودہ تحریک عمومی نوعیت کی ہے جس میں یہ واضح نہیں کیا گیا کہ فنڈز کی تقسیم کا تعلق کس سال کے ترقیاتی پروگرام سے ہے۔ جناب والا! میں اسی نکتے پر یہ تحریک in order نہیں۔ اس کے علاوہ بھی میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اسمبلی کے ضابطۂ کار نمبر 83 (بی) کے تحت ضروری ہے کہ تحریک کا تعلق کسی ایسے مسئلے سے نہ ہو جس کے حل کے لیے قانون سازی ضروری ہو۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مرکزی سطح پر صوبوں میں رقوم کی تقسیم آبادی کی بنیاد پر کی جاتی ہے جس کی باقاعدہ قانونی حیثیت ہے' جب کہ صوبائی سطح پر ترقیاتی پروگرام علاقائی بنیادوں پر تشکیل نہیں دیے جاتے' بلکہ پانچ سالہ منصوبے کے اہداف اور وسائل کی فراہمی کے مطابق شعبہ وار بنائے جاتے ہیں۔ جناب والا! اگر اس میں کوئی ترمیم یا تبدیلی کرنی ہوگی تو اس میں قانون سازی کرنی ہوگی۔ قانون سازی کے بغیر اس میں کوئی تبدیلی نہیں لائی جا سکتی۔

جناب سپیکر، ویسے بھی قاعدہ۔ 83 (سی) ہے،

It shall be restricted to a matter of recent occurrence.

وزیر خزانہ ، جی' یہ تو میں نے پہلے ہی عرض کر دیا ہے۔

جناب سپیکر، اور جو 83 (بی) ہے' وہ ہے،

It shall relate substantially to one definite issue.

تو اسے قرارداد کی شکل میں آنا چاہیے تھا۔

وزیر خزانہ ، شکریہ۔

جناب سپیکر، جی میاں صاحب! آپ اسے پریس نہیں کرتے؟

میاں عبدالستار ، جی ہاں۔

جناب سپیکر ، یہ dispose of تصور ہوگی۔ اس کے بعد اب جناب محمد محسن شاہ کی تحریک التوائے کار ہے۔ جی محسن شاہ صاحب۔

جناب محمد محسن شاہ، شکریہ جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

(اس مرحلے پر فاضل اراکین حزب اختلاف ایوان میں تشریف لائے)

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! ہم نے تمام ہاؤس کی طرف سے اپنے دوستوں کو گزارش کی ہے۔ انھوں نے بڑی کمال مہربانی سے اس کو قبول کیا ہے۔ انھوں نے کل کا گلہ ضرور کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اصولی طور پر یہ ہونا چاہیے تھا کہ جب آپ کی ٹیم ان کو منانے کے لیے گئی تھی جتنی دیر وہ نہ آ جاتی اس وقت تک یہ کارروائی نہیں ہونی چاہیے تھی۔ لیکن ہم نے ان سے معذرت کی ہے۔ انھوں نے اسے قبول کیا ہے۔ اب وہ آگئے ہیں اور ہم ان کو welcome کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، لودھی صاحب! بہت مہربانی۔ ہم اپنے اپوزیشن ممبران کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ وہ واپس ہاؤس میں تشریف لائے ہیں۔ ہم انھیں welcome کہتے ہیں۔ بہت شکریہ۔ جی، شاہ صاحب!

دریائے جہلم کے کٹاؤ سے ضلع سرگودھا کی زرعی زمین کی دریا بردگی

جناب محمد محسن شاہ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ موضع چک راداس تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے نزدیک دریائے جہلم کا پانی زرعی زمین کا بڑی تیزی سے کٹاؤ کر رہا ہے جس سے موضع چک راداس کا وسیع رقبہ دریا برد ہو رہا ہے۔ اس سے غریب کاشت کاروں میں بڑی بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا ایوان کی کارروائی روک کر اس اہمیت عامہ رکھنے والے مسئلے کو فوراً زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! شاہ صاحب کی تحریک التوائے کار کے ضمن میں عرض ہے کہ چک راداس تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کا زرعی رقبہ دریائے جہلم کے پانی کے کٹاؤ کی زد میں ہے۔ تقریباً پانچ مربع کی چوڑائی میں دریا کا کٹاؤ موقع پر چل رہا ہے اور اس وقت راداس دریا سے تقریباً دو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ آبادی کو سر دست دریا کے بہاؤ سے کوئی فوری خطرہ نہیں، تاہم دریا کے بہاؤ کو

مدنظر رکھتے ہوئے مون سون 1997ء کے بعد تکنیکی جائزہ سے کر مناسب اقدامات کیے جائیں گے اور میں اس سلسلے میں معزز ممبر کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ متعلقہ محکمے کو یہ ہدایت جاری کر دی گئی ہے کہ وہ اس سلسلے میں فوری اقدامات کریں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر محکمہ اس سلسلے میں فوری اقدامات کرے اور اس سلسلے میں وہ فنڈز وغیرہ مختص کر دے تو ممبر مذکور کو اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہو گا اور میں گزارش کروں گا کہ وہ اس کے بعد پریس نہ فرمائیں۔

جناب سپیکر، جی شاہ صاحب!

جناب محمد محسن شاہ، جناب والا! اس وقت آبادی کو تو کوئی خطرہ نہیں ہے، لیکن جو قیمتی زمین ضائع ہو رہی ہے اس بارے میں میرا خیال ہے کہ اگر محکمے والے وہاں پر پتھر ڈلوا دیں تو بہتر ہو سکتا ہے۔ جیسا منسٹر صاحب نے کہا ہے، اگر اس بارے میں کوئی ایکشن ہو جائے تو بالکل ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب! آپ اسے نوٹ فرمالیں۔ اب آپ اسے پریس نہیں کرتے؟

جناب محمد محسن شاہ، جی نہیں۔

جناب سپیکر، یہ dispose of تصور ہوئی۔

غروب آفتاب کے بعد پوسٹ مارٹم نہ ہونا

جناب سپیکر، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 39 راجہ محمد خالد خان صاحب کی ہے۔ جی راجہ صاحب!

راجہ محمد خالد خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ 13.4.97 کو موضع ڈھمیک میں کنیز بیگم کو قتل کر دیا گیا ۔ ایف آئی آر درج ہونے کے بعد نعش بغرض پوسٹ مارٹم پولیس کی نگرانی میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بھجوائی گئی۔ فرسودہ قانون بعد از غروب آفتاب نعش کو مردہ کوٹھی میں رکھ کر اگلی صبح طلوع آفتاب کا انتظار کرنا پڑا۔ اگلی صبح پوسٹ مارٹم کیا گیا۔ ڈاکٹر، نرسز بوقت پوسٹ مارٹم موجود تھیں۔ تقریباً 2 گھنٹے کے بعد ڈاکٹر اور تمام نرسیں چلی گئیں اور جب ہم نے نعش کے بارے پوچھا تو کہنے لگے نعش غسل کے بعد ملے گی۔ انتظار کیا گیا۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ نعش کو غسل دو مرد حضرات نے دیا جو عملہ صفائی سے متعلق تھے۔ پوچھنے پر انھوں نے کہا کہ کیا حرج ہے۔

جناب والا! میری استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی معطل کر کے اہمیت عامہ کے اس مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

وزیر خزانہ ،جناب سپیکر! فاضل رکن نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے اس کے دو حصے ہیں۔ بمطابق پولیس ریکارڈ مقدمہ نمبر 69 مورخہ 13-4-97 زیر دفعہ 302 ت پ تھانہ سوہاوہ ضلع جہلم بر بیان محمد ایوب ولد فتح محمد بوقت 3-00 بجے دن درج ہوا' اورمتوفیہ کنیز بیگم زوجہ محمد ایوب دختر منا خان سکنہ ڈمیک کی نعش بعد از ضروری کارروائی بدست ضمیر احمدکنسٹیبل نمبر 373 ' تنویر احمد کنسٹیبل نمبر 230 تھانہ سوہاوہ بغرض پوسٹ مارٹم اسی روز شام کو سول ہسپتال جہلم بھجوا دی گئی جو سورج غروب ہو جانے کی وجہ سے بمطابق قواعد و ضوابط محکمہ صحت رات کو پوسٹ مارٹم نہ کیا گیا' جب کہ دوسرے دن مورخہ 14-4-97 کو صبح ساڑھے دس بجے لیڈی ڈاکٹر ثمینہ اصغر نے پوسٹ مارٹم کیا۔

اب دوسرا حصہ ہے جس پر فاضل رکن نے تحریک پیش کی ہے۔ ایک تو وہ فرسودہ قانون جس کا ہم خود تسلیم کرتے ہیں کہ سورج غروب ہو جانے کے بعد پوسٹ مارٹم نہیں کیا جاتا۔ تب تو وجہ یہ تھی کہ اندھیرے میں dead body کے جو حالات دریافت کرنا چاہتے ہوں وہ نہ ہو سکتے ہوں۔

جناب سپیکر ، اس قانون میں تبدیلی ضرور ہونی چاہیے۔ لاءمنسٹر صاحب بھی یہاں موجود ہیں۔

وزیر خزانہ ، جناب والا! اس پر بات ہو چکی ہے۔ اس میں تبدیلی لا رہے ہیں۔ اب تو بجلی کا زمانہ ہے اور اب وہ وقت ورثاء کے لیے نہیں ہونی چاہیے۔ فاضل رکن نے معاملہ یہاں پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ پوسٹ مارٹم کے وقت مرد ڈاکٹر یا نرسیں موجود تھیں یا نعش کو غسل دو مرد حضرات نے دیا جو عملہ صفائی سے متعلق تھے۔ ان حقائق کے متعلق محکمہ صحت پنجاب یا میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سول ہسپتال جہلم سے وضاحت کر سکتے ہیں۔ ان سے ہم نے رپورٹ طلب کی ہے لیکن چونکہ وزیر صحت اس وقت یہاں موجود ہیں اگر آپ کی اجازت ہو تو اس اعتراض کا جواب وزیر صحت دے دیں۔

جناب سپیکر ، جی ' وزیر صحت!

پیر سید محمد بنیامین رضوی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں بھی اس سلسلے میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے صوبے میں خواتین کے قتل کے بعد عام طور پر ان کا پوسٹ مارٹم مرد ڈاکٹر حضرات کرتے ہیں۔ میں یہ آپ سے گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ آپ محکمہ صحت کو یہ ہدایت کریں کہ اسلام ہمارا مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر میں اپنے ضلع منڈی بہاؤالدین کی بات

کروں تو ڈسٹرکٹ منڈی بہاؤالدین میں بھی ' گجرات میں بھی کوئی لیڈی ڈاکٹر نہیں ہے۔ وہ بھی بعض دفعہ گوجرانوالہ لے جانا پڑتا ہے اور وہاں سے پوسٹ مارٹم ہوتا ہے۔ محکمہ صحت کو چاہیے کہ ہر ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر اس کا انتظام ہونا چاہیے۔ اور اس کے ساتھ خاتون کا پوسٹ مارٹم جب ہو رہا ہو تو عورتوں کا عملہ ہی ڈیوٹی پر ہونا چاہیے۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، میرا خیال ہے کہ اب وزیر صحت کو جواب دینے دیں۔ اب اس پر بات ہو گئی ہے۔

جناب ایس اے حمید ، نہیں' جناب سپیکر! ابھی اس میں ایک ایسا ایشو رہتا ہے۔ جیسے سردار صاحب نے کہا کہ پرانے قوانین کے تحت غروب آفتاب کے بعد یہ formality ہوسکتی ہے۔ اس کے بارے میں پہلے بھی بات ہوئی تھی۔ اب sodium light کی موجودگی میں یہ formality مکمل ہو سکتی ہے۔ لیکن دکھ کی بات یہ ہے کہ پنجاب کے تمام ہسپتالوں میں مردہ خانوں میں سوڈیم لائیٹ موجود نہیں ہے۔ ڈائریکٹو یہ دیا جائے کہ جتنے بھی مردہ خانے ہیں وہاں پر سوڈیم لائیٹ کی تنصیب کی جائے۔ جتنے بھی قتل ہوتے ہیں اور ان کا جو پوسٹ مارٹم ہوتا ہے اس کے لیے لوگ چوبیس چوبیس گھنٹے انتظار کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! اس بارے میں دو ٹوک ڈائریکٹو ہونا چاہیے۔

دیوان مشتاق احمد ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی دیوان صاحب!

دیوان مشتاق احمد ، گزارش یہ ہے کہ یہ جو ڈاکٹرز اور لیڈی ڈاکٹرز کا مسئلہ ہے ہم منڈی بہاؤالدین والے پوسٹ مارٹم کے لیے تین تین دن لاشیں لیے پھرتے ہیں۔ پوسٹ مارٹم کرنے کے لیے کوئی لیڈی ڈاکٹر ضلع منڈی بہاؤالدین میں موجود نہیں اور پوزیشن یہ ہے کہ لیڈی ڈاکٹر کے علاوہ کوئی پوسٹ مارٹم نہیں کر سکتا۔ میں منسٹر ہیلتھ سے گزارش کروں گا کہ براہ مہربانی منڈی بہاؤالدین ضلع میں کم از کم ایک ایسی لیڈی ڈاکٹر دے دی جائے جس سے صرف پوسٹ مارٹم کا مسئلہ کم از کم حل ہو جائے۔

جناب سپیکر ، وزیر صحت!

وزیر صحت ، جناب سپیکر! ایک بات تو میں واضح کر دینی چاہتا ہوں کہ سپریم کورٹ کے آرڈر کے بعد کسی بھی خاتون کا پوسٹ مارٹم لیڈی ڈاکٹر کے علاوہ کوئی مرد ڈاکٹر نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے۔

اسی لیے میرے فاضل دوستوں نے خود تسلیم کیا کہ جہاں لیڈی ڈاکٹر موجود نہیں ہے ان کو دور دراز ان اضلاع یا ان تحصیلوں میں اس نعش کو لے جانا پڑتا ہے جہاں لیڈی ڈاکٹر موجود ہو۔لیڈی ڈاکٹروں کی کمی میں خود تسلیم کر چکا ہوں۔ ان لیڈی ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کرنے کے لیے محکمہ صحت اگلے دس دنوں کے اندر کنٹریکٹ کی بنیاد پر تمام وہ پوسٹیں ان شاء اللہ پر کرے گا اور پھر لیڈی ڈاکٹروں کا مسئلہ ہمیشہ کے لیے حل ہو جائے گا۔ رہا اس تحریک کا سوال۔ جناب سپیکر! اس تحریک کے اندر اس مقتولہ کا پوسٹ مارٹم لیڈی ڈاکٹر نے کیا۔ جس طرح ایس اے حمید صاحب فرما رہے تھے' فرسودہ قانون نہیں کہ رات یا غروب آفتاب کے بعد پوسٹ مارٹم نہیں ہو سکتا۔ البتہ یہ ہے کہ جہاں سوڈیم لائیٹ نہیں وہاں غروب آفتاب کے بعد نہیں ہو سکتا ۔ چنانچہ یہ ترجیحات تھیں پچھلی حکومتوں کی کہ یہ ضروری اقدامات کیے جاتے۔ مگر انھوں نے اپنی ترجیحات کہیں اور مقرر کی ہوئی تھیں۔ میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں کہ موجودہ حکومت یہ ضروری آلات ہر ہسپتال میں مہیا کرے گی۔ رہا سوال یہ کہ اس نعش کو مرد حضرات نے غسل دیا ہے۔ تو محکمے نے جو مجھے جواب بھیجا ہے میں خود اس جواب سے مطمئن نہیں۔ انھوں نے کہا ہے کہ نعش کو غسل خواتین نے دیا تھا ۔ میں راجہ صاحب کے ساتھ خود مل کر اس مسئلے کی انکوائری کے لیے وقت مانگتا ہوں اور ان شاء اللہ تعالیٰ اگر اس میں کوتاہی برتی گئی ہے تو نہ صرف ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے گی' بلکہ یہ ایک خاتون کی حرمت کا سوال ہے۔ میں کسی کو spare کرنے کے لیے اور اپنے محکمے کو defend کرنے کے لیے تیار نہیں۔ میں ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ مل کر اس کی مکمل انکوائری کروں گا ۔ مجھے آپ موقع فراہم کر دیں۔ان شاء اللہ تعالیٰ اگلے اجلاس میں اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دوں گا ۔

راجہ محمد خالد خان، میری سمجھ میں آج تک دو باتیں نہیں آئیں۔ ایک تو محکمے کو خوامخواہ defend کیا جاتا ہے اور اس کے لیے ہر حربہ استعمال کیا جاتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ نمبر دو' جب بھی کوئی بات ہوتی ہے تو وہ پچھلی حکومت پر ڈال دی جاتی ہے کہ یہ ترجیحات انھوں نے پوری نہیں کیں۔ ہم یہ کر رہے ہیں۔ آج سے گیارہ دن پہلے بھی وزیر صحت نے فرمایا تھا کہ ہم اگلے دس دنوں میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر لیڈی ڈاکٹر یا ڈاکٹر تعینات کر رہے ہیں ۔ آج ان دس دنوں کو گزرے ہوئے ایک دن فالتو ہو چکا ہے۔ آج پھر انھوں نے دس دنوں کا وعدہ فردا کر دیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ محکمے کو defend کرنے کی وجہ کیا ہے جب میں ذاتی طور پر یہ کہہ رہا ہوں کہ میں خود وہاں پر موجود

تھا اور یہ بات ہوئی ہے ان دو غسل دینے والوں میں ایک بوٹا مسیح نامی تھا۔ یہ ایک اسلامی ملک ہے اور ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان کہلاتے ہیں۔ اور یہ کس قدر افسوس ناک بات ہے کہ ایک مسلمان عورت کو عملہ صفائی والے دو مرد حضرات غسل دیتے ہیں۔ کیا ہماری عورتیں وہاں موجود نہیں تھیں؟ وہ ہم ہی سے کہہ دیتے تو ہم غسل دے لیتے۔ یہ کیا طریق کار ہے کہ وزیر موصوف کہتے ہیں کہ ہم مل کر یہ کریں گے؟ کیا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ جھوٹ کہہ رہا ہوں؟ میں پوری ذمہ داری کے ساتھ جناب وزیر موصوف کی خدمت میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرتا ہوں کہ میں وہاں موقع پہ موجود تھا۔ تو کیا یہ اس کے باوجود بھی یقین نہیں کرتے اور اسی رٹ کو جاری رکھیں گے کہ محکمے کو defend کرنا ہے؟ خدارا! یہ ایک روایت چھوڑیے اور جو حقیقت ہو اسے برملا اس ہاؤس کے سامنے تسلیم کر لیا کریں۔

جناب سپیکر، وزیر صحت صاحب! یہ ایک چھوٹی سی بات تھی۔ وہاں جو مقامی عملہ یا ڈاکٹر ہیں اتنی سوچ اور سمجھ تو ان کو بھی ہونی چاہیے تھی کہ وہاں پہ already جو خواتین موجود تھیں، جس طرح راجہ صاحب نے کہا ہے ان کی مدد لی جا سکتی تھی۔

وزیر صحت: راجہ خالد صاحب ہمارے بزرگ ہیں۔ میں تو حیران ہوں کہ میری بات انھوں نے سمجھی کیوں نہیں۔ میں نے خود کہا ہے کہ میں محکمے کو defend نہیں کر رہا۔ محکمے نے مجھے جو جواب بھیجا ہے میں خود اس جواب سے مطمئن نہیں۔ انھوں نے کہا ہے کہ اس لاش کو مردوں نے غسل نہیں دیا، لیکن ان کے جواب سے میں مطمئن نہیں ہوں۔ آپ جو فرما رہے ہیں میں اس کو تسلیم کرتا ہوں۔ اسی لیے تو میں نے کہا ہے کہ آپ اور میں مل کر اس کی ذاتی طور پر انکوائری کریں گے، کیونکہ ایک تو انھوں نے یہ غلط کام کیا ہے اور دوسرا انھوں نے اس پورے ہاؤس کو غلط اطلاع پہنچائی۔ لہٰذا ان کے خلاف تادیبی کارروائی ضرور ہونی چاہیے۔ جناب والا! میں defend نہیں کر رہا۔

راجہ محمد خالد خان: جب میں آپ کو یقین دلا رہا ہوں کہ میں ذاتی طور پر وہاں موجود تھا پھر کس قسم کی انکوائری؟ پھر اس کے بعد کون سی انکوائری رہ جاتی ہے کہ وہاں کا ایک منتخب نمائندہ اس وقت موقع پر موجود تھا؟

وزیر خزانہ: فاضل رکن بجا طور پر یہ claim کر رہے ہیں کہ وہ جب وہاں موجود تھے اور وہ on the floor of the House ایک statement دے رہے ہیں تو اس پہ یقیناً وزیر صحت، آپ کو، ہم کو

یم کرنا ہوگا ۔ صرف ایک جو طریق کار ہے ان ملازم کے خلاف ان کی پیشی کا اس حق کو اگر پورا کر دیا جائے تو ان کی dismissal تک یہ نوبت جا سکتی ہے۔ اس میں موقع پر جا کر یہ گواہیاں لیں گے اور راجہ صاحب وہاں براہ مہربانی تشریف لے آئیں تاکہ وہ جو قانونی کارروائی ہے اسے پورا کیا جا سکے تاکہ کل کو وہ عدالتوں میں چیلنج نہ کرتے پھریں۔ اس لیے میں آپ کی وساطت سے راجہ صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ وہ اس میں تھوڑا سا تعاون کر لیں ۔ ہاؤس بات انھی کی تسلیم کر رہا ہے۔ اس میں قطعاً کوئی شک کی گنجائش نہیں۔ صرف قانونی کارروائی پوری کرنے کے لیے موقع پر وہ گواہاں بھگتا دیں گے جس کے بعد ان لوگوں کے خلاف کارروائی لازماً کی جائے گی۔ صرف اتنی سی بات ہے۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں راجہ صاحب! جو قانونی تقاضے ہیں وہ تو پورے کرنے پڑیں گے ۔ چونکہ یہاں کھوسہ صاحب اور وزیر صحت صاحب commitment بھی دے رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اب اس پہ مطمئن ہو جانا چاہیے ۔

راجہ محمد خالد خان، ٹھیک ہے جناب۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی ۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! یہ پھر disposed of تصور کی جائے یا اسے pending کیا جائے؟

راجہ محمد خالد خان: جناب سپیکر! pending کر دیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے یہ pending ہوئی اور اب تحاریک التوائے کار کا وقت بھی ختم ہوتا ہے۔ اب ہم دوسرے بزنس کی طرف آتے ہیں ۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! ایک نہایت ہی اہم مسئلہ آج آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں ۔ سرحد اسمبلی نے یہ قرار داد پاس کی ہے،

> " یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ چونکہ بجلی صوبہ سرحد میں پیدا ہوتی ہے اور ون یونٹ کے قیام سے قبل بجلی کی تقسیم کا کام صوبہ سرحد کی حکومت کی تحویل میں تھا، اس لیے واپڈا کا شعبہ ہائیڈرو الیکٹرک اور اس کی انتظامیہ کو صوبائی حکومت کی تحویل میں دیا جائے"۔

جناب سپیکر! یہ آئین کے انتہائی منافی ایک قرار داد ہے۔ واپڈا generation and distribution کا کام کرتا ہے اور یہ federal subject ہے، یہ صوبے کا مسئلہ نہیں۔ اور پھر اس

کی distribution national grid سے ہوتی ہے۔ دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ جو صارف ہیں وہ 70 فی صد پنجاب میں ہیں' جب کہ باقی 30 فی صد پورے ملک میں ہیں۔ جناب والا! سرحد اسمبلی کا یہ مطالبہ' اس کی یہ قرار داد بالکل معاملات کو disturb کرنے والی بات ہے۔ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ اگر ریلوے کی زیادہ آمد و رفت پنجاب میں ہے تو کل پنجاب کہے گا کہ ریلوے کا محکمہ پنجاب کو دے دیا جائے۔ پی آئی اے کے دفاتر چونکہ کراچی میں ہیں' اس لیے سندھ اسمبلی یہ مطالبہ کرے گی کہ پی آئی اے کا سارا کام سندھ کو دے دیا جائے۔ جناب سپیکر! یہ بات انتہائی قابل تشویش ہے۔ ایک جگہ بلوچستان کی طرف سے یہ کہا گیا کہ ہم سوئی گیس بند کر دیں گے ' آج سرحد اسمبلی یہ مطالبہ کر رہی ہے کہ واپڈا کا انتظام' اس کی تقسیم ہمارے سپرد کر دی جائے ۔ جناب والا! میں چاہوں گا کہ یہ ایوان بھی اس بارے میں ایک قرار داد لائے کہ ----

جناب سپیکر، نہیں ، نہیں۔ اس طرح نہیں ہو سکتا ۔ پہلے چیک کیا جائے کہ آیا ایسا ہوا بھی ہے یا نہیں۔ دوسرے اگر انھوں نے ایک ایسا کام کیا ہے جو کہ ٹھیک نہیں تو اوپر سے آپ ایک اور ایسا کام کریں گے تو مناسب نہیں ہو گا۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! ہم یہ قرار داد لائیں گے کہ آئین کے منافی کسی قسم کی کوئی قرار داد اسمبلی میں پیش نہ کی جائے۔

جناب سپیکر، وہ تو ویسے ہی نہیں کی جا سکتی ۔ ایس اے حمید صاحب! آئین کے خلاف جو کوئی بھی چیز ہوگی وہ تو ہو ہی نہیں سکتی ۔ یہ تو understood ہے۔ اس میں کہنے والی کون سی بات ہے؟

وزیر خزانہ، جناب والا! پہلے اس معاملے کو چیک کرلیں کہ آیا ایسا ہوا بھی ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں' پہلے اسے چیک کرلیں ۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کل PIDA کا جو بل پاس ہوا ہے اس کے بارے میں سعید احمد خان منیس صاحب نے آپ سے یہ گزارش کی تھی کہ یہ بل ابھی پندرہ منٹ پہلے اس ہاؤس میں سرکولیٹ ہوا ہے۔ میرا خیال ہے کہ کافی دوستوں نے اس کو دیکھا بھی نہیں تھا اور میری اطلاع کے مطابق اسی رات گیارہ بارہ بجے وہ شائع ہوا۔ اس سے پہلے اس بل کے بارے میں کسی کو علم نہ تھا ۔ شاید حکومتی ارکان کو پتا ہو۔ لیکن

ہمیں علم نہ تھا ۔ ہماری یہ گزارش تھی کہ ہم اس پہ اپنا mind apply کرنا چاہتے ہیں' اس کو پوری طرح سے پڑھنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد اس کے اوپر فیصلہ کرلیں گے کہ ہم نے اس پہ اگر ترامیم دینی ہیں تو دیں گے ۔ اس کے علاوہ قواعد میں یہ بھی دیا گیا ہے کہ "three clear days". ہوں ۔ ہاں' یہ بھی provided ہے کہ آپ کا اختیار ہے کہ آپ رولز relax کر سکتے ہیں۔ جناب والا! شاید ہماری بات کو سمجھا نہیں گیا یا اس طرف توجہ نہیں دی گئی ۔ ہمارا version یہ تھا کہ ہم اس بل کو پڑھ نہیں سکے' کیونکہ ایک دن پہلے جو ایجنڈا آتا ہے اس ایجنڈے میں وہ بل شامل نہ تھا ۔ اس کو فوری طور پر لایا گیا اور یہ ساری کارروائی ہوئی۔ ہمارا احتجاج یہ تھا کہ اس بل کو ہم پڑھ نہیں سکے۔ آپ نے کہا کہ آپ اس پر ترمیم لا سکتے ہیں۔ جناب والا! کسی کاغذ کو پڑھے بغیر ' اس پہ mind apply کیے بغیر ہم اس کے اوپر کیسے ترمیم دے سکتے ہیں' کیسے اس کے اوپر بحث کر سکتے ہیں' کس طرح اس ہاؤس میں بیٹھ کر اپنے دوستوں کے سامنے اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کر سکتے ہیں؟ جناب والا! ہمارا احتجاج یہی تھا کہ اس کو صحیح طریقے سے آنے دیں' اس کے لیے قواعد کے تحت جو وقت دیا گیا ہے وہ ہمیں ملتا' ہم اس کے اوپر ترامیم دیتے اور اس پر بحث کرتے۔ آپ نے اور کچھ دوسرے دوستوں نے اس کے بارے میں کچھ فرمایا جب کہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ اس کو پڑھے بغیر ہم کیسے اس کے اوپر ترامیم دے سکتے ہیں ' کیسے اس پر بحث کر سکتے ہیں؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں نکتۂ وضاحت پہ ہوں ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جناب سپیکر کے اختیارات کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کے واضح اختیارات ہیں کہ آپ قواعد معطل کر کے کوئی کارروائی عمل میں لا سکتے ہیں اور آپ نے اپنے وہی اختیارات استعمال کیے اور پھر آپ نے خود Chair سے اپوزیشن ارکان کو یہ دعوت دی تھی کہ آپ براہ مہربانی حصہ لیں اور جب بھی آپ چاہیں گے اس میں ترامیم تجویز کر سکتے ہیں اور ادھر حکومتی بنچوں سے ہم نے اٹھ کر آپ کی اس تجویز کی تائید کی تھی۔ لیکن اس وقت ہمارے فاضل اراکین غصے میں آ کر واک آؤٹ کر گئے ۔ میں اب بھی وہ دہراتا ہوں۔ اس وقت بھی ان کی طرف سے یہ رائے تھی کہ ایک دو مہینے دے دیے جائیں تاکہ ہم اس کا مطالعہ کرلیں اور اگر ہم کوئی ترامیم دینا چاہیں گے تو دے دیں گے ۔ اب اگلا اجلاس غالباً ستمبر میں ہوگا۔ تو ان کے پاس دو clear مہینے موجود ہیں۔ اب تو ان کے پاس نقول موجود ہیں یہ ان کا مطالعہ کر لیں اور جو ترامیم یہ لانا چاہیں گے ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر سنجیدگی سے ان پر سوچیں گے ۔

جناب سپیکر، جی ہاں' اور اس سلسلے میں وزیراعلیٰ صاحب نے بھی یہاں یقین دہانی دی تھی کہ اگر آپ کے پاس کوئی تجاویز ہیں تو آپ لائیں۔ ہم کھلے دل سے ان کو لینے کے لیے تیار ہیں ۔ جہاں تک ترامیم کا تعلق ہے' پہلے تو وہ بل سپیشل کمیٹی کے پاس گیا تھا۔ اس کے بعد اگر آپ چاہتے تو یہاں ہاؤس کے اندر بھی ترامیم دے سکتے تھے' اس میں کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ بہر حال' جس طرح منسٹر صاحب نے دوبارہ یقین دہانی دی ہے تو اس پوائنٹ آف آرڈر کو dispose of کیا جاتا ہے اور اب ہم گوشوارہ ضمنی بابت 97-1996ء پر آتے ہیں ۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی بات کو تھوڑا سا آگے بڑھانا چاہتا ہوں' اس لیے کہ اس معزز ایوان اور پریس گیلری میں بیٹھے صحافی حضرات کو اس کی پوزیشن واضح ہو جانی چاہیے ۔جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے rules relax کیے' ہاؤس مجاز ہے اور وہ rules relax کر سکتا ہے۔ لیکن ایسا کرنے کے لیے وجوہات کا ہونا بہت ضروری ہے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ چونکہ یہ ابھی سرکولیٹ ہوا ہے اور اگر اس کو "three clear days" دے دیے جائیں تو ہم اس پر mind apply کر کے ترامیم دے سکتے ہیں ۔جناب سپیکر! یہ پارلیمانی روایات رہی ہیں کہ اگر اپوزیشن بائیکاٹ کر دے تو پھر ایوان میں سے ہی ایک ٹیم مقرر کی جاتی ہے جو گفت و شنید کرتی ہے۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ آپ نے ایک ٹیم مقرر کی' وہ ہم سے بات کر رہی تھی اور ہمارے ذہن میں جو بھی بات تھی وہ ہم ان کو بتا رہے تھے۔ ابھی وہ ٹیم واپس بھی نہ آئی تھی کہ آپ نے کارروائی شروع کر دی۔جناب سپیکر! میں آپ کا ذاتی طور پر اور خاص طور پر اس معزز ایوان کا سپیکر ہونے کے ناتے نہایت ہی احترام کرتا ہوں۔ لیکن میں افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ آپ اس میں ذرا جانب داری سے کام لیتے ہیں۔ اگر آپ اس ٹیم کا انتظار کر لیتے' وہ آ کر ہماری بات آپ کو بتاتے۔ اس کو آپ تسلیم کرتے یا نہ کرتے وہ آپ کی مرضی تھی۔ لیکن اس کے باوجود ان دوستوں کے اصرار پر جب ہم واپس بھی آ گئے تو پھر بھی آپ نے توجہ نہ فرمائی اور اس نتیجے میں ہمیں دوبارہ واپس جانا پڑا ۔ اپوزیشن جو کہ مختصر ہے لیکن ہم اپنا صحیح رول ادا کر رہے ہیں اور میرے خیال میں آپ کی اس بات میں صداقت نہیں جو ہم نے آج اخبار میں پڑھی کہ اپوزیشن تیاری کر کے نہیں آئی۔

ہم نے اپنی پوری کوشش کی ہے کہ چھوٹی اپوزیشن ہونے کے باوجود ہم اس میں بھرپور دلچسپی لیں' پورا حصہ لیں اور ہم نے کٹ موشنز میں' تحاریک میں اور بجٹ میں اپنی پوری آراء دی ہیں۔ لیکن جمہوری روایات یہ ہیں کہ اکثریت کا بول بالا ہوتا ہے اور اکثریت کے مطابق ہی اس کا فیصلہ ہوتا ہوتا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر ، منیس صاحب! میرے خیال میں کافی بات ہو چکی ہے۔ اب تشریف رکھیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم سب دوستوں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ آج کے سیشن کا بائیکاٹ کریں گے اور ہمارے کچھ دوست اسی بنا پر تشریف بھی نہیں لائے۔ لیکن اس ایوان کی روایات کو آگے بڑھاتے ہوئے اور جو دوست تشریف لائے ہم ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے یہاں آئے ہیں۔ لیکن ہم امید کرتے ہیں کہ آپ غیر جانب دار رہ کر اس ہاؤس کو چلائیں گے۔

جناب سپیکر، ان شاء اللہ بالکل غیر جانب دار ہوں۔ ویسے بھی اگر میں نے آپ کو کہا ہے کہ آپ تیاری نہیں کرتے تو یہ آپ کے لیے اچھی بات ہے کہ آپ اور زیادہ محنت کریں گے اور زیادہ کوشش کریں گے۔ میرے خیال میں یہ آپ کے لیے بہتر ہے کہ آپ میری بات کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے زیادہ سے زیادہ محنت کریں' پڑھ کر آئیں اور کوشش کریں۔ ایوان کے اندر کوئی بھی چیز سامنے آ سکتی ہے۔ آپ یہاں کھڑے ہو کر زبانی بھی ترامیم دے سکتے تھے' اس میں کوئی ایسی رکاوٹ والی بات نہیں تھی' بلکہ میں تو روزانہ آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپ اپنا اپوزیشن لیڈر چنیں۔ لیکن آپ نے نہیں چنا۔ پھر آپ نے کہا کہ ہمیں پہلے ہی اپوزیشن کا کمرہ الاٹ کر دیا جائے' میں نے وہ بھی کر دیا۔ آپ نے جو اور سہولتیں مانگی ہیں ہم وہ بھی دے رہے ہیں۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ آپ کو بولنے کا زیادہ سے زیادہ موقع دیا جائے' آپ کو سہولتیں دی جائیں اور آپ کو پورا support کیا جائے۔ لیکن آپ کو بھی تو کچھ کرنا پڑے گا ناں' سارا کچھ مجھے تو نہیں کرنا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے کمرہ عنایت فرمایا ہے جو کہ سٹور بنا ہوا تھا اور آپ جا کر اس کی حالت بھی دیکھیں۔۔۔۔

جناب سپیکر، سیکرٹری صاحب! اگر اس میں کوئی خرابی ہے تو اس کو فوری طور پر ٹھیک کرائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! وہاں تو چپڑاسی تک موجود نہیں۔ خالی کمرے کو ہم

نے کیا کرنا ہے؛ ہم جو تیاری کر کے آتے ہیں وہ وہاں بیٹھ کر نہیں کرتے۔۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں، میری بات سنیں۔ میں بات کر رہا ہوں آپ ذرا تشریف رکھیں۔اس طرح کوئی اچھا طریقہ نہیں۔ آپ ماشاء اللہ سپیکر بھی رہ چکے ہیں، ذرا تشریف رکھیں۔ جب سپیکر بات کر رہا ہو تو آپ کا اس میں کھڑے ہو کر بولنا کوئی اچھی بات نہیں ہوتی۔ اگر کمرے میں کوئی ایسی چیز ہے جو آپ کو پسند نہیں تو آپ سیکرٹری صاحب کے نوٹس میں لائیں۔ سیکرٹری صاحب! اس کو ٹھیک کرا دیں۔ یہ ہاؤس میں زیر بحث لانے والا کون سا اتنا کوئی بڑا مسئلہ ہے۔

میاں عمران مسعود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، بس عمران صاحب! اب کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! آپ تو اس اپوزیشن کے ساتھ بڑی شفقت فرماتے ہیں ۔ آپ بھول گئے ہیں کہ آپ کے ساتھ انھوں نے کیا کیا تھا؛ جناب والا! آپ اپوزیشن لیڈر تھے جب آپ کو جیل میں بھیج دیا گیا تھا ۔ جتنی شفقت آپ ان سے فرماتے ہیں شاید ہی کسی سپیکر نے اپوزیشن سے اتنی شفقت فرمائی ہو۔ آپ بھول گئے کہ سپیکر صاحب آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بھی کھڑے نہ ہونے دیتے تھے؛ ہم نے تو آپ کے حکم کے مطابق کل ان کو دعوت دی تھی اور انھوں نے بھی مہربانی فرمائی کہ یہ لوگ تشریف لے آئے۔ لیکن یہ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ انھیں بار بار موقع دیتے ہیں تاکہ ہاؤس کی جتنی بھی کارروائی ہے یہ اس میں حصہ لے سکیں۔ لیکن جناب والا! آپ وہ پرانے وقت مت بھولیں اور یہ میری ڈیوٹی ہے کہ میں ہر وقت وہ پرانے وقت آپ کو یاد دلاتا رہوں۔

جناب سپیکر، مہربانی شکریہ۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، نہیں، اب نہیں۔

گوشوارہ ضمنی میزانیہ بابت 1996-97ء کے

مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر، اب ہم گوشوارہ ضمنی میزانیہ بابت 1996-97ء کے مطالبات زر زیر غور لاتے ہیں۔اس ضمنی بجٹ میں مطالبات زر کی کل تعداد 37 ہے۔ ان میں پانچ مطالبات زر نمبر 11، 22،

24، 33، 37 پر کٹ موشنز موصول ہوئی ہیں اور قاعدہ نمبر (4)144 کے تحت کٹ موشنز پر کارروائی ایک بجے دوپہر تک جاری رہے گی۔ اس کے بعد قاعدہ مذکور کے تحت guillotine کے ذریعے مطالبات زر پر رائے شماری شروع کر دی جائے گی ۔ اب ہم ان مطالبات زر پر کارروائی شروع کرتے ہیں جس میں کٹ موشنز بھی دی گئی ہیں۔ وزیر خزانہ سب سے پہلے مطالبہ زر نمبر 11 پیش کریں۔

(مطالبہ زر نمبر 11)

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

کہ ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 73 کروڑ 5 لاکھ 52 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد غلے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

کہ ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 73 کروڑ 5 لاکھ 52 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد غلے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سعید اکبر خان: I oppose it Sir.

جناب سپیکر: سعید اکبر صاحب oppose کرتے ہیں۔ جی، آپ کٹ موشن پیش کریں گے؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

کہ ایک ارب 73 کروڑ 5 لاکھ 52 ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 11 غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے،

کہ 1 ارب 73 کروڑ 5 لاکھ 52 ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 11 غلہ

اور چینی کی سرکاری تجارت کو کم کرکے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

وزیر خزانہ ، میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر ، اس پر سعید اکبر صاحب' پہلے پھر آپ بات کریں گے؟

جناب سعید اکبر خان ، جی ہاں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر! زیر بحث موضوع اور محکمہ جس میں غلے اور چینی کی سرکاری تجارت ہے' نہایت ہی اہم اور بہت ہی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے۔ جناب سپیکر! پچھلے دنوں اس صوبے میں اور اس ملک میں جو آٹے کا مسئلہ تھا اور جس سے لوگوں کا جو حشر ہوا وہ سارا ایوان اور پورا پاکستان جانتا ہے۔ ہمارے صوبے کے عوام اور ملک کے عوام جس طریقے سے جن مشکلات سے گزرے اور جتنی تکالیف لوگوں نے اٹھائیں تو کوئی آدمی بھی ایسا نہیں جس کو حالات سے آگاہی نہ ہو۔ جناب سپیکر! لوگوں کو دو دو ہفتے آٹا دیکھنے کو نہ ملا ۔ صبح پانچ بجے سے لوگ قطاریں لگا کر پانچ کلو آٹا لینے کے لیے کھڑے رہے۔ پیسہ بھی ان کے پاس موجود تھا' پیسے ادا کر کے آٹا لینا چاہتے تھے۔ لیکن تب بھی ان کو آٹا نہ ملا ۔ جن مشکلات سے غریب آدمی اس وقت گزرا وہ ہر آدمی جانتا ہے۔ جناب سپیکر! مجھے اس بات کا احساس ہے کہ ان ایام میں اس وقت غریب آدمی کے پاس پیسے کی قلت ہوتی ہے۔ اس وقت کوئی ایسی فصل نہیں ہوتی جس سے ان کو آمدنی ہو سکے ۔ جناب سپیکر! اس وقت کی جو فصل تھی وہ گنا تھی جن کو لوگ شوگر ملوں میں دے کر اپنے پیسے وصول کرتے ہیں اور اس کے ذریعے اپنا گزر اوقات کرتے ہیں ۔ غریب آدمی اسی فصل سے اپنی مزدوری حاصل کر کے اپنا پیٹ پالتا ہے اور اسی رقم سے وہ آٹا اور دال لے کر اپنے لیے ایک ٹائم کی روٹی بناتا ہے۔ جناب سپیکر! انھی دنوں میں دو مشکلات پیش آئیں۔ آٹے کی قلت کا فیصلہ بھی موجودہ حکومت نہ کر سکی کہ یہ کس کی کوتاہی تھی اور کس کے ذمے پڑتی تھی۔ مرکزی وزیر کے بیان کچھ آتے تھے اور صوبائی حکومت کے کچھ ۔ کوئی کہتا تھا کہ یہ کیئر ٹیکر کی غلطی ہے کوئی یہ کہتا تھا کہ یہ سابقہ حکومت کی کوتاہی ہے۔ جناب سپیکر! جس کی بھی کوتاہی تھی اس کا تعین بھی ہو چکا۔ لیکن ایک غریب آدمی کو جن مشکلات سے گزرنا پڑا اس کا احساس ہر آدمی کو ہے اور اس کا احساس موجودہ حکومت کو بھی کرنا چاہیے۔ جناب سپیکر! ایک طرف یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ موجودہ حکومت جب برسر اقتدار آئی تو انھوں نے گندم کی نقل و حمل پر جو جو صوبائی پابندیاں تھیں اس کو ختم کرنے سے یہ قلت پیدا ہوئی' اس وجہ سے یہ

جناب سپیکر! یہ بحران اپنی جگہ پر قائم تھا اور ایک عام آدمی اور غریب کاشت کار کو ایک اور مسئلہ در پیش ہوا جو یہ تھا کہ جب کاشت کاروں نے اپنا گنا شوگر ملوں کو سپلائی کیا تو اس کے بعد ان کی جو رقم ہے ان کو آج تک شوگر ملیں دینے سے قاصر ہیں ۔ جناب سپیکر! پورا ہاؤس یہ جانتا ہے کہ آج تک لوگ شوگر ملوں کے چکر لگا لگا کر ان کی منتیں کر کے تھک گئے ہیں لیکن اپنے گنے کے لیے آج تک انھیں ادائیگی نہیں ہو سکی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں لازم ملزوم چیزیں ہیں کہ جب کسی آدمی کو کوئی رقم ملے گی، اس فصل کے against یا جو فصل انھوں نے شوگر ملوں کو سپلائی کی ہوئی تھی اس سلسلے میں جو رقم ان کو ملنی تھی اسی سے انھوں نے اپنے بال بچوں کے لیے روٹی کا بندوبست کرنا تھا ۔ ایک طرف تو آٹے کی قلت آ گئی، دوسری طرف شوگر ملیں اس پوزیشن میں نہ تھیں کہ وہ ان کو اپنے دیے ہوئے گنے کی رقم واپس کریں۔ جناب سپیکر! اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک عام آدمی کا کیا حشر ہو گا ۔ کیا اس کی پوزیشن اور حالت ہو گی ۔

جناب سپیکر! کل بھی آپ نے پڑھا ہو گا اور آج بھی کہ ہماری شوگر ملوں نے شوگر کی سپلائی بند کر دی ہے۔ موجودہ حکومت نے انڈیا سے شوگر امپورٹ کر لی ہے جس کی وجہ سے ہمارے کاروباری حضرات کو تکلیف ہے، کیونکہ ان کے ریٹ میں شاید کوئی فرق ہے جس کی وجہ سے ان کو problem ہے۔ جناب سپیکر! اگر اس طرح کی پالیسیاں بنتی رہیں ۔ ایک طرف ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم نے انڈسٹری کو ترقی دینی ہے اور اس کے لیے بہتری کا بندوبست کرنا ہے، کیونکہ اگر انڈسٹری بہتر انداز میں چلے گی تو اس ملک اور صوبے میں ترقی ہو گی ۔ جناب سپیکر! کیا یہی ترقی ہے کہ اپنی شوگر ملوں کا جو مال ہے اس کا تحفظ بھی نہ کیا جائے؟ جناب والا! شوگر ملوں نے اسی پیسے سے خرید و فروخت کرنی ہے، اسی پیسے کو انھوں نے پھر کاشت کار کو دینا ہے۔ اگر یہ ساری باتیں ہم نے مدنظر نہ رکھیں تو پھر کس طرح اس ملک میں انڈسٹری ترقی کر سکے گی؟ جب آپ شوگر بھی اس ملک میں باہر سے منگوائیں گے تو مقامی انڈسٹری کیسے ترقی کرے گی؟ ہماری جو مقامی پروڈکشن ہے اس کے علاوہ اگر چینی کی ضرورت ہے تو وہ امپورٹ کی جائے ۔ یہ نہیں کہ ہم ویسے ہی چینی امپورٹ کرنا شروع کر دیں جس کی وجہ سے ہمارے ملک اور صوبے کی انڈسٹری کو دھچکا لگے۔ جناب والا! یہاں تو پہلے ہی کافی مسائل ہیں ایک اور مسئلہ پیدا نہ ہو جائے۔ جناب والا! چونکہ شوگر ملوں کے ساتھ

کاشت کاروں کا واسطہ ہوتا ہے' انھی کے ساتھ انھوں نے چلنا ہوتا ہے' دونوں ادارے لازم ملزوم ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے اوپر انحصار کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! اگر یہ حال رہا تو کیا ہوگا؟ ہمارے لوگ یہاں پر پہلے ہی زرعی ٹیکس لگنے سے پریشان ہیں۔ شوگر ملوں والے اگر ان کو وقت پر ادائیگی نہیں کر سکتے اور نہیں کر رہے تو آپ سمجھتے ہیں کہ اس ملک میں زراعت ترقی کرے گی' کاشت کار ترقی کرے گا' صنعت کار ترقی کرے گا؟ کیا یہی پالیسیاں ہیں اس ملک میں ترقیاں کروانے کی؟ جناب سپیکر! ان تمام حالات کو دیکھتے ہوئے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ شاید یہ بھی کوئی کاشت کار کو ختم کرنے کا منصوبہ ہو اور جہاں دوسرے اقدامات ہو رہے ہیں یہ بھی اسی کا حصہ ہو۔ یہ ان کے ساتھ زیادتی ہے۔ جب ہم شوگر ملوں سے بات کرتے تھے کہ جناب' آپ کاشت کاروں کو ادائیگی کیوں نہیں کر رہے؟ تو وہ فرماتے تھے کہ ہمارا جو working capital تھا' جس پر ہم یہ سارا کاروبار چلاتے تھے' موجودہ گورنمنٹ آنے کے بعد بنکوں نے ہمیں دینا بند کر دیا۔ اور ان کے ساتھ ہمارا جو معاہدہ تھا'ان کے ساتھ ہماری جو کاروباری dealing تھی وہ انھوں نے ختم کردی۔ اسی وجہ سے آپ کو اس کی تکلیف ہوئی۔ اور ہمارے پاس رقم نہیں ہے جو ہم کاشت کار کو دے سکیں۔ جناب والا! یہ تمام باتیں سوچنے والی ہیں' ان تمام باتوں پر نظر رکھنی ہے۔ کہ اگر حالات اسی طرح چلیں گے تو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ جناب والا! مجھے اس بات کا بھی اندازہ ہے کہ جب منسٹر صاحب اس کا جواب دیں گے تو وہ یہ فرمائیں گے کہ یہ قصور موجودہ حکومت کا نہیں' بلکہ سابقہ حکومت کا ہے۔ اگر شوگر ملیں ان کے ہی دور میں payment نہیں کرتیں' تو وہ بھی سابقہ حکومت کا قصہ ہے۔ اگر آٹے کی قلت ہوتی ہے تو وہ بھی سابقہ حکومت کا پیدا کردہ مسئلہ ہے جو 1985ء سے آج تک اس صوبے اور ملک میں برسر اقتدار رہے ہیں۔ ان کے ذمے کوئی چیز لگ ہی نہیں سکتی۔ اور نہ ہم نے لگنے دینی ہے۔

جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ اس صوبے کے عوام پر رحم فرمایا جائے۔ آج کل محکمہ خوراک نے ایک اور طریق کار شروع کیا ہوا ہے آپ کو اندازہ ہوگا کہ اس وقت محکمہ فوڈ کا عملہ لوگوں کے گھروں میں زبردستی داخل ہوکر ان کے گھروں سے مجسٹریٹ کے ساتھ مل کر ان کے کھانے اور ایک سال کے خرچے کے لیے رکھی ہوئی گندم زبر دستی اٹھا رہا ہے' اور اس کی مثالیں موجود ہیں۔ پٹواری سے لے کر اے سی تک ہر کوئی اسی کام پر لگا ہوا ہے کہ ہم نے اپنے ٹارگٹ پورے کرنے ہیں۔ دیہاتوں میں یہ رواج چلا آ رہا ہے کہ ہم زمیندار لوگ اپنے گھروں میں سال بھر

کے خرچے کے لیے گندم رکھتے ہیں ۔ وہ مجسٹریٹ کے ساتھ مل کر ہمارے گھروں سے یہ گندم اٹھا کرے جا رہے ہیں۔ اور میں یہ حقیقتاً کہہ رہا ہوں' کوئی الزام نہیں ہے۔ منسٹر صاحب یہاں تشریف رما ہیں۔ یہ حقیقت ہے اور میں اس چیز کا گواہ ہوں کہ میں اپنے ضلع میں موجود تھا۔ دو تین دوست میرے پاس آئے ایک نے مجھے ٹیلی فون پر اطلاع دی کہ جناب میرے گھر فوڈ والے گھسے ہوئے ہیں' تحصیل دار بھی ان کے ساتھ ہے اور یہ ہماری گندم اٹھانا چاہتے ہیں۔ میں نے ان کے ساتھ ٹیلی فون پر بات کی اور میں نے ان سے کہا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ آپ اس طرح کیوں لوگوں کو تنگ کر رہے ہیں؟ آپ کیوں حکومت کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اوپر سے آرڈر ہیں کہ آپ اپنا ٹارگٹ پورا کریں چاہے زبردستی بھی کرنی پڑے۔ جناب سپیکر! کیا یہی طریق کار ہے ایک غریب عام آدمی کے ساتھ برتاؤ کا؟ کیا ایسے غریب آدمیوں کو ان سے یہی توقع تھی کہ جنھوں نے ان کے لیے دعائیں بھی مانگیں اور ان کو ووٹ بھی دیے کہ حکومت کے نمائندے ہمارے گھروں میں ڈاکہ ڈالیں گے اور ہمارے گھروں سے یہ گندم اٹھائیں گے؟ جناب والا! میری اس میں یہ استدعا ہے کہ اس طرح کے رویے کو بدلا جائے' اس طرح کے طریق کار کو بدلا جائے۔ تاکہ عام آدمی سکھ کا سانس لے سکے۔ جہاں عام آدمی پہلے ہی مہنگائی' بے روز گاری اور امن وامان کی صورت حال سے پریشان ہے ہم نے ان کے لیے ایک اور پریشانی کھڑی کر دی ہے۔ ہم نے ان کی تکالیف میں ایک اور اضافہ کر دیا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کا نوٹس لیں۔ یہ دیانت داری کی بات ہے اس میں کوئی لفاظی نہیں۔ اس میں کوئی الزام تراشی نہیں۔ اس ہاؤس میں میرے کافی دوست بیٹھے ہوئے ہیں جو اس بات کے گواہ ہیں کہ اس طرح کے واقعات اضلاع میں ہو رہے ہیں۔ یہ بات بھی میری سمجھ میں آتی ہے کہ موجودہ حکومت کا بیوروکریسی کے ساتھ جو رویہ ہے شاید یہ بھی ان کے خلاف کوئی سازش ہو۔ یہ اس بات کا بھی جائزہ لیں' کیونکہ ہم سیاست میں ایک دوسرے کے مخالف ہو سکتے ہیں' اس نظام کی مخالفت نہیں کر سکتے ۔ ہم اس نظام کے حامی ہیں۔ جہاں بھی کوئی اس طرح کی سازش ہو۔ کوئی منتخب حکومت ہو تو ہمیں اس کے خلاف سازش کو بے نقاب کرنا چاہیے اور میں اسی سلسلے میں گزارش کر رہا ہوں۔ کہ جناب سپیکر! یہ واقعات اس صوبے میں ہوئے ہیں اور ہمارے کافی دوست یہاں لابی میں بیٹھ کر یہ بات کرتے ہیں۔ یہاں پر ہاؤس میں فاضل دوستوں نے شاید اپنی اپنی بجٹ

تقریر میں یہ بات کی ہو لیکن یہ حقیقت ہے جو میں آپ کے گوش گزارش کر رہا ہوں۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ شوگر ملیں اس پوزیشن میں نہیں کہ کاشت کار کو اس کی ادائیگی کریں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ خوراک نے لوگوں کے گھروں سے زبردستی گندم اٹھائی ہے اور ان کے ساتھ نامناسب سلوک کیا ہے۔ جناب والا! یہ بھی حقیقت ہے کہ آج ہمارا کاشت کار اور اس صوبے میں رہنے والا ہر شہری اس خدشے میں مبتلا ہے کہ شاید آئندہ بھی اس طرح کا بحران آئے۔ لوگوں میں حکومتوں پر جو اعتماد ہوتا تھا کہ اس طرح کے بحران نہیں آئیں گے لوگوں کا وہ اعتماد ختم ہو چکا ہے۔ اور لوگ ذہنی طور پر پریشان ہیں۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ اس طرح کے اقدامات کیے جائیں جس سے عام آدمی کا اعتماد بحال ہو اور عام آدمی کو ذہنی سکون میسر ہو تاکہ وہ اس صوبے اور ملک کی ترقی میں بہتر کردار ادا کر سکے اور بہتر طور پر اس ملک کے تمام مسائل کو حل کرنے میں اس حکومت کا مدد گار ثابت ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

وزیر خزانہ، سردار صاحب! آپ جواب دیں گے یا ہیلتھ منسٹر صاحب؟

وزیر خزانہ، جناب والا! میں مختصر سا جواب دوں گا۔

جناب سپیکر، اچھا' ٹھیک ہے۔ اس کٹ موشن کے اوپر کوئی اور فاضل رکن تو بولنا نہیں چاہتے؟ نہیں' ٹھیک ہے۔ جی سردار صاحب!

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! یہاں فاضل رکن نے کچھ اعتراضات کیے ہیں جن میں ایک بات یہی تھی کہ لوگوں کو آٹے کی قلت پیش آئی جس کی وجہ متعین نہیں کی جا سکی کہ آیا کیئر ٹیکر حکومت نے یہ قلت پیدا کی یا سابقہ حکومت نے میرے خیال میں فاضل رکن اگر جان بوجھ کر ایسی باتیں کریں تو انھیں کوئی نہیں روک سکتا اس ہاؤس میں ایسی بات کرنے کا انھیں اختیار ہے لیکن دل میں وہ خود منصف ہیں کہ اس قلت کے ذمہ دار کون تھے۔ جناب والا! جن جن ممالک سے گندم درآمد کرنی تھی اس کی موومنٹ ان ممالک سے اگست' مد ستمبر میں شروع ہو جانی چاہیے تھی جب کہ پی پی کی حکومت موجود تھی۔ جتنی مہنگے داموں سے وہ گندم خریدی گئی اس کا میں ذکر نہیں کرتا آپ کی وساطت سے میں عرض کروں گا کہ فاضل رکن اب جواب تو سنتے جاتے لیکن وہ ہاؤس سے باہر جا رہے ہیں امید ہے وہ لابی میں بیٹھ کر باتیں سنیں گے۔ اس حکومت نے اپنی ذمہ داری نہیں نبھائی۔ پنج

میں نگران حکومت آ گئی۔ اُن کے سپرد تو جنرل الیکشنز کرانے کا فریضہ تھا تو انھوں نے بھی یہ ذمہ داری نہ نبھائی اور جب مسلم لیگ کی حکومت وجود میں آئی اور اس وقت سٹاک سنبھالے تو علم ہوا کہ گندم کے سٹاک ناکافی ہیں اور اس کی قلت پیدا ہوگی۔ پھر جن ممالک سے گندم آئی تھی مارچ میں اس کی موومنٹ شروع ہوئی۔ جہاز کو کتنا وقت لگتا ہے پھر کراچی اتارتے کتنے دن لگتے ہیں پھر ادھر سے ہنٹر لینڈ میں گندم کو بھیجنا' اس کی ترسیل' جناب والا! یہ پہلے ہی ذکر ہو چکا ہے لیکن غالباً یہ ایک چیز بھول رہے ہیں تو میں ان کی یاد تازہ کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں پہلے بھی On the floor of the House. کہہ چکا ہوں کہ جب وہ 1995-96ء اور 1996-97ء کے اعداد و شمار کا تقابل کریں جو کہ مختلف فلور ملز کو سرکاری طور پہ گندم جاری کی گئی اور جناب اقبال ٹکا' وہ کس کے وزیر تھے؟ جناب سپیکر! اس کی یہاں وضاحت کرنے کی تو ضرورت نہیں۔ وہ ان کے صرف وزیر نہ تھے بلکہ فاضل رکن جو ابھی یہاں تقریر کر رہے تھے ان کے بڑے قریبی دوست بھی ہیں تو 1995-96ء میں 2 لاکھ اور غالباً 46 ٹن گندم پسائی کے لیے دی گئی تھی اور موازنہ کریں کہ اسی عرصے میں 97 - 1996 5 لاکھ 47 ہزار ٹن گندم جاری کی گئی تھی کس لیے؟ کس بنیاد پہ؟ اس کا جواب تو وہ خود ہی دے سکتے ہیں اور بلکہ وزیر موصوف اقبال ٹکا صاحب نے جاتے جاتے آخری دنوں میں کوئی 37 ہزار ٹن گندم اپنے چہیتے مل مالکان کو خصوصی کوٹے سے بھی جاری کیے ہیں۔ جناب سپیکر! میں اس ضمن میں یہ بات وضاحت سے کہوں گا کہ جن ملوں کو یہ اضافی کوٹے جاری کیے گئے اگر وہ اپنی ساری مشینوں کی تین شفٹیں چلائیں تو ان کو جو کوٹا دیا گیا تب بھی وہ اس کی پسائی نہ کر سکتے تھے پھر یہ کیوں کیا گیا؟ اس کا جواب تو وہی دے سکتے ہیں بہرحال ان کے خلاف انکوائری جاری ہے اور اس میں جتنا غبن ہوا ہے وہ ان شاء اللہ العزیز قوم کے سامنے آ جائے گا۔ پھر انھوں نے یہاں ایک اور اعتراض کیا کہ صوبائی سرحدیں جب کھول دی گئیں تو اس کی وجہ سے صوبہ پنجاب میں گندم کی قلت پیدا ہوگئی۔ جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ وقتی طور پہ کچھ دنوں کے لیے پنجاب کے رہنے والوں کو آٹے کے حصول میں قلت کی وجہ سے تکلیف ہوئی اور پریشانی دیکھنی پڑی۔ لیکن میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اگر آپ کا ایک بھائی بھوک سے تڑپ رہا ہو' تو آپ کی دو روٹیاں ہوں یا چار' تو کیا آپ اس کے ساتھ حصہ نہیں بانٹیں گے؟ آپ اپنے بھائی کو کیسے بھوکا دیکھ سکتے ہیں اور اس وقت صوبہ سرحد کی بھوک مٹانے کے لیے اور وہاں کی

شدید قلت کے باعث وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم ان کی امداد کریں گے پہلے بارڈرز کھولے گئے تھے اس سے یہ احساس ہوا کہ کچھ middle men اس کا منافع لے رہے تھے اور وہ صوبہ سرحد سے گزارتے ہوئے افغانستان اور دیگر وسطی ایشیائی ممالک میں سمگل ہو رہی تھی اور وہ وہاں سے بڑے بھاری منافع کما رہے تھے۔ اس کو روکنے کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ حکمت عملی اختیار کی تھی کہ گورنمنٹ ٹو گورنمنٹ گندم ٹرانسپورٹ کی گئی یعنی حکومت پنجاب اپنی سرحد پہ حکومت سرحد کے سپرد کر دیتی تھی اور وہ سیدھا ان کی ملوں میں جاتا تھا اور وہاں کا بحران بھی ختم ہوا اور اس اثناء میں مرکزی حکومت کے ذریعے برآمدی گندم کی ترسیل شروع ہو چکی تھی۔ وہ بحران ختم ہو گیا اور صوبے بھر میں کہیں بھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا کہ کسی نے فاقہ کاٹا ہو' ہاں حصول میں تکلیف ہوتی رہی' کچھ دن کے لیے لائنیں لگی تھیں لیکن ہر retailer کے پاس وافر تھیلے موجود تھے اور لوگ معمول کے مطابق گندم حاصل کرتے رہے۔ پھر یہ کہتے ہیں اب اس حکومت سے لوگوں کا اعتماد اٹھ گیا ہے۔ جناب والا! یہی ان کا پروپیگنڈہ ہے انھی کی یہ حکمت عملی ہے کہ حکومت وقت کے خلاف dis-information پھیلا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ اس وقت خریداری کا ٹارگٹ حاصل کر لیا گیا ہے اور یہ تخمینہ جات بھی مکمل کر لیے گئے کہ ہمیں کتنی گندم درآمد کرنی پڑے گی اور اس لیے ان شا اللہ العزیز کوئی ایسا بحران آئندہ نہیں آئے گا۔ اب اقبال ٹکا جیسے وزیر نہیں جو کہ اپنے من پسند لوگوں کے ذریعے کروڑ ہا روپے' جناب سپیکر! یہاں لاکھوں کی بات ہی نہیں ہے' گندم سمگل کر کے کروڑہا روپے کماتے رہے ہیں۔ یہاں گندم کا ایک ایک دانہ پنجاب کے عوام کے لیے محفوظ رکھا جائے گا اور ان کو یہ قلت نہیں آنے دی جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں ان کا یہ اعتراض بے جا اور بے بنیاد ہے' لہٰذا مطالبہ زر نمبر 11 منظور فرمایا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ' سردار صاحب۔ اب سوال یہ ہے:

"کہ ایک ارب 73 کروڑ 5 لاکھ 52 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 11 غلّے اور چینی کی سرکاری تجارت کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

"کہ ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 73 کروڑ 5 لاکھ 52 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو'

گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد فیتے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنا پڑیں گے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 22

جناب سپیکر، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 22 پیش کریں گے۔

وزیر خزانہ، شکریہ جناب سپیکر۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے،

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، I oppose.

جناب سپیکر، وٹو صاحب oppose کرتے ہیں۔ تو پھر آپ کٹ موشن پیش کریں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ ایک ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 22 تعلیم کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے،

"کہ ایک ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 22 تعلیم کو کم کر کے ایک

روپیہ کر دیا جائے۔"

MINISTER FOR FINANCE: I oppose, Mr. Speaker.

جناب سپیکر، وزیر خزانہ صاحب oppose کرتے ہیں۔ معظم وٹو صاحب! اب آپ اس کے اوپر بات کریں گے؟ جی' فرمائیے۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ' جناب سپیکر!

جناب سپیکر! اب تک یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب بھی اپوزیشن کی طرف سے کسی مسئلے پہ تنقید کی گئی تو حکومتی بنچز کی طرف سے ایک ہی بات دہرائی جاتی ہے کہ یہ جو مسائل پیش آ رہے ہیں یہ سابقہ حکومت کی ناقص کارکردگی کی وجہ سے ہیں۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات ہمیشہ سے کہی جاتی رہی ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ 1985ء کے بعد جو بھی نئی حکومت آئی اس نے یہی کہا کہ جتنے مسائل ہیں یہ سب پچھلی حکومتوں کی لوٹ مار کا نتیجہ ہیں۔ جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس حکومت کو چاہیے کہ وہ کوئی نئی بات کریں۔ انھیں اتنا بھاری مینڈیٹ ملا ہے اور اتنی بھاری توقعات جو ان سے وابستہ ہیں۔ انھیں چاہیے کہ یہ ایسے اقدامات کریں اور اپنے عمل سے یہ ثابت کریں کہ واقعی یہ عوام کے مسائل کو حل کرنے میں سنجیدہ ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک بات بڑے افسوس کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک حکومت کی جو اچھی پالیسیاں ہوتی ہیں۔ عوام کی بھلائی کے جو کام ہوتے ہیں۔ جب وہ حکومت ختم ہو جاتی ہے تو ہر آنے والی حکومت اس پالیسی کو جاری رکھنے سے انکار کر دیتی ہے۔ خواہ وہ عوام کی بھلائی اور بہتری کے لیے کوئی پالیسی بنائی جائے' کوئی منصوبہ بنایا جائے یا کوئی بل اسمبلی سے پاس کروایا جائے۔ وہ صرف اس لیے اس کو جاری نہیں کرتے چونکہ اس کا کریڈٹ پچھلی گورنمنٹ کو جائے گا' لہٰذا اس منصوبے کو جاری نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں ایجوکیشن پہ بات کرتے ہوئے یہ کہنا چاہوں گا کہ 1994-95ء میں اس وقت کی حکومت' جو میاں منظور احمد وٹو کی حکومت تھی اس میں ایجوکیشن کے لیے کمپلسری پرائمری ایجوکیشن کا بل پاس کیا گیا تھا۔ جناب سپیکر! وہ بل نہایت اہمیت کا حامل تھا۔ معیار تعلیم کو بہتر بنانے میں وہ بل ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ پرائمری ایجوکیشن کی حیثیت ایک بنیاد کی ہے۔ اگر بنیاد مضبوط ہوگی تو اس پر ایک مضبوط عمارت تعمیر ہو سکتی ہے۔ اگر بنیاد ہی

کمزور ہو تو اس پر عمارت کیا بنے گی؟

جناب سپیکر! یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ شرح خواندگی میں ہمارا ملک ترقی پذیر ممالک' جن میں انڈیا اور سری لنکا شامل ہیں' ان سے بھی بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ یہ ہمارے لیے نہایت شرم کی بات ہے۔ اگر ہم کمپلسری ایجوکیشن کو اہمیت نہیں دیں گے اور معیار تعلیم کو بہتر بنانے کے لیے کوشش نہیں کریں گے تو ہم ہرگز ترقی نہیں کر سکتے۔ جناب سپیکر! وہ بل جو اسمبلی میں پاس کیا گیا تھا۔ اس پر عمل نہیں کیا گیا اور اس پر عمل کو روک دیا گیا ہے۔ اس بل سے دو فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہمارے ملک اور صوبے کے جو ننھے منے بچے ہیں' ان کو یہ ترغیب دی گئی تھی کہ وہ سکولوں میں جائیں اور جو سکول کے اوقات ہیں۔ ان میں محنت مزدوری کرنے کی بجائے ان کو پابند کیا جائے کہ وہ سکولوں میں جا کر تعلیم حاصل کریں اور والدین کو بھی مجبور کیا جائے کہ وہ بچوں کو سکولوں میں بھیجیں بجائے اس کے کہ وہ ان کو کھیتوں میں بھیجیں اور وہ فیکٹریوں میں یا دوسری جگہوں پر جا کر محنت مزدوری کریں۔

جناب سپیکر! ایک اور اہم اور اچھا کام جو اس گورنمنٹ نے کیا وہ یہ تھا کہ پرائمری سکولوں میں گریجویٹ ٹیچرز کی آسامیاں پیدا کی گئیں۔ اب تک ہمارے پرائمری سکولوں میں میٹرک پاس پی۔ ٹی۔ سی ٹیچرز appoint کیے جاتے ہیں۔ جب ایک گریجویٹ کو سکول میں تعلیم دینے کے لیے بھیجا جائے گا تو یقیناً وہ ایک میٹرک پاس سے بہتر خدمات سرانجام دے سکتا ہے۔ اس طرح ہزاروں کی تعداد میں گریجویٹ پاس نوجوانوں کو جو بیروزگار ہیں ملازمت کا موقع مل سکتا تھا۔ لیکن اس منصوبے کو بھی ترک کر دیا گیا اور اس پر عمل در آمد نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! ہمارے جملہ مسائل کا حل اس بات میں ہے کہ ہم اپنے بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کریں اور ان کے دلوں میں علم کی روشنی پیدا کریں۔ ایک پڑھا لکھا انسان ہی قومی ذمہ داریوں سے آگاہ ہو سکتا ہے اور اپنے فرائض کو ادا کرنے کے لیے بہتر طور پر کام کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت میری نظر میں جو سب سے سنگین مسئلہ درپیش ہے وہ یہ ہے کہ بوٹی مافیا نے ہمارے نظام تعلیم کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے کاموں کی وجہ سے ہماری ڈگریوں کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ بیرون ممالک میں ان کو تسلیم نہیں کیا جاتا اور بوٹی مافیا نے ہمارے اس پورے سسٹم کو تباہ کر دیا ہے۔ میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ امتحانی مراکز

میں امتحانوں کے دوران امن عامہ کے لیے اور کنٹرول کے لیے رینجرز کی ڈیوٹی لگائی جائے تاکہ "بوٹی مافیا" سسٹم کو تباہ کرنے میں کامیابی حاصل ہو سکے اور امتحانی نظام کو کمپیوٹرائز کیا جائے۔ جناب سپیکر! ایک شخص جو امتحان بھی نہیں دیتا وہ ملی بھگت سے' کلرکوں یا دوسرے انتظامیہ کے لوگوں سے مل کر وہ ایسا چکر چلاتے ہیں کہ وہ اعلیٰ نمبر حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! ٹیکنیکل ایجوکیشن کو promote کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا تعلیمی نظام اس وقت کلرک پیدا کر رہا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ٹیکنیکل ایجوکیشن کی طرف توجہ دیں اور جو ہنر ہیں اور ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ ہیں' ان کو زیادہ سے زیادہ promote کیا جائے تاکہ ہنرمند نوجوان جب وہاں سے پڑھ کر اور ٹیکنیکل شعبے سے تعلیم حاصل کر کے نکلیں تو ان کے لیے روزگار بھی کوئی مسئلہ نہ ہو اور اس طرح بے روزگاری کا مسئلہ بھی حل کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میرے ضلع اوکاڑہ میں کئی تعلیمی ادارے ہیں جو فنڈ نہ ہونے اور حکومت کی ناقص منصوبہ بندی کی وجہ سے ابھی تک نامکمل ہیں۔ میرے حلقے میں حویلی' بصیرپور' حجرہ اور منڈی احمد آباد میں ہائر سیکنڈری سکولوں اور کالجوں کی تعمیر کی گئی ہے۔ لیکن وہاں پر لیکچررز کی آسامیاں منظور نہیں کی گئیں۔ میں بڑے ادب کے ساتھ حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ صرف اس لیے ان نہایت اہمیت کے حامل منصوبوں کو ناکام نہ کیا جائے کہ اس کا کریڈٹ ایک سابق وزیر اعلیٰ کو جائے گا۔ جو کام تعلیم کی بہتری اور عوام کی بھلائی کے لیے کیے گئے ہیں ان کو جاری رکھا جائے۔ یہ منصوبے عوام کے لیے بنائے گئے ہیں اور ان کو کامیاب بنایا جائے اور ان میں لیکچررز کو تعینات کیا جائے تاکہ میرے ضلع اوکاڑہ کے عوام تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو سکیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی سعید اکبر صاحب! آپ نے اس کے اوپر کوئی بات کرنی ہے؟

جناب سعید اکبر خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اجازت ہے سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: آپ نے بسم اللہ پڑھ دی ہے۔ اجازت ہے۔

جناب سعید اکبر خان، بسم اللہ پڑھنے کے بعد بھی اجازت لی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر، جی' اجازت ہے۔

جناب سعید اکبر خان، بہت بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! محکمہ تعلیم انتہائی اہمت کا حامل ہے جس کے بارے میں فنانس منسٹر صاحب نے بھی اپنی تقریر میں بڑے خوبصورت الفاظ استعمال کیے اور انھوں

نے بڑے خوبصورت انداز میں تعلیم کے محکمے کو اہمیت دی۔ میں یہ بات جانتا ہوں اور اس کی حقیقت اور اہمیت کو بھی میں سمجھتا ہوں کہ جب تک بہتر تعلیم کا بندوبست نہیں ہوگا اور تعلیم پر ہم سارے مل کر توجہ نہیں دیں گے کہ اس وقت تک یہ قوم ترقی نہیں کر سکتی اس بات کی اہمیت کو ہر آدمی سمجھتا ہے ۔جناب سپیکر! بات تعلیم کی ترقی کی ہے۔ لوگوں کی اور محکمے کی ترقی کی بات میں نہیں کر رہا کہ اس محکمے کو کتنا بڑا کر دیا جائے' اس محکمے کی بہتری کے لیے کیا کیا جائے۔ میری گزارش یہ ہے کہ تعلیمی معیار کو بہتر کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس صوبے یا اس ملک میں شرح خواندگی میں بھی تضاد ہے۔ جو اعداد و شمار محکمہ تعلیم دیتا ہے عام آدمی اسے تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ جناب سپیکر! جہاں بھی اور جس ادارے میں بھی سیاست آئی ہے' اس ادارے میں ہم نے دیکھا ہے کہ خرابی آئی ہے اور اس کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہم خوف زدہ ہو کر اس بات کی تائید کر جاتے ہیں کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں یونین سسٹم ہونا چاہیے۔ جناب سپیکر! اس حقیقت سے بھی ہم تمام دوست آگاہ ہیں کہ ان کی سرگرمیوں کی وجہ سے وہاں کیا خرابیاں آئی ہیں' کیا خامیاں آئی ہیں۔ جہاں بچے دوستی اور محبت کا پیغام لینے جاتے ہیں وہاں دشمنیاں اور قتل عام ہوتے ہیں اور طلبہ جنھیں والدین بہتر بنانے کے لیے بھیجتے ہیں انھی چکروں میں آ کر ان کا جو حال ہے اور اس کے بعد اس کا جو رزلٹ ہے اس سے کوئی دوست بھی انکار نہیں کر سکتا۔ جناب سپیکر! یہ حقیقت سامنے آ چکی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس حکومت نے جہاں زرعی ٹیکس جیسا جرأت مندانہ اقدام کیا ہے' مجھے امید ہے اس پر بھی اس طرح کا کوئی اقدام اٹھائیں گے جس سے تعلیمی معیار بہتر ہوگا۔ جناب سپیکر! یہ بھی ایک بہتر اقدام لیا گیا ہے جو پی آر ٹی سی کو ختم کرنے کا ہے جس کو ہر آدمی یہ سمجھتا تھا' اس صوبے کا ہر آدمی اس حقیقت کو تسلیم کرتا تھا کہ یہ ایک سفید ہاتھی تھا جو اس صوبے پہ وزن تھا۔ جناب سپیکر! میں اس ذہن کا آدمی نہیں کہ میں مخالفت برائے مخالفت پر ڈٹا رہوں۔ جو بات اچھی ہوگی اس کو ہم برملا کہیں گے۔یہ ایک اچھا اقدام تھا جس کو میں نے برملا کہا۔

جناب سپیکر! اس صوبے اور اس ملک میں تعلیم کی اقسام ہیں۔ ایک غریب آدمی کے لیے مختلف طریق کار یا ذریعہ تعلیم ہے۔ ایک سرمایہ دار کے لیے مختلف تعلیمی معیار ہے۔ ان کے لیے بہتر سہولتیں موجود ہیں جن کے پاس پیسہ ہے۔ جو عام غریب آدمی ہے' جو حکومت کے سکولوں میں پڑھتا

ہے ان کے تعلیمی معیار سے بھی ہمارے تمام دوست آگاہ ہیں۔ میری پرزور اپیل ہے کہ اس نظام میں بہتری لائی جائے تاکہ غریب والدین کے بچے جو بہت ذہین ہیں ان کو بھی ویسے مواقع اور ویسی تعلیم ملے جس سے وہ اپنی زندگی بہتر انداز میں بسر کر سکیں۔ جناب سپیکر! ایک غریب آدمی اپنی مالی حالت کی بناء پر اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دے سکتا' جن کی اس ملک میں اور اس صوبے میں اکثریت ہے۔ ان کے لیے بھی ہمیں سوچنا ہے اور ان کے ہونہار بچوں کی تعلیم کا بندوبست ہمیں کرنا ہے۔ جناب سپیکر! پرائمری تعلیم کو' جیساکہ یہاں اس ہاؤس میں بل پاس ہوا کہ لازمی قرار دیا گیا' اس پر بھی ہمیں بہتر انداز سے عمل درآمد کرنا ہوگا۔ اور ہمیں تمام بچوں کو سکول میں بھیجنا چاہیے تاکہ اس ملک کی وہ جنریشن جس نے آگے آ کر اس ملک کی ترقی میں اپنا حصہ بٹانا ہے وہ بہتر شہری کی صورت میں اس صوبے کے عوام میں اور خدمت میں اپنا حصہ ادا کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس محکمے میں میرٹ کی پالیسی' جیساکہ سابقہ حکومت کے ادوار میں داخلوں میں ہوئی تھی' اس میں بہت زیادہ اچھائیاں بھی ہیں' اور کچھ خامیاں بھی ہیں۔ تو ان کو بھی ہمیں دیکھنا ہوگا۔ جناب والا! پس ماندہ علاقوں کا طالب علم لاہور کے بہتر اداروں سے پڑھے ہوئے' یا نرسری سے تیار ہو کر جو بچے آتے ہیں' جن کے لیے وسائل موجود ہیں' وہ ان کو compete نہیں کر سکتا۔ وہ ان کے معیار پر پورا نہیں آ سکتا۔ جو ان کو بہتر تعلیم دی جاتی ہے ان کا وہ مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہمیں اس بات کا بھی خیال رکھنا ہوگا۔ میں اس بات کا حامی ہوں کہ داخلہ میرٹ پر ہو۔ لیکن ان بچوں کا جو اس صوبے کے دور دراز علاقوں میں رہتے ہیں اور ان کو تعلیمی وسائل بہتر مہیا نہیں ان کا کیا قصور ہے کہ وہ یہاں لاہور کے اچھے سکولوں سے پڑھے ہوئے بچے کے مقابلے میں بہتر نمبر نہیں لے سکتے؛ تو میری یہ گزارش ہے کہ اس بات پر بھی غور کیا جائے اور اس کو کسی بہتر انداز میں حل کر کے ان بچوں کو بھی انہی کے مقابلے' یا کوئی طریق کار بنا کر ان بچوں کے مقابلے میں لایا جائے جو وسائل کی کمی کی وجہ سے اور اچھے تعلیمی اداروں کے نہ ہونے کی وجہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے میرٹ کی پالیسی کو بہت زیادہ اہمیت دی۔ شکر ہے اور آج ہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ اگر آئندہ ہم نے انصاف' میرٹ نہ دیا تو شاید ہم پھر آگے چل نہ سکیں۔ شروع شروع میں تو ہمیں یہی امیدیں تھیں کہ اتنا بھاری مینڈیٹ ہے اور عوام کی بھرپور اکثریت نے ان لوگوں کو ووٹ دیے ہیں تو شاید یہ میرٹ سے ہٹ بھی نہیں سکیں گے۔ جناب سپیکر! اسی

اجلاس کے دوران ہم نے میرٹ کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے دیکھا۔ وزیر تعلیم صاحب نے کمیٹی روم "سی" میں یا دوسری کمیٹیوں میں ڈویژن وائز میٹنگز کیں اور انھوں نے ہمارے دوستوں کی خواہش کے مطابق ان سے لسٹیں لیں کہ کس کو کہاں لگایا جائے' کس کو کہاں لگایا جائے۔ وہ لسٹیں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں بھی پہنچ چکی ہیں۔ لوگوں کی اپنی خواہشات کے مطابق پوسٹنگ میں ان کی سفارشات ہیں۔ جناب سپیکر! اگر اسی طرح کا میرٹ اس صوبے میں کرنا ہے اور اسی طرح اس میرٹ سے اس تعلیمی معیار کو بڑھانا ہے تو آپ بھی اس سے بہتر اندازہ لگا سکتے ہیں' میں بھی لگا سکتا ہوں' عوام بھی لگا سکتے ہیں۔ جب اس طرح کی پوسٹنگز ہوتی ہیں' ہمارے تمام دوستوں کا یہ تجربہ ہے کہ اس کے بعد جو ہمارے چہیتے ماسٹر ہوتے ہیں' جو ہماری سیاسی حمایت کرتے ہیں' جو وہاں پریذائیڈنگ ہوتے ہیں-----

وزیر تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' چودھری اقبال صاحب' پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

وزیر تعلیم: Sorry sir' میں اپنے فاضل دوست کو disturb نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن انھوں نے ایسی بات کی ہے جس کے اوپر مجھے personal explanation دینا پڑی ہے۔

جناب سپیکر! میٹنگوں کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ان میں صرف پوسٹنگ' ٹرانسفر ہوتی ہے۔ میٹنگ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایسے ڈویژن جہاں سکول تو بنے ہوئے ہیں لیکن سٹاف کوئی نہیں ہے۔ hundred and one problems ہیں۔ اب جس کی وہ بات کر رہے ہیں کہ شرح خواندگی بڑھانی ہے اس کے لیے بھی اپنے دوستوں کی مشاورت ہوتی ہے کہ کون سے سکول میں ٹیچر ہیں یا نہیں؟ کس سکول کے کیا کیا مسائل ہیں؟ لیبارٹری ہے کہ نہیں؟ اب hundred and one problems ہیں جن پر ہم میٹنگ میں بحث کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ صرف پوسٹنگ' ٹرانسفر زیر بحث لاتے ہیں۔ میرے فاضل دوست اس بات کو detrack کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی' ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرے بھائی چودھری اقبال صاحب نہایت ہی وضع دار آدمی ہیں اور مجھے یہ اندازہ نہ تھا کہ وہ میری اس بات کا بُرا منا کر اس طرح پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھیں گے جو کہ حقیقت ہے۔ اگر یہ چاہتے ہیں تو میں انھیں ان کی طرف سے پوسٹنگ' ٹرانسفرز کی جو لسٹیں ہیں

وہ دکھا دیتا ہوں جن کا وہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے میٹنگز کی ہیں کہ کن کن سکولوں میں ٹیچر نہیں اور سٹاف نہیں ہے۔ ایسے مسائل میں جب ایسی میٹنگز ہوتی ہیں تو جو اپوزیشن والے ایک' دو' چار ہیں ان کو بھی بلا لیا جاتا ہے کہ آپ کے بھی حلقے ہیں----

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! ساڑھے تین سالوں میں جیسے یہ ہمیں بلایا کرتے تھے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ہمارا تو فرض بنتا ہے انھیں بلانا جب کہ انھوں نے کبھی بھی ہمیں یاد نہیں کیا تھا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی سعید اکبر صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ جو میٹنگز چودھری صاحب نے اور ہیلتھ منسٹر صاحب نے کی ہیں ان کے مقاصد کیا ہیں۔ جو لسٹیں انھوں نے محکمے کو بھیجی ہیں' ان کی کاپی ہمارے پاس بھی موجود ہے۔ جب بھی چودھری صاحب چاہیں گے میں انھیں فراہم کر دوں گا۔

وزیر خزانہ: اپنے زمانے کی لسٹیں بھی ذرا بتا دیں۔

خواجہ ریاض محمود: اپنے وقت کی فائلوں کے تھبے بھی بتا دیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! مجھے یہی توقع تھی کہ یہی جواب آنے ہیں۔

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خاکوانی): جناب سپیکر! تعلیم کی کٹ موشن پر بات ہو رہی ہے اور میرا ذکر کہاں سے آ گیا ہے؟

جناب سپیکر: کوئی بات نہیں' جب سردار صاحب جواب دیں گے تو یہ سب باتیں اس میں آ جائیں گی۔ میرا خیال ہے کہ ان کو اب wind up کرنے دیں۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ پالیسی ساز ہیں۔ ہم ان کی طرح بیٹھ کر میٹنگوں میں کمشن طے نہیں کرتے۔ اگر آپ نے ہر ڈویژن کے دوستوں کی میٹنگ بلائی ہے اور اگر میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ کون سے ہسپتال میں فلاں مشینری خراب ہے' کون سے ہسپتال میں فلاں مشینری نہیں' کون سے ہسپتال میں کون سی پوسٹ خالی ہے' تو ہم تمام دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر یہ بات کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم وہاں پر صرف گپیں لگاتے ہیں

یا لمش طے کرتے ہیں؟

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ کوئی نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں حافظ صاحب کا بڑا احترام کرتا ہوں۔

وزیر صحت: آپ کو کرنا بھی چاہیے۔ (قہقہے)۔

جناب سعید اکبر خان: کرتا ہوں۔ لیکن جو بات انھوں نے فرمائی اور میں قطعاً یہ بات کرنا نہ چاہتا تھا۔

جناب سپیکر، سعید اکبر صاحب! میرا خیال ہے کہ اب کٹ موشن پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ آپ اسے ذرا wind up کریں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! آج کا "جنگ" اخبار پڑھیں۔ اس میں جو باتیں لکھی گئی ہیں وہ بھی افسوس ناک ہیں۔ میں ان کو نشان دہی کرنا نہیں چاہتا تھا۔

وزیر صحت، کیوں نہیں کرنا چاہتے۔ کیجیے، میں حاضر ہوں۔

جناب سپیکر، خاکوانی صاحب! میرا خیال ہے کہ ضرورت نہیں۔ کوئی ضرورت نہیں۔

جناب عبدالمنان شیخ، جناب سپیکر! کل آپ نے فرمایا تھا کہ یہ تیاری نہیں کر کے آتے۔ انھیں کہا جائے کہ تیاری کر کے آیا کریں۔

جناب سپیکر، جی، جی۔ سعید اکبر صاحب! آپ اس کے اوپر کتنا ٹائم اور لیں گے؟

جناب سعید اکبر خان، بس دو تین منٹ میں wind up کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، چلیں، دو تین منٹ میں wind up کرلیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! اس محکمے میں جو بھی کوتاہیاں جس حکومت سے بھی ہوئیں۔ ہمیں ان کا اندازہ کر لینا چاہیے اور آج ان کے جو رزلٹ ہمیں مل رہے ہیں ان کا بھی ہمیں اندازہ کرنا ہوگا۔ کیونکہ اگر ہم نے تعلیمی معیار کو اور تعلیم کو اہمیت نہ دی تو اس میں کوئی بہتری نہیں آسکے گی۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بجٹ میں پیسے بڑھا دینے سے تعلیمی معیار بہتر نہیں ہوتا۔ ہم نے ہر بجٹ میں دیکھا ہے کہ تعلیم کے لیے پیسے بڑھتے رہے ہیں لیکن کیا ہم تمام دوست دیانت داری سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ تعلیم میں کوئی بہتری آئی ہے؟ تعلیمی معیار میں کوئی بہتری آئی ہے؟

میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی کہا تھا کہ پبلک سروس کمشن میں جب لوگ انٹرویو دینے گئے تو وہاں لوگوں کے تعلیمی معیار کا جو اندازہ ہوا اور ہم نے جو اخباروں میں پڑھا تو ہمیں اس سے بھی اندازہ لگا لینا چاہیے کہ ہمارا تعلیمی معیار کیسا ہے۔ ہمیں اس بات کو بڑی گہری نظر سے دیکھنا ہوگا کہ اگر ہم تعلیم کو ٹھیک نہیں کر سکتے، تعلیمی معیار کو ٹھیک نہیں کر سکتے اور تعلیم کی جو ہمارے صوبہ میں ضرورت ہے اس کو ہر گھر تک نہیں پہنچا سکتے تو اس وقت تک ہمارا یہ صوبہ کوئی بھی ترقی نہیں کر سکتا یا کسی کام میں بھی ہم بہتری کی توقع نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! انہی الفاظ پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اب سردار صاحب! آپ اس پر بولیں گے؟

وزیر خزانہ: جی، میں تھوڑی سی بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی سردار صاحب۔

وزیر خزانہ: شکریہ، جناب سپیکر! میں مختصر بات کروں گا۔ یہاں ایک نئے رکن اسمبلی ہیں لیکن ان کا واسطہ ان کے بزرگ کی وجہ سے تو بڑا پرانا ہے اور جنھوں نے یہاں آج پہلے اس کٹ موشن پر بات کی ہے۔ وہ یہ کہہ رہے تھے کہ ہر آنے والی حکومت یہی ایک رٹ لگاتی ہے کہ سابقہ حکومت نے یہ کیا اور سابقہ حکومت نے وہ کیا اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے عمل سے یہ ثابت کرنا چاہیے کہ صوبے کے عوام کی بھلائی کے لیے ہم کتنے سنجیدہ ہیں۔ میرے خیال میں ہم نے تو روز اول سے ہی یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہم کتنے سنجیدہ ہیں۔ میرٹ کی پالیسی کا فاضل رکن سعید اکبر نوانی صاحب یہاں خود ذکر کرتے رہے ہیں لیکن پھر اس کے بارے میں بھی تشویش کا اظہار کر گئے اور باقی جو اقدامات کیے گئے ہیں اس کا بار بار یہاں ذکر ہو چکا ہے۔ میں اس پر زیادہ بات نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر! انھوں نے یہ بھی کہا کہ جو سکیمیں پچھلی حکومتیں چلاتی ہیں وہ آنے والی حکومتیں بند کر دیتی ہیں۔ یہ جناب معظم وٹو نے بالکل درست کہا کہ 1990ء میں جب مسلم لیگ کی حکومت وجود میں آئی تھی اور اس وقت ان کے والد محترم اسی مسند پر بیٹھا کرتے تھے، 1993ء تک کی جو سکیمیں مکمل ہو چکی تھیں وہ تو ہو چکی تھیں لیکن جو 1993ء میں جاری تھیں وہ انہی کے والد محترم نے ساری کی ساری بند کر دی تھیں۔ اگر آپ کہیں تو میں ان کا ریکارڈ بھی فلور آف دی ہاؤس پر پیش کر سکتا ہوں اور یہ تو وہی شرم ناک عمل ہے جس کی طرف یہ نشان دہی کر رہے ہیں۔ میں اپنی

پالیسیوں کا یہاں بجٹ تقریر میں کہہ چکا ہوں۔ لیکن ان کی معلومات میں شاید وہ بات نہ آئی ہو۔چنانچہ یہ بجٹ تقریر کے دوران سو رہے تھے یا شرم کے مارے باہر چلے گئے تھے۔ ہم نے 75 فی صد اپنے ترقیاتی بجٹ کا جو حصہ ہے وہ ان کی جاری سکیموں پر اور صرف 25 فی صد نئی سکیموں پر رکھا ہے۔ ہم نے عملاً ثابت کیا ہے کہ جو کچھ یہ کرتے رہے ہیں وہ ہماری پالیسی نہیں ہوگی۔(نعرہ ہائے تحسین) وہ منصوبے ہرگز ہم آگے نہیں جانے دیں گے جو ان کے والد اور ان کے دوستوں کی عیاشیوں کے لیے بنائے گئے تھے۔ مثلاً کمیونٹی سنٹر جو آج بھی ڈیرے بنے ہوئے ہیں اور اس وقت بھی ان کے اوپر ان کے ذاتی تالے لگے ہوئے ہیں اور ان کے ذاتی استعمال میں ہیں۔پھر یہ یہاں یہ بھی کہہ گئے، بڑے افسوس کی بات ہے کہ پاکستان، شاید یہ ملک کی بات کر رہے تھے یا صوبے کی، یہ وضاحت انھوں نے نہیں کی، انھوں نے دو چار ممالک کے نام لیے کہ اب بھی ان میں سے شرح خواندگی کے لحاظ سے کم ہے۔ تو ساڑھے تین سال ان کی حکومت بھی رہی اور ساڑھے تین سال کوئی ایسا معمولی عرصہ بھی نہیں ہے تو انھوں نے تنقید تو کی۔ یہ تین مہینے کی حکومت پر تو انھوں نے تنقید کی۔ رشتے میں تو غالباً چچا ہی ہوں گے کیونکہ ان کے والد کے دوست ہیں جناب سعید اکبر نوانی صاحب نے اپنے دور حکومت کا کوئی کارنامہ یہاں ظاہر کیا۔ تین مہینے کی حکومت پر تنقید کرنا کتنا جائز ہے یا کتنا جائز نہیں؛ وہ تو جناب! یہ ہاؤس خود اندازہ لگا سکتا ہے۔ ہم خوش ہوتے اگر یہ دونوں حضرات یہ فرما دیتے کہ جناب منظور احمد وٹو نے یہ کیا یا دوسرے فاضل رکن جناب سعید اکبر نوانی صاحب فرما دیتے کہ میرے وزیر اعلیٰ نے یہ کیا۔ لیکن ایسا کچھ نہیں کہا گیا۔ صرف اعتراض برائے اعتراض۔پھر یہاں آج یہ تجویز دیتے ہیں کہ امتحانات کے نظام کو کمپیوٹرائز کر دینا چاہیے۔جناب والا!ساڑھے تین سال پہلے ان کو کیا ہو گیا تھا، اس وقت تو کلی اور جزوی اختیارات ان کے تھے۔ یہ دو سال رہے ہیں۔ جناب نکئی کن کے تھے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ ٹیکنیکل ایجوکیشن چلیں، آپ دو سال ہی لگا لیں میں سعید اکبر نوانی صاحب کی بات مان لیتا ہوں کیونکہ وہ ان کے علیحدہ خانے میں دوست تھے اور نکئی صاحب ان کے علیحدہ خانے میں دوست تھے۔ (قہقہے)تو اس دو سال یا ڈیڑھ سال میں کتنے کمپیوٹرائز ہوئے اور انھوں نے کتنے ٹیکنیکل ادارے کھولے؟ میں آج آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ نے محکمہ تعلیم کو ہدایات کر دی ہیں کہ امتحانات کو کلی طور پر کمپیوٹرائز کر دیا جائے۔ وہ عمل شروع ہو چکا ہے اور اسی ہاؤس کے اندر میں بیان کر چکا ہوں پتہ نہیں یہ سوتے

رہتے ہیں یا انھیں سننے کی عادت نہیں وہ صرف اعتراضات لکھتے رہتے ہیں انھیں سننے کی عادت نہیں کہ ہنرمندی کو ترویج دینے کے لیے اس حکومت نے تین ارب روپیہ مختص کیا ہے۔جناب یہ تین ارب روپیہ ہے اور ماضی میں کسی حکومت کے دوران ایسا اقدام نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! وہ بھی سمجھتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کے دور میں وہ لوگ ان کے ساتھ کتنے سنجیدہ تھے وہ سب کچھ سمجھتے ہیں۔

وزیر خزانہ، یہاں تعلیم کی ترقی کی بات کی گئی اور وہ جو ان میں سینئر رکن جناب سعید نوانی صاحب ہیں انھوں نے کی ہے۔ تو میں عرض کرتا ہوں کہ ان کے دور حکومت میں جو ان کے نمبر 2 دوست تھے۔ زیادہ قریب کون تھا اور کم قریب کون تھا وہ تو وہ خود فیصلہ کریں گے لیکن جو ان کے نمبر 2 دوست تھے۔ وہ نمبر 2 کو جن معنوں میں بھی لے لیں خواہ سینارٹی میں لے لیں یا اصل اور نقل میں لے لیں وہ تو ان کی اپنی مرضی ہے۔ ان کے نمبر 2 دوست کی حکومت کے دوران budget allocation کے خرچ کو دیکھ لیں-----

جناب سپیکر، نمبر 2 کون تھے؟

وزیر خزانہ، جناب والا! میں وزیر اعلیٰ کی بات کر رہا ہوں۔ جناب دونوں ہی ان کے دوست تھے۔ نمبر 1 بھی اور نمبر 2 بھی۔ جناب وٹو صاحب نمبر 1 تھے اور نکئی صاحب نمبر 2 ' بہتر یہ جانتے ہیں کہ یہ زیادہ قریب کس کے تھے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

وزیر خزانہ، ان کے وزیر اعلیٰ کے دور میں Non-SAF میں صرف 58 فی صد بجٹ allocation تعلیم پر خرچ ہو سکی اور SAF میں صرف 25 فی صد یعنی سو روپے میں سے یہ صرف 25 روپے خرچ کر سکے۔تو جناب والا! یہ تعلیم کی اہمیت کی بات کرتے ہیں۔

سردار طفیل احمد خان، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ نمبر 2 کس کو کہتے ہیں؟ نمبر 2 کی وضاحت کی جائے۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر، جی' وہ وضاحت کر رہے ہیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! فاضل رکن نے میری بات سنی نہیں۔ میں نے کہا کہ یہ تو وہ فاضل رکن اپوزیشن والے جانیں گے کہ ان کو کس نمبر 2 والے کھاتے میں رکھتے ہیں۔

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! میرا سوال بڑا ہی سادہ سا ہے۔ میرا تو نمبر ایک اور دو کا سوال ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ نمبر 2 کی ذرا وضاحت کر دیں۔

وزیر خزانہ، جناب والا! میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ فاضل رکن سے کہیں کہ وہ مجھے conclude کرنے دیں۔

جناب سپیکر، طفیل صاحب! میرے خیال میں انھیں بولنے دیں۔

وزیر خزانہ، پھر جناب والا! یہ پرائمری سکولز کو بڑھانے' وغیرہ' وغیرہ کی چند ایسی یہاں باتیں کرتے رہے ہیں۔ لیکن انھیں شاید یہ علم نہیں کہ اس تین ماہ کے عرصے میں' اس حکومت کو وجود میں آئے ہوئے صرف تین ماہ اور کچھ دن گزرے ہیں' ہم نے وزیر تعلیم کی ذاتی نگرانی کے تحت یہ ایکسر سائز شروع کروا دی ہے اور پنجاب میں جو ایک عام اصطلاح "Ghost Schools" استعمال کی جاتی ہے اور اس تھوڑے سے وقت میں جب ہم نے اسمبلی کی کارروائی بھی گزارنی ہے صوبے کے باقی امور پر بھی نظر رکھنی ہے' اس قلیل سے عرصے میں 164 "Ghost Schools" کی ہم نشان دہی کر چکے ہیں اور یہ کام ابھی جاری ہے اور ان کے وزیر تعلیم ریاض فتیانہ صاحب مشہور زمانہ ہیں ان کے بارے میں میں کیا تعریف کروں؟ اور معلوم نہیں کہ انھیں یہ محکمہ تعلیم کیوں سونپا گیا؟ میں اس بارے میں کیا کہوں یہ تو وہ خود ہی جانتے ہوں گے کہ فتیانہ جیسے آدمی کو محکمہ تعلیم سنبھال دیا گیا۔ بھئی کیوں؟ اس کا جواب تو وہ خود ہی دیں گے لیکن ہم نے اس تھوڑے سے عرصے میں 164 "Ghost"schools کی نشان دہی کی ہے۔ اگر آپ دیکھیں تو ان کے اخراجات تو کروڑوں میں چلے جائیں گے ہم ان سکولوں کی پہچان کر چکے ہیں اور یہ ایکسر سائز جاری ہے۔ ان شاء اللہ العزیز ان تمام "Ghost"schools کو ہم مٹائیں گے اور جہاں جہاں یہ سہولت چھوٹے بچوں کو حاصل نہیں اس کو یقینی بنائیں گے۔

جناب' مجھے ایک افسوس ہوتا ہے کہ آج صبح ہی جب فاضل اراکین اپوزیشن ہاؤس میں واپس تشریف لائے آپ نے بھی welcome کیا اور ٹریژری بنچز نے بھی ان کی واپسی کو welcome کیا اور میں اب بھی کہتا ہوں کہ ہم ہاؤس میں واپس آنے پر ان کو خوش آمدید کہتے ہیں اور ہمیں خوشی ہے کہ یہ بحث میں حصہ لے رہے ہیں۔ انھوں نے یہ کہا کہ جی ہمیں وہ بل سرکولیٹ نہیں کیا گیا تھا وہ پڑھ نہیں سکے ہم اس پر کیا تجاویز دیں گے' کیا ترامیم دیں گے وغیرہ وغیرہ

جناب سپیکر! یہ ساری باتیں آپ کے سامنے آئی ہیں۔ جناب' یہ بجٹ تو کافی دن پہلے پیش ہو چکا ہے ضمنی بجٹ کی سب کاپیاں ان کو سپلائی ہو چکی ہیں۔ آج یہ ہماری تین مہینے کی حکومت پر نکتہ چینی تو کرتے رہے ہیں میرٹ پالیسی پر' فلاں پہلو پر' وغیرہ وغیرہ۔ آخر میں یہ کہتے ہیں کہ میری یہ تجویز ہے کہ کوئی ایسا طریق کار' کوئی ایسا لائحہ عمل بنایا جائے جس سے یہ میرٹ پر ہو سکے۔ یعنی ان کی اس گفتگو سے آپ اندازہ لگا لیں کہ یہ کتنے سنجیدہ ہیں۔ میں کہتا ہوں ان کے اعتراض برائے اعتراض ہوتے ہیں' ورنہ یہ کہتے کہ آپ نے یہ میرٹ پالیسی بنائی ہے اس میں یہ نقائص ہیں۔ میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ یہ ایسے ہونا چاہیے۔ پھر بھی یہ ہم پر ہی بوجھ ڈال رہے ہیں۔ جناب' ہم تو سوچ رہے ہیں اور ان شاء اللہ العزیز اپنی پالیسی کو کامیاب سے کامیاب تر بنائیں گے۔ ان کی طرف سے اس وقت تک کی تقاریر ان میں کوئی ایک اچھی تجویز ہاؤس میں نہیں پیش کی گئی کہ کوئی لائحہ عمل بنایا جائے۔ یہ تو man on the street بھی کہہ سکتا ہے جس کا بجٹ یا بجٹ کی کارروائی سے کوئی تعلق نہ ہو کہ جناب' کوئی اچھی سکیم بنائیں۔ جناب' کوئی اچھی پالیسی بنائیں۔ تو یہ بھی man on the street کی طرح ہی behave کر رہے ہیں۔ بجٹ میں انھیں کوئی دل چسپی نہیں۔ یہ یہاں اخباروں میں اپنا نام دینے کے لیے آتے ہیں کہ فلاں نے بھی تقریر کی فلاں نے بھی تقریر کی' ورنہ میں خوش ہوتا میں آپ کی وساطت سے کہہ رہا ہوں کہ میرے عزیز یہاں یہ بتاتے کہ ہم یہ تجویز پیش کرتے ہیں اور پھر اگر ہم انھیں نہ بلاتے اور ہم انھیں مشاورت میں نہ شامل کرتے پھر یہ اسی ہاؤس میں کھڑے ہو کر آپ کو گلہ دے سکتے تھے فروعی اعتراضات کے بعد میں آپ سے یہی عرض کروں گا کہ ان کی کٹ موشن مسترد کی جائے اور ڈیمانڈ نمبر 22 کو منظور فرمایا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ سردار صاحب۔ اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 22 تعلیم کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال

کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 24

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 24 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: شکریہ' جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30۔ جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے،

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30۔ جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس: I oppose it, sir.

جناب سپیکر: سعید احمد خان منیس صاحب اپوز کرتے ہیں۔ آپ کٹ موشن پیش کیجیے۔

جناب سعید احمد خان منیس: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ ایک ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 24 زراعت کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے،

"کہ ایک ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 24 زراعت کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

وزیر خزانہ ۔ I oppose it, Sir.

جناب سپیکر ۔ وزیر خزانہ اپوز کرتے ہیں تو منیس صاحب! آپ اس پر بات کریں گے؟ فرمایئے۔

جناب سعید احمد خان منیس ۔ جناب سپیکر! شکریہ' محکمہ زراعت بہت ہی اہم ہے جس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ ملک کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی زراعت ہے۔ لیکن زراعت پر صوبائی حکومت کی توجہ بہت ہی کم ہے۔ یہ ایک بار بار دہرانے والی بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ دہرانی بھی چاہیے کہ معیشت کی ریڑھ کی ہڈی کی پشت میں جو مالیہ Land Hoarding Tax کا چھرا گھونپا گیا ہے میں سمجھتا ہوں اس کی مثال ہی کافی ہے۔

جناب سپیکر! مجھے علم ہے کہ اس معزز ایوان کے اراکین جو کہ "ہاں" اور " ناں" کہہ کہہ کر تھک چکے ہیں' وہ آج اپنے گھروں کو بہت جلد واپس جانا چاہتے ہیں۔ لیکن میں انھیں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ واپس جا کے بھی انھیں خوش آمدید کوئی نہیں کہے گا اور یہ مثال ویسے ہی ہے کہ جیسے سر منڈاتے ہی اولے پڑیں کہ الیکشن ہو گئے ' ان کے نتائج آ گئے اور پھر یہ پہلا بجٹ سیشن تھا۔ اس کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ عوام کے پاس جا کر کوئی اچھی نوید دیتے لیکن جیسے میں نے عرض کیا کہ یہ وہ نوید لے کر جا رہے ہیں جس سے ان کے ووٹر حضرات' ان کے دوست احباب ان کو اچھا نہیں جانیں گے۔

جناب سپیکر! اپنی پہلی تقریر میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ کہا تھا کہ حزب اقتدار اور حزب مخالف ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بیانات اور ان پر عمل درآمد میں بہت تعاد ہے۔ بیانات کچھ ہوتے ہیں اور ان پر عمل کچھ ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! یہاں کل جو بات ایوان میں دیکھنے میں آئی۔ میں پھر کہوں گا کہ بات کو دہرانا اچھی بات نہیں' لیکن جس وقت اپوزیشن نے بائیکاٹ کیا تو ان کی عدم موجودگی میں جناب وزیر اعلیٰ نے کہا کہ اپوزیشن اس بل کی مخالفت کر کے کرپشن کو فروغ دینا چاہتی ہے۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں ہی جناب وزیر خزانہ سے عرض کیا تھا کہ کرپشن کو ختم کرنے کے لیے اپوزیشن کے اراکین ان کی assistance کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ اتنے بھاری مینڈیٹ رکھنے والے وزیر اعلیٰ یہ بات کریں کہ اپوزیشن اس بل کی مخالفت اس لیے کر رہی ہے کیونکہ وہ کرپشن کو فروغ دینا چاہتی ہے؟ جناب سپیکر! وہ ہمارا ایک آئینی اور جمہوری حق تھا جس کو ہم نے استعمال کیا۔ میں اس بات کا عادی نہیں

کہ کسی پر ذاتی hit کروں لیکن جب یہ کہا جائے کہ اس بل کی منظوری کی صورت میں کئی ملین ڈالر اس صوبے کو ملتے ہیں۔۔۔۔

چودھری محمد اقبال ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ میرے فاضل دوست تو سپیکر بھی رہ چکے ہیں اور بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ غور فرمائیں کہ انھوں نے جو تحریک دی ہے اس میں وہ " کہ مطالبہ میں مضمر حکمت عملی اور کسانوں کو بہتر سہولیات مہیا کرنے میں حکومت کی ناکامی" کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! میرے فاضل دوست relevant نہیں ہیں۔ آپ براہِ مہربانی انھیں ٹوکیں کہ اپنی تحریک سے متعلقہ بات کریں۔

جناب سپیکر ، وہ کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب سپیکر! میں اسی طرف ہی آ رہا ہوں۔ میرے بھائی چودھری اقبال صاحب کیوں فکر مند ہو رہے ہیں؛ میں زراعت پر ہی بات کروں گا ۔ اور میں نے شروع بھی اسی بات سے کیا تھا کہ حکومت زراعت کی ترقی اور فروغ کےلیے کوئی دلچسپی نہیں لے رہی ۔ یہ قلم دان پتا نہیں ان کے پاس ہے یا کسی اور کے پاس ہے' کم از کم مجھے تو اس کا علم نہیں ۔ جناب سپیکر! اگر یہ فرماتے ہیں تو میں یہ باتیں نہیں کرتا لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ جو وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا کہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ لیکن دوسرے پہیے کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا گیا ہے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ترقیاتی فنڈز حکومتی اراکین کو تو مل رہے ہیں۔ لیکن اپوزیشن اراکین کو نہیں مل رہے ۔ کیا اس طریقے سے یہ گاڑی ایک پہیے سے چل سکتی ہے؟ اگر دوسرا پہیہ نہ ہو تو یہ گاڑی نہیں چل سکتی۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ گاڑی عنقریب ایکسیڈنٹ کا شکار ہونے والی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے استدعا کروں گا کہ یہ تضاد روا نہ رکھیں ۔ اور اگر یہ ترقیاتی فنڈ حکم ران جماعت کو دے رہے ہیں تو اپوزیشن کے چند ارکان کو بھی ضرور دیں۔

جناب سپیکر! یہاں وزراء سمیت اراکین اسمبلی بھی بار بار ساڑھے تین سال کی بات کرتے ہیں ۔اب آپ حکومت میں ہیں ۔ آپ ہی کوئی اچھی روایات قائم کریں۔ اگر سابقہ حکومتوں نے کوئی اچھی روایات نہیں دیں تو کیا آپ نے ان کی پیروی کرنی ہے؟ آپ اچھی روایات دیں اور وزرائے کرام جب اپنی wind up speech کرتے ہیں تو پالیسی کی بات وہ بھی نہیں کرتے ۔۔۔۔

جناب صفدر شاکر ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔اگر ہم انھیں فنڈ دے دیں تو کیا گاڑی کا

ایکسیڈنٹ نہیں ہوگا؟ جناب والا! میری بات نوٹ کر لیں کہ اس گاڑی کا اب کبھی ایکسیڈنٹ نہیں ہوگا۔ ہم نے وہ لائن سیدھی کر دی ہے کہ جس پر ایکسیڈنٹ ہوتے تھے۔ اب یہ حکومت ان شاء اللہ پانچ سال چلے گی۔ آئندہ بھی پانچ سال چلے گی۔

جناب سپیکر، جی، منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ تو ان کی بات میں کچھ اضافہ نہیں کرنا چاہیں گے؟

جناب سپیکر، آپ نے نوٹ کر لیا ہے۔ یہ کافی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حکومت محکمہ زراعت میں زیادہ دل چسپی نہیں لے رہی۔ اسے low priority پہ رکھا گیا ہے۔ اور جیسے کہ میں نے عرض کیا کہ زراعت اس ملک، اس صوبے کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ جناب سپیکر! کاٹن ایک ایسی فصل ہے جو کہ نقد آور ہے۔ میں کہوں گا کہ 60 فی صد زر مبادلہ اس فصل سے کمایا جاتا ہے۔ لیکن جناب سپیکر! آپ حیران ہوں گے کہ ابھی تک آٹھ سے دس لاکھ گانٹھیں فیکٹریوں میں پڑی ہیں اور میرے بھائی، جو کہ جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں جہاں پہ کپاس ہوتی ہے، وہ بخوبی جانتے کہ جو کپاس کو بیچ چکے ہیں ان کی رقم بھی انھیں نہیں ملی۔ میرے بھائی میاں امتیاز لالیکا اور عرفان احمد خان ڈاہا میری تائید کریں گے، کیونکہ مجھے اس بات کا بھی علم ہے کہ ان کے پیسے بھی ابھی تک رُکے ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ ایسی فصل ہے جس پر حکومت کو بھر پور توجہ دینی چاہیے اور حکومت نے زراعت کے لیے یہ جو بھاری رقوم مختص کی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل فضول خرچ ہے جو کہ غیر ترقیاتی اخراجات پر صرف ہو رہا ہے۔ کتنے ہی ادارے بنائے گئے ہیں۔ ایوب ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کو دیکھیں وہاں آٹھ سو سے زائد پی ایچ ڈی کام کر رہے ہیں۔ لیکن ہر فصل کی ریسرچ، چاہے وہ کپاس ہے، گندم ہے، چاہے وہ پھل دار اجناس ہیں، چاہے وہ سبزیات ہیں، صرف ایک چار دیواری تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارا فضول خرچ ہے جو کہ زراعت پر کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! آپ خوراک کے بحران سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اس ایوان میں بھی اس پر بحث ہوئی اور اس کے بعد بجٹ تقاریر میں بھی اس پر باتیں ہوئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ جو بحران اب تک ختم نہیں ہوا۔ خوراک کا بحران جاری ہے اور جاری رہے گا کیونکہ گندم ہمارے صوبے میں اتنی پیدا نہیں ہوئی جتنی کہ ہم توقع کر رہے تھے یا جتنی ہمیں ضرورت ہے جیسا

کہ میرے بھائی سعید اکبر صاحب نے کہا ہے' اب حکومت گھروں سے گندم نکال رہی ہے۔ لوگوں نے اپنے پاس پورا سال کھانے کے لیے جو گندم رکھی ہوئی ہے وہ بھی نکالی جا رہی ہے۔ جناب سپیکر! یہ کتنی زیادتی ہے کہ ایک کاشت کار اپنی محنت سے فصل اگاتا ہے اور جب اس کی محنت کے صلے کا وقت آتا ہے تو اس کے ساتھ اس طرح زیادتی کی جاتی ہے۔جناب والا! گندم تجارتی بنیاد پر کسی نے کاشت نہیں کی ' گندم تجارتی نقطہ نظر سے کوئی بھی کاشت نہ کرتا تھا' کیونکہ اس کی پیداوار کے نرخ بہت کم تھے۔ میرے دوست یہ کہیں گے کہ وزیراعظم کے زرعی پیکج میں گندم کی قیمت بڑھا دی گئی ہے۔ جناب سپیکر! گندم کی قیمت ایسے وقت میں بڑھائی گئی جب کہ لوگ یہ فصل برداشت کرنے والے تھے' جب کہ ہونا یہ چاہیے کہ پیکج اس وقت دیے جائیں جب کہ بوائی کا موسم ہوتا ہے۔ جناب والا! پیکج بہت کم' ترغیبات بہت کم میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی عرض کیا تھا کہ جنوب پہ کوئی توجہ نہیں دی جا رہی' جنوبی پنجاب پہ کوئی توجہ نہیں دی جا رہی ۔ اگر ترقیاتی کام ہو رہے ہیں۔ اگر لاہور شہر میں ہو رہے ہیں۔

مالدیپ کے پارلیمانی وفد کی گیلری میں آمد

جناب سپیکر. منیس صاحب! صرف دو منٹ کے لیے تشریف رکھیں۔ مجھے ایک اعلان کرنا ہے-----

ہمارے پاس مالدیپ سے ایک پارلیمانی وفد آیا ہے جو سپیکر بکس میں تشریف فرما ہے تو میں انھیں خوش آمدید کہتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

I would like to inform the House that a Parliamentary Delegation from Maldives is with us now in the Speaker's Box. The Delegation is headed by H.E. Abdullah Hameed, Speaker of Citizens' Majlis Republic of Maldives. (applause) The other Members of the Delegation are Mr Abdul Hameed, Abdul Hakeem, Miss Fathmah Sheereen, Mr Muhammad Nasheed and Mrs Amunath Zahira. On behalf of the Members of the House I whole heartedly welcome the Honourable Guests and wish them happy stay in Pakistan and in Punjab. (applause)

I would like to inform the Honourable Guests, that

the proceedings they are witnessing relates to the voting on supplementary demands of theBudget for the year 1996-97.Thanks.

جی منیس صاحب! اب آپ جاری رکھیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ' جناب سپیکر! جناب سپیکر! گو آپ نے بحیثیت سپیکر Honourable Delegation کو ایوان کی جانب سے خوش آمدید کہہ دیا ہے لیکن میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ. On behalf of the Opposition I also welcome the Delegation.

MR SPEAKER: Thank your. Minister for Finacne.

MINISTER FOR FINANCE: On behalf of the Leader of the House who is not in the House at the moment I extend whole hearted welcome on behalf of the treasury benches to the Delegation of Maldives.

جناب سپیکر، منیس صاحب! اب آپ کو اپنی تقریر ختم کرنی پڑے گی کیونکہ وقت کم ہے اور ایک بجے guillotine apply ہو گی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جی' بہتر ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جنوبی پنجاب زراعت کا دل ہے اور سب سے زیادہ آمدنی یہیں سے ہوتی ہے۔ لیکن اس پہ اتنا خرچ نہیں کیا جاتا' اتنے ترقیاتی کام نہیں کیے جاتے۔ میں اس کے لیے ایک دو مثالیں دوں گا کہ لاہور میں انڈر پاس بھی بنتے ہیں' یہاں پہ پارک بھی بنتے ہیں۔ مجھے اس بات پر قطعاً اعتراض نہیں کہ کیوں بنتے ہیں۔ یہ بھی ہمارے بھائی ہیں' وسطی پنجاب بھی ہمارا بھائی ہے' شمالی پنجاب بھی ہمارا بھائی ہے لیکن ایک کاشت کار ہونے کے ناتے' میں نے عرض کیا ہے کہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے۔ یہاں 60 فی صد زرمبادلہ زراعت سے ہی حاصل کیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! اگر موٹر وے بنے گا تو وہ بھی شمال میں بنے گا' اگر اس کی توسیع ہو گی تو وہ بھی شمال میں ہو گی لیکن جنوبی پنجاب کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔جناب والا! گو کہ یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر بہت بات کی جا سکتی ہے لیکن آپ کا حکم ہے کہ آپ ایک بجے "قتل عام" کرنا چاہتے ہیں' guillotine apply کرنا چاہتے ہیں اس لیے میں چند تجاویز دیتے ہوئے اپنی بات کو ختم کروں گا۔

جناب سپیکر! جب زرعی ٹیکس نافذ کیا گیا تو بتایا گیا کہ رواں مالی سال میں سوا ارب روپے
س کی وصولی ہوگی اور آئندہ سال کے لیے ان بے چارے غریب کسانوں سے ڈیڑھ ارب روپیہ لیا
ئے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر انھیں incentives بھی دے دیے جاتے تو شاید اتنا شور نہ پڑتا اور
شت کار اتنا تنگ نہ ہوتا۔ جناب سپیکر! یہ ایک ایسا شعبہ ہے جو کہ بالکل فطرت کے تابع ہے۔
بمی حالات آپ کے سامنے ہیں' قدرتی آفات آپ کے سامنے ہیں اور بے چارہ کسان جو محنت کرتا
ہے ' اپنا پیسہ لگاتا ہے وہ قدرت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بہتر ہوتا اگر crop insurance کی پالیسی
ہلے دے دی جاتی اور اس کے بعد اس زرعی ٹیکس کا نفاذ کیا جاتا۔ جناب سپیکر! میں اب بھی آپ
ی وساطت سے حکومت سے استدعا کروں گا کہ کہ لازماً crop insurance کی جائے تاکہ قدرتی آفات
موسمی حالات کی صورت میں کسان کو کچھ ریلیف مل سکے آپ نے دیکھا کہ جب گندم کی برداشت کا
قت تھا تو اس وقت بارشیں آئیں ' ژالہ باری ہوئی اور اس کے نتیجے میں بے پناہ نقصان ہوا جو اس
لندم کی کمی کا موجب بنا۔ یہاں کپاس اگانے والے علاقوں کے میرے بھائی تشریف رکھتے ہیں وہ
لنتے ہیں کہ کپاس کی بوائی کے وقت بارشیں آئیں' کافی نقصان ہوا۔ ایک دفعہ نہیں بلکہ میں اپنی
ثال دیتا ہوں کہ چار چار ' پانچ پانچ دفعہ ہم کپاس کی بوائی کر چکے ہیں۔ جناب والا! crop
insurance انتہائی ضروری ہے۔ اس کے علاوہ جیسے میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ زراعت کو
نڈسٹری کا درجہ دیا جائے۔ جب تک زراعت کی طرف پوری توجہ نہیں ہوگی وہ سہولتیں جو صنعت
کاروں کو مل رہی ہیں جب تک وہ نہیں ملیں گی اس وقت زراعت آگے نہیں بڑھ سکے گی۔ جناب
والا! یہ صحیح ہے کہ ہماری حکومت کی یہ کوشش ہے کہ وہ ترقی یافتہ ممالک کی تقلید کریں' جیسے بار بار
کوریا کی مثال دی جاتی ہے۔ کوریا خود پہلے ایک زرعی ملک تھا اور اس نے زراعت میں ترقی کی اور اس
کے بعد انڈسٹری میں ترقی کی لیکن ہم ابھی تک زراعت میں بھی ترقی نہیں کر سکے تو انڈسٹری میں
کس طرح ترقی کریں گے؟

جناب سپیکر: منیس صاحب' wind up کیجیے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں ایک اور گزارش کروں گا کہ پیداوار کی قیمت
inputs کے تناسب کے مطابق بنائی جائے۔ میں نے یہ بات صرف تنقید برائے تنقید کے لیے نہیں
کی' بلکہ جو بھی معزز وزیر wind up کریں گے بجائے اس کے کہ وہ یہ کہیں پچھلی حکومت یہ کرتی

تھی اور موجودہ حکومت یہ کرتی ہے ۔میری گزارش ہوگی کہ میں نے جو چند تجاویز دی ہیں ان پر ضرور عمل کریں ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ عرض کرتا ہوں کہ میری کٹوتی کی تحریک منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جناب وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں آپ کا شکرگزار ہوں ۔ حسب روایت اب بھی ان اعتراضات میں کوئی ایسی ٹھوس بات نہیں پائی گئی جس پر میں ان کا جواب دے سکوں۔ فاضل رکن جناب سعید احمد خان منیس نے یہاں پر یہ کہا کہ اب یہ ممبران جب گھر جائیں گے تو ان کو کوئی اچھی خوش آمدید نہیں ملے گی ۔ ہاں' یہ ان کی پالیسی کے مطابق بالکل ٹھیک ہے۔ ساڑھے تین سال کے عرصے میں انھوں نے تو یہی پالیسی رکھی کہ نہ ہم کچھ کریں گے اور نہ ہمیں کوئی کوسے گا ۔ جناب سپیکر! اس حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ صوبے اور عوام کی بہتری کے لیے ایسے اقدامات کیے جائیں گے جو دور رس نتائج پیدا کریں گے اور وہ پالیسی سارے صوبے کے سامنے آ چکی ہے۔ اس حالیہ اجلاس کے دوران جو قانون سازی کی گئی ہے ان شاء اللہ اس کا نتیجہ قوم کے اور خاص طور پر صوبے کے سامنے آئے گا۔ محکمہ زراعت اور زراعت پیشہ کو ریڑھ کی ہڈی کی مثال دی گئی۔ اس میں کوئی شک نہیں اور کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ کیا اسی لیے انھوں نے ساڑھے تین برس میں اس محکمے کو کوئی اہمیت نہ دی ؟ اسی لیے یہاں بات کرتے ہیں کہ کاشت کار کو incentive دینے چاہئیں؟ اسی لیے انھوں نے ساڑھے تین سال میں کوئی incentives نہ دیے پھر یہاں پر فاضل رکن جناب سعید احمد خان منیس نے crop insurance کی بات کی ۔ ٹھیک ہے' یہ ان کی ایک تجویز ہے۔ یہ ایک فقرے میں ایک تجویز کا ذکر کر گئے ہیں کہ یہاں crop insurance نافذ کی جائے وہ تجویز کیا ہے ؟ اس کو کن اصولوں پر نافذ کیا جائے ؟ اس کی کیا کیا شرائط و ضوابط ہوں؟ انھوں نے یہاں کچھ بھی پیش نہیں کیا۔ اگر یہ اس سلسلے میں کوئی باقاعدہ سکیم پیش کر سکتے ہیں تو ہم انھیں welcome کریں گے۔ جناب والا ! محکمہ زراعت کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے محکمہ زراعت خود اپنے پاس رکھا ہے تاکہ اس کے بارے میں فیصلے کرتے وقت اور پالیسی بناتے وقت سرخ فیتے کو درمیان سے ختم کر دیا جائے اور باقی محکمہ جات کی طرف سے اکثر و بیشتر جو دیر ہوتی ہے اور پالیسی کے عمل میں تاخیر ہوتی ہے اس کو کم سے کم کیا جائے' تو ہم welcome کرتے ہیں۔ لیکن وہ اس وقت بھی گپ شپ

میں مصروف ہیں اور میری اس پیش کش کو بھی نہیں سن رہے کہ اگر وہ تجویز لائیں گے توہم ضرور غور کریں گے۔

جناب والا ! یہ یہاں پر جو incentives کا ذکر کرتے ہیں تو حکومت وقت اس ٹیکس کو لگانے سے پہلے ہی کچھ incentives کا اعلان کر چکی تھی اور کچھ ٹیکس لگانے کے بعد بھی اعلان کیے گئے ہیں ۔ گندم کی امدادی قیمت کے بارے میں میں یہاں پر بہت دفعہ کہہ چکا ہوں اور یہاں بار بار کہنا کوئی اچھی بات نہیں۔ لیکن پاکستان کی تاریخ میں اتنا بڑا jump کبھی ایک سال میں نہیں دیا گیا۔ گندم کی امدادی قیمت میں پچپن روپے کا jump دیا گیا۔ اسی طرح میں ٹریکٹر کی قیمت میں کمی کا ذکر کر چکا ہوں اور مختلف اجناس اور باغات کے لیے جو ریسرچ سٹیشن قائم کیے جائیں گے اس کے لیے بجٹ میں ایک خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ میں اس کا بھی ذکر کر چکا ہوں اور پھر یہ کہ ان کے علاوہ سب سے بڑا incentive یہ ہے کہ جو رقم زرعی انکم ٹیکس سے وصول ہوگی وہ تمام کی تمام دیہی علاقے میں خرچ کی جائے گی' وہ رقم نہری نظام کی بہتری کے لیے' کھیت تا منڈی سڑکوں کے لیے اور دیہی ضروریات کی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے استعمال کی جائے گی۔جناب والا! یہاں اور تو کوئی ایسی ٹھوس بات نہ تھی' اس لیے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ ان کی کٹ موشن مسترد کی جائے اور مطالبہ زر منظور کیا جائے ۔

جناب سپیکر، جی' شکریہ سردار صاحب! اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 24 زراعت کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر ،اب سوال یہ ہے،

کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، ضمنی بجٹ 97-1996، پر جو Cut Motions آئی تھیں اب ہم اس کے اوپر کارروائی ختم کرتے ہیں اور قاعدہ نمبر (4)144 کے تحت guillotine کا اطلاق کر کے مطالبات زر پر رائے شماری شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے مطالبہ زر نمبر 1

مطالبہ زر نمبر 1

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک ضمنی رقم جو 31 لاکھ 32 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997، کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اشتمام برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 2

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 47 لاکھ 71 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997، کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 3

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک ضمنی رقم جو 84 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997، کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 4

جناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک ضمنی رقم جو 46 کروڑ 12 لاکھ 2 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997، کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 5

جناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 28 لاکھ 84 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997، کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 6

جناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک ضمنی رقم جو 65 لاکھ 65 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997، کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 7

جناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک ضمنی رقم جو 9 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ریلیف برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 8

جناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک ضمنی رقم جو 42 کروڑ 17 لاکھ 42 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پینشن برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 9

جناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک ضمنی رقم جو 43 لاکھ 17 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 10

جناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک ضمنی رقم جو 15 کروڑ 82 لاکھ 70 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سبسڈیز برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 12

جناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک ضمنی رقم جو 9 کروڑ 93 لاکھ 39 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد میڈیکل سٹور اور کوئلے کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 13

جناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 14

جناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال

کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صوبائی آب کاری برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 15

جناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 16

جناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس اور محصولات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 17

جناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 18

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد انتظام عمومی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 19

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عدل گستری برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 20

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جیلیں اور سزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

(اس مرحلے پر راجا خالد خان کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

مطالبہ زر نمبر 21

جناب چیئرمین(راجہ محمد خالد خان): اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عجائب خانہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 23

جناب چیئرمین: اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 25

جناب چیئرمین: اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ویٹرینری برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 26

جناب چیئرمین: اب سوال یہ ہے،

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے
اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997، کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 27

جناب چیئرمین، اب سوال یہ ہے ،

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997، کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ صنعتیں برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 28

جناب چیئرمین ،اب سوال یہ ہے ،

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997، کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 29

جناب چیئرمین، اب سوال یہ ہے ،

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997، کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے

طور پر بسلسلہ مد شہری تعمیرات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 30

جناب چیئرمین، اب سوال یہ ہے ،

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 31

جناب چیئرمین، اب سوال یہ ہے کہ۔

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 32

جناب چیئرمین، اب سوال یہ ہے ،

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 33

جناب چیئرمین: اب سوال یہ ہے:

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 34

جناب چیئرمین: اب سوال یہ ہے:

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی صحت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 35

جناب چیئرمین: اب سوال یہ ہے:

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شاہرات و پل برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 36

جناب چیئرمین: اب سوال یہ ہے:

"کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997، کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مطالبہ زر نمبر 37

جناب چیئرمین، اب سوال یہ ہے،

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1997، کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپل کمیٹیز / خود مختار ادارہ جات وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

MR CHAIRMAN: Minister for Finance.

MINISTER FOR FINANCE: Thank you Mr Chairman. I lay -

"The Supplementary Schedule of Authorised Expenditures for the year, 1996-97" on the Table of the House.

MR CHAIRMAN: "The Supplementary Schedule of Authorised Expenditures for the year, 1996-97" has been laid on the Table of the House.

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **SHAHID HAMID**, Governor of the Punjab, hereby prorogue the Assembly with effect from June 28, 1997 on the conclusion of the sitting on that day."